

قرآن کا دیش اور عیسٰی باد میں شہن کی مست کتب کا مجموعہ

# حَمْدُ اللّٰهِ كَرِيْمًا اور الناکامیں منظر

یزیدیت مُردہ باد

عیسائیت زندہ باد

مصنف

فیض رسول نقشبندی عطاری

نقد و ثنائی

ایضاً القاری مولانا غلام حسن قادری  
مفتی دارالعلوم اسلامیہ قادریہ

اکبر الیوم

قرآن وحدیث اور جیٹ لہاد محمد نبی کی مستند کتب کا مجموعہ

# حَقِّ التَّقْوَىٰ كَرِيمًا اور اُن کلمیں منظر

یزیدیت مُردہ باد

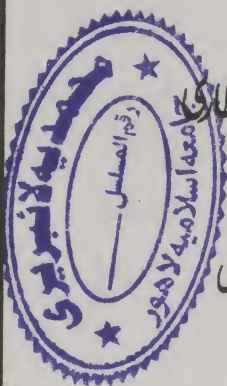
مُسننیت زندہ باد

مصنف

مولانا فیض رسول نقشبندی عطاری

نظر ثانی :

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری  
مفتی دارالعلوم جہانگیرا خٹک



اکبر پبلشرز

پریس سٹریٹ ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022



## جملہ حقوق محفوظ ہیں

حقائق کربلا اور ان کا پس منظر	نام کتاب:
(باجواب) واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر	از قلم:
مولانا فیض رسول نقشبندی عطاری	پروف ریڈنگ:
مولانا قاری محمد نواز اختر گوندل	
مولانا محمد شریف نوری قادری	
مولانا مفتی فیاض الحسن سعیدی	
مولانا مفتی غلام حسن قادری	تصحیح و نظر ثانی:
۲۰۱۰ء	اشاعت:
450/-	قیمت:

اکبر پبلشرز

زبیر نیشرز ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

## انتساب

شمس العلماء ابوالفضل محمد اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
 میں اپنی محنت شاقہ خدمت جلیلہ کو ان کے نام کرتا ہوں جن کی نظر  
 عنایت اور دعاؤں نے مجھے اس قابل کیا اور والد مرحوم رشید احمد ولد میاں  
 عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ جن کی کاوشوں سے ناچیز اس قابل ہوا کہ اہلبیت کی عظیم  
 بارگاہ میں اپنا نذرانہ عقیدت پیش کر سکا اللہ رب العزت اس کے صدقے میں ان  
 کے درجات کو بلندی عطا فرمائے اور ان نیکوں کے صدقے میں اس کاوش کو اللہ  
 تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہر خاص و عام کو اس سے استفادہ کرنے کی  
 توفیق عطا فرمائے۔ آمین



## نذر عقیدت

پیر طریقت راہبر شریعت وارث علوم نبوت حضرت میاں خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی اور ان کے والد ماجد پیر طریقت راہبر شریعت بانی تحریک مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ زینب آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں جن کی ایک نگاہ فیض نے ناچیز کو اس قابل کر دیا اور مناظر اسلام استاد العلماء فاتح نجدیت و دیوبندیت حضرت علامہ مولانا مفتی ابن مفتی محمد سعید احمد اسعد صاحب فیصل آباد جن حقیقی صحبت سے فیض یاب ہو کر اس قابل ہوا اور اس مقام پر پہنچا اللہ رب العزت ان کے فیوض و برکات کو عام فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم





## الاهداء

بحضور تاجدار کربلا سید الشہداء مظہر شجاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم  
 پیکر عشق و محبت منبعصر و استقامت سید شہاب اہل جنت مقصد اہل عقیدت و محبت  
 ریحان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و لبند مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نور دیدہ مخدومہ  
 کائنات سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے رفقاء جن کی نظر عنایت و نگاہ فیض سے مجھ جیسے نکلے کو ان  
 پاک باز ہستیوں کی بارگاہ میں مدح سرائی کیتوفیق نصیب ہوئی ان کے حقیقی شرعی  
 مقام سے عوام الناس کو روشناس کرانے کی سعادت نصیب ہوئی  
 خاکپائے سب کو چہ اہل بیت نبوت و اصحاب علیہم الرضوان  
 فیض رسول نقشبندی عطاری

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ میری میرے والدین کی  
 میرے اساتذہ کی میرے احباب اور معاونین کی میرے تلامذہ اور میرے  
 قارئین کی میرے ناشرین کی اور تمام مومنین کی مغفرت فرمائے اور ہم سب کو  
 سعادت اور فلاح دارین عطا فرمائے اللہ رب العزت کا بے شمار مرتبہ شکر ادا کرتا  
 ہوں اے اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرما اور ہر خاص و عام کو استفادہ کرنے کی

توفیق عطا فرما اور مجھے دین حقہ پر ہمیشہ کے لیے قائم رکھ مزید دین متین اور  
مسک حق اہلسنت وجماعت کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

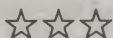
وصل اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ

والہ وسلم خاتم النبیین سید المرسلین شفیعنا یوم الدین و علیٰ له

و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ و امتہ اجمعین

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

سبحانک و بحمدک استغفرک و اتوب الیک



## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین
3	انتساب
4	نذر عقیدت
5	الاہداء
44	تبرکات اکابر
44	امام المناظرین فاتح بخدیت و دیوبندیت حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد اشرف سیالوی صاحب سرگودھا
49	پیر طریقت حضرت علامہ مولانا فقیر غلام رسول قاسمی صاحب سرگودھا
52	عظیم سکا لر حضرت علامہ مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی فاضل بغداد شریف و بھکی شریف (ایم اے پی ایچ ڈی)
54	عرض مصنف
56	مقدمہ
56	دیوبندی لڑکی شیعوں کے نکاح میں
58	تعزیه نکالنے کی اجازت
58	شیعوں کی مدد کا فتویٰ
61	چیلنج
63	تھانوی صاحب کے پاس شیعہ کی آمد
68	داتا دربار پر دیوبندیوں کی حاضری
70	نیا زیں
72	نذرانوں کا ثبوت



- 75 معنی ہدیہ
- 77 شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام
- 80 دوسرا رخ
- 80 حکایت
- 81 تھانوی کا حرام کھانا
- 83 لمحہ فکریہ
- 86 حرام کی اجازت
- 91 چومنے کا ثبوت
- 94 فوائد حدیث شریف
- 95 شرک میرے بعد نہیں ہوگا
- 96 فوائد حدیث
- 98 دوسرا رخ
- 99 دیوبندیوں و ہابیوں کی خیانت
- 101 دہشت گردی ختم کرنے کا نسخہ
- 101 کافروں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم
- 104 قتل ناحق
- 106 صد سالہ جشن میں اندرا گاندھی
- 109 حرام حلال کیا لئے پھرتے ہو
- 110 نفس پرست مولوی
- 112 اعتراض
- 115 امام الوہابیہ علم غیب کے متعلق لکھتے ہیں
- 116 علم ماکان و مالکون کا ثبوت

- 120 اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں
- 121 تھانوی کا دو غلا پن
- 122 مناظرہ سوال و جواب
- 124 دیوبندیوں کا خدا عز و جل عالم الغیب نہیں
- 127 حاضر و ناظر کا ثبوت
- 130 معنی شہادت
- 133 فرشتہ ملک الموت حاضر و ناظر ہے
- 133 سوال اعتراض
- 137 اختیارات مصطفیٰ ﷺ کا ثبوت
- 139 تین نمازیں معاف کر دیں
- 142 شیخ عبدالحق کا مقام
- 145 جنس وہابی اپنا پیشوا کہتے ہیں
- 149 وہابی ہونے کا ثبوت
- 149 کیا دیوبندی وہابی نہیں
- 156 ادب کیا صحابہ نے
- 158 دوسرا رخ
- 161 وہابی مذہب کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان پر دیوبندی کا مکمل ایمان
- 161 دیوبندی کا نجات دہندہ مولوی رشید ہے
- 162 دیوبندی خدا
- 162 وہابیوں دیوبندیوں کا خانہ کعبہ گنگوہ ہے
- 167 اہلسنت و جماعت کی پہچان
- 171 میری امت ۸۳ فرقوں میں بٹ جائے گی

- 172 شرح حدیث
- 177 علامت اہلسنت و جماعت
- 178 بدعتی کون
- 180 شیخ بندیا لوی کے قلم سے یزید کی تعریف و ثنا کے انداز
- 181 **باب اول**
- 184 ماخذ پر ایک نظر
- 188 ذلیل اور گمراہ کرنے والا علامہ ابن حجر کی نظر میں
- 189 ابن تیمیہ کی تکفیر سازی
- 191 شاہ عبدالعزیز کا مقام دیوبندیوں کے نزدیک
- 192 ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ غیر معتبر ہے
- 193 حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:
- 193 ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام علماء محدثین کی نظر میں
- 194 اعتراضات کے جوابات
- 197 کیا انبیاء کے علاوہ کسی پر درود و سلام پڑھنا حرام ہے
- 199 قاضی سلمان منصور پوری لکھتے ہیں
- 199 اس کتاب کا مقام وہابیوں کے نزدیک
- 200 علامہ ذہبی کی تصدیق امام طبری کے بارے میں
- 202 امام طبری کی صفائی امام بخاری سے
- 203 امام طبری کی صفائی شاہ عبدالعزیز کے قلم سے
- 204 مورخین کی صفائی دیوبندیوں کے قلم سے
- 206 یہ مؤرخین ابن خلدون کی نظر میں
- 206 امام طبری کا مقام امام سیوطی کی نظر میں اور شارح مسلم امام نووی



- 207 امام عبدالوہاب السبکی کی صفائی امام طبری کے بارے میں
- 207 علامہ ابن حجر عسقلانی کی مہر تصدیق امام طبری پر
- 208 ابوحنیف کی صفائی
- 208 دیوبندی مناظر اسلام امین صفدر اکاڑوی لکھتے ہیں
- 210 خطیب بغدادی اور علامہ ابن کثیر کا نظریہ طبری کے بارے میں
- 211 شیخ شبلی نعمانی سید سلیمان ندوی امام ابن جریر طبری کے بارے میں لکھتے ہیں
- 212 ابن تیمیہ کی زبان و قلم سے مہر تصدیق علامہ ابن جریر طبری پر
- 213 حرف آخر: دارالعلوم دیوبند کا دینی و علمی و اصلاحی ماہنامہ کے نزدیک مقام و عظمت علامہ ابو جعفر ابن جریر طبری
- 214 امام ابو حامد الاسفرائینی کا خراج تحسین
- 214 امام ابو حامد احمد بن ابی طاہر بن احمد الاسفرائینی المتوفی ۴۰۶ھ کا مقام
- 215 امام ابو محمد عبد اللہ بن اسعد یافعی الیمنی رحمۃ اللہ الہی المتوفی ۶۸۷ھ ہجری
- 216 امام محمد بن اسحاق کا مقام
- 216 حافظ جمال الدین یوسف الحمزی محمد بن اسحاق کے متعلق لکھتے ہیں
- 218 امام محمد بن اسحاق کو کاذب کہنے کا جواب
- 221 شبلی نعمانی سلیمان ندوی دیوبندی کی مہر تصدیق
- 222 **باب دوم**
- 222 بندیالوی صاحب لکھتے ہیں
- 224 صحابی اور اہل بیت کے عظیم فرد کا فتویٰ کہ یزید اہلیت کا قاتل ہے
- 225 اور اب ابن عباس کا صاف جواب
- 230 حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے گستاخ ملاؤں کی تحریریں
- 230 گستاخ نمبر ۱

- 231 گستاخ نمبر ۲  
232 گستاخ نمبر ۳  
232 گستاخ نمبر ۴

### باب سوئم

- 237 یزید کی ولی عہدی کی داستان  
237 یزید کو ولی عہد کرنے کے اسباب  
240 حضرت سعید بن عثمان بن عفان کا بیان  
240 حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر کا انکار بیعت یزید سے ثبوت بخاری شریف سے  
241 امام جلال الدین سیوطی کا بیان بریزید و مروان علیہ ما علیہما پر  
242 ابوبکر ابن العربی کا عبداللہ بن عمر کی بیعت پر تبصرہ  
243 امام حسین و عبدالرحمن و عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر پر ابوبکر ابن عربی کا تبصرہ  
245 امام سیوطی عبداللہ بن عمر کے متعلق لکھتے ہیں  
246 علامہ وشتانی مالکی حضرت عبداللہ بن عمر امام حسین اور عبداللہ بن زبیر کے متعلق لکھتے ہیں  
246 یزید کا تقرر خلافت نہیں بلکہ ملوکیت ہے  
249 یزید کی بیعت کا ذکر حافظ ابن کثیر یوں لکھتے ہیں  
249 حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں  
250 امام حسین عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر نے یزید کی بیعت نہ کی۔  
250 فوائد  
251 وحید الزمان وہابی حضرت عبداللہ بن عمر کی بیعت کا ذکر یوں کرتے ہیں  
254 علامہ ابن خلدون یزید کی بیعت ولی عہدی پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں

- 255 ایک اشکال کا ازالہ
- 256 ازالہ وہم
- 256 یزید فاسق و فاجر تھا
- 257 باپ کی وصیتیں یزید کو
- 259 نمبر ۳ وصیت
- 260 قرآن وحدیث کی روشنی میں ماں باپ کا نافرمان سیدھا جہنمی ہے
- 263 اعتراض
- 264 چور پکڑا گیا
- 265 لوجناب یزید کی تعریف کا صفایا وہابی نے کر دیا
- 265 علامہ ابن جعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں
- 267 **باب چہارم**
- 267 جہاد قسطنطنیہ کا تحقیقی جائزہ
- 269 بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں
- 270 ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں
- 272 نیز ابن کثیر لکھتے ہیں
- 273 حدیث قسطنطنیہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ
- 273 امام بخاری لکھتے ہیں
- 274 علم غیب کا ثبوت
- 275 شرح حدیث حاشیہ بخاری میں یوں لکھتے ہیں
- 277 حدیث قسطنطنیہ پر قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا تبصرہ
- 278 یزید کا کردار بدل گیا پہلے والا نہ رہا، یہی لکھتے تھے



- 279 یزید جہاد قسطنطنیہ میں امیر نہ تھا امام بدر الدین عینی لکھتے ہیں قاری طیب صاحب کے قلم سے
- 281 مزارات پر حاضری اور وسیلہ کا ثبوت
- 281 فوائد حدیث
- 283 علامہ قسطلانی شارح بخاری لکھتے ہیں یزید مغفرت میں داخل نہیں
- 285 جہاد کرنے کے باوجود جہنمی بخاری کا جواب بخاری سے
- 285 اللہ فاسق سے دین کی مدد کروا تا ہے اور علم غیب کا ثبوت
- 286 فوائد حدیث
- 286 شیخ وحید الزمان کا موقف حدیث قسطنطنیہ کے بارے پڑھیے
- 288 یہ جہاد تاریخ کے آئینہ میں علامہ ابن الاثیر لکھتے ہیں یزید امیر لشکر نہ تھا
- 288 ترجمہ قاری طیب کے قلم سے
- 289 یہ ہے بندیالوی کے باپ کا شوق جہاد
- 291 یزید نے جہاد ختم کا فتویٰ دیا
- 291 علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں اس جہاد میں یزید امیر نہ تھا ترجمہ دیوبندی قلم سے
- 292 حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں یزید کمانڈر چیف نہ تھا
- 293 حدیث قسطنطنیہ پر فقہی اور فنی تحت
- 293 راوی حدیث کے یہ ہیں
- 294 اصول حدیث
- 294 پہلا راوی
- 294 دوسرا راوی
- 295 تیسرا راوی
- 295 چوتھا راوی

- 296 مرسل روایت کی تحقیق
- 297 ایک شبہ کا ازالہ
- 297 تقریب التہذیب
- 298 حدیث قطن ظنیہ اشرف علی تھانوی دیوبندی کے نزدیک بالکل ضعیف ہے
- 299 بخاری کا جواب بخاری سے پڑھیے یزید بیوقوف اور ملعون مغفور نہیں  
مغفوض تھا
- 299 باب میری امت کی ہلاکت بد عقل لڑکوں کے ہاتھ سے ہوگی
- 300 شرح حدیث حاشیہ بخاری سے پڑھیے:
- 301 شروحات حدیث پر ایک نظر امام بدرالدین عینی لکھتے ہیں
- 302 شیخ الاسلام الدین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں
- 303 ملا علی قاری لکھتے ہیں
- 304 شرح حدیث چھوکر ایزد لعنتی تھا وحید الزمان وہابی لکھتے ہیں
- 306 بقول تھانوی کے بارگاہ مصطفوی کا حضور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی  
شرح حدیث یوں لکھتے ہیں
- 307 حدیث حضرت امام مسلم بن حجاج القشیری لکھتے ہیں
- 309 اہل بیت سے محبت کرنا فرض ہے
- 309 شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں
- 309 یزید نے اہل بیت کی توہیہ کی اور قتل پر راضی ہوا اور اس پر لعنت کرنا جائز ہے
- 311 یزیدیوں سے نفرت دلانے والا فتویٰ
- 311 حدیث
- 311 الجواب
- 312 حدیث

- 314 تھانوی صاحب کی حمایت مرزا قادیانی
- 314 الجواب:
- 315 بندیالوی صاحب لکھتے ہیں
- 315 تعارف ابن حزم الظاہری
- 316 ابن حزم خارجی تھا
- 316 عقائد ابن حزم ظاہری
- 317 قاضی ابوبکر محمد بن عبد اللہ المعروف ابن عربی المالکی لکھتے ہیں
- 317 ابن حزم قرآن کا منکر غیر مقلد پرانا وہابی ناصبی یزیدی تھا۔ بغیر وضو قرآن پڑھنا جائز کہتا تھا
- 318 ارشاد باری تعالیٰ ہے
- 319 بغیر وضو سجدہ تلاوت جائز ہے وہابی قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں
- 319 ابن حزم ظاہری غیر مقلد و خارجی ابن خلدون کی نظر میں تھا
- 321 ابن حزم کا عقیدہ یزید بہت برا تھا
- 322 حضرت عبد اللہ بن جعفر کے نزدیک یزید دین کا دشمن تھا
- 324 **باب پنجم**
- 324 واقعہ حرہ کا بیان
- 326 اسباب واقعہ حرہ یہ تھے
- 327 بندیالوی صاحب نے شیعہ کی حمایت کر دی
- 328 حضرت عبد اللہ کا مقام
- 329 فخر المحدثین شیخ محقق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں
- 332 شاہ صاحب کا مقام تھانوی کے نزدیک
- 332 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے یزید سے برأت کا اظہار کیوں کیا

- 333 حافظ ابن کثیر دمشق نقل کرتے ہیں
- 336 تجزیہ واقعہ حرہ اور موازنہ
- 338 دیوبندی ہابی تنظیموں کی ان کبی خدمات
- 340 سپاہ صحابہ اور جماعت اسلامی کے عجیب کارنامے
- 341 سپاہ صحابہ کے رہنماؤں نے قرآن جلادے
- 342 فیصل آباد میں سپاہ صحابہ نے قرآن نذر آتش کیے
- 343 لشکر طیبہ اور جماعت الدعوة کی عجیب خدمات
- 343 روزنامہ دن بروز جمعرات ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء جلد ۷ لاہور جماعت الدعوة پاکستان کے امیر حافظ اسلام آباد پہنچتے ہی گرفتار نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا
- 344 لشکر طیبہ نے پلاٹ پر ناجائز قبضہ کر لیا راتوں رات
- 344 جماعت اسلامی نے بیوہ کے پلاٹ پر قبضہ کر لیا
- 345 وہابیوں پر زلزلہ
- 345 اہلحدیث غیر مقلد وہابی نے قرآن جلادے: دل ہلا دینے والی خبر
- 346 لطیفہ
- 348 شیخ بندیا لوی کی بوکا لے بازیاں پڑھیے یزید کے خلاف اٹھنے والے باغی تھے
- 348 واقعہ حرہ احادیث کی روشنی میں
- 348 حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
- 349 حدیث نمبر ۱
- 349 نیز یہی شاہ صاحب لکھتے ہیں حدیث نمبر ۲
- 350 حدیث ۳
- 350 حدیث ۴
- 350 حدیث ۵



- 351 حدیث ۶: امام ابو داؤد روایت نقل کرتے ہیں
- 352 شرح حدیث
- 353 حدیث ۷
- 353 شرح حدیث
- 353 حدیث ۸
- 353 شرح حدیث
- 354 نیز لکھتے ہیں
- 354 حدیث ۹: بخدی شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں نبی زندہ ہیں
- 355 شرح حدیث
- 355 صحیح حدیث ۱۰۔ ابن کثیر لکھتے ہیں
- 356 حدیث ۱۱۔ یزید کی بیعت توڑنے کا ثبوت بخاری سے
- 356 ان احادیث اور بندیا لوی پر تبصرہ
- 358 محدث مفسر حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
- 358 حدیث ۱۲
- 359 امام سیوطی کا مقام تھانوی کے نزدیک
- 360 تعداد شہدائے حرہ
- 360 علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی نقل کرتے ہیں
- 361 علامہ عبد اللہ بن اسعد بن علی یافعی متوفی ۷۶۸ھ لکھتے ہیں
- 361 حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی لکھتے ہیں
- 362 تفسیر مظہری اور قاضی صاحب کا مقام دیوبندی علماء کے ہاں
- 362 شیخ وحید الزماں غیر مقلد وہابی کا واقعہ حرہ اور یزید پر تبصرہ
- 364 مورخین کا تبصرہ واقعہ حرہ پر

- 365 مدینہ شریف کی توہین اور ناکہ بندی
- 366 لڑائی کا آغاز
- 368 پگڑیوں اور جوتوں کا ڈھیر ابن کثیر دمشق لکھتے ہیں
- 369 یہ لٹیرے کون تھے جنہوں نے مدینہ کی حرمت کو پامال کرنے سمیت سب کچھ لوٹ لیا
- 370 نیز یہی لکھتے ہیں یزیدی مظالم کا نشانہ ۱۰ اڑس ہزار سات سو آدمی بنے
- 371 اس لرزہ خیز واقعہ میں بارہ ہزار چار سو ستانوے آدمیوں کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا
- اور ایک ہزار عفت مآب کی عزت لوٹی گئی
- 372 علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
- 372 اسلم قاسمی دیوبندی کا ترجمہ پیش خدمت
- 375 شہر شاہ خواجہ عبداللہ کی عظمت کیا تھی
- 376 زبردستی یزید کی بیعت لی گئی اور شہید ہونے والوں کا مقام
- 377 یزید نے حد سے تجاوز کیا
- 378 یزید کی بہت بڑی غلطی ابن کثیر لکھتے ہیں
- 379 احادیث میں مذمت اہل مدینہ کو خوفزدہ کرنے اور ظلم کرنے والوں کی سزا
- 380 امام مسلم روایت نقل کرتے ہیں
- 381 جہنم کے کھولتے ہوئے پانی میں گھل کر کون مرا
- 382 شارحین بخاری علامہ کرمانی اور صاحب عمدۃ القاری لکھتے ہیں
- 382 حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں
- 383 نیز حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں
- 384 واقعہ حرہ میں جو ظلم کیے گئے یزید ان پر خوش ہوا۔ امام ابن سعد و ابن کثیر لکھتے ہیں

- 385 حضرت علامہ قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ
- 385 بندیالوی کی خرافات پڑھیے کہ تمام صحابہ کرام کو باغی کہا
- 388 حدیث (۱) فضل الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جابر
- 390 شرعی اصول فتنہ انگیز کون ظفر اللہ شفیق دیوبندی کے قلم سے
- 391 **باب ششم**
- 391 دوسرا رخ واقعہ حرہ اور واقعہ کربلا کا فیصلہ اسلام آباد سے حل ہو گیا
- 393 امام حسین رضی اللہ عنہ کا عزم کتنا پختہ تھا
- 394 یہ جہاد مفتی دیوبندی کے نزدیک غلط تھا
- 394 یہ جہاد وفاق المدارس اور دیوبندی علماء کے نزدیک غلط تھا
- 395 ان حقائق کے باوجود ان کا جہاد حق۔ غازی کا خط
- 396 غازی عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جہاد اسلام کی خاطر تھا
- 397 ان دیوبندی وہابی ملاؤں کا جہاد کتنا دوغلا اور گستاخانہ تھا
- 399 ظلم ہی ظلم طالب علم جو ادباہر جانے کی کوشش کرنے والوں کو گولی کا حکم
- 400 مزید ایک طالب علم کا بیان پڑھیے باہر جانے کا نام لینے والوں کو بندوق کے بٹوں سے مارتے ہیں
- 400 کیا انوکھی تعلیم دی جاتی رہی طالبہ نازیہ کا بیان
- 401 تین سو ۳۰۰ بشارتوں کا جھوٹا ہونا واضح ہے اور انہوں نے تو ہین رسالت کی
- 403 امام حسینؑ نے فرمایا مجھے خواب میں حکم ہوا پورا کروں گا
- 405 علمائے دیوبند کے نزدیک لال مسجد اسلام آباد کے باغی اور دہشت گردی
- تمام کے تمام شہید ہیں جناب مفتی نعیم اور وفاق المدارس کا بیان
- 405 وفاق المدارس

- 406 روزنامہ جناح
- 408 یہ دیوبندی وہابی پاکستان اور اسلام کے دشمن ہیں
- 408 مفتی محمود اور ان کے بیٹے فضل الرحمن کا کھلا اعتراف
- 409 بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں مسلم بن عقبہ صحابی تھا
- 411 مسلم بن عقبہ صحابی نہیں شائد وہابی
- 412 اس برے مسلم بن عقبہ کا برا کردار
- 413 حضرت معقل بن سنان بن مظہر صحابی کے نزدیک یزید شرابی محرمات سے نکاح کرنے والا اور مسلم ظالم تھا
- 414 شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں مسلم بن عقبہ کا تکبر
- 414 مسلم کا تکبر اور فیصلہ شاہ صاحب کا
- 415 مسلم بن عقبہ شیعہ تھا
- 416 مسلم بن عقبہ کی موت اور پسندیدہ کام و دعا
- 416 مسلم بن عقبہ کتے کی طرح بھونکتے ہوئے مرا علامہ برہان الدین حلبی لکھتے ہیں ترجمہ اسلام دیوبندی کے قلم سے
- 417 مسلم بن عقبہ کے فوجی نے معصوم بچے پر ظلم کیا اور فوجی کا بُرا انجام
- 418 مسلم بن عقبہ کی قبر جہنم کا گڑھا علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی لکھتے ہیں
- 420 حدیث بخاری میں امام بخاری نقل کرتے ہیں خطبہ حجۃ الوداع
- 421 تعداد صحابہ کرام جو حرہ میں شہید ہوئے
- 422 علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدمیری اور مفتی دیوبندی لکھتے ہیں
- 422 مسلم بن عقبہ کا لقب مسرف ہے قرآن حکیم نے یہ لقب بہت ہی برے لوگوں پر بولا
- 423 تفسیر وہابی کے قلم سے



423

تفسیر مظہری میں یوں ہے

423

برے کو مسرف کہنے کی وجوہ

424

شیطان برے کام اچھے کر کے دکھاتا ہے

427

**باب ہفتم**

427

در بحث یزید علیہ ماعلیہ

431

زندہ کافروں کے لیے مغفرت اور ہدایت کی دعا کا جواز علامہ قرطبی لکھتے ہیں

432

گستاخوں کے ساتھ اہلیت کا اچھا سلوک حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخشؒ لکھتے ہیں

433

دلیل نمبر ۱۲ ابن کثیر لکھتے ہیں

435

شیخ بندیا لوی کی بوکلا بازیاں پڑھیے

436

امام زین العابدین نے بیعت یزید نہیں کی

436

علامہ ابن خلدون اور علامہ ابن اثیر جذری کے قلم سے

437

بندیا لوی صحابہ کرام کا گستاخ اور توہین کرنے والا

438

عظمت صحابہ کرام کی جھلکیاں

440

تفسیر مظہری میں زیر آیت

440

عبدالداؤد دیوبندی کہتے ہیں

441

عظمت صحابہ کرام پر احادیث

441

حدیث نمبر ۱

441

حدیث ۲

442

حدیث ۳

443

کیا یزید کو امیر المومنین کہنا جائز ہے ہرگز نہیں ابن حجر مکی و امام سیوطی کا فتویٰ پڑھیے۔

- 444 سید نفیس الحسینی قاری ضیاء الحق اور حبیب الرحمن اعظمی ان سب دیوبندی حضرات کا فتویٰ یزید کو امیر کہنا لکھنا ناجائز
- 445 نیز یہی لکھتے ہیں مفتی شفیع صاحب دیوبندی کی تصریحات
- 446 ظفر اللہ شفیق دیوبندی کے اقتباسات ملاحظہ ہوں
- 447 حکایت نمبر اگستاخ اہل بیت کا برا حال
- 447 حکایت ۲ گستاخ اہلبیت کی عاقبت خراب
- 449 شیخ موصوف کی چالاکیاں پڑھیں
- 452 شیخ بندیا لوی کی سلف صالحین پر قلم پردازیں پڑھیں:
- 453 وہابیوں دیوبندیوں کے سرخیل شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں
- 455 علامہ ابن حجر اہتمی مکی لکھتے ہیں یزید فاسق و فاجر اور ظالم تھا
- 455 دیوبندیوں وہابیوں اور اہلسنت و جماعت کے متفقہ امام و محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنا فیصلہ لکھتے ہیں
- 458 صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یزید پلید فاسق و فاجر تھا ابن کثیر کے قلم سے پڑھیں
- 460 یزید بھی بندیا لوی کی طرح صحابہ کرام کا گستاخ تھا
- 461 یزید پر کون سی لعنت کی جائے
- 461 لعنت کی اقسام
- 462 چیلنج
- 463 شیخ موصوف کا مزید ایک الزام اور جھوٹ پڑھیں
- 464 شیخ موصوف کا شاطرانہ ذہنیت کی انتہا
- 465 چیلنج
- 466 ابن خلدون لکھتے ہیں ابن عربی اس بارے غلطی پر تھے

- 466 قاضی اظہر مبارکپوری وسید نفیس الحسینی دیوبندی کو پڑھیے
- 467 مرویات احادیث اور مسلک امام احمد بن حنبل بریزید علیہ ما علیہ حدیث ۱
- 468 امام احمد سے مرویات حدیث ابن کثیر لکھتے ہیں
- 470 صحیح حدیث ۶
- 472 امام احمد بن حنبل کا مسلک بریزید عنید علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے
- 474 حضرت علامہ علی قاری امام ابن ہمام کے حوالے سے امام احمد بن حنبل کا مسلک لکھتے ہیں: دوسری روایت
- 475 تیسری روایت
- 475 چوتھی روایت علامہ شیخ محمد بن الصبان لکھتے ہیں
- 477 محدثین پر موصوف کے جھوٹے الزام پڑھیے
- 477 جواب نمبر ۱
- 478 جواب ۲
- 478 جواب ۳
- 478 جواب ۴
- 479 محدث جلیل فی الحدیث امام بخاری کا عقیدہ یزید عنید کے بارے میں جواب ۵
- 480 شیخ بندیا لوی کا یزید کو حد سے بڑھا کر سلف و خلف پر جھوٹ اور بہتان عظیم پڑھیے
- 481 بندیا لوی صاحب اپنی تحریر سے گرفتار
- 481 فیصلہ اور چیلنج
- 483 امام غزالی کا فتویٰ یزید ظالم اور شہید کرنے والا اور جوان کے قتل پر راضی ہوا وہ لعنتی
- 485 نیز امام غزالی لکھتے ہیں
- 486 شریعت میں فاسق معین کا فسق بیان کرنا جائز ہے

- 486 امام غزالی فاسق کی مذمت میں لکھتے ہیں  
 487 میرا دینی مقصد کتاب لکھنے کا یہ ہے  
 487 جھوٹ الزام لگانے جھوٹ بولنے اور لکھنے اور بہتان لگانے والوں کی  
 مذمت:

- 487 حدیث نمبر ۱  
 488 حدیث ۲  
 488 حدیث ۳  
 489 حدیث ۴  
 490 حدیث ۴  
 492 حدیث ۶  
 493 حدیث ۷

- 493 امام ملا علی قاری کے نزدیک یزید فاسق و فاجر تھا  
 494 نیز شرح شفاء میں لکھتے ہیں  
 497 خارجیوں کی گستاخیوں از محمود عباس خارجی وہابی کی  
 497 گستاخ ۲: رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں  
 498 گستاخ ۳۔ حکیم فیض عالم وہابی الحمد یث کی خرافات پڑھیے  
 499 دوسری کتاب میں لکھتے ہیں  
 499 حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی دیر نادشمنی کا یوں اظہار کرتے  
 ہیں

- 499 یزید خلیفہ راشد  
 500 حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دشمنی کی انتہا کر دی  
 501 گستاخ ۴۔ حافظ صلاح الدین یوسف الحمد یث وہابی



501

کربلا کی جنگ حق باطل کی نہ تھی

501

نیز لکھتے ہیں یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا مستحب ہے

502

گستاخ ۵: ابو یزید محمد دین بٹ کی خرافات پڑھیے

502

رشید ابن رشید

503

اہلحدیثوں کی تائید

504

جھوٹا بہتان صحابہ کرام پر اور گستاخی ۲

504

گستاخی ۳

505

۵۔ یزید پیداؤشی جنتی

505

گستاخی ۶

505

گستاخی ۷

506

گستاخی ۸ حسین غلطی پر تھے

506

۹ حسین باغی

506

۱۰ کربلا کی جنگ اسلامی نہ تھی

506

۱۱ گستاخی ۱۱ تفرقہ باز حسین (توبہ)

506

۱۲۔ یزید کی بے حد شان

507

شیخ بند یالوی کے نزدیک امام حسین مع صحابہ رضوان اللہ علیہم و تابعین باغی

تھے۔ (توبہ)

508

گستاخی ۱۳ امام کا کربلا جانا اسلام کی سر بلندی کے لیے نہ تھا

508

گستاخی ۱۴

508

گستاخی ۱۵ یزید بہت بڑا نیک تھا (معاذ اللہ)

509

## باب ہشتم

509

کردار یزید پر ایک نظر

- 509 تعارف یزید پلید
- 510 یزید کو بُرے کاموں سے باپ نے منع کیا
- 510 یزید بے نماز تھا
- 510 یزید نے لونڈی غضب کر لی
- 511 یزید شرابی۔ ریکچوں اور بندروں کے لڑانے میں مشہور تھا انہیں کاموں میں مرا
- 511 یزید برائیوں میں مشہور تھا
- 514 بندر کا واقعہ
- 514 یزید برائیوں کا مجسمہ ہونے کی وجہ سے فاسق و فاجر تھا علامہ برہان الدین حلبي ترجمہ اسلم قاسمی دیوبند لکھتے ہیں
- 516 علامہ احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری لکھتے ہیں
- 516 یزید لونڈے باز بد معاشرکتوں اور مرغوں کو لڑانے والا تھا
- 518 یزید کی مذمت میں احادیث
- 521 در بحث کردار یزید
- 521 حافظ ابن کثیر دمشق لکھتے ہیں
- 521 حدیث نمبر ۷
- 521 حدیث نمبر ۸
- 522 حدیث نمبر ۹
- 522 حدیث ضعیف کی تقویت کب ہوتی ہے
- 522 علامہ علی ابن برہان الدین حلبي رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
- 522 دلیل نمبر ۱
- 523 امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

- 524 امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
- 524 امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدر میں بیان کیا
- 525 علامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی
- 526 حدیث ضعیف قبول کرنے میں علمائے دیوبند سے میری تائید
- 529 یزید شیعوں کا پیشوا تھا اور ام المومنین کا گستاخ تھا
- 529 شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
- 530 یزید کے گھر سے ماتم کرنے کی ابتداء ہوئی پھر یہ شیعہ کا امام کیوں نہیں
- 530 ابن کثیر لکھتے ہیں
- 531 حدیث نمبر ۱۸ مذمت یزید کی پیشین گوئی زبان نبی کے مطابق یزید ظالم تھا
- 531 قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں
- 532 قاضی کی اس کتاب کا وہابیوں کے ہاں مقام
- 532 متقی کون لوگ ہیں قرآن و حدیث کی اصطلاح میں
- 533 احادیث نمبر ۱
- 534 تقویٰ کا شرعی معنی
- 534 تقویٰ کی تعریف اور اصطلاحی معنی علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں:
- 535 علامہ قرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
- 536 حدیث نمبر ۱۱ حافظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھے ہیں
- 537 حدیث نمبر ۱۲ حضرت محدث شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن الحجازی
- المکی الصوفی لکھتے ہیں
- 537 سند حدیث
- 538 یزید نے شراب کو حلال کیا اور کعبہ کو ویران کرنے والا قاتلِ اہلبیت اور اس کی نسل ختم یزید کے بیٹے کا خطبہ

- 537 حدیث نمبر ۱۳ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد مبارک  
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں
- 539 آئمہ اربعہ کے نزدیک یزید پلید کا حال
- 539 یزید شطرنج والا چیتوں کا شکار کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا
- 541 حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کافتویؒ یزید لعنتی
- 541 حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک یزید لعنتی
- 541 یزید تیندے اور چیتے کا شکاری اور ہمیشہ شراب پنے والا تھا علامہ محمد بن  
موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین لکھتے ہیں
- 544 اب فیصلہ کر لیں
- 546 یزید کے کفریہ عقائد پر ایک نظر علامہ سید محمود آلوسؒ لکھتے ہیں
- 548 آئمہ بخارا کافتویؒ
- 549 امام قوام الدین صفاری کا مقام
- 549 امام ابوبکر بھصا کا فتویٰ و مقام
- 550 حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
- 553 کسی بھی صحابی نے یزید کی تعریف نہیں کی عبدالرشید نعمانی دیوبند لکھتے ہیں
- 553 یزید کا فاسق و فاجر ہونا تو اتر سے ثابت ہے اور اس پر تمام کا اجماع ہے
- 554 یزید سے نفرت عین ایمان ہے
- 555 یزید نے دین محمدی کا انکار کیا اور شراب کو حلال کیا اور یزید خود بند رہا
- 557 مذمت یزید
- 559 یزید بے وقوف اور امت میں فتنہ ڈالنے والا تھا
- 560 یزید اہلبیت کی توہین کرنے والا ظالم تھا
- 562 عبدالرشید دیوبندی کے نزدیک یزید لعنتی



- 563 یزید نے کعبہ شریف کو منہدم کر آیا حرم پاک کی توہین کی
- 564 چند محدثین کی آراء کیا کعبہ شریف جلایا گیا
- 564 یزیدی فوجوں نے دو ماہ چار دن تک کعبہ شریف کا محاصرہ رکھا
- 565 یزیدی فوجوں کے ظلم کی داستان اور یزید شیطان صحابی کا فتویٰ
- 566 حافظ ابن کثیر دمشقی وہابی ابن وہابی لکھتا ہے
- 567 عبدالرشید نعمانی دیوبندی لکھتے ہیں یزید نے اپنی فوج کے لیے مکہ و مدینہ حلال کر دیا۔
- 567 یزید اور اس کی فوجوں کا سنگین جرم:
- 568 حضرت قاضی عیاض اندلسی لکھتے ہیں محرمات شرعیہ کو حلال جاننا کفر ہے
- 569 خانہ کعبہ شریف حرم ہے اور امن کی جگہ ہے
- 569 علامہ سید محمود آلوسی حنفیؒ لکھتے ہیں
- 571 چھ آدمیوں پر اللہ عز و جل اور رسولؐ کی لعنت
- 572 علامہ علی ابن برہان الدین حنبلیؒ لکھتے ہیں
- 573 یزید کے کفر اشعار مولانا یوسف بنوری دیوبندی وقاری ضیاء الحق دیوبندی و سید نفیس الحسینی دیوبندی اور ابن کثیر ان سب کے قلم سے پڑھیے:
- 574 سیدنا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں
- 575 یزید فاسق و فاجر تھا اس پر سب کا اتفاق ہے اور اجماعت امت ہے
- 575 مولانا قاری طیب دیوبندی کے قلم سے
- 576 ابالحدیثوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں
- 577 علامہ مقلبی غیر مقلد مجتہد کے نزدیک یزید لعنتی
- 577 اجماع امت کا منکر کافر ہے قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے
- 577 ترجمہ محمود الحسن دیوبندی کا

- 577 تفسیر شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں
- 578 احادیث اجماع امت کا مخالف دوزخی ہے حدیث نمبر امام مسلم لکھتے ہیں
- 579 اصول امام اجل فخر الاسلام بزدوی لکھتے ہیں
- 579 مسلم الثبوت میں ہے
- 580 امام محقق ابن الہام لکھتے ہیں
- 580 علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں
- 580 حضرت علامہ قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
- 581 بندیالوی کے فاسق و فاجر اور بدعتی ہونے پر مفتی عبدالرشید دیوبندی کا فتویٰ بندیالوی امامت کے قابل نہیں
- 582 یزید کی کوئی نیکی قبول نہیں مولانا قاری طیب دیوبندی مہتم دارالعلوم دیوبندی لکھتے ہیں
- 583 یزید نے توہین اہلبیت کی اور قاتل حسین ہے اس پر لعنت کرنا اتفاق ہے۔
- 583 حضرت مولانا یوسف بنوری دیوبندی لکھتے ہیں
- 583 حدیث نمبر ۸ یزید پر جنت حرام
- 584 یہ ہمارا قرض ہے یزیدیوں ناصیوں پر
- 586 ہلاکت یزید کیسے دلیل ہو کر مراد دیوبندیوں کے مفتی اعظم حضرت محمد شفیع صاحب کراچی والے لکھتے ہیں مع سید نفیس الحسینی دیوبندی کے قلم سے
- 587 حافظ ظفر اللہ شفیع دیوبندی کی تصریحات یزید کا انجام
- 588 یزیدیوں کے پیشوا کی حکومت چھن گئی
- 589 یزید کی نسل مٹ گئی ہمیشہ کے لئے
- 590 اہلحدیثوں کے پیشوا اس غیر مقلد نواب صدیق حسن خاں وہابی لکھتے ہیں۔
- دیوبندی کے قلم سے پڑھیے

592

مورخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی سیر اعلام النبلاء لکھے ہیں

593

برے اعمال سے عمر کم ہونے پر احادیث

594

اہلبیت پر قطع رحمی کرنے سے عمر کم ہو جاتی ہے

594

اہل بیت پر صلح رحمی کرنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے

596

### باب نہم

596

موصوف نے ایک سہارا اور تلاش کیا

597

بندیالوی کی خیانت اور بدیانتی پکڑی گئی

598

نیز یزید کا مہاسبہ کرتے ہوئے حسین مدنی لکھتے ہیں

600

قاری ضیاء الحق لکھتے ہیں

602

بندیالوی کے ہاں یزید خلیفہ راشد تھا

603

خلافت تیس سال رہے گی پھر ملوکیت

604

علامہ مفتی رافعی حنفی مصری لکھتے ہیں

605

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں

607

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

607

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں

608

سید سلیمان ندوی کا نظریہ یزید علیہ ما علیہ کے بارے اسلام کو تباہ کرنے والا یزید

608

نوخیز حکمران قریش کے ہاتھوں اسلام کی تباہی

609

یزید کی تخت نشینی کی بلا اسلام پر

611

شیخ بندیالوی لکھتے ہیں

612

یزید صحابی کا بیٹا ہونے کی وجہ سے بچ نہیں سکتا

614

حضور کے رشتہ کا خیال رکھنے سے آپ خوش ہوتے ہیں

614

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عمل

615 حضور ﷺ کے رشتہ کا خیال نہ رکھنے سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے  
 615 علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اسلم قاسمی دیوبندی کے قلم سے  
 618 اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی کرو اور دوستوں سے  
 دوستی کرو۔

621 تاریخی روایات کے بارے قاری طیب دیوبندی کی تصریحات  
 622 شیخ بندیا لوی کا رد ایوں کو جھٹلانے کا انداز پڑھیے

### 624 باب دہم

624 واقعہ کر بلا کا اصل مجرم یزید اور اس کے بعد یزید کا گورنر عبید اللہ بن زیاد تھا  
 624 علامہ عبدالرحمن ابن خلدون کا مفہوم  
 626 امام حسینؑ کی مدینہ سے روانگی  
 626 محمد بن حنیفہ کا مشورہ  
 628 یزید نے امام کو کہیں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا  
 628 ولید بن عتبہ کی معزولی ناصبی ابن ناصبی خارجی ابن خارجی  
 628 ابن خلدون لکھتے ہیں  
 629 شیخ بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں  
 631 علامہ ابن اثیر نقل کرتے ہیں یہ قول مردود ہے معہ ابن کثیر  
 632 شیخ بندیا لوی حضرت علی المرتضیٰ کا گستاخ ہے  
 633 حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے اور صحابہ نے بیعت کی تھی  
 635 شیخ بندیا لوی نے کہا حضرت علی کی خلافت قائم نہ ہوئی اور حضرت علی رضی  
 اللہ عنہ مسلمانوں کے خیر خواہ نہ تھے

635 معاذ اللہ الزام شاہ ولی اللہ پر

637 حضرت شاہ ولی اللہؒ پر لگائے الزام کا رد



- 639 شیخ بندیا لوی کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پر ایک رقیق حملہ و حملہ پڑھیے:
- 640 اولیاء کرام باذن اللہ ہماری مدد کرتے ہیں
- 640 قرآن حکیم میں ارشاد
- 641 ہمارا دعویٰ اور عقیدہ
- 642 شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں مدغیر سے مانگنا جائز
- 643 انبیاء اور اولیاء ہماری مدد کرتے ہیں ثبوت احادیث سے
- 644 علامہ سید محمود الوسی لکھتے ہیں
- 645 کیا یہ پکاریں شرک ہیں دیوبندیوں و ہابیوں کے پیشواؤں کی
- 647 شیخ بندیا لوی لکھتے ہیں
- 648 شیخ بندیا لوی کا یزید کی حکومت کا متفقہ ثابت کرنے کا انداز
- 649 شیخ بندیا لوی کے نزدیک یزید کی بیعت پر اجماع ہے
- 651 عبدالقادر روپڑی غیر مقلد اہلحدیث لکھتے ہیں
- 651 شیخ بندیا لوی کی مزید خرافات پڑھیے
- 652 شیخ بندیا لوی کا یزید کا تعریف کا نزالہ انداز پڑھیے
- 653 ڈاکورنگے ہاتھوں پکڑا گیا
- 653 حدیث بخاری میں مذمت یزید
- 654 وحید الزماں غیر مقلد
- 654 اس حدیث کی شرح وہابی گستاخ صحابہ کے قلم سے پڑھیے
- 656 بخاری شریف سے ثبوت کہ اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی
- 657 برے حاکموں کی اطاعت نہیں بادشاہ کی اطاعت اچھے کاموں میں ثبوت بخاری سے

- 658 امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری
- 658 حافظ نور الدین ایشی
- 660 یزید کی ولی عہدی پر یوں بندی تسلیم شدہ اصول مفتی تقی کے قلم سے
- 660 مفتی تقی عثمانی صاحب
- 661 یزید کی ولی عہدی
- 662 ابن خلدون نے لکھا
- 663 شیخ بندیا لوی کے نزدیک یزید نیکو کار صالح تھا
- 663 یہ روایت خود ساختہ گھڑی گئی
- 664 صحابی رسول عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک یزید دشمن
- اہلبیت حسین و رفقاء کا قاتل اور پیاسا شہید کرنے والا تھا
- 667 شیخ بندیا لوی کو ایک تنکا اور مل گیا
- 669 بندیا لوی کی پیش کردہ عبارت اصل یہ تھی الازام حضرت حسینؑ پر لگا دیا
- 671 شیخ بندیا لوی کے نزدیک یزید نمازی اور نیک تھا
- 673 کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان عنہم کا عمل حجت نہیں: بندیا لوی نے صحابہ کرام کی توہین کر دی
- 674 حکیم الاسلام قاری طیب دیوبند لکھتے ہیں
- 675 شیخ بندیا لوی پر خدا کا غضب بخص حدیث ہوگا فاسق کی تعریف کرنے کے سبب
- 676 شیخ بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں کہ یزید جنتی ہے
- 682 یزید کی گھناؤنی سازش اسلام کے خلاف
- 683 یزید کو پاک دامن کیا وہابی نے
- 685 جو کتاب بندیا لوی کے نزدیک شہرہ آفاق ہے

- 686 پہلا خط یزید کا گورنر مدینہ کے نام  
 686 بندیالوی کی خیانت پکڑی گئی  
 688 امام حسین کا یہ جہاد اسلام کی سر بلندی کے لئے نہ تھا (معاذ اللہ) شیخ  
 بندیالوی لکھتے ہیں  
 691 نصیحت بندیالوی کو

### گیارہواں باب

- 693 حضرت حسینؑ کی کوفہ جانے کی تیاری  
 694 حافظ ابن کثیر دمشق لکھتے ہیں کوفہ جانے سے منع کی وجوہات، خط یزید میں  
 دھمکی  
 697 حقائق کربلا  
 698 وفد کی آمد کوفہ سے اور جانے کی وجوہات  
 700 امام علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں امام حسینؑ نے فرمایا میں مکہ  
 سے جلدی نہ جاؤں تو گرفتار کر لیا جاؤں  
 70! مکہ مکرمہ سے روانگی بندیالوی صاحب  
 702 حقائق کربلا مکہ سے نکلتے وقت یزیدیوں سے مار کٹائی  
 702 تعداد شہدائے کربلا ابن کثیر  
 703 قافلہ کربلا کس دن پہنچا  
 703 ابن خلدون لکھتے ہیں قافلہ ۲ محرم کربلا پہنچا  
 704 قیام کربلا میں محمد ابن جریر طبری لکھتے ہیں  
 705 بندیالوی صاحب لکھتے ہیں امام مسلمؑ کے قتل کی اطلاع  
 705 روانگی حضرت مسلم بن عقیلؑ  
 708 حضرت مسلم بن عقیلؑ کو شہید کرنے کا حکم یزید نے دیا

- 709 عبید اللہ بن زیاد کی اہل کوفہ کو دھمکیاں
- 710 شامی فوجیں آگئیں:
- 710 مجبوری کے تحت رخصت پر عمل کرنے جائز ہے
- 711 علامہ علی بن ابوبکر المرغینانی الحنفی
- 711 شان نزول آیہ کریمہ امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی لکھتے ہیں
- 713 ابن زیاد نے کوفہ کے سرداروں کو رشوتیں دیں
- 714 حضرت مسلم بن عقیل کا کوفہ آنے کا مقصد
- 716 خالم اور فاسق و فاجر عبید اللہ بن زیاد کی حضرت مسلم بن عقیل کو گرفتار
- 718 جس نے مسلم کو پناہ دی یا نہ بتایا اس کو قتل کرنے کی دھمکی
- 719 حضرت مسلم بن عقیل کو یزید و ابن زیاد نے شہید کرا دیا
- 721 حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اور حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ کا یزید کے بارے میں
- 722 شیخ بندیلوی کے حضرت امام حسینؑ اور رفقاء پر اعتراضات پڑھیں اور یہ سفر اسلام کی سر بلندی کی خاطر نہ تھا
- 723 حقائق کربلا پڑھیں
- 726 ابن کثیر لکھتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا موقف تبدیل نہیں کیا
- 729 یزیدی فوج کے آفیسر شیخ بندیلوی کے ہاں عزت و شرف کے قابل
- 730 عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف تباہ حال قتل ابن کثیر کے قلم سے
- 731 دارالعلوم دیوبند کے ناظم مولانا عزیز احمد قاسمی بی اے ابن سعد کے بارے فتویٰ لکھتے ہیں
- 734 یزیدی فوجیں آگئیں
- 737 شہید کرنے کا حکم دیا ابن زیاد نے



- 738 علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں ابن زیاد نے کوفہ والوں کو نہیں بھیجا بلکہ یزیدی فوج بھیجی
- 739 بندیالوی نے ایک اور الزام گھر لیا پڑھیے
- 740 یزید قاتل امام حسنؑ بھی ہے
- 740 حافظ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں یزید نے زہر دلوا دیا وفات مدینہ شریف میں ہوئی
- 74! علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین دمیری لکھتے ہیں
- 742 علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ لکھتے ہیں یزید نے زہر دلوا دیا
- 742 شیخ مومن بن حسن مومنؒ لکھتے ہیں
- 743 یزید قاتل امام حسنؑ ابن کثیر اپنی سند سے
- 744 بندیالوی کے نزدیک تفرقہ باز حسینؑ (معاذ اللہ) لکھتے ہیں
- 744 شیخ بندیالوی لکھتے ہیں کر بلا کا معرکہ کفر اور اسلام کا نہ تھا یہ حق باطل کا اختلاف نہیں
- 746 حقائق یہ ہیں کہ امام حسینؑ کا یہ جہاد تھا اور ہر لحاظ سے اسلام کی خاطر تھا
- 748 امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کے خلاف اٹھنا دین کی سر بلندی کے لیے تھا
- 752 امام حسینؑ کہ تین شرائط پر بندیالوی
- 753 یزید کے دور حکومت میں کافروں کے خلاف کوئی جنگ نہیں ہوئی
- 756 یہ روایت ہاتھ میں ہاتھ والی جھوٹی ہے دیوبندی مناظر امین صفدر اودکاڑوی لکھتے ہیں
- 758 ابن حزم ظاہری غیر مقلد لکھتا ہے
- 759 بندیالوی لکھتے ہیں امام کا قافلہ دس۰ محرم کو کر بلا پہنچا
- 760 تاریخ کر بلا

- 760 کربلا کی وجہ تسمیہ
- 761 کربلا کا محل وقوع
- 762 قافلہ ۲ محرم الحرام ۶۱ جمعرات کے دن کربلا پہنچا
- 764 حدیث صحیح امام دوپہر کے وقت شہید ہوئے لڑائی صبح سے دوپہر تک تھی
- 765 ابن سعد کو بری کیا جناب بندیا لوی نے جھوٹ لکھنے کی انتہا کر دی
- 766 امام حسینؑ کا ہر قدم اسلام کی خاطر تھا
- 767 شیخ بندیا لوی لکھتے ہیں چند منٹوں میں واقعہ کربلا ختم
- 767 بندیا لوی کا جھوٹا ہونا واضح ہے
- 768 شہید کرنے والوں کے نام اور قتل کا حکم دیا ابن زیاد نے
- 768 امام کے قتل کا حکم دیا خط میں ابن خلدون لکھتے ہیں
- 769 شیخ بندیا لوی لکھتے ہیں قافلہ حسینی پر پانی بند نہیں ہوا کیا کربلا میں پانی تھا
- 771 سات محرم کو پانی بند کرنے کا حکم ابن زیاد نے دیا اور عمرو بن سعد نے سختی سے عمل کیا
- 772 ابن سعد نے لڑائی میں پہل کی
- 773 پانی بند کرنے والوں کی سزا
- 773 حدیث میں خدا کی رحمت سے دور
- 774 شہادت امام حسینؑ تاریخ کی کتب سے اس طرح نہیں جیسے شیعہ کرتے ہیں
- 776 ایک رات کی مہلت
- 781 فضائل اہلبیت
- 781 اسحاق ملتانی دیوبندی احادیث لکھتے ہیں
- 785 قاتلان حسینؑ کون تھے

- 787 کوفہ شہر آباد کیا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- 787 آبادی کوفہ
- 788 علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری لکھتے ہیں
- 790 تین سو صحابہ کرام کوفہ میں اور مغرب سے پہلے نقل نہیں
- 791 امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی لکھتے ہیں
- 792 ۱۵۰۰ سو صحابہ کرام کا مسکن کوفہ تھا
- 795 اہم انکشافات گستاخ اہلبیت محمود احمد عباسی کا برا حال تعارف ان کے
- ایک دوست کے ذریعے
- 800 بے نماز کون

### بارہواں باب

- 801 کیا یزید قاتل حسینؑ ہے
- 801 شیخ بندیا لوی لکھتے ہیں
- 802 شہید کرنے والے کون تھے
- 804 ابن کثیر لکھتے ہیں شہادت حضرت مسلم بن عقیلؑ
- 804 شیعوں کا بانی عبید اللہ بن زیاد تھا
- 806 امام حسینؑ کے نزدیک یزید شرابی
- 806 اہم وجہ۔ امام ابن اثیر لکھتے ہیں
- 811 حضرت نعمان بن بشیر کا نرم رویہ ابن کثیر لکھتے ہیں
- 812 حافظ ظفر اللہ شفیق دیوبندی لکھتے ہیں حضرت نعمان بن بشیر کی حق گوئی اور
- شہادت مسلم بن عقیلؑ
- 814 امام ابن سعد لکھتے ہیں ابن زیاد نے شہید کیا

- 814 شہید کرنے والے شیعان کو ذنبیں یزید اور اس کے نمکخوار فوجی تھے قاسم  
نانوتوی وقاری طیب دیوبندی لکھتے ہیں
- 817 یزیدی فوج ۸۰ سی ہزار عبید اللہ بن زیاد نے بھیجی
- 817 مولوی ادیس سلفی غیر مقلد وہابی نائب مفتی لکھتے ہیں
- 817 علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں چار ہزار فوج آگئی یزیدی کی
- 818 شہادت کی ذمہ داری یزید پر ہے
- 818 امین صفدر اوکاڑی دیوبندی لکھتے ہیں پانچ ہزار یزیدی فوج آگئی
- 818 امام غزالی یزید کے لشکر نے شہید کیا
- 819 قاضی اظہر مبارکپوری اور سید نفیس حسینی دیوبندی کے جوابات پڑھیے
- 820 جناب سید حسین احمد مدنی دیوبندی لکھتے ہیں
- 823 جلیل القدر محدث حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں
- 825 یزید کے فوجی شہید کرنے والے تھے
- 825 وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کے نزدیک قاتل حسین بن سعد کا تباہ حال
- 826 فوائد:
- 827 ابو حنیفہ دینوی صاحب اخبار الطوال میں لکھتے ہیں
- 828 علامہ ابن قتیبہ دینوری متوفی ۳۸۵ھ لکھتے ہیں یزیدی کرندوں نے شہید کیا تھا
- 829 تعارف علامہ ابن قتیبہ ابن کثیر لکھتے ہیں
- 829 معروف بن سعد کا رشتہ حضور ﷺ کے ساتھ جو تھا ختم ہو گیا
- 830 یزیدیوں نے شہید کرنے کا اقرار کیا
- 830 یزیدی قاتل تھے اور خود یزیدی فاسق و فاجر
- 831 ابن زیاد نے عمرو سے خط مانگا
- 832 یزیدیوں کو پاک ثابت کرنے کا انداز شیخ بندیا لوی سے پڑھیے:



834 امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری کے قلم سے قاتلوں کی نشاندہی وہ بھی دیوبندی کے قلم سے

835 قاتل شمر بن ذی الجوشن تھا۔

836 علامہ برہان الدین حلبي لکھتے ہیں بیس ہزار یزیدی فوجیوں نے شہید کیا

837 علامہ یحییٰ کمال الدین الدیمیری لکھتے ہیں قاتل یزید تھے اور ان کے نام یہ ہیں

### 841 تیرھواں باب

841 کربلا کے بعد کے واقعات

842 حقائق کربلا امام حسینؑ کا سردر بار ابن زیاد میں اور ابن زیاد نے امام کو چھڑی ماری

843 سیدہ زینبؑ کے نزدیک ابن زیاد فاسق و فاجر اور قاتل اہلبیت ہے

845 حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کے قتل کا حکم

845 ابن زیاد کا کھلا اقرار شہید کرنے کا اور بکواسات

846 عبد اللہ بن عقیف کی شہادت

847 ابن زیاد کا برا انجام حدیث

848 ابن زیاد کا بُرا انجام

848 شہیدان کربلا کے قافلہ کی آمد شام میں

849 دوسری روایت

849 تیسری روایت

850 یزید اہلبیت پر غضبناک ہوا اور توہین کی

853 امام کے جسم پر گھوڑے دوڑائے گئے

855 حقائق کربلا یزیدیوں نے اہل بیت کی توہین کی

856 یزید بد بخت نے امام حسینؑ کو سانپ بکا

- 857 بند یا لوی صاحب لکھتے ہیں آسمان سے خون نہیں برسا
- 857 تفسیر
- 862 حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی لکھتے ہیں
- 862 عطاء اللہ بند یا لوی اور ابن کثیر کی حماقت اور اہل بیت سے دشمنی
- 863 حدیث نمبر ۷ خدا کا عرش ہل گیا شہادت پر
- 864 (قافلہ کی مدینہ روانگی کا حکم) یزید کی جھوٹی محبت
- 868 ماخذ مراجع جن سے استفادہ کیا گیا
- 868 تاریخ کتب
- 869 مختلف کتب
- 870 کتب تفسیر و تراجم و حاشیہ جات
- 872 کتب فقہ و فتاویٰ و اصول و لغت
- 875 شروحات حدیث
- 876 کتب حدیث
- 879 اخبار و رسائل
- 879 سیرت فضائل
- 881 دیوبندی وہابی کتب



## تبرکات اکابر

امام المناظرین فاتح نجدیت و دیوبندیت حضرت شیخ

الحدیث مفتی محمد اشرف سیالوی صاحب سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم علیہ و علی آلہ

و اصحابہ وسلم

بندۂ ناچیز نے حضرت مولانا فیض رسول نقشبندی صاحب کی کتاب حقائق کربلا اور ان کا پس منظر کا بالاستعیاب مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ خوب محنت فرمائی ہے۔ اور مولوی عطاء اللہ بندیا لوی کی کتاب واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر کا خوب رد کیا اور مولوی صاحب کو خوب آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ یہ کتاب عرصہ بیس سال سے منصبہ شہود پر تھی اور اس کا جواب اہل السنّت پر قرض تھا جس کو علامہ موصوف نے احسن ترین انداز میں ادا فرما دیا ہے۔

موصوف نے اپنی کتاب میں ٹھوس دلائل و براہین سے واضح فرما دیا کہ یزید کے فاسق ہونے میں سلف صالحین میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ تمام اہل اسلام کا تقریباً اجماعی مسئلہ ہے۔ حتیٰ کہ ابن تیمیہ ابن کثیر جو کہ فریق مخالف کے معتمد علیہ ہیں انہوں نے بھی یزید کو فاسق و فاجر قرار دیا ہے۔ (منہاج السنہ۔ البدایہ والنہایہ)

نیز علامہ تفتازانی، ابوبکر جصاص، صاحب فتاویٰ بزار، یہ امام ابن جوزی

اور علامہ آلوسیؒ یہ اکابرین ملت اسلامیہ اور اساطین اسلام یزید پر لعنت کے بڑے شد و مد سے قائل ہیں۔

حتیٰ کہ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے تو پوری کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں انہوں نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یزید پر لعنت بھیجی چاہیے۔ علامہ آلوسی جن کی تفسیر کو مولوی نیلوی صاحب بڑی مستند تفسیر قرار دیتے تھے انہوں نے بھی اپنی تفسیر میں پرزور دلائل سے یزید کا ملعون ہونا ثابت کیا ہے۔ لیکن نیلوی اور اُن کے شاگرد رشید بندیا لوی صاحب علامہ آلوسیؒ کی اس تحقیق سے بالکل متفق نہیں ہیں بلکہ جو اُن کی تحقیق کے مطابق اعتقاد و نظریہ رکھے اسے رافضی اور شیعہ قرار دیتے ہیں۔

جبکہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جنہیں یہ بھی مجدد تسلیم کرتے ہیں انہوں نے بھی یزید کے بارے ارشاد فرمایا کہ یزید پلید صحابہ میں سے نہیں ہے اور اس کی بد بختی میں کسی کوئی کلام نہیں۔ جو کام اس بد طیت نے کیا کوئی کافر فرنگی بھی اس کا ارتکاب نہیں کر سکتا تھا۔

اس طرح فقہہ کی معتبر کتاب خلاصۃ الفتاویٰ میں بھی مذکور ہے کہ یزید انتہائی درجے کا فاسق و فاجر تھا۔  
الحاصل:

یزید کا فاسق و فاجر ہونا مولانا موصوف نے اکابرین کی کتب اور خود دیوبندی علماء اشرف علی تھانوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ حسین احمد المدنی اور قاری طیب وغیرہم کی عبارات سے بھی اس کا فسق و فجور واضح کیا ہے۔

علامہ ذہبی اور علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی میزان الاعتدال تہذیب



التہذیب، لسان المیزان، تقریب التہذیب میں تحریر فرمایا ہے کہ یزید کی کوئی روایت قابل قبول نہیں اور روایت کے معاملے میں وہ نااہل ہے۔

اور امام احمد بن حنبل اور فتاویٰ بزاز یہ، قاضی ابویعلیٰ تو یزید کے کفر کے قائل ہیں۔ علامہ سید محمود آلوسیؒ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ جسے اساطین اسلام کافر قرار دیں اس کی تعریف و توصیف کی جائے اور اسے امیر المومنین کہا جائے۔

اگر حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کا دور ہوتا تو ایسے مصنفین کو کوڑے لگائے جاتے جیسے کہ تہذیب التہذیب اور لسان المیزان میں مرقوم ہے کہ ایک آدمی نے آپ کے سامنے جب یزید کو امیر المومنین کہا تو اپنے اسے بیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

سمجھ نہیں آتا کہ اپنے آپ کو شیخ الحدیث کہلانے والے نیلوی صاحب اور شیخ القرآن کہلانے والے عطاء اللہ بندیا لوی صاحب سے مسند ابویعلیٰ کی یہ حدیث کیوں اوجھل رہ گئی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا معاملہ اچھے انداز میں چل رہا ہوگا حتیٰ کہ بنو امیہ کا آدمی جس کا نام یزید ہوگا اُس میں رخنہ اندازی کرے گا۔

مجمع الزوائد جلد ۱۰ میں ہے کہ اس حدیث کے راوی بخاری کے راوی ہیں۔

لہذا ایسے حضرات کو چاہیے کہ شان اہلبیت میں گستاخیاں و بے باکیاں ترک کر دیں۔

جیسا کہ مولانا حسن رضا خان صاحب نے فرمایا۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں

لعنت اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

نیز ان احادیث کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے۔

انا حرب لمن حاربہم و سلم لمن سالمہم (ترمذی شریف)  
نیز حدیث مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ حسین کریمین کے  
بارے من احبہما فقد احبنی و من البغضہما فقد البغضنی۔ (ابن  
ماجہ، متدرک) قال الحاکم والذہبی صحیح۔ حدیث مصطفیٰ ہے۔ من عادی لی ولیا فقد  
ذنتہ بالحرب۔

تو جب عام ولی سے عداوت کرنے والا اس حدیث کا مصداق ہے تو جن کو اللہ  
نے یہ مقام و مرتبہ عطا کیا ہے کہ سارے غوث و ولی جمع بھی ہو جائیں تو ان کے  
خاک پا کے برابر بھی نہیں ہو سکتے اُن کی شان میں گستاخی و بے باکی کرنے  
والے کا انجام کیا ہوگا۔

مولوی بندیا لوی موصوف اپنے آپ کو وکیل صحابہ کہلاتے ہیں تو کیا  
یزید صحابہ میں سے ہے کہ جس کی وکالت کی جارہی ہے۔  
وکیل صحابہ ہونے کا تو مقصد یہ تھا کہ حسین کریمین کی خداداد شان بھی  
بیان کی جاتی۔

الفرض علامہ فیض رسول صاحب مدظلہ نے احسن انداز میں بندیا لوی کا  
رد فرمایا ہے اور ناموس اہل بیت کا دفاع کیا ہے اللہ تعالیٰ سے التجاء ہے کہ مولانا  
موصوف کی اس کاوش کو اپنی پاک اور بلند بارہ گاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے  
میرے اور ان کیلئے اور تمام مسلمانوں کیلئے بھی ذریعہ نجات بنائے۔ اور موصوف

کو گستاخانِ رسول و اہلبیت کا قلع قمع کرنے کی مزید توفیق مرحمت فرمائے۔

هذا هو الحق الصريح و خلافه هو الباطل القبيح والله  
الموفق للقبول و هو المعطى والمسئول نصير الدين سىالوى غفر الله وعفاه  
احقر الانام

ابوالحسنات محمد اشرف سىالوى غفر الله  
مہتمم جامع غوثیہ مہریہ منیر الاسلام سرگودھا

پیر طریقت حضرت علامہ مولانا فقیر غلام رسول قاسمی صاحب سرگودھا  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد

الانبياء والمرسلين و على آله واصحابه اجمعين اما بعد

اہل سنت کی محبت اور عقیدت کا مرکز حضور نبی مکرم ﷺ کی ذات اقدس  
ہے۔ یہ بات بخاری و مسلم کی حدیث لا یؤمن احدکم حتی اکون احب  
الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین سے مستفاد ہے۔

تمام اہل بیت اطہار اور جمیع صحابہ سے بلا تفریق محبت رکھنا نبی کریم  
ﷺ کی محبت کی بنا پر ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ احبوا اہل بیتی بحبی  
یعنی میرے اہل بیت سے میری خاطر محبت کرو (ترمذی) اور جمیع صحابہ کرام کے  
بارے میں ہے کہ من احبہم فحبی احبہم ومن البغضہم فبغضی  
ابغضہم یعنی جس نے ان سے محبت رکھی اس کے دل میں میری محبت تھی اس  
لیے اس نے ان سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس کے دل میں  
میرا بغض تھا اس لیے اس نے ان سے بغض رکھا۔ (ترمذی)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ نحن

نحب الصحابة لا لذواتهم و نحب اهل البيت لا لانفسهم بل  
نحب جميعا بواسطة النبي الكريم صلى الله عليه و آله وسلم  
(المستند المعتمد مفہوماً)

اہل سنت و جماعت ہمیشہ سے خارجیانہ اور رافضیانہ افراط و تفریط سے



دور رہے ہیں۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا میدان کربلا میں اترنا عزیمت پر عمل تھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا آپ کو منع کرنا رخصت پر عمل کی تجویز تھی۔ جبکہ یزید کے فسق و فجور میں کسی کو شک نہ تھا۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ غلط کہنا یا اس جنگ کو دینیوی مقاصد کے حصول کی جنگ سمجھنا خارجیت کی بنا پر ہے اسی طرح عراق تک جانے سے منع کرنے والے صحابہ کی نیت میں شک کرنا اور انہیں غلط قرار دینا رافضیت کی بنا پر ہے۔

اہل سنت کا مذہب مختاریہ ہے کہ سیدنا امام حسین اور جمیع صحابہ حق پر تھے جبکہ یزید غلط تھا اور یزید باقاعدہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے جرم میں ملوث ہے ورنہ وہ کوفہ کی ذمہ دار فوج کے خلاف کارروائی ضرور کرتا اور کم از کم انہیں ان کے عہدوں سے ہی برخاست کر دیتا۔ مگر اس نے ایسا کچھ نہ کیا اور محض لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے ماتم کیا اور اپنے منہ پر تھپڑ مارے۔

واقعہ کربلا کے بعد لاکھوں صحابہ و تابعین کا یزید کے خلاف بغاوت کر دینا اور ہزاروں کا شہید ہو جانا اور یزید کی بیعت جوتے کی طرح اتار کر پھینک دینا صحابہ و تابعین کے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہم نوا اور مخلص ترین ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ واقعہ ۳۰ھ میں یزیدی فوج کا حرمین شریفین کی حرمت کو پامال کرنے اور مسجد نبوی شریف میں گھوڑے باندھنا، تین دن تک مسجد نبوی میں اذان کا نہ ہو سکرنا اور بے شمار مقدس خواتین پر دست درازی کرنا یزید پلید کے واقعہ کربلا میں ملوث ہونے پر مہر لگا دیتا ہے کہ اس نے سانحہ کربلا سے بھی بڑا سانحہ کر کے دکھا دیا۔

حضرت مولانا علامہ فیض رسول صاحب دامت برکاتہم کی کتاب حقائق کربلا اور ان کا پس منظر متعدد مقامات سے دیکھی۔ نصیر الدین صاحب سیالوی دامت برکاتہم نے اس کو مکمل مطالعہ فرما کر فقیر کو آگاہ کیا۔ بلاشبہ اس موضوع پر قلم اٹھانے اور سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ و اہل بیت اطہار اعلیٰ جدہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دین کی سربلندی کی خاطر قربانیوں کو واضح کرنے اور اس جنگ کو دشمنزادوں کی جنگ قرار دینے والوں کو لگام دینے کی ضرورت تھی۔ اللہ کریم جل شانہ، مصنف زید مجدہ کی اس عظیم کاوش پر انہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی یہ خدمت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی خدمت میں درجہ قبول پائے۔ اور اس کتاب کو قبول عام عطا ہو۔ ہم نے مصنف کی اردو پر ان کے جذبہ صداقت کو غالب پایا ہے۔

فقیر غلام رسول قاسمی

بشیر کالونی سرگودھا

عظیم سکا لر حضرت علامہ مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد اشرف

آصف جلالی فاضل بغداد شریف و بھکی شریف

(ایم اے پی ایچ ڈی)

بسم الله الرحمن الرحيم والصلاة والسلام على رسول الكريم  
حق کا یہ طرہ امتیاز ہے۔ یہ دیتا نہیں دبانے سے ابھرتا ہے۔ اور اپنا لوہا  
منوالیتا ہے۔ امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی  
میدان کربلا کی طرف اظہار حق اور باطل کی سرکوبی کیلئے سفر کیا اور ایسی فتح پائی کہ  
آج تک اذان کربلا کی بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ جن لوگوں نے میدان  
کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خانوادے اور اصحاب پر  
ظلم کی انتہا کر دی وہ تو ایک طرف رہ گئے افسوس ہے مجھے عاقبت نا اندیش لوگ  
آج بھی یہ دھندا کرتے نظر آتے ہیں۔ میدان کربلا میں یزیدیوں کے ہاتھ میں  
نیزے تھے اور آج نیزوں کی جگہ قلم ہیں۔ امام مظلوم پر نوک قلم سے خارجیت اور  
رافضیت کے محاذوں سے حملے کیے جا رہے ہیں۔ ایک خارجی نام نہاد  
”بندیا لوی“ نے واقعہ کربلا کے پس منظر میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے جس بغض کا اظہار کیا ہے اسے کوئی بھی منصف مزاج آدمی  
برداشت نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ فاضل محترم حضرت مولانا محمد فیض رسول نقشبندی عطاری کو  
جزاء خیر عطا فرمائے جنہوں نے حب اہل اظہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حب صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سائباں کے نیچے بیٹھ کر حقائق کو مرتب کیا ہے۔ کمال اعتدال سے باطل نظریات کی نشاندہی کی ہے اور انہیں رد کیا ہے۔

میں نے اس کتاب کا مسودہ بعض مقامات سے پڑھا ہے۔ حضرت مولانا نے بڑی عرق ریزی سے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ ان کا انداز تحقیق اور انداز استدلال قابل ستائش ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو عوام و خواص کیلئے زیادہ سے زیادہ مقبول بنائے۔ آمین

محمد اشرف آصف جلالی

خادم الحدیث جامعہ جلالیہ رضویہ منظر الاسلام

مومن پور روڈ داروغہ والا لاہور

بانی ادارہ صراط مستقیم



## عرض مصنف

الحمد لله رب العالمين الصلوة والسلام على سيد المرسلين  
و على آله و اصحابه و اهل بيته و علماء ملتہ و اهل السنة

اجمعين

بسم الله الرحمن الرحيم

کتاب ”واقع کربلا اور اس کا پس منظر“ جب میں نے خریدی جو کہ شیخ عطا اللہ بندیا لوی صاحب کی تصنیف ہے۔ میں نے سوچا اور گمان کیا کہ شیخ موصوف نے حقائق و واقعات کو بہت اچھے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہوگی لیکن جب پڑھا تو اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مشاجرات و مناقشات اور دوسرے واقعات کو ایک خاص ذہن و فکر اور ایک مخصوص نقطہ نظر سے پیش کرنے کی کوشش کی اور اس کتاب میں بڑی حد تک اس روشن خیالی عالی ظرفی اور آزاد روی کا جو رنگ موجود ہے جو انکی اپنی تحقیق اور ریسرچ کو ظاہر کرتی ہے اس میں نہ اسلاف کا لحاظ کیا نہ مسلمات کی عظمت تسلیم کی نہ اپنے علمی و فکری سرمایہ کو اصلی حالت میں استعمال کرنے کی کوشش کی بلکہ علمائے اسلام اور محدثین و متکلمین کی ساعی پر حرف گیری کرنے کی کوشش کی اور تاریخی حقائق کو اپنے موافق بنانے کے لئے واقعات کو توڑ کر پیش کیا گیا اور نہایت بے اصولی اور سطحیت کے ساتھ بحث کی گئی اس کتاب میں اہلسنت و جماعت کے صحیح موقف کے ساتھ مذاق کیا گیا اور نام شیعہ کی مخالفت کا اور کام اکابرین اہلسنت کے خلاف کیا یہاں تک کہ بے باکی کا مظاہرہ کیا گیا کہ اپنے اکابرین دیوبند کا دامن بھی چھوٹا ہوا

محسوس ہوتا ہے۔ یزید کو بڑھانے اور اہلسنت کو گھٹانے میں صرف اور صرف اکیلے ہی اپنے توہمات اور تخیلات فاسدہ کے بازو و پا پر سوار ہو کر نعرہ لگاتے نظر آتے ہیں مگر افسوس مولف نے اپنے آپ کو اس جاہ مستقیم پر نہیں رکھا بلکہ بڑی بے باکی سے حضرت علی، حضرت حسن و حسین اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جگہ بہ جگہ گرا کر یزید اور اس کے ساتھیوں کو اٹھانے کی کوشش کی اور ان حضرات کو وہ سب کچھ بنادیا ہے جو احادیث صحیحہ، واقعات معتبرہ اور حقائق مسلمہ کے سراسر خلاف ہے یہ فتنہ کچھ عرصہ قبل محمود عباسی مولف ”خلافت معاویہ یزید اور رشید ابن رشید از ابو یزید محمد دین نے پھیلا یا تھا انہیں کتابوں اور اسی فتنہ کی توجہ جانی کرتے ہوئے شیخ بندیا لوی نظر آتے ہیں۔

میں نے اسی فتنے کی سرکوبی کے لئے قلم اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہوائے نفسانی کے جال اور سفلی جذبات کے پھندے سے نجات عطا فرمائے اور اسلاف کرام اور مشائخ عظام کا منصب سیادت و قیادت سنبھالنے کی اہلیت و استعداد اور توفیق و استطاعت نصیب فرمائے اور احساس زیاں اور جذبہ انابت عطا فرمائے اور دین متین کی خدمت اور مسلک حق اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کی ہمت و قوت بخشے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

از قلم فیض رسول نقشبندی عطاری

(۱۸ مئی 2005ء بمطابق ۹ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ بروز بدھ صبح آٹھ بجے آغاز)

### مقدمہ

میرے پیش نظر جو نسخہ ”واقعہ کر بلا اور اس کا پس منظر“ ہے یہ طبع سوئم المکتبہ الحسینہ بلاک ۱۸ سرگودھا کا ہے۔ اس کتاب کی ابتدا میں مفتی محمد حسین نیلوی دیوبندی صاحب کی تقریظ بھی ہے۔ جناب مفتی صاحب ہم اہلسنت و جماعت کے خلاف لب کشا ہوتے ہوئے کچھ یوں رقم طراز ہیں یہ کتاب اہل تشیع کی تردید میں لکھی گئی اگر کوئی سنی کہلانے والا اس کے خلاف قدم اٹھاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے وہ تشیع سے پوری طرح متاثر ہے (پھر آگے جا کر فرماتے ہیں) یاد رکھئے ہمارا مشن دوسرے مشنوں کے ساتھ ساتھ رد پر ویزیت، رد فتنہ مرزائیت، رد بریلویت، رد انکار و رد عیسائیت، رد آغا خانیت اور رد روافض کے ساتھ ساتھ دفاع صحابہ رضی اللہ عنہ اور دفاع ابناء صحابہ بھی ہے

(واقعہ کر بلا اور اس کا پس منظر ص ۱۸ از بند یالوی طبع سرگودھا)

اسی طرح جناب بند یالوی صاحب نے بھی کچھ الفاظ کے رد و بدل کے ساتھ ہم اہلسنت و جماعت کے خلاف اپنے اندر کی غلاظت کو یوں پھینکا ہے ان مخالفین میں کچھ دوست بھی تھے اور کچھ دشمن بھی کچھ اپنے بھی تھے کچھ پرائے بھی۔ شیعہ کم تھے لیکن سنی نما شیعہ زیادہ تھے۔ ان میں ان پڑھ اور عقل و خرد سے محروم و اعظ بھی تھے۔ یتیم العقل بھی، لوگوں کے نذرانوں پر پلنے والے اور تقدس کے نام پر معصوم عصمتوں سے کھیلنے والے گدی نشین بھی۔

(واقعہ کر بلا اور اس کا پس منظر ص ۲۱ از بند یالوی طبع سرگودھا)

اب میں قارئین سے ان کی لکھی ہوئی باتوں کا جواب یوں دیتا ہوں جناب علمائے دیوبند کبھی ہمیں شیعہ ہونے کا بلکہ ہماری رگوں میں شیعہ کا خون



دوڑنے کا اور کبھی ہمارے اکابرین میں سے بالخصوص امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر الزام اپنی تحریر و تقریر میں لگاتے رہتے ہیں۔ علماء دیوبند بالخصوص مفتی صاحب اور شیخ موصوف سے بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں جناب والا آج سے کچھ عرصہ پہلے تک تمہارے اکابر شیعوں کے بڑے شد و مدد سے حمایتی اور ان کے حق میں فتوے دیتے رہے۔ بلکہ تعزیر محرم کے لئے گھوڑے نکلاتے رہے ان کے ساتھ نکاح جائز قرار دیتے رہے اور شیعہ حضرات کے مرنے پر جنازوں میں شرکت کرتے رہے اب آپ حوالے بھی دیکھ لیں یہ فیصلہ کر کے بتائیں کہ ہماری اہلسنت و جماعت کی رگوں میں شیعہ کا خون ہے یا یار لوگ اپنی حقیقت کو چھپانے کیلئے ہمیں طعنوں سے نوازتے رہتے ہیں۔

### ”دیوبندی لڑکی شیعوں کے نکاح میں“

دیوبند حضرات کی مایہ ناز شخصیت اور حکیم الامت کے لقب سے یاد ہونے والے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے پاس ایک استفتاء آیا سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بندہ سنی (یعنی دیوبندی وہابی) المذہب عورت بالغہ کا نکاح زید شیعہ مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہو گیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ سنی و شیعہ کا تفرق مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے عند الشرح صحیح ہوتا ہے یا نہیں۔

جواب:- نکاح منعقد ہو گیا لہذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال

(امداد الفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۲۴-۲۲۵ کتاب نکاح سوال نمبر ۳۱۹ مطبوعہ دارالعلوم کراچی)

نمبر ۲۔ اسی فتاویٰ میں تھانوی صاحب نے شیعوں کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور



حلال کہا ہے۔

(ج ۳ ص ۶۰۸ امداد الفتاویٰ طبع دارالعلوم کراچی)

### تعزیه نکالنے کی اجازت:-

نمبر ۳ اسی سرخیل اعظم نے لکھا تھا ایک گاؤں گنجیر پور کانپور کے ضلع میں وہاں کے لوگوں کے متعلق شدھی ہونی کی خبر سنی تھی میں اس گاؤں میں مجمع کے ساتھ گیا اور اس باب میں ان لوگوں سے گفتگو کی ان میں سے ایک شخص تھا جو ذرا چوہدری سمجھا جاتا تھا میں نے اسکو بلا کر دریافت کیا کہ سنا ہے کہ تم شدھی ہونے کو تیار ہو اس نے کہا میرے ہاں تعزیه بنتا ہے ہم ہندو کا ہے کو ہونے لگے (اشرف علی تھانوی) نے اسکو تعزیه بنانے کی اجازت دے دی۔

شدھی (وہ تحریک جو شردھانند میں ایک ہندو نے ہندوستان میں مسلمانوں کو دوبارہ ہندو بنانے کے لئے چلائی تھی۔

(تاریخ دارالعلوم دیوبند ۱۲۶۱ ج ۱۔ طبع اسلامیات لاہور)

(فیروز اللغات اردو ش۔ صفحہ نمبر ۸۷۸ مطبوعہ جدید دہلی)

(الافاضات الیومیہ جلد نمبر ۴ ص ۵۲ طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تم ہندوؤں کے بھی حمایتی ہو جس نے ہندو بنانے کی تحریک چلائی تم اس کو خوش کرنے کے لئے فتویٰ دیتے ہو پھر تم ہندو کیوں نہ ہوئے۔

### شیعوں کی مدد کا فتویٰ:-

نمبر ۴:- ۱۔ جمیر میں مولانا یعقوب صاحب نانوتوی استاد تھانوی نے اہل تعزیه کی نصرت کا فتویٰ دیا تھا۔

(الافاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۰۴ مطبوعہ تھانہ بھون۔)

نمبر ۵۔ شیعوں اور ہندوؤں کی لڑائی اسلام اور کفر کی لڑائی ہے شیعہ صاحبان کی شکست نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی شکست ہے اس لئے اہل تعزیہ کی نصرت کرنی چاہیے الافاضات الیومیہ ج ۶ ص ۱۰۳ ملفوظ نمبر ۱۴۰ مطبوعہ اشرف المطالع تھان بھون

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

### نمبر ۶ نماز جنازہ:-

نماز جنازہ شیعوں کا مولانا قاسم نانوتوی نے پڑھایا ایک کرامت کے طور پر قاسم نانوتوی کا یہ جنازہ پڑھانا لکھا۔ حضرت قاسم نانوتوی نے ان شیعوں کے اصرار پر منظور فرمالیا اور جنازہ پر پہنچ گئے۔ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا تو آگے بڑھے اور شیعہ کی نماز جنازہ شروع کر دی۔ سوانح قاسمی ج ۲ ص ۱۷ مطبوعہ دارالعلوم دیوبند۔ اس ضمن میں ایک نام نہاد کرامت گھڑی گئی۔

نمبر ۷:- مشہور شیعہ عالم اور مظہر علی اظہر انتقال فرما گئے۔۔۔ نماز جنازہ دیال سنگھ کالج گراؤنڈ میں ۳ نومبر 1947ء بروز اتوار ادا کی گئی۔ نماز جنازہ صبح دس بجے حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ (جانشین مولوی احمد علی لاہوری) نے پڑھائی۔ خدام الدین لاہور ۸ نومبر ص ۳ آپ بھی ان اداوں پر ذرا غور فرمائیں۔ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔ کیوں جناب بندیالوی صاحب اور مفتی صاحب اب بھی اگر آپ یہ کہیں کہ اہلسنت و جماعت کی رگوں میں شیعہ کا خون اور سنی نماشیعہ کے طعنے دو تو پھر اللہ تمہیں سمجھائے اور ہدایت عطا فرمائے۔

نمبر ۸۔ سرخیل کا فتویٰ نہیں پڑھا تو پڑھ لیں:- جناب مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے

ہیں۔ مولانا اسماعیل دہلوی صاحب کی صفائی پیش کرتے ہوئے جیسا کہ روافض و خوارج کو بھی اکثر علماء کافر نہیں کہتے: (فتاویٰ رشید ص ۱۶۵ مطبوعہ لاہور)

نمبر ۹۔ حضرت جوہرانی شیعہ ہیں اور صحابہ کرام پر تبرا کرتے۔ کیا یہ کافر ہیں؟

مولانا تھانوی صاحب نے جواب دیا کہ محض تبرے پر تو کفر کا فتویٰ مختلف فیہ ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۴۳۲ مطبوعہ تھانہ بھون ملفوظ نمبر ۷۵۵)

جناب ایسے اکثر علماء آپ ہی کے ہیں جو شیعہ کو کافر نہیں کہتے۔ ہم اہلسنت و جماعت ڈنکے کی چوٹ پر شیعہ کو کافر کہتے ہیں۔ کسی حیلے بہانے سے کام نہیں لیتے بلکہ آپ ہی لوگوں کی ایک دہشت گرد تنظیم سپاہ صحابہ جب بنائی گئی تو اس کے سربراہ ضیاء الرحمن فاروقی بھی پہلے ہم اہلسنت و جماعت کے خلاف سخت ترین الفاظ استعمال کرتے اور شیعہ ہونے کا طعنہ دیتے۔ کہتے میرے پاس ستائیس دلیلیں ہیں کہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ شیعہ ہیں لیکن اللہ کی شان دیکھئے جب اس تنظیم نے شیعہ کے خلاف بھرپور آواز اٹھائی تو ان کے کفر کو ثابت کرنے کیلئے کسی بڑے دیوبندی کے قلم سے کفر کا فتویٰ نہ ملا اگر ملا تو وہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ امام کی زندہ کرامت ہے کہ جو لوگ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ کہتے نہیں تھکتے تھے وہ بھی حقانیت کو ماننے پر مجبور ہو گئے مسئلہ حق اہلسنت اور امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدانہ کردار کی تعریفیں کرنے لگے۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا دار ہے یہ دار و ار سے پار ہے



مزید برآں یاد رہے تمہارے ایک اور باباجی جناب محمود الحسن دیوبندی صاحب مولانا رشید احمد گنگوہی کی شان و عظمت کو یوں بیاں کرتے

وہ صدیق معظم تھے سحاب لطف رحمانی وہ شمع دین و ملت تھے گل گز ارعرافی

محدث ایسا دیکھیں گے کہاں اے وائے حرمانی مفسر ایسا لائیں گے کہاں سے یا خدا

(مرثیہ از محمود الحسن ص ۹ مطبوعہ اسحاق کتب خانہ دیوبند)

اتنی بڑی شان کے مالک شیعوں کے حق میں فتوے دیتے ہیں

نمبر 10:- آج بھی دارالعلوم دیوبند میں ایک دروازہ باب علی رضا ہے۔ یہ علی رضا کون تھا۔ ایک شیعہ تھا جس نے روپیہ لگایا اور بنوایا پھر اسی کا نام دروازے پر لکھ دیا گیا۔ دیکھیں تاریخ دارالعلوم دیوبندی ج ۲ ص ۳۳۸ طبع اول ۲۰۰۵ء ادارہ اسلامیات لاہور کراچی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

نمبر 11- جناب مولانا رشید احمد گنگوہی شیعوں کی حمایت کا فتویٰ دیتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ سوال و جواب کو اختصار سے نقل کر رہا ہوں۔ حضرت عکرمہ و حضرت ابوسفیان کو جو مردود ملعون اور دوزخی بتائے ان کے بارے میں لکھتے ہیں جو شخص صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے فقط۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۲۳ مطبوعہ محمد علی اسلامی کتب خانہ لاہور)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

**چیلنج:-**

اے دیوبندیو! اگر تم واقعی دل سے کہتے ہو کہ ”کافر کافر شیعہ کافر“ تو پھر لگاؤ فتویٰ اپنے ان بڑوں پر اور بولو جو نہ مانے وہ بھی کافر اگر واقعی انصاف پسند



ہو تو آدمیدان میں حوالہ غلط ہو تو فی حوالہ ایک ہزار روپے انعام حاصل کرو پوری زندگی جتنی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے ہم تم کو مہلت دیتے ہیں جب چاہو آؤ اپنے ان بڑوں کا دامن صاف کرو۔ ہم اہلسنت و جماعت کے اسلاف نے نہ منافقت کی نہ حمایت کی۔ علی الاعلان شیعوں کو کافر کہا۔ دیکھیں فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۶۰۹ مطبوعہ جدید لاہور۔ ہم اپنے اسلاف کے مسلک پر الحمد للہ کار بند ہیں۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم یوں فریاد کرتے

نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اب آپ اپنے ان بڑوں کو شیعہ کہیں یا شیعہ نواز کہیں چاہے کافر کہیں ہم کہیں گے تو گلہ ہوگا

نمبر ۱۲:- اور یہ پڑھیے روزنامہ جنگ لاہور بمطبعہ تصویر یکم جون 1992ء کو ایک شیعہ مرا تو اس کے جنازہ میں آپ ہی کے ہم مسلک جناب مولانا شاہی خطیب اور امام السلاطین شاہ عبدالقادر آزاد ناصر باغ میں شیعہ پولیٹیکل پارٹی کے چیرمین سید سکندر حسین شاہ کی نماز جنازہ ادا فرما رہے ہیں اب جناب اگر آپ میں ہمت ہے تو لگاواں سب پر فتویٰ۔ ہم اہلسنت ان شیعہ کی حمایت بھی نہ کریں پھر بھی تم طعنے دو بتاؤ کیا یہ سب انصاف ہے۔

یہ ایسی خبر ہے کہ جس نے دیوبندی جماعت کے منہ پر سناٹے دار تھپڑ بھی رسید کر دیا اور ایوان دیوبند کی دیواروں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ دیکھیں یہ ان تمام دیوبندی مولویوں کا منہ کالا کرے گی۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا      سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا  
کھل گیا سب پہ تیرا بھید غضب تو نے کیا کیوں تیرے منہ کا کھلا چھید غضب تو نے کیا  
جب وہ پوچھے گا سر محشر بلا کے سامنے کیا جواب دو گے تم خدا کے سامنے

### تھانوی صاحب کے پاس شیعہ کی آمد:-

تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے پاس کئی شیعہ آتے تھے۔ پھر اس نے (یعنی شیعہ مجتہد) معمول مقرر کر لیا کبھی کبھی ملاقات کے لئے آتا لیکن مناظرہ کی ہمت کبھی نہ ہوئی۔ کانپور میں بڑے بڑے رئیس شیعہ سنی سب کے قلب میں خدا تعالیٰ نے ایسی بات ڈال دی تھی کہ سب نیاز مند انہ آتے تھے۔ یہ سب بزرگوں کی برکت تھی۔

(الافاضات الیومیہ ج ۷ ص ۶۴ ملفوظ نمبر ۶۱ طبع اشرف المطابع تھانہ بھون)

اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ نواز بھی تم اور تمھاری رگوں میں شیعہ کا خون ہے ہماری میں نہیں۔

ان دلائل و براہین سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ آپ نے جو الزامات اہلسنت و جماعت پر لگائے یہ بے سرو پا ہیں۔

موصوف لکھتے ہیں کہ واقعات سنا کر عوام کو امام باڑوں کے دروازوں تک پہنچاتے ہیں اور پھر اندر کھڑے ذاکر سے کہتے ہیں کہ انہیں یہاں تک ہم لائے ہیں آگے تم اور تمھارا کام واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۴۰ مطبوعہ سرگودھا۔ میرے پاس الحمد للہ اور بھی بہت دلائل ہیں کہ دیوبندی حضرات شیعوں کے ہمنوا اور خیر خواہ ہمیشہ سے آرہے ہیں اور طعنہ اہلسنت و جماعت کو اس لئے دیتے ہیں کہ لوگ ہمارے اندر کی خرافات کو کہیں جان نہ لیں وہ چھپی رہیں اس لئے

میں نے واضح کر دیا کہ یہ لوگ طعنہ شیعہ کو تقیہ باز ہونے کا دیتے ہیں حقیقت میں خود بڑے تقیہ باز ہیں۔ جناب بندیالوی صاحب اندر کی بھڑاس نکالتے ہوئے اہلسنت و جماعت کے خلاف یوں گویا ہیں۔ جو لوگ یزید کو کافر۔ فاسق و فاجر۔ پلید نہ جانے کیا کچھ کہا کرتے ہیں۔ ان کی اپنی عملی حالت یہ ہے کہ مریدوں سے لوٹی گئی حرام کی کمائی ان کی جز و بدن ہے۔ ان کے مصنوعی تقدس کی چادر کے نیچے حوا کی کتنی بیٹیاں بے آبرو ہوئیں اور ان کے دربار کے سنگ مرمر سے مزین فرش اپنے اندر کتنی سسکیاں دبائے ہوئے ہیں۔ لباس خضر میں راہزن اور ڈاکو۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۲ از بندیالوی طبع سرگودھا)

یزید پر تو آگے جا کر ان شاء اللہ عز و جل گفتگو ہوگی۔ میں سب سے پہلے یہ واضح کر دوں کہ جاہل اور بد عمل و بد کردار اور حرام کھانے والوں اور عورتوں کی عزت سے کھیلنے والے پیروں سے ہم اہلسنت و جماعت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم ایسے بد کردار پیروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ایسے پیر کسی اور ہی جماعت کے ہیں ہم تو صاف کہتے ہیں کہ مرشد کا معنی ہدایت دینے والا ہے تو جو خود گمراہ اور غلط راستے پر چلنے والا ہے اس کے پیچھے لگ کر گمراہ ہونا ہے۔ ہماری ایسے بد بختوں سے توبہ لیکن اتنی صاف باتوں کے باوجود تم پھر بھی کہو یہ تمہارے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ لعنت اللہ علی الذین ترجمہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور کسی مسلمان پر جھوٹا بہتان لگانے والوں پر اس سے دگنی ہو۔ ہم آپ کی طرح نہیں کہ ادھر پیر و مرشد مانے پھر اسکی مخالفت کریں جو پیر کا عقیدہ نظریہ ہو اس کا انکار کریں۔

نمبر ۱۔ آئیے ذرا میں آپ کے جید علمائے دیوبند حضرات کے پیر و مرشد حاجی



امداد اللہ مہاجر کی رحمتہ اللہ علیہ کو پیش کرتا ہوں وہ کیا فرماتے ہیں۔ پس یہ ہیئت مروجہ ایصال ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ قدس سرہ کی، دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی، سالانہ وغیرہ (یعنی عرس) اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور منی حضرت شاہ بوعلی قلندی رحمتہ اللہ علیہ و حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸ و کلیات امدادیہ صفحہ ۸۲ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں      لو خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا  
تمہارے بڑے پیر صاحب کا عقیدہ یہ ہے اور تم یہ عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک و  
بدعتی کہتے ہو۔ ظاہر نشانہ ہمیں بناتے ہو حقیقت میں یہ فتوے تمہارے بڑوں پر  
جا کر فٹ ہوتے ہیں۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی عملی زندگی یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام  
کی نیازیں کھاتے نذرانے وصول کرتے، مدارس کے چندوں سے کوٹھیاں  
بناتے اور پھر چھڑے اڑاتے ہیں۔ مزاروں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنا کر شریعت کا  
منہ چڑاتے ہیں۔ ہر ہندوانہ رسم کو مشرف بہ اسلام کر کے اسے عقیدت و محبت  
سمجھتے ہیں۔ واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۱۔ اگر ان دیوبندیوں میں غیرت  
کا کچھ مادہ ہوتا تو یہ اپنے اکابر کو چھوڑ کر یہ اعتراض کبھی نہ کرتے کہ غیر اللہ کے نام  
کی نیازیں حرام ہے لیکن ان کا قرآن و حدیث پر ایمان ہے نہ اپنے اکابرین پر۔ کیا



قرآن میں یہ آیت نہیں اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم۔ (الفاتحہ)

ترجمہ ”چلا ہم کو راہ سیدھی راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا“  
اس آیت کی تفسیر شیخ الہند محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں اور صراط مستقیم سے محرومی کل دو طرح پر ہوتی ہے۔ عدم علم یا جان بوجھ کر کوئی فرقہ گمراہ اگلا پچھلا ان دو سے خارج نہیں ہو سکتا۔ سونصاری تو درجہ اول میں اور یہود دوسری میں ممتاز ہیں۔ کچھ آگے جا کر فرماتے ہیں کہ یعنی مقبول بندوں کی پیروی اور نافرمانوں سے علیحدگی میسر ہو۔

(ترجمہ تفسیر از محمود الحسن ص ۲ مطبوعہ صدر کراچی پاکستان)

نمبر ۳ یا تو ان بیچاروں کو اپنے بڑوں کی کتابیں میسر نہیں ہوتی جس وجہ سے اندر سے کورے رہ جاتے ہیں یا پھر ان کو مکتبوں سے ملتی نہیں جب خریدنے جاتے ہیں تو ساری کی ساری سنی لیکر جا چکے ہوتے ہیں۔ یہ بیچارے خالی واپس آ جاتے ہیں یا پھر یہ اتنے غریب ہیں کہ پورے جہان سے لیکر کھالیں اور امریکہ کے ڈالر اور سعودیہ کے ریال ان غریبوں کو ملتے نہیں اور جو مساجد و مدرسوں سے ملتے ہیں وہ ہضم کر جاتے ہیں۔ خیر اب تو ان کو گورنمنٹ بھی نہیں دیتی۔ عوام کے جتنے صدقے کے بکرے ہوتے ہیں وہ یہ وصول کرنے کے بعد اہلسنت و جماعت کو بھیج دیتے ہیں۔ کتابیں خریدیں تو کیسے؟ اگر کوئی مر کے خرید لے تو وہ پڑھنے سے عاری ہوتے ہیں وقت سارا جہاد کشمیر کی نظر ہو جاتا ہے۔ تقریباً پچاس ساٹھ سال ان کو جہاد کرتے اور لڑتے مرتے ہو چکے ہیں۔ کشمیر ان بیچاروں کی طرح ویسے کا ویسا ہے۔ اگر کسی کے پاس کتاب پڑھنے کا وقت ہو تو وہ سمجھنے سے

قاصر ہے کریں تو کیا کریں۔ ان کے بڑوں نے کتابیں لکھیں تھیں کہ ہماری آنے والی نسلیں ان سے استفادہ کریں اور سیدھے راستے پر چلیں۔ اب ان کے ایسے ایسے نئے تازے پروگرام ہو چکے ہیں کہ یہ کبھی تو امریکہ پر بم پھینکنے کی تیاری میں ہوتے ہیں وہ بھی شرماتا ہے کہ جن کو پالا تھا وہی آڑے آگئے ان کے بڑوں نے شیعوں کا ساتھ دیا تھا کہ ہمارے نام لیوا ہمارے راستے پر چلیں گے لیکن یہ شیعوں کے ایمان بگاڑوں پر بم پھینکتے ہیں اور اپنے اسلاف کے راستوں کو دن بدن منہدم کرتے نظر آتے ہیں پھر اس میں کامیاب نہیں ہوتے آگے آکر مشرف صاحب پکڑنے شروع ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہماری بلی ہمیں میاؤں میاؤں کرتی ہے اسکو مارو۔ ہم نے اس لئے تو نہیں پالی تھی کہ ہمارے ساتھ ہی جنگ کرے۔ کریں تو کیا کریں۔

ہوئے ہم جو مر کر رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا خیر مزار بھی انہیں کے بنتے ہیں جو مزاروں کے دشمن نہیں ہوتے انکا کون بنائے سب کو معلوم ہے ووٹ لینے ہوں تو مزاروں پر جانا جائز ورنہ ناجائز ہے۔ جیسا کہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مفتی محمود صاحب اور جناب مولانا عبید اللہ انور صاحب جو یہ کہتے بندیا لوی صاحب کی طرح نہ تھکتے تھے۔ مزاروں پہ جانا حرام وہاں کے نذرانے کھانا حرام بلکہ خنزیر کھانے کے برابر ہے نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حرام لیکن اللہ رب العزت نے دیکھا تو یہ مولوی بڑے بے باک ہو گئے۔ میں بھی ان کو مزاروں پر لیجا کر چھوڑ دوں گا۔ پھر بچارے گئے تو وہ بھی کس مزار پر جس کے نام کو ہی شرک سمجھتے ہیں اور کہتے چلے آ رہے ہیں۔

## مفتی محمود و عبید اللہ انور کی داتا دربار پر حاضری :-

لہذا خدا کی قدرت دیکھئے یہ دونوں حضرات حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے تو اس شان سے کہ وہاں کا حلوہ بھی کھایا وہاں کے نذرانوں کی چادریں بھی سروں کو جھکا کر بندھوائیں یعنی دستار بندی ہوئی۔ ان ابن الوقتی، ضمیر فروش، شرارتی ملاؤں مفتیوں اور جانشینوں کو سب اپنے فتوے بھول گئے ووٹوں کی خاطر سب کچھ جائز ہو گیا۔ اس بات کا نقشہ بڑے دلنشین انداز میں کھینچا ہے جناب حضرت مولانا ابونور محمد بشیر کوٹلوی لوہاراں والے رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

محمود اور عبید بھی حاضر مزار پر ارے داتا نے منکروں کو بھی درپہ بلا لیا اور ان اولیاء کے صدقے میں بٹی ہیں نعمتیں داتا کی دیگ نے انہیں حلوہ کھلا دیا خیر میں ان بھولے بھالے لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ تمہارے اکابر انعمت علیہم میں شامل ہیں یا غیر المغضوب میں داخل ہیں فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے یا پھر آپ لوگوں کے فتوے اہلسنت و جماعت والوں کے لئے ہیں تمہارا مذہب کبھی اور ہوتا ہے اور کبھی اور مور کی طرح رنگ بھیس بدل بدل کر ظاہر ہوتا رہتا ہے۔

۱۔ روزنامہ جنگ کراچی جمعرات ۱۲ اگست ۱۹۷۷ء مفتی محمود نے داتا دربار پر حلوہ تقسیم کیا۔ پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے جہاں انہوں نے فاتحہ خوانی اور وہاں موجود لوگوں میں حلوہ اور



نان تقسیم کیے اور ملکی استحکام و ترقی کے لئے دعا مانگی اور ملک میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نفاذ کے لئے بھی دعا مانگی پھر سجادہ نشین کے آستانہ پر کارکنان سے خطاب کیا ﴿

نمبر ۲۔ مزید برآں :- مولانا عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی جو کہ تھانوی صاحب کے خلیفہ ہیں لکھتے ہیں کہ عام لقب جو گنج بخش (خزانے بانٹنے والا) چلا ہوا ہے اس کی بابت روایت یہ ہے کہ خواجہ معین الدین حسن سنہری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مزار پر آکر حسب دستور صوفیہ چلہ کشی کی اور فیض و برکت (ظاہری نظر) سے مالا مال ہو کر جب رخصت ہونے لگے تو مزار کے رخ کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا      ناقصاں را پیر کامل کمالاں را راہنما

(تصوف اسلام ص ۱۴۹ عبد الماجد دریا آبادی در مطبع معارف اعظم گڑھ پچاپ رسید طبع سوئم) نیز لکھتے ہیں کہ مخدوم کے مرتبہ کمال کا اعتراف سب کو رہا ہے خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ المشائخ فرید الدین گنج شکر دونوں سے متعلق روایت ہے کہ آپ کے مزار پر جا کر (نظرانے اور) چلے کھینچے ہیں اور فیض و برکت حاصل کی ہے۔ چنانچہ دونوں حضرات کے چلہ کشی کے مقامات کے نقوش ابھی تک محفوظ ہیں۔

(تصوف اسلام ص ۱۵۱ طبع اعظم گڑھ)

بریکٹ والے الفاظ مولف کے ہیں غور فرمائیے یہ باتیں کسی سنی بریلوی عاشق رسول نے نہیں کہی بلکہ ایک دیوبندی عالم بیان کر رہا ہے امید ہے کہ اہل انصاف قبور سے فیوض و برکات کا انکار نہیں کریں گے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جنہوں نے



چلہ کشی کی وہ مزار پر آنے والے نذرانے بھی کھاتے رہے ہیں اور ظاہری باطنی فیض حاصل کرتے رہے۔ اللہ رب العزت عقل سلیم عطا فرمائے اور اعتراض کرنے والوں کو ہدایت عطا فرمائے آمین۔

**نیازیں:-** اب آذر اس طرف غور کریں غیر اللہ کی نیازوں کا بھی ہمیں طعنہ دیتے ہیں اس بارے ہمارا موقف یہ ہے کہ یہ ایصالِ ثواب ہے کسی وقت کسی دن بھی کریں جائز ہے اور ثواب ہے۔ جیسا کہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے واضح کر چکا ہوں اور یہ کہنا جو بھی غیر اللہ کے نام پر مشہور ہو وہ حرام ہے یہ سراسر جہالت اور حماقت ہے۔ جیسا کہ یار لوگ حرام کہتے رہتے ہیں۔ اب میں اس بارے میں چند دلائل سے اس بطلان کو ظاہر کرتا ہوں۔ سب سے پہلے بندیالوی صاحب سے پوچھتا ہوں تمہارا نام عطا اللہ ہے یہ نام اللہ کا اسم نہیں ہے لہذا غیر اسم ہوا تو جو بھی غیر اللہ سے مشہور ہو جائے وہ حرام تو آپ کے نام کا کیا بنے گا۔ اسی طرح بیوی خاوند کے نام پہ مشہور ہوتی ہے یہ فلاں کی۔ یہ مولوی کی بیوی، یہ مکان فلاں کا، یہ کار فلاں کی، یہ جائیداد فلاں کی یہ مسجد فلاں کی یہ مدرسہ فلاں کا وغیرہ وغیرہ کیا آپ یہ فتویٰ لگا کر غیر اللہ کے نام کی نیازیں کہہ کر ان سب پر حرام کا فتویٰ لگائیں گے ایسے تو پھر کوئی بھی چیز حلال نہیں بنے گی۔ سب حرام ہو جائے گی کیونکہ ہر چیز کسی نہ کسی نام سے پکاری جاتی ہے۔ چلو ذرا قرآن و حدیث پر نظر ڈالئے۔ قرآن کی پہلی سورۃ کا نام فاتحہ، بقرہ، آل عمران، النساء پورے قرآن میں ایک سورۃ رحمن ہے باقی تمام غیروں کے نام پر بولی جاتی ہیں اور پڑھی جاتیں ہیں تو کیا ان تمام سورتوں پر بھی حرام کا فتویٰ لگاؤ گے۔ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ پ ۱۵ س بنی اسرائیل۔ ان مسجدوں

کے نام مسجد الحرام، مسجد اقصیٰ غیر اللہ کے نام پر اللہ نے رکھے ہیں تاکہ ان خارجیوں کا بخار اتر جائے اور غیر اللہ کے نام کی چیزیں حرام کہنے سے باز آجائیں۔

حدیث:- صحیح بخاری شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احب الصلوة الى الله صلوة داود واحب الصيام الى الله صيام داود ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ترین نماز حضرت داود علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ترین روزہ حضرت داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔

(بحوالہ بخاری شریف ج ۱ ص ۴۸۶ عربی مترجم ج ۲ ص ۶۷۰ کتاب الانبیاء ۳ طبع المکتبۃ العربیہ اقبال ٹاؤن لاہور)

اگر داود علیہ السلام کی نماز، روزہ کہنا جائز ہے اور نام آنے سے اس میں نجاست نہیں گھس جاتی تو اولیاء کرام کے نام پر ان کے ایصال ثواب کے لئے اگر کسی چیز پر ان کا نام لیا جائے تو وہ بھی حرام نہیں اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ اسی طرح حدیث شریف کی تمام کتابوں پر مثلاً بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، وغیرہ آپ کے تمام مدرسے غیر اللہ کے نام پر ہیں یہ نام آنے کی وجہ سے حرام نہیں تو نیاز پر ایصال ثواب کیلئے اولیاء کرام کے نام آنے سے حرام نہیں۔ لیجئے لگے ہاتھوں آپ کے ایک اور پیشوا کا فتویٰ پیش کرتا ہوں (ایک فتویٰ پیچھے گزر چکا)۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی جس کا ترجمہ دیوبندی نے کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

سوال:- اس مسئلہ میں کیا حکم ہے کہ مہندی شب یازدہم (یعنی گیارہ تاریخ) ربیع الاخر

میں روشن کرتے ہیں اور اسکو منسوب ساتھ جناب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کیساتھ کرتے ہیں اور نذر و نیاز قائم کرتے ہیں۔

جواب:- روشن کرنا مہندی جناب سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی بدعت سیئہ ہے اس واسطے کہ جو قباحات تعزیرہ داری میں ہے وہی قباحات مہندی میں بھی ہے اور فاتحہ پڑھنا ثواب اسکا ارواح طیبہ کو پہنچانا فی نفسہ جائز ہے۔ فتاویٰ عزیزی مترجم ص ۱۸۸ مطبوعہ دہلی۔ یاد رہے انہی شاہ صاحب کے بارے میں امام الوہابیہ جناب اسماعیل دہلوی صاحب نے ان القابات سے نوازا ہے۔

ہدایت مآب قدوہ ارباب صدق و صفاء زبدۃ اصحاب فناء و بقاء  
سید العلماء سند الاولیاء رحمت اللہ علی العالمین وارث الانبیاء  
والمرسلین مرجع ہر ذلیل و عزیز مولینا و مرشدنا الشیخ  
عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بقاءہ و اعزنا و سائر المسلمین بمجدہ  
و علائہ صراط مستقیم

(ص ۳۱۴-۳۱۵ مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور)

## نذرانوں کا ثبوت:-

**حدیث نمبر ۱۔** حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا کہ ان کی والدہ نے ایک نذر مانی تھی اور وہ نذر پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم ان کی طرف سے نذر پوری کرو۔

(ترمذی شریف رقم الحدیث ۵۸۵ باب نذر۔ مسلم شریف باب النذر ص ۵۳۵ ج ۲ رقم الحدیث

(۴۱۲۲)

**حدیث نمبر ۲۔** امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے اپنی کتاب مستطاب طبقات کبریٰ۔ احوال حضرت سیدی ابوالموہب محمد شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وکان رضی اللہ عنہ يقول رأیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال إذا کان تک حاجة واردة قضاءها نذر لنفسیة طاهرة ولو فلسا فان حاجتک تقضی

(الطبقات الکبریٰ ص ۶۸ ج ۲ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:- یعنی حضرت محمد و رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تمہیں کوئی حاجت ہو اور اسکا پورا ہونا چاہو تو سیدہ طاہرہ حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہ کے لئے کچھ نذر مان لیا کرو اگرچہ ایک ہی پیسہ ہو تمہاری حاجت پوری ہوگی۔

علامہ شعرانی نانویں صدی ہجری کے مشاہیر سے ہیں اور ان کے بارے میں مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا ہے انہوں نے آٹھ ساتھیوں سمیت صحیح بخاری جاگتے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پڑھی۔

فیض الباری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۴ (انور شاہ دیوبندی)۔

حدیث نمبر ۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی عبادت کی نذر مانی وہ شخص اس عبادت کو کرے اور جس شخص نے گناہ کی نذر مانی وہ اس گناہ کو نہ کرے۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۹۹ مطبوعہ نور محمد کراچی)



اجماع امت :- علامہ عابدین شامی نے فرمایا کہ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ نذر کا پورا کرنا کتاب و سنت اور اجماع مسلمین سے ثابت ہے۔

(رد المحتار ج ۳ ص ۹۱ مطبوعہ عثمانیہ استنبول از عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث نمبر ۴ :- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ ایمان لانے کا طویل ذکر کیا اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ عموریہ میں ایک پادری نے مجھے بتایا اب آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزول کا زمانہ قریب ہے۔ ان کی علامات یہ ہونگی نمبر ۱ ہدیہ قبول کریں گے نمبر ۲ صدقہ کو اپنے اوپر حرام کریں گے۔ پھر آگے جا کر فرماتے ہیں میں ایک دن کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لے کر پہنچا اور عرض کیا یہ کچھ صدقہ کی چیزیں لے کر آیا ہوں آپ ان کو قبول کر لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حاضرین کو وہ چیزیں کھانے کا حکم دیا اور خود نہیں کھائیں اس طرح سلمان فارسی کو ایک علامت کی تصدیق ہو گئی۔ دوسرے دن پھر کچھ چیزیں لیکر بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کیا آقا آپ نے صدقہ کو کھایا نہیں یہ ہدیہ قبول کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس میں سے کچھ خود کھایا اور کچھ حاضرین کو کھلایا اس طرح دوسری علامت کی تصدیق ہو گئی اور مہربنوت کو بھی دیکھ لیا اور اسکو بوسہ دیا آپ نے فرمایا سامنے آؤ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنی سرگزشت سنائی پھر مسلمان ہو گئے۔

(مسند امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۸ھ ج ۵ ص ۴۴-۴۱ مطبوعہ اسلامی بیروت)

(أسد الغابہ ج ۲ ص ۳۳۲-۳۲۸ مطبوعہ ایران از علامہ محمد بن اشیر جذری)

(طبقات ابن سعد ۲۲۹ تا ۲۳۳ مترجم جلد ۴ مطبوعہ کراچی از محمد بن سعد البصری رحمۃ اللہ علیہ)

**معنی ہدیہ:-** ہدیہ کا معنی معتبر لغت سے دیکھیں۔ تحفہ، نذرانہ، نذرین، نذر جمع ہدایا جامع فیروز اللغات اردو ص ۱۳۳۲ از مولوی فیروز الدین مطبوعہ دہلی قرآن کریم سے نذر کا ثبوت دیکھیں پارہ ۲ رکوع ۱۹ اس ”الدہر“ آیت نمبر ۷ (ترجمہ) وہ ایفاء نذر کرتے ہیں اس دن سے خوف کھاتے ہیں جس کی مصیبت پھیلی ہوئی ہے۔

(ترجمہ از سید ضیاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی وہابی۔ ص ۵۸۳ طبع جملۃ البدر الاسلامیہ ساہیوال پاکستان) اس آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں یعنی جو منت مانی ہو اسے پورا کرتے ہیں ظاہر ہے کہ بہ خود اپنی لازم کی ہوئی چیز کو پورا کریں گے تو اللہ کی لازم کی ہوئی باتوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

(تفسیر عثمانی ص نمبر ۵۲ طبع دار لتصنیف لمیٹڈ شاہراہ لیاقت صدر کراچی۔) پارہ ۷ اسوۃ الحج آیت نمبر ۲۹ ترجمہ۔ پھر چاہیے کہ وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔ ترجمہ ضیاء اللہ شاہ بخاری وہابی۔ اس کی تفسیر میں شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں اور اپنی منتیں پوری کرنے سے یہ مراد ہے کہ اپنی مرادوں کے واسطے جو منتیں مانیں ہیں ادا کریں

(حاشیہ عثمانی ص ۴۳۲)

یہ ہیں اولیاء کی نذریں اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ نذر اولیاء کو ما اُحل بہ لغیر اللہ میں داخل کرنا باطل ہے۔ ان وہابیوں کے دادا بلکہ پردادا حضرت پیر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ الناس العارفين میں اپنے والد ماجد کے حال میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ:- اس فقیر (شاہ ولی اللہ) نے ان احباب سے جو اس واقعہ کے عینی شاہد تھے سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت والد صاحب مخدوم شیخ اللہ دیہ

کے مزار کی زیارت کے لئے ڈاسنہ میں گئے تھے رات کا وقت تھا۔ اسی جگہ آپ نے فرمایا مخدوم صاحب ہماری دعوت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کچھ کھا کر جائیں وہاں آپ نے توقف فرمایا یہاں تک کہ لوگوں کی آمد و رفت ختم ہوگئی احباب پر ملال طاری ہوا اچانک ایک عورت آئی جس کے سر پر بیٹھے چاول کا تھال تھا۔ اس نے کہا میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند گھر آئیگا میں اسی وقت کھانا پکا کر مخدول اللہ دیہ کی درگاہ میں قیام پذیر فقراء میں تقسیم کروں گی اسی وقت شوہر گھر پہنچا میں نے اپنی منت پوری کی ہے میری خواہش تھی خدا کرے اس وقت درگاہ میں کوئی موجود ہو، تاکہ وہ کھانا کھائے۔

(انفارس العارفین ص ۸۱ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ گجرات)

شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ان کی اولاد پاک کو تمام امت پیروں اور مرشدوں کی طرح سمجھتی ہے اور تنکوینی امور کو ان سے وابستہ سمجھتی ہے اور فاتحہ درود۔ صدقات اور نذر نیاز کے نام سے رائج ہیں اور معمول بنا ہوا ہے چنانچہ تمام اولیاء کرام سے یہی معاملہ ہے کہ ان کے نام پر نذر و نیاز فاتحہ، درود عرس اور مجالس منعقد کی جاتی ہیں۔

(تحفہ اشاعرہ باب ہفتم در امانت فارسی ص ۲۱۴ طبع سہیل اکیڈمی لاہور)

(تحفہ اشاعرہ باب ہفتم در امانت فارسی ص ۲۱۴ طبع سہیل اکیڈمی لاہور)

نمبر ۷:- س؟ مجوسی نے آتشکدہ کے لئے بکری نامزد کی یا کافر نے اپنے بتوں کے لئے کوئی جانور نامزد کیا اور ان جانوروں کو مسلمانوں نے ذبح کر دیا۔

الجواب:- اگرچہ مسلمان کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے مگر وہ جانور حلال طیب ہے کھایا جائیگا۔



(فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۴۷۷ از اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ)

نمبر ۸:- حضرت والد ماجد فرماتے تھے فرہاد بیگ پر مشکل پیش آئی اس نے نذر مانی کہ خداوند اگر یہ مشکل حل ہوگئی تو اس قدر روپے میں حضرت (شاہ عبدالرحیم) کی خدمت میں پیش کرونگا۔ اس کی وہ مشکل حل ہوگئی اور وہ نذر اس کے ذہن سے جاتی رہی چند دنوں کے بعد اسکا گھوڑا بیمار ہوگیا اور ہلاکت کے نزدیک پہنچ گیا مجھے اسکی بیماری کا سبب معلوم ہوگیا میں نے خادم کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ اس کی بیماری نذر پورا نہ کرنے کی وجہ سے ہے اگر تم اپنے گھوڑے کو چاہتے ہو تو وہ نذر جو فلاں جگہ اپنے اوپر لازم کی تھی اسے بھیج دو وہ شرمندہ ہوا اور وہ نذر بھیج دی اسی وقت اسکا گھوڑا تندرست ہوگیا۔

(انفاس العارفین ص ۹۲-۹۳ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ گجرات)

## شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام:-

یاد رہے کہ انہی شاہ ولی صاحب کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں۔ ”شاہ ولی اللہ صاحب بڑے درجہ کے شخص ہیں“

(احسن العزیز ص 46 قصص الاکابر ص ۱۳ طبع المکتبۃ الاشرفیہ جامع اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور)

تبلیغی جماعت (جو کہ دیوبندی وہابی کی ہی جماعت ہے) کے مولوی زکریا سہارنپوری نے شاہ ولی اللہ کو شیخ المشائخ اور قطب الارشاد وغیرہ القاب لکھے ہیں۔ فضائل درود شریف ص 43 مجلہ تبلیغی نصاب مطبوعہ خواجہ اسلام لاہور۔ امام الوہابیہ، والدیابہ مولوی اسماعیل دہلوی قاتل نے شاہ ولی اللہ کو ان القابات سے نوازے قطب المحققین، فخر العرفاء الکملین اعلم باللہ حضرت ولی اللہ قدس سرہ (صراط مستقیم ص ۱۶ مطبوعہ لاہور)



اور شاہ ولی اللہ کا مقام اور شان جاننے کے لئے دیکھیں تاریخ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۲۔  
مسلمان دیکھیں ان تمام اکابرین دیوبند سے یہ کتنے جلیل و جمیل  
وہابیت کش فائدے حاصل ہوئے ان آخری واقعات سے ظاہر ہوا کہ (نمبر ۱)  
اولیاء اپنے زائرین مزارات پر مطلع ہوتے ہیں، ان سے کلام فرماتے ہیں جب  
حضرت مخدوم دیدہ قدس سرہ کے مزار شریف پر شاہ ولی اللہ صاحب کے والد شاہ  
عبدالرحیم صاحب حاضر ہوئے تو حضرت نے مزار شریف سے ان کی دعوت کی  
اور فرمایا کچھ کھا کر جانا۔ (نمبر ۲) اولیاء کرام کا بعد وفات بھی غیبوں پر اطلاع پانا  
کہ مخدوم کو معلوم ہوا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کے آنے پر ہماری نذر مانی  
ہے اور یہ کہ آج اسکا شوہر آئیگا اور (نمبر ۳) یہ کہ اسی وقت ہماری نذر کے چاول  
اور شرینی حاضر کریں گی۔

(نمبر ۴) مصیبت کے وقت اس کے دفع کو اولیاء کی نذر مانی جائز ہے۔ (نمبر ۵)  
ان کی نذر مان کر پوری نہ کرنے سے بلا کا آنا اگرچہ وہ پورا نہ کرنا بھول جانے  
سے ہو اس نذر کے پورا کرتے ہی فوراً بلا کا دفع ہونا (نمبر ۶) کہ فرہاد بیگ نے  
کسی مشکل وقت شاہ ولی اللہ کے والد صاحب کی نذر مانی پھر یاد نہ رہی گھوڑا  
مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ (نمبر ۷) شاہ ولی اللہ کو معلوم ہوا کہ اس پر مصیبت  
ہماری نذر پوری نہ کرنے کی وجہ سے ہے اس سے کہلا بھیجا کہ گھوڑا بچانا ہے تو  
ہماری نذر پوری کرو اس نے وہ نذر پوری کی تو گھوڑا فوراً اچھا ہو گیا۔

(نمبر ۸) یہ بھی معلوم ہوا فاتحہ مروجہ جائز ہے۔ (نمبر ۹) عرس اولیاء جائز ہے۔  
(نمبر ۱۰) ان سب سے بڑھ کر یہ بھاری غضب کہ پیر پرستی ان کے گھر سے ثابت  
ان تمام بڑے شاہ صاحبوں سے معلوم ہوا کہ اس پر تمام امت مرحومہ کا اجماع چلا

آ رہا ہے۔ یہ نئی نسل خارجیوں کی پتہ نہیں کہاں سے آئی اور یہ بھی فتح شکست تندرستی مرضی دولتندی تنگدستی اولاد ہونا یا نہ ہونا مراد ملنا اور ان کی مثل احکام پر پہلے تمام بزرگوں کا ہونا جن کو یہ بھی مانتے ہیں وابستہ تھے۔ اب ان ۵ شاہ صاحب مثلاً حاجی امداد اللہ، شاہ عبدالعزیز، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالرحیم و شاہ مخدوم وغیرہ کا ان عقائد پر وابستہ ہونا جاننے پر امت مرحومہ کا اجماع ثابت اور ان بڑوں کے کلام میں سے یہ بھاری پتھر ان سب چھوٹے خارجیوں پر مثلاً اسماعیل دہلوی کی تقویت الایمان و ایذ الحق گنگوہی کی خلیل احمد انبیٹھوی کی براہین قاطعہ و بندیالوی وغیرہ خرافات و ہابیہ ان شاہ صاحبان کو ملا کر دیکھیں یہ سب معاذ اللہ کتنے بڑے کٹر پکے مشرک گر ٹھہرتے ہیں مگر ان کا مشرک ہونا آسان نہیں اسکے ساتھ ہی یہ بھاری (نمبر ۱۱) فائدہ حاصل ہو گیا کہ اسماعیل دہلوی، گنگوہی و تھانوی اور سارے کے سارے مشرک کافر ہیں کہ اسماعیل دہلوی ان مشرکوں کا غلام، ان کا شاگرد، ان کے مریدوں کا مداح ان کو امام و ولی و چنیں و چناں جاننے والا اور گنگوہی و تھانوی و بندیالوی اور سارے کے سارے وہابی ان دو تقویت الایمانی دھرم پر مشرکوں اور اس تیرے قرآنی دھرم پر بددین گمراہ کو ایسا ہی جاننے والا اور جو ایسوں کو ویسا جانے وہ خود مشرک کافر بے دین۔ والحمد للہ رب العلمین۔

آئی جان شکنجہ اندر جوں ویلے دے وچ گنا روح نوں آکھ بن اوہ محمد بن رہویں تے منا مزید برآں کسی وہابی گنگوہی تھانوی دہلوی امرتسری بنگالی بھوپالی بندیالوی وغیرہم کے پاس جواب ہوں تو لاؤ یا پھر آج ہی سے۔ وقفوہم انہم مسئولون۔ مالکم لاتنا صرون۔ بل ہم الیوم مستسلمون پ ۲۳ ص الصفت آیت نمبر ۲۶ تا ۲۷

ترجمہ۔ اور انہیں ٹھہراؤ ان سے پوچھنا ہے تمہیں کیا ہوا ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں۔ کا ظہور بے حجاب۔ کذلک العذاب و

العذاب الآخرة اکبر لو کانو يعلمون

(پ ۲۹ س القلم آیت ۳۳)

ترجمہ :- مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی تھی اگر وہ جانتے۔

مزید تہرکات کے ثبوت کے لئے دیکھیں تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۸۵ و ۲۳۵ و ۲۳۷ ج طبع ادارہ اسلامیات لاہور

**دوسرا رخ :-** اب ذرا دوسری طرف دیکھتے ہیں یہ طائفہ کہتے ہیں یہ تم لوٹی گئی حرام کی کمائی کھاتے ہو اب میں واضح کرتا ہوں کہ یہ سب کچھ لوٹتے اور کھاتے ہیں کبھی بنک لوٹتے ہیں تو کبھی ڈاکہ زنی کرتے کبھی اہلسنت و جماعت کے معمولات کو حرام کہتے ہیں اور پھر کھاتے بھی ہیں۔

**حکایت :-** ایک دفعہ میں سرگودھا کے ایک گاؤں میں گیا تو وہاں کے ایک مولوی نے مجھے کہا کہ قل تیجہ حرام ہے مجھے یہ معلوم تھا کہ اس گاؤں میں یہ دیوبندی سنی بن کر امامت کر رہے ہیں تو میں نے پوچھا کہ یہاں یہ قل کا ختم تم بھی پڑھتے ہو اور سب کچھ لیتے ہو اور کھاتے ہو تو وہ مولوی کہنے لگا ہم تو مزدوری سمجھ کر لیتے اور کھاتے ہیں میں نے کہا پھر اس کا مطلب یہ نکلا کہ ایک مزدور صبح سے شام تک مزدوری کرے شام کے وقت اسکو کتا ذبح کر کے یا زندہ دے دیا جائے کہا جائے یہ تمہاری مزدوری ہے لے لو گے۔ یہ سن کر مولوی صاحب چل دئے یہ کہاں کا انصاف ہے۔ ادھر حرام کہنا ادھر



کھانا۔

**تھانوی کا حرام کھانا:- (میلا دکا بوت)**

جناب مولانا رشید صاحب گنگوہی کو علم ہوا کہ مولانا تھانوی صاحب کانپور میں میلا دشریف کی محافل اور ختم وغیرہ میں شامل ہوتے ہیں تو سخت ڈانٹ پلائی۔ گنگوہ سے کانپور خط لکھا اور کہا مولوی تو بدعتی ہو گیا ہے حرام کھاتا ہے۔ چنانچہ اس بات کو عاشق الہی میرٹھی دیوبندی سوانح نگار گنگوہی نے تھانوی کا جواب شائع کر دیا۔

**جواب:-** بوالا خدمت بابرکت قدوة العرفاز بدۃ الفضلا حضرت مولانا رشید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ بصدد تعظیم قبول باد والا نامہ شرف صدور لایا معزز فرمایا۔ حضرت عالی کے ارشادات سے اس عمل (مولود و قیام) کے جو مفاسد علمیہ و عملیہ عوام میں غالب پیش نظر ہو گئے اور ارادہ کر لیا کہ ہرگز ایسی مجالس میں شرکت نہ ہوگی۔ اب یہاں کانپور کی حالت عرض کر کے جواب کا انتظار ہے۔۔۔۔۔۔ (مولود و قیام) کی پوری طرح مخالفت کر کے قیام دشوار ہے گو اب بھی یہاں کہ بعض علماء مجھکو وہابی کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص (اشرف علی) وہابی ہے اس کے دھوکہ میں مت آنا۔۔۔۔۔۔ اب تین صورتیں محمل ہیں ایک یہ کہ ایسے موقع پر کوئی حیلہ (بہانہ) کر دیا کروں گا مگر اس کا ہمیشہ چلنا محال ہے دوسرے یہ کہ صاف مخالفت کی جائے مگر اس میں نہایت شور و فتنہ جسکی حد نہیں دنیوی مضرت یہ ہے کہ جہلا (اہلسنت) عوام سے ایذا رسانی کا اندیشہ ہے دینی مضرت یہ کہ اب تک جو ان لوگوں کے (دھوکہ سے) عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی (یعنی وہابی بنایا ہے) سب بے اثر و بے وقعت ہو جائیگی اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو



وہابی ہے اب تک پوشیدہ رہا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ یہاں کا تعلق ملازمت ترک کر دیا جائے۔۔۔۔۔ یہاں ربیع الاول والآخر میں مجالس (مولود) کی زیادہ کثرت ہے۔۔۔۔۔ الخ اشرف علی از

کانپور ۲۹ محرم ۱۳۲۵ ہجری

(تذکرۃ الرشید ج اول ص ۱۳۵-۱۳۶ طبع ادارہ اسلامیات لاہور کراچی)

زباں پر نعرہ تو حید دل ایمان سے خالی رہے کلمہ لب پہ اور دل میں کدورت رسول کی  
نیز لکھتے ہیں

تیسرے میں نے دیکھا کہ وہاں بدون شرکت ان مجالس (مولود) کے کسی طرح قیام ممکن نہیں ذرا انکار سے وہابی کہہ دیا درپے تذلیل و توہین زبان و جسمانی کے ہو گئے اور حیلہ بہانہ ہر وقت ممکن نہیں یہ تو ممکن ہے اور کرتا بھی ہوں کہ نوے فیصدی موقع پر عذر کر دیا۔ اور دس جگہ شرکت کر لی اور شرکت بھی اس نظر سے کہ ان لوگوں کو ہدایت ہوگی اور یوں خیال ہوتا ہے اگر خود ایک مکروہ کے ارتکاب سے دوسرے مسلمانوں کے فرائض و واجبات کی حفاظت ہو تو اللہ تعالیٰ سے امید تسامح ہے بحر حال وہاں بدون شرکت قیام کرنا قریب بحال دیکھا۔ اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے اور بفضلہ تعالیٰ وعظ وغیرہ کے تو لینے کی مطلقاً میری عادت نہیں ہے باوجود اصرار کے صاف انکار کر دیتا ہوں مگر تنخواہ ضرور لیتا ہوں اور دینی منفعت میرے زعم میں تھی اور اب بھی ہے بلکہ روز افزوں ہے کیونکہ تعلیم و تدریس وعظ وغیرہ کا سلسلہ جاری ہے ان منافع کی تحصیل کی غرض سے منظور تھا کہ قیام کروں اور بدون شرکت قیام دشوار تھا اس ضرورت سے بھی شرکت اختیار کی۔ لیکن ان

سب اسباب و ضرورات کے ساتھ بھی اگر کسی دلیل صحیح و صریح سے مجھ کو ثابت ہو جاتا کہ اسکی شرکت موجب ناراضی اللہ و رسول کی ہے تو لاکھ ضرورتیں بھی ہوتیں سب پر خاک ڈالتا۔

(بحوالہ تذکرہ الرشید جلد اول ص ۱۱۸ طبع ادارہ اسلامیات لاہور کراچی از عاشق الہی میرٹھی)

کیوں جناب سب وہابی پورے زور و شور سے دن بھر رات انہیں محافل میں بیٹھتے اور کھاتے ہیں اور باقی اہلسنت و جماعت کے معمولات کو حرام و بدعت کہتے لکھتے تھکتے نہیں۔ تعجب تو یہ ادھر حرام ادھر خود کھانا عین عمل میں حلال۔

قارئین دیکھا ان کے بڑوں کو بھی یہ پرانی بیماری ہے اہلسنت و جماعت کی مساجد میں سنی حنفی بن کر گھسنے کی اور یہاں تک ختم، قتل، میلاد وغیرہ میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ جب اپنی منافقت پھیلالی کچھ لوگوں کو وہابی بنا کر اپنی حمایت میں کھڑا کر لیا تو اس وقت یہ سب کچھ حرام و ناجائز ہو گیا۔ پہلے جائز بھی اور اتنا جائز کہ حرام ہونے کی اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ناراضگی کی کوئی دلیل انکے بڑوں کے پاس بھی نہ تھی جیسا کہ تھانوی صاحب کے جواب سے ظاہر ہے۔

### لمحہ فکریہ:-

سنی مسلمانوں کو نصیحت کے طور پر لکھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کو جو گول مٹول ہوتے ہیں کہتے ہیں جی ہم تو مسلمان ہیں یہاں تک بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم تو خدا کی قسم بڑے مسلمان ہمارا کسی فرقے سے تعلق نہیں۔ ایسے لوگوں کو ہرگز اپنی مساجد میں نہ داخل نہ ہونے دو اور اگر آجائیں تو نکال باہر کروں اور اپنی مساجد کو پاک رکھو بستر اٹھانے والوں، تبلیغی جماعت والوں سے کیونکہ یہی سنت رسول

ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود منافقین کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو منہدم کر دیا اور اپنی مسجد سے انکو نکالا تھا۔

(جامع البیان ج ۱۱ ص ۱۵ طبع بیروت)

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ مترجم ص ۶۵۵ ص ۴۹۷ طبع بیروت قاضی شوکانی کی فتح القدیر ج ۲ ص ۵۶۷)

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۱ طبع بیروت۔ فتح البیان ج ۵ ص ۱۲۸۶ از نواب صدیق غیر مقلد وہابی)

یہ شروع میں ایسے ہی کرتے ہیں پھر آہستہ آہستہ اپنی منافقت پھیلانا شروع کرتے ہیں کسی طرح لوگوں سے تعلق پیدا کر کے پہلے امام اور مولوی صاحب کے خلاف پروپیگنڈا کر کے کہ یہ جاہل ہے اسکو تقریر کرنی نہیں آتی۔ اسکی آواز ٹھیک نہیں یہ نماز کے اندر بھول جاتا ہے، سویا رہتا ہے۔ بے جا اعتراض کر کے نکلوا دیا اور کسی دو غلے منافق کو جو اندر باہر کا میلا یعنی وہابی ہوتا ہے اس کو لاتے ہیں اور وہ اوپر سے سنی بن کر اندر سے شیطانت پھیلاتا رہتا ہے۔ پھر ان میں کچھ سمجھدار لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو پہلے مسجد کمیٹی وغیرہ میں اپنے اثر و رسوخ سے کوئی عہدہ وغیرہ لے لیتے ہیں اور باقی انتظامیہ کو بھی اپنا حمایتی بنا کر یار وہ فلاں کہتا ہے کہ ہمارے مولوی صاحب اچھے نہیں ہیں ہمیں کوئی اور اچھا فاضل بڑا پڑھا لکھا لے آنا چاہیے یعنی جو تھانوی صاحب کے طریقے کو اپنانے والا ہو اور لوگوں کو شیطان بنانے والا ہو خود حرام کھاتا ہو اور دوسروں کو حرام کھلاتا ہو یا حرام سکھاتا ہو۔ لہذا ہوشیار اے سنی مسلمانو! ایسوں سے بچ کر رہو۔ ان منافقوں سے اپنی مساجد کو پاک رکھو۔ یہ بہت خطرناک ہیں ان کے عقائد بھی بہت گندے ہیں اصل میں یہ لوگ فتنہ گر ہیں۔ اخبارات ان باتوں کے گواہ ہیں کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی فتنہ ڈالتے ہی رہتے ہیں اگر کسی طریقے سے سنیوں نے

ان وہابیوں کو اپنی مساجد سے نکال بھی دیا پھر بھی یہ فتنہ سے باز نہیں آتے۔ آجکل انہوں نے اپنے آپ کو سنی کہلوانا شروع کر دیا ہے۔ ہم کہیں تم وہابی ہو کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم سنی حنفی ہیں۔ ہمارے بڑے بھی بریلوی سنی تھے۔ جھوٹی قسمیں اٹھا کر ہم میں گھس کر رہتے ہیں۔ پھر اعتراضات شروع یہ مولوی تو بڑا سخت بریلوی ہے، بس لطیفہ تقریر میں سنا تار ہتا ہے۔ سنیوں کو کوئی اچھا عالم نہیں ملتا اسی وجہ سے تو یہ مسجد خالی ہو گئی۔ نمازی ہی کوئی نہیں ہوتا اور لوگ اس سے بدظن ہو گئے۔، بس یہ اکیلا ہی نماز پڑھاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ سنی بھولے بھالے ان کی میٹھی میٹھی باتوں میں آ کر پھنس جاتے ہیں اور ایمان برباد کر بیٹھتے ہیں۔

جائے رہو سنیو چوروں کی رکھوالی ہے

چوکیدار کا کام ہے پہرہ دینا لہذا میں بھی اللہ عز و جل اور اسکے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دین کے سچے خدمتگاروں کا ادنیٰ سا چوکیدار ہونے کی وجہ سے اپنا فرض ادا کر رہا ہوں۔

اے سنی مسلمان! لباس خضر میں یہاں سینکڑوں رہزن پھرتے ہیں

جینے کی تمنا ہے تو پہچان پیدا کر

تمہارے دشمنوں کا سر کچلنے پر ہیں قائم غلامان شہہ احمد رضا خان یا رسول اللہ ﷺ

**مثال نمبر ۲۔** اس طرح کریم پارک نزد یادگار جامع مسجد جو کہ اہلسنت و جماعت کے نام پر رجسٹرڈ ہے لیکن دو غلوں نے سنی بن کر اسی مسجد میں قبضہ کر رکھا ہے۔

**نمبر ۳۔** یادگار مین روڈ پر دربار شریف بابا جی چھتری والے کے ساتھ مسجد ہے جس میں دیوبندیوں وہابیوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ ویسے تو یہ درباروں پر جانے کے منکر



ہیں لیکن دربار کیساتھ مسجد مل جائے تو وہ نہیں چھوڑتے۔ وہاں نماز پڑھنے کو عین اسلام سمجھتے ہیں تعجب ہے دربار حرام ہے دربار کے ساتھ والی جگہ حلال۔ کیا عجیب منطق ہے ان کی۔

### حرام کھانے کی اجازت:-

یہی تھانوی صاحب لکھتے ہیں اپنے ایک بڑے حضرت کا واقعہ کہ انہوں نے حرام کھانے کی اجازت دی ہے۔ حضرت مولانا مظہر حسین کاندھلوی (دیوبندی) اپنے گاؤں کی طرف گئے۔ وہاں ایک خان صاحب کو نماز کے بارے کہا جو شرابی اور رنڈی باز تھا وہ کہنے لگا مجھ سے وضو نہیں ہوتی اور نہ یہ دو بری عادتیں چھوٹی ہیں (یعنی زنا اور شراب)۔ آپ نے فرمایا کہ بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو اس پر اس نے عہد کیا کہ میں بغیر وضو ہی پڑھ لیا کرونگا۔

(بحوالہ ارواح ثلاثہ مصنف مولوی اشرف علی تھانوی ص 192-193 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اسی طرح کی اور بھی خرافات ان کی کتابوں میں بے شمار درج ہیں اختصار کے پیش نظر نقل نہیں کرتا۔ ان کے ملاں ایسے جاہل مطلق ہیں جو کہ قرآن حکیم کی واضح آیات کے ساتھ یہ مزاح کرتے ہیں اور اپنی من مانی کے فتوے دے ڈالتے ہیں۔ تھانوی صاحب کے پہلے واقعے پر غور کریں تو کتنے وہابی کش فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ (۱) اگر واقعی میلاد شریف اور صلوٰۃ و سلام ختم وغیرہ کو یہ تھانوی صاحب ناجائز اور حرام جانتے تھے اور پھر کیوں اپنا پیٹ حرام سے بھرتے رہے اور محافل وغیرہ میں شرکت کرتے رہے۔ (۲) پھر مدرسہ سے تنخواہ بھی وصول کرتے رہے۔ (۳) یہ ہم اہلسنت کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں تو پھر مشرک

و بدعتی سے سلام لینا ناجائز۔ یہ سب کچھ مولوی صاحب اپنے پیٹ پوجا کی خاطر کرتے رہے۔ (۴) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تقیہ کا طعنہ تو شیعوں کو دیتے ہیں لیکن حقیقت میں تقیہ اور منافقت کی پرانی بیماری انہیں سے چلی ہوئی ہے۔ جس پر یہ منافق آج بھی کاربند ہیں۔ جیسا کہ میں چند واقعات سے یہ واضح کر چکا ہوں۔ ایسے اور بے شمار واقعات ہیں تقریباً ہر شہر میں اہلسنت و جماعت کی مساجد یہ دیوبندی سنی بن کر گھسے ہوئے ہیں اور صلوٰۃ و سلام ختم وغیرہ سب کچھ کرتے رہتے ہیں۔ لہذا یہ اپنے فتوؤں کی زد میں خود ہی آتے ہیں۔ یہ بات مانے بغیر چارہ نہیں کہ یہ لوگ حرام کھانے کے عادی ہیں۔ ہمارے سنی بھائیوں کو اللہ تعالیٰ جاگنے کی توفیق دے اور اپنی مساجد ان کے تسلط سے چھڑانے کی ہمت و توفیق بخشے۔ ان کا صرف مقصد یہ ہوتا ہے کہ پیٹ میں کچھ ڈالنا چاہیے چاہے وہ حرام ہی کیوں نہ ہو جبکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ”اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو اور وضو نہ ہو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھو اور سروں کا مسخ کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھو“۔

(پارہ نمبر ۶۔ سورۃ المائدہ آیہ نمبر ۶)

وضو کے اندر بھی چار اعضاء کو دھونا فرض کیا گیا (۱) لیکن یہ ایسے کمبخت قرآن کی حدوں کو توڑ کر حکم دیتے ہیں بس تم نماز پڑھو۔ وضو نہیں تو بغیر وضو کے پڑھو لیکن یاد رہے جیسے کافر پر نماز نہیں ایسے ہی بے وضو پر نہیں۔ جیسے کافر پر نیک اعمال کرنے سے پہلے ایمان لانا ضروری ہے ایسے ہی بے وضو پر وضو کر کے نماز پڑھنا ہے نہ کہ بغیر وضو ہی ہے۔ (۲) اسی طرح کہتے ہیں زنا بھی کرتے رہو واہ مولو تو تمھاری عقل کہ تم اتنے بڑے موحّد ہوتے کے دعویدار ہو پھر کہتے ہو زنا بھی

کرتے رہو۔ اس سے بڑھ کر اور حماقت کیا ہے۔ (۳) کہ شراب بھی پیتے رہو کوئی چھوٹے گناہ ہوں تب بھی بندہ کہتا ہے کوئی بات نہیں لیکن تم تو ایسے بکتے ہو جیسے شریعت تمہارے گھر کی ہے جیسے تم چاہو حکم دے دو۔ (۴) یا پھر تمہیں وراثت میں ملی ہوئی ہے حرام کو حلال کرتے جاو اور قرآن مقدس کی آیات کا مزاح کرتے جاو۔ شاید ان بد بختوں کو قرآن کی یہ آیتیں بھی بھول چکی ہیں۔ ویسے یہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق کہتے ہیں کہ ان کو کوئی اختیار نہیں وہ اللہ کے احکام پہنچانے کے پابند تھے لیکن دیکھو خود کتنے مختار بنے بیٹھے ہیں۔

پارہ ۱۸ آیت نمبر ۲ سورۃ نور میں اللہ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ ”عورت زانیہ اور مرد زانی ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہو۔“

پارہ ۱۸ سورۃ نور آیہ نمبر ۲

سچ فرمایا اللہ نے ان بد باطنوں کا تو ایمان ہی نہیں ان کو نہ زنا برا لگتا ہے

نہ انکا ان آیات پر ایمان ہے

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے ”اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور تیروں سے فال نکالنا یہ سب ناپاکی ہے۔ شیطان کے کاموں میں سے ہے ان سے بچو تا کہ فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی وجہ سے تمہارے اندر عداوت اور بغض ڈال دے تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا تم ہو باز آنے والے اور اطاعت کرو اللہ عز وجل کی یاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اور پرہیز کرو اور اگر تم اعراض کرو گے جان لو کہ ہمارے رسول پر صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔“



(پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت نمبر 92-90)

**حدیث:** ترمذی شریف کی ایک حدیث کا ترجمہ بھی پڑھ لیجئے

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میری بات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا۔ نبیوں کے تاجدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص شراب پیئے اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی پھر اگر توبہ کر لے تو اللہ اسکی توبہ قبول فرمائے گا (اسی طرح فرمایا جو تین بار توبہ کر کے پیئے پھر اگر چوتھی بار پیئے گا تو توبہ قبول نہ ہوگی۔

(جامع ترمذی شریف ج ۱ ص ۸۸۲ ابواب الاشرہ مترجم طبع لاہور)

اسی حدیث کو امام نسائی اور ابن ماجہ و دارمی نے بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

روزنامہ پاکستان کی ہولناک خبر لکھتا ہوں اسکو بار بار پڑھیں اور اس دیوبندی ٹولا کو شاباش دیں۔ یہ تمھاری جماعت کے پیارے کرشمے ہیں کہ ایک شریف آدمی بھی پڑھ کر شرماتا ہے لیکن ان کو شرم نہیں آتی کہ ہم یہ حرام کے دھندے ختم کر دیں اور اپنے کارکنان کو سمجھا دیں کہ انسانوں والے کام کرو ہمیشہ دنیا میں نہیں رہنا آخر مرنا بھی ہے خدا کے سامنے کیا جواب دو گے۔ چنانچہ روزنامہ پاکستان 26 مارچ 1996ء خبر شائع ہوئی سپاہ صحابہ کا خطرناک دہشت گرد گرفتار 300 ڈکیتیاں اور 100 قتل کئے خونیں دہشت گردوں کا انکشاف اعظم طارق اور فاروقی (دیوبندی) کی کیٹیس سن کر دیوبندی جماعت سپاہ صحابہ میں شامل ہوا۔ سرغنہ فہیم بہاری کا اقرار، تنظیم نے فنڈ کیلئے ڈکیتیاں کروائیں 28 افراد کے قتل میں پھانسی کی سزا بھی ہو چکی ہے اور 11 ساتھی پہلے ہی گرفتار



ہو چکے ہیں۔ اس گروہ نے کراچی اور لاہور میں تہلکہ مچا رکھا تھا۔ ورلڈ کپ کے موقع پر لاہور میں انتہائی اعلیٰ شخصیت کو بھی قتل کرنا چاہتا تھا۔

وائے ناکامی متائے کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا لباس خضر میں یاں سینکڑوں راہزن پھرتے ہیں جینے کی تمنا ہے تو پہچان پیدا کر میں انصاف پسند لوگوں کو دعوت غور و فکر پیش کر رہا ہوں خدا کیلئے انصاف کیجئے کیا ایسے لوگ امام بننے کے قابل ہیں۔ تو بہ کیجئے اور سبق حاصل کیجئے۔ بندیا لوی صاحب نے بغیر سوچے سمجھے یہ بھی کہہ دیا کہ یہ قبروں اور مزاروں کو سجدہ گاہ بنا کر شریعت کا منہ چڑاتے ہیں۔ واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۱ میں اسکے جواب میں سب سے پہلے یہ کہتا ہوں۔ لعنت اللہ علی الکذیبین پ ۳ ترجمہ: لعنت ہو اللہ کی جھوٹوں پر۔

اور مسلمانوں پر جھوٹا بہتان لگانیوالوں پر۔ ہمارے کس عالم دین نے یہ فتویٰ دیا کہ قبروں کو سجدہ کرو یا سجدہ کرنا جائز ہے؟ کوئی ایک ثابت کرو۔ نہ ہم سجدے قبروں کو کرتے ہیں نہ ہم اسکے قائل ہیں ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں سجدہ کرنا حرام ہے چاہے وہ کتنا بڑا دربار ہو یا مزار کیوں نہ ہو۔ تمہیں تو عادت ہے جھوٹے فتویٰ شائع کرنے کی۔

آئیے میں اس بارے میں اپنے اکابرین کا مسلک واضح کروں۔ ہمارے عظیم پیشوا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت نقل کرتے ہیں۔

**سوال :- مسئلہ :-** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع بیچ اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے

شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف کرنا تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلے پر کھڑے ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے۔

(احکام شریعت مکمل ص 234 حصہ سوئم مطبوعہ کراچی فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص 528 مطبوعہ جدید

لاہور)

مزید اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا مکمل ایک رسالہ ہے کہ تعظیمی سجدہ حرام ہے چاہے کسی کو بھی کرے اس کو پڑھ لینا مفید ہوگا۔ اگر آپ نے پہلے نہیں پڑھا تو اب پڑھ لیں اور اپنے دل کو تسلی دے لیں۔ جاہل اگر کوئی کرتا ہے تو ہم کیا کریں وہ بھی حرام کا مرتکب ہے۔ اگر پھر بھی آپ طعنے دیں اور دیں گے اس لئے کہ نجدیوں کی طبیعت ہی ایسی گندی ہے کہ غلط باتوں سے باز نہیں آسکتے اور ایسے الزامات لگانے کے عادی ہیں چلو میں آپ کے بڑوں کا مسلک اس پر پیش کرتا ہوں ہماری تو آپ نہیں مانتے کم از کم اپنے بڑوں کا حیاء کر کے خاموش ہو جائیں یا لوگ چومنے کو بھی شرک کہتے ہیں۔ اس لئے یہاں چند آثار نقل کرتا ہوں خدا عزوجل ان کو ہدایت عطا فرمائے۔

### چومنے کا ثبوت:

نمبر ۱۔ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں حکایت نمبر 266 مولانا حبیب الرحمن صاحب نے حافظ انوار الحق صاحب دیوبندی کی روایت سے نقل فرمایا کہ

حضرت مولانا قاسم نانوتوی چھتہ کی مسجد میں حجرہ کے سامنے چھپر میں حجامت بنوار ہے تھے کہ شیخ عبدالکریم رئیس لال کرتی میرٹھ حضرت مولانا سے ملنے کے لئے دیوبند آئے۔ مولانا نے انکو دور سے آتے دیکھا جب وہ قریب آئے تو ایک تغافل کے ساتھ رخ دوسری طرف پھیر لیا گویا دیکھا ہی نہیں وہ آکر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے انکے ہاتھ میں رومال میں بند ہے ہوئے بہت سے روپے تھے جب انہیں کھڑے ہوئے بہت عرصہ ہو گیا تو مولانا نے ان کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ آہا شیخ صاحب ہیں۔ مزاج اچھا ہے۔ انہوں نے سلام عرض کیا اور قدم چوم لئے اور وہ روپیہ بندھا ہوا قدموں میں ڈال (ڈھیر) کر دیا۔ حضرت نے اسے قدموں سے الگ کر دیا۔

(ارواحِ ثلاثہ ص 525 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

غور فرمائیں اس حکایت پر کہ حضرت نے جان بوجھ کر منہ پھیر لیا۔ دیکھا بھی تھا تا کہ شیخ صاحب انتظار کریں گے تو چاہت بڑھ جائیگی اور پھر شیخ صاحب ہاتھ باندھ کر بھی کھڑے رہے۔ میں پوچھتا ہوں کیا آپکی توحید میں فرق تو نہیں آیا؟ کہ ہاتھ باندھ کر کھڑے تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ہوتے ہیں۔ لیکن یار لوگوں نے ہم پر فتویٰ جڑ دیا اور اپنے مولوی صاحب کو عین توحید سمجھ کر چھوڑ دیا اور پھر شیخ صاحب نے قدم بھی چومے یہ بات واضح ہے کہ جب کوئی قدم چومے تو دیکھنے والے کو محسوس ایسا ہوتا ہے کہ جیسے یہ سجدہ کر رہا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اگر چو منا حرام ہوتا تو حضرت نانوتوی اس شیخ پر فتویٰ لگاتے اور ڈانٹ پلاتے کہ شیخ صاحب تمہیں معلوم کہ خدا کے علاوہ کسی کے سامنے جھکنا شرک ہے۔ تو بہ کیجئے تم مشرک ہو گئے ہو لیکن حضرت نے کوئی تنبیہ بھی نہ فرما کر یہ واضح

کر دیا کہ علماء کرام، ماں باپ، اساتذہ اور اولیاء کرام کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے اگر ناجائز ہے تو لگا و فتویٰ قاسم نانوتوی پر کہ یہ کافر بدعتی مشرک تھا۔ اگر نہیں لگاتے تو یہ تمھاری شرک کی فتویٰ والی مشین صرف اور صرف اہلسنت و جماعت کے لئے ہے اور پھر شیخ صاحب نے دیوبندیت کو مٹاتے ہوئے نذرانہ بھی قدموں میں ڈال دیا۔ حضرت نے اسے جائز سمجھ کر قبول کر لیا۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ تمھارے بڑے بھی اہلسنت و جماعت والے ہی کام کرتے اور کرواتے رہے۔ لیکن تم نے انہی باتوں کو آج شرک کہنا شروع کر دیا ہے۔ ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومیں تو تمھاری شرک والی مشین حرکت میں آجاتی ہے لیکن تعجب ہے کہ یہاں نانوتوی صاحب بھی مشرک بننے نظر آ رہے ہیں۔ لیکن شرک کا فتویٰ کیوں نہ لگایا گیا۔

### حدیث نمبر ۱۔

اس مسئلہ پر حدیث شریف پیش کرتا ہوں شاید آپ حدیث پڑھ کر چومنے کو شرک کہنا چھوڑ دیں۔

عالم مدینہ سید نور الدین سمودی قدس اللہ سرہ خلاصۃ الوفا شریف میں  
بر اوایۃ یحییٰ بن الحسن عن عمر بن خالد عن ابی بناتۃ عن کثیر بن  
یزید عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب ذکر فرماتے ہیں مروان نے ایک  
صاحب کو دیکھا کہ مزار مطہر سید الاطہر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لپٹے ہوئے ہیں اور  
مزار شریف پر اپنا منہ رکھے ہیں مروان نے انکی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو تم کیا کر رہے  
ہو۔ انہوں نے اس کی طرف منہ کیا اور فرمایا نعم انی لم ات الحجر انما جئت



رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم يقول لا تبکو اعلی الدین اذا ولیہ غیر اہلہ ترجمہ: ہاں میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا ہے دین پر نہ رؤ جب اسکا والی اسکا اہل ہو ہاں دین پر رؤ جب نا اہل اسکا والی ہو۔

(وفاء الوفاء الفصل الثانی فی بقیۃ ادلتہ الزیارة ج ۴ ص ۱۳۵۹ مطبوعہ بیروت)

سند حدیث یہی سید صاحب فرماتے ہیں رواہ احمد بسند حسن روایت کیا امام حاکم نے صحیح الاسناد مستدرک حاکم ج ۴ ص ۵۱۵

**حدیث نمبر ۲۔** انہی شاہ صاحب نے لکھا امام احمد بن حنبل کے بیٹے نے باپ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منبر کو چھونا اور بوسہ دینا اور یہی مزار کے ساتھ کرنا جائز ہے۔ امام صاحب نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں جائز ہے۔

(وفاء الوفاء ج ۴ ص ۱۴۰۴ الفصل رابع مطبوعہ بیروت)

مشہور نقاد امام ذہبی فرماتے ہیں ہذا صحیح تلخیص الذہبی ج ۴ ص ۵۱۵

### فوائد حدیث شریف :-

یہ روضہ اقدس پر حاضری دینے والے جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ میزبان رسول تھے۔ ان کے اس فعل پر اعتراض کیا بھی تو مروان نے کیا جسکے بارے میں فتویٰ یہ دیا کہ تو نا اہل ہے۔ معلوم ہوا کہ اعتراض کرنے والے کرتے رہے۔ ادب کرنیوالے ادب واحترم کرتے ہیں۔

۲۔ جیسے آج نجدی وہابی دیوبندی منع کرتے ہیں اہم اہلسنت و جماعت کرتے آرہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ پر ہم ہی ہیں یہ جدی وہابی نہیں۔ اس پر تمام حاجی صاحبان گواہ ہیں جو حاجی جاتا ہے وہ چومنے لگتا ہے یا ہاتھ لگانے لگتا ہے تو وہابی کہتے ہیں یہ شرک ہے۔

۳۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی چومنے اور مس کرنے کو جائز قرار دیا۔ معلوم ہوا پرانے سب ہی اہلسنت و جماعت تھے۔ سچا اور جنتی گروہ الحمد للہ عز وجل یہی ہے۔ ان کم بختوں کو یہ حدیث بھی یاد نہیں۔ اللہ رب العزت ان کو ہدایت عطا فرمائے آمین۔

### شرک میرے بعد نہیں ہوگا

**حدیث نمبر ۳۔** بخاری شریف میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں سید عبدالداؤد جلالی بخاری دیوبندی کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آٹھ سال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شہدائے احد پر نماز پڑھی (یعنی ان کے شہید ہونے کے بعد) اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس وقت ایسی حالت تھی جیسے کہ کوئی شخص زندوں اور مردوں کو رخصت کرتا ہے۔ پھر منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ میں تمہارا ہر اول پیشوا ہوں اور (قیامت کے دن) میں تمہارا گواہ ہوں گا۔ (قیامت کے دن) تم سے ملنے کا مقام حوض ہے اور مجھے اس جگہ سے وہ حوض (کوثر) نظر آرہا ہے اور مجھے اپنے بعد تمہارے مشرک ہو جانے کا خوف نہیں ہے۔ صرف اس بات کا خیال ہے تم دنیا کے لالچ میں پڑ جاؤ گے۔ حضرت عقبہ کہتے ہیں کہ سب سے آخری بار میں نے اس روز حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا تھا۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۴۸ طبع بیروت)

(بخاری شریف مترجم پ ۱۶ کتاب المغازی باب جنگ احد کا بیان ج ۳ ص 75-76 مطبوعہ

الاعرابیہ اقبال ٹاؤن لاہور) (ابوداؤد رقم الحدیث 3223)

**فوائد حدیث:** اب اس حدیث پر غور فرمائیں تو کتنے وہابی کش مسائل حل

ہو جاتے ہیں

نمبر ۱۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس عمل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے انکو رخصت کیا جیسے زندوں کو کرتے ہیں گویا شہدائے احد زندہ ہیں باقی بھی شہدائیسے ہی زندہ ہیں۔

۲۔ شہید وہ ہوتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام پر کٹ مرے جب نبی کے نام پر مرنے والوں کا یہ مقام ہے کہ وہ زندہ ہیں تو پھر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں۔

۳۔ یہ آپ کا فرمانا کہ میں تمہارا گواہ ہوں اور گواہی وہی دے سکتا ہے کہ اس نے جس کے متعلق گواہی دینی ہے اسکو جانتا ہو اور اس کے اعمال کو بھی جانتا ہو ورنہ گواہی ثابت نہیں ہوگی۔ مثلاً حج کے سامنے کوئی گواہ ہو حج صاحب اس سے پوچھیں تم اس کو جانتے ہو۔ وہ کہے نہیں جانتا۔ حج کہے گا مولوی شرم کر جس کو تو جانتا ہی نہیں اس کے بارے میں کیا گواہی دیگا۔ پھر حج یہ بھی پوچھے گا جب یہ واقعہ ہوا تھا جس کے بارے میں گواہی دینی ہے تو پاس تھا وہ اگر کہے نہیں تو حج آگے سے یقیناً یہی کہے گا جناب تم گواہی دینے کیلئے آگئے ہو اور جسکی صفائی پیش کرنی ہے اس کو جانتے بھی نہیں۔ واقعہ جب ہوا اس کے پاس بھی نہیں تھے۔ یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ تمہیں جھوٹی گواہی دینے پر اندر کر دوں گا۔ لہذا تسلیم

کرنا پڑے گا کہ حضور نے ہماری گواہی دینی ہے۔ آپ ہمیں جانتے بھی ہیں اور ہمارے حال سے واقف بھی ہیں۔

۴۔ ایک دیوبندی مولوی حنیف صاحب گنگوہی فاضل دیوبند لکھتے ہیں شہد (ش۔ ک) شہادتاً گواہی دینا شریعت میں کسی حال کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو انکل اور گمان سے نہ ہو بلکہ چشم دید ہو۔

(الصبح النوری شرح المختصر القدوری جلد ۲ ص 286)

نمبر ۵۔ آپ کا یہ فرمانا کہ میں یہاں سے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں ماننا پڑے گا کہ اللہ رب العزت جل وعلیٰ نے آپ کی نگاہ میں ایسی تاثیر دی ہے کہ آپ ہر چیز کا مشاہدہ فرماتے رہتے ہیں۔

نمبر ۶۔ اور مجھے اپنے بعد تمھارے مشرک ہو جانے کا خوف نہیں ان الفاظ پر غور فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کس طرح برأت شرک کا اظہار فرما رہے ہیں کہ یہ خوف ہی ختم ہو گیا ہے لیکن یہ نجدی ٹولہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی کس طرح سینہ زوری کیساتھ مخالفت کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کو مشرک بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ سچ فرمایا امام احمد رضا نے

۔ شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پر لعنت کیجئے

نمبر ۷۔ نہ انکا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان ہے نہ قرآن پر۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی مرضی سے تو بولتے ہی نہیں بلکہ ارشاد ہوتا ہے وما یطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی پ ۲۷ س النجم آیت نمبر ۳-۴۔ ترجمہ۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کیطرف کی جاتی ہے یہ



آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بہکنا بے راہ چلنا ممکن و متصور نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں۔ جو فرماتے ہیں وہ وحی خدا ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں تو یقین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا تم میرے بعد شرک نہیں کرو گے تو یہ حق ہے۔ بخاری نے نقل کر کے ہر قسم کے وہم کو ختم کر دیا۔

نمبر ۸۔ اب میں ان نجدیوں کے سارے گروپ سے پوچھتا ہوں خدا را انصاف سے کام لو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت جو کر رہی ہے وہ عین حق ہے اس میں کوئی شرک والی بات نہیں لیکن جو خود مشرک بدعتی ہر قسم کی برائی بے حیائی جس میں ہو اس کو دوسرا بھی ویسا ہی نہیں نظر آتا ہے۔

نمبر ۹۔ جو خطرہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت میں پایا جانے والا تھا اس کا بھی اظہار فرمایا کہ تم دنیا میں ملوث ہو جاؤ گے نہ کہ مشرک بن جاؤ گے۔ جس طرح شرک بڑا ظلم ہے اسی طرح کسی مسلمان کو مشرک کہنا بھی بڑا ظلم ہے۔ اور یہ دو متضاد حقیقتیں ہیں شرک اور اسلام۔ اسلام آیا ہی شرک کی جڑیں کاٹنے کے لئے نہ کہ مشرک بنانے کے لئے۔

**دوسرا رخ:-** ان لوگوں کو خدا کا خوف ہوتا تو یہ کبھی بھی شرک شرک کی رٹ نہ لگاتے۔ آئیے اب دیکھیں ان کے فتوؤں کی وجہ سے ہم مشرک ہیں یا فتویٰ لگانے والے خود ہیں۔ سچ فرمایا اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ترجمہ:- بے شک مجھے تم پر ایسے شخص کا خوف ہے جو قرآن اتنا پڑھے گا کہ اس کے چہرہ پر اس کی رونق بھی نظر آئے گی۔ اسکا اوڑھنا بچھونا اسلام بن جائے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ

چیز اس کو لاحق رہے گی۔ پھر اس شخص سے وہ حالت چھن جائے گی وہ ان تمام چیزوں کو پس پشت ڈال کر اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتویٰ صادر کر کے ہتھیار پکڑ کر حملہ آور ہوگا۔ راوی حدیث حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس پر شرک کا فتویٰ تہمت لگے گی وہ شرک کا حقدار ہوگا یا کہ شرک کا فتویٰ صادر کر نیوالا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلکہ شرک کا فتویٰ لگانے والا۔ اس حدیث کی سند جید ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۶۵ مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور)

(تفسیر ابن کثیر مترجم ج ۲ ص ۴۰ پ ۹۹ اعراف آیت ۷۷ طبع ضیاء القرآن لاہور۔ کراچی)

یہ حدیث دیکھیں تاریخ کبیر ج ۴ ص ۳۰۱ حدیث ۲۹۰۷۔ از امام بخاری

## دیوبندیوں و سابیوں کی خیانت

اس تفسیر کا وہابیوں نے ترجمہ شائع کیا تو یہ حدیث ہی کھا گئے یعنی نکال دی۔ یہ ایسے بد باطن ہیں حدیثیں چوری کر کے کھا جاتے ہیں۔ یہ سراسر قرآن و حدیث کے ساتھ غداری کرنے والے ہیں۔ جو حدیث ان کا صفایا کرنے والی تھی یعنی جو ہم پر شرک کا الزام لگاتے ہیں اس کا جواب جس حدیث میں تھا، ترجمہ میں سے انہوں نے اس حدیث کو نکال دیا اور اسی طرح انہوں نے اور کئی کتابوں کے ساتھ یہ کھیل کھیلا ہے لیکن ان کم بختوں کا یہ یاد نہیں کہ ایسا کرنے سے حضور کے غلاموں کا اور خود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر مٹ نہیں سکتا۔

۔ مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اس حدیث پر غور کرنے سے کتنے وہابی کش فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

نمبر ۱۔ ایک شخص کا مطلب یعنی ایک گروہ کا وہ قرآن بہت پڑھے گا بالکل یہ بات ان وہابیوں پر فٹ ہے وہ اس طرح کہ یہ لوگ قرآن بہت پڑھنے پڑھانے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کچھ دیوبندی قسم کے لوگوں سے یہ بھی سنا گیا کہ ان جیسا تو کوئی قرآن نہیں پڑھتا اب چند سالوں سے انہوں نے سب کچھ پس پشت ڈال دیا ہے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ سنی بریلوی مشرک اور گستاخ ہیں لہذا ان کو مارو اور ان کا مال لوٹو یہ جائز ہے اس لئے تو اس گروہ کے بڑوں نے اپنے چھوٹوں کو ایک خاص تربیت کیساتھ اس مشن کو آگے چلایا ہے اور ان کو ٹریننگ دے کر دہشت گردی سکھادی ہے۔ نام جہاد کشمیر کا استعمال کرتے ہیں اور حقیقت میں ہمارے اس ملک پاکستان کو بدنام کرتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کی جانیں لیتے ہیں اسی لئے تو کبھی یہ شیعوں کے امام باڑوں پر بم پھینکتے ہیں تو کبھی اہلسنت و جماعت پر پھینکتے ہیں اس قسم کے واقعات ماضی قریب اور حال میں کثرت سے ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں جن کے ثبوت اخبار اور ٹیلی وژن کے ذریعے سے نشر ہوتے رہے ہیں اور اس بات پر کئی شواہد انکی کئی کتب میں بھی موجود ہیں کہ

۱۔ سنی مشرک ہیں جیسا کہ بندیا لوی صاحب نے خود بھی ہمیں بار بار مشرک کا طعنہ دیا۔

۲۔ لیکن اللہ کے محبوب اور غیب دان نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آج سے کئی صدیاں پہلے بتا دیا تھا کہ ایسا ہوگا اور ہمیں اہلسنت و جماعت کو بری فرما دیا اور فتویٰ لگانے والوں کو مشرک کا حقدار ٹھہرایا۔

۳۔ کیا قرآن و حدیث نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ کلمہ پڑھنے والوں کو مشرک



کہو ہرگز نہیں بلکہ یہاں تک حدیث شریف میں حکم ہے مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۳ مطبوعہ لاہور)

## دہشت گردی کا ختم کرنے کا نسخہ:-

اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی کافر کو ناجائز قتل کیا جائے جو ہمارے ملک میں رہتے ہیں۔ مثلاً پاکستان کے رہنے والے تمام کافر غیر حربی ہیں اور ذمیوں کے حکم میں ہیں۔ اسی لئے پاکستان میں رہنے والے تمام کافروں کیساتھ یا بد عقیدہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اور دیگر معاشرتی معاملات استوار کرنا جائز ہے البتہ ان کے ساتھ محبت اور دوستی کے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں ہے اور مرتدین کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق یا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔

نمبر ۴۔ رہا یہ کہ ان کو بم مارنا یا قتل کرنا جب کہ وہ مسلمانوں کیساتھ جنگ نہ کریں یا جنگ کے لئے مشورہ بھی نہ دیں تو یہ ہرگز اجازت نہیں۔

## کافروں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم :-

**حدیث نمبر ۱۔** حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قتیلہ بنت عبد العزیٰ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زوجہ جو مشرک تھی آپ نے اس کو طلاق دے دی تھی) اپنی بیٹی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس گویا۔ ترمس (ایک قسم کی سبزی) اور گھی کا ہدیہ (یعنی نذرانہ) لیکر آئی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کا ہدیہ لینے سے انکار کیا اور اس کو اپنے گھر آنے سے بھی منع کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت



نازل فرمائی۔ لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

(پ 28 سورة الممتحنه آیت نمبر ۸)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ عدل و نیکی کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے دین میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔

(پ 28 سورة الممتحنه آیت نمبر ۸)

آپ نے اس کا ہدیہ قبول کرنے اور اسکو گھر میں آنے کا حکم دے دیا۔

اس حدیث کو امام احمد اور طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کی سند میں معصب بن ثابت ہے امام احمد نے اسکو ضعیف کہا اور امام ابن حبان نے اس کو ثقہ کہا ہے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث ۲۶۲۰، ۳۱۸۳ طبع بیروت)

(صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۰۰۳۔ سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۶۶۸)

(تفسیر مظہری ج ۱۱ ص ۴۴۴ زیر آیہ طبع دارالاشاعت کراچی)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کافروں کے ساتھ احسان سے منع نہیں فرماتا جو مسلمانوں سے جنگ نہیں کرتے اور چند حدیثیں اس ثبوت میں پیش کیں۔ دیکھیں تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۶۶۸ مطبوعہ بیروت۔ مترجم ج ۴ ص ۵۹۴ طبع

ضیاء القرآن لاہور۔

اس طرح کافروں کے ساتھ احسان کرنے کے بارے میں مزید احکام دیکھیں ہدایہ اخیرین ص ۶۵۷ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان رد مختار ج ۱ ص ۳۲۰ طبع دہلی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۲۰ طبع جدیدی لاہور)

قارئین ان دلائل و براہین سے واضح ہوا کہ جو کافر یا بد مذہب ہمارے ملک میں رہتے ہیں ان سے محبت نہ کی جائے لیکن ان کو بلا وجہ تنگ نہ کیا جائے تاکہ اسلام کے بارے میں یہ لوگ اچھے خیالات پیدا کریں لیکن ان کم بختوں کو یہ تمام باتیں بھول چکیں ہیں کافر بھی کہتے ہیں۔ یہ مسلمان ہیں جو آپس میں ایسے کرتے ہم ایسے اسلام میں نہیں جاتے خدا ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ یہ بھی واضح کر دوں کہ ان دیوبندیوں و ہابیوں نے جو خون ریزی شروع کی ہے اس کی بنیاد نہ تو شیعہ نے ڈالی نہ ہی اہلسنت و جماعت نے ڈالی ہے یہ بنیاد ان کی ہے جب کہ ہم سب نے ملکر مرزائیوں کو کافر کہا لیکن وہ بھی تو یہیں اسی ملک میں رہیں گے مطلب ان تمام باتوں کے نقل کرنے کا واضح ہے کہ

ملک میں ہمیں امن و امان قائم کرنا چاہیے، دہشت گردی کو ختم کرنا چاہیے۔ جس کسی پر ظلم ہو وہ اگر خود ہی بدلہ لینے کی کوشش کرے گا تو یہی کچھ ہوگا حقیقت یہ ہے کہ قصاص کا بدلہ خود لینے کا حکم نہیں بلکہ یہ حکم قاضی یا حاکم یا عدالت وغیرہ کا ہے وہاں رٹ کی جائے۔ اسی طرح جو غلط کام کرتے ہیں یا گستاخی کے مرتکب یا ایسی کتابیں لکھ رہے ہیں تو ان کے بارے میں حکومت سے مطالبہ کرنے چاہیے۔ وہاں سے ایسے لوگوں کو سزا دلوائی جائے نہ کہ خود سزا دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ مزید ثبوت کے طور پر دیکھیں و ہابیوں دیوبندیوں کی کئی دہشت گرد تنظیموں پر پابندی لگ چکی ہے۔ مثلاً سپاہ صحابہ، لشکر

جھنگوی، جیش محمد، لشکر عمر، حرکت المجاہدین القاعدہ وغیرہ شیعوں کی سپاہ محمد و فقہ جعفریہ وغیرہ اور اہلحدیث کہلانے والوں کی لشکر طیبہ اور جماعت الدعوة وغیرہ وغیرہ یہ سب تنظیمیں ان بد مذہبوں کی ہیں۔ الحمد للہ عزوجل ہم اہلسنت و جماعت کی کوئی دہشت گرد تنظیم نہیں ہے۔

### قتل ناحق!!!

یاد رکھیں جتنے بے گناہ مسلمانوں کو انہوں مارا اور شہید کیا سب کا حساب انہیں دینا پڑے گا۔ اور ایک مسلمان مومن کو ناجائز شہید کرنے کا گناہ کتنا عظیم ہے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

و من یقتل مؤمناً جہنم خلیداً فیہا و غضب اللہ علیہم و لعنہ اعدلہ  
عذاباً عظیماً

(پ ۵۵ النساء آیت ۹۳)

ترجمہ:- اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب معلوم ہوا کہ کسی مومن کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کا ہلاک ہونا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلکا ہے

پھر اس پر تعجب یہ کہ جن کو یہ مارتے اور بم پھینکتے ہیں۔ ان کو قتل کرنا حلال جانتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے اگر مرنے والے واقعی سب گستاخ اور کافر تھے لیکن اس کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ واقعی ایسے ہیں۔ جب ان میں ایک بھی مسلمان

نکلا۔ جسے مارنے والے نے حلال سمجھا تھا لہذا کسی مسلمان کا قتل حلال سمجھ کر کرنا کفر ہے حکم دینے والا بھی اسی زمرے میں آئے گا۔

شیخین نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کا قول نقل کیا ہے کہ (قصد یعنی جان بوجھ کر) مومن کو قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

امام بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ عدا (یعنی جان بوجھ کر) مومن کے قاتل کیلئے توبہ نہیں۔

(تفسیر مظہری ج ۳ ص ۲۱۷ طبع دارالاشاعت کراچی)

واضح ہو گیا بندیا لوی صاحب نے نذر و نیاز و نذرانے مزاروں کو جدے کرنے کے جو الزام لگائے ہیں وہ باطل ہیں۔ آخر میں یہ کہ ہر ہندوانہ رسم کو مشرف بہ اسلام کر کے اسے عقیدت محبت سمجھتے ہیں۔ الحمد للہ عزوجل جو التزامات تھے ان کو بھی میں نے واضح کیا اور ہر اعتراض کے جواب کو قرآن و حدیث مفسرین و محدثین اور اولیاء کاملین بالخصوص ان دیوبند حضرات کے اکابر سے واضح کیا اب دیکھنا یہ کہ بندیا لوی صاحب کو مصنف بننے کا شوق چڑھا تو کم از کم جھوٹے الزام تو نہ لگاتے یا پھر اپنے اکابر کی کتابیں ہی پڑھ لیتے تو جناب کو یہ لکھنے کی زحمت نہ ہوتی اور وقت بھی ضائع نہ ہوتا اور نہ ہی کتابت اور طباعت پر خرچ ہوتا مگر مولوی صاحب کو اہلسنت و جماعت کو مشرک بنانے کا اور اپنی جہالت کا بھوت ایسا سوار ہوا جس کو میں کچھ واضح کر چکا مزید ان شاء اللہ عزوجل آگے انکشاف ہوگا۔

ہم یر ہندوانہ رسم کا اعتراض ہے ذرا اپنے گھر کی خبر لیجئے جب جشن دیوبند منایا گیا۔



## صد سالہ جشن میں اندرا گاندھی :-

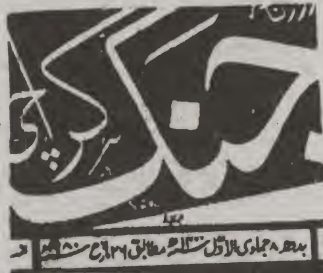
روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ مارچ بروز بدھ ۱۹۸۰ء اور روزنامہ جنگ کراچی ۳ اپریل ۱۹۸۰ء میں بمعہ تصویر شائع ہوا ایک سکھنی اندرا گاندھی سے صدارت کروائی گئی اور پھر اسکی تقریر بھی سنی گئی۔ بڑے بڑے مفتی اور ملاں نیچے اور سکھنی کو منبر رسول پر بیٹھا کر تو ہین منبر بھی کروائی گئی غیر محرم کی تقریر بھی سنی گئی۔ نوائے وقت لاہور ۱۹ اپریل ۱۹۸۰ء۔

اس وقت یہ یاد نہ آیا کہ ہم کونسی رسم ادا کر رہے ہیں اور پھر ہندوؤں کی سردار کو دعوت دے رہے ہیں۔ بھول گئے سب فتوے اس سے یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ ان کا تعلق سکھوں سے ہے 30 لاکھ کی گرانٹ بھی لی جو حلال سمجھ کر کھائی۔ میں پوچھتا ہوں یہ کون سی اسلامی رسم آپ کے بڑوں نے ادا کی اور اس طرح آج کل تو تم نے بھی جھنگوی صاحب، فاروقی صاحب، اعظم طارق صاحب کے سالانہ دن اور یادیں منانا شروع کر دیں ہیں تو جناب یہ کون سی اسلامی رسمیں آپ منا رہے ہیں۔ ہم کریں تو مشرک و بدعتی اور تم کرو تو عین اسلام بلکہ موحد رہو یہ کہاں کا انصاف ہے

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا      سرا سر موم یا پھر سنگ ہو جا

ان حقائق سے معلوم ہے کہ اس تبلیغی رائے و نڈی جماعت کو ۱۹۸۰ء میں بنے ہوئے سو سال مکمل ہوئے اس خوشی میں انہوں نے اندرا گاندھی کو بلایا اس سے پہلے اس جماعت کا نام و نشان نہیں پھر صدارت اس سے کروائی جاتی ہے۔ جس کے ساتھ تعلق ہوا انہوں نے اندرا گاندھی بلا کر ثابت کر دیا کہ ہمارا تعلق سکھوں سے ہے۔ ہم محفل و

جلسہ کریں یا سالانہ بزرگوں کے ایصالِ ثواب کے لئے عرسِ منائیں تو ناجائز ہندوانہ رسم یہ منائیں اور سکھوں سے صدارت کروائیں تو عین اسلام کیا عجیب ان کے فتوے ہیں پھر ہم صدارت کے پہلے اپنے راہنماؤں پیروں کو بلاتے ہیں انہوں نے کہا ہمارا رہنما پیر تو نہیں پیرنی ہے اس کو بلا لیتے ہیں۔



رونامہ نوائے وقت ۲۲ فروری ۱۹۹۴ء بروز منگل خبر شائع ہوئی

آج مولانا جھنگوی شہید کا یوم شہادت منایا جا رہا ہے۔ لاہور سپاہ صحابہ پاکستان کے بانی شہید ناموس صحابہ، امیر مولانا حق نواز جھنگوی کا یوم شہادت آج ۲۲ فروری کو پاکستان سمیت دنیا بھر میں منایا جا رہا ہے شہید کی یاد میں سپاہ صحابہ کے تمام مراکز و

دفاتر میں قرآن خوانی جلسے سیمینار اور دیگر پروگرام ہونگے۔

۲۔ روزنامہ جنگ میں 16 فروری بروز بدھ 2005 کو خبر معہ تصویر شائع ہوئی کہ الحمرا ہال مال روڈ میں پیر یعقوب علی شاہ کے عرس کے موقع پر ڈاکٹر اسرار احمد خطاب کر رہے ہیں۔

۳۔ روزنامہ ایکسپریس لاہور 5 مارچ 2005 بروز ہفتہ خبر شائع ہوئی جمعیت اہلحدیث کے زیر اہتمام آج عظمت صحابہ کانفرنس ہوگی۔ آج بیگم کوٹ چوک لاہور میں سالانہ عظیم الشان عظمت صحابہ کانفرنس ہوگی۔

(یاد رہے یہ کانفرنس ہر سال ہوتی ہے جس موقع پر شہر بھر میں اشتہارات لگائے جاتے ہیں اور دیواروں پر چانگ کی جاتی ہے۔)

۴۔ جلی سرخی صفحہ اول پر روزنامہ جنگ کراچی بروز جمعہ 18 اکتوبر 2004 ملتان اعظم طارق کی برسی کے اجتماع میں دھماکہ 41 جاں بحق۔

۵۔ مفتی جمیل اور مولانا ندیر (دیوبندی) کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی آج ہوگی۔ روزنامہ جنگ کراچی 11 اکتوبر 2004 بروز پیر

حق یہ ہیں اہلسنت وجماعت آشکار ہو گیا اہل باطل کی شکستوں کا نظارہ ہو گیا  
کیا لطف جو تم پر پردہ کھولے جادوہ جو سر چڑھ کر بولے

ہم میلاد شریف یا عرس منائیں یا سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے لئے گیارہویں شریف کا ختم دلائیں تو دیوبندی وہابی اچھل اچھل کر بولتے ہیں یہ ہندوانہ رسمیں ہیں اور تم بدعتی ہو کہ فتوے اہلسنت وجماعت پر لگاتے ہیں، اب ان اخبار کی خبروں کو پھر پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کون سچا اور کون جھوٹا۔



ہمیں کہا جاتا ہے کیا یہ کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کئے یا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کئے تم کیوں کرتے ہوں۔ میں یہی سوال ان کی طرف بڑھاتا ہوں کہ تم جھنگوی صاحب کا یوم منا کر کون سی اسلامی رسم ادا کر رہے ہو اور ڈاکٹر پر اسرار صاحب عرس کی محفل میں خطاب کر کے کس صحابی کی سنت ادا کر رہے ہیں۔ اور قرآن کی کس آیت پر عمل پیرا ہیں۔ جواب تمہارا وہی ہمارا اور الحمد للہ یہ کہلوانے والے تو دیوبندی سے بھی بڑھ کر ہیں وہ عظمت صحابہ کا نفرس کر کے کون سی سنت پر چل رہے ہیں۔ تمہارے یہ سارے فتوے بس اہلسنت و جماعت کے لئے ہیں۔ تم کرو تو عین اسلامی کام ہوں ہم کریں تو ہندوانہ رسمیں بن جائیں۔

۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

لیکن تمہارا تو مسلک و مذہب ہی ایسا دوغلا ہے اپنی باری آتے تو کوئی حلال حرام نہیں دوسروں کی باری سب کچھ ناجائز ہو۔ لگے ہاتھوں ایک اور فتویٰ پڑھ لیجئے۔

### حرام حلال کیا لئے پھرتے ہو:-

حکایات ۳۱۶ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دیوبند پڑھتا تھا وہاں ایک سیاح ولایتی صاحب آئے وہ حضرت حاجی محمد عابد صاحب سے جمعہ کی نماز پڑھانے کی اجازت لے کر منبر پر پہنچ گئے خطبہ شروع کیا چونکہ ربیع الاول کا مہینہ تھا خطبہ کے اندر مولود شریف شروع کر دیا۔

اور خطبہ نہایت طویل کہ ختم ہونے پر ہی آئے۔۔۔۔۔ حضرت مولانا گنگوہی بھی اتفاقاً تشریف فرما تھے۔۔۔ فرمایا مولانا خطبہ ختم کیجئے وہ بولے چپ رہو خطبہ میں بولنا حرام ہے مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ حرام حلال کیا لئے پھرتے ہو۔

(ارواح ثلاثہ ص 281 از مولانا تھانوی صاحب مطبوعہ لاہور)



دیکھا جناب اپنی باری کیسے یہ بے باک ہو کر بولتے ہیں ”حرام حلال کیا لئے پھرتے ہو“۔

ہمارے رہبران دین و ملت کی یہ حالت ہے کہیں کس سے ہم اپنے دل کی حالت اس حکایت میں غور کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سیاح ولایتی صاحب بھی سنی تھے گنگوہی صاحب نماز کے فوراً بعد جوتا اٹھا کر چل دئے ان ولایتی صاحب نے کہا بلا واس و ہابی کو خطبہ میں بولتا تھا۔ (سنی تھے تبھی میلاد شریف بھی پڑھنا شروع کر دیا) مؤلف ارواح ثلاثہ ص ۲۸۲ یہ بھی معلوم ہوا کہ تم وہابی ہو اہلسنت سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔

### نفس پرست مولوی :-

حکایت ۳۰۵ حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا (یعنی عرس مؤلف) حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید و شاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں (کسی حجرہ) میں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ تو حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے مگر حضرت نے پھر فرمایا تو مولانا بہت ادب کے ساتھ چٹ لیٹ گئے حضرت بھی اسی چار پائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کو کروٹ لیکر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے تو کہنے دو۔

(ارواح ثلاثہ از تھانوی ص ۳۲۷، ۳۲۸ مطبوعہ لاہور)

واہ مولویو کیا خون کیا تم نے اپنے مسلک کا

ڈھیٹ اور بے شرم دیکھے ہیں دنیا میں بہت مگر سب پر سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی  
 قارئین! ان مولویوں کی باتیں پڑھ کر انصاف سے فیصلہ فرمائیں کیا یہ  
 عالم کہلوانے کے لائق ہیں کیا یہ امام بنانے کے قابل ہیں۔ ارے بد بختو! یہ بھی  
 خیال نہ آیا کہ کم از کم اپنے مولویوں کی باتوں کو اپنی کتابوں میں تو کم از کم نہ  
 لکھیں۔ لیکن تم نے سوچا کہ وہ تو سواد اور چسکا لیتے رہے ہم لکھ کر ہی تھوڑی لذت  
 محسوس کر لیں پھر بھی خیال نہیں کہ لوگ خانقاہ میں عرس پر آئے ہیں اور یہ اپنے  
 چسکے پورے کر رہے ہیں۔ اب بھی یہ طعنہ ہمیں دیتے ہیں تم ہندوانہ رسم ادا  
 کرتے ہو کیوں بندیالوی صاحب یہ تمہارے بڑے کس قرآن وحدیث پر عمل  
 کر رہے تھے۔ خاشا وکلا کہتے ہیں تمہارے پیروں کی مصنوعی تقدس کی چادر کے  
 نیچے حوا کی کتنی بیٹیاں بے آبرو ہوئیں۔ اس قسم کی بری باتیں اور الزامات لگاتے  
 ہیں اور ہم نے الزام نہیں لگایا بلکہ مسلک دیوبند کی بنیاد جن پر ہے ان کا پردہ کھولا  
 ہے وہ بھی انکی کتب سے تاکہ ان کو اپنے مولویوں کی کتابیں دیکھ کر ہی کچھ شرم  
 آجائے اب ان سے پوچھو مشرک کون بدعتی کون ہندو کون ہندوانہ رسم والے  
 کون؟ بے حیا و بے غیرت کون؟

مشرک بھی تو بیان بھی تو بدعتی بھی تو دیناں تے شیطان بھی تو

وہ قصے اور ہونگے جن کو سن کر نیند آتی ہے تڑپ اٹھو گے کانپ اٹھو گے سن کر داستان اپنی  
 صادق ہوں اپنے قول کا غالب خدا گواہ ہے کہتا ہوں سچ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے  
 اس واقعہ کی مزید مذمت احادیث سے پڑھ لیجئے

**حدیث نمبر ۱:**

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخری زمانے میں کچھ لوگ لوطیہ کہلائیں گے۔ اور یہ تین طرح کے ہونگے۔

۱۔ ان سے بات چیت کریں گے ۲۔ جو ان سے ہاتھ ملائیں گے اور گلے ملیں گے

۳۔ جو ان کے ساتھ بد فعلی کریں گے ان سمجھوں پر اللہ عز و جل کی لعنت ہے مگر وہ جو توبہ کر لینگے تو اللہ عز و جل ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اور وہ لعنت سے بچے رہیں گے۔

(کنز العمال ج ۵ ص ۱۸۸)

**حدیث نمبر ۲:**

حضرت سیدنا ابوسعید و کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قوم لوط کا سائل کرتے ہوئے مرے گا تو تدفین کے بعد اسے قوم لوط کے قبرستان میں منتقل کر دیا جائے گا اور اس کا حشر قوم لوط کے ساتھ ہوگا۔

(کنز العمال ج ۵ ص ۱۸۸)

اللہ رب العزت پڑھنے والوں، لکھنے والوں اور اس کام میں امداد کرنے والوں کو ایسے واقعات سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایسے بد بختوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

**اعتراض :-**

بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں: ”غیر اللہ کے لئے علم غیب، حاضر و ناظر اور مختار کل جیسے شرکیہ عقائد اپنائے ہوئے ہیں۔ یہ ہوئی نامرے کی بات کہ ایک

مشرک اور بدعتی شخص یزید کو اس لئے اچھا نہیں سمجھتا کہ وہ فاسق تھا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۱۲ از بند یالوی)

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے۔۔۔۔۔ وہ بے شک کافر ہے اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت اور موذت سب حرام ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۹ مطبوعہ محمد علی اسلامی کتب خانہ کراچی)

### عطاۃ علم غیب کا ثبوت: ہمارا عقیدہ

علم غیب کے بارے میں ہمارا اہلسنت و جماعت کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر ہر قسم کے غیبوں کو جاننے والا اور مالک ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ رب العزت نے علم غیب عطا فرمایا ہے اگر خدا عز وجل اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کا آپس میں مقابلہ یا موازنہ کیا جائے تو اللہ کا علم ایک بہت بڑا سمندر جس کا کنارہ ہی نہیں جبکہ اللہ کے علم کے مقابلے میں ہم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم اتنا بھی نہیں مانتے کہ جتنا کہ سمندر سے چڑیا نے چونچ بھری ہو اور اگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کا موازنہ مخلوق کے ساتھ کریں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جو اللہ عز وجل نے علم عطا فرمایا ہے وہ ایک بہت بڑا سمندر اور مخلوق کا اتنا بھی نہیں جتنا چڑیا نے سمندر نے چونچ بھری۔

اس پر ہمارے علمائے کرام اور محدثین نے بہت لکھا اور دلائل بھی دیئے ہیں اختصار کیساتھ چند دلائل پیش کرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا



ترجمہ:- اور تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے۔  
(ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

تفسیر کبیر میں یوں لکھا ہے۔ ای من الاحکام و الغیب۔ یعنی احکام اور علم غیب عطا فرمایا تفصیل دیکھیں تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۹ از امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت تفسیر خازن میں ہے

انزال اللہ علیک الكتاب و الحکمة و اطلعک علی اسرارہما و واقفک علی حقا نقہما۔

ترجمہ:- اللہ نے آپ پر قرآن اتارا اور حکمت اتاری اور آپ کو ان کے بھیدوں پر مطلع فرمایا اور ان کی حقیقتوں پر واقف کیا۔

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

و علمک ما لم تکن تعلم من خیر الا و لین و الاخرین و ما کان و ما ہو کائن

(جامع البیان ج ۵ ص ۲۷۵ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:- اولین اور آخرین کی خبروں اور ماکان و مایکون میں سے جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلادیا۔  
علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اولین اور آخرین کی خبروں کا علم عطا فرمایا اسی طرح اللہ نے آپ کو منافقین کے مکر اور ان کے حیلے بہانوں کی خبر کی پھر فرمایا یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ یہاں غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو جو

عطا فرمایا اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔ وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (بنی اسرائیل آیت ۸۵) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو قلیل فرمایا قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (النساء آیت ۷۷) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جو کچھ دیا اس کے متعلق فرمایا و کان فضل اللہ علیک عظیما۔ سنو جس کے سامنے ساری دنیا کے علم اور خود ساری دنیا قلیل ہے تو جس کے علم کو وہ عظیم کہدے اس کی عظمتوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ تفسیر روح المعانی ج ۵ ص ۱۴۴ مطبوعہ بیروت۔ قرآن کریم میں عطائی علم کے متعلق اور بھی بہت سی آیات ہیں اختصار کے پیش نظر ایک پیش کی۔

ہو شرم تو کافی ہے ایک حرف صداقت ہی بے شرم کو کافی نہیں دفتر و صحیفہ قارئین متقدمین علماء و محدثین تمام اہلسنت و جماعت تھے اور ان کے عقائد بھی اہلسنت و جماعت والے ہی تھے لیکن دیوبندیوں و وہابیوں کی عقلیں ماتم کے قابل ہیں۔ ان کو اللہ عز و جل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اتنی عداوت ہے۔ کہتے رہتے ہیں اللہ عز و جل نے ان کو کچھ بھی نہ دیا بس وہ تو ہماری طرح کے انسان ہی تھے۔ اور محض مجبور تھے (نعوذ باللہ)۔ عطائی علم غیب کا قائل وہابی کے نزدیک مشرک ہے۔ چنانچہ

**امام الوہابیہ علم غیب کے متعلق لکھتے ہیں:-**

کہ ثابت کرنا (علم غیب) اس عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء کرام سے رکھے خواہ پیر و مرشد سے رکھے خواہ امام و امام زادہ خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے

دینے سے غرض اس عقیدہ سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۲۲ از مولوی اسماعیل دہلوی دیوبندی وہابی مطبوعہ آرام باغ کراچی)  
عطائی علم غیب کا قائل بھی کافر مشرک ہے۔

(تقویۃ الایمان مع تذکیرہ خوان ص ۲۷۱ فتویٰ از علمائے دیوبند)  
غور کریں اس فتویٰ کی زد میں کتنے کتنے جلیل القدر علماء محدثین اور  
مفسرین آتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک کوئی شاید ہی شرک سے بچا ہو سوائے ان  
کی جماعت کے جن کے پیٹوں میں سعودیہ کے ریال اور امریکی ڈالر ہوں ان کو  
کون مسلمان نظر آئے یہ سمجھتے ہیں جیسے ہم ہیں ویسے سب۔ اب احادیث کا مختصر  
ساخا کہ پیش خدمت ہے۔

### علم ماکان و مالکون کا ثبوت:-

**حدیث نمبر ۱۔** امام بخاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ترجمہ: حضرت عمر  
رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے درمیان ایک  
مجلس میں کھڑے ہوئے پھر آپ نے ابتداء خلق سے خبریں بیان کرنا شروع کر دیں  
حتیٰ کہ جنتیوں کے اپنے ٹھکانوں تک جانیکی اور جہنمیوں کے اپنے ٹھکانوں تک جانیکی  
خبریں بیان کیں جس شخص نے اس کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے اس کو بھلا دیا  
اس نے اس کو بھلا دیا۔

(صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۳ مطبوعہ کراچی کتاب بداء الخلق)

### حدیث نمبر ۲:-

حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا پھر منبر سے اترے اور ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر کا وقت آ گیا اور عصر کی نماز پڑھائی پھر آپ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔  
 فاخرنا بماکان وما یکون کی خبریں دیں سو ہم میں سے جو زیادہ حافظہ والا تھا اسکو اسکا زیادہ علم تھا۔

(صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۰ مطبوعہ نور محمد کراچی کتاب الاقضیہ)

### حدیث نمبر ۳۔

حضرت امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے ابی سعید خدری سے کچھ الفاظ فرق کے ساتھ اسی حدیث کو روایت کیا دیکھیں

(جامع ترمذی شریف ص ۳۱۹ مطبوعہ نور محمد کراچی)

اسی حدیث کو امام بیہقی رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا۔ دلائل النبوت ج ۲ ص ۵۸۷ مطبوعہ بیروت مزید سنن ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲۲۸ مطبوعہ مجتبائی لاہور۔ مسند امام احمد رضی اللہ عنہ ج ۵ ص ۲۷۸ مطبوعہ بیروت۔  
 حدیث نمبر ۴۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اجازت سے آپ کی شان میں چند اشعار سنائے جن میں سے ایک شعر یہ: فاشهد ان الله لارب غیره و انک مامون علی کل غائب:



ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں آپ اللہ کے غیبوں پر امین ہیں۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ اشعار سن کر مجھ سے بہت خوش ہوئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ اقدس سے خوشی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے اور آپ نے فرمایا افلحت یا سواد۔ اے سواد تم کامیاب ہو گئے۔

(دلائل النبوت ج ۱ ص ۱۱۴ مطبوعہ دار الفکراس از امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ) اسکے علاوہ اس حدیث کو بہت سے علماء اور محدثین نے نقل کیا ہے۔ علامہ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی۔ (الاستیعاب علی ہامش الاصحاح ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ بیروت)

دیوبندی لوگوں کو جن پر ناز ہے حافظ ابو الفداء اسماعیل بن کثیر دمشقی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(السیرت النبویہ ج ۱ ص ۳۴۶ مطبوعہ بیروت)

مزید شیخ عبد اللہ بن عبد اللہ الوہاب نجدی (مختصر سیرت الرسول ص ۴۹ مکتبہ سلفیہ لاہور) قارئین! حدیث نمبر ۲ کی شرح میں تمام محدثین کرام نے یہی لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مخلوقات کی ابتداء سے لیکر جنتوں کے جنت میں داخل ہونے اور جہنمیوں کے جہنم میں جانے تک سب کچھ بیان فرمایا اور یہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہے۔ دیکھیں عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۱۱۰ و مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱۱ ص ۴۔ اشعۃ العمامات ج ۴ ص ۴۴۴ و ارشاد الساری شرح صحیح

بخاری ج ۵ ص ۲۵۰ و فتح الباری شرح بخاری ج ۶ ص ۲۹۰۔

حضرت سواد رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نمبر ۴ پر غور کرنے سے کتنے وہابی کش فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

نمبر ۱۔ صحابی فرماتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ہر غیب پر امین ہیں اور امین وہی ہوگا جس کے پاس کوئی امانت رکھی ہو تو اس نے خیانت نہ کی لہذا اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ رب العزت کے علم غیب کے امین صحابی کا عقیدہ بھی اور نقل کرنے والوں کا بھی۔ مزید برآں یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت سواد رضی اللہ عنہ پر خوش ہوئے اور فرمایا سواد تم کامیاب ہو گئے۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو علم غیب کا امین کہا اور آپ نے سند جاری فرمائی کہ تم کامیاب ہو گئے لیکن نجدی ٹولہ کی خباثتیں یہ ہیں کہ غیب ماننے والوں کو مشرک کا فرکتے ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ عقیدہ رکھنے والوں کو کامیاب قرار دے رہے ہیں۔

جیسے پہلے حوالے گزر چکے اب غور کریں تو ان کم بختوں کے یہ فتوے صحابہ کرام علیہم الرضوان پر لگے جنہوں نے غیب مانا اور ان حدیثوں کو آگے اسلام بلکہ عین اسلام سمجھ کر روایت کیا اور جلیل القدر محدثین کے ساتھ ساتھ ان پر بھی کفر و شرک کے فتوے لگے۔ نجدیوں کے پیشواؤں نے بھی لکھا اور مانا لیکن ابھی تک بعد میں آنے والے دیوبندیوں و ہابیوں کی کھوپڑیوں میں یہ حدیثیں نہیں گزریں۔ یہ شرک کی مشینیں لے کر اہلسنت و جماعت کے گلے کاٹتے پھرتے ہیں۔

اقرار بھی انکار بھی

لو اپنے دام میں صیاد آگیا

## اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:-

فرمایا آج کل کہنے کو تو علم کی ترقی ہو رہی ہے مگر حقیقت میں جہل کا بازار گرم ہے۔ ہر شخص مجتہد اور محقق بنا ہوا ہے جس کو دیکھو مفسر، مفتی، محدث بن رہا ہے کتنے بڑے ظلم کی بات ہے۔ اسی وجہ سے یہ حالت ہو رہی ہے کہ جہاں کسی سے ذرا سی کوئی بات خلاف نفس ہوئی اور کفر کا فتویٰ لگا دیا گیا۔ کتنی سخت بات ہے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا تھا کہ ایک شخص حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے علم کا قائل ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے میں نے کہا جو شخص علم بلا واسطہ کا قائل ہے وہ تو کافر ہے اور جو علم بواسطہ کا قائل ہے یعنی خدا کی عطا کے واسطے کا وہ کافر نہیں اگرچہ وہ علم محیط کا قائل ہو گو یہ اعتقاد کذب تو ہے مگر ہر کذب کفر نہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۶۸ ملفوظ نمبر ۸۴ مطبوعہ تھانہ بھون)

نوٹ: ہم اہلسنت و جماعت محیط کے قائل تو نہیں بلکہ ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے علم غیب محدود مانتے ہیں جبکہ اللہ رب العزت کا علم ذاتی بھی ہے اور لامحدود بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے جیسا کہ میں پہلے وضاحت کر چکا ہوں۔ اب تھانوی کا اور امام الوہابیہ کا موازنہ کریں تو کتنا تضاد ہے کفر کا فتویٰ اگر ہم پر ہے تو تھانوی پر کیوں نہیں اگر تھانوی پر ہے تو ہم پر بھی نہیں۔

دوسرا رخ:- تھانوی تو اتنا بڑا سرخیل اعظم ہے اس پر تو یہ چھوٹے مفتی فتویٰ لگانے کی جرات نہیں کریں گے تو امام الوہابیہ اسمعیل قاتل کار گڑا نکل جائے گا۔ اب ان دونوں میں سے ایک مفتی تو ضرور جھوٹا ثابت ہوگا۔ کیونکہ اسماعیل تو عطائی کا بھی منکر ہے اور تھانوی عطائی کا قائل ہے۔



## تھانوی کا دوغلاپن :-

تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان مع بطل البنان ص ۱۱۳ از اشرف علی تھانوی مطبوعہ ملتان)

قارئین! یہ کیسے دوغلا مولوی ہیں کبھی کوئی بات لکھتے چھاپتے ہیں اور بولتے ہیں اور کبھی کوئی۔ یہاں اس عبارت میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کا انکار ہے وہیں اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توہین بھی کی گئی گویا یہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کی نسبت زید و عمر بلکہ ہر بچے مجنون پاگل جمیع حیوانات و بہائم بچھیا الودگدھے وغیرہ کے ساتھ کر کے توہین کی گئی اس عبارت کے پیش نظر کم و بیش ۳۳ علمائے کرام و مفتیان شرع نے جن میں بالخصوص علماء حریمین و مفتیان نے اس عبارت کے پیش نظر ان دیوبندیوں کے بڑوں پر کفر کے فتوے لگائے ان کے کفر میں شک کرنے والے کو بھی کافر کہا مثلاً اشرف علی تھانوی و خلیل احمد انیٹھوی و قاسم نانوتوی و رشید گنگوہی و مرزا قادیانی وغیرہ ہم پر علماء مدینہ و مکہ سے فتوے طلب کئے۔ سب مفتیان کرام نے ان کی گستاخانہ عبارات کی گرفت کرتے ہوئے کفر کے فتوے صادر کئے اور ان فتوؤں کو اعلیٰ حضرت امام رضا خان علیہ نے طلب کر کے کتابی صورت میں شائع کیا جس کا نام حسام الحرمین علی منکر الکفر والیسین رکھا شائقین اس کا ضرور مطالعہ کریں۔

سوال: اعتراض:



قرآن میں ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں ایسے ہی احادیث میں بھی

ہے۔

جواب:- ہم کہتے ہیں جہاں قرآن و احادیث کے ذخیرہ نے علم غیب کی نفی کی وہاں اس سے مراد ذاتی علم غیب ہے۔ عطائی کی ہرگز نفی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ جواد ہے وہ انبیاء اولیاء کرام کو علم غیب عطا فرماتا ہے اگر یہ بات نہ تسلیم کی جائے تو پھر معاذ اللہ قرآن و حدیث میں تضاد واقع ہوگا۔ واضح رہے کہ قرآن و حدیث میں علم غیب کی نفی اور ایک طرف عطا کا اعلان ہے اس لئے ضروری ہے کہ یہ تاویل کی جائے۔ ہماری اس تاویل کو تمام پہلے علماء محدثین نے نہ صرف قبول کیا بلکہ صاف لکھا ہے۔ شائقین مطالعہ فرمائیں۔ تفسیر روح البیان و علامہ سلیمان جمل نے فتوحات الہیہ حاشیہ جلالین و شاہ ولی اللہ نے فیوض الحرمین میں تفسیر خازن و شیخ عبدالحق نے مدارج النبوت میں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں اور تفسیر روح المعانی میں اور علامہ ابن حجر کی نے فتاویٰ الحدیثیہ کے ص ۲۶۸ ص ۳۶۷ و علامہ شامی اور علامہ رافعی اور علامہ مرغینانی صاحب ہدایہ وغیرہا میں اسی طرح کے دلائل دیکھے جاسکتے ہیں۔

### مناظرہ سوال و جواب:

سوال:- ایک دیوبندی نے مجھ سے سوال کیا کہنے لگا اللہ کے سوا کسی کو بھی علم غیب

نہیں۔ جو کہے وہ مشرک کوئی نہیں جانتا ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟

جواب:- میں نے اس سے کہا آج کل سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے جس سے

قرآن و حدیث سمجھنے میں مزید آسانی ہوگی میں نے اس سے کہا یہ کہنا چاہیے کہ

اللہ کے بتائے کے بغیر کوئی نہیں جانتا اور جو چیزیں ہم سے غائب ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی عطا سے جانتے ہیں۔ مثلاً ہمارے کاندھوں پر فرشتے بیٹھے ہیں ہمیں نہ وہ نظر آتے ہیں نہ ہمیں انکا وزن محسوس ہوتا ہے۔ اور جنت و دوزخ سب ہم سے غائب ہیں اور یہ کہنا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بالکل غیب نہیں جانتے اس کا صاف مطلب ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرشتوں کو جانتے نہ جنت و دوزخ کو یہ حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کا ہی انکاری ہو جائے گا۔ تم غیب کا انکار کر کے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کے ہی انکاری ہو رہے ہو۔ پھر یہ حقیقت ہے کہ جس نبی و رسول کے زمانہ نبوت میں لوگوں نے جس قدر ترقی کرنی ہو اللہ رب العزت نبی و رسول کو ان تمام ترقی و کمال سے کہیں بلند شان دیکر بھیجتا ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کا جادو گروں کے اوپر حاوی ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تمام حکیموں سے لاعلاج مریضوں کو خدا کی دی ہوئی طاقت سے شفا دینا واضح دلائل قرآن حکیم نے بیان کیا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ نبوت میں سائنس نے ترقی کی ایک آلہ کافروں نے تیار کیا جس کا نام الٹرا ساونڈ ہے وہ یہ بتا رہا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ پھر ہم کتنی دفعہ الٹرا ساونڈ کروا کر مشرک بن چکے ہیں۔ یقیناً کئی بار۔ یہ مادیات کی قوت و طاقت ہے پوری دنیا میں کثرت سے مسلمان الٹرا ساونڈ کروا کر کیا بن چکے ہیں کیا خیال ہے۔ تو جوان سے کہیں بلند روحانیت ہے اسکا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ یقیناً یہ بات تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بے شمار علوم کے خزانے عطا فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں عقل سلیم عطا فرمائے۔





بھی عالم الغیب نہیں مانتے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ دشمنی تو کی ہی تھی لیکن خدا کو بھی معاف نہیں کیا اب مسلمان غور کریں ان لوگوں کا اسلام کیا اور ایمان کیا امام الوہابیہ کو بھی پڑھ لیجئے

سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے معلوم کر لیجئے یہ اللہ ہی کی شان ہے

(تقویۃ الایمان ص ۲۹ مطبوعہ میر محمد کراچی از اسمعیل دہلوی)  
۴۔ مولوی حسن علی دیوبندی شاگرد رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔ انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔

(بلغۃ النحیر ان ص ۱۵۷، ۱۵۸ مطبوعہ گوجرانوالہ)  
معلوم وہ کرتا ہے جس کو پہلے علم نہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت ہر آن ہر قسم کے علوم غیبیہ حاصل ہیں اور دریافت کرنے یا معلوم کرنے کا عقیدہ خدا کے بارے میں صریح کفر ہے۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر کرتے ہیں کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔

(شرع فقہ اکبر ص ۲۰۱)  
قارئین! اب فیصلہ آپ خود فرمائیں جن کا خدا بھی عالم الغیب نہیں نبی بھی نہیں تو وہ امام بنانے کے قابل ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنی ہے۔ چاہے اگر کافر ہو پڑھ لیتے ہیں چاہے آگے سکھ ہو چاہے دیوبندی وہابی۔

وہ چہرہ جن کا من کا گردل ہے ابو جہل ہے اُجلا جن کا تن گندی زبان سیرت ہے ان کی حدیث نمبر ۷: امام بخاری لکھتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے



ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہم سے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں قیامت تک ہونے والے تمام امور بیان فرمادیئے جس شخص نے اسے جانا اس نے جان لیا اور جس نے نہ جانا اس نے نہ جانا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۷۷ مطبوعہ کراچی)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آپ نے قیامت تک کے لئے جو کچھ ہونے والا تھا سب کچھ بیان کر دیا اگر آپ کو قیامت تک کا اور قیامت کے بعد میدان حشر و جنت و دوزخ کا علم نہیں تو یہ سب کچھ کیسے بیان کر دیا۔ اگر کوئی وہابی یہ اعتراض کرے کہ اس وقت علم عطا ہوا بعد میں ختم ہو گیا ایک آن واحد کیلئے عطا ہوا تھا۔ جواباً عرض ہے کہ کون سی آیت کون سی حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ آپ کو یہ کمال پہلے ملا پھر معاذ اللہ چھین لیا گیا ورنہ کسی کے کہنے سے ایسا نہ ہوا نہ ہوگا۔ جب کہ قرآن حکیم پ ۳۰ س الضحیٰ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہر آنیوالے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے یعنی ہر آن آپ کے فضائل و کمالات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

**حدیث نمبر ۲۰۔** امام ترمذی لکھتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا تو رب العزت نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملا علی کس چیز میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کی میں نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی پھر فتوح جلالی کل شی و عرفہ ہر چیز مجھ پر منکشف ہو گئی میں نے اس کو

جان لیا۔ ہذا حدیث حسن صحیح یہ حدیث صحیح ہے۔

(سنن الترمذی ص ۴۶۶ طبع کراچی)

دوسری حدیث میں فرمایا میں نے جان لیا جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰)

(سنن ترمذی ص ۴۶۶ طبع کراچی)

یہ دونوں احادیث ملاحظہ ہوں مسند احمد ج ۱ ص ۳۳۸، مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۲، زرقانی

شرح مواہب ج ۷ ص ۲۰۴۔ کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۲۰

### حاضر و ناظر کا ثبوت:-

حاضر و ناظر کے بارے میں اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جسم بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسمی اعتبار سے آسمان پر ہے لیکن اپنی نورانیت کے ساتھ روئے زمین کے ہر گھر اور ہر جگہ موجود ہیں اسی طرح اللہ عز و جل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نبوت کے آفتاب اپنے جسم اطہر، جسم بشری کے ساتھ گنبد خضریٰ میں جلوہ گر ہیں لیکن اپنی نورانیت، روحانیت اور علمیت کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور جس پر آپ کرم کرنا چاہیں اسکے گھر آپ جلوہ گری فرما سکتے ہیں۔ یہ قوت و طاقت اللہ نے انہیں عطا فرمادی ہے چند دلائل حاضر خدمت ہیں۔

آیت نمبر ۱۔ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

ترجمہ: اے نبی ہم نے بے شک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہونگے

(ترجمہ تھانوی بیان القرآن)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قیامت کے روز دیگر گواہیوں کے ساتھ ساتھ اپنی امت کے تمام افراد کی نیکیوں اور برائیوں کی گواہی دیں گے۔ اب یہ واضح بات ہے کہ ہمارے اعمال کی گواہی وہی دے سکتا ہے جو ہم سے واقف ہو اور ہمارے اعمال سے بھی ورنہ گواہی قابل قبول نہیں ہوگی۔

**نمبر ۱۔** آیت کریمہ کی تفسیر میں مولانا عبد الماجد دریا آبادی جو کہ حکیم الامت تھانوی دیوبندی کے خلیفہ مجاز ہیں لکھتے ہیں ”اس صفت کا ظہور حشر میں ہوگا جب آپ کی شہادت پر آپ کی امت کا فیصلہ ہوگا“ شاہد اُ کے یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ آپ تمام امتوں کے رسولوں پر بطور شاہد پیش ہونگے کہ وہ ادائے رسالت کر چکے **قیلہ المراد شاہداً علی جمیع الامم یوم القیامة بان انبیاء ہم قد بلغوہم الرسالة (روح)**

اور مولانا رومی نے تو یہ بھی پہلو مراد لیا ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو بندوں کے مختلف مراتب و منازل سے مطلع کر رکھا ہے۔

درپیش نظر بودش مقامات العباد و ازاں سبب نامش خدا شاہد نہاد

(تفسیر ماجدی ص ۸۵۱ ج ۵ طبع تاج کمپنی لاہور۔ کراچی)

**نمبر ۲۔** مفتی شفیع صاحب کراچی والے جو کہ دارالعلوم دیوبند کے مفتی تھے

لکھتے ہیں اور امت پر شاہد ہونیکا ایک مفہوم عام یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے سب افراد کے اچھے برے اعمال کی شہادت دیں گے۔

(زیر آئیہ نمبر ۴۵ سورہ احزاب)

**نمبر ۳۔** اسی سے ملتا جلتا مفہوم تفسیر عثمانی ص ۵۵۰ از شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے لکھا۔

**نمبر ۴۔** دیوبندی شیخ التفسیر ادریس کاندھلوی نے بھی موافقت فرمائی  
(زیر آئیہ نمبر ۴۵ سورہ احزاب طبع قرآن محل لاہور تفسیر معارف القرآن از کاندھلوی ج ۴ ص ۳۱۰)

**نمبر ۵۔** وہابی عالم احمد حسن دہلوی نے بھی اتفاق کیا دیکھیں۔ احسن التفاسیر ج ۳۲ طبع المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

**نمبر ۶۔** وہابیہ غیر مقلد حضرات کے پیشوا قاضی شوکانی نے بھی لکھا تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۲۸۸ طبع دار المعرفۃ الطباعة والنشر بیروت لبنان

اگر ہم اہلسنت وجماعت یہ مانیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے اعمال کی گواہی دیں گے اور ہمارے اعمال کا مشاہدہ فرماتے رہتے ہیں مشرک بن جائیں لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ان دیوبندی وہابی حضرات کے بڑے اسی مسئلہ میں ہمارے ساتھ متفق ہوں تو وہ یکے موادر ہیں آخر ہم نے ان مولویوں کی کوئی گائے تو نہیں چرائی ہم مشرک بنیں یہ مسلمان رہیں۔ ہوشیار رہو اے مسلمانو! ان



دو غلے مولویوں کے کردار بھی دیکھیں تحریر بھی دیکھیں اور شرک شرک کے فتوے بھی۔ اگر ان مفتیوں کے متعلق میں یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔

نجد یا سخت گندی ہے طبیعت تیری      کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری  
خاک منہ میں تیرے کہتا ہے کہ خاک کو جوڑ مٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری  
نجد یا بہت گندی ہے طبیعت تیری

**نمبر ۷۔** حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں شاید (یعنی عالم و حاضر بحال امت و تصدیق و تکذیب و نجات و ہلاکت ایشاں یعنی امت کے حال۔ ان کی نجات و ہلاکت اور تصدیق و تکذیب پر حاضر اور عالم)

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۶۰)

## معنی شہادت:-

علامہ راغب الاصفہانی فرماتے ہیں۔ والشہادة قوما و اعن علم حصل بمشاهدة بصيرة او بصر۔

بصیرت سے آنکھوں کے ساتھ دیکھنے سے جس چیز کا علم حاصل ہوتا ہے اسکی خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں

(مفردات القرآن مترجم ج ۱ ص ۵۵۶ طبع لاہور)

یہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں گواہ وہی ہوتا ہے جس نے پورے واقعہ کو دیکھا ہو ورنہ گواہی ناممکن ہے جیسا کہ جلیل القدر علماء سے واضح ہو چکا ہے ماننا پڑے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے اعمال و احوال پر حاضر و ناظر ہیں تب ہی آپ کی گواہی معتبر ہوگی یہ کیسے ممکن ہے ہم دنیا میں یہ اصول اپنائیں کہ گواہی وہی

دے گا جس نے پورے واقعہ کو دیکھا ہو تو جس کو اللہ رب العزت گواہ بنائے وہ بغیر مشاہدہ کے گواہی دے تو یہ اعتراض حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی ذات پر ہے کہ اس نے جھوٹے گواہ بنا رکھے ہیں معاذ اللہ جو بغیر دیکھے گواہی دیتے ہیں۔ مولویو تو بہ کر لو ورنہ ہم کہیں گے۔

اس گستاخ بے ادب ٹولے کو بتادے اے حسن یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان مصطفیٰ ﷺ **دلیل نمبر ۱**۔ شیطان ملعون آن واحد میں متعدد مقامات پر حاضر قرآن مجید میں ہے۔

ثُمَّ لَا تَنبَهُهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ

پ ۱۸ اعراف آیت ۱۷

ترجمہ:- پھر ان پر آؤں گا ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے اور نہ پائے گا تو اکثر لوگ ان میں سے شکر گزار۔

(ترجمہ محمود الحسن دیوبندی ص ۱۹۶)

**دلیل نمبر ۲**۔ حدیث ترجمہ: بے شک شیطان ابن آدم میں خون کی طرح دوڑتا ہے (الحديث) اب اس آیت وحدیث پر غور کریں تو بخوبی معلوم ہوگا کہ اکیلا ابلیس لعین میں یہ قوت اللہ نے رکھی بے شمار انسانی مخلوق میں سے ہر ایک کی راہ میں بیٹھے اور ان پر چاروں طرف سے حملہ آور ہو۔ اگر ابلیس لعین میں آن واحد میں متعدد مقامات پر موجود ہونیکی قوت ماننا شرک نہیں تو اور کوئی مولوی

شیطان کے خلاف نہیں کہتا کہ وہ ہر جگہ نہیں یا انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا اور ہر انسان کی رگوں میں خون کی طرح نہیں دوڑتا ہے سب ہی خاموش لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ مردود میں تو یہ قوت ہو تو جو اللہ کا محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے اس میں ایسی قوت مانیں تو خدا کی توحید ان مولویوں کو بگڑتی ہوئی نظر آئے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ ان مولویوں کا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اگر ایمان ہوتا تو یہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر اعتراض نہ کرتے جبکہ یہ بات ہے کوئی انسان امریکہ میں کوئی افریقہ میں کوئی سعودی عرب میں تو کوئی پاکستان میں ہے تو یہ ملعون ہر ایک کے پاس جاتا گمراہ کرتا ہے۔ مزید براں یہ کہ اس مردود نے یہ دعویٰ خدا کی بارگاہ میں کیا

جیسا کہ پ ۸ الاعراف آیت نمبر ۱۸ میں مذکور ہے لیکن اس کے اس دعویٰ کو رد نہیں کیا کہ تو ہر انسان کو گمراہ نہیں کرے گا بلکہ فرمایا میرے نیک بندے تیرے جال میں نہیں آئیں گے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ شیطان مردود آن واحد میں ہر انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور ہر جگہ پہنچ بھی جاتا ہے خدا نے اسکو یہ مہلت دے دی ہے ارے کم بختو مان جاؤ کہ اللہ عز و جل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان اس مردود سے کہیں بڑھ کر ہے اور اللہ عز و جل نے یہ قوت دے دی ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔

**دلیل نمبر ۳۔ فرشتہ ملک الموت حاضر و ناظر ہے**

ملک الموت حاضر و ناظر ہر میت کے پاس ہوتا ہے روح نکالتا ہے دیکھیں پ ۲۱ اس السجدہ آیت ۱۱ تو کہ قبض کر لیتا ہے تم کو موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

اور منکر و نکیر فرشتے ہر قبر میں سوال و جواب کیلئے حاضر ہوتے ہیں جبکہ پوری دنیا میں اربوں انسان رہتے ہیں اور ایک ہی وقت میں متعدد انسان لقمہ اجل بنتے ہیں۔ کوئی امریکہ میں تو کوئی عرب میں تو کوئی پاکستان میں حتیٰ کہ مختلف ممالک میں مرتے بھی ہیں اور مختلف مقامات پر قبریں بھی بنتی ہیں ملک الموت، منکر و نکیر حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں تو جو ان کے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں تمام مخلوقات کے نبی سردار صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں ان کے حاضر و ناظر ہونے پر کیوں اختلاف ہے۔

### دلیل نمبر ۴: سوال اعتراض:

سرگودھا کی تحصیل بھلوال میں گاؤن بدین کے ایک دیوبندی ماسٹر صاحب نے مجھ سے سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں (معاذ اللہ) میں نے جواب میں کہا

الجواب:-

جناب آپ حاضر و ناظر ہو جائیں اور لوگ حاضر و ناظر ہو جائیں تو کوئی اعتراض نہیں صرف حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر کیوں



اعتراض ہے۔ کہنے لگے کیسے؟ میں نے کہا ٹی وی کے ذریعہ حج کرتے ہوئے حاجیوں کو دیکھا ہے کہنے لگے جی دیکھا ہے میں نے کہا مزید پوری دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والے اچھے برے حالات واقعات بھی ٹی وی پر اکثر لوگ دیکھیں اور سنیں اور ریڈیو کے ذریعے سنتے بھی رہتے ہیں۔ اگر ہم غور کریں دوردراز کے علاقوں کی باتیں عام انسان سنیں اور دیکھیں یہی تو حاضر و ناظر کا مفہوم ہے۔ ارے کافروں نے آلے تیار کیے جن سے ہم سن اور دیکھ سکتے ہیں یہ مادی چیزیں ہیں انسان کی تیار کی ہوئی ان میں یہ قوت و طاقت ہے لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی شانوں سے نوازا ہے اپنے قرب خاص سے بھی نوازا، امام الانبیاء بنایا اور روحانیت کا مرکز و محور بنایا ان میں یہ طاقت کیوں نہیں کہ وہ مدینہ شریف میں اپنے مزار پر انوار میں جلوہ گر ہوتے ہوئے پوری دنیا کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ ارے مولویو! مان جاؤ تم اپنے گھروں میں بیٹھ کر مکہ مدینہ میں ہونے والے واقعات کا مشاہدہ کرو اور وہ نہ کریں کچھ انصاف کرو خدا کا خوف

کرو۔ اب احادیث پر ایک نظر ڈال لیں

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

دلیل نمبر ۵۔

حدیث نمبر ۱۔

عن ثوبان ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ان اللہ ذوی ا

لی الارض فرئت مشارقها و مغاربها۔

(صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۰ کتاب لفتن طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ:- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا پس میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔

اس حدیث شریف پر غور کریں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر چیز کا مشاہدہ فرماتے رہتے ہیں۔  
دلیل نمبر ۶- مزید اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

وَلَّ آخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ

اے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمہارے لئے ہر آئیوالی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔

(پ ۳۰ صفحہ ۴ آیت ۴)

اس آیت کی تفسیر میں وہابی مولوی لکھتا ہے۔ تیری ہر آخری گھڑی تیرے لئے پہلی گھڑی سے اچھی ہوگی ہر آن تیری ظاہری و باطنی ترقی ہوگی۔

(تفسیر ثنائی ج ۳ ص ۱۶۸ مطبوعہ سول لائن سرگودھا)

دیوبندی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں یعنی آپ کی پچھلی حالت پہلی حالت سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔

تفسیر عثمانی ص ۷۷۸ مطبوعہ لیاقت صدر کراچی

واضح ہوا کہ اللہ رب العزت نے جو شان اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دی وہ واپس نہیں لی بلکہ مزید مقام بلند ہوتا جا رہا ہے۔

دلیل ۷۔

تو آپ پوری دنیا میں ہونے والے واقعات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں حدیث ترجمہ:- بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرما دیا ہے تو میں نے اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

(زر قانی علی المواہب ج ۷ ص ۲۰۴)

اس حدیث شریف کو حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما سے تین محدثین نے روایت کیا ہے۔

نمبر انعم بن حماد نمبر ۲ امام طبرانی نمبر ۳ ابو نعیم صاحب حلیۃ نے اور صاحب کنز العمال نے دوسری جگہ اسی حدیث کو ج ۱۱ ص ۳۷۸ پر بھی روایت کیا ہے سبحان اللہ کیا عظمت و شان ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی، فرمایا بے شک یعنی اس بات میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ قیامت تک جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے میں سب کو مثل کف دست دیکھ رہا ہوں اور صیغہ مضارع کا بولا تاکہ ان مولویوں کے وہم نکل جائیں جس طرح ہتھیلی کو دیکھنے میں اور کنارے میں دیکھنے میں کوئی فرق نہیں یوں ہی مدینہ منورہ میں جلوہ گر ہوتے ہوئے مشرق و مغرب شمال و جنوب بحر و بر کو دیکھنے میں کوئی فرق نہیں نتیجہ یہ نکلا کہ سید العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم امریکہ، افریقہ، جاپان، روس، آسٹریلیا، ہند، سندھ پاکستان، چین، افغانستان الحاصل دنیا کے ہر ملک ہر صوبے ہر شہر ہر قوم ہر قبیلہ کو بیک وقت اللہ عز و جل کی عطا سے دیکھ رہے ہیں۔ دلائل تو اور بھی ہیں بس انہیں پر اکتفا کرتا ہوں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے  
کل نہ مانیں گے قیامت میں  
گر مان گیا

﴿اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ثبوت﴾  
بندیالوی نے اختیار ماننے والوں کو مشرک کہا اپنے امام الوہابیہ کی اتباع کرتے  
ہوئے ان کا امام لکھتا ہے۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(تقویۃ الایمان ص ۵۵ مطبوعہ کراچی)

مزید اپنے اندر کا گند نکلا۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں

(تقویۃ الایمان ص ۴۳ مطبوعہ کراچی)

پھر اس پر بس نہیں بلکہ ماننے والے کو مشرک کہا جاتا ہے حوالہ اوپر دیکھیں  
مختار کل کا مفہوم:۔ مختار کل کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے پاس جو بھی  
قوت و اختیار ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ اس کی عطا اور بخشش کے  
بغیر کوئی مخلوق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم سمیت نہ تو ایک ذرہ کی مالک ہے نہ  
ہی کسی چیز کے مختار۔ لیکن مختار کل یہ مفہوم ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ  
والہ وسلم کو الوہیت سمیت ہر طرح کا اختیار حاصل ہے معاذ اللہ بلکہ صحیح یہ ہے کہ  
اللہ کا نائب ہونے کی حیثیت سے خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے اپنے دائرہ  
کار کے اندر تمام اختیارات حاصل ہیں۔

دلیل نمبر ۱۔

آیت: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ



ترجمہ:- تو اے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک وہ اپنے آپ کے جھگڑوں میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا

پ ۲۲ س الاحزاب آیت ۳۶

ترجمہ:- اور نہ کسی مرد نہ کسی عورت کو یہ حق ہے کہ جب اللہ عزوجل اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی میں بہکا۔

پ ۲۲ س الاحزاب آیت ۳۶

اس پہلی آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدق دل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہو سکتے سبحان اللہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان اور اختیار ثابت ہوتا ہے۔ جب نزول پر غور کریں تو واضح ثبوت ہو جائے گا۔ دوسری آیت کریمہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت ہر امر میں واجب ہے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقابلے میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں یہ بھی ثابت ہوا کہ امر و جوہ کیلئے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے اپنے ذاتی معاملات میں بھی مومن کو حق نہیں ہوتا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے دین و دنیا کے مالک ہیں اور ہر مومن کی جان کے بھی مالک ہیں اور آپ کا حکم ماں باپ کے حکم سے زیادہ اہم

ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم بھی اللہ عزوجل کا حکم ہے غیر کا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس چیز سے منع فرمادیں اس سے رکنا کیوں ضروری ہے اسکی وضاحت کیلئے مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل ۲ حدیث:- انّ ما حرّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مثلاً ما حرّم اللہ۔

سنن ابن ماجہ شریف ص ۳ باب ۲ طبع احیاء السنۃ النبویہ سرگودھا

مشکوٰۃ شریف ص ۲۹ کتاب الایمان الفصل الثانی

اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۲۵۵ مترجم طبع لاہور

ترجمہ: بے شک جس چیز کو اللہ عزوجل کے رسول نے حرام فرمایا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ عزوجل نے حرام فرمایا ہو اس حدیث کو دنیاۓ وہابیت کے سب سے بڑے محدث ناصر الدین البانی نے صحیح کہا

(صحیح ابن ماجہ ص ۷)

## تین نمازیں معاف کر دیں

دلیل نمبر ۳

حدیث: تین نمازیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے معاف کر دیں اپنے اختیارات سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ فضالہ بن عبید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سکھایا مجھے تو یہ بھی کہ محافظت کر پانچ نمازوں پر میں نے کہا ان وقتوں میں مجھے بہت کام ہوتے ہیں تو ایک ایسی بات بتلائیے جب میں اسکو کروں کافی ہو جائے تو آپ نے فرمایا محافظت کر عصرین پر ہماری زبان میں عصرین مروج نہ تھا میں نے پوچھا عصرین کیا ہے فرمایا دو نمازیں ایک قبل

طلوع آفتاب کے ایک قبل غروب آفتاب کے (یعنی فجر اور عصر کی نمازیں)

سنن ابی داؤد شریف ج ۱ ص ۲۰۵ مترجم کتاب الصلوٰۃ باب المحافظۃ علی الصلوٰۃ

سند صحیح حدیث ہے اس حدیث کے متعلق البانی صاحب لکھتے ہیں  
”صحیح“

(صحیح سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۸۴)

دلیل ۴:-

شرح حدیث:- اس حدیث شریف کی شرح میں ایک دیوبندی عالم خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں امام احمد اپنی مسند میں فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی شعبۃ نے قتادہ سے انہوں نے نصر بن عاصم سے انہوں نے قبیلہ کے ایک آدمی سے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اس شرط پر اسلام قبول کیا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھا کریگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس شرط کو قبول فرمایا۔ اس حدیث کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے تین نمازیں معاف فرمادیں تھیں۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ جسے چاہیں جو حکم ارشاد فرمادیں اور جسے چاہیں جو واجب چاہیں ساقط فرمادیں جس طرح کہ میں نے اس مسئلہ کو کتاب الخصائص میں بیان کر دیا ہے پس یہ بھی اسی سے ہے۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جس مبہم مرد کی روایت بیان کی ہے وہ فضالۃ ہی ہیں اس لئے کہ وہ بھی لیشی ہیں اور نصر بن عاصم بھی لیشی ہیں اس لئے فرمایا عن رجل منہم اپنے قبیلہ سے ایک مرد سے

(بذل المجہود فی حل ابی داود ج ۱ ص ۲۴۸ طبع مکتبہ قاسمیہ ملتان عارف کمپنی مسند

امام احمد ج ۵ ص ۲۵)

اس حدیث شریف سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ نمازیں سب ضروری ہیں مگر عصر اور فجر سب سے ضروری ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ”گھر کو لگ گئی آگ گھر کے چراغ سے“ کے مترادف ہے۔

جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ یہ مولوی تو شرک شرک کہتے نہیں تھکتے لیکن اس سہارنپوری نے ان سب کی ناک کاٹ دی اور ان کی محنتوں پر پانی پھیر دیا یہ مان کر کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اختیار حاصل ہے جو چاہیں واجب ساقط کر دیں یا فرض ساقط کر دیں۔

لو جناب چور پکڑا گیا

دلیل نمبر ۶:

پاک و ہند میں وہابیت کے معمار اول اور اپنے زعم باطل میں شرک کی قینچی لے کر ہر ایک مسلمان کو کترنے والے اپنی ہی قینچی سے کترے گئے۔ اختیار کے متعلق ان کے فتوے گزرے اب وہی فتوے ان پر فٹ کر لیجئے اور جہنم کی طرف شرک عظیم کے مجرم بن کر جاتے دیکھئے۔ میری مراد ہے شاہ اسماعیل دہلوی

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں      لو خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون و مجاز ہوتے ہیں اور ان بزرگواروں کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے معنی اسی کلام کا یہ ہے کہ عرش سے



فرش تک ہمارے مولد کی سلطنت ہے۔

صراط مستقیم اردو ص ۱۳۹ مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام لاہور

خداوند قدوس کے نائب کی حیثیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تشریفی اختیارات بھی حاصل ہیں اور تکوینی بھی۔

**دلیل ۷:** شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس بات کا اختیار ہے کہ بعض احکام کی بعض اشخاص سے تخصیص فرمادیں اور احکام آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سپرد تھے۔ صحیح بات یہی ہے۔

اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۰۹ درمطبع ایم ڈی مصر کتاب کتاب الصلوۃ

باب الاضحیۃ الفصل اول مترجم ج ۲ ص ۶۱۶ طبع لاہور

### شیخ عبدالحق کا مقام :-

دلیل ۸:- ان کے بارے میں مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں چونکہ شیخ عبدالحق بڑے محدث ہیں اس لئے انہوں نے جو دس قسمیں شفاعت کی لکھی ہیں کسی حدیث سے معلوم کر کے لکھی ہو گئی گو ہم کو وہ حدیث نہیں ملی مگر چونکہ شیخ کی نظر حدیث میں بہت وسیع ہے اس لئے ان کا یہ قول قابل قبول ہے۔

اشرف الجواب ص ۵۵۱/۳

نیز کہتے ہیں کہ بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اسی دولت سے مشرف تھے اور صاحب

(الافاضات الیومیہ ج ۷ ص ۶ ملفوظ نمبر ۵ مطبوعہ تھانہ بھون ج ۹ ص ۱۰۰ مطبوعہ ملتان)  
جن کا اتنا بڑا مقام ہے وہ تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مختار بھی مانتے ہیں حاضر و ناظر اور علم غیب کے بھی قائل ہیں یہ بعد میں آنے والے جاہل پتہ نہیں کس نسل سے ہیں۔ ان سب باتوں کو شرک کہتے ہیں نہ قرآن و حدیث کا خیال نہ اتنے بڑے جلیل القدر محدثین کا حیا نہ جہنم کا خوف نہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اللہ عز و جل کے ناراض ہو جانے کا ڈر۔

**دلیل نمبر ۹۔** چنانچہ شیخ محدث لکھتے ہیں۔ مذہب مختار (یہی ہے) کہ احکام نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سپرد ہیں جو چاہیں کریں جس کے لئے چاہیں نہ کریں اور جس کیلئے چاہیں تخصیص فرمادیں۔

اشعة اللمعات ص ۲۳ ج ۲ طبع لکھنؤ ایم ڈی مصر کتاب الآداب باب الشفقة الفصل الثانی سورج پلٹے اٹے پاؤں چاند اشارے سے ہو چاک اندھے نجدی دیکھ لے  
قدرت رسول اللہ کی

نمبر ۱۰۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اختیار کے بارے میں ایک مستقل عنوان قائم فرمایا ہے۔ باب اختصاہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بانحہ، تخص من شاء بمشاآء من الاحکام۔ دیکھیں خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲ مترجم ج ۲ ص ۶۶۲ طبع حامد ایند کمپنی لاہور باب نمبر ۴۰۹

ترجمہ :- آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ جس عورت کا جس مرد سے چاہیں اس کے والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح کر دیں۔

شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں کہ صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سپرد ہیں جس کو چاہیں جو چاہیں حکم فرمائیں ایک ہی کام کسی پر حرام قرار دیں اور وہی کام دوسرے کے لئے جائز قرار دیں اور اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جیسے کہ تتبع کرنے والے پر مخفی نہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما کر شریعت بنا کر ساری اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سپرد کر دی۔

مدارج النبوت ص ۱۸۳ ج ۲ فارسی

مترجم ج ۲ ص ۲۶۰ طبع مکتبہ اسلامیہ لاہور باب غزوہ بنو قریظہ

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہوا مالک کے حبیب یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا نمبر ۱۱ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ترجمہ:- گذشتہ فوائد کے علاوہ اس حدیث میں سے ایک فائدہ یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام میں جس ذات کی طرف رجوع کیا جائے گا وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی ذات ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے کسی امتی کو کسی حکم کے ساتھ خاص فرماتے ہیں اور اسی بات سے دوسرے کو منع فرما دیتے ہیں خواہ کوئی عذر نہ بھی ہو۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۰ ص ۱۶

دلیل نمبر ۱۲ امام ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے ہمارے ائمہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ خاصہ شمار کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جسے چاہیں جو چاہیں خاص فرما دیں۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۲۳

اسی طرح امام قسطلانی و امام نووی و علامہ عبد الوہاب شعرانی تمام جلیل القدر محدثین نے یہی لکھا۔ مخالفین میں سے نجدی شیخ حافظ ابن تیمیہ و نواب صدیق

حسن خان وحسین بٹالوی اور مولوی مودودی وغیرہم نے بھی لکھا ہماری تائید کی۔ اب میں دیوبندی حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ اتنے جلیل القدر علماء و محدثین قرآن و حدیث کو صحیح نہ سمجھ سکے اب تم صحیح سمجھے اور تم لوگوں نے بس شرک شرک کہنا سیکھا ہے اللہ تم کو ہدایت عطا فرمائے دلائل کا الحمد للہ عز و جل ایک انبار لگایا جاسکتا ہے لیکن اختصار کے پیش نظر علماء و محدثین کی آرا پیش کیں۔

**جنہیں وہابی اپنا پیشوا کہتے ہیں:**

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں، زبور میں تو صراحت سے آپ کا اسم مبارک بھی آچکا ہے جو سارے احتمالات اور شبہات کی بیخ کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس زبور میں جو یہود کے پاس محفوظ ہے یوں تحریر ہے صرف ترجمہ پڑھیے۔ اے احمد! رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر میں اس لئے تجھے برکت دیتا ہوں۔ تو اپنی تلوار حائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے۔ سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی۔ سچی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے بھر گئی زمین احمد کی حمد اور پاکی بولنے سے احمد مالک ہو ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔

تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت و ایمان انبیاء علیہم السلام ص ۳۹ طبع سہل اکیڈمی لاہور  
مترجم تحفہ اثنا عشریہ ص ۳۳۵ طبع دار الاشاعت کراچی  
واضح کر دیا شاہ صاحب نے اور سب جھوٹوں کو کہا خبر دار اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم مالک و مختار ہیں ساری زمین اور تمام امتوں کے لہذا گندے عقیدے سے توبہ کر لو۔

**حدیث نمبر ۳۔** امام بخاری نقل کرتے ہیں۔ یقین کر لو کہ زمین کے مالک



اللہ و رسول ہیں

صحیح بخاری کتاب الجہاد باب اخراج یسودج ۱ ص ۴۴۹ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی  
**حدیث نمبر ۴:** لکھتے ہیں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے  
 ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میں سور ہاتھا کہ تمام خزانوں کی چابیاں  
 لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

صحیح بخاری کتاب الاعتصام باب قول ابی عبد اللہ ۲۰ ص ۱۰۸۰ طبع کراچی  
 ان احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ نے تمام خزانوں کا  
 مالک و مختار بنایا ہے۔

**حدیث نمبر ۵:** حضرت عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ روایت کرتے  
 ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بے شک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مکہ  
 معظمہ کو حرم بنادیا اور اسکے ساکنوں کیلئے دعا فرمائی اور بے شک میں نے مدینہ منورہ کو  
 حرم کر دیا جس طرح انہوں نے مکہ کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیانوں میں اسے دو  
 گنا برکت کی دعا کی جو دعا انہوں نے اہل مکہ کیلئے کی تھی

صحیح بخاری کتاب البیوع۔ باب برکتہ صاع ج ۱ ص ۲۸۶ طبع کراچی  
**حدیث نمبر ۶:** امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس کا پیڑ کاٹیں یا پتے جھاڑیں یا اس  
 کے پرندوں کو پکڑیں۔

شرح معانی الآثار۔ کتاب الصيد ج ۲ ص ۳۴۳ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی  
 ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو احکام شرع

سپر کر دیئے ہیں جس کو چاہیں اپنے اختیارات سے حرام کر دیں یا جائز رکھیں اور پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں دو گنا برکتیں ہیں۔

لیکن وہابیوں کے پیشوا نے ظلم کی انتہا کر دی  
کسی فرشتے اور پیغمبر کو بھی کسی چیز کا اختیار نہیں دیا ہر چیز اپنے اختیار میں رکھی  
(معاذ اللہ)

نیز لکھتے ہیں پیغمبر کو خود اپنی جان کا کچھ اختیار نہیں (معاذ اللہ)

تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ص ۳۵۴، ۳۵۹ از اسمعیل وہابی طبع میر محمد کتب خانہ کراچی  
زبان پر نعرہ تو حید دل ایمان سے خالی رہے کلمہ لب پر اور دل میں کدورت رسول کی  
نیز لکھتے ہیں

جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مختار نہیں

تقویۃ الایمان ص ۴۳ طبع میر محمد کتب خانہ کراچی  
یہ ہیں بندیا لوی اور ان کے پیشواؤں کے گستاخانہ کلمات جو یہ اللہ کے نبیوں  
اور ولیوں کی بے ادبی کرتے ہوئے بولتے اور لکھتے ہیں لیکن یہ بے چارے  
قرآن وحدیث سے اتنے جاہل اور کورے ہیں کہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ اللہ نے  
اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کس شان سے نوازا ہے اور کس طرح مالک و  
مختار بنایا ہے جو کچھ آپ فرمادیں وہی خدا کا قانون ہے اور حکم شریعت کہلاتا ہے  
پڑھیے

حدیث نمبر ۷ : علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت اسماء  
بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے ہے جب ان کے شوہر اول حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

شہید ہوئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت اسماء سے فرمایا کہ تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو۔

کنز العمال رقم الحدیث ۸۲۰۷۲ ج ۹ ص ۴۵۰ طبع

الطبقات الکبریٰ لابن سعد۔ ذکر جعفر بن ابی طالب ج ۴ ص ۴۱ طبع بیروت

یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اختیار قرآن وحدیث میں حکم اس عورت کو جس کا خاوند فوت ہو جائے اس پر سوگ چار مہینے اور دس دن واجب ہے۔

پ ۲۳ البقرہ ۲۳۴ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷ طبع نور محمد کراچی

لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی تخصیص فرمادی۔

**حدیث نمبر ۸ :** حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا فرمایا کیا ہوا عرض کی میں نے روزہ توڑ بیٹھا اپنی بیوی سے نزدیکی کر کے۔ فرمایا غلام آزاد کر عرض کی نہیں کر سکتا ہے فرمایا لگا تار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے اس نے عرض کی نہیں فرمایا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے عرض کی نہیں۔ فرمایا بیٹھ جا تنے میں ایک شخص خرے خدمت اقدس میں لایا آپ نے فرمایا یہ لے جا انہیں خیرات کر دے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ عرض کی میرے سے زیادہ مدینے میں کوئی محتاج نہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ سن کر مسکرائے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

بخاری شریف کتاب الصوم ج ۱ ص ۲۵۹ و ۳۰۴ طبع قدیمی کراچی

صحیح مسلم کتاب الصیام ج ۱ ص ۳۵۴ طبع کراچی

سنن الترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی کفارة الفطر رقم الحدیث ۷۲۲ ج ۲ ص ۱۷۵

سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب کفارة ج ۱ ص ۳۲۵ طبع آفتاب عالم پریس لاہور

اور بے شمار احادیث کی کتب میں یہ حدیث موجود ہیں

ارے جاہل وہابیوں دیکھ لو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اختیارات روزہ توڑنے کا کفارہ بیان کیا گیا حدیث شریف اور فقہاء احناف کے مطابق واجب ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے محض اپنے اختیار سے اپنے صحابی کی تخصیص فرمادی اب بھی تم نہ مانو تو خدا ہی تمہیں ہدایت دے سکتا ہے ہم نے الحمد للہ اپنا فرض ادا کر دیا۔

## وہابی ہونے کا ثبوت

کیا دیوبندی وہابی نہیں :-

بند یالوی صاحب کی کتاب سے کئی جگہ یہ اشارۃ لکھا ہوا ہے ہم دیوبندی ہی

اہلسنت وجماعت ہیں بلکہ کئی جگہ واضح ہے کہ اہلسنت ہیں

کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۱۳۲ از بند یالوی

اور جناب یونس انور صاحب جو کہ شہداء مسجد میں خطیب ہیں انہوں نے اس کی تقریظ لکھی ہے اور وہ ناظم اعلیٰ جمعیۃ اشاعت التوحید والسنہ ہیں۔ اسی طرح ان دیوبندی وہابی حضرات نے اب اپنی مساجد پر بورڈ اہلسنت حنفی کے لگانے شروع کر دئے ہیں لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے ایسا کرنے کی ضرورت ان کو اس لئے پیش آئی ہے کہ عوام چونکہ سمجھتے اور جانتے ہیں کہ دنیا میں سچا مذہب اہلسنت و جماعت ہے اس لئے انہوں نے بورڈ لگانے شروع کر دیئے تاکہ ہم عوام کو صحیح



طرح الو بنائیں جب عوام سنی سمجھ کر آئیں پہلے جو پکے وہابی ہیں وہی آتے ہیں بورڈ لگانے سے سب آئیں گے اپنے جلسوں میں بھی اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے ہیں تاکہ انہیں گمراہ کریں۔ ہم تو پہلے ہی اہلسنت و جماعت اور وہی عقائد جو ائمہ اہلسنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہیں ان پر گامزن ہیں اب میں یہ واضح کرونگا کہ ان دیوبندی حضرات کا یہ دوغلا پن ہے حقیقت میں انکا اہلسنت و جماعت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ یہ وہابی ہیں ان کے بڑے سب مانتے کہتے اور لکھتے ہیں ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔

نمبر ۱۔ جن دنوں دیوبندی حکیم الامت جناب اشرف علی تھانوی صاحب کانپور کے مدرسہ جامع العلوم میں مدرس تھے۔۔۔۔۔ محلہ کی کچھ عورتیں فاتحہ دلانے مٹھائی لے کر آئیں تو تھانوی صاحب نے کہا۔ بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں (ہمارے ہاں) فاتحہ نیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو۔

اشرف السوانح جلد ۱ ص ۲۸ طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان  
نمبر ۲۔ دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی صاحب کہتے ہیں خود اپنے متعلق ہم بڑے سخت وہابی ہیں

سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۲۰۲۔ طبع فیصل آباد۔  
نمبر ۳۔ امیر دیوبندی تبلیغی جماعت مولوی زکریا صاحب کافر اخلانہ اقرار و اعتراف کہ ہم وہابی ہیں۔ مولوی منظور صاحب کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔

سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۲۰۴ طبع ملک سنز فیصل آباد تالیف سید محمد ثانی حسنی دیوبندی  
نمبر ۴۔ اقرار پر اقرار:

مولانا تھانوی بڑے ہی حسرت بھرے انداز میں فرماتے ہیں اور اپنی ذہنی فکری، قلبی و ہابیت کا اقرار و اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو میں سب کی تنخواہ کر دوں پھر لوگ خود ہی وہابی بن جائیں۔

الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۶۷ الافاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۲۵۰

ملفوظ نمبر ۳۶۲ طبع تالیفات اشرفیہ ملتان

تعارف:- اس موضوع پر مزید لکھنے سے پہلے وہابی مذہب کا تعارف لکھتا ہوں پڑھیں یہ مذہب شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور دشمن اسلام مسلمانہ کذاب کی قوم نجدی سعودیوں کی سازش سے پیدا ہوا تھا۔ اس مذہب کے امام شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اس مذہب کو خارجی اصولوں پر استوار کر کے ۱۱۴۳ھ میں رائج کیا اور اس کے ابتدائی عقائد ابن حزم ظاہری و ابن تیمیہ غیر مقلد و ابن قیم جوزی جو اپنے وقتوں میں پیدا کر چکے تھے مگر ان کو باقاعدہ مرتب کر کے ایک مستقل مذہب کی شکل میں شیخ محمد نے ہی شائع کیا تھا اس لئے یہ مذہب اسی کی طرف منسوب ہو کر وہابی کے نام سے مشہور ہو گیا اس ثبوت میں ایک مایہ ناز عربی مؤرخ سید دحلان کی تحقیقات کا ایک اقتباس کافی ہے۔ لکھتے ہیں یعنی اس وہابی مذہب کے بانی ابن عبدالوہاب نے اپنا وہابی مذہب ۱۱۴۳ھ میں ایجاد کیا پھر یہ مذہب ۱۱۵۰ھ میں خوب مشہور ہو گیا اس مذہب کو سب سے اول قبول کرنے اور اس کی تبلیغ میں سرگرم ہونے والے بانی اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دشمن مدعی نبوت مسلمانہ کذاب کی قوم کے سعودی نجدی تھے انہیں شاید اپنے قومی مقتداء مسلمانہ کذاب کے صحابہ کرام کے ہاتھوں مارے جانے کی وجہ سے مسلمانوں سے سخت دشمنی بھی تھی جب ابن عبدالوہاب نے تمام مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر

ان کا قتل حلال قرار دیا تو سعودیوں کو مسلمانوں سے جنگ کا نادر موقع ہاتھ آ گیا اور وہ سب کے سب اسکا مذہب قبول کر کے وہابی ہو گئے اور توحید کی آڑ میں وہابیوں کے علاوہ سب مسلمانوں کو مشرک بدعتی کہہ کر ان سے جنگ لڑنے اور ان کے قتل کے لئے آمادہ ہو گئے شیخ محمد بن عبدالوہاب قبیلہ بن تمیم سے ۱۱۱۱ھ میں بمقام تمیمہ ملک نجد میں پیدا ہوا (جسے آجکل الریاض کہا جاتا ہے) اس کی وفات ۱۲۰۶ھ میں بتائی جاتی ہے۔

فتوحات اسلامی مصنف سید دحلان مفتی مکہ معظمہ ج ۲ ص ۲۰۶ سطر ۲۳ مطبوعہ ہرات۔

دیوبندی مذہب ص ۱۲۸، ۱۲۹ مطبوعہ لاہور از محمد عاصم سفر نامہ ارض القرآن ص ۱۱۳

یہ ہے ان دیوبندیوں وہابیوں کا پیشوا جس نے تمام مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہہ کر انکا قتل کرنا حلال کہا اور اس بد بخت کی پھیلائی ہوئی شرارتوں کو آج تک دیوبندیوں وہابیوں نے اپنایا ہوا ہے۔ اور مسلمانوں کو مشرک سمجھ کر دہشت گردی کی بھیٹ چڑھا رہے ہیں اب ان نجدی ملاؤں کا دہرا معیار بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سوال:- محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کی آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے۔

جواب:- ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب مختار نے فرمایا ہے اور خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام علی (رضی اللہ عنہ) کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔۔۔۔۔ ان کا حکم باغیوں کا ہے۔۔۔۔۔

اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبد الوہاب نجدی کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر مغلب ہوئے اور اپنے آپ کو حبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں اور اسی بنا پر انہوں نے اہلسنت اور علمائے اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔

المہند ص ۱۹ مطبوعہ دیوبند۔

نمبر ۴۔ دیوبندی حضرات کا تازہ رسالہ چراغ سنت میں لکھا ہے اس قسم کے وہابی لوگ ہمارے نزدیک خارجیوں کی قسم سے ہیں۔

چراغ سنت قصوری ص ۱۳۳۔

نمبر ۳

اس نجدی کے عقائد پر کلام کرتے ہوئے مولوی حسین احمد دیوبندی لکھتے ہیں۔ زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم و حضوری آستانہ شریف و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے اس طرف اس نیت سے سفر کرنا ممنوع جانتا ہے۔

شہاب ثاقب ص ۳۶ مطبوعہ میر محمد کراچی

نمبر ۴۔ نیز لکھتے ہیں شان نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مستقل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں۔۔۔۔۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد) کہ



ہمارے ہاتھ کی لائٹی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے تو کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے (معاذ اللہ)

یہ عقائد شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے اور ان کے پیروکار وہابیوں کے ہیں۔  
شہاب ثاقب ص ۵۶، ۵۷ از مولوی حسن احمد دیوبندی مطبوعہ قاسمی دیوبندی دس ۴۷ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی

میں نے اپنے قاری حضرات کو بتانے کیلئے مختصر تعارف وہابی دیوبندی مذہب اور ان کے کفریہ عقائد کو واضح کر چکا کہ یہ ایسے دو غلے ملاں ہیں خود لکھتے ہیں کہ وہابی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں اور خود بھی انہی گستاخوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں یوں دین میں بھی فساد تلاش کرتے ہیں یہ فتنہ گر تو بہانے تلاش کرتے ہیں۔

یہ بھی پڑھئے جو شخص آپ کا ادب کرے وہ پکا بے ایمان اور جو شخص آپ کی بے عزتی کرے وہ پکا مومن مسلمان ہے۔ چنانچہ تھانوی لکھتے ہیں۔

نمبر ۱۔ بدعتی کے معنی ہیں با ادب بے ایمان اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان۔  
افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۴۷ ملفوظ نمبر ۵۵ مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان

نمبر ۲۔ وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان اور بدعتی کے معنی ہیں با ادب بے ایمان افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۷۰ از تھانوی دیوبندی

دیوبندی مذہب اور تھانوی اصول سے یہ نتائج نکلتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ادب کرنیوالا شخص بے ایمان ہے کیونکہ تھانوی نے با ادب کو بے ایمان قرار

دیا ۲۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بے ادبی کرے وہ پکا مومن ہے کیونکہ

تھانوی نے بے ادب کو با ایمان کہا

۳۔ جو شخص سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صفت و ثنا کر رہا ہے اور ادب کی تلقین کرتا ہو سمجھ لو کہ وہ بدعتی ہے کیونکہ تھانوی کے نزدیک آپ کا ادب بدعتی ہی کرتے ہیں اور یہی ان کے بدعتی ہونے کا سبب ہے۔

۴۔ جو شخص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گالیاں دے رہا ہو اور گستاخ ہو اور بدگوئی اور سب شتم کرے اور بے ادبی کی تلقین کر رہا ہو سمجھ لو کہ وہ وہابی دیوبندی ہے کیونکہ تھانوی کے فیصلہ سے آپ کی توہین وہابی ہی کرتے ہیں۔ اب غور کریں یہ کتنے خطرناک قسم کے لوگ ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گستاخی و بے ادبی کرنے کو ایمان سمجھا ہوا ہے۔ آئیے قرآن پر نظر ڈالیں ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن وحدیث ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ

ترجمہ تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں سے ہے

پ ۶ المائدہ آیت ۱۵

وَإِمَّا يُنَسِّبَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

ترجمہ: اور جب کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو

پ ۷ الانعام آیت ۶۸

اس آیت کے حکم میں ہر کافر و مبتدع اور فاسق داخل ہیں ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں

تفسیر احمدیہ تحت آیہ مطبوعہ انڈیا ص ۳۸۸

بد مذہبوں، کافروں، منافقوں سے میل جول محبت و مورت نہ کرنے کے متعلق بہت سی آیات ہیں۔ ملاحظہ ہو پارہ ۱۲ ع ۱۰ سورہ ہود آیت ۱۱۳، و آیت ۱۱۸ پ ۴ ع ۳۳ ال عمران وغیرہ

حدیث نمبر ۱۔ صحیح مسلم شریف میں ہے ج ۱ ص ۱۰ مطبوعہ کراچی ترجمہ ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

ابن حبان و طبرانی کی حدیث میں ہے ترجمہ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے پاس نہ بیٹھو ان سے رشتہ نہ کرو وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاو مر جائیں تو جنازہ پر نہ جاو نہ ان کی نماز پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

ان وہابیوں کے بارے میں علمائے حریم شریفین نے فرمایا وہابیہ ضروریات دین کے منکر اللہ اور رسول کی جناب میں توہین کرنے والے ہیں اور قطعاً کافر ہیں۔ من شک فی کفرہ وعذابہ نقد کفر۔ جس نے ان کے کفر و عذاب میں شک بھی کیا وہ بھی کافر ہے۔  
حسام الحرمین علی منکر الکفر والبین ص ۱۳ مکتبہ نبویہ لاہور۔

## ادب کیا صحابہ نے!!

ان وہابیوں کے عقائد پڑھ لینے کے بعد ان کے بے ادب اور گستاخ ہونا واضح ہوا اور اب صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف نظر کیجئے وہ کتنا ادب کرتے تھے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم وضو فرماتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پانی نیچے نہ گرنے دیتے تھوک مبارک پھینکتے تو وہ بھی کسی نہ کسی کے مبارک ہاتھ پر گرنا تاک مبارک صاف کرتے تو وہ بھی زمیں پر نہ جانے دیتے۔

بخاری شریف ج ۱ ص ۱۳۳۲ ابواب سترۃ المصلی مطبوعہ المکتبۃ العربیہ اقبال ٹاؤن لاہور۔  
بخاری شریف ج ۱ ص ۲۱۲ مطبوعہ لاہور کتاب الوضو باب استعمال فضل وضوء الناس الریح الختم  
ص ۶۱۳ مطبوعہ سلفیہ لاہور از صفی الرحمن دہلوی

مزید برآں

عین نماز کی حالت میں ادب کیا امام نے مصلیٰ امامت کو آپ کے لئے خالی کر دیا اور امامت ترک کر کے آپ کا مقتدی بننا لازم سمجھا اور مقتدی صحابہ نے تالیاں بجا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ کی تشریف آوری سے باخبر کیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو نماز تہجد میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی دائیں جانب برابر کھڑا کیا اس کے باوجود ازراہ ادب پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز تہجد میں شامل ہوئے اور آپ کی قرأت کی طوالت کی وجہ سے تھک کر چور ہو گئے لیکن ازراہ ادب نہ بیٹھے حالانکہ نوافل بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھنے جائز ہیں۔ مولائے مرتضیٰ سید الاولیاء رضی اللہ عنہ نے اپنی عصر کی نماز اپنی جان بھی آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نیند پر قربان کر دی۔ اگر ادب کرنے والے بدعتی ہیں تو پھر یہ تمام صحابہ بدعتی کہلائیں گے (معاذ اللہ) ماننا پڑے گا ادب ہی میں سب کچھ ہے امام اہلسنت فرماتے ہیں

مواعلیٰ نے واری تیری نیند پر نماز اور وہ بھی اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جان ان کو دے چکے اور حفظ جان تو جان فروغ غری ہے



ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی      پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشری ہے  
 میں ان وہابیوں سے سوال کرتا ہوں جو ہمیں بدعتی مشرک کہتے نہیں تھکتے۔ کیا اللہ  
 تعالیٰ نے اپنی توحید کو ختم کر دیا اور مشرک و بدعت کرنے کا حکم شروع کر دیا کیا  
 معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو توحید کی سمجھ بوجھ نہ تھی اور صحابہ کرام کو اصلی  
 توحید کا درس نہ دے سکے العیاذ باللہ یا صحابہ کرام عقل و فہم اور حکمت و دانش سے  
 خالی تھے اس لئے وہ آپ کے دیئے ہوئے اسباق کو یاد نہ رکھ سکے نعوذ باللہ لیکن  
 ان وہابیوں نے یاد رکھا یا خداوند تعالیٰ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم صحابہ کرام کی اس  
 نوعیت کی تعظیم و تکریم اور ادب و احترام کو دیکھ نہ رہا تھا۔ اس لئے ان کو ایسے اعمال  
 و افعال سے روک نہیں سکے العیاذ باللہ۔ اب

## دوسرا رخ

اس طرف چلتے ہیں کہ وہابیہ خبیثہ کی ایک طرف اتنی خرافات گستاخانہ  
 دوسری طرف ان دیوبندیوں کا ان کے متعلق اقرار و اصرار ملاحظہ فرمائیں۔  
 نمبر ۱۔ دیوبندی حضرات کے ایک بہت بڑے عالم اور سرخیل اعظم جناب رشید  
 احمد گنگوہی دیوبندیوں وہابیوں کا مذہباً و اعتقاداً ایک ہونا لکھتے ہیں۔ عقائد میں  
 سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۶۶ مطبوعہ کراچی ص ۶۲

نمبر ۲۔ تمام دیوبندیوں کا فیصلہ اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے تو اس کا  
 مطلب یہ نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے

المہند ص ۹ مصنفہ و مصدقہ تمام مولویان فرقہ دیوبند۔

نوٹ: یہ کتاب المہند ہندوستان کے تمام دیوبندیوں اور دیوبند مذہب کے تمام

ذمہ دار اماموں نے متفقہ طور پر تصنیف و تصدیق کر کے شائع کی ہے اس کتاب پر تمام دیوبندیوں کے دستخط موجود ہیں اور یہ ان کی مایہ ناز کتاب ہے اس میں دیوبندیوں کا یہ کہنا سنی حنفی وہی ہو سکتا ہے جو وہابی ہو تو دیوبندیوں کا وہابی ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا اب میں لگے ہاتھوں یہ بھی بتاؤں کہ یہ سنی بنتے ہیں وہ بھی ایسے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کافر کہنے والا سنی رہتا ہے۔

نمبر ۳۔ وہ اپنے اس کبیرہ گناہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۱۴۱ از مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی اس فتویٰ سے واضح ہوا کہ یہ بھی صحابہ کے گستاخ ہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جیسے شیعہ صحابہ کے گستاخ ہیں اسی طرح یہ دیوبندی بھی صحابہ کے گستاخ ہیں اور یہ سنی بھی صرف نام کے ہیں حقیقت میں اہلسنت و جماعت وہی ہیں جو نہ صحابہ کرام کے گستاخ نہ انبیاء و اولیاء کے گستاخ اور صحیح قرآن و حدیث پر چلنے والے ہیں اور جنت والے بھی اور یہ دو غلے نہ سنی نہ ان کا قرآن و حدیث سے تعلق یہ وہابی خارجی پڑھے

نمبر ۴۔ وہابی ہونا دیوبندی کیلئے بہت بڑی نعمت ہے چاہے فاسق یا کہ بے غیرت کہیں یا وہابی اور بے ملت کہیں اپنے حق میں صیقل زر نگار ہے

تقویۃ الایمان مع تذکیرہ الاخوان ص ۲۸۷ مطبوعہ میر محمد کراچی

وہابی متبع سنت ہونے کی نشانی ہے

نمبر ۵۔ سوال: وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول اور عقائد ان کے مذہب والوں کے مطابق اہلسنت و جماعت ہیں یا مخالف

جواب:- اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۲۴ مطبوعہ کراچی

نمبر ۶:- وہابی شیخ محمد بن عبدالوہاب کے متبعین کا لقب ہے اس لقب کے یہ معنی ہے کہ جو شخص مسلک میں ابن عبدالوہاب کا تابع یا موافق ہو

مولانا تھانوی دیوبندی کا امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۳۳

یہ رزن راہبر بن کر نکل آئے ہیں میدان میں کریں کس طرح ہم اپنی حفاظت ان سے  
نمبر ۷:- محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔

نمبر ۸- س:- وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ کیا تھا؟

جواب:- محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے

فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۶۶ مطبوعہ کراچی

نمبر ۹- نجدیوں کے عقائد اچھے ہیں۔ نجدی عقائد کے معاملہ میں تو اچھے ہیں۔

افاضات الیومیہ ص ۶۳ و ۷۷ از تھانوی دیوبندی

غور فرمائیں ان تمام حوالہ جات سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دیوبندی وہابی ہیں غیر مقلد اہلحدیث کہلانے والے بھی وہابی ہیں بس ان دونوں کا امام ابن عبدالوہاب نجدی اور اسمعیل دہلوی ان کے روحانی باپ ہیں۔ ان کے عقائد کفریہ تعارف میں واضح ہو چکا ہے لہذا ان دیوبندیوں وہابیوں کا گستاخ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہونا واضح اور روشن ہے ان کے کفر میں شک کرنیوالا بھی کافر ہے جیسا کہ علماء حرمین شریفین کے فتویٰ جات کے حوالے لکھ چکا ہوں۔ اے مسلمانو! ہلسنت وجماعت والو غور کرو۔ کیا یہ امام بنانے کے قابل ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا الٹا برباد کرنے کے مترادف ہے اب بھی اگر کسی

مسلمان کو شک رہے تو پھر اللہ اسے ہدایت عطا فرمائے۔ اتنے واضح دلائل براہین ہونے کے باوجود دیوبندی اپنے آپ کو اہلسنت ظاہر کرنے کی کوشش کریں تو یہ ان کی منافقت اور دوغلاپن ہے لیکن یہ بات ضرور ہے اگر یہ سنی بننے کی کوشش کریں، تو ان کے بڑے جو پادری ضرور ان کے منہ پر تھپڑ رسید کرینگے کہ ہمیں وہابی ہونے پر فخر ہے اور وہابیت کو ہم نے پھیلایا لیکن تم پیچھے نا اہل پیدا ہو گئے ہماری محنتوں پر پانی پھیر رہے ہو۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

دھرامکان بنایا ہے یار نے آیا کوئی ادھرے تو ادھر نکل گئے

**وہابی مذہب کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان پر دیوبندیوں کا مکمل ایمان**

نمبر ۱۰۔ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور وہ رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں اور اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹۴، ۱۹۵

**نمبر ۱۱۔ دیوبندیوں کا نجات دہندہ مولوی رشید ہے**

سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔

(تذکرہ الرشید ج ۴ ص ۷ مطبوعہ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور)

بالکل مرزا قادیانی بھی اسی طرح کہتا تھا یہ مرزا کی حمایت میں لکھتے پھرتے ہیں۔



غور کر مسلمان کہ یہ اپنے مولویوں کو کس درجہ پر پہنچا رہے ہیں نبی کے متعلق کہتے ہیں وہ ہدایت نہیں دے سکتے دیکھیں۔

تقویۃ الایمان ص ۳۷ مطبوعہ کراچی

اللہ ہی ہدایت رہتا ہے لیکن اپنے مولوی کو وَمَا يُنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ یُّوحٰی کے درجہ کا مصداق بنا دیا گیا کہ ہدایت و نجات گنگوہی کی اتباع پر موقوف قرار دے دی گئی تو ان دیوبندی ملاؤں کی شریعت ہی نئی اور علیحدہ ہے اس سے صاف یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا مذہب ہی نیا ہے جو کہ انگریز سرکار اور ہندو شیعہ کے باہمی اختلاط سے ظہور پذیر ہوا ہے۔

چنانچہ پڑھیے:

### نمبر ۱۲۔ دیوبندی خدا

مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی مولوی رشید گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں خدا ان کا مربی ہے وہ مربی تھے خلائق کے مرے مولا میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جگہ ہوا اگر لہر شیعہ ص ۱۱۰ از محمود الحسن دیوبندی مطبوعہ دیوبند

### وہابیوں دیوبندیوں کا خانہ کعبہ گنگوہی ہے

نمبر ۱۳

پھرتے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہی کا راستہ مرثیہ محمود الحسن ص ۱۰ مطبوعہ دیوبند

ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی و ایمانی مرثیہ ص ۱۲

شباباش اے دیوبندیو وہابیو کیا تمہارے پیشواؤں نے گند لکھا اپنی کتابوں میں کیا

اس طرح کے عقائد رکھنے والے اور لکھنے والے مومن مسلمان کھلانے کے حقدار ہیں ہرگز نہیں یہ چند گستاخانہ تحریرات نقل کیسے اختصار سے ورنہ پورا دیوبند کا گند گندی نالی کی طرح گند سے بھرا پڑا ہے۔

ہم اسی لئے تو کہتے ہیں کہ نبیوں کی شان کی باری آئے تو کہتے ہیں تم ان کو خدا سے ملاتے ہو ان کی شان میں زبان سنبھال کر بولو بلکہ اس میں بھی اختصار کرو۔

۱۴۔ اور نبی ولی کی تعریف بشر کی سی کرو بلکہ اس سے بھی کم

تقویۃ الایمان ص ۵۹ مطبوعہ کراچی از اسمعیل دہلوی۔

لیکن جب اپنے مولویوں کی شان بیان کرتے ہیں تو پھر تمام کے تمام اصول بھول جاتے ہیں اس لئے ہم کہتے ہیں انہوں نے کلمہ مولوی رسول اللہ پڑھا ہوا ہے ورنہ ادھر منہ سنبھال کر نہ کہتے اور ادھر منہ کھول کر نہ بولتے۔

تیرے فتووں سے روچیں کانپ جاتی ہیں حقائق کی عجب اے واعظ کفر نما اسلام ہے تیرا لبالب ہے تمہارے ذہن کا کاسۂ عداوت مصطفیٰ سے مگر خالی محبت سے سراسر جام تیرا

نمبر ۱۵۔ دیوبندیت کا مدینہ تھانہ بھون ہے؟

تھانوی صاحب لکھتے ہیں جیسا کہ مدینہ شریف میں رہ کر میل پکیل والا نہیں رہ سکتا اللہ کا شکر ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا ویسا یہاں (تھانہ بھون) میں بھی نہیں رہ سکتا۔

افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۵۷ ملفوظ ۳۳۸ طبع ملتان

بتانا مقصود یہ تھا کہ ان لوگوں کا اہلسنت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں نہ ان کا خدا

رسول پر ایمان ان کا سب کچھ اپنا علیحدہ گھڑا ہوا دین ہے جس کی ابتدا ابن عبد الوہاب، دہلوی و گنگوہی و تھانوی نے رکھی دیوبندی وہابی ان کے پیروکار ہیں اب میں آخر میں ان کے متعلق اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ لکھ کر آگے چلتا ہوں۔

حدیث نمبر ۱۔ بخاری شریف میں ایک دیوبندی کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے سن کر بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ممبر کی کروٹ میں کھڑے ہوئے اور ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ فتنہ اس جگہ ہے فتنہ اس جگہ سے جہاں سے دشمن کا سینگ نکلے گا یا شیطان کا سینگ نکلے گا۔

حدیث نمبر ۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور اس وقت آپ کا منہ مشرق کی طرف تھا آپ نے فرمایا ہوشیار ہو جاؤ یہ جگہ فتنہ ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

حدیث نمبر ۳۔ الہم بارک لنا فی شامنا الہم بارک لنا فی یمنا قالو یا رسول اللہ و فی نجدنا قال الہم بارک لنا فی شامنا الہم بارک لنا فی یمنا قالو یا رسول اللہ و فی نجدنا فأظنہ قال فی الثالثة هناك الزلازل و الفتن و بها یطلع قرن الشیطان۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۰ مطبوعہ کراچی)

کتاب الفتن پارہ ۲۹ یہی حدیث ملاحظہ ہوسنن ترمذی شریف کتاب الفتن باب عمل کا مشکل دور

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

اے اللہ ہمارے ملک شام میں اور یمن میں برکت فرما لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ہمارے نجد میں آپ نے فرمایا کہ اے اللہ ملک شام اور یمن میں برکت فرما لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نجد میں (راوی کہتے ہیں) میں گمان کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا وہاں (یعنی) نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع کریگا۔

بخاری شریف مترجم ج ۴ ص ۷۶ عبد الدائم جلالی بخاری دیوبندی مطبوعہ اقبال ٹاؤن لاہور

اس حدیث کی شرح میں سید احمد بن زینی وحلان مکی شافعی نے فرمایا یہ حدیث ابن عبد الوہاب کی مذمت بیان کرتی ہے تفصیل کے لئے دیکھیں خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام ص ۳۳۵-۳۳۴ مزید تاریخ نجد و حجاز ص ۱۲۸ مطبوعہ لاہور یہی حدیث ملاحظہ ہو سنن ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل الشام و الیمن

قارئین غور فرمائیں اللہ رب العزت کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صدیوں بعد میں ہونے والے فتنہ کے متعلق خبر دیتے ہوئے تمام غیب کھول دیئے نجد سے اور بھی کئی فتنے پیدا ہوئے لیکن جو سب سے بڑا فتنہ شیطان کا سینگ نکلنے والا اتنا خطرناک تھا جس نے آج تک امت مسلمہ میں لڑائی فساد ڈالا ہوا ہے جیسا کہ تعارف میں گزرا اس نجد سے شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی نکلا اور امت مسلمہ کو اس نے مشرک قرار دیا عقائد دیوبندی وہابی حضرات کے گزر چکے اور اس نجدی کی مذمت بھی۔ دیوبندی وہابی حضرات کی کتب اور سرکردہ مولویوں کے قلم سے واضح کر چکا ہوں اسی لئے یہ کمبخت وہابی حضور کا علم غیب نہیں مانتے کہ آپ



نے ہمارے قومی مقتداء و پیشوا اور روحانی باپ کی مذمت کی اور کھول کر بیان کر دیا انکو غصہ ہونے کی وجہ سے بھی غیب کے قائل نہیں آپ نے یہ بھی فرمایا دیا وہ شرک شرک کی رٹ لگا کر میرے غلاموں کو مشرک کہے گا لیکن مشرک بدعتی وہ ٹولا خود ہوگا۔

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ آپ نے مدینہ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس طرف فتنہ ہے شیطان کے دو سینگ نکلیں گے  
صحیح مسلم شریف ج ۱ رقم الحدیث ۸۹ کتاب الایمان

علامہ ابی لکھتے ہیں مشرق سے مراد مدینہ کا مشرق ہے اور وہ نجد ہے اسی طرح تبوک کے مشرق میں بھی نجد ہی ہے نیز اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے یمن اور شام میں برکت دے صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ہمارے نجد میں۔ تیسری بار آپ نے فرمایا وہاں زلزلے اور طاعون ہوگا اور شیطان کا سینگ وہیں سے نکلے گا۔ اور حدیث میں ہے اے اللہ مضر کو سختی سے کچل دے اور مضر بھی نجد میں ہے

اکمال اکمال المعلم ج ۱ ص ۵۹ طبع العلمیہ بیروت  
نیز یہی علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وستانی مالکی لکھتے ہیں صوبہ نجد میں ایک مقام ہے عینہ اسی جگہ مسلمہ کذاب پیدا ہوا اور اسی جگہ محمد بن عبد الوہاب نجدی پیدا ہوا اور اس کی وجہ سے لوگوں کے عقائد متزلزل ہوئے۔ اور بہت فتنے ظاہر ہوئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں شیطان کے دو سینگوں کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد یہی دو شخص ہوں

اکمال اکمال المعلم ج ۱ ص ۴۰ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت

## ❖ اہلسنت و جماعت کی پہچان ❖

الحمد للہ ہم اہلسنت و جماعت ہیں۔ بریلوی ہماری نسبت ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس لئے یہ خاص ان سے محبت و عقیدت رکھنے کی وجہ سے بریلوی ہمارا لقب بھی ہو سکتا ہے۔ مسلک ہمارا اہلسنت و جماعت۔ مذہب ہمارا اسلام ہے اور یہی مذہب و مسلک اہلسنت و جماعت ہی قرآن و حدیث والا ہے صحابہ کرام اور اہلبیت والا تابعین اور تابع تابعین والا اور اکابرین والا یہی سچا اور سچا ناجی نجات پانے والا جنتی مسلک ہے۔ جس پر ہم کاربند ہیں اس کی سچائی کی گواہی قرآن و حدیث میں واضح طور پر موجود ہیں۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جنتی جماعت اہلسنت و جماعت ہے اس کے ساتھ ساتھ نبیوں کے تاجور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قیامت تک کے حالات و واقعات کو بیان کیا ہر آنے والے فتنے سے آگاہ کیا ہر ایک جھوٹے فرقے کی نشاندہی فرمائی حتیٰ کہ بیان فرمایا یہود و نصاریٰ کے ۷۲ بہتر فرقے تھے اور میری امت کے بہتر فرقے بنیں گے۔

بنی اسرائیل کے ۷۲ فرقوں میں سے ایک جنت میں باقی سب جہنم میں جائیں گے اور اسی طرح میری امت کے تمام فرقے جہنم میں جائیں گے ایک جنت میں جائے گا۔ صحابہ نے عرض کی جنتی جماعت کون سی ہوگی فرمایا وہ جماعت ہے بعض میں فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں یہ جنتی اور یہ بھی فرمایا کہ اس کا نام اہلسنت و جماعت ہے اب ہم قرآن و حدیث کے دلائل نقل کرتے ہیں تاکہ حق واضح ہو

رہزنوں کا ہوا گرم بازار ہے      رہنماؤں سے اب قوم بیزار ہے  
غیرت دین و ایمان کا بیو پار ہے      آج سچا مسلمان خطرے میں ہے

آیت نمبر ۱- وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا

ترجمہ:- اور ان جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ گئے اور ان میں پھوٹ پڑ گئی

پ ۳۴ س ال عمران آیت ۱۰۵

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں

اس آیہ کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ابن کثیر نے حدیث کی رو سے لکھا  
حضرت ابو عامر عبد اللہ بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ  
کے ساتھ حج کرنے کے لئے آئے۔ آپ ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے  
ہوئے اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اہل کتاب اپنے  
دین میں اختلاف پیدا کر کے بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ اس امت کے تہتر  
فرقے ہونگے اور ایک کے سوا تمام جہنمی ہونگے اور وہ فرقہ ناجی۔ اہل السنۃ و  
الجماعۃ ہے یعنی اہلسنت و جماعت ہے۔ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۶۱ طبع ضیاء  
المصنفین۔ ضیاء القرآن

ابن کثیر عربی ج ۱ ص ۵۸۴

آیت نمبر ۲- يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ

ترجمہ: جس دن کچھ چہرے سفید ہوں اور کچھ سیاہ ہونگے

پ ۳۴ س ال عمران آیت ۱۰۶

تفسیر: اس آیہ کریمہ کے تحت قاضی محمد ثناء اللہ مجددی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حدیث نمبر ۲: حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم  
اجمعین روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی فرمایا

اہلسنت کے چہرے روشن ہونگے اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہونگے۔

تفسیر مظہری ج ۲ ص ۳۳۳ مترجم عبدالرئیم جلالی دیوبندی طبع دارالشاعت کراچی  
حدیث نمبر ۳:- ویلمی نے مسند فردوس میں سند ضعیف کے ساتھ حضرت عبداللہ  
بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے  
اہلسنت کے چہرے روشن اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہونگے۔

زیر آیت یہ روایت مندرجہ ذیل کتب میں بھی ہے مظہری عربی ج ۶ ص ۱۱۴- تفسیر  
الدر المنثور سیوطی جز دوم ص ۱۱۲ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۱۶۷-  
تفسیر فتح القدیر ج ۱ ص ۳۷۱ و خازن ج ۱ ص ۳۶۹

آیت نمبر ۳- وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ

پ ۱۴ النحل آیت ۹

ترجمہ: سچ کی راہ ٹھیک اللہ تک ہے۔

تفسیر: علامہ اسمعیل حق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ہودین الاسلام و هو طریقۃ اہلسنت و جماعہ بے شک دین اسلام ہی سیدھا راستہ اور وہ  
راستہ اہلسنت و جماعت کا ہے

روح البیان ج ۵ ص ۱۳ طبع مصر پ ۴ ص ۲۶ طبع بہاولپور

مترجم پ ۱۴ ص ۶۳ طبع بہاولپور

اختصار اچند روایات اور ان کی تفاسیر مستند کتب سے پیش کیں واضح ہوا کہ اہلسنت



و جماعت حق والی جماعت ہے اور یہی جتنی باقی سب جہنمی ہیں اسی ضمن میں تین احادیث بھی بیان ہوئیں جن میں صحابہ کرام کی زبان اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان سے مسلک حق اہلسنت و جماعت کی حقانیت ثابت ہوگی۔

حدیث نمبر ۴ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا۔ قیامت تک میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ سب لوگوں پر غالب رہے گا۔ (یہی گروہ حق والا جنتی ہے)

بخاری شریف ج ۴ کتاب التوحید ص ۹۶۲ و مترجم عبدالرئیم دیوبندی طبع لاہور

جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۶ ابوالفتن ص ۵۹ مترجم طبع لاہور

ابن ماجہ ج ۲ ص ۷۳ کتاب الفتن مترجم

حدیث نمبر ۵: سنن ابودود میں امام سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حضرت ابوما لک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین آفتوں سے بچالیا۔ ایک یہ کہ تمہارا نبی تمہارے لئے بددعا نہ کرے کہ تم سارے ہلاک ہو جاؤ۔ دوسرے یہ کہ اہل باطل حق پر غالب نہ ہوں تیسرا یہ کہ تم گمراہی پر متفق نہیں ہو گے۔

سنن ابودود ج ۳ ص ۲۹۳ مترجم ابوالفتن

ان تمام احادیث پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ ایک جماعت یا گروہ ہمیشہ حق پر رہیگا یعنی پوری دنیا گمراہ نہیں ہوگی بلکہ اکثر حق پر رہیں گے جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث میں آیا کہ گمراہی پر سب متفق نہیں ہوں گے۔

## میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی

حدیث نمبر ۶ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری امت پر وہ کچھ ضرور آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر ہوتی ہے۔ یہاں تک اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں کے پاس اعلانیہ آیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسے ہوں گے جو یہ حرکت کریں گے۔ بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے۔ ایک کے سوا سب جہنمی ہوں گے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہ نجات پانے والے کون ہیں آپ نے فرمایا جو میرے صحابہ کرام کے راستے پر ہوں گے (یعنی اہلسنت و جماعت)۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

سنن ترمذی کتاب الایمان مترجم ج ۲ ص ۲۲۶ طبع فرید بک لاہور

فتاویٰ الہدایت ج ۳ ص ۷۳ طبع سٹیلٹ ٹاؤن سرگودھا

سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۴۸ کتاب الفتن میں یہ اضافہ بھی ہے کہ وہ جماعت سے وابستہ رہنے والے ہیں باقی حدیث وہی ہے راوی اور ہیں

مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان سنت کو مضبوطی سے تھامنے کا باب الفصل ثانی

تفسیر روح البیان پ ۳۴ ال عمران ۲۶ مترجم طبع بہاولپور

شرح حدیث: شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

اور بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں اور مذہبوں میں بٹ گئے تھے۔ اور میری امت بہتر فرقوں اور مذاہب میں بٹ جائے گی۔ یعنی جو ایمان کے مدعی اور اہل قبلہ ہیں اصول عقائد میں ۷۳ بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ کھم فی النار یہ

سب سوء عقیدہ کے باعث دوزخ میں جائیں گے۔ تاہم بد عملی کی بنا پر فرقہ ناجیہ اہلسنت میں سے بھی کچھ لوگ کچھ وقت کے لئے ممکن ہے دوزخ میں ڈالے جائیں۔

اشعة الممعات ج ۱ ص ۴۶۷ مترجم طبع فرید بک لاہور

### حدیث نمبر ۷:

امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ والہ وسلم نے میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی جب تم اختلاف دیکھو تو  
بالسواد الاعظم بڑی جماعت کو لازم پکڑ لو

سنن ابن ماجہ ج ۲ مترجم کتاب الفتن باب السواد اعظم ص ۴۷۲ طبع لاہور

مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل ولثانی

**شرح حدیث:** حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رکھتے ہیں  
آپ نے فرمایا بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ سواد یعنی سیاہی اور بمعنی جمہور لوگوں  
کی کثیر جماعت۔ چنانچہ سیاہی لشکر سے اس کی کثرت اور زیادتی مراد ہوتی ہے۔  
اس ارشاد سے درحقیقت اس مذہب کی اتباع کی ترغیب مقصود ہے جسے علماء  
امت کی اکثریت نے اختیار کیا ہے۔

اشعة الممعات ج ۱ ص ۱۴۲ فارسی مترجم ج ۱ ص ۴۶۹ طبع لاہور

مزید برآں اس حدیث میں حکم ہے کہ سواد اعظم کو لازم پکڑو چھوڑو گے تو گمراہ  
ہو جاؤ گے۔

نیز لکھتے ہیں فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت ہے

سوال :- اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ کیسے پتہ چلتا ہے کہ فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت ہے اور یہ سیدھا راستہ اور خداوند تعالیٰ کا راستہ ہے اسکے علاوہ باقی سب دوزخ کے راستے ہیں حالانکہ ہر فرقہ کا دعویٰ ہے کہ وہ راہ راست پر ہے اور اس کا مذہب حق ہے

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسی چیز نہیں ہے جو صرف دعویٰ سے ثابت ہو جائے بلکہ اس کے لئے دلائل و براہین کی ضرورت ہے اور اہل سنت و جماعت کی حقانیت کی دلیل و برہان یہ ہے کہ یہ دین نقل سے بھی تعلق رکھتا ہے اور صرف عقل کافی نہیں اور متواتر اخبار سے معلوم اور احادیث اور آثار کی تلاش و تتبع سے متعین ہو چکا ہے کہ سلف صالح یعنی صحابہ کرام - تابعین عظام اور ان کے بعد کے لوگ سب اسی عقیدہ اور اسی طریقہ پر تھے اور مذاہب و اقوال میں بدعات و خواہشات صدر اول کے بعد پیدا ہوئیں - صحابہ کرام اور اسلاف متقدمین سے کوئی ان بدعات و خواہشات کا قائل نہ تھا - بلکہ وہ حضرات ان سے پاک اور بری تھے اور جو لوگ ان بدعات و خواہشات کے قائل ہوئے اہلسنت و جماعت نے ان سے قطع تعلق اختیار کر لی اور ان کے خیالات و عقائد کا رد فرمایا - احادیث کی چھ کتب (صحاح ستہ) اور دوسری مشہور و معتمد کتابیں کہ احکام اسلامی کا مدار و منبع ان پر ہے - ان کے منبع مؤلفین اور مذاہب اربعہ کے آئمہ فقہاء وغیرہم جو ان آئمہ کے طبقہ میں تھے - سب اسی مذہب اہلسنت و جماعت پر تھے - اور اشاعرہ و ماترید یہ جو اصول کلام کے آئمہ گزرے ہیں سب نے سلف کے مذہب کی ہی تائید کی ہے اور دلائل عقلیہ کے ساتھ اسی مذہب کا اثبات فرمایا ہے اور جو کچھ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجماع امت میں آچکا ہے - ان حضرات نے



اسی کی تاکید کی ہے۔ اس بنا پر ان کا نام اہلسنت و جماعت پڑ گیا ہے۔ اگرچہ یہ نام بعد میں پڑا لیکن ان کا مذہب و اعتقاد قدیم ہے۔ ان کا طریقہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع سلف کے آثار کی اقتداء اور اپنے عقول، آراء اور خواہشات پر اعتماد نہ کرنا اور نصوص کو ان کے ظاہر معنی پر رکھنا ہے مگر بوقت اختلاف دوسرے فرقوں مثل معتزلہ و شیعہ کے اور ان لوگوں کے جو ان کے اعتقادات کے موافق ہیں کہ انہوں نے فلسفہ سے سہارا لیا اور ان کے اوہام و آراء کو اختیار کیا ہے۔ اسی طرح متقدمین و محققین مشائخ صوفیہ جو طریقت کے استاد، زاہد و عابد و متورع اور متقی اور جناب حق تعالیٰ کی جانب متوجہ رہتے ہیں اور اپنے نفس کی طرف نیکی کی طاقت اور برائی سے بچنے کی قوت کی نسبت کرنے بری اور پاک تھے۔ یہ سب حضرات بھی اسی مذہب اہل سنت و جماعت پر ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ان مشائخ کی معتبر کتابوں سے واضح ہے اور صوفیا کرام کی نہایت ہی قابل اعتماد کتاب تصوف ہے۔ جس کے بارے میں سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اگر تصوف کتاب نہ ہوتی تو ہم لوگ مسائل تصوف سے ناواقف رہ جاتے صوفیہ کے عقائد جن پر ان کا اجماع ہے اس میں بیان کئے ہیں وہ سب بلا کسی کمی و بیشی کے اہلسنت و جماعت کے عقائد ہیں جو ہم نے دعویٰ کیا کہ فرقہ ناجیہ صرف اہلسنت و جماعت ہے تو اس کی صداقت اس سے بھی ظاہر و واضح ہے کہ حدیث، کلام فقہ تصوف سیرت تاریخ کی معتبر کتابیں جو مشرق و مغرب میں مذکور و مشہور ہیں سب جمع کی جائیں اور مخالفین بھی اپنی کتابیں لائیں تو حقیقت حال بالکل ظاہر ہو جائے گی۔ مختصر یہ کہ دین اسلام میں سواد اعظم اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے

اشعة الممعات باب الاعتصام ج ۱ ص ۵۰ فارسی

مترجم ج ۱ ص ۴۶۲، ۴۶۱ طبع لاہور

اس طرح آج بھی اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو پوری دنیا میں اکثریت اہلسنت و جماعت کی نظر آتی ہے الحمد للہ عزوجل

**حدیث نمبر ۸:** مشہور محدث فقیہ، زاہد حضرت علامہ ابوللیث نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب میں لکھا جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایک جنتی باقی سب جہنمی ہیں تو صحابہ کرام نے عرض کیا جنتی کون ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔

اهل السنة والجماعة۔

تنبیہ الغافلین ص ۲۰۱ مترجم ص ۳۰۵، ۳۰۳ ج ۲ طبع کراچی

سند حدیث صحیح ہے۔ امام حاکم نے اس حدیث کو مستدرک حاکم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے لکھا۔ ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور شیخین نے اسکی تخریج نہیں کی

المستدرک الحاکم ج ۱ ص ۱۲۸

امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری لکھتے ہیں اسی حدیث کی شرح میں

فلا شک و لا ریب انہم اہل السنة و الجماعة

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۳۸، ۲۰۴ و ۱۲۸ طبع مصر۔

اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ وہ جنتی گروہ اہلسنت و جماعت ہی ہے۔

حدیث نمبر ۹: جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا یا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ والہ وسلم وہ جتنی لوگ کون ہوں گے تو فرمایا انا علیہ و اصحابی -

سنن ابی داؤد کتاب الایمان باب افتراق ہذا الامة

فتاویٰ الہمدیث ج ۱ ص ۳ طبع سرگودھا

شرح حدیث: امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ فرقہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب کی تابعداری کو لازم پکڑا ہے وہ اہلسنت و جماعت ہی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی کوشش کو مشکور فرمائے۔

مکتوبات امام ربانی۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۸۵ ص ۵۷۵ طبع ادارہ اسلامیات لاہور۔

اہل بیت سے اہلسنت کا ثبوت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

**شیعہ حضرات کی مستند کتاب سے اہلسنت کی سچائی کا ثبوت**

اما اهل السنة فالمتمسكون بما سنة الله و رسوله

اہلسنت وہ حضرات ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جاری کئے ہوئے طریقوں پر قائم ہیں۔

احتجاج طبری ص ۹۰ طبع نجف اشرف

مجالس المؤمنین ص ۵۷۲ و جامع الاخبار ص ۷۷

امام حسن و حسین اہلسنت و جماعت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں

تاریخ ابن خلدون ص ۱۰۱ ج ۲ طبع کراچی خطبہ امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا

تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۶۲ طبع بیروت

## علامت اہلسنت و جماعت:

آج کل دیوبندی وہابی حضرات نے بھی اپنے آپ کو اہلسنت کہلوانا اور لکھنا شروع کر دیا ہے کیوں کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت جنتی اور سچی جماعت ہے اور انہوں نے بھی جھوٹا لبادہ اوڑھنا شروع کر دیا ہے لیکن حقیقت پھر حقیقت ہے دو غلاپن چھپ نہیں سکتا لہذا پڑھئے اصلی اہلسنت و جماعت کی علامت تاکہ کوئی دھوکہ نہ دے سکے۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا سچا کون اور اس کی نشانی کیا ہے تو فرمایا۔

علامة اهل السنة كثرة الصلاة على رسول الله صلى الله عليه واله وسلم -  
اہلسنت کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود سلام پڑھتے ہیں۔

القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفع ص ۵۲ طبع مدینہ منورہ از علامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن  
السخاوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ نشانی وہابیوں میں ہر گز نہیں پائی جاتی کیونکہ یہ کثرت کے ساتھ صلوۃ و سلام نہیں پڑھتے بلکہ سلام پڑھنے والوں کو مشرک کہتے ہیں  
اہلسنت و جماعت پر ان نام وہابیوں کا اقرار

مشہور تابعی امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اہلسنت و جماعت کو دیکھ کر ان کی روایت کی ہوئی حدیث لی جاتی ہے اور اہل بدعت کو دیکھ کر ان کی روایت کی ہوئی حدیث ترک کی جاتی ہے۔ اس کلام سے ظاہر ہوا کہ اہلسنت و جماعت کا لقب (نام) اس سے بھی پہلے کا ہے

فتاویٰ الہمدیث۔ از حافظ عبد اللہ روپڑی



ج ۲ ص ۷ طبع از ثنائیہ النبو یہ سرگودھا

فتاویٰ ثنائیہ از ثنائیہ امرتسری ج ۱ ص طبع مکتبہ ثنائیہ النور اکیڈمی سرگودھا

## بدعتی کون؟

آج کل ان دیوبندیوں وہابیوں نے ایک نئے طریقے سے ہمیں بدنام کرنے کی کوشش کر رکھی ہے وہ یہ کہتے ہیں یہ بدعتی ہیں اور ہم اہلسنت ہیں لیکن الحمد للہ عز وجل میں نے اپنے عقائد قرآن و حدیث و صحابہ کرام و علماء محدثین سے ثابت کئے ہیں اور یہی اہلسنت و جماعت کے عقائد ہیں یہ کبھی مسلمانوں کو مشرک اور کبھی بدعتی کی رٹ لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ہم ہرگز بدعتی مشرک نہیں بدعتی کون ہے ان دیوبندیوں وہابیوں کے گھر کی شہادتیں پڑھیں۔

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

اہلسنت و جماعت ایک پرانا اور مشہور مذہب ہے یہ صحابہ کرام کا مذہب تھا جو انہوں نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سیکھا تھا۔

ومن خالف ذلك كان مبتدعاً عند اهل السنة و الجماعة

جو ان کی مخالفت کرے وہ اہلسنت و جماعت کے نزدیک بدعتی ہے

منہاج السنۃ ص ۲۵۶ ج ۱

فقہ کی مشہور کتاب متفقہ امام المعروف فتاویٰ شامی میں ہے۔

اهل البدعة كل من قال قولاً خالف فيه اعتقاد اهل السنة و الجماعة

یعنی جو اہل سنت و جماعت کے اعتقاد کے خلاف بات کرے وہ بدعتی ہے

در المختار ج ۳ ص ۲۵۴

اگر ابھی بھی کسی کو رے دماغ کی تسلی نہ ہو تو حدیث پڑھ لیں شاید ہمیں بدعتی کہنے سے رک جائیں۔

حدیث: ما أحدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة

مشکوٰۃ ص ۳۱ رواہ احمد باب الاعتصام بالکتاب والسنة

جب کوئی قوم بدعت ایجاد کرتی ہے تو اس کی مثل سنت ختم ہو جاتی ہے ثابت ہو با بدعت وہ ہے جس کام کے کرنے سے سنت بدل جائے۔ اگر کسی عمل سے سنت نہیں بدلتی تو وہ عمل بدعت نہیں کہلائیگا۔

ہم اللہ کے فضل سے کوئی ایسا کام نہیں کرتے جس سے قرآن و حدیث و سنت کا کوئی طریقہ بدل جائے اگر کوئی ایسی بدعت ہم نے جاری کی ہو جس سے قرآن و حدیث یا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا طریقہ بدلتا ہے تو ثابت کرو یہ میدان ہے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

نمبر ۱۔ وہ نیا کام جو کتاب و سنت یا اثر و اجماع کے خلاف ہو بدعت ضلالت کہلائے گی۔

نمبر ۲۔ وہ نیا کام جو اچھا ہو اس میں کسی عالم کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس نئے کام میں قطعاً کوئی برائی نہیں۔

تہذیب الاسماء والغات ج ۲ ص ۲۳ طبع بیروت

ثابت ہوا کہ خواہ مخواہ یا رلوگ ہمیں بدنام کرتے ہیں ہم اہلسنت و جماعت ہیں

اور جو اہلسنت و جماعت کے طریقے اور عقائد کے خلاف ہو حقیقت میں وہی بدعتی ہے

قرآن و حدیث و سنت اور صحابہ کرام و تابعین و اولیاء عظام کے طریقوں پر چلنے والے ہم ہیں قطعاً بدعتی نہیں ہمارا یہ عقیدہ قرآن و سنت کے ساتھ مخالفین کے گھر سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں اسی پرانے مذہب و مسلک اہلسنت و جماعت پر قائم و دائم رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

اس موضوع پر صرف چند دلائل پیش کئے ہیں اختصار سے ورنہ مکمل کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

شیخ بندیا لوی کے قلم سے یزید کی تعریف و ثنا کے انداز پڑھئے۔



## باب اول

ہاں جن مؤرخین اور علماء نے تحقیق و جستجو سے کام کیا اور روایت کو پرکھا ان کی کتب فسق یزید کے عنوان سے خالی نظر آتی ہیں بلکہ انہوں نے یزید کا دفاع کیا اس کی صفائی پیش کی۔۔۔۔۔ اور تعریف و توصیف کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔۔۔۔۔ اور وہ یزید کی مدح سرائی کیوں نہ کرتے کہ وہ تابعی تھا جس نے سیکنڈوں اصحاب رسول کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی کیں۔۔۔۔۔ اسے صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور کاتب وحی معاویہؓ کے بیٹے ہونے کا شرف حاصل ہے۔۔۔۔۔ اس کا دادا اور دادی دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیض یافتہ اور منظور نظر تھے۔۔۔۔۔ ہاں یزید کو رشتے میں حضور سے یہ قرب ہے کہ اس کی پھوپھی (ام حبیبہ) ام المومنین کے مرتبے پر فائز ہیں اور اس لحاظ سے رحمت کائنات یزید کے پھوپھا لگتے ہیں۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۲ مطبوعہ سرگودھا

تبصرہ:- سب سے پہلے میں یہ کہتا ہوں کہ جن علماء و محدثین یا مؤرخین نے یزید کی تعریف و توصیف کی ہے ان کا نام اور ان کی کتب کے حوالے دیتے تو ہم غور کرتے کہ واقعی ان علماء و مؤرخین نے یزید کی تعریف کی اور صفائی پیش کی صرف یہ کہہ دینا کہ ان کی کتب فسق یزید سے خالی ہیں۔ اس کے جواب میں ہم یہ ہی کہہ سکتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور پھر انکا حال تو یہ کہ اکثر مؤرخین کو تو غلط کہہ رہے ہیں نام لیکر چند اپنے وہابی ملاؤں کو صحیح سمجھتے ہیں تو پھر یہ صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ عہد رسالت سے لیکر فلاں صدی تک کوئی اسلامی تاریخ دنیا میں موجود



نہیں تھی اب جو وہابیوں نے لکھی وہ معتبر ہے پھر ہم کہیں گے کہ تم نے یہ تاریخ کہاں سے لے لی جب پہلے کوئی مستند نہ تھی تو جو کچھ تم نے لیا وہ کہاں سے لیا اور اب وہابیوں کو ہی صحیح تاریخ کا پتہ چلا باقی تو سب کے سب علم سے کورے ہی تھے یا پھر یہ دیوبندی اپنے غیر مقلد بھائیوں کی طرح جی ہم تو کسی کی تقلید نہیں کرتے کیوں کہ پہلے سب غیر المغضوب میں شامل ہیں ہم انعام علیہم ہیں تو ٹھیک ہے اپنے غیر مقلد بھائیوں سے مل جائیں پھر خفی کہلانے کا فراڈ چھوڑ دیں ویسے ان کے بڑوں نے لکھا بھی ہے کہ عقائد میں سب متحد مقلد وغیر مقلد البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۶۶

اور یہ بات قابل تسلیم کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بیٹا واقعی نسبت بڑی چیز ہے ہم تو الحمد للہ نسبت والے ہیں اور نسبت کو مانتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اپنے آپ کو نسبت سے خارج کر لے تو پھر نسبت کوئی فائدہ نہیں دیتی حسب اور نسب دونوں اعلیٰ ہوں تو قابل تعریف لیکن ایک طرف یزید کی نسبت تو بہت اچھی تھی لیکن حسب میں بگڑنے کی وجہ سے نسبت بھی یزید کی کٹ گئی یہ تو صحابی کا بیٹا تھا جو نبی کا بیٹا ہوا اگر وہ بھی اپنا تعلق نبی سے کاٹ کر بگڑ جائے تو نسبت بھی وہاں کوئی فائدہ نہیں دیتی ویسے تو بندیا لوی اینڈ کمپنی ہمیں طعنہ دیتی ہے نبی حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو نہ بچا سکے لیکن یہاں وہ قانون ان کو کیوں بھول جاتا ہے ادھر نبی کے متعلق اتنا کہتے ہوئے نہیں شرماتے ادھر صحابی کے بیٹے پر منہ کھول کر بولتے ہیں یہاں وہ قرآن کی آیت کیوں بھول جاتے ہیں چلو میں یاد کر ادیتا ہوں تاکہ قرآن سمجھ کر کچھ تو شرم ان کو آجائے لیکن شرم والوں کو شرم آتی ہے۔ بے

حیاء کی شرم ختم ہو جاتی ہے۔

قال ينوح انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح

پ ۱۲ اس ہود آیت ۴۶

فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں اس آیت کریمہ کے اس حصہ سے معلوم ہوا کہ کوئی قرابت سے دینی قرابت زیادہ قوی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ قربت اسی کو فائدہ دیتی ہے جو دین پر ہو جو دین سے نکل جائے برا ہو جائے چاہے وہ اچھی قرابت والا کیوں نہ ہو اسکو نسبت کوئی فائدہ نہیں دیتی یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی سید اگر ایسے کام کرنے کے بعد بد عقیدہ ہو جائے وہابی دیوبندی شیعہ ہو جائے تو وہ بھی فارغ ہے کیوں کہ سید کیلئے ایمان ضروری ہے۔

مسئلہ: کافر بیٹا باپ کی میراث نہیں پاتا۔ خیر یہ بات مانے بغیر چارہ نہیں قرابت نسبتی بیکار ہے جب تک قرابت دین قوی نہ ہو بالکل اسی طرح کا معاملہ یزید کے متعلق ہے کہ وہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ضرور تھا لیکن کام اس کے ایسے خطرناک ہیں جن کی وجہ سے وہ نسبتی قرابت سے فارغ ہے پھر باپ نے یہ وصیت بھی کی کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ نرمی کرنا لیکن وہ باپ کی بھی نافرمانی کر گیا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان کو مضبوطی سے تھامے رہو لیکن یزید آل کا دشمن بنا سنت کو ختم کرنے والا قرآن و حدیث کو ٹھکرانے والا دلائل ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئیں گے۔

تعجب ہے ان ڈالروں کی چھکار میں بکنے والے ملاؤں پر ان کو یزید صحابی رسول کا بیٹا تو نظر آتا ہے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت نظر نہیں آتی کہ وہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس کے متعلق میرے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں جو خاتون جنت کا نور عین ہے پھر یہ حیف ان کی عقلوں پر کہ یزید کا مقابلہ کراتے پھرتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جن کے بارے اللہ کے لاڈلے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میرا بیٹا شہید ہوگا اور یہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

لہذا اے یزید کے مناقب بیان کرنے والے یزیدیوں اور یزیدی اقدامات کی حمایت میں کتابیں لکھنے والے یزید یو اپنے انجام کی فکر کرو اور سوچو تم کس راہ پر چل رہے ہو اگر تمہیں یزید بہت پیارا ہے تو تمہیں یزید مبارک ہو اور ہمیں امام حسین رضی اللہ عنہ مبارک ہو۔ میری بات کو دل کی گہرائیوں میں بیٹھا کر سوچو اور رات کی تنہائیوں میں تہجد کے وقت اٹھ کر یہ دعا کرو یا اللہ جہاں تو یزید کو رکھا ہے وہاں ہمیں بھی رکھ اور جو ٹھکانا مقام تو نے یزید کو دیا ہے وہی ہمیں بھی عطا فرما اگر ایسے وقت یہ دعا تمہارے منہ سے نہ نکلے یہ نکلے مولا حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ عطا فرما تو پھر میں یہ کہوں گا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

### ماخذ پراک نظر:

شیخ بندیا لوی کے ایک خوشہ چین اور نام لیوا حمایتی اور یزیدی ٹولہ کے بد قماش لکھتے ہیں۔ آج جو شخص بھی اس موضوع پر خامہ فرسائی کرتا ہے تو اس کا سہارا طبری مسعودی ان اثیر ابن کثیر وغیرہ کتب ہوتی ہیں جبکہ معلوم ہو چکا ہے کہ



ان سب کے پاس جو مواد ہے وہ سارے کا سارا ابو مخنف لوط بن یحییٰ اذدی متوفی ۱۷۷ھ کا ہے اس بد قماش کٹر رافضی کذاب کے گھڑے افسانے کی بنیاد پر خیر القرون کے بے گناہ لوگوں کو مطعون کرنا کہاں کی دیانت ہے قابل غور بات یہ ہے کہ حادثہ کربلا کے بعد کسی شخص نے بشمول خاندان حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس ظلم کا ذمہ دار امیر یزید بن معاویہ کو نہیں ٹھہرایا نہ کوئی تحریک برپا کی کسی مخالف نے اپنی مخالفت کے اسباب میں اس حادثہ کو شامل نہیں کیا یہ کارستانی سب سے پہلے ابو مخنف کذاب کے بعد ازاں اس کی نوک پلک سنوار کر ابن جریر طبری نے اس افسانے کی تشہیر کی پھر نام نہاد اندھے مؤرخین اس سے نقل کرتے چلے گئے۔ طبری کے بارے میں بلند پایہ محدث حافظ احمد سلیمانی کا یہ قول درست ہے کہ وہ رافضیوں کے لئے روایتیں گھڑتا تھا اپنی تاریخ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی پر لعنت کا لفظ لکھنے والا کیسے سنی ہو سکتا ہے اور شیعہ شعار کے مطابق مزعومہ اماموں کے نام کے ساتھ علیہ السلام کتابوں میں جا بجا موجود ہے۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۶

سب سے پہلے میں ان یزیدی ہمنواؤں سے سوال کرتا ہوں کہ تم نے پوری تاریخ کی کتب کو غلط کہا۔ اپنے اندر کی بھڑاس نکالتے ہوئے کسی کو کذاب کہا کسی کو رافضی افسانے گھڑنے والا کہا پھر تم نے یہ مواد کہاں سے حاصل کیا حماقت تو یہ ہے کہ اس ظالم نے اپنے پیشواؤں کا بھی حیاء نہ کیا ابن کثیر کو بھی معاف نہیں کیا وہ ابن تیمیہ کا شاگرد ہی نہیں بلکہ عاشق ہے اور ابن تیمیہ کی خاطر بتلائے مصائب بھی ہوتا رہا اسکو تو دیوبندی وہابی بڑی اچھی تعریف سے یاد کرتے ہیں



اور کہتے ہیں کہ میز بین الحج واستقم یعنی یہ تو صحیح اور ناقص روایات میں تمیز کرتا تھا پھر تہجرت تو یہ کہ اس کو غلط بھی کہتے ہیں لیکن اپنی اس کتاب کا اکثر مواد انہیں سے لیتے ہیں پھر یہ تو شیعوں کے سخت خلاف ہے اگر ایسی کوئی روایت رافضیوں والی ہو تو بڑے زور شور سے رد کرتا ہے حتیٰ کہ یزید تک کی صفائی بھی بیان کرتا نظر آتا ہے اور ابن کثیر اپنی تفسیر کے دیباچہ کا اکثر حصہ ابن تیمیہ کے مقدمہ اصول تفسیر سے ہے اور پھر پوری تفسیر میں اس کا لحاظ بھی رکھتا ہے۔

**البدایہ والنہایہ کتاب ہم اہلسنت کیلئے ہرگز حجت نہیں :-**

البدایہ والنہایہ جو حافظ ابن کثیر دمشقی کی ہے شیخ بندیا لوی نے کئی جگہ اس کتاب سے اپنے موقف کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ میں اس کتاب اور مصنف کے بارے میں کہتا ہوں کہ یہ ہم اہلسنت کے لئے ہرگز حجت نہیں اسکی بہت سی وجوہات ہیں بندیا لوی صاحب کے رد میں ہم نے بھی اس کتاب سے استدلال پکڑا ایک تو اس وجہ سے کہ جو ان کی اصل عبارتیں تھیں ان میں جو گڑبڑ تھی وہ واضح کی جائے دوسرا اس وجہ سے کہ یہ برادری ابن کثیر اور اس کے استاد ابن تیمیہ کو مفسر محدث عالم سکا لہ مانتے ہیں ہم نے کہا کیوں نہ انکار دان کے گھر سے کیا جائے اصولی بات کے پیش نظر ہم نے کوشش کی کہ مسلمات خصم پیش کئے جائیں لہذا ہمارے لئے یہ گستاخوں کا بڑا ٹولہ حجت نہیں جبکہ ان دیوبندیوں وہابیوں کے لئے حجت ضرور ہے بد قسمتی سے بعض ہمارے علماء کی کتب میں ابن کثیر کے نام کے ساتھ دعائیہ الفاظ لکھے ہوئے ملتے ہیں یا تو وہ کاتب سے غلطی ہوئی یا پھر ان علماء نے غور و فکر کئے بغیر اپنے حسن ظن کے مطابق الفاظ درج کر دئے حقیقت

یہ ہے کہ ہمارے علماء اہلسنت و جماعت نہ ان گستاخوں کے کبھی خیر خواہ ہوئے نہ اب ہیں نہ ہی ان شاء اللہ بعد میں ہونگے۔ بلکہ اگر یہ سمجھ لیا جائے تو غلط نہ ہو کہ ان تیمیہ کے بیان کردہ قرآن فہمی کے صحیح اصول کے مطابق بڑی حد تک اگر کوئی تفسیر لکھی گئی تو وہ حافظ ابن کثیر کی تفسیر ہے اسی لحاظ سے ابن تیمیہ کے تلامذہ میں یہ خصوصیت ابن کثیر کے حصہ میں آئی۔

حیات ابن تیمیہ صفحہ ۶۶ مترجم از یوسف کوکن وہابی طبع ذوالنورین اکادمی سرگودھا۔ مزید برآں ابن کثیر کی اپنے استاد حافظ ابن تیمیہ سے عقیدت محبت معلوم کرنی ہو تو البدایہ والنہایہ جلد ۱۳، ۱۴ میں کئی مقامات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں پھر ج ۱۳ ص ۴۷۱ مترجم پر ابن تیمیہ کے القابات پڑھیں

شیخ، امام، علامہ، فقیہ، حافظ، زاہد، عابد، پیشوا، شیخ الاسلام، تقی الدین، ابولعباس احمد بن شیخ علامہ مفتی شہاب الدین ابوالحسن، عبدالحلیم ابن شیخ الاسلام ابی البرکات عبد السلام بن عبد اللہ ابی القاسم محمد بن الخضر بن محمد ابن الخضر بن علی بن عبد اللہ بن تیمیہ الحرانی ثم دمشق وغیرہ لکھے ہیں۔

البدیہ والنہایہ ج ۱۳ ص ۸۱ مترجم طبع نفس اکیڈمی اب اس کے ساتھ ہی مزید ابن تیمیہ کا کچھ تعارف پڑھیے کیونکہ بندیا لوی خارجی یزیدی نے ابن تیمیہ اور ابن کثیر کو سند سمجھا ہے اور ابن تیمیہ کے بارے میں بندیا لوی صاحب کہتے ہیں بڑا سکا لرحمدت مفسر تھا۔

ابن تیمیہ ساتویں صدی ہجری کے آخر اور آٹھویں صدی کے اوائل میں ظاہر ہوا اور اسی دعوت کا آغاز کیا جسے ابن حزم جیسا نابغہ روزگار اپنے عصر و عہد میں پھیلا چکا۔

حیات ابن حزم ص ۳۱۳ جب ابن تیمیہ کی خصوصی دعوت یہ تھی کہ انبیاء و اولیا کا وسیلہ ناجائز ہے تو خوب جان لینا چاہیے کہ اس کا اولین داعی ابن حزم تھا۔

حیات ابن تیمیہ ص ۵۲۲ طبع شیخ غلام اینڈ کمپنی لاہور کراچی از ابوزہرہ مصری۔

حیات ابن حزم ص ۳۱۴۔

ابن حزم پہلا شخص تھا جس نے صوفیا کو اپنی کڑی تحقیق کا نشانہ بنایا اور ابن تیمیہ آیا تو اس نے ابن حزم سے ایک قدم آگے رکھا۔

حیات ابن حزم ص ۳۱۸

عقیدہ ابن تیمیہ کے متعلق فاضل محقق ابوزہرہ مصری لکھتا ہے ابن تیمیہ کی تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ کتاب و سنت میں ذات باری تعالیٰ کے متعلق جو کچھ بھی مذکور ہے مثلاً فوق - تحت، استوی علی العرش یا اس کا چہرہ اور ہاتھ خدا کی محبت اور بغض اسے بلا تاویل جوں کا توں مان لیا جائے ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ حنابلہ نے چوتھی صدی ہجری میں بعینہ انہیں خیالات کا اظہار کیا اور انہیں سلف کی جانب منسوب کیا تو علماء ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اس سے خدا کی تجسیم و تشبیہ لازم آتی ہے۔

المذاہب الاسلامیہ ص ۴۳۸ ج ۲ طبع دار الفکر بیروت القاہرہ والعربی

**ذلیل اور گمراہ کرنے والا علامہ ابن حجر کی نظر**

**میں:**

ابن تیمیہ کو اللہ تعالیٰ نے رسوا کیا اور گمراہ کیا اندھا اور بہرا اور ذلیل کیا وہ ایسا رذیل شخص تھا کہ اس کے مفسدانہ اور جھوٹے اقوال کے متعلق علماء دین نے صراحتاً بیان کیا ہے اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنی ہو تو امام ابوالحسن سبکی



جن کی امامت و جلالت پر سب کا اتفاق ہے اور جو مقام اجتہاد پر فائز تھے ان کے بیٹے تاج الدین سبکی اور امام لعز بن جماعت اور ان کے ہم عصر علماء کرام اور ان کے علاوہ دیگر علمائے کرام شافعیہ، مالکیہ، حنفیہ وغیرہ کے کلام کا مطالعہ کریں۔

ابن تیمیہ نے یہی نہیں کہ صوفیائے متاخرین پر اعتراض کئے ترجمہ: بلکہ اس نے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو بھی ہدف تنقید بنایا جس کا بیان آگے آئے گا۔ الحاصل اس کے کلام کو کہیں قیام نہں اس نے محض ایسی قیاس آرائیوں سے کام لیا ہے جن کا نہ کوئی سرپیر ہے نہ ہی وزن ہے اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ وہ بدعتوں کے جاری کرنے والا خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا جاہل اور غالی ہے اس کے عقائد اور طریقے اور افعال جو ہم میں سے جاری کرے اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کرے آمین۔

فتاویٰ حدیثیہ ص ۹۹ مطبوعہ مصر از امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

### ابن تیمیہ کی تکفیر سازی:

ابن تیمیہ کی مخالفت اپنی انتہا کو اس وقت پہنچی جبکہ ۷۲۶ھ میں اس نے یہ اعلان کیا کہ مزارات کی زیارت کرنا اور اولیاء اللہ کا واسطہ اختیار کرنا حرام ہے۔ ابن تیمیہ اس مخالفانہ تحریک کے پہلے رہنما تھے جس کے ذریعے روحانی اور اہل ذوق حضرات کے خلاف اعتراضات اور تکفیر کے تیر برسائے گئے تھے۔ ان کے بعد جو صوفیاء کے مخالف افراد آئے وہ سب ابن تیمیہ کی راہ پر گامزن رہے۔

حیات ابن قیم ص ۶۵۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی



## ابن تیمیہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی

### نظر میں:

ابن تیمیہ کا کلام جو کہ منہاج السنہ وغیرہ کتابوں میں ہے اور اس کے بعض کلاموں سے وحشت ہوتی ہے خصوصاً ان امور سے بہت زیادہ وحشت ہوتی ہے کہ اس نے اہل بیت کے حق میں تقریظ کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے منع کیا ہے اور غوث اور قطب اور ابدال سے انکار کیا اور صوفیاء کرام کی تحقیر کی ہے اور اسی طرح کے اور بھی امور اس کے بعض کلام سے ثابت ہوتے ہیں۔ اور ان کی نقل میرے پاس موجود ہے اس کے زمانے میں شام اور مغرب اور مصر کے علمائے کرام نے اس کے کلام کی تردید کی۔ پھر اس کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم نے اس کے کلام کی توجیہ کرنے میں نہایت کوشش کی مگر وہ توجیہ علماء کرام نے قبول نہیں حتیٰ کہ مخدوم معین الدین سندھی نے سیدی والد صاحب کے زمانہ میں اس کے رد میں طویل رسالہ لکھا اور اس کے کلام کو علماء اہلسنت نے رد کیا اور علماء اہلسنت کے نزدیک اس کا کلام باطل اور اس کے کلام کی وجہ سے اہلسنت پر کیونکر طعن ہو سکتا ہے۔

فتاویٰ عزیزی ص ۴۴۸ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی مترجم زکی دیوبندی

باقی جتنے بھی فرقے ہیں معتب ہیں حکم سے رب اکبر کے مردود ہیں  
ادب کی اے حضرات کو دولت ملی اہلسنت کے مسلک کی کیا بات ہے  
اب میں ان بندیا لوی اینڈ کمپنی سے پوچھتا ہوں جن کو تم محدث مفسر مورخ تسلیم کرتے ہو ان تمہارے پیشواؤں نے رد کیا ان کے کلام کو باطل کہا لیجئے جناب ان

کے بڑوں کے قلم سے ان کا صفایا ہو گیا۔

آئینہ دیکھ اپنا سامنہ لے کے رہ گئے صاحب کو اپنے حسن پہ کتنا غور تھا ایسے انبیاء اور اولیاء کے گستاخ اہلسنت و جماعت کیلئے تو قطعاً حجت نہیں ہو سکتے پھر یہ دو غلاپن ادھر ان کو غلط کہنا دوسری طرف انہیں کاموا پیش کرنا سر اسر ظلم ہے یاد رہے یہ اس لئے کہ ابن کثیر و ابن تیمیہ وغیرہ انہیں حضرات کے پردادوں میں سے ہیں یہ انہی کا کرشمہ ساز ہیں کبھی ان کو غلط کہتے اور کبھی ان کو مفسر محدث لکھتے ہیں۔

جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنوں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

### شاہ عبدالعزیز کا مقام دیوبندیوں کے نزدیک:

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کوئی معمولی ہستی نہیں کہ ان کی شان میں تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ شاہ صاحب ترویج دین نہایت حزم و تدبیر کے ساتھ کرتے تھے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنے جنتی بزرگوں کو دیکھا ہے وہ سب جتنے شاہ عبدالعزیز صاحب کے معتقد تھے۔ اس قدر کسی اور کے نہ تھے۔

ارواحِ ثلاثہ ص ۳۵ حکایت نمبر ۲۱ مطبوعہ رحمانیہ لاہور مزید ان کی کرامات کو تھانوی صاحب نے ص ۳۲ تا ۱۵۰ اتنے صفحات ان کی شان میں لکھے ہیں انہیں شاہ صاحب کے متعلق امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی یوں القابات لکھتے ہیں۔

ہدایت مآب قدوۃ ارباب صدق و صفا زبدۃ اصحاب فناء و بقاء سید العلماء

سند الاولیاء رحمۃ اللہ علی العالمین وراثۃ الانبیاء والمرسلین مرجع ہر ذلیل و عزیز مولانا

مرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بطول بقائہ واعزن وسائر المسلمین بمجدہ وعلاہ  
صراط المستقیم ص ۳۱۴ مطبوعہ اسلامی اکیڈمی لاہور

### ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ غیر معتبر ہے

اب غور کریں شاہ صاحب کے نزدیک ابن تیمیہ کا کلام باطل ہے اور وہ اہلسنت  
وجماعت کے علماء کے نزدیک معتبر نہیں ہے اس لئے ہمارے نزدیک یہ انبیاء  
واولیاء کا گستاخ ہے ہم اس کو نہ محدث نہ مؤرخ نہ مفسر کچھ بھی نہیں مانیں گے اسی  
طرح اس سے محبت رکھنے والے اس کے شاگرد ہمارے لئے معتبر نہیں البتہ  
دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک معتبر مانے جاتے ہیں اس لئے اس ملاں نے  
اکثر ان کی کتابوں سے مواد لکھا ہے

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ جب تک گمراہ یا بے دین یا کافریا گستاخ رسول زندہ ہو  
اس کی ہدایت کی دعا کر سکتے ہیں لیکن اس کے مرنے کے بعد اس کیلئے دعا  
واستغفار کرنا کفر ہے۔ بحکم قرآن سورۃ توبہ آیت ۷۴

بس اسی لئے ابن کثیر ہمارے لئے غیر معتبر ہے کیونکہ یہ ابن تیمیہ کی بے حد تعریف بھی  
کرتا ہے اس کو رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ اس  
نے باغی بھی لکھا ہے ملاحظہ ہو

البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۶۷ طبع بیروت اردوج ۷ ص ۵۲۲ طبع کراچی

پھر شیخ بندیا لوینے اس ابن کثیر کی کتاب کے بارے میں لکھا ہے

علامہ ابن کثیر کی اپنی شہرہ آفاق کتاب البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۲۹ طبع سرگودھا)

اس سے معلوم ہوا کہ ابن کثیر انکے لئے حجت ہے اس لئے اتنا اچھا اسکو اور اسکی کتاب

کو لکھتے ہیں۔ اور رحمت کی دعائیں کرتے ہیں

## کامل ابن اثیر تاریخ کی معتبر کتب میں سے ہے؟

ابن اثیر جن کی تاریخ الکامل اور اسد الغابہ تاریخ اسلام کی معتبر ترین کتب میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کتب پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا سب ہی اعتماد کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کے ہم عصر قاضی ابن خلکان لکھتے ہیں۔

یعنی یہ تو حدیث کے حفظ اور اسکی معرفت اور اس کے متعلقات کے امام تھے۔ قدیم و جدید تاریخ کے حافظ تھے اور اہل عرب کے انساب اور ان کے حالات سے خوب باخبر تھے۔ ان پر رافضی کا الزام لگانا بہت بڑا ظلم ہے یہ بہت بڑے ثقہ تھے۔

(دقیات الاعیان ج ۲ ص ۱۶۶-۱۶۵ الجزئی طبع بیروت لبنان)

## حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں :

ابن اثیر کے نام سے مشہور ہیں اور کتاب اسد الغابہ فی اسماء الصحابہ اور کتاب الکامل فی تاریخ کے مصنف ہیں جو واقعات کے لحاظ سے بہترین کتاب ہے۔ آپ کا پورا نام امام علامہ عزالدین ابوالحسن علی بن عبدالکریم بن عبدالواحد شیبانی جزری موصلی۔

(البدیۃ والنہایہ جلد ۱۳ ص ۲۵۹ مطبوعہ کراچی)

ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام علماء محدثین کی نظر میں:

نام محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب امام ابو جعفر طبری ہے ان کی



ولادت ۲۲ھ میں ہوئی انہوں نے بہت سے لوگوں سے روایت کی ہے طلب حدیث کے سلسلہ میں دور دراز علاقوں کا سفر کیا بڑی جامع تاریخ کی ایک کتاب تصنیف کی ان کی ایک تفسیر اکامل ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ہے ان دونوں کے علاوہ اصول اور فروع میں ان کی بہت سی مفید تصنیفات ہیں۔ ان سب میں بہتر تہذیب الآثار ہے اگر یہ مکمل ہوگئی ہوتی تو دوسری کتاب کی حاجت نہ ہوتی اور ضرورت پوری کرنے کیلئے کافی ہوتی مگر افسوس ہے کہ وہ اس کو مکمل نہ کر سکے ان کے متعلق یہ منقول ہے کہ یہ متواتر چالیس برس تک کتابیں لکھتے رہے ہر روز کتابت کا اوسط چالیس اوراق ہوتے تھے۔

(تاریخ ابن کثیر ج ۱۱ ص ۳۶۳ مطبوعہ کراچی)

### اعتراضات کے جوابات:

ان لوگوں کے ہاں کسی کو رافضی کہنے کا معیار یہ ہے کہ جو اہل بیت کے ساتھ محبت کا اظہار کرے یا اپنی اولاد میں سے کسی کا نام اہلبیت کے نام پر رکھے یا ان کیلئے سلامتی کی دعا کرے ان کے نزدیک وہ کذاب بھی اور شیعہ بھی ہو جاتا ہے۔ اسی قسم کا اعتراض امام ابو جعفر طبری پر کیا کہ انہوں نے اپنی کتاب تاریخ طبری میں اماموں کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام لکھا ہے اب میں اس کا ثبوت ان کے بڑے شاہ صاحب کے قلم سے کھول دیتا ہوں کہ تا کہ واضح ہو جائے امام طبری کو اس وجہ سے شیعہ کا الزام لگانا بہت بڑا ظلم ہے ورنہ یہ شاہ صاحب بھی شیعہ قرار پائیں گے۔

چنانچہ فتاویٰ عزیزی میں ہے

**کیا غیر انبیاء کے لئے علیہ السلام کھنا جائز ہے :**

**سوال:** تحفہ اثنا عشریہ میں صلوٰۃ و سلام یعنی درود و سلام بالاستقلال بارہ اماموں کے حق میں لکھا ہے حالانکہ یہ امور اہلسنت والجماعت کے نزدیک ناجائز ہے اس واسطے کہ اس میں اہل بدعت کی مشابہت لازم آتی ہے اور اہلسنت نے ایسی مشابہت سے پرہیز کرنا اپنے لئے لازم جانا ہے تو اس امر کے جواز کیلئے سند اہلسنت کی معتبر کتب سے بیان کرنا چاہیے۔

**الجواب:** تحفہ اثنا عشرہ میں کسی جگہ صلوٰۃ بالاستقلال غیر انبیاء کے حق میں نہیں لکھا گیا۔

البتہ لفظ علیہ السلام کا حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ حضرت سیدۃ النساء و جناب حسنین رضی اللہ عنہما و دیگر آئمہ کے حق میں مذکور ہے اور اہلسنت کا مذہب یہی ہے کہ صلوٰۃ بالاستقلال غیر انبیاء کے حق میں درست نہیں اور لفظ سلام غیر الانبیاء کی شان میں کہہ سکتے ہیں۔ اس کی سند یہ ہے اہلسنت کی کتب قدیمہ حدیث میں علی الخلو ص ابوداؤد صحیح بخاری میں حضرت علی و حضرت حسنین و فاطمہ و حضرت خدیجہ و حضرت عباس کے ذکر مبارک کے ساتھ لفظ علیہ السلام کا مذکور ہے۔ البتہ بعض علماء و ماوراء النہر نے شیعہ کی مشابہت کے لحاظ سے اس کو منع لکھا ہے لیکن فی الواقع مشابہت بروں کی خیر میں منع ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ پہلی کتاب اصول حنفیہ کی شاشی ہے اس میں نفس خطبہ میں بعد حمد و صلوٰۃ کے لکھا ہے ”والسلام علی ابی حنفیہ و احبابہ“ یعنی سلام نازل ہو حضرت ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ پر اور آپ کے احباب پر اور ظاہر ہے مرتبہ حضرت موصوفین کا جس کا نام نامی اوپر

مذکور ہوا ہے حضرت امام اعظم کے مرتبہ سے کم نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اہلسنت کے نزدیک بھی لفظ سلام کا اطلاق ان بزرگوں کی شان میں بہتر ہے اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہے کہ لفظ علیہ السلام غیر انبیاء کی شان میں کہنا چاہیے چنانچہ یہ حدیث ہے کہ علیہ السلام تحیۃ الموتی یعنی اموات کی شان میں علیہ السلام کہنا ان کے لئے تحفہ ہے تو اہل اسلام میں غیر انبیاء کی شان میں بھی علیہ السلام کہنا شرعاً ثابت ہے فقط

فتاویٰ عزیزی ص ۲۶۱ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ سعید کمپنی ادب منزل کراچی مترجم زکی دیوبندی

کیونکہ جناب قاضی انور صاحب آپ کے اعتراض کا قبلہ شاہ صاحب کے قلم سے صفایا ہو گیا اب لگا و فتویٰ کہ شاہ صاحب بھی شیعہ ہیں اگر تم میں طاقت ہے پھر اگر لگاؤ گے تو پوری دیوبندی زریت کا جنازہ نکل جائے گا کیونکہ تھانوی صاحب لکھ گئے کہ ہمارے تمام بزرگ شاہ صاحب کے معتقد تھے تو کروچیلنج اپنے بڑوں کو کہ تم رافضیوں کے معتقد کیوں ہو گئے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب تو شیعہ کے خلاف بہت کام کر گئے اگر کوئی کسر باقی تھی تو مولوی زکی صاحب نے فتاویٰ کا ترجمہ کر کے پوری کردی یہ ہمارے بڑے پیشوا ہیں تو ثابت ہو گیا اہلسنت و جماعت کا مذہب سچا ہے اماموں کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام کا لفظ لکھنے والے امام جعفر طبری بھی سچے ہیں تم الزام لگانے والے آئمہ اہلسنت پر نہ ہو اور تم جاہل ایسے ہو کہ اپنے آئمہ کی کتابیں پڑھنے سے عاجز ہو۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں

میں نے جو کلی و جزوی حالات لکھے ہیں وہ اکثر تاریخ کبیر تالیف محمد بن

جریر طبری کا خلاصہ ہے کیونکہ فن تاریخ میں جس قدر کتابیں میں نے دیکھی ہیں ان میں سے اسی کو قابل اعتماد پایا ہے اور کبار و اخبارات عدول صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے مطاعن سے اس کو دور دیکھتا ہوں۔ اکثر مورخوں کے کلام میں ایسے واقعات دیکھے جاتے ہیں جس سے ہوا پرستوں کو ان بزرگوں کے حق میں شبہ و بدظنی پیدا ہوتی ہے اس وجہ سے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ کتابوں میں ان کی روایات نقل کی جائیں میں نے جزئی حالات کو طبری کے علاوہ اور لوگوں کی کتابوں سے حتی الامکان صحیح کر کے اخذ کیا ہے۔

(تاریخ ابن خلدون ج اول ص ۵۵۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

## کیا انبیاء کے علاوہ کسی پر درود و سلام پڑھنا حرام ہے:-

اس سلسلے میں ہمارا یہ موقف ہے کہ انبیاء کے غیر پر طبعاً صلوٰۃ و سلام بھیجنا جائز ہے اور افراد اور استقلالاً صلوٰۃ بھیجنا خلاف اولیٰ ہے یعنی اچھا نہیں اور صرف سلام بھیجنا بلا کراہت جائز ہے یہی جمہور کا مسلک ہے اور یہی ہمارا موقف ہے۔ دلائل اس کے حسب ذیل ہیں۔

آیت نمبر ۱۔ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ

ترجمہ: آپ ان پر صلوٰۃ بھیجئے آپکی صلوٰۃ ان کے لئے باعث طمانیت ہے

(سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۰۳ اپ ۱۰)

آیت نمبر ۲۔ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جس پر ان کے رب کی جانب سے صلوٰۃ اور رحمت



پ ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۷

آیت نمبر ۳۔ هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ

ترجمہ: وہی ہے جو تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے

(سورۃ الاحزاب پ ۲۲ آیت نمبر ۴۳)

چند احادیث بھی ملاحظہ ہوں

نمبر ۱۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس جب لوگ صدقہ لے کر آتے تو آپ ان کیلئے دعا کرتے اے اللہ ان پر رحمت بھیج سومیرے باپ ابو اوفی صدقہ لے کر آئے تو آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ ابو اوفی کی آل پر رحمت بھیج۔

(صحیح بخاری شریف رقم الحدیث ۱۲۹۷ ج ۱)

(صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۰۷۸ ج ۱)

نمبر ۲۔ امام دارمی نے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس میں ہے کہ ایک خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھ پر اور میرے خاوند پر صلوٰۃ بھیجے تو آپ نے ان پر صلوٰۃ بھیجی۔

سنن دارمی رقم الحدیث ۴۶ طبع بیروت

مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۳، ۳۹۸ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۵۱۹ طبع بیروت

نمبر ۳۔ مشہور و معروف روایت درود ابراہیمی کی جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آل پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود پڑھنے کا ذکر موجود ہے

(بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ)

مزید برآں السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین نماز میں پڑھا جاتا ہے ان آیت واحادیث میں ہمارا موقف اور اہلسنت وجماعت کا مذہب روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ان دلائل و ثبوت کے بعد کسی اور حوالہ کی ضرورت تو نہیں لیکن مزید برآں ایک قرض چڑھا دیتا ہوں۔

### قاضی سلمان منصور پوری لکھتے ہیں:

جو وہابیوں کے نزدیک علم و عمل، زہد کمال اور فضل و ورع دونوں کے جامع تھے انہوں نے اماموں کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام بے شمار مرتبہ اپنی کتاب میں لکھا ہے

(سیرت رحمۃ اللعالمین ج ۲ ص ۱۱۶ طبع الفیصل ناشران اردو بازار لاہور)

### اس کتاب کا مقام وہابیوں کے نزدیک:

خليفة هدايت الله كايان هے كه ميرے پاس برما، بنگال بهالپور وغيره سے كئي ايسے خطوط آئے هیں جن ميں يه مرقوم هے كه كتاب رحمته اللعالمين بهيج ديتجئے كيونكه هميں خواب ميں آنحضرت صلى الله عليه واله وسلم نے فرمايا هے كه اگر مجھ سے محبت چاهتے هو تو رحمته اللعالمين جو قاضى سليمان نے لكهى هے پڑھا كر دو۔

(كرامات الہدیث حكایت نمبر ۱۹ ص ۲۶ طبع چنیوٹ بازار فیصل آباد از عبد المجید خادم سوہدردی شاگرد جناب ابرہیم سیالکوٹی)

### دیوبندیوں کا اقرار علیہ السلام کھنا جائز:

مولوی اسحاق ملتانی دیوبندی لکھتے ہیں غیر انبیاء خصوصاً سیدنا حسین (علیہ السلام) کے نام کے ساتھ جملہ دعائیہ کے طور پر لکھنا جائز ہے

شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۹۳۔ طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان  
یہ کتاب مختلف علمائے دیوبند کی کتب کا مجموعہ ہے جس میں مفتی عبدالستار دیوبندی کا  
مقدمہ لکھا ہے۔

## علامہ ذہبی کی تصدیق امام طبری کے بارے

میں:

نمبر ۲۔ اعتراض کہ احمد سلیمانی کا یہ قول کان لاروافض رافضیوں کے لئے  
روایتیں گھڑتا تھا۔ جناب قاضی نے اتنا بڑا الزام تو لگادیا اس لئے کہ ہم بہت  
بڑے خطیب ہیں سب لوگ ہماری بات مان جائیں گے نہ کتاب کا حوالہ نہ جلد  
بس سن سنا کر یوں ہی باتیں گھڑنے کی عادت بنا رکھی ہے میں اپنے قارئین سے  
دلائل بیان کرتا ہوں تاکہ پتہ چل جائے کہ یہ لوگ جھوٹ اور جھوٹے الزام  
گھڑنے والے ہیں لیجئے سب سے پہلے میزان الاعتدال سے اس الزام کا جواب  
امام ذہبی کے قلم سے

ترجمہ:- محمد بن جریر بن یزید طبری امام ابو جعفر صاحب روشن تصانیف ثقہ۔  
صادق ہیں۔ (حضرت علی سے) موالات و تشیع رکھتے ہیں مگر مضر نہیں احمد بن علی  
سلیمانی نے یہ افتراء کیا کہ آپ رافضیوں کے لئے حدیثیں گھڑتے ہیں۔ جیسا  
کہ کہا سلیمانی نے اور یہ عیب لگانا ظن کذب (جھوٹا گمان ہے) بلکہ آپ لائق  
اعتماد کبار آئمہ اسلام سے ہیں اور ان کی عزت و ناموس پر حملہ آور ہونا غلطی ہے  
نیز جھوٹ اور دیوانگی سے اذیت دینا ناجائز ہے پس اگر علماء کے کلام کو پیش نظر  
رکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ آپ بہت بڑے امام ہیں اور شائد سلیمانی کا

گمان محمد بن جریر بن رستم ابو جعفر طبری رافضی کی کتاب کے متعلق ہے جس سے اہل بیت سے روایتیں بیان کی گئی ہیں اور عبدالعزیز کتانی نے اسے رافضی کہا ہے۔

میزان الاعتدال جلد سوئم ص ۳۵ مطبوعہ از امام ذہبی  
لیجئے جناب بندیا لوی اینڈ کمپنی اس اعتراض کی بھی کلی کھل گئی اگر واقعی کہیں ایسا ثبوت لعنت کا ہوتا تو تم پیش کرتے لیکن تاریخ طبری ایسے الزام سے پاک ہے تاریخ الاصبم والملوک طبری جلد چہارم میں بے شمار مرتبہ حضرت سیدنا امیر معاویہ کا نام نامی موجود ہے لیکن کہیں لعنت کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ جب حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور حالات بیان کئے ہیں وہاں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔

تاریخ طبری ج چہارم ص ۱۵۷ مترجم مطبوعہ دارالاشاعت کراچی مترجم سید حیدر علی طباطبائی دیوبندی و تسہیل تشریح مولانا اصغر مغل دیوبندی مزید برآں یہ کہ اکثر جگہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ لکھے ہیں ص ۱۶۵ تو اب قارئین اندازہ لگائیں ایسے الفاظ لکھنے والے قطعاً شیعہ نہیں ہو سکتے یہ سراسر الزام ہے یہ بھی میں ان دو غلوں سے پوچھتا ہوں کہ دیوبندیوں نے اس تاریخ طبری کا ترجمہ شائع کر کے واضح کیا کہ یہ شیعہ نہیں اگر واقعی ان کے نزدیک امام طبری شیعہ تھے تو پھر انہوں نے ترجمہ کیوں کیا اس کتاب کی تشہیر و اشاعت کیوں کی اور یہ گناہ کیوں کمایا جبکہ اب دیوبندی بھی شیعوں کو ہم بھی سب کافر کہتے ہیں تو کافر کے مذہب کی اشاعت کرنا گناہ و کفر کا پھیلا نا ہے اور اب لگاؤ فتویٰ ان ترجمہ کرنے والے تسہیل و تشریح کر کے لکھنے والے اور کتابت پر لاکھوں روپے خرچ



کرنے والوں پر اور چھاپنے والوں پر یا یہ اقرار کرو کہ ہمارا مذہب پیسہ کمانا ہے جیسے بھی پیسہ ہاتھ آئے لے لو چاہے حرام ذرائع سے ہو یا انگریزوں سے ملے یا کافروں سے ملے یا کافروں کا مذہب پھیلا کر ملے ہر صورت پیسہ چاہیے بہر حال ان لوگوں کے گھر سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ابن جریر طبری شیعہ نہیں ورنہ یہ اس کتاب کو شائع کر کے کیا بن گے۔

### امام طبری کی صفائی امام بخاری سے:

یا پھر یہ لوگ یہ کہنا چاہتے ہیں جہاں بھی کسی کتاب میں لعنت کا لفظ لکھا ہو حضرت امیر معاویہ کے بارے میں تو وہ رافضی ہے پھر میں ان کو کہتا ہوں بخاری شریف میں لفظ باغی لکھا ہے۔ دیکھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا

تقتله الفتۃ الباغیۃ یدعونہ الی النار

بخاری شریف ج اول ص ۶۴ کتاب الصلوۃ۔

یعنی تجھے باغی گروہ قتل کریگا وہ انہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلائیں گے تو یہ صحابی صفین میں شہید ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ کے گروہ نے قتل کیا۔ میں کہتا ہوں جس طرح ہم یہاں اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ کچھ کہتے ہیں بلکہ صحابی مانتے ہیں اور وہ اعلیٰ مقام رکھتے ہیں نہ ہم امام بخاری کو کچھ کہیں گے اسی طرح یہ لفظ لعنت وغیرہ کے طبری میں ہوں تو بھی ہم اسکی تاویل کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کسی رافضی شیعہ نے بعد میں اس کتاب کے اندر ملا دیئے ہیں اس وجہ سے گوئی الزام امام طبری پر نہیں لگائیں گے۔

اتنی صاف باتوں کے باوجود یہ لوگ امام طبری کو شیعہ رافضی کے طعنے دیں تو پھر یہ انکی حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

## امام طبری کی صفائی شاہ عبدالعزیز کے قلم سے :

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے علی بن محمد عدی ابوالحسن سمسانی شیعہ ہے جو تاریخ طبری کا اختصاری ہے جس میں اس نے جعل سازی کر کے بہت سی باتیں اپنی طرف سے بڑھا دیں ہیں کیونکہ یہ تاریخ طبری کا اختصاری بھی ہے اور وی سہل عبارت کے سبب شہرت و رواج پا گئی۔ ان روایات کے متعلق یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ تاریخ طبری میں موجود ہے حالانکہ اصل تاریخ طبری میں انکا نام و نشان تک نہیں۔ تاریخ طبری کے اس اختصار نے اہل سنت کے بھی بہت سے مورخین کو گمراہ کیا ہے۔ کیونکہ اس میں ان کو جو ملتا ہے وہ لاعلمی کی بنا پر اصل تاریخ کی طرف اسے منسوب کر دیتے ہیں۔

تحفۃ اشاعہ عشریہ اردو ص ۱۱۴۲ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ  
مترجم خلیل الرحمن نعمانی دیوبندی مطبوعہ مولوی مسافر خانہ کراچی باب ۲

اب تو بند یا لوی اینڈ گروپ کو مان لینا چاہیے اور یہ الزام امام طبری پر لگانا چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ ان کے بڑے شاہ صاحب جو سید العلماء ہیں ارباب صدق و صفاء و ہدایت مآب ہیں خدا کی تمام رحمتیں ان پر ہیں لہذا شاہ صاحب کی اس گفتگو کا نتیجہ یہ ہے کہ امام ابو جعفر طبری میں کسی قسم کا عیب نہیں وہ اہلسنت کے آئمہ ثقہ سے ہیں ہاں ان کی اس تاریخ طبری میں کچھ باتیں شیعہ نے ملا دی ہیں باقی پوری کتاب مستند ہے۔

مزید اس ملاں قاضی نے لکھا نجی منافقین نے ۔۔۔۔ ضعیف من گھڑت کہانیاں جمع کر دیں ان میں ابن اسحق۔ واقدی۔ کلبی اور ابو مخنف جیسے وضاع و کذاب بھی ہیں اور طبری دینوری۔ مسعودی۔ و یعقوبی جیسے تقیہ باز رافض بھی۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۔

### مورخین کی صفائی دیوبندیوں کے قلم سے:

پڑھئے برصغیر کے مایہ ناز مورخ و محقق اور عالم دین قاضی اظہر رملہار کپوری دیوبندی کے قلم سے سب کے جوابات کتاب خلافت معاویہ و یزید کے رد میں لکھی گئی کتاب سے مولف نے حضرت امام ابن کثیر صاحب تفسیر ابن کثیر اور صاحب البدایہ والنہایہ کو بھی نہیں بخشا اور ان کو بھی ان ہی آئمہ دین کے زمرے میں لانے کی کوشش کی ہے جن کو کذاب و مفتری اور ناقابل اعتبار قرار دیا ہے مولف نے اپنی کتاب میں جس جرأت و بہادری کا ثبوت دیا ہے اس کا تقاضا تھا کہ پہلے اسلامی تاریخ و روایت کا قصر معلیٰ مسمار کر دیا جائے اور اس کے جتنے ستون ہیں ان کو ایک ایک کر کے گرا دیا جائے پھر اس کے ملبہ پر یہ نئی بنیاد ڈالی جائے اسی جرأت مندی نے ابو مخنف، محمد بن سائب، کلبی، ہشام کلبی کے ساتھ ساتھ حضرت امام محدث، فقیہ، مؤرخ مفسر ابن جریر طبری جیسے عظیم المرتبہ مسلم امام اسلام کی شان میں گستاخی کی۔ امام مسعودی جیسے ثقہ اور مسلم مؤرخ کو مجروح قرار دیا اور امام حدیث اور مفسر و مؤرخ حضرت امام ابن کثیر دمشقی پر کچھ اچھالی اور امام جلال الدین سیوطی کو حاطب اللیل لکھا آپ جیسے صرف ایک ہی مؤرخ و محقق کیلئے یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ اپنی اسی کتاب کا اکثر و بیشتر حصہ آپ امام طبری کی تاریخ اور امام ابن کثیر کی تاریخ البدایہ والنہایہ علامہ مسعودی کی تنبیہ



الاشراف وغیرہ سے مرتب کریں اور اپنے مطلب کی تمام روایات کا بلا تکلف نقل کریں اور جہاں آپ کے مطلب کی بات نہ ملے یا آپ کے مزومات سے ٹکراو ہو وہاں ان بزرگوں کو غالی مصنف کذاب و مفتری و شیعہ قرار دیں اگر یہ کتابیں بقول آپ کے کذب و افتراء سے پر ہیں اور ان کے مصنفین کذاب و مفتری اور شیعہ ہیں تو آپ کو صرف علامہ ابن خلدون و امام ابن تیمیہ اور امام غزالی نیز ان جیسے بعض دیگر آئمہ کی کتابوں سے کام چلانا چاہیے تھا کیا مزے کی بات کہ ان آئمہ علم و فن کو بری طرح مجروح بھی کرتے ہیں اور پھر ان ہی سے استدلال کر کے ان کی توثیق بھی فرماتے ہیں البتہ جہاں آپ کا مفروضہ بگڑنے لگتا ہے وہاں ان بزرگوں پر مزید افتراء پردازی کر دیتے ہیں پھر بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ بعض جگہ آپ خاص طور پر ان بزرگوں کی تصدیق و توثیق فرماتے ہیں۔

سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما صفحہ نمبر ۲۷-۲۶ تلخیص شدہ از سید نفیس الحسین دیوبندی مقیم

جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور مطبوعہ سید احمد شہید لاہور

اب بتائیں جناب بندیا لوی اینڈ گروپ تمھارے قاضی مبارک صاحب اور سید نفیس شاہ نے تمھاری تمام باتوں کا رگڑا اور صفایا کر دیا کاش تم اپنے مولویوں سے ہی پوچھ لیتے یا ان کی کتابیں پڑھ لیتے تو تمھارے وقت کا بھی ضیاع نہ ہوتا اور کتابت وغیرہ پر خرچ بھی نہ کرنا پڑتا چلو اب تو میں نے واضح کر دیا ان تمھارے بڑوں نے تمھارا خون کر دیا اب ان پر لگاؤ فتویٰ کہ یہ بھی منافق کذاب رافضی ہیں اور ساتھ ساتھ شاہ صاحب پر بھی انہوں نے طبری وغیرہ کی صفائی تمام محدثین و مؤرخین کی کر دی جن کو تم کبھی منافق کبھی کذاب کبھی رافضی کہانیاں گھڑنے والے کہتے ہو



لبالب ہے تمہارے دین کا کاسہ عداوت سے مگر خالی محبت سے سراسر جام ہے تیرا

### یہ مورخین ابن خلدون کی نظر میں:

اور جو لوگ شہرت کی فضیلت اور امامت معتبرہ کے وارث ہوئے اور انہوں نے پہلے لوگوں کی کتابوں کو اپنی کچھلی تصنیفات میں جمع کیا اور وہ تعداد کے اعتبار سے بہت کم ہیں جیسے محمد بن اسحاق طبری۔ محمد بن سائب کلبی محمد بن عمر الواقدی و سیف بن عمر الاسلامی المسعودی اور دوسرے مشاہیر جو جمہور مورخین سے ممتاز ہیں۔ اگرچہ مسعودی اور واقدی کی کتابوں میں طعن و تعریض کی ایسی باتیں ہیں جو ثقہ لوگوں کو معلوم ہیں اور حفاظ و ثقات میں مشہور ہیں اسکے باوجود کافی اہل علم نے ان کی روایات و اخبار کو خاص طور سے قبول کیا ہے۔

مقدمہ ابن خلدون ص ۳ طبع بیروت لبنان

مترجم مقدمہ ابن خلدون حصہ اول ۱۶۰ مکتبہ نفیس اکیڈمی کراچی علی حسین ص ۲۹ مکتبہ

سید احمد شہید لاہو

اب تو کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی اتنے بڑے مورخ ابن خلدون نے ان سب کی صفائی بیان کردی اور واضح کر دیا الزام لگانے والے جھوٹے ہیں علامہ کے الفاظ غور کرنے کے قابل ہیں کہ مختصر اور جامعہ الفاظ میں تعریف کردی گئی۔

ملاں کدھر جا رہا سوکھو بھی یا رسوچ ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

**امام طبری کا مقام امام سیوطی کی نظر میں**

**اور شارح مسلم امام نووی:**

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ کونسی ایسی تفسیر ہے جس سے

استفادہ کرنے کا مشورہ دیں گے اور لوگوں کو اسکی محتاجی کا حکم دیں گے تو میں کہوں گا کہ امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری کی وہ تفسیر جسکے متعلق معتبر علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی اور علامہ شرف الدین نووی (شارح مسلم) نے اپنی کتاب التہذیب میں لکھا ہے کہ فن تفسیر میں ابن جریر کی کتاب جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

الاتقان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۱۹۰ مطبوعہ

## امام عبدالوہاب السبکی کی صفائی امام طبری کے بارے میں:

ترجمہ:- محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب جلیل القدر امام مجتہد مطلق ابو جعفر طبری علم و دین کے لحاظ سے دنیا کے اماموں میں سے ایک امام۔ ان کی تصانیف میں کتاب التفسیر اور کتاب التاریخ۔ (لا جواب ہیں)

تفسیر جامع البیان طبع دار الفکر بیروت لبنان

علامہ ابن خلکان اپنی تاریخ میں امام طبری کی یوں شان بیان کرتے ہیں:-

ترجمہ:- محمد بن جریر الطبری صاحب تفسیر کبیر و تاریخ شہیر بہت سے علوم و فنون میں امام تھے ان میں تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ وغیرہ ہے اور بہت سے فنون میں انکی بہت اچھی تصنیفات ہیں جو ان کے علم و فضل کی وسعت و کثرت کی دلیل ہے وہ آئمہ مجتہدین میں سے تھے۔

جامع البیان تفسیر ج ۱ ص ۴ جامع البیان طبع بیروت

علامہ ابن حجر عسقلانی کی مہر تصدیق امام طبری پر:-

علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری اپنی نقد و رجال کی مشہور زمانہ کتاب لسان المیزان میں امام ابن جریر طبری کو یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

محمد بن جریر بن یزید الطبری الامام الجلیل المفسر ابو جعفر اذع احمد بن علی الحافظ۔ فقال کان نصیج الروافض کذا قال السلیمانی و ہذا رجم بالظن الکاذب بن ابن جریر کبار لائئمة الاسلام

ترجمہ:- محمد بن جریر بن یزید طبری جلیل القدر امام اور مفسر ہیں۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ہے حافظ احمد بن علی سلیمانی نے آپ کے بارے میں بدکلامی کی ہے اور کہا ہے کہ آپ رافضیوں کیلئے حدیثیں گھڑتے تھے۔ جیسا کہ کہا سلیمانی نے اور یہ ان کے متعلق ظن کاذب ہے بلکہ امام ابن جریر اکابرین آئمہ اسلام سے ہیں۔

لسان المیزان ج ۵ ص ۱۰۰

مزید تسلی کے لئے ج پنجم ص/ ۱۰۰ تا ۱۰۳ ملاحظہ ہو سنی ابن جریر اور شیعہ ابن جریر۔

### ابومخنف کی صفائی:-

ترجمہ:- ابو مخنف لوط بن یحییٰ شیعہ تھا۔ آئمہ کے نزدیک وہ حدیث میں ضعیف لیکن تاریخ کا وہ حافظ تھا۔ تاریخی روایات اس کے پاس ایسی ہیں جو اس کے غیر کے پاس نہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر مصنفین اسکی طرف لپکتے ہیں۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰۲، الفاروق ص ۳۴ از شبلی نعمانی طبع لاہور

**دیوبندی مناظر اسلام امین صفدر اوکاڑوی**

**لکھتے ہیں۔**

تاریخ کیلئے تو سرے سے عدالت بھی شرط نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم



فرماتے ہیں:

حدوثِ اُعن بنی اسرائیل ولاحض تو جب تاریخ کے واقعات کفارتک سے لی جاتی ہے تو یہاں یہ بحث چھیڑنا کس قدر غلط ہے۔ ہاں اصولی طور پر تاریخی باتیں تین قسم کی ہوں گی۔

۱۔ جن کو ہمارے عقائد کے موافق پا کر ہمارے اکابر نے قبول فرمایا وہ مقبول ہیں۔

۲۔ جن کو عقائدِ اہلسنت سے متصادم پا کر اکابر نے رد کر دیا وہ مردود ہیں۔

۳۔ جن کو ہمارے عقائد وغیرہ سے نہ تصادم ہے نہ تعاون۔ وہ بحیثیت تاریخ کے اکابر نے قبول کر لیں تو ان کو لے لیا جائیگا۔ بہر حال ان کے رد و قبول کا کام اکابر کر چکے ہیں ہمیں کسی نئی پریشانی کی ضرورت نہیں رہی۔

۴۔ آپ نے ابو خنف کے بارے میں لسان المیزان کی عبارت نقل فرمائی یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں جو جرح کی جاتی ہے وہ یہ بتانے کیلئے کہ یہ احکام حلال و حرام کے بارہ میں احادیثِ روایت رننے کے قابل نہیں اس سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ کسی اور فن میں بھی قابلِ اعتماد نہیں دیکھئے قاری حفص رحمۃ اللہ علیہ کو محدثین نے ضعیف بلکہ کذاب تک لکھ دیا مگر اس سے ان کی قرآت پر قرآن پاک کی تلاوت تو ناجائز نہیں ہوئی۔ امام غزالی ابو طالب مکی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہم اللہ کو نقلِ احادیث میں میزان الاعتدال میں ناقابلِ اعتماد قرار دیا ہے مگر تصوف کے تو وہ امام ہیں۔ اس میں ان سے استفادہ منع نہیں ہے کتنے فقہاء کرام کو نقلِ احادیث میں اسماء الرجال والوں نے ناقابلِ اعتماد قرار دیا ہے۔ مگر مسائلِ فقہ میں آج تک ان کا فتویٰ چلتا ہے۔



محمد بن اسحاق کو احادیث حلال حرام کی روایت میں کذاب و جال تک کہا گیا، لیکن تاریخ اور مغازی کے وہ امام ہیں۔ بالکل یہی حال ابو مخنف کا ہے۔

تجلیات صفدر جلد اول ص ۵۵۰، ۵۵۱ مکتبہ امدادیہ ملتان  
حافظ سلیمانی کا لگایا ہوا الزام حافظ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی نے کیسے صاف الفاظ میں اسکا رد کر دیا امام جریر طبری کو آئمہ اسلام قرار دیا اتنے واضح ثبوت کے ہوتے ہوئے یزیدی نسل اگر امام ان جریر طبری کو شیعہ کہنے سے باز نہ آئیں تو جائیں جہنم میں۔

ہم نے الحمد للہ دلائل پیش کر کے واضح کر دیا امام ابن جریر پر یہ الزام ہے کہ وہ رافضی تھے یا ان کی حمایت کرتے تھے۔ اے اللہ عز و جل ان کو ہدایت عطا فرما۔  
امین۔

## خطیب بغدادی اور علامہ ابن کثیر کا نظریہ طبری کے بارے میں:

ترجمہ مولانا انوار الحق قاسمی دیوبندی کے قلم سے۔

خطیب بغدادی نے کہا کہ انہوں نے بغداد کو اپنا وطن بنالیا تھا اور آخر وقت تک وہیں رہے علماء کے ایک بڑے امام تھے ان کا قول حکم ہوتا اور ان کی معرفت اور فضل کی طرف بوقت ضرورت رجوع کیا جاتا انہوں نے اتنے علوم جمع کئے تھے کہ انکے زمانہ میں کوئی بھی ان کے مقابلے میں نہیں آتا۔ حافظ قرآن مجید ہونے کے ساتھ اس کی تمام مروجہ قراءتوں کے عالم معانی سے واقف احکام کو اچھی طرح جاننے والے تھے اسی طرح حدیث کی تمام قسموں کو اور صحیح و سقم، ناخ و منسوخ کی پوری واقفیت تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں

کے اقوال کو بھی اچھی طرح محفوظ کیا تھا لوگوں کے حالات اور ان کے واقعات سب کے عارف تھے۔

ان کی مشہور کتابیں یہ ہیں۔ تاریخ الامم والملوک۔ تفسیر الکامل۔ اس جیسی تو کوئی تفسیر تصنیف بھی نہیں کی گئی ہے۔ تہذیب الآثار۔ اس مضمون کی بھی۔ دوسری کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گزری ہے افسوس ہے کہ اسے مکمل نہ کر سکے فقہ کے اصول و فروغ میں بھی ان کی بہت سی کتابیں ہیں اور پسندیدہ بھی ہیں۔ ان میں کئی مسائل ایسے بھی جمع کئے گئے ہیں جن میں یہ متفرد ہیں۔

البدایہ والنہایہ جلد یازدہم ص ۱۴۵ مطبوعہ مکتبہ المعارف بیروت

تاریخ ابن کثیر ج ۱۱ ص ۳۶۳، ۳۶۴ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی

اس میں مزید ابن جریر پر ہر قسم کے اعتراض کے جوابات دیکھیں۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۳۶۴ تا ۳۶۸ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔

## شیخ شبلی نعمانی سید سلیمان ندوی امام ابن جریر طبری کے بارے لکھتے ہیں :

تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے امام طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین اور ان کے فضل و کمال و ثوق اور وسعت علم کے معترف ہیں ان کی تفسیر احسن التفسیر خیال کی جاتی ہے محدث ابن خزمیہ کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی ان سے بڑھ کر علم نہیں جانتا ۳۱۰ھ میں وفات پائی۔

سیرت النبی ج اول ص ۲۷ طبع ملک محمد شفیع اینڈ سنز مطبع مصطفائی کشمیری بازار بار پنجم۔ الفاروق ص ۳۷ و ۳۸ طبع لاہور

## ابن تیمیہ کی زبان و قلم سے مہر تصدیق علامہ ابن جریر طبری پر:-

تمام یزیدیوں کے پیشوا اور معتمد محدث ہمارے نزدیک گستاخ اور پرانا دہائی انبیاء اور اولیاء کا دشمن ہے امام ابن جریر طبری کی صفائی اس طرح لکھ گیا علامہ ابن جریر طبری میں بدعتوں والی کوئی بات نہیں تھی۔

فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۱۹۲ مطبوعہ مصر

ابن تیمیہ کا تعارف میں نے بھی بیان کیا لیکن یزید کی روحانی اولاد ابن تیمیہ کو بڑے محتاط فقیہ اور عالیشان محدث اور بلند پایہ مفکر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مزید آگے آئے گا ان کا شیعیت کے ساتھ کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں اگر امام طبری میں کوئی شیعیت کی بو ہوتی تو یہ ہرگز ان کو معاف نہ کرتا واضح طور پر لکھ دیتے معلوم ہوا کہ امام طبری ایسے الزاموں سے پاک ہیں ان میں شیعہ کا کوئی اثر نہیں تھا۔

ابوبکر ابن العربی کے نزدیک امام ابو جعفر طبری کا مقام:

ولا تقبلو رواية الا عن ائمة الحديث ولا تسمعوا المورخ كلاما الا الطبري الصواب من القوم  
ص ۲۲۸ طبع القاہرہ الطبۃ الثانیۃ الدار السعودیۃ للنشر۔

یعنی تم آئمہ حدیث کی روایت کے علاوہ اور کسی کی بات قبول نہ کرو اور سوائے طبری کے کسی کا کلام قابل اعتماد نہیں۔ تاریخ میں

آشکار ہے حقیقت، قارئین ٹھیک طور پر جان چکے ہیں کہ تحقیق کے نام پر ناصبیت کے زہریلے انجکشن دینے والے اور یزیدیت کے مکروہ چہروں پر الفاظی کے خول

پہن کر آنے والے نام نہاد محققین خارجیت کا لباس پہن کر گندے جراثیم پھیلانے والے کیسی کیسی شعبہ بازیوں دکھا کر قوم کو الو بنا کر گمراہ کرتے ہیں مگر ان کی شعبہ بازیوں زیادہ دیر تک عوام کو دھوکا میں نہیں رکھ سکتیں۔

توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسم سامری

یوں دین میں فسانے تلاش کرتے ہیں یہ فتنہ گرو تو بہانے تلاش کرتے ہیں

حق پر ہیں اہلسنت آشکارا ہو گیا اہل باطل کی شکستوں کا نظارہ ہو گیا

**حرف آخر:-**

**دارالعلوم دیوبند کا دینی و علمی و اصلاحی  
ماہنامہ کے نزدیک مقام و عظمت علامہ ابو جعفر**

**ابن جریر طبری:**

قاری طیب صاحب دیوبندی دارالعلوم دیوبند سے شائع کرتے رہے ماہنامہ میں قسط وار مضمون محرم الحرام ۱۳۷۲ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۵۲ء میں پہلی قسط شائع ہوئی دوسری قسط صفر ۱۳۷۳ء میں شائع ہوئی یہ تحقیقی مضمون مولوی عبد الحمید صاحب ارشد لکھتے رہے یہ شائع کرنے کا سبب بند یالوی صاحب کے پیشواؤں میں سے علامہ تمنا عمادی کا مضمون رسالہ طلوع اسلام کراچی سے علامہ ابو جعفر طبری کے بارے میں غلط باتیں شائع کی گئی کے جواب میں دارالعلوم دیوبند والوں نے قلم اٹھایا یہ صاحب یعنی علامہ تمنا عمادی صاحب اوٹ پٹانگ طور پر لایعنی باتیں لکھنے اور بار بار دہرانے میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں اور پھر پوری شوخی اور ستم ظریفی یا کم از کم خود فریبی سے اسی کی تنقید تحقیق و تدقیق رکھتے ہیں۔



دیکھیں رسالہ دارالعلوم ماہ محرم ۱۳۵۵ھ ص ۳۷ ان ہی صاحب کی پیروی کرتے ہوئے بندیا لوی صاحب نظر آتے ہیں۔

علامہ عبد الحمید صاحب ارشد لکھتے ہیں، ذیل میں ہم مختصراً امام بن جریر طبری کے متعلق آئمہ جرح و تعدیل اور علمائے فن حدیث و تفسیر کی آراء نقل کرتے ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کے متعلق شیعیت اور وضع و کذاب کا الزام محض افتراء و بہتان ہے اور وہ بفضلہ تعالیٰ مشہور حفاظ حدیث اور آئمہ اہلسنت میں اپنا ایک بلند مقام رکھتے ہیں مشہور امام جرح و تعدیل حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے انہیں حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے

دارالعلوم دیوبند ماہنامہ محرم ۱۳۷۲ھ ص ۳۸

### امام ابو حامد الاسفرائینی کا خراج تحسین:-

آپ شہرہ آفاق شیخ الشافعیہ ہیں آپ نے تفسیر طبری کے بارے میں فرمایا۔ اگر کوئی شخص ابن جریر کی تفسیر حاصل کرنے کی خاطر چین تک کا سفر کرے تو ایسی بیش بہا کتاب کے حصول کے پیش نظر یہ سفر اور یہ محنت اور یہ خرچ کچھ زیادہ نہیں۔

تذکرۃ الحفاظ ص ۲۵۲، دارالعلوم دیوبند ماہنامہ صفر المظفر ۱۳۷۲ھ ص ۳۸

### امام ابو حامد احمد بن ابی طاہر بن احمد

#### الاسفرائینی المتوفی ۴۰۶ھ کا مقام:

ابن خلکان نے اپنی مستند تاریخ وفيات الاعیان ج ۱ ص ۱۹ پر لکھا ہے بغداد میں دنیا و دین کی ریاست کی انتہائی حد تک آپ پہنچے ہیں اور آپ کی مجلس میں ۳۰۰ سے زیادہ فقیہ (بلکہ سات سو) استفادہ کی غرض سے حاضر رہتے تھے۔

دارالعلوم ماہنامہ صفر ص ۳۸۔

آئمہ فن نے ان کی تعدیل و توثیق فرمائی ہے اتنی اکثریت کے مقابلے میں البیہندی کی تنہا جارحانہ رائے کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی بلند پایہ تفسیر اور شہرہ آفاق تاریخ اور دوسری تصانیف موجود ہیں۔ ان میں کہیں بھی رفض و شیعیت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ ہر جگہ اہلسنت و جماعت اور سلف صالحین کے مسلک کی تائید اور ترجمانی کی گئی ہے۔ شیعہ مصنفین نے کہیں بھی امام ابن جریر الطبری صاحب التفسیر الکبیر والتاریخ الشہیر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر کو اپنے علماء یا مصنفین میں شمار نہیں کیا اور علماء اہلسنت نے انہیں اپنے آئمہ میں شمار کیا ہے۔

دارالعلوم دیوبند ماہنامہ ربیع الاول ۴۲ھ ص ۱۳۶ آخری قطع طبع دیوبند دہلی۔

## امام ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی الیمنی رحمۃ اللہ المکی المتوفی ۷۶۸ھ ہجری

اپنی کتاب مرآۃ الجنان جز ثانی ص ۲۶۱ واقعات ۳۱۰ھ میں رقم طراز ہیں ۳۱۰ھ میں بغداد میں دینی علوم کے نامور عالم بحر خاں نامی گرامی علماء میں ممتاز بلند پایہ تفسیر اور مشہور معتبر تاریخ کے مصنف صاحب اوصاف جمیلہ و تصنیفات کثیرہ امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری نے وفات پائی۔

ماہنامہ دارالعلوم ص ۳۹ ربیع الاول۔

کاش شیخ بندیا لوی صاحب نے اپنے پیشواؤں کو پڑھا ہوتا یا ان کی قبر پر جا کر ہی پوچھ لیا ہوتا تو یہ اعتراضات نہ کرتے لیکن قبروں والے فائدہ انہیں کو دیتے ہیں جو قبر والوں کو مانتے ہیں منکروں اور فتوے لگانے والوں کو وہ فائدہ نہیں

پہنچاتے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے ایمان والو قبروں والوں سے آس نہ توڑنا جیسے کافر آس توڑ بیٹھے

پ ۲۸ المآئدہ آخری آیت۔

### امام محمد بن اسحاق کا مقام :-

یزیدی ٹولہ نے امام محمد بن اسحاق کو بھی منافق رافضی اور کہانیاں گھرنے والا کہا ہے میں اپنے قارئین سے ان کا تعارف پیش کرتا ہوں اور ان کو غلط کہنے کی وجہ بھی لکھتا ہوں طوالت کے خطرہ سے صرف ترجمہ کتابوں کے پیش کرتا ہوں تاکہ واضح ہو جائے روایت حدیث میں ماہرین اور ناقدین کے نزدیک آپ کتنا بڑا مقام رکھتے ہیں۔

### حافظ جمال الدین یوسف المزی محمد بن اسحق کے متعلق لکھتے ہیں۔

محمد بن اسحاق نے صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور تابعین سے سالم بن عبد اللہ بن عمر اور سعید بن المسیب کی زیارت کی۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے تعلیقاً روایت کی ہے۔ اور امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے ان سے اصالتاً روایت کی ہے۔ زہری کہتے تھے کہ جب تک مدینہ میں محمد بن اسحاق موجود ہیں ان کے علم کا خزانہ قائم رہے گا۔ امام شافعی فرماتے تھے کہ جو شخص مغازی میں تبحر حاصل کرنے کا ارادہ کریگا وہ محمد بن اسحاق کا پرودہ ہوگا ابو معاویہ کہتے تھے کہ محمد بن اسحاق کا حافظ لوگوں میں سب سے زیادہ ہے۔ امام بخاری نے کہا علی بن عبد اللہ۔ محمد بن اسحاق کی احادیث سے استدلال کرتے تھے اور ابن عیینہ نے کہا میں نے کسی شخص کو محمد بن



اسحق پر تہمت لگاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ابو زرہ دمشقی نے کہا کہ محمد بن اسحق وہ شخص تھے کہ بڑے بڑے علماء ان سے علم حاصل کرنے کیلئے جمع ہوتے تھے ان میں سفیان، شعبہ، ابن عیینہ، حماد بن زید، حماد بن مسلمہ، ابن المبارک، ابراہیم بن سعد تھے اور اکابر محدثین ان سے روایت کرتے تھے۔ محمد بن عبد اللہ بن نمیر کہتے ہیں کہ محمد بن اسحق پر قدری ہونے کی تہمت لگائی جاتی تھی حالانکہ وہ قدریہ کے عقائد سے بہت دور تھے۔ یعقوب بن شبہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن مدینی سے سوال کیا، کیا آپ کے نزدیک محمد بن اسحق کی حدیث صحیح ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میرے نزدیک محمد بن اسحق کی حدیث صحیح ہے۔ میں نے کہا پھر امام مالک نے ان پر جو اعتراض کیا اس کی کیا توجیہ ہے۔ انہوں نے کہا امام مالک ان کے پاس نہ بیٹھے نہ انہوں نے پہچانا۔ میں نے کہا ہشام بن عروہ نے ان پر اعتراض کیا ہے۔ (کہ محمد بن اسحق ہشام کی بیوی سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے اسکو نہیں دیکھا) علی بن مدینی نے کہا ہشام حجت نہیں اور ہو سکتا ہے کہ محمد بن اسحق نے بچپن میں ان کی بیوی سے حدیث کا سماع کیا ہو۔ ابو بکر مروزی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک موسیٰ بن عبیدہ اور محمد بن اسحق میں سے کون پسندیدہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ محمد بن اسحق۔ محمد بن عثمان بن ابی شبہ کہتے ہیں کہ علی بن مدینی نے کہا کہ محمد بن اسحق صالح وسط ہیں۔ یعقوب بن شبہ السدوی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا کیا آپ کو محمد بن اسحق کے صدق کے متعلق کوئی تردد ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ وہ صدوق (زیادہ سچے) ہیں عجبی نے کہا وہ ثقہ ہیں۔ شعبہ کہتے تھے محمد بن اسحق حدیث میں امیر المؤمنین ہیں۔ محمد بن سعد نے کہا محمد بن اسحق ثقہ ہیں۔ بعض لوگوں نے ان



پر اعتراض کیا ہے۔ ایک مقام پر کہا جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مغازی کو جمع کیا ہے وہ محمد بن اسحق ہیں (ابو احمد بن عدی نے کہا کہ محمد بن اسحق کی فضیلت کیلئے یہ کافی ہے کہ انہوں نے سلاطین کو فضول کتابوں سے ہٹا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مغازی کی طرف متوجہ کر دیا۔ اور بعد کے تمام سیرت نگاروں نے ان ہی سے استفادہ کیا ہے۔ احمد بن خالد نے کہا کہ ۱۵ھ میں محمد بن اسحق کی وفات ہوئی ہے۔

تہذیب الکمال ج ۱۶ ص ۸۳۔ ۷۰ ملخصاً مطبوعہ دار الفکر بیروت

تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸۔ ۳۳ مطبوعہ علیہ بیروت

### امام محمد بن اسحق کو کاذب کہنے کا جواب:-

احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی لکھتے ہیں، سلیمان بن داود کہتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید القطان نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحق کذاب ہے میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا مجھ سے وہیب بن خالد نے کہا وہ کذاب ہے۔ انہوں نے کہا میں نے وہیب سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا مجھ سے مالک بن انس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے میں نے مالک سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا مجھ سے ہشام بن عروہ نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے میں نے ہشام سے پوچھا تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ وہ میری بیوی فاطمہ بن المنذر سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں حالانکہ وہ نو سال کی عمر سے میرے پاس رخصتی کے بعد آئی تھی اور اسکو تاحیات کسی مرد نے نہیں دیکھا۔

الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۶ ص ۲۱۷ میزان الاعتدال ج ۶ ص ۵۸۔ ۱۵۷ المتظم ج ۵ ص ۲۰۹

تہذیب الکمال ج ۱۶ ص ۵۷ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۴

ان ہی کی کتابوں میں سے اس اعتراض کا جواب ملاحظہ ہو۔ امام ابن عدی لکھتے ہیں امام احمد نے فرمایا۔ امام محمد بن اسحاق کیلئے یہ ممکن تھا کہ جس وقت ہشام کی بیوی فاطمہ مسجد جارہی ہو۔ اس وقت انہوں نے اس حدیث کو سن لیا ہو یا کسی وقت وہ گھر سے جارہی ہو تو ان سے سن لیا ہو۔

الکامل فی ضعف الرجال ج ۶ ص ۲۱۲۰

علامہ ذہبی نے کہا کہ امام احمد نے فرمایا ممکن ہے کہ محمد بن اسحاق نے ان سے مسجد میں یہ حدیث سنی ہو یا انہوں نے پردہ کی اوٹ سے یہ حدیث بیان کی ہو اور اس میں کیا چیز مانع ہے حالانکہ وہ بوڑھی اور عمر رسیدہ ہو چکی تھیں۔

میزان الاعتدال ج ۶ ص ۵۸

علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ امام احمد نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ امام محمد بن اسحاق ہشام کی بیوی کے پاس گئے ہوں اور ہشام کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو مقتطم ج ۵ ص ۲۰۹ حافظ مزنی لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن احمد نے کہا میں نے اپنے والد کے سامنے ابن اسحاق کی ایک حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا کہ ہشام نے اسکا انکار نہیں کیا ہو سکتا ہے کہ محمد بن اسحاق ہشام کی بیوی سے اجازت لے کر گئے ہوں اور انہوں نے اجازت دے دی ہو اور ہشام کو اس کا علم نہ ہوا ہو۔

تہذیب الکمال ج ۱۶ ص ۵۷ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۵۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں امام محمد بن اسحاق کو سلیمان التیمی۔ یحییٰ قطان اور وہب بن خالد نے کاذب کہا۔ وہیب اور قطان تو انہوں نے اس تکذیب میں ہشام بن عروہ اور مالک کی تقلید کی ہے اور رہے سلیمان التیمی تو مجھے نہیں معلوم

انہوں نے کس وجہ سے محمد بن اسحاق پر اعتراض کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ روایت حدیث کے علاوہ اس کا کوئی اور سبب ہے کیونکہ سلیمان جرح اور تعدیل کے اہل نہیں ہیں۔ امام ابن حبان نے محمد بن اسحاق کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ہشام اور مالک نے ان پر جرح کی ہے۔ رہے ہشام تو ان کا قول لائق جرح نہیں ہے۔ کیونکہ تابعین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھے بغیر ان سے حدیث روایت کرتے تھے اسی طرح محمد بن اسحاق نے فاطمہ کو دیکھے بغیر ان سے حدیث روایت کی اور ان کے درمیان پردہ لٹکا ہوا تھا اور رہے مالک تو انہوں نے ایک مرتبہ یہ کہا اور پھر وہ ان کی طرف پلٹ گئے۔ وہ روایت کی وجہ سے اعتراض نہیں کرتے تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں کی جو اولاد مسلمان ہو گئی تھی اور ان کو غزوہ خیبر وغیرہ کے واقعات یاد تھے محمد بن اسحاق ان کو بھی تلاش کرتے ہر چند کہ ان سے استدلال نہیں کرتے تھے اور امام مالک کے نزدیک ان ہی سے روایت حدیث جائز تھی جو بہت ثقہ ہوں۔ اور جب امام ابن المبارک سے ان کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے تین مرتبہ کہا وہ بہت سچے ہیں اور امام ابن حبان نے کہا مدینہ میں محمد بن اسحاق کے پائے کا کوئی عالم نہیں تھا اور نہ روایات کو جمع کرنے میں کوئی شخص انکی ٹکڑ کا تھا۔ (الی قولہ) امام ذہبی نے ہشام کی تکذیب کا رد کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہشام کا یہ کہنا بدهتا غلط ہے کہ فاطمہ نو سال کی عمر میں اس کے نکاح میں آئی کیونکہ فاطمہ ہشام سے تیرہ سال بڑی تھی۔ اور امام ابن اسحاق نے فاطمہ سے اس وقت حدیث روایت کی ہے جب ان کی عمر پچاس سال سے زیادہ تھی اور فاطمہ سے امام محمد بن اسحاق کے علاوہ دوسروں نے بھی حدیث روایت کی ہے ان میں سے محمد بن سوقة ہیں



تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۸-۳۷ مطبوعہ علمیہ بیروت

الحمد للہ عزوجل صاف ہو گیا الزام محمد بن اسحق کے متعلق جو لگایا جاتا ہے یہ الزام لگانے والے جھوٹے ہیں اور جن کو اتنے آئمہ اسماء رجال نے ثقہ اور صحیح کہا ہے وہ یقیناً سچے ہیں اور پھر جو الزام لگایا جاتا ہے اس کی حقیقت واضح کر دی تاکہ آئندہ اس قسم کا اعتراض کرنے کا کسی کو موقع نہ مل سکے۔

### شبلی نعمانی سلیمان ندوی دیوبندی کی مہر تصدیق:-

محمد بن اسحق نے فن مغازی میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی وہ امام فن مغازی کے نام سے مشہور ہیں شہرت عام میں اگرچہ واقدی ان سے کم نہیں لیکن واقدی کی لغوی بیانی مسلمہ عام ہے اور اس لئے ان کی شہرت بدنامی کی شہرت ہے۔

محمد بن اسحق تابعی ہیں ایک صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا علم حدیث میں کمال تھا۔

سیرت النبی ج اول ص ۳۳ مطبوعہ کوآپریٹو کیپٹل پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ لاہور۔

الفاروق ص ۳۴ از شبلی نعمانی طبع مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔





## باب دوئم

**بندیالوی صاحب لکھتے ہیں :**

کہ حادثہ کربلا کے بعد کسی شخص نے بشمول خاندان حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس ظلم کا ذمہ دار یزید کو نہ ٹھہرایا نہ کوئی تحریک برپا کی کسی مخالف نے اپنی مخالفت کے اسباب میں اس حادثہ کو شامل نہیں کیا۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۶۔

**صحابہ یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے :**

لیجے جناب بندیالوی اینڈ کمپنی جواب آگیا سب سے پہلے طبقات الکبریٰ سے جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بمعہ تابعین سب یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔

جب یزید کے یہ ظلم شہادت والے سامنے آئے قافلہ مدینہ پہنچا تو بعد میں تمام نے یزید کے خلاف احتجاج کیا۔ جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا عبد اللہ بن خطلہ غیسل الملائکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فو الله ماخر جناعلىٰ يزید حتىٰ خفنا ان نرم بالحجارة من السماء  
ان رجلا ينكع الامهات و البنات والاخوات ويشرب الخمر  
ويدع الصلوة۔

طبقات الکبریٰ ج ۵ ص ۶۶ کا مل ابن اثیر ج ۳ ص ۱۰۳ طبع دار صادر بیروت

الروض الباسم فی الذب عن سہ ابی القاسم ج ۲ ص ۳۶ طبع منیر یہ مصر

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۱

آپ ہی کے علامہ عبداللہ العمدادی دیوبندی کے قلم سے ترجمہ تاکہ آپ کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ترجمہ غلط کیا اگر غلط کہنا ہے تو پھر اپنے ملاں پر اعتراض آپ کا جائے گا پہلے یہ پڑھئے۔

عبداللہ بن زید وغیرہم سے مروی ہے کہ شب ہائے حرہ میں اہل مدینہ اٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے بنو امیہ کو مدینہ سے نکال دیا اور یزید پلید بن معاویہ کا عیب اور اس سے اختلاف ظاہر کیا۔ سب نے عبداللہ بن حنظلہ پر اتفاق کیا اور اپنا معاملہ ان کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے ان لوگوں سے موت پر بیعت لی اور کہا اے قوم۔ اللہ سے ڈرو جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

(اب ترجمہ عربی متن) واللہ ہم لوگ اس وقت تک یزید کے مقابلے پر نہیں نکلے جب تک ہمیں یہ خوف نہ ہوا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے۔ وہ ایسا شخص ہے جو ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا ہے، شراب پیتا ہے اور نماز ترک کرتا ہے۔ (مزید اسی میں) واللہ اگر میرے ساتھ ایک شخص بھی نہ ہو تو میں ان یزیدوں سے جہاد میں اللہ سے امتحان لوں گا۔

لوگ ہر طرف سے جوق در جوق آرہے تھے اور بیعت کر رہے تھے۔ ان راتوں میں عبداللہ بن حنظلہ کی سوائے مسجد کے اور کوئی خوابگاہ نہ تھی۔ غذا میں قدرے ستوپینے پر اضافہ نہ کرتے جس سے روزہ افطار کر کے دوسرے دن تک اسی طرح گزارتے۔ وہ برابر روزہ رکھتے تھے اور تواضع کی وجہ سے انہیں آسمان کی طرف سراٹھاتے نہیں دیکھا گیا۔

طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۸۴ مترجم مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی

یہی باتیں کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۱۳۲ تا ۱۱۳۵ تک

ملاحظہ فرمائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ یزید کے خلاف صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین بشمول اہلبیت نے تحریکیں چلائیں لیکن یزید نے کسی کو کامیاب نہیں ہونے دیا اس بدکردار کا حال یہ تھا کہ جہاں کہیں سے لوگ اس کے خلاف اٹھتے تو یزید اور اسکے ہمنوا پہلے تو درہم و دینار کے لالچ سے ان لوگوں کو خریدنے کی کوشش کرتے اگر کامیابی نہ ہوتی تو پھر جنگ کرتے اور اس کا کوئی لحاظ نہ کرتے کہ ہماری تلوار صحابہ پر چل رہی ہے یا اہلبیت عظام پر یا مسجد و مبرکی توہین ہو رہی ہے بس وہ لوگ اپنی حکومت کے نشہ میں بہت بدست ہو چکے تھے جس طرح آج کل کے حاکم اپنی کرسی کو ہر حال بچانے کی کوشش میں رہتے ہیں بس یزید کہیں ان سے بڑھ کر تھا۔

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ اہلبیت کے عظیم لوگوں نے یزید کو اس ظلم کا ذمہ دار ٹھہرایا یہ بھی دیوبندیوں کے گھر کی شہادت اور مورخین سے

**صحابی اور اہل بیت کے عظیم فرد کا فتویٰ کہ**

**یزید اہلبیت کا قاتل ہے۔**

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر نے اپنی خلافت کا اعلان کیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عباس کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ ابن عباس نے اپنے موقف کی وجہ سے انکار کیا جس کا انہیں حق تھا اس انکار سے یزید یہ سمجھا کہ چونکہ یہ میری بیعت میں داخل ہیں اس لئے انہوں نے ابن زبیر کی بیعت سے انکار کیا اس بات سے خوش ہو کر (یزید) نے



ابن عباس کو ایک خط لکھا اور ابن عباس نے اس کا جواب دیا تاریخ نے یہ خط اور اس کا جواب اپنے دامن میں محفوظ کر کے بہت سے حقائق سے پردہ اٹھادیا پہلے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نام نامہ یزید (یعنی خط) پڑھتے ہیں۔ ترجمہ بعد ازاں مجھے اطلاع ملی ہے کہ ملحد ابن زبیر نے آپ کو اپنی بیعت کی دعوت دی تھی لیکن آپ نے ہم سے وفا کرتے ہوئے ہماری بیعت پر قائم رہے اللہ آپ کو ایک رشتہ دار کی طرف سے وہ بہترین جزا عطا فرمائے جو وہ صلہ رحمی کرنے والوں کو اور عہد نبھانے والوں کو عطا فرمایا کرتا ہے۔ اب میں کچھ بھی بھولوں پر آپ سے حسن سلوک اور آپ کے شایان شان صلے کا فوری انتظام نہیں بھول سکتا اب آپ ذرا اتنا خیال اور رکھیں کہ باہر سے جو لوگ آپ کے پاس آئیں جنہیں ابن زبیر نے اپنی جادو بیانی سے متاثر کر لیا ہو تو آپ ابن زبیر کے حال سے انہیں آگاہ کر دیا کریں۔ کیونکہ اس حرم کعبہ کی حرمت پامال کرنیوالے (ابن زبیر) کی نسبت لوگ آپ کی بات زیادہ سنتے اور زیادہ مانتے ہیں۔

### اور اب ابن عباس کا صاف جواب:-

ترجمہ بعد ازاں۔ تمہارا خط مجھے ملا۔ میں نے جو ابن زبیر کی بیعت نہیں کی تو واللہ اس امید پر نہیں کی کہ تم مجھ پر احسان کرو گے اور میری تعریف کرو گے میری جو نیت ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے تم نے جو یہ کہا کہ تم مجھ سے حسن سلوک کو فراموش نہیں کرو گے تو اے انسان تم اپنے حسن سلوک کو اپنے پاس رکھو کیونکہ میں تم سے اپنا سلوک نہیں رکھنا چاہتا تم نے مجھ سے یہ درخواست کی کہ میں لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت اور ابن زبیر کی نفرت پیدا کروں اور انہیں ابن زبیر کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ کروں تو نہیں یہ نہیں ہوگا یہ کام میرے لئے



باعث مسرت ہے نہ باعث عزت اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے تم نے حسین اور خاندان عبدالمطلب کے ان جوانوں کو قتل کیا جو ہدایت کے چراغ اور ناموروں میں ستارے تھے تمہارے حکم سے انہیں ایک کھلے میدان میں اس حال میں چھوڑا کہ وہ خون میں لت پت تھے ان کے بدن پر جو کچھ تھا۔ چھینا جا چکا تھا۔ پیاس کی حالت میں انہیں قتل کیا گیا اور بے کفن، بے دفن رہنے دیا گیا، ہوائیں ان پر خاک ڈالتی رہیں اور دبلے بچے بار بار ان کی لاشوں پر آتے رہے۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی قوم کو ان کے کفن دفن کی توفیق دی جو ان کے خون میں شریک نہ تھے۔

قسم ہے میرے رب کی ان کے طفیل تجھے یہ عزت ملی اور تجھے اس جگہ بیٹھنا نصیب ہوا جس جگہ اب بیٹھا ہوا ہے۔ سواب میں سب کچھ بھول سکتا ہوں لیکن یہ بات نہیں بھول سکتا کہ تیرے جبر سے حسن حرم نبوی سے نکل کر حرم الہیٰ میں آئے پھر تو اپنے سواروں کو مسلسل ان کے پاس بھیجتا رہا یہاں تک کہ انہیں عراق کی طرف روانہ کر کے چھوڑا اور وہ اس حالت میں نکلے کہ ان کو دھڑکا لگا ہوا تھا۔ پھر تیرے لشکر نے انہیں جالیا۔ اور یہ سب کچھ تو نے اللہ اور اس کے رسول اور ان کی اہلیت کی عداوت میں کیا جس سے اللہ نے گندگی کو دور کر کے انہیں خوب پاک صاف کر دیا تھا۔

حسین نے تمہیں یہ بھی کہا کہ میں لڑائی بھڑائی نہیں چاہتا۔ مجھے واپس چلے جانے دو لیکن تم نے یہ موقع غنیمت جانا کہ انصار کی تعداد کم ہے اور پورے خاندان کو ختم کیا جاسکتا ہے تو تم ملکر ان پر یوں ٹوٹ پڑے گویا تم مشرکوں اور کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو۔ تو نے میرے باپ کے خاندان کو قتل کیا۔

تیری تلوار سے میرے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں اور میرا ایک مدعا علیہ تو ہے ان حالات میں تو مجھ سے مودت کا طلبگار ہے اس سے بڑھ کر عجیب چیز کیا ہوگی۔

اور کسی غلط فہمی میں نہ رہنا۔ اگر آج تو نے ہم پر فتح پائی ہے تو ایک دن یقیناً ہم تجھ پر فتح پائیں گے۔

الکامل لابن اثیر ج ۴ ص ۱۲۸ طبع دار صادر بیروت لبنان

تجلیات صفحہ ۱ ص ۵۸۹ طبع ملتان امین صفدری دیوبندی اوکاڑوی

امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۳۶۶ تا ۳۶۸ از ظفر اللہ شفیق دیوبندی ادارہ صراط مستقیم مسلم کالونی شالامار لاہور۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۳۸ از عبدالرشید نعمانی دیوبندی مرتب ڈاکٹر عثمانی ندوی

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں      لو خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا  
انہیں کا قصہ سنا رہا ہوں زباں میری ہے بات ان کی انہیں کی محفل سنوارتا  
ہوں چراغ میرا رات انکی

۱۔ ان حقائق سے معلوم ہوا واقعہ کربلا کے بعد کوئی فرد یزید کا حامی نہ تھا جو پہلے خاموش رہے تھے اس واقعہ کے بعد انہوں نے بھی یزید کی شدید مذمت اور تردید کی اور کھل کر مخالفت بھی کی مزید براں اگر ان باتوں پر غور کریں تو بہت سے وہابی کش فوائد نظر آتے ہیں۔

۲۔ وہ یہ ان دیوبندیوں کی طرح یزید بھی صحابہ کرام اور اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا گستاخ تھا کہ اس نے اس مکتوب میں حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی

اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کو ملحد لکھا۔

۳۔ یزید کا ذہن بہت ہی گندی سیاست کی آماجگاہ تھا۔

۴۔ پہلے مدینہ اور پھر مکہ میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس جو وفود اور خطوط آتے تھے ان میں سے بہت سے یزید کے بھیجے ہوتے تھے اس طرح اس نے ایک سازشی منصوبے سے امام حسین کو پہلے مدینہ سے نکالا تو آپ مکہ پہنچے لیکن یزید نے وہاں سے بھی نکالا اور کربلا تک پہنچا دیا۔

۵۔ کربلا میں جو کچھ ہوا یزید کی رضا خوشنودی بلکہ حکم سے ہوا۔ اسکے بعد یزید کا اظہار افسوس محض منافقانہ پن تھا۔

۶۔ یہی حال دوسرے صحابہ کرام اور تابعین کا تھا کسی نے بھی یزید کے اقدامات کی تائید و تصویب نہیں کی بلکہ انہوں نے کھل کر واقعہ کربلا کے بعد یزید کی مذمت کی۔

صاف ہو گیا اعتراض مگر مزید برا آں پڑھے متعبر مورخ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ ترجمہ عبد اللہ العمدادی دیوبندی کے قلم سے مختار کا معاملہ روز بروز شدید ہونے لگا اور اس کے پیرو بڑھنے لگے وہ قاتلان حسین اور مددگار ان قتل کو تلاش کر کے انہیں تہ تیغ کرنے لگا اس نے ابراہیم بن الاشعث کو بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر مختار کے پاس بھیج دیا۔ مختار اس کے پاس گیا۔ پھر ابن زیاد کے سر کو ایک ڈبے میں رکھ کر محمد بن الحنفیہ (بن علی) اور علی بن الحسین رضی اللہ عنہ (یعنی زین العابدین) اور بقیہ بنی ہاشم کے پاس بھیج دیا۔ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ نے



عبید اللہ کا سردیکھا تو حسین پر رحمت بھیجی اور کہا کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حسین کا سر لایا گیا تو وہ ناشتہ کر رہا تھا۔ ہمارے پاس بھی عبید اللہ کا سر لایا گیا تو ہم لوگ ناشتہ کر رہے ہیں۔ بنی ہاشم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے مختار کی ثنا (یعنی تعریف) میں خطبہ نہ پڑھا ہو۔ دعانہ کی ہو اور اسکے حق میں تعریف کے کلمات نہ کہے ہوں۔ حالانکہ ابن حنفیہ مختار کا حال اور جو کچھ اس کی طرف سے انہیں معلوم ہوتا تو اسے ناپسند کرتے (یعنی اسکے برے کام) اس کے اکثر افعال سے بیزاری ظاہر کرتے۔ ابن عباس کہتے کہ اس نے ہمارا انتقام لے لیا۔ اس نے ہمارے کنبے کا بدلہ دے دیا۔ اس نے ہمیں ترجیح دی اور ہمارے ساتھ احسان کیا وہ عوام کے روبرو مختار کی تعریف کرتے۔

طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۱۵ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی  
کھل گئی حقیقت کہ یار لوگ صرف اور صرف یزید کی تعریف کی خاطر اس کو بڑھا  
نے چڑھانے کی خاطر بہانے تلاش کرتے ہیں اسی وجہ سے کبھی محدثین پر  
اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں کبھی اہلیت پر فاعتر و یا اولیٰ الابصار

حقیقت ہو یا افسانہ مگر یہ بات ظاہر ہے گریبان چاک نجدیت نے نجدیت کا کرڈالا  
لیجئے یہ بھی پڑھ لیں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بیٹے زید الشہید ان کی  
والدہ ام ولد تھیں انہوں نے عہد سلطنت ہشام میں دعویٰ خلافت کیا تھا بہت  
لوگوں نے ان کی بیعت کر لی تھی مدائن بصرہ واسط، موصل خراسان رے جرجان  
کے علاوہ صرف کوفہ ہی کے پانچ ہزار شخص تھے جب یوسف ثقی ان کے مقابلے  
میں لشکر لایا تو یہ سب لوگ امام کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس طرح نجدہ بن عامر حنفی  
نے شہادت حنین کے وقت یمامہ پر حملہ کر دیا اور یزید بن معاویہ کی مخالفت کی اور



ابن زبیر کی مخالفت نہ کی بلکہ علیحدگی اختیار کر لی اس کے اصحاب اس کی پیروی کرتے تھے پس جب عرفہ کی شب آئی تو ولید بن عتبہ نے جمہور کیساتھ دفاع کیا اور حضرت ابن زبیر اور اصحاب نجدہ پیچھے رہ گئے پھر ہر فریق اکیلے اکیلے دفاع کرنے لگا۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۳۳ طبع نفس اکیڈمی کراچی

زید شہید نے فرمایا رضو نا الیوم اس دن سے رافضی کا لفظ نکلا

سیرت رحمت اللعالمین ص ۱۱۹ ج ۴ طبع الفیصل ناشران لاہور از سلیمان منصور پوری وہابی مزید قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ محمد ذی النفس الزکیہ بن حسن ثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہ نے دعویٰ خلافت کیا اور امام مالک نے ان کی رفاقت کا فتویٰ دیا تھا۔

سیرت رحمت اللعالمین ج ۴ ص ۱۱۵ طبع الفیصل ناشران غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور بہر حال بتانا یہ مقصود تھا کہ اہلبیت کے گھرانے نے بھی بنی امیہ کے خلاف تحریکیں چلائیں لیکن کامیاب نہ ہو سکیں لیکن یہ بہانے گر بہانے بناتے ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ ملاؤں کی تحریریں:-

گستاخ نمبر ۱۔ یہ بھی تعجب ہے ان یزیدی ملاؤں پر کہ یہ گستاخان صحابہ و اہلبیت کے ساتھ ساتھ انبیاء اولیاء کے بھی گستاخ ہیں اپنی گستاخیاں چھپانے کیلئے باتیں گھڑتے رہتے ہیں گستاخ مولوی مفتی عبدالرحیم حنفی دیوبندی مبلغ و مناظر اسلام خطیب لاہور حال مال روڈ کی کتاب ندائے حق میں تقریباً باسٹھ اعتراضات و الزامات لگائے گئے ہیں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

نمبر ۱۔ معاویہ ایک متنازعہ شخصیت ہیں ان کی بغاوت کے حمایتی انکو صحابی کا تب وحی مجتہد جنتی بناتے ہیں اہل علم و تحقیق علماء و مشائخ کے نزدیک نہ صحابی، نہ مہاجر، نہ انصار بلکہ باغی (معاذ اللہ)

نمبر ۲۔ وہ کون ہے جسے محقق علمائے اسلام نے مشہور معروف کتاب مجمع البحرین میں لکھا ہرگز ہرگز صحابی نہیں (معاذ اللہ) دشمنان امیر معاویہ اص ۱۹۴، ۱۹۵ طبع بلال گنج لاہور۔

یہ میں نہیں کہہ رہا حنفی دیوبندی ملاں کے کفریات نقل کیے ہیں جو اس نے ایک صحابی کے متعلق لکھے ہیں اس طرح اسی ملاں عبدالرحیم دیوبندی نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیچڑ اچھالتے ہوئے ۲ نامی گرامی کتابیں لکھیں ہیں ایک کا نام اظہار حق اور دوسری کا نام راہ ہدایت ہے جن لوگوں کو یہ دو خباثت سے بھری پٹاریاں دیکھنے کا اتفاق ہوا وہ جانتے ہیں کہ اس شخص نے کن کن طریقوں سے اپنے خبیث باطنی کا اظہار کیا اور رہتی دنیا تک اپنے لئے لعنت چھوڑی۔

**گستاخ نمبر ۲۔** اسی طرح عبدالقیوم علوی فاضل وفاق المدارس

دیوبند دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈ کی کتاب ۲ جلدوں میں لکھتے ہیں۔ مندرجہ بالا کلام کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوگئی کہ بغض علی خلافت علی کا انکار اور علی علیہ السلام پر سب و شتم کرنا شعائرِ نواصب میں سے ہے رہی یہ بات کہ اسکا متبدی اور بانی کون ہے اس کا تفصیلی جواب تو حصہ دوم میں آئے گا۔ سر دست اتنا بتا دیتا ہوں کہ سب افعال شنیعہ اور عقائد قبیحہ کا بانی معاویہ بن ابی سفیان ہے جسے اہل

سنت غیر شعوری طور پر جلیل القدر صحابی سمجھے بیٹھے ہیں۔

تاریخ نواصب ج اول بحوالہ دشمنان امیر معاویہ ج ۴ ص ۳۷ طبع بلال گنج لاہور

کیوں میری گفتگو سے بگڑتے ہو بے سبب انہما حقیقت ہے کوئی گلہ تو نہیں

**گستاخ نمبر ۳** ابن کثیر لکھتے ہیں:-

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے ان کو اہل بشام نے قتل کر دیا اس واقعہ سے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس حدیث کا راز ظاہر ہو گیا کہ اس کو باغی جماعت قتل کریگی اور یہ ظاہر ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ باغی تھے۔

البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۶۷ عربی طبع بیروت

اردو ج ۷ ص ۲۲۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر دیوبندیت کا عمامہ سجا کر اور صحابہ کرام کے مداح ہونے کا دعویٰ کرنے والے مولوی مفتی عبدالرحیم اور مفتی عبدالقیوم کا عقیدہ ظاہر کرنے کے ساتھ مودودی علیہ ما علیہ کی شہرہ آفاق کتاب خلافت و ملوکیت کا کچھ مطالعہ کریں۔

جناب مودودی لکھتے ہیں۔

**گستاخ نمبر ۴**۔ زیاد بن سمیہ کا استحقاق بھی حضرت معاویہ کے ان

افعال میں سے ہے جن میں انہوں نے سیاسی اغراض کیلئے شریعت کے ایک مسلم قاعدے کی خلاف ورزی کی تھی۔ زیاد طائف کی ایک لوٹڈی سمیہ نامی کے پیٹ



سے پیدا ہوا لوگوں کا بیان یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت معاویہ کے والد جناب ابوسفیان نے اس لونڈی سے زنا کا ارتکاب کیا تھا اور اسی سے وہ حاملہ ہوئی حضرت ابوسفیان نے خود بھی ایک مرتبہ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ زیاد انہیں کے نطفہ سے جو ان ہو کر یہ شخص اعلیٰ درجے کا مدبر۔ منتظم، فوجی، لیڈر اور غیر معمولی قابلیتوں کا مالک ثابت ہوا۔ حضرت علی کے زمانہ خلافت میں وہ آپ کا زبردست حامی تھا اور اس نے بڑی اہم خدمات انجام دیں تھیں ان کے بارے میں حضرت معاویہ نے اسکو اپنا حامی و مددگار بنانے کیلئے اپنے والد ماجد کی زنا کاری پر شہادتیں لیں اور اس کا ثبوت بہم پہنچایا کہ زیاد انہیں کا ولد الحرام ہے۔ پھر اس بنیاد پر اسے اپنا بھائی اور اپنے خاندان کا فرد قرار دیا۔ یہ فعل اخلاقی حیثیت سے جیسا کچھ مکروہ ہے وہ تو ظاہر ہے ہی مگر قانونی حیثیت سے بھی ایک صریح ناجائز فعل تھا۔ کیونکہ شریعت میں کوئی نسب زنا سے ثابت نہیں ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا صاف حکم موجود ہے کہ بچہ اسکا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا اور زانی کے لئے کنکر پتھر ہیں۔ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ نے اسی وجہ سے اسکو اپنا بھائی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اس سے پردہ فرمایا۔

خلافت و ملوکیت ص ۵۷ مطبوعہ ترجمان القرآن لاہور۔

مزید یہ کہ مقدمہ میں میں رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ فتاویٰ رشیدیہ کے حوالہ سے لکھ چکا۔ صحابہ کرام کا گستاخ کافرنہیں یہ تو قارئین پر واضح ہو چکا ہے یزید گستاخ صحابہ و اہلبیت تھا۔ اسی طرح یزید کی روحانی اولاد پھر یہ لبادہ منافقین والا کہ ہم مداح خان صحابہ ہیں اتار کر پھینک دیں لیکن یہ ایسا بھی کرنے کو تیار نہیں ہونگے وہ اس لئے کہ ان کی روٹیاں بند ہو جائیں گی۔



میں اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرما یہ منافقت کا لبادہ اتار کر مخلص مومن بن جائیں۔ آمین

نہ تم صدے ہمیں دیتے نہ یوں ہم فریاد کرتے نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں شیخ بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں۔

محققین علماء یزید کی تعریف و توصیف پر اس لئے بھی مجبور تھے کہ وہ جانتے تھے کہ سینکڑوں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یزید کے ولی عہد بنائے جانے کی تائید کی اور پھر اس کے ہاتھ پر بیعت ولی عہدی اور بیعت خلافت کی تھی اور ان بیعت کرنے والوں میں حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت ارقم حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری حضرت کعب بن عمرو انصاری۔۔۔۔۔ حضرت انس بن مالک حضرت اسامہ بن زید۔ حضرت جابر بن تمیمک، حضرت مالک بن ربیعہ حضرت ثاقب بن ضحاک، حضرت ابو واقد لیشی حضرت ابو قتادہ انصاری حضرت رافع بن خدیج حضرت قیس بن سعد حضرت عثمان بن حنیف انصاری، حضرت براء بن عاذب حضرت ابوسعید خدری حضرت زید بن ارقم حضرت صفوان بن معطل۔ حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی حضرت معقل بن یسار۔ حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن عمر بن العاص۔ حضرت سمرہ بن جندب حضرت ولید بن عقبہ، حضرت سعد بن العاص۔ حضرت نعمان بن بشیر، حضرت ضحاک بن قیس۔ حضرت معاویہ بن خدیج۔ حضرت عبد اللہ بن عباس۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے علاوہ سینکڑوں مشہور و معروف صحابہ شامل تھے۔

قارئین یہ تو آپ جان چکے ہونگے اکثر مؤرخین تو یزیدی کے نزدیک کوئی رافضی کوئی جھوٹا تو کوئی منافق مزید ان شاء اللہ عزوجل واضح ہوتا جائے گا۔ لیکن اس ملاں کو چاہیے تھا جو اس کے نزدیک ثقہ مؤرخ تھے ان میں کم از کم کسی کا تو حوالہ دیتے کہ فلاں محقق نے کہا کہ سینکڑوں نے یزید کی بیعت کی۔ لفظ سینکڑوں جمع ہے جس کا حاصل کم از کم تین سو صحابہ کرام بنتے ہیں کیونکہ جمع کا اطلاق تین یا اس سے زائد پر بولا جاتا ہے پھر اس ملاں نے دودفعہ یہ لفظ استعمال کیا اس کا حاصل چھ سو صحابہ بنتے ہیں۔ بند یا لوی صاحب چھ سو صحابہ کی بیعت زید کے ہاتھ پر ثابت کریں۔

پھر حماقت اور بد عقلی اس ملاں کی نام صرف پینتیس صحابہ کے نوٹ کئے۔ کم از کم ایک سینکڑا کے نام تو لکھتے تاکہ ہم بھی پڑھتے کہہ دینے سے یا لکھ دینے سے تو سینکڑوں بن نہیں جاتے میں کہتا ہوں سینکڑوں صحابہ کرام کی بیعت زید کے ہاتھ ثابت کرو فی سینکڑا ہزار روپیہ انعام لو۔ ورنہ میں یہی کہوں گا۔ لعنہ اللہ علی الکذبین۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت اور صحابہ کرام پر جھوٹے الزام لگانے والے پر بھی بے شمار لعنت

عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں کہ ایک صحابی بھی یزید کا ہمنوا نہ تھا۔ کوئی صحابی ہمیں یزید کا ثنا خواں اور حمایت میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر نہیں آتا ہے۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۲۹ طبع مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور

بند یا لوی ہوش کے ناخن لے تیری خرافات مانیں کہ چھ سو صحابہ یزید کی بیعت میں تھے یا تیرے ہم مسلک اور تیرے بڑے رہنما کی مانیں کہ ایک صحابی بھی

یزید کا حمایتی نہ تھا۔

اب میں اپنے قارئین سے پہلے تو یزید کی دلی عہدی کا ذکر کرتا ہوں تاکہ واضح ہو جائے کہ کتنے صحابہ کرام نے بیعت کی اور پھر مخالفت کرنے والوں کا بھی ذکر آجائے گا اور ان شاء اللہ عزوجل دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔



## باب سوئم

### یزید کی ولی عہدی کی داستان

اس عبارت میں یزید کی بیعت و خلافت کو ثابت کرنے کے لئے جس انداز میں صحابہ کرام کے نام پیش کئے گئے اور شاندار الفاظ استعمال کئے ہیں اگر ان پر غور کریں جہاں یہ یزید کی شان کو دو بالا کرتے ہیں دوسری طرف صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔

یزید کی بیعت ولی عہدی کو ہمہ گیر ثابت کرنے کیلئے بے شمار صحابہ کرام کے ناموں کو استعمال کیا گیا لیکن حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے یزید کی ولی عہدی کے جواز کا مقام بہت ہی کٹھن تھا اس کے بعد پھر تمام منزل آسان ہو جاتی اس لئے مؤلف نے یزید کی منقبت ولی عہدی کو ثابت کرنے کے لئے صحابہ کرام کو استعمال کیا اور یزید کی صلاحیتوں اور جذبات ملی کے کارہائے نمایاں کی بنیاد پر اس کی محبوبیت کا قصر قائم کر کے پورے عالم کو اس کی زیارت کرائی ہے اور اپنی عادت کے مطابق بہت سے مورخین کو مجروح کر کے دھوکا دیا ہے۔

### یزید کو ولی عہد کرنے کے اسباب:-

میں کہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد خلفائے اسلام کا انتخاب، اکابر مہاجرین و انصار صحابہ کرام کے مشورہ سے ہوتا رہا۔ یزید کی ولی عہدی کے زمانہ میں اکابر صحابہ کرام اٹھ چکے تھے لیکن ان میں بہت سے اکابر صحابہ کرام کی اولاد موجود تھی جنہیں خود بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ خصوصاً حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت حسین بن علی،



حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر اور حضرت عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس رضی اللہ علیہم اجمعین یہ حضرات اپنے اسلاف کرام کا نمونہ اور اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کا پیکر تھے ان سب حضرات کی موجودگی میں یزید جیسے شخص کا نام خلافت کیلئے پیش کرنا کسی طرح بھی مناسب نہ تھا اس امر کی ابتدا یوں ہوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہ کو معزول کر کے ان کی جگہ سعید بن عاص کو مقرر کرنا چاہتے تھے حافظ ابن کثیر نے ۵۶ھ میں یزید کی ولی عہدی کے متعلق یوں تبصرہ کیا ابن جریر نے شععی کے طریق سے روایت کی۔

-----

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص کو کوفہ کا امیر مقرر کرنے کا عزم کر لیا جب حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو انہیں پشمانی ہوئی اور انہوں نے یزید بن حضرت معاویہ کے پاس آکر اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے باپ سے ولی عہد ہونے کا مطالبہ کرے اس نے اپنے باپ سے مطالبہ کیا تو اس نے پوچھا یہ مشورہ تجھے کس نے دیا اس نے کہا حضرت مغیرہ نے حضرت معاویہ کو حضرت مغیرہ کی بات پسند آئی اور انہوں نے انہیں کوفہ کی عملداری پر واپس بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس بارے میں کوشش کریں اس موقع پر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کام کی مضبوطی کے لئے سعی کی اور حضرت معاویہ نے زیاد کو خط لکھ کر اس بارے میں اس سے مشورہ لیا تو زیاد نے اس بات کو پسند نہ کیا کیونکہ وہ یزید کے کھلنڈرے یعنی (برے کردار) پن اور شکار اور کھیل کی طرف متوجہ ہونے سے واقف تھا۔ اس نے حضرت معاویہ کے پاس عبید اللہ بن کعب بن النمر کو بھیجا کہ وہ آپ کو اس رائے سے پھیر دے اور وہ زیاد کا بڑا مکار

دوست تھا۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۷۰ مطبوعہ نفیس اکیڈمی مترجم اختر فتح پوری تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول ص ۱۴۲-۱۴۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی مترجم سید حیدر علی طباطبائی دیوبندی ابن اثیر ج ۳ ص ۴۹ تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۷۰ طبع ملتان

پھر حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات کا انتظام کرنے اور اسکی طرف دعوت دینے میں لگ گئے اور اپنے بیٹے یزید کیلئے بیعت لی اور آفاق کی طرف یہ بات لکھی اور دیگر صوبوں کے لوگوں نے بھی اس کی بیعت کر لی مگر عبدالرحمن بن ابی بکر۔ حضرت عبداللہ بن عمر۔ حضرت حسین بن علی، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عباس نے بیعت نہ کی (رضوان اللہ علیہم اجمعین)۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سوار ہو کر مکہ کی طرف عمرہ کرنے آئے اور جب مکہ سے واپسی پر آپ مدینہ سے گزرے، تو آپ نے ان پانچوں میں سے ہر ایک کو الگ الگ بلا کر ڈرایا دھمکایا اور ان میں سے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے آپ کو سب سے سخت جواب دیا اور بڑی دلیری کے ساتھ آپ سے گفتگو کی اور ان میں سب سے نرم گفتگو کر نیوالے حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما تھے۔

تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۸۷۱ مطبوعہ نفیس کراچی

تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۴۳ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

نیز یہی لکھتے ہیں

ترجمہ:- عام لوگوں نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت کی اور یہ لوگ بیٹھے رہے نہ

موافقت کی نہ مخالفت کی۔ کیونکہ ان کو ڈرایا دھمکایا تھا۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۰ عربی

### حضرت سعید بن عثمان بن عفان کا بیان :-

یزید کو حکمران بنانے کے بارے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملامت کی اور آپ سے مطالبہ کیا کہ اس کی جگہ مجھے حکمران بنادیں اور سعید نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے باتوں باتوں میں یہ بھی کہا کہ بلاشبہ میرا باپ (یعنی عثمان غنی رضی اللہ عنہ) ہمیشہ آپ کا خیال رکھتا رہا ہے حتیٰ کہ آپ شرف و مجد کی چوٹی تک پہنچ گئے ہیں آپ نے اپنے بیٹے کو مجھ پر مقدم کر دیا حالانکہ میں ماں باپ کے لحاظ سے اور ذاتی طور پر اس سے بہتر ہوں۔

تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۷۲ طبع کراچی

تاریخ طبری ج ۴ ص ۴۵ طبع کراچی تجلیات صفحہ ج ۱ ص ۷۱ طبع ملتان

### حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر کا انکار بیعت یزید سے ثبوت بخاری شریف سے :-

ترجمہ :- عبدالدارم الجلالی البخاری دیوبندی کے قلم سے یوسف ابن ماہک کہتے ہیں کہ مروان امیر معاویہ کی طرف سے حجاز کا گورنر تھا۔ ایک روز دوران تقریر اس نے یزید پلید بن معاویہ کیلئے بیعت لینے کا تذکرہ کیا حضرت عبدالرحمن بن صدیق اکبر نے مروان کو کچھ جواب دیئے (وہ یہ کہ یہ طریقہ ہرقلیہ ہے)

مروان بولا اس کو پکڑ لو عبدالرحمن بھاگ کر حضرت عائشہ کے مکان میں داخل ہو گئے۔ مروان بولا اسی کے متعلق خدا تعالیٰ نے آیت والذی قال لوالدیہ اف



لکھا اتعداننی ان اخرج نازل کی ہے یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے پردہ کے پیچھے سے فرمایا کہ سوا میرے عذر کے خدا تعالیٰ نے اور کوئی آیت ہمارے حق میں نازل نہیں فرمائی۔

صحیح بخاری شریف ج ۳ ص ۵۵۶ طبع العربیۃ اقبال ٹاؤن لاہور۔  
یہی روایت بخاری نسائی شریف کے حوالہ سے الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ج ۲ ص ۴۰۰ پر اور استعیاب فی الامصرۃ الاصحاب ج ۲ ص ۳۹۳ پر بھی موجود ہے اور تاریخ ابن خلدون مترجم ج ۲ ص ۵۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان  
بریزید و مروان علیہما یر:

بخاری۔ نسائی اور ابن ابی حاتم نے بہ الفاظ واحد متفرق واسطوں سے لکھا ہے کہ جس زمانہ میں مروان منجانب (حضرت) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حجاز کا حاکم تھا اس نے ایک دن مدینہ منورہ میں خطبہ دیتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ نے امیر معاویہ کو اپنے بیٹے کے ولی عہد بنانے میں بڑی ہی سمجھ بوجھ دی ہے۔ یہ رائے بالکل درست ہے کیونکہ شیخین (یعنی حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی یہی سنت ہے اس پر حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر نے کہا شیخین کی سنت نہیں بلکہ قیصر و ہرقل کے طریقہ پر اور واقعہ یہ ہے کہ پدر بزرگوار حضرت ابوبکر نے بخدا اپنی اولاد و اہلبیت کو ولی عہد خلافت نہیں کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی پدری شفقت کی وجہ سے ولی عہد بنا رہے ہیں اس پر مروان نے کہا تم وہی ہو جس کے متعلق قرآن کریم میں نازل ہوا کہ والدین کو اف تک نہ کرو انہوں نے جواب دیا



اے مروان تم ابن لعین ہو اور آپ کے باپ پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لعنت کی ہے اس واقعہ کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا والدین کو اف تک نہ کرو کی آیت فلاں فلاں شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مروان کے باپ پر اس وقت لعنت کی تھی جبکہ مروان ان کی پیٹھ میں موجود تھا اور جزو پدر تھا اس لحاظ سے مروان بھی مستوجب لعنت ہوا ہے۔

تاریخ الخلفاء ص ۲۰۲ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

قارئین ان باتوں پر غور فرمائیں۔ تو بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ تمام صحابہ کرام جو اس وقت موجود تھے وہ تمام یزید کی بیعت پر متفق نہ تھے بلکہ اختلاف کر نیوالے بھی تھے۔

## ابوبکر ابن العربی کا عبداللہ بن عمر کی بیعت پر تبصرہ:-

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا تم سے پہلے بھی خلفاء ہوئے ہیں اور ان کے بیٹے بھی تھے تمہارا بیٹا ان سے اچھا نہیں انہوں نے تو اپنے بیٹوں کے متعلق یہ نہیں سوچا جو تم اپنے بیٹے کے متعلق سوچ رہے ہو بلکہ انہوں نے اس کا اختیار مسلمانوں کو دیا ہے کہ اپنی بہتری سوچیں باقی رہا مجھے نصیحت کرنا کہ میں مسلمانوں میں اختلاف پیدا نہ کروں تو میں فی الواقع اختلاف نہیں ڈالوں گا اور دوسرے مسلمانوں کی طرح جس بات پر وہ اتفاق کر لیں میں ان کا ساتھ دوں گا اور پھر باہر آگئے۔

العواصم من القواصم ص ۲۱۶ طبع الدار السعودیہ لاشر

امام حسین و عبدالرحمن و عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ابوبکر ابن عربی کا تبصرہ:-

نیز ابن عربی لکھتے ہیں۔

ترجمہ: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا بھیجا اور جب یہ لوگ اندر آ گئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی حمد و ثنا سے آغاز گفتگو کرتے ہوئے کہا تم جانتے ہو کہ میں نے تم سے کس قدر اچھا سلوک کیا ہے میں تم سے ہمیشہ چشم پوشی کرتا رہا ہوں تم لوگوں نے جو بھی بوجھ مجھ پر رکھا میں نے برداشت کیا میرا بیٹا یزید تمہارا چچا زاد تمہارا بھائی ہے اور تمہارے متعلق اس کے خیالات بڑے نیک ہیں میرا ارادہ ہے کہ تم اسے خلیفہ کا نام دے دو اور باقی معاملات تمہارے سپرد ہیں گے جسے چاہو رکھو جسے چاہو نکال دو جو چاہو حکم چلا دو اور جیسے چاہو مال تقسیم کرو وہ تمہارے معاملات میں دخل نہیں ہوگا سب لوگ خاموشی سے یہ گفتگو سنتے رہے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے لیکن پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا پھر پوچھا گیا جواب کیوں نہیں دیتے مگر ادھر خاموشی رہی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن زبیر کو متوجہ کر کے کہا اے ابن زبیر تم ہی بولو بخدا آپ تو خطیب قوم ہیں تو انہوں نے کہا۔ ہاں اے امیر المومنین میں تین باتیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جو چاہو پسند کر لو تو امیر معاویہ نے کہا ہاں بیان کرو تو انہوں نے کہا اس معاملہ میں اگر مناسب سمجھو تو وہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیا اگر چاہو تو وہ کرو جو ابوبکر نے کیا وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد

امت کے بہترین آدمی ہیں اگر چاہو تو وہ کرو جو عمر رضی اللہ عنہ نے کیا وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کے بہترین آدمی ہیں تو امیر معاویہ نے کہا خدا تیرے باپ کو جنت عطا کرے انہوں نے کہا کیا ابن زبیر نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو انہوں نے کسی کو خلیفہ مقرر نہ فرمایا۔ اہل اسلام نے اپنی مرضی سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنالیا اگر چاہو تو یہ کام امت کی مرضی پر چھوڑ دو یہاں تک کہ منشاء ایزدی پوری ہو جائے اور مسلمان اپنے خلیفہ کو منتخب کر لیں تو امیر معاویہ نے فرمایا کوئی اور بات کرو آج تم میں ابو بکر کی مثل کوئی شخص موجود نہیں اور مجھے ڈر ہے کہ اختلاف ہو جائے پھر ابن زبیر نے کہا کہ ایسا کرو جو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا کسی ایسے شخص کو خلیفہ نامزد کر دیا جو قریشی تو تھا مگر انکے خاندان کا نہیں تھا تو امیر معاویہ نے کہا کہ تیسری بات بیان کرو ابن زبیر نے کہا تیسری بات یہ ہے کہ وہ کرو جو عمر نے کیا انہوں نے یہ معاملہ قریش کے چھ افراد پر مشتمل مجلس شوریٰ کے سپرد کر دیا تھا اور اس شوریٰ میں ان کے گھر کا ایک آدمی نہ تھا۔ (حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اس جواب کے بعد) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس کے سوا کوئی اور صورت ہو سکتی ہے تو انہوں نے کہا نہیں امیر معاویہ نے پھر دوسرے لوگوں سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو (یعنی امام حسین و عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمن بن ابو بکر رضوان اللہ علیہم وغیرہم سے) انہوں نے کہا ہمارا بھی یہی خیال ہے تو امیر معاویہ نے کہا کہ جو تمہاری مرضی ہے کرو اگر میری بات نہیں مانتے تو نہ سہی حالانکہ میں تمہیں ترقی دینا چاہتا ہوں اور میں نے تم کو انتباہ کر کے اتمام حجت کر دیا ہے اگر تم میں سے کسی شخص نے بھی برسر عام میری بات کو جھٹلانے کی کوشش



کی تو اس کا انتظام میں کر لوں گا میں ایک بات کر نیوالا ہوں اگر سچ بولوں گا تو اس کا مجھے اجر ملے گا اور اگر جھوٹ بولوں گا تو اس کا گناہ میری گردن پر ہوگا۔

العواصم من القواصم ص ۲۲۱، ۲۲۰ طبع الدالاسعودیۃ لانشر۔

قارئین اندازہ فرمائیں کہ کس انداز میں یزید کی بیعت لی گئی۔

**امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن عمر کے متعلق لکھتے ہیں**

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے) بلوا کر حمد و ثنا کے بعد کہا آپ کا مقولہ تو یہ ہے کہ جس دن مجھ پر کوئی امیر نہ ہو اس رات مجھے سونا گوارا نہیں۔ اب میں تمہیں مسلمانوں کے اتحاد میں پھوٹ ڈالنے سے خوف دلاتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ مسلمانوں میں کسی قسم کے فساد کی کوشش نہ کرو گے اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر پہلے تو اللہ کی تعریف اور سرور عالم کی توصیف بیان کی اور پھر کہا۔

آپ سے پہلے والے خلفاء کے بھی فرزند تھے ان کے بیٹوں سے آپ کا بیٹا برتر و بالا نہیں اور انہوں نے اپنے بیٹوں کے لئے وہ سب کچھ نہیں کیا جو آپ نے اپنے بیٹے کے لئے کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں پر چھوڑا اور دور کے مسلمانوں نے اپنے حق خود اختیار کے پیش نظر اپنے لئے خلیفہ کا انتخاب کیا۔ اور مسلمانوں میں جو پھوٹ ڈالنے کی دھمکی دے رہے ہو تو بخدا میں مسلمانوں میں افتر اپسند نہیں کرتا اب بحالت موجودہ مسلمانوں کا اجتماع و اتفاق جس پر ہوگا اسی کو خلیفہ بنایا جائے گا اور میں بھی مسلمانوں ہی کا ایک فرد ہوں جماعت سے علیحدہ نہیں ہوں اتنا کہہ کر ابن عمر اس مجلس سے باہر چلے گئے ابن عمر



کی یہ تقریر سن کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ آپ پر رحم و کرم کرے۔

تاریخ الخلفاء مترجم ص ۱۹۸ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی

**علامہ و شتانی مالکی حضرت عبداللہ بن عمر امام**

**حسین اور عبداللہ بن زبیر کے متعلق لکھتے ہیں۔**

بیاسی اور دیگر مورخین بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا اور لوگوں سے اس کی بیعت لے لی تھی۔ حضرت حسین بن علی۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے اس وقت بیعت نہ کی تھی۔ حضرت معاویہ کی وفات کے بعد جب یزید کی بیعت لی گئی تو ان تینوں حضرات سے بیعت لینا بہت اہم تھا۔ یزید نے مدینہ کے گورنر کو لکھا حسین و ابن عمر اور ابن زبیر کو گرفتار کر لو اور ان سے فوراً بیعت لو اور اس حکم میں کوئی رخصت نہیں ہے۔ مدینہ کے حاکم نے حضرت حسین اور حضرت ابن زبیر کو بلوایا انہوں نے اگلے دن آنے کا وعدہ کیا پھر ابن زبیر اسی وقت مکہ چلے گئے گورنر نے ان کی تلاش کرائی لیکن ان کا پتہ نہ چلا کیونکہ حضرت ابن زبیر نے سفر میں عام اور معروف راستہ اختیار نہیں کیا تھا۔ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلوایا لیکن حضرت حسین بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ رات کو مکہ روانہ ہو گئے تھے۔ حضرت حسین جب مکہ میں اطمینان سے رہنے لگے تو اہل کوفہ نے انہیں بیعت کے سلسلہ میں پیغامات بھجوانا شروع کر دیئے۔ حضرت حسین ان کی دعوت پر کوفہ کیلئے روانہ ہو گئے۔

اکمال اکمال العلم ج ۳ ص ۲۲۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

**یزید کا تقرر خلافت نہیں بلکہ ملوکیت ہے۔**

قارئین ان حقائق پر اگر غور کریں تو یہ بات کھل کر واضح ہو جاتی ہے۔ خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ کے دور میں اسلامی حکومت وہ نظام جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خلفائے راشدین کی بہم کاوشوں سے تشکیل پایا تھا۔ وہ زیر و زبر ہو گیا اور یزید کی ولی عہدی سے ملوکیت از سر نو مسلمانوں پر مسلط کر دی گئی۔ اور افسوس کہ یہ تقرر صحابہ کی زندگی اور ان کے علی الرغم ہوا۔ چنانچہ مروان نے جب مدینہ میں یزید کی ولی عہدی کا اعلان کیا تو عبدالرحمن بن ابوبکر نے صاف انکار کر دیا اور کہا تم جھوٹ بولتے ہو یہ خلافت نہیں بلکہ تم نے خلافت کو ہرقلیت ملوکیت سے بدل دیا جیسا کہ بحوالہ بیان ہو چکا ہے۔

ملوکیت کے اہم ترکیبی عناصر خاندانی وراثت اور شخصی اختیار ہی ہیں اور یہ دونوں عنصر یزید کے تقرر میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ استصواب رائے عامہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ارباب حل و عقد سے مشورہ لینے کی ضرورت نہ سمجھی گئی اور محض قوت کے بل بوتے پر یزید کی حکومت ٹھونس دی گئی ان باتوں کا ثبوت تو کئی جگہ سے دیا جاسکتا ہے لیکن وہابیوں کے پیشوا کے قلم سے ثبوت میں کافی سمجھوں گا۔ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:-

ترجمہ: ہم یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ یزید خلفائے راشدین میں سے ہے جیسا کہ بعض جاہل کردوں نے کہا۔

المنتقى ص ۶۷۹ طبع السلفیۃ ۲۱ شارع الفتح بالروفة القاهرة نیز لکھتے ہیں۔

ترجمہ: اور ہم کہتے ہیں کہ خلافت نبوت میں سال تک ہے پھر ملوکیت ہو گئی جیسا

کہ حدیث میں آیا ہے اور اگر تم یزید کی امامت اور خلافت کے اعتقاد سے یہ مراد لیتے ہو کہ وہ اپنے وقت کا ملک اور صاحب سیف تھا۔ جیسا مروانی اور عباسی حکمران تو یہ بات یقینی ہے۔

المنتقى ص ۱۸۱

ابن تیمیہ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ یزید مروانی اور عباسی حکمرانوں میں سے تھا اور یزید کی حکومت ملوکیت ہے۔

قارئین یزید کی ولی عہدی پر غور کریں کہ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر و عبداللہ بن عمر و امام حسین اور عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ علیہم کا یزید کے خلاف احتجاج کرنا تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے البتہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بعد میں بیعت کر لی لیکن ان آوازوں کو محض تین چار آدمیوں کی آواز سمجھنا غلطی ہے بلکہ یہ احتجاج قوم کے مختلف دھڑوں یعنی گروپوں کی آواز تھی۔ یہ لوگ اپنی عبادت و ریاضت کی وجہ سے بالخصوص سیدنا حسین اپنی خاندانی نجابت اور خصائل کی بنا پر لوگوں کی نگاہ کا مرکز و محور تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرت امام حسین کو کوفہ کے سفر سے روکتے ہوئے خط لکھا

ان هلك اليوم طفی نور الارض فانك علم المهتدين و رجاء المومنین -

کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۲۷۷

یعنی اگر آپ شہید ہو گئے تو دنیا اندھیر ہو جائیگی اس وقت ہدایت یافتہ لوگوں کے امام ہیں اور مسلمانوں کی امیدیں آپ ہی سے وابستہ ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ رقم فی هذا البلد فانت سید اهل الحجاز۔



کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۲۸۶

اسی شہر میں قیام کیجئے کہ آپ باشندگان حجاز کے امام ہیں۔  
ابن خلدون لکھتے ہیں۔ کیونکہ امام حسین نہ صرف مجتہد بلکہ مجتہدوں کے امام نمونہ  
تھے۔

مقدمہ ابن خلدون حصہ دوم ص ۲۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی  
پس یہ کہنا کہ محض دو چار آدمیوں نے مخالفت کی تھی باقی ساری امت تو متفق تھی یہ  
تاریخی حقائق کی سراسر تکذیب ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی آواز ہزاروں  
انسانوں کی آواز تھی اور ان کا احتجاج ایک جم غفیر کا احتجاج تھا ہاں یہ بات ضرور  
ہے بیزاری اور تنفر کی آگ جو لوگوں کے دلوں کی گہرا یوں میں تھی اس کا اظہار کرنا  
حکومت کی قہر مانیت کے سامنے یہ کچھ آسان نہیں تھا لیکن جگر گوشہ رسول صلی اللہ  
علیہ والہ وسلم لبند فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حق گوئی کا حق ادا کیا اپنے جذبات کا  
اظہار بے خوف و خطر اور برملا کیا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر نے بھی اپنی  
عزم پختگی حق گوئی پہ قائم رہتے ہوئے تادم آخر بیعت نہ کی۔

یزید کی بیعت کا ذکر حافظ ابن کثیر یوں لکھتے  
ہیں۔

۵۶ء کے حالات لکھتے ہوئے اسی سال میں حضرت امیر معاویہ نے لوگوں سے  
اپنے بیٹے یزید کی دعوت دی کہ وہ آپ کے بعد آپ کا ولی عہد ہوگا اور اس سے  
قبل آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اس کا عزم کیا تھا۔

البدایہ النہایہ ج ۸ ص ۸۰ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں یزید ظالم تھا خلیفہ نہ



تھا۔

امام حسین عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر نے یزید کی بیعت نہ کی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خلافت راشدہ کا دعویٰ نہ تھا اور اس غرض سے نہیں نکلے تھے کہ خلافت کا دعویٰ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد تیس سال گزر جانے سے خلافت کا زمانہ گزر گیا تھا۔ بلکہ امام حسین کی غرض یہ تھی کہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی رہائی ہو جائے اور مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں جو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بادشاہ وقت کی بغاوت اور اس کے ساتھ مقابلہ کرنے سے منع فرمایا ہے اگرچہ وہ بادشاہ ظالم ہو تو یہ حکم اس وقت میں ہے کہ بادشاہ ظالم کا تسلط ہو گیا ہو اور اس تسلط میں کسی کو نزاع نہ ہو۔ کوئی اس کا مزاحم نہ ہو۔

ابھی مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے اور حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ علیہم وغیرہ صحابہ نے یزید کی بیعت قبول نہ کی تھی۔ حاصل کلام امام حسین رضی اللہ عنہ اس غرض سے نہیں نکلے تھے کہ یزید کا تسلط دفع کریں یعنی اس کا تسلط نہ ہونے پائے یہ غرض نہ تھی کہ یزید کا تسلط رفع کریں یعنی یہ امر تھا کہ یزید کا تسلط ہو گیا تھا اور آپ کا مقصود یہ تھا کہ اس کا تسلط اٹھا دیں۔ مسائل فقیہ میں دفع و رفع میں فرق ظاہر مشہور ہے۔

فتاویٰ عزیزی مترجم ۲۵۱، ۲۵۲ طبع سعید کمپنی کراچی مترجم ذکی دیوبندی

**فوائد:-**

حضرت قبلہ شاہ صاحب کے اس بیان سے کتنے وہابی کش فوائد حاصل ہوئے۔

۱۔ یزید ظالم بادشاہ تھا۔

۲۔ اسکی حکومت قائم نہ ہوئی۔

۳۔ یزید خلیفہ نہ تھا بلکہ ظالم بادشاہ تھا۔

۴۔ مدینہ مکہ و کوفہ والے یزید کی حکومت پر راضی نہ تھے لیکن اس کے ظلم کی وجہ سے

کھل کر مخالفت نہ کر سکے۔

۵۔ یہ کہ یزید زبردستی حاکم بنایا گیا تھا۔

۶۔ جلیل القدر صحابہ اور اہلبیت کے دو عظیم افراد نے یزید کی بیعت نہ کی۔

۷۔ امام حسین کا خروج صحیح تھا اور اس ظالم کا تسلط ہٹانا واجب تھا اسی پر آپ نے

عمل کیا حتیٰ کہ آپ شہید ہو گئے۔

دیوبندیوں کے مفتی عبدالرشید لکھتے ہیں (یزید) وہ جبر و زبردستی حکومت پر مسلط ہو گیا تھا اس نے صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک خلقت کو ذلیل کیا اور ناحق

ان کا خون بہایا۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۷۰ طبع لاہور

وحید الزمان وہابی حضرت عبداللہ بن عمر کی بیعت

کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے دولاکھ دراهم بھیج کر یہ خواہش کی تھی کہ وہ انکی زندگی میں ہی انکے صاحبزادے سے بیعت کر لیں مگر عبداللہ نے کہا شاید معاویہ رضی اللہ مجھ سے دولاکھ کے عوض یہ چاہتے ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے

میں اپنے دین کو ایسے سستے داموں بیچ ڈالوں شریعت کی رو سے دو امیروں سے ایک دم بیعت نہیں ہو سکتی خیر جب معاویہ فوت گئے تو عبداللہ بن عمر نے انکے بیٹے یزید کو لکھا کہ میں نے تم سے بیعت کر لی یزید بہت خوش ہوا۔ اور اسی وجہ سے عبداللہ انکی آفتوں سے ہمیشہ محفوظ رہے۔

عبداللہ کا یہ مذہب تھا کہ گویزید فاسق ہے مگر فسق و فجور کی وجہ سے امام معزول نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ کے اکثر فقہیوں کا قول ہے ہم کہتے ہیں یزید کی امامت ہی صحیح نہ تھی کیونکہ اہل حل و عقد نے اس کی بیعت نہ کی تھی سب کے سردار اس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے اور دوسرے معتبر اہل بیعت نے اسکی بیعت نہ کی تھی اور یزید کی خلافت دغا بازی اور زبردستی پر مبنی تھی۔

تیسر الباری ترجمہ و تشریح صحیح بخاری ۵۲۰-۵۱۹ ج ۶ کتاب الفتن مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور نیز لکھتے ہیں۔ مسلمانوں نے اپنے پیغمبر کا طریقہ چھوڑ کر قیصر و کسریٰ کا طرز اختیار کیا اور بادشاہت اور خلافت کو موروثی کر دیا باپ کے بعد اس کے بیٹے کو بادشاہ بنادیا گیا گویا وہ کیسا ہی جاہل اور ظالم اور فاسق اور نالائق ہو۔ یزید پلید کے وقت سے یہ ظلم کا سلسلہ قائم ہوا جواب تک مسلمانوں میں رائج ہے۔

تیسر الباری ترجمہ و تشریح صحیح بخاری ص ۳۳۶ ج ۴ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور میں نے وحید الزمان کی اس عبارت کو اس لئے پیش کیا کہ یہ صحابہ کرام کے متعلق آج کل کہتے ہیں ہم ان کے ماننے والے اور محبت کرنے والے ہیں لیکن حقیقت میں یہ گستاخان صحابہ ہیں تیسر الباری کی اول عبارت کو پڑھکر یہ صاف نظر آتا ہے کہ یہ عبارت گستاخ ملاں کی ہے بے ادبی کے ساتھ نام لکھے گئے ہیں۔

ہم وہ باتیں ہرگز ماننے کو تیار نہیں جو قرآن و حدیث کے خلاف ہوں تاریخی روایات

بھی وہی معتبر ہیں جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو

قرآن حکیم میں یہ واضح ہے ہر صحابی پر اللہ راضی ہے اور وہ اللہ پر راضی۔ حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا لعنة الله على الراشي المرتشي۔ رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

سنن ابن ماجہ شریف ابواب الاحکام مترجم ص ۴ ج ۲۔

حدیث شریف میں ہے الراشي والمرتشي كلاهما في النار رشوت دینے والا اور لینے والا جہنم میں ہے۔

الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۸۰ مجمع الزوائد باب فی الرشاد ص ۱۹۹ ج ۴ النہیۃ ۱۳ از امام عبدالعزیز (لہذا ثابت ہوا کہ یہ روایت جھوٹی ہے)

حدیث: میرے تمام صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں ان میں سے کسی ایک کی پیروی کر گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔

اشعة اللمعات ج ۷ ص ۳۹۱ طبع لاہور باب فضائل صحابہ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ فقہ عرص

۴۵۴ از شاہ والی اللہ محدث دہلوی مترجم طبع علم عرفان لاہور۔

حدیث شریف حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: یعنی فرمایا قرآن و حدیث میری سنت پر عمل کرو اور مسائل کا حل ام سے سمجھو اگر ان میں نہ پاسکو تو قول صحابی پر عمل کرو میرے صحابہ ایسے ہیں جیسا کہ آسمان میں ستارے لہذا تم نے جس صحابی کی بات پر عمل کیا ہدایت پا جاؤ گے اور



میرے صحابہ کا اختلاف تمھارے لئے رحمت ہے۔

العواصم من القواصم ص ۳۳ از قاضی ابوبکر الدار السعودیہ لنشر

تاریخ کی جن روایات میں رشوت کا ذکر ہے وہ محل نظر ہیں۔

علامہ ابن خلدون یزید کی بیعت ولی عہدی پر یوں

تبصرہ فرماتے ہیں۔

جب یزید فسق و فجور میں مبتلا ہوا تو صحابہ کرام نے اس کے بارے میں مختلف رائیں قائم کیں کسی نے اسکی بیعت توڑ کر اس سے جنگ کا ارادہ کر لیا جیسا کہ امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اور ان کے ماننے والوں نے کیا لیکن بعض یہ سوچ کر جنگ کے ارادہ سے باز رہے کہ اس سے ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور ناحق لوگوں کا کثرت سے خون ہوگا۔ علاوہ ازیں یزید کا مقابلہ بھی آسان نہ تھا کیونکہ اس وقت یزید برسر اقتدار تھا اور اسکی حمایت میں بنو امیہ ننگی تلواریں لئے کھڑے تھے اور علاوہ ازیں قریش کے ارباب حل و عقد بھی اسکی حمایت کیلئے تیار تھے۔ اور مصر کا سارا قبیلہ جو سب سے زیادہ طاقتور تھا یزید کیساتھ جس کے مقابلہ کی ان میں تاب نہ تھی چنانچہ یہ لوگ بیعت توڑنے اور بغاوت کرنے سے رکے رہے اور اللہ سے اس کی ہدایت کی دعائیں مانگتے رہے یا پھر اس سے نجات کی۔ مسلمانوں کی جمہوریت اسی خیال کی تھی دونوں جماعتیں مجتہد تھیں اور دونوں میں سے کسی کو برا نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ یہ سب مسلمانوں کی خیر خواہی اور تلاش حق کے لئے کوشاں تھے ان مقاصد میں ان کی مساعی لوگوں میں مشہور و معروف ہیں۔

مقدمہ ابن خلدون حصہ دوم ص ۲۳ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی از علامہ عبدالرحمن بن خلدون مترجم

راغب رحمائی دیوبندی

## فوائد:-

ابن خلدون کے اس تبصرہ سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے

۱- یزید فاسق و فاجر تھا

۲- تمام صحابہ یزید کی بیعت پر متفق نہ تھے بلکہ کچھ نے اپنے اجتہاد کی وجہ سے بیعت کر لی اور قائم رہے اور رخصت پر عمل کرتے رہے اور کچھ سرعام مخالفت میں کھڑے ہوئے جیسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و عبد اللہ بن زبیر اور واقعہ حرہ والے صحابہ و تابعین رضوان اللہ مزید ثبوت

۳- صحابہ اس لئے خاموش رہے کہ فتنہ برپا نہ ہو جائے اور ناحق لوگوں کی جانیں ضائع نہ ہوں۔

۴- یزید کے پاس تلوار کی طاقت تھی فوج اس کے قبضہ میں تھی پولیس اس کے ساتھ تھی مقابلہ بہت مشکل تھا۔

۵- ظالم کے ظلم سے نجات کی دعائیں مانگتے رہے یا پھر ہدایت کی۔

یہ تھی یزید کے ولی عہد بننے کی داستان الحمد للہ اکثر مورخین کے موقف کو بیان کیا تا کہ کسی کو شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور کسی یزیدی کو تردد نہ ہو اس لئے پورا ثبوت مہیا کیا اللہ تمام قارئین کو حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## ایک اشکال کا ازالہ:-

قارئین پر واضح کر دوں تا کہ کوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ولی عہد بنانے کی وجہ سے مورد الزام نہ ٹھہرائے کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ امت کی بہتری کیلئے کیا تھا اور حالات ایسے خطرناک تھے ان کو خوف تھا کہ امت

کے اندر مزید انتشار نہ پھیلے اس لئے سب کچھ انہوں نے کیا اگر کوئی غلطی کہے تو ہم اس کو اجتہادی غلطی کہیں گے اور اجتہادی غلطی کرنے والا بھی ایک اجر کا مستحق ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب انہوں یزید کی بیعت لی تو یوں دعا کی حافظ ابن کثیر نے اپنی سند کے ساتھ اس کو نقل کیا چنانچہ لکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر میں یوں کہا (دعا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے (یزید) اسے امیر کیوں بنایا ہے اور میرے نزدیک وہ اس کا اہل ہے تو میں نے اسے جس بات کیلئے امیر بنایا ہے اسے اس کیلئے پورا کر دے اور اگر میں نے اسے اس لئے امیر بنایا ہے کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو جس بات کیلئے میں نے اسے امیر بنایا ہے اسے اس کیلئے مکمل نہ کر۔

نمبر ۱ ص ۵۴۱ طبع مکتبہ قادریہ

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۷۲ طبع نفیس اکیڈمی کراچی

الصواعق المحرقة ص ۷۴۰ از علامہ ابن حجر کی لیبی مترجم فیصل آباد

نمبر ۱ ص ۵۴۱ طبع مکتبہ قادریہ لاہور

تاریخ الخلفاء ص ۳۰۷ طبع کراچی

### ازالہ وہم :

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جان بوجھ کر فاسق و فاجر بیٹے کی بیعت کیوں لی تو اس کا جواب علامہ ابن خلدون کے قلم سے پڑھیے۔

### یزید فاسق و فاجر تھا:-

عہد خلافت (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) میں یزید فاسق و فاجر میں

بتلا ہو گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان عدالت دیکھتے ہوئے یہ گمان بھی نہیں ہوتا کہ آپ کو اسے ولی عہد مقرر کرتے وقت یزید کے فسق و فجور کا علم تھا کیونکہ آپ انتہائی عادل اور صاحب فضل تھے بلکہ یزید کو اپنی زندگی میں گانا سننے پر برا بھلا کہتے رہتے تھے اور اس سے روکتے رہتے تھے حالانکہ گانا سننا دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں کم درجے کا ہے۔

مقدمہ ابن خلدون حصہ دوم ص ۱۲۳ از رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن  
تجلیات صفحہ رج ۱ ص ۵۶۴ از امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی طبع ملتان

### باپ کی وصیتیں یزید کو :-

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید کے فسق و فجور کا علم نہ تھا اور آپ نے یزید کو بار بار وصیت کی کہ مدینہ منورہ اور مکہ شریف کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک سے پیش آنا لیکن یزید ایسا بد بخت نکلا کہ باپ کی تمام وصیتیں بھول گیا چنانچہ حافظ ان کثیر مشقی اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ نے اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور فرمایا۔ اے میرے بیٹے میں نے تجھے سفر اور مردوں سے بے نیاز کر دیا ہے اور اشیاء کو تیرے لئے ہموار کر دیا ہے اور اعزاء کو تیرے لئے رام کر دیا ہے اور عربوں کی گردنوں کو تیرے لئے جھکا دیا ہے اور میں نے جس امر کی تیرے لئے بنیاد رکھی ہے اس کے متعلق مجھے چار آدمیوں کے متعلق تیرے ساتھ جھگڑا کرنے کا خوف ہے۔ حضرت حسین ابن علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن زبیر، اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم اجمعین (اور صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے



دو سال قبل فوت ہو چکے تھے جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک ثقہ آدمی ہیں اور انہیں عبادت نے جلادیا ہے اور جب ان کے سوا کوئی شخص باقی نہ رہیگا تو وہ تیری بیعت کر لیں گے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پس پشت اہل عراق ہیں وہ انہیں تمہارے خلاف بغاوت کرائے بغیر نہ چھوڑیں گے پس اگر وہ خروج کریں تو ان پر فتح پالے تو ان سے درگزر کرنا بلاشبہ ان کا رشتہ (حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے) قریبی ہے اور حق عظیم ہے۔

تاریخ ابن کثیر ص ۹۴۳ مترجم ج ۸ طبع کراچی

تاریخ ابن خلدون مترجم ج ۲ ص ۵۹ طبع کراچی

نمبر ۲۔ نیز لکھتے ہیں مورخین نے بیان کیا جب حضرت امیر معاویہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے یزید کو بلایا اور اسے جو وصیتیں کرنی تھیں کیں اور اسے کہا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا خیال رکھنا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں اور وہ لوگوں کو بہت محبوب ہیں ان سے صلہ رحمی کرنا اور نرمی کرنا ان کا معاملہ تیرے لئے درست ہو جائے گا اور اگر ان سے کوئی بات سرزد ہوئی تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں تجھے ان لوگوں سے کفایت کرے گا جنہوں نے ان کے باپ کو قتل کیا تھا اور ان کے بھائی کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب ۶۰ھ کی شب کو وفات پا گئے اور لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی اور یزید نے عبد اللہ بن عمرو بن ابی العاصری عامر بن لوئی کے ہاتھ امیر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ لوگوں کو بلا کر ان کی (یزید) بیعت لو اور قریش کے سرداروں سے آغاز کرو اور چاہیے کہ سب سے پہلے تم حضرت حسین رضی اللہ عنہ

سے ابتداء کرو۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۰۳۳ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی

ان وصیتوں میں سے چند کا ذکر ابن تیمیہ نے بھی کیا ہے ملاحظہ ہو منہاج السنۃ ج ۲

ص ۲۲۶

### نمبر ۳ وصیت:-

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کرتے ہوئے یزید کو کہا اپنی اصلاح کر۔ لوگ تیرے لئے درست ہو جائیں گے اور انہیں اپنے بارے میں باتیں کرتا نہ چھوڑا۔ بلاشبہ لوگ جلدی سے شر کی طرف جاتے ہیں اور نماز میں حاضر ہو اور میں تجھے جو وصیت کر رہا ہوں جب تو نے اس پر عمل کیا تو یہ لوگ تیرے حق کو پہچان لیں گے اور تیری مملکت بڑی ہو جائے گی اور تو بھی لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہو جائیگا اور مکہ اور مدینہ منورہ کے باشندوں کے شرف کو پہچاننا بلاشبہ وہ تیرا اصل اور خاندان ہیں اور اہل شام کے شرف کو یاد رکھنا بلاشبہ وہ تیرے مطیع ہیں اور اہل امصار کی طرف خط لکھ جس میں ان سے نیکی کا وعدہ کر۔ یہ بات ان کی امیدوں کو بڑھا دے گی اور تمام صوبوں سے تیرے پاس آنے والے آئیں تو ان سے حسن سلوک کر اور ان کی عزت کر بلاشبہ وہ اپنے سے پیچھے والوں کے نمائندہ ہیں کسی تہمت تراش اور چغل خور کی بات نہ سن۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۵۹ مترجم طبع کراچی

یہ وصیتیں کچھ الفاظ کے فرق کیساتھ دیکھیں تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۵۶ طبع کراچی  
قارئین یہ وہ باتیں ہیں جو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دامن کو صاف شفاف کرتی ہیں اور یزید کی گرفت کرتی ہیں کہ یہ ظالم بد بخت اپنے باپ کا بھی

نافرمان ثابت ہوا اور جو ماں باپ کا نافرمان ہو وہ دوسروں کا کیا وفادار ہوگا۔ اس ظالم نے باپ کی وصیتوں کو پس پشت ڈال دیا باپ نے وصیت کی حسین رضی اللہ عنہ نے تیری بیعت نہیں کرنی لیکن اس نے حکم دیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے ابتداء کرو باپ نے کہا مکہ اور مدینہ شریف کے لوگ شریف ہیں ان کی عزت کرنا پھر اس لئے بھی کہ وہ تیرے ایمان کی اصل اور خاندان کے لوگ ہیں لیکن اس ظالم نے مدینہ شریف کی حرمت کو پامال کیا وہاں کے لوگوں پر چڑھائی کی عورتوں کی عصمت دری کی گئی تفصیل ان شاء اللہ عز وجل عنقریب بیان کرونگا اسی طرح مکہ شریف کی حرمت کو بھی پامال کیا گیا کعبہ شریف کی چھت بھی جلائی گئی جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ عز وجل۔ باپ نے کہا امام حسین رضی اللہ عنہ سے صلہ رحمی کرنا وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے ہیں ان کا خیال رکھنا لیکن اس ظالم نے ابتداء ان سے کی اور ظلماً شہید کروایا۔

## قرآن وحدیث کی روشنی میں ماں باپ کا نافرمان سیدھا جہنمی ہے:-

**حدیث نمبر ۱-** ترجمہ اللہ کی رضا والدین کی رضا میں ہیں اور اللہ عز وجل کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔

اشعة الممعات ج ۶ ص ۱۲۲ مترجم طبع لاہور۔

مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۹ باب البر و صلۃ الفصل الثانی

ترمذی شریف ج ۱ ص ۸۹۵ طبع لاہور

اب غور کریں کہ باپ کی وصیت پر یزید عمل کرتا تو والد صاحب راضی ورنہ والد صاحب ناراض جب والد ناراض تو اللہ رب العزت بھی ناراض۔

## حدیث نمبر ۲۔

ترجمہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالتاب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا دونوں تیری جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی۔

مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۰

اشعۃ اللمعات ج ۶ ص ۱۳۲

ابن ماجہ شریف ص ۲۶۰ ج ۲ ص ۲۹۵ مترجم

اس حدیث شریف سے بھی واضح ہوا کہ بندہ والدین کی باتوں کو مان کر جتنی بن سکتا ہے اور ان کی باتوں کی نافرمانی کر کے سیدھا جہنمی ہو سکتا ہے اب فیصلہ قارئین کے ہاتھوں۔ دیکھیں یزید نے باپ کی باتوں کی نافرمانی کی یا نہیں۔ یقیناً کی تو اب وہ جہنم کا مستحق ہو چکا اللہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے امین

## حدیث نمبر ۳۔

ترجمہ اپنے باپ کے آگے مت چلنا اور جب بیٹھنے لگو تو اپنے باپ سے پہلے مت بیٹھنا اور اپنے باپ کا نام لیکر مت پکارنا اور اس کی وجہ سے کسی کو گالی نہ دینا

تفسیر درمنثور ص ۱۷۱ از امام سیوطی۔ ادب المفرد ص ۱۰-۱۱۳ از امام بخاری طبع ساکنگاہ اہل

ادب المفرد مترجم ص ۶۲ طبع ادارہ پیغام القرآن لاہور

## حدیث نمبر ۴۔

ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا میرے والدین کی بھلائیوں میں سے کوئی باقی ہے جو میں ان کی موت کے بعد ان سے کروں فرمایا



ہاں ان کے لئے دعائے رحمت کرنا ان کے لئے بخشش کی دعا ان کے بعد انکی وصیت کا نافذ کرنا اور ان رشتوں کو جوڑنا جو ان ہی کی وجہ سے جوڑے جائیں اور ان کے دوستوں کا احترام کرنا۔

ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۹۵

مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۰۔ ابو داؤد

تحفہ مرحومین ص ۳۸ از خلیل الرحمن انوری دیوبندی طبع مدرسہ تعلیم الاسلام مکتبہ الفقیر فیصل آباد  
اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ان کی موت کے بعد باقی حق یہ ہوتا ہے کہ ان کی وصیت وغیرہ پر عمل کرنا۔

اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۱۲۷ مترجم طبع لاہور

غور کریں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے والدین کے احترام کے متعلق کس طرح سخت تاکید فرمائی ہے کہ والدین کے کسی عمل کے معاملہ میں یا بات چیت کے معاملہ میں پیش قدمی مت کرنا حتیٰ کہ چلنے پھرنے بیٹھنے اٹھنے میں ہر حال میں ادب ضروری ہے تو یزید نے کس طرح باپ کی وصیتوں کو توڑا اور نافرمانی کر کے اپنے آپ کو جہنم کی طرف دھکیلا بندہ جب والدین کی تابعداری اور طور طریقوں اور وصیتوں پر پورا پورا عمل کرتا ہے تو والدین اپنی اولاد پر قبر میں خوش ہوتے ہیں جب اولاد نافرمانی کرتی ہے تو قبر میں تنگ اور پریشان ہوتے ہیں یزید وہ شخص ہے جس نے اپنے والد صاحب کو قبر میں بھی تنگ کیا ان کی وصیتوں کو توڑ کر۔

قارئین اس طرف بھی توجہ فرمائیں باپ نے یزید کو فرمایا اپنی اصلاح کر یعنی برے کاموں کو چھوڑ لیکن یزید برا کام کرتا باپ نے فرمایا نماز پڑھو لیکن یہ نماز کا بھی تارک دلائل ان شاء اللہ عز وجل بیان ہونگے۔

بلکہ میں یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا عین حقیقت ہوگی کہ یزید اسلام کی مقدس پیشانی پر ایک بدنماداغ ہے دین کی پاک چادر پر ایک سیاہ دھبہ اور مذہب کے نورانی چہرے پر ایک کلنک کا ٹیکہ یزید سے بجائے خلافت اسلامیہ کے شخصی حکومت کی بنیاد پڑ گئی یزید نے امانت الہیہ میں خیانت کی اور اپنے باپ کی وصیتوں کو توڑا اور ان کو بھلا کر بلکہ مٹا کر خلفائے راشدین کے ہر نقش حق کو مٹا دیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین کا مزاح کرنے والا سنتوں کو ختم کرنے والا۔ بند یا لوی اینڈ کمپنی کو میں کہتا ہوں یزید کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں کھڑا کرنا دین کی توہین اور اسلام کے ساتھ کھلی جنگ ہے اس لئے کہ یزید فتنہ شرارت کا مجسمہ ہے اور حسین رضی اللہ عنہ رشد و ہدایت کے پیکر ہیں یزید دنیا کا بد مست وہ دین میں سر مست یہ باطل پرست وہ حق پرست یہ مجسمہ کفر و طغیان وہ پیکر دین و ایمان یزید فسق و فجور میں مبتلا وہ سراپائے تسلیم و رضایہ مکر و فریب کی جیتی جاگتی تصویر وہ اخلاق محمدی کی زندہ تصویر بلکہ پیکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندہ تصویر یزید اسلام میں ایک نفس شریوہ وراثت چادر تطہیر۔

کون حسین جس نے خواب ملوکیت کو خیالی بنادیا جس پر نہ پھل لگے وہ ڈالی بنادیا کافر بھی بچوں کے نام رکھتے نہیں یزید حسین نے یزید کو گالی بنادیا

خوب تھا ذوق سخاوت ان کے باطل زعم میں اپنا دامن دولت ایماں سے خالی کر لیا یزید نے مزید میری موافقت میں دیکھیں منصف مزاج دیوبندی کی کتاب امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۴۱۴ طبع لاہور از ظفر اللہ شفیق۔

**اعتراض :-**

بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں، جن علماء نے تحقیق جستجو سے کام لیا وہ دیکھ رہے تھے کہ ۵۱-۵۲-۵۳ھ میں مسلسل تین سال یزید کو امیر الحج بننے کا شرف حاصل ہوا۔ البدایہ والنہایہ: اگر وہ اس منصب کے لائق نہیں تھا تو اس وقت کے ہزاروں مسلمانوں جن میں صحابہ کرام اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اسے بطور امیر الحج کیوں قبول کیا۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۳ طبع سرگودھا

## چور پکڑا گیا:-

**جواب نمبر ۱۔** واقعی سچ ہے جب خدا دین لیتا ہے تو حماقت آجاتی

ہے پھر حق ن نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ اس یزیدی ملاں نے یزید کی تعریف میں لکھا کہ اس نے حج کروایا تین سال میں حوالہ دیا ابن کثیر کا لیکن جھوٹ کے پاؤں نہیں۔ پڑھیے ابن کثیر نے کیا لکھا ہے

۵۲ھ اس سال سفیان بن عوف نے بلاد روم سے جنگ کی اور وہیں موسم سرما گزرا اور وہیں وفات پائی اور اپنے بعد عبداللہ مسعود الغزازی کو فوج کا امیر مقرر کیا اور بعض کا قول ہے کہ اس سال بلد روم میں امیر جنگ بسر بن ارطاة تھے اور ان کے ساتھ سفیان بن عوف بھی تھے اس سال نائب مدینہ حضرت سعید بن العاص نے لوگوں کو حج کروایا۔ یہ قول ابو معشر اور واقدی وغیرہ کا ہے اور موسم گرما میں محمد بن عبداللہ ثقی نے جنگ کی اور اس سال شہروں کے عمال وہی تھے جو گزشتہ سال تھے۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۲۶ مترجم طبع کراچی از ابن کثیر وہابی

لو جناب یزید کی تعریف کا صفایا وہابی نے کر دیا۔  
اس سے قبل ابن کثیر نے ۵۱ھ ہجری کے واقعات لکھتے ہوئے لکھا کہ یزید نے حج کروایا۔

۵۳ھ کے حالات لکھتے ہوئے لکھا اس سال والی مدینہ حضرت سعید بن العاص نے لوگوں کو حج کروایا۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۳۳ مترجم

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں  
۵۲ھ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ سفیان بن عوف ازدی نے زمین روم پر اس سال جہاد کیا اور وہیں جاڑوں میں قیام کیا اور وہیں وفات پائی اور عبد اللہ بن مسعود ہزاری کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سال زمین روم پر بسر بن ارطاة نے لوگوں کے ساتھ جاڑا بسر کیا انہیں لوگوں میں سفیان بن عوف بھی تھے۔ اسی سال محمد بن عبد اللہ ثقفی نے جنگ صائفہ کی اس سال سعید بن عاص امیر حج تھے اور شہروں کے حکام وہی لوگ تھے جو ۵۱ھ میں تھے۔

تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۳۳ مترجم حیدر علی طباطبائی طبع کراچی  
۵۳ھ اس سال امیر حج سعید بن عاص تھے اور حاکم مدینہ بھی سعید بن عاص تھے حاکم کوفہ زیاد کے بعد عبد اللہ بن خالد اور حاکم بصرہ سمرۃ تھا اور حاکم خراسان خلید بن عبد اللہ حنفی تھے

تاریخ الامم والملوک ج ۴ ص ۱۳۶ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی  
لیجئے بندیا لوی صاحب ایک آپ کی اپنی کتاب یعنی ہم مسلک کی اور ایک مستند تاریخی کتابوں میں سے اس اعتراض کی کلی کھل گئی اور یزید کی تعریف کا صفایا ہو گیا



اور اگر آپ حق پسند ہیں تو مان لیں گے نہ بھی مانو تو ہم نے آپ پر واضح کر دیا۔

**جواب نمبر ۲۔** اگر آپ اسی پر بضد رہیں تو پھر اس طرف توجہ فرمائیں

کہ حج امیر کے حکم یا آرڈر سے نہیں کیا جاتا بلکہ حج ایک اسلام کا اہم رکن ہے جو کہ اللہ عز وجل نے فرض کیا ہے ہر مسلمان پر امیر ہو یا نہ ہو حج پھر بھی فرض ہے امیر کے تحت کرنا فرض نہیں اس لئے پہلے تو صحیح یہی ہے کہ ان سالوں میں امیر یزید تھا ہی نہیں اگر تھا بھی تو اسمیں کوئی یزید کی تعریف نہیں اور جو لوگ امیر کے پیچھے لگ کر حج کرتے ہیں وہ امیر کو کوئی ولی نہیں مانتے بلکہ آج جو لوگ حج کرنے جاتے ہیں ان کے بھی امیر سمجھانے والے بہت ہوتے ہیں جو بتاتے ہیں یوں کرو یہاں اس طرح کرو جگہ وغیرہ کی نشاندہی کرتے ہیں اکثر داڑھی منڈے اور پتہ نہیں کیا کردار ہوتا ہے اگر یزید تعریف کے قابل اس لئے تو پھر یہ تمام تعریف کے قابل ہونے چاہیے حالانکہ ایسا نہیں۔

## باب چہارم

### جہاد قسطنطنیہ کا تحقیقی جائزہ

شیخ بند یالوی لکھتے ہیں جہاد قسطنطنیہ کے موقع پر ہزاروں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دیگر مسلمانوں نے یزید کی قیادت اور سرداری کو قبول کیا اور شامل لشکر ہوئے ان میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص میزبان رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت ابویوب اور سیدنا علی المرتضیٰ کے دونوں بہادر فرزند حسنین کریمین (رضوان اللہ عنہم) بھی تھے دیکھئے البدایہ والنہایہ ص ۱۵۱ جلد ۸۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۳

شیخ موصوف نے چوہے کی طرح کاٹ کر البدایہ سے اپنے مطلب کی عبارت نقل کرنے کے ساتھ ساتھ مزید اپنی طرف سے الفاظ بھی بڑھا کر لکھ دیئے اور ظاہر یہ کر دیا یہ سب کچھ فلاں کتاب میں ہے۔ لعنۃ اللہ علی الذین اب میں اپنے قارئین سے اصل عبارت پیش کرتا ہوں تاکہ اس ملاں کی شیطنت واضح ہو جائے ابن کثیر نے اس غزوہ کا اپنی تاریخ میں چار جگہ ذکر کیا۔ لیجئے اصل عبارت پڑھئے۔

سنة تسع و اربعين فيها غذا يزید بن معاوية بلاد الروم حتى بلغ قسطنطنيه و كان معه جماعة من سادات الصحابة منهم ابن عمرو ابن عباس و ابن الزبير و ايوب انصاري و قد ثبت في صحيح البخاري

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵-۳۴ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس عبارت کا ترجمہ اپنا نہیں بلکہ اس کتاب کا جوار دو ترجمہ شائع ہوا وہ لکھتا ہوں علامہ فتح پوری کے قلم سے

۴۹ھ اس سال یزید بن معاویہ نے بلاد روم کے ساتھ جنگ کی حتیٰ کہ سادات صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس حضرت ابن زبیر حضرت ابوالیوب انصاری (رضوان اللہ علیہم اجمعین) شامل تھے۔ قسطنطنیہ پہنچ گیا اور صحیح بخاری میں لکھا ہے۔

تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۶۱ طبع نفس اکیڈمی کراچی

اس عبارت کے علاوہ ابن کثیر نے صحابہ کرام یا حسنین کریمین کے ناموں کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ یہ اس غزوہ میں شامل ہوئے تھے۔

لیکن اس کمبخت نے حسنین کریمین کے نام اپنی طرف سے درج کر دیئے اور الزام اپنے دادے پر لگادیا میں اپنی طرف سے بندیا لوی کو پوری ذمہ داری سے چیلنج کرتا ہوں جب تک زندہ ہوں حسنین کریمین کا اس غزوہ میں شامل ہونا اس کتاب میں دکھادنی حوالہ ایک ہزار روپے دوں گا ان شاء اللہ عزوجل اور موصوف نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ ہزاروں صحابہ کرام اس غزوہ میں شامل تھے اس لفظ ہزاروں کا ما حاصل کم از کم تین ہزار صحابہ بنتے ہیں اتنے نام البدایہ سے ثابت کرو اور انعام حاصل کرو۔

لیکن نہ خنجر اٹھے گانہ تلوار تم سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں اور یہ بھی یاد رکھو جب وہ پوچھیں گے سر محشر بلا کر سامنے کیا جواب دو گے تم خدا کے سامنے یہ بات ذہن میں رہے کہ یزید اس غزوہ میں امیر نہ تھا دلائل ان شاء

اللہ عز وجل آئیں گے۔ لیکن اس کے باوجود میں کہتا ہوں اگر یزید کو کمانڈر مان بھی لیا جائے تب بھی یزید تعریف کے قابل ہرگز نہیں۔ کیونکہ جہاد کمانڈر کے کہنے پر نہیں کیا جاتا اللہ عز وجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم سمجھ کر کیا جاتا ہے۔

حقائق یہ ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے سن اکٹھ ہجری میں جہاد کیا اور شہید بھی ہوئے یہ حقیقت ہے اس سے انکار نہیں ہو سکتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ یزیدیوں کے نزدیک یزید صرف جائے تو درجہ پانے کا مستحق ٹھہرے دوسری طرف امام حسین رضی اللہ عنہ جائیں اور شہید بھی ہو جائیں تو وہ ان کو سردار نظر نہ آئیں یہ دو غلاپن کیوں؟ یزید صرف شامل ہونے سے اتنا بڑھانے کے قابل اور امام شہید ہونے کے باوجود گرانے کے قابل !!

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جاؤ  
سراسر موم یا پھر سنگ ہو جاؤ  
چلو آپ کے نزدیک امام حسین رضی اللہ عنہ سردار نہ تھے کیونکہ وہ تو دشمن یزیدیوں کے تھے۔ لہذا آپ ان کا درجہ بیان نہیں کرتے لیکن وہیں دوسری طرف عمر بن سعد و خولی شمر بن ذالجوشن اور عبید اللہ بن زیاد وغیرہ بھی تو سردار تھے اگر صرف سرداری کی وجہ سے درجات بلند ہو جاتے ہیں تو پھر تمہیں ان کی بھی شانیں بیان کرنی چاہیے تاکہ لوگوں پر حقیقت کھل جائے کہ تم یکے یزیدی ہو۔

**بندیالوی صاحب لکھتے ہیں**

اس لشکر کو رحمت کائنات (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مغفرت و بخشش کی خوشخبری دی تھی۔ بخاری۔ اس سفر میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ یزید بن معاویہ پڑھائے۔ چنانچہ یزید نے



ان کے جنازے کی امامت کی اور حسنین کریمین نے اس کی اقتداء میں نماز ادا کی

البدایہ والنہایہ ص ۵۸ جلد ۸ واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۳

یہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں حسنین کریمین یعنی دونوں اس غزوہ میں شامل نہ تھے۔ البتہ ایک روایت میں حسین رضی اللہ عنہ کا نام ملتا ہے دونوں کا نام لکھنا یہ اس ملاں کی بوقلابیاں ہیں ایسی جھوٹی باتیں لکھنے سے خدا کا خوف کرنا چاہیے۔ موصوف نے لکھا۔ امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نے یزید کے پیچھے نماز پڑھی حالانکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا مدینہ شریف میں انتقال ہوا تھا (جیسا کہ میں عنقریب اس کی وضاحت کروں گا) اگر امام نے یزید بد بخت کے پیچھے جنازہ پڑھا ہوتا تو آپ یزید کے خلاف ہرگز نہ نکلتے اس لئے کہ آپ نے اسکو شراب پیتے دیکھا ہوا تھا اسی لئے آپ اس کی حکومت کو خلاف شرع سمجھتے تھے اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہتے تھے اور نہ ہی دیا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ نے اس کو امام مان لیا ہو۔ آج ہم اللہ کے فضل سے کسی بد عقیدہ اور گستاخ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تو کیا حسینی غیرت ایسی تھی ایک طرف اس کو امام سمجھیں اور دوسری طرف اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں یہ دو غلاپن ہے امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایسا کردار ثابت کرنا گستاخی بے ادبی ہے اور ان کی شان کے خلاف ہے قرآن حکیم ان کی پاک دامنی کا اعلان کرتا ہے وہ ہر عیب و نقص اور نجاست سے پاک تھے۔ موصوف نے جس عبارت کو توڑ مروڑ کر اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کی اس کو اصل کتاب سے لکھتا ہوں۔

**ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں:-**

۵۲ھ اس سال بلاد روم میں قسطنطنیہ کی فسیل کے نزدیک ہوئی اور بعض کا قول

ہے کہ آپ (یعنی حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ) کی وفات اس سے پہلے سال ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سال کے بعد والے سال میں ہوئی اور فوج میں یزید بن معاویہ بھی تھا اور اسی کو آپ نے وصیت جاری کرنے والا مقرر کیا اور اسی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور امام احمد نے بیان کیا کہ عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ہمام نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن معاویہ اس فوج کا امیر تھا جس میں شامل ہو کر حضرت ابویوب نے جنگ کی تھی۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۳ طبع نفیس اکیڈمی کراچی

نیز لکھتے ہیں -

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود ۵۵ھ میں حج کیا اور آپ کے بیٹے یزید نے ۵۵ھ میں حج کیا اور اس سال یا اس کے بعد آنے والے سال میں آپ نے اسے بلاد روم کیساتھ جنگ کرنے کیلئے بھیجا اور بہت بڑے بڑے صحابہ بھی اسکے ساتھ گئے حتیٰ کہ اس نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اور صبح میں لکھا ہے کہ قسطنطنیہ سے جنگ کرنے والی پہلی فوج مغفور ہے۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۲ طبع کراچی

اس روایت میں ابن کثیر نے اس بات کی تصریح کی جہاد قسطنطنیہ ۵۱ھ یا ۵۲ھ ہجری میں ہوا جب کہ اس سے گزشتہ روایت میں یہ تشریح تھی کہ یہ جہاد ۴۹ھ ہجری میں ہوا لیکن بندیا لوی صاحب کی ریسرچ یہ ہے کہ قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر سمندری راستے سے مسلمانوں کا حملہ ۵۲ھ کا واقعہ ہے۔

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۲۳ طبع سرگودھا۔

یہ میں آگے جا کر لکھوں گا کہ قسطنطنیہ کا پہلا جہاد کب ہوا اور بشارت جنتی ہونے کی پہلے

لشکر کے لئے ہے اور یزید کس لشکر میں گیا تھا خود گیا تھا یا باپ سے ڈرتے ہوئے۔

حضرت امیر معاویہ کے احوال میں جہاد قسطنطنیہ کا ذکر یوں ہے

### نیز ابن کثیر لکھتے ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سرزمین روم سے سولہ جنگیں لڑیں۔ موسم گرما میں ایک سریہ جاتا اور موسم سرما سرزمین روم میں گزارتا پھر واپس آجاتا اور اس کے بعد دوسرا جاتا۔ اور جن لوگوں کو آپ نے جنگ کے لئے بھیجا ان میں آپ کا بیٹا یزید بھی تھا۔ اور اسکے ساتھ بہت سے صحابہ بھی تھے پس وہ انہیں خلیج پار لے گیا اور انہوں نے اہل قسطنطنیہ کے ساتھ قسطنطنیہ کے دروازے پر جنگ کی پھر وہ انہیں ساتھ لے کر واپس شام آ گیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے آخری وصیت یہ کی وہ رومیوں کے گلے کو مضبوطی سے دبا دے۔

البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۴۵ طبع کراچی

قارئین یہ ہیں البدایہ والنہایہ کی اصل عبارت ان میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما دونوں کے شامل ہونے ذکر نہیں اور نہ ہی یزید کے پیچھے جنازہ پڑھنے کا ذکر بند یا لوی بیچارے نے بغیر پڑھے سنی سنائی باتیں لکھ دیں اس پر تعجب یہ حوالہ بھی لکھا بغیر تحقیق کے اپنے زعم باطل میں سمجھا میں اتنا بڑا عالم ہوں ہر کوئی مان جائے گا اور کون فارغ ہے کہ اصل کتاب دیکھئے لیکن اللہ رب العزت نے دین کے سچے خدمتگار اور اسلام کی سرحدوں کے محافظ بہت بنادیے ہیں۔ جو ہر وقت اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ چوروں اور ڈاکوؤں کی نشاندہی بھی کرتے رہتے ہیں۔



## حدیث قسطنطنیہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ:-

قارئین یزیدی ٹولہ۔ یزید کی نجات و مغفرت کے بارے میں اس حدیث کو بہت پیش کرتے ہیں ویسے بھی یزیدی ٹولہ کے بوسیدہ ترکش میں یہی ایک تیر ہے جس کے بل بوتے پر یہ اچھلتے کودتے رہتے ہیں کہ یزید بڑا نیک متقی اور پار ساء تھا۔ میں اللہ عز و جل کی توفیق اور اس کے فضل سے ایک جامع تحقیق پیش کرتا ہوں تاکہ کوئی صاحب فہم و ذکاؤ شخص اس حدیث کو سمجھنے میں متذبذب نہ رہے۔

نیز ان شاء اللہ عز و جل اس تحقیق کو تعصب و ہٹ دھرمی کی عینک اتار کر پڑھنے والا سلیم الفطرت شخص آئندہ یزید کو جنتی ثابت کرنے کی ہرگز کوشش نہیں کرے گا۔ لیکن جس نے نہ مانوں کی گردان یاد رکھی ہو اس کو اللہ تعالیٰ ہی ہدایت عطا فرما سکتا ہے۔ میرے پاس یہ طاقت نہیں۔ اگر ایسے لوگوں کے بارے بقول اقبال یہ کہوں تو عین درست ہوگا۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر مردے ناداں پر کلام نرم دمارک بے اثر  
امام بخاری لکھتے ہیں:-

حدیث:- اسحق بن یزید دمشقی یحییٰ بن حمزہ ثور بن یزید خالد بن معدان۔ عمر بن اسود غنی سے روایت کرتے ہیں کہ عبادہ بن صامت ساحل حمص پر اترے اور وہ ان کے خیمہ میں تھا اور ان کے ساتھ ام حرام تھیں۔ حضرت عمیر فرماتے ہیں کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اول جیش من امتی یفزون مدینة قیصر

مفغور لہم فقلت انا فہیم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لا



رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ سمندر میں جنگ کریں گے ان کے لئے جنت واجب ہے۔ ام حرام فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں انہی میں ہوں آپ نے فرمایا تم ان ہی میں ہو۔ ام حرام فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کریں گے ان کے لئے مغفرت ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان لوگوں میں میں ہوں گی فرمایا نہیں۔

صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۴۱۰ کتاب الجہاد طبع اصح المطابع دہلی۔

### علم غیب کا ثبوت:-

میں سب سے پہلے یزید دوست حضرات کو کہتا ہوں اگر واقعی اس حدیث شریف پر تمہارا ایمان ہے تو پھر یہ اعلان کرو کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو علم غیب کے خزانے عطا فرمائے تھے۔ تب ہی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آنے والے حالات کی خبر دی جو الحمد للہ من وعن ثابت ہوئی لیکن ایک طرف تم علم غیب کے منکر ہو جیسا کہ پہلے بحوالہ گزر چکا ہے جو حدیث تمہارے مسلک کے خلاف تمہارے عقیدے کے خلاف تم کس منہ سے اس حدیث سے استدلال کرتے ہو اور یزید کو جنتی بناتے ہو تعجب ہے ادھر علم غیب سے انکار ادھر یزید کو جنتی بناتے ہو میں تو کہتا ہوں کیوں نہ تمہاری عقل پر ہم ماتم کریں جو غزوہ ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں ہونے والا تھا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسکو ملاحظہ فرما رہے تھے تب ہی آپ نے یہ بشارت دی ام حرام رضی اللہ عنہا کو فرمایا تم پہلے لشکر میں ہو دوسرے میں نہیں ماننا پڑے گا کہ آپ کو یہ معلوم تھا پہلے لشکر

میں کون ہوں گے اور یہ بھی شرط بیان فرمادی کہ قسطنطنیہ میں جو پہلا لشکر جایگا وہ بخشش کے قابل ہوگا بعد والا نہیں یزید پہلے لشکر میں ہرگز نہیں تھا۔ دلائل ان شاء اللہ عزوجل آگے آئیں گے۔

**شرح حدیث حاشیہ بخاری میں یوں لکھی ہے:-**

بندیالوی اینڈ کمپنی ایسے بے خبر ہیں جہاں بخاری میں یہ حدیث ہے وہیں حاشیہ پر لکھا ہے اگر پڑھ لیتے تو جھگڑا ہی ختم ہو جاتا یا پھر پڑھتے تو ہوں گے لیکن سمجھنے سے قاصر ہیں یا پھر سب کچھ ہونے کے باوجود اتنے سخت اہلیت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دشمن ہیں محدثین کے جوابات کے بعد بھی شور مچاتے پھرتے ہیں یزید جنتی ہے۔

پڑھیے حاشیہ کا صرف ترجمہ لکھتا ہوں جس کا جی چاہے اصل دیکھ لے یعنی ان کیلئے جنت واجب ہے۔ مدینہ قیصر یعنی ملک روم قسطلانی نے کہا سب سے پہلے مدینہ قیصر (قسطنطنیہ) یزید بن معاویہ نے جہاد کیا اور اس کے ساتھ سردار صحابہ کرام کی جماعت تھی جیسا کہ ابن عمر بن عباس، ابن زبیر اور ابویوب رضوان اللہ علیہم اور حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ ۵۲ھ میں وہیں وفات پائی۔ خیر الباری اور فتح الباری میں ہے کہ مہلب نے کہا اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے۔ کہ انہوں نے پہلی بحری لڑائی کی اور ان کے بیٹے یزید کی منقبت ہے کہ اس نے قسطنطنیہ میں جنگ کی اور تعاقب کیا ابن مہلب کا ابن تین اور ابن منیر نے کہ عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم تو نہیں آتا کہ کوئی دلیل خاص سے خارج ہی نہ ہو سکے کیونکہ اہل علم کا اس میں ہرگز اختلاف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان مشروط ہے کہ وہ لشکر اہل مغفرت سے ہوگا۔ حتیٰ کہ ان

میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ اس (بشارت) کے عموم میں ہرگز داخل نہیں۔ پس یہ دلیل ہے کہ اس پر کہ مغفور لھم کی بشارت انہیں کیلئے ہے جن میں شرط مغفرت پائی جائے۔

حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۴۱۰ طبع المطابع دہلی

قارئین غور فرمائیں چوٹی کے محدث نے کتنا صاف جواب دیا کہ یزید جنگ میں شامل ہونے کے باوجود بخشش کے قابل نہیں اس لئے یزید کو مستثنیٰ قرار دیا اور اصول بیان کر دیا جہاد کے بعد اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ بشارت سے باہر ہو جائے گا یہی معاملہ یزید کا تھا۔

رہا یزید کا امیر ہونا تو وہ امیر نہیں تھا بلکہ سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ تھے اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ یزید امیر تھا تو پھر بھی یزید بچ نہیں سکتا وہ اس لئے یزید کا کردار صحابہ کرام کے سامنے نہ تھا اس کی برائیاں سرعام نہ تھیں اور ابتداً باپ کے ڈر کی وجہ سے کچھ کم کرتا تھا اور چھپ کر کرتا تھا لیکن جب اقتدار ملا پھر وہ اقتدار کے نشے میں ایسا بد مست ہوا کہ ہر برائی سرعام کرتا تھا جب اسکی برائیاں سرعام ہوئیں تو تمام صحابہ کرام یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے جسکے نتیجے میں واقعہ حرہ پیش آیا۔ جس کا ہم عنقریب ان شاء اللہ عزوجل ذکر کریں گے۔

لیکن یہ بات بھی قابل ذکر ہے بند یا لوی صاحب لکھتے ہیں یزید مغفور لھم ہے جہاد قسطنطنیہ میں جانے کی وجہ سے تعجب یہ ہے کہ خود لکھتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ بھی اسی جہاد میں گئے تھے یزید کے پیچھے جنازہ بھی پڑھا لیکن سب کچھ ہونے کے باوجود امام حسین رضی اللہ عنہ ان کے نزدیک مغفور لھم نہ بنے اور نہ نظر آئے اگر آیا تو یزید کیا برا انتخاب کیا بند یا لوی صاحب نے۔



## حدیث قسطنطنیہ پر قاری طیب مہتمم دارالعلوم

### دیوبند کا تبصرہ

اس حدیث کے جوابات دیوبندی حضرات کے گھر سے نقل کرتا ہوں تاکہ حق واضح ہو جائے اور انصاف پسند لوگ مان جائیں اور کاش کہ بندیا لوی صاحب اپنے بڑوں کی کتابیں دیکھ لیتے تو یہ ڈھنڈورا نہ پیٹتے کہ یزید جنتی ہے لیکن جو ہو ہی خارجی نسل سے اس نے سب کو جھٹلانا ہی ہوتا ہے بندیا لوی صاحب کو میں کہتا ہوں اپنے بڑوں کا حیا کرو

جناب قاری طیب صاحب اپنی کتاب شہید کربلا میں لکھتے ہیں ٹھیک اسی طرح جہاد قسطنطنیہ والی حدیث بشارت مغفرت کے عموم میں یزید بھی شامل تھا جس کے معنی یہ تھے کہ اس کے اس وقت کے احوال و اعمال مقبول یا مغفور تھے۔ الیہ یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعہ۔ جب وہ بد لے تو طبعاً وہ بشارت بھی اس کے حق میں باقی نہ رہی اب اگر بد لے ہوئے حالات میں بھی کوئی پہلے ہی حکم کی رٹ لگائے جائے تو یہ شریعت کے اصول و قوانین کا معارضہ ہے۔ پس جب یزید کا اچھا حال تھا بشارت قائم تھی جب بدل گیا تو بشارت بھی اٹھ گئی۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۷۲-۱۷۱ طبع ادارہ اسلامیات لاہور)

نیز لکھتے ہیں:-

ان تصریحات سے واضح ہے کہ یزید کے حالات جو پہلے تھے وہ نہ رہے اور اقتدار ہاتھ میں آنے کے بعد ان میں تغیر پیدا ہو گیا اور اسے ملک کے



امن و سکون سے زیادہ اپنے اقتدار اور پرنسپل کی فکر پڑ گئی۔ جیسے عموماً ہر دور میں ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ کرنا ہو تو اس دور میں دیکھ لیا جائے کہ عامۃً سیاسی لیڈر عوام کی خیر خواہی کے وعدوں اور ملک کی بہبود و فلاح کے منشور بنا بنا کر الیکشن جیتتے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس وقت وہ مخلص بھی ہوں جن کی واقعی نیت ملک اور عوام کی خیر خواہی ہو۔ لیکن کامیابی کے بعد جب وہ کرسی پر پہنچتے ہیں تو اکثر یہی دیکھنے میں آتا ہے کہ ان کے حالات تبدیل ہو جاتے ہیں اور اب انہیں اپنے پرنسپل اور وقار کا تھامنا مقدم ہو جاتا ہے اور وہ وعدے سب مؤخر (کر دیتے ہیں یہی حال یزید کا تھا)۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۷۳ طبع اسلامیات لاہور)

یزید کا کردار بدل گیا پہلے والا نہ رہا، یہی لکھتے ہیں :-

پس پہلے احوال کا نتیجہ اگر یزید کی بیعت تھا تو بعد کے بدلے ہوئے حالات کا ثمرہ نقض بیعت کا تصور تھا پھر کسی نے عزیمت سے اسے عملاً کر دکھایا۔ اور کسی نے رخصت کے پیش نظر عملاً نہ کیا مگر بوجہ اثارة فتنہ کے نہ کہ ان بدلے ہوئے حالات اور ان کے نتیجہ (فسق یزید) سے انکار کر کے نیز جب تک اس کے حالات کا رخ بظاہر صحیح رہا اس کے ساتھ موافقت و حمایت کی صورت قائم رہی جب ہی مخالفت کے جذبات ابھرنے لگے۔

یہی صورت یزید کے مغفور ہونے کے مسئلہ کی بھی سمجھ لی جائے کہ جہادِ قسطنطنیہ کے وقت کے احوال و جذبات اور تھے تو بشارۃ مغفرة دے دی گئی۔ اور بعد کے حالات اور تھے تو وہ بشارۃ باقی نہ رہی جس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ تبشیر

مغفرت پہلے ہی سے ان احوال کے ساتھ مشروط تھی جو قضاءِ معلق کی شان ہوتی ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ واقعات سے اقرب اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ جہادِ قسطنطنیہ سے یزید کی سابقہ سیأت کی مغفرت کر دی گئی تو وہ مغفور لہم میں حقیقتاً داخل ہو گیا لیکن بعد کی سیأت کی مغفرت کا اس میں کوئی وعدہ نہیں تھا اس لئے آئندہ کے فسق کا حکم دوسرا ہو گا اس صورت میں مغفور لہم کو ایسا ابدی حکم سمجھنا کہ یزید کے مرتے دم تک کے تمام فسق و فجور کی مغفرت ہو گئی یا وہ ہمیشہ کے لئے سیأت سے محفوظ اور معصوم بنادیا گیا محض ذہنی اختراع ہے حدیث کا مدلول نہیں۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۵۷ طبع اسلامیات لاہور)

قارئین واضح ہو یزید کا حال اور وہ بھی بند یا لوی صاحب کے گھر سے قاری صاحب نے جو جوابات حدیثِ قسطنطنیہ کے لکھے ہیں ان سے اختلاف ہم تو کر سکتے ہیں لیکن بند لوی صاحب کے تو پیشوا ہیں ان کو پورا اتفاق کرنا چاہیئے لیکن اگر قاری صاحب سے اتفاق کریں گے تو یزید کا رگڑا نکل جائے گا اور اگر نہ کریں تو پھر دیوبند کی دستار اتارنی پڑے گی دیکھیں اب حضرت کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

کیا لطف جو تم پر پردہ کھولے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے یہ ملاں کافروں کو دولتِ اسلام کیا دے گا اسے کافر بنانا بس مسلمانوں کو آتا ہے یزید جہادِ قسطنطنیہ میں امیر نہ تھا امام بدر الدین عینی لکھتے ہیں، قاری طیب صاحب کے قلم سے :-

ذکر کیا گیا ہے کہ یزید بن معاویہ نے بلادِ روم میں جہاد کیا یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچا اور اس کے ساتھ ساداتِ صحابہ کی ایک جماعت تھی جس میں

ایمان ہے صحابہ کرام و تابعین کے طریقوں پر تو پھر ہمیں مشرک بدعتی کہنے سے باز رہیں

(۴) یزید اس لشکر کا امیر نہ تھا بلکہ حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے یزید اس کا اہل نہ تھا کہ سادات صحابہ کرام کا امیر ہو۔

(۵) اگر حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس لشکر میں شامل ہوتے تو ان کا بھی ذکر کیا جاتا لیکن نہیں کیا گیا

(۶) واضح ہے یزید مغفور لہم میں شامل ہرگز نہیں اس لیے کہ اس کا فسق و فجور میں مبتلا ہونا اور اہلبیت کی توہین کرنا کروانا اور اہل مدینہ پر ظلم کرنا مکہ شریف کی حرمت کو پامال کروانا تو اتر سے ثابت ہے قرآن و حدیث محدثین و مؤرخین اس پر متفق ہیں۔

(۷) میں یزیدی ہمنواؤں کو کہتا ہوں اگر کوئی جہاد یا حج کرنے کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ کسی طرح بشارت عموم میں داخل نہیں ہوگا لہذا یزید کو شامل کرنے والے سراسر حقائق کی مخالفت کرتے ہیں جو اہل اسلام کو قبول نہیں یہ آگے جا کر لکھوں گا بشارت پہلے جہاد کے لئے ہے یزید جو تھے لشکر میں باپ سے دیکے کھا کر گیا۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ یزید کا محاسبہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں شرح حدیث:-

ترجمہ قاضی اظہر مبارکپوری دیوبندی کا پڑھیے

مہلب نے کہا ہے کہ اس حدیث میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی



منقبت ہے۔ کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے بحری جہاد کیا اور اسی طرح ان کے لڑکے یزید کی منقبت ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے مدینہ قیصر کا غزوہ کیا ہے اور مہلب کے اس قول کا ابن التین اور ابن المیر نے تعاقب کر کے اس پر اعتراض کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یزید کے اس عام حکم (مغفور لہم) میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ خاص دلیل کی وجہ سے نہ نکل سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قول مغفور لہم۔ اس شرط سے مشروط ہے کہ وہ لوگ مغفرت کے اہل بھی ہوں یہاں تک کہ جن لوگوں نے مدینہ قیصر کا جہاد کیا ہے ان میں سے کوئی آدمی بعد میں مرتد ہو جائے تو وہ اس حکم عام (مغفور لہم) میں باتفاق داخل نہیں ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اس سے مراد اس شخص کی مغفرت ہے جس کے اندر مغفرت کی شرط پائی جائے۔ اور ابن التین کا یہ کہنا کہ احتمال ہے کہ یزید حاضر نہ رہا ہو غیر معتبر ہے۔ البتہ اس سے یہ مراد ہو کہ وہ قتال میں شریک نہ ہوا تو ممکن ہے (سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۲۲۲ طبع سید احمد شہید لاہور)۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۶ ص ۴۴۳ کتاب الجہاد طبع مصر)

واضح ہوئی یزید کی پوزیشن جلیل القدر شارحین حدیث نے فرمایا یزید کی کوئی منقبت نہیں نہ ہی وہ بخشش کے قابل بلکہ یزید اس حدیث کی بشارت سے خارج ہے

علامہ قسطلانی شارح بخاری لکھتے ہیں یزید مغفرت میں داخل نہیں

طوالت سے بچتے ہوئے صرف ترجمہ لکھتا ہوں۔



اور جو شہر قسطنطنیہ پر پہلی بار حملہ آور ہوا وہ یزید تھا اور اس کے ساتھ سادات صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا گروہ تھا۔ مثل ابن عمر۔ ابن عباس ابن زبیر۔ ابویوب انصاری (رضوان اللہ) اور مؤخر الذکر نے ۵۲ھ میں وہیں پر انتقال فرمایا اس سے مہلب نے یزید کی خلافت اور اس کے جنتی ہونے کی دلیل پکڑی ہے کہ وہ (مغفور لہم) کے ارشاد کے عموم میں داخل ہے اور اس کا جواب یہ دیا گیا کہ مہلب نے یہ بات بنو امیہ کی حمايت کی وجہ سے کی ہے اور یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ وہ کسی دلیل خاص سے بھی اس سے خارج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس پر اتفاق کیا جا چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان مغفور لہم مشروط ہے اس شرط کے تحت وہ لوگ مغفرت کے اہل ہوں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص جنگ کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ بالاتفاق اس بشارت سے خارج ہے

(ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۱۲۲ طبع مصر)

ان تمام جلیل القدر شارحین کی وضاحت پر غور کریں تو واضح ہو جاتا ہے بند یا لوی صاحب جھوٹے ہیں ان کا انوکھا استدلال ماتم کرنے کے قابل ہے ورنہ حقیقت یہ ہے یزید اس مغفرت میں نہیں

ان تمام محدثین نے یزید کو مغفور لہم کی فہرست سے نکال دیا اور کہا جو مرتد ہو جائے وہ خارج ہے لہذا ان کے نزدیک یزید مرتدین کی لسٹ میں ہے اس حدیث سے یزید کا مغفور ہونا ہرگز ثابت نہیں بلکہ اسی بخاری شریف سے یزید کا مقہور ہونا ثابت ہے

جہاد کرنے کے باوجود جہنمی بخاری کا جواب بخاری سے:-

اگر بند یا لوی اینڈ کمپنی بضر ہیں اور کہیں یزید جنتی ہے تو آئیے میں اسی بخاری شریف سے حدیث لکھتا ہوں جہاد کرنے کے باوجود جہنمی ہے لہذا ماننا پڑے گا جنتی وہی ہوگا جس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور مرتے وقت کے اعمال بھی دیکھے جائیں گے ایک دفعہ جہاد کرنے سے سب کچھ معاف نہیں ہو جاتا۔

اللہ فاسق سے دین کی مدد کرتا ہے اور علم غیب کا ثبوت:-

طوالت سے بچتے ہوئے صرف عبدالہائم دیوبندی کا ترجمہ پڑھیے۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک بار ہم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ایک مدعی اسلام کے متعلق فرمایا یہ دوزخی ہے چنانچہ جب جہاد کا وقت آیا تو وہ شخص کافروں سے خوب لڑا۔ اتفاقاً اس کے بھی ایک زخم آگیا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضور نے اس شخص کے متعلق فرمایا کہ وہ دوزخی ہے حالانکہ اس نے تو آج خوب جہاد کیا اور آخر کار مر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں گیا۔ بعض آدمی اس بات میں شک کرنے لگے اسی اثناء میں خبر ملی کہ وہ شخص مرا نہ تھا بلکہ اس کے ایک سخت زخم آگیا تھا۔ رات کو وہ زخم کی تکلیف پر صبر نہ کر سکا اور خود کشی کر لی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر میں شہادت دیتا ہوں کہ میں خدا کا بندہ اور رسول ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مسلمان شخص ہی داخل ہوں گے اور خدا تعالیٰ اس دین کی

گنہگار بندہ کے ذریعہ سے بھی مدد کراتا ہے۔

(صحیح بخاری شریف مترجم کتاب الجہاد ج ۲ ص ۲۷۲ طبع المکتبہ العربیہ اقبال ٹاؤن لاہور)

فوائد حدیث:-

قارئین صاف ہو گیا اعتراض یزید کا جہاد میں شامل ہونے کا

(۱) اس حدیث شریف سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم غیب ثابت ہوتا ہے

وہ اس طرح کہ جو آپ نے فرمایا اسی طرح ہوا

(۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر ایک جہاد کرنے والا جنتی نہیں اسی طرح یزید بھی نہیں

کیونکہ بشارت پہلے لشکر کے لئے تھی یزید گیا چوتھے لشکر میں اور وہ بھی باپ نے

زبردستی بھیجا۔

(۳) یہ جہاد کرنے والا منافق تھا اسی لیے فرمایا جنت میں مسلمان جائیں گے یہی

معاملہ یزید کا ہے پھر اس کے بعد کے ایسے خطرناک کام ہیں اور برے اعمال ہیں

جن کی وجہ سے وہ بشارت سے خارج ہے۔

اب آئیے ذرا وہابیوں دیوبندیوں کے گھر کی خبر لیں وہ اس حدیث

قسطنظیہ کے بارے کیا کہتے ہیں کیا وہ یزید کو شامل کرتے ہیں یا یزید کو دین دشمن

بناتے ہیں۔

شیخ وحید الزمان کا موقف حدیث قسطنظیہ کے بارے پڑھیے:-

پہلا جہاد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا جزیرہ قبرص فتح

کرنے کو اسی میں ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا شریک تھیں ۲۸ھ میں ہوا دوسرا جہاد

جو قسطنظیہ پر ہوا۔ یزید بن معاویہ اس لشکر کا سردار تھا اس میں بھی بہت صحابہ



شریک تھے جیسے ابن عمر اور ابن عباس اور ابن زبیر اور ابویوب انصاری (رضوان اللہ علیہم اجمعین) یہ ۵۸ھ میں ہوا۔ اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے جیسے مہلب نے کہا کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور وہ بہشتی ہے میں کہتا ہوں۔ سبحان اللہ اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا اس وقت تک معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے انہیں کی خلافت تھی اور معاویہ کی خلافت تاحیات باتفاق علماء صحیح تھی اس لیے کہ امام برحق جناب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت ان کو تفویض کی تھی اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے جیسے اوپر حدیث میں گزر چکا یزید نے گویا پہلے اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ گن (یعنی گند) پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا اہل بیت کی اہانت کی جب سر مبارک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لیا۔ مدینہ پر چڑھائی کی حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی مکہ پر چڑھائی کی وہاں منجیق لگائی عبد اللہ بن زبیر کو شہید کرایا حجاج ظالم اپنے غلام کے ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین اور بزرگوں کو ناحق قتل کرایا گیا ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے قسطلانی نے کہا یزید امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے خوش ہوا اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ متواتر ہے اس لئے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ ان



کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر (ہو)

البتہ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بخشش کی امید اور ایک بزرگ نے خواب میں بھی دیکھا کہ پہلے جناب امیر یعنی حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بارگاہ الہی میں گئے لوٹ کر آئے تو فرمایا الحمد للہ میرے موافق حکم ہوا۔ پھر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) گئے لوٹ کر آئے کہنے لگے الحمد للہ میری بخشش ہوگی۔

(تیسیر الباری ترجمہ و تشریح صحیح بخاری ج ۳ ص ۱۲۸ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)

بند یا لوی صاحب کی تحقیق کا شارحین حدیث نے جنازہ پڑھ دیا اور وحید الزماں نے لکھا پہلا جہاد ۲۸ ہجری میں ہوا یزید جس میں شامل ہوا وہ ۵۸ ہجری میں ہوا یہ ان شاء اللہ وضاحت آگے آرہی ہے یزید چوتھے جہاد میں شامل ہوا بشارت پہلے کے لئے ہے اور وحید الزماں نے لکھا یزید پر اور اس کے ساتھیوں پر خدا کی لعنت ہو۔

یہ جہاد تاریخ کے آئینہ میں علامہ ابن الشیر لکھتے ہیں یزید امیر لشکر نہ تھا (ترجمہ قاری طیب کے قلم سے) :-

اور اسی سن میں اور کہا گیا کہ ۵۰ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر جرار روم کے علاقوں میں بھیجا اور اس پر امیر لشکر سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ غزوہ میں شامل ہو تو یزید بیٹھ رہا اور حیلے بہانے شروع کیے تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بھیجنے سے رک گئے۔ اس لشکر میں لوگوں پر بھوک اور بیماری کی وبا پھوٹ

پڑی تو یزید نے (خوش ہو کر) یہ شعر کہے کہ مجھے پرواہ نہیں کہ ان لشکروں پر یہ بخار و تنگی کی بلائیں فرقد و نہ (نام مقام) میں آ پڑھیں۔ جبکہ میں دیرِ مران میں اونچی مسند پر تکیہ لگائے ام کلثوم کو اپنے پاس لئے بیٹھا ہوں۔ ام کلثوم بنت عبد اللہ بن عامر یزید کی بیوی تھی۔ یزید کے یہ اشعار حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچے تو قسم کھائی کہ اب میں یزید کو اس جہاد میں سفیان بن عوف کے پاس روم کی سرزمین میں ضرور بھیجوں گا۔ تاکہ اسے بھی ان مصائب کا حصہ ملے جو وہاں کے لشکر والوں کو مل رہا ہے۔

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۳۶۹-۳۵۸ طبع دار صادر بیروت)۔ (شہید کربلا اور یزید ص ۱۸۵-۱۸۲ طبع اسلامیات لاہور)

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۶۶۔ از عبد الرشید نعمانی دیوبندی طبع مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور

### یہ ہے بندیا لوی کے باپ کا شوقِ جہاد۔

یہ ہے جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت یزید پلید کے اندر کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کیا لیکن یہ کتنا بد بخت بیٹا تھا جس نے باپ کے حکم کو ٹال مٹول اور حیلوں بہانوں سے کام لے کر نافرمانی کی اور جانے سے انکار کر دیا۔

یزید اس جہاد میں شریک ہونے کے لیے بالکل تیار نہ تھا اور جہاں تک بن سکا اس نے ٹال مٹول کی کوشش کی بلکہ ان مجاہدین کا مذاق اڑا رہا تھا۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۶۶۔ مرتب ڈاکٹر عثمانی ندوی دیوبندی

میں یزید کے وکیلوں سے پوچھتا ہوں اگر یزید کے اندر جذبہ جہاد ہوتا

تو جب لشکر گیا تھا اس وقت خود تیار ہوتا اور جاتے وقت باپ سے اجازت لیتا اور جاتا ہم بھی کہتے واقعی اس کو جہاد کا شوق تھا لیکن اس ناپاک کا خود جانا تو درکنار باپ کے حکم پر بھی نہ گیا پھر جب لشکر پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے تو یہ کمبخت کہنے لگا مجھے کیا لگے مصیبتیں ہیں تو ان پر ہیں میں تو عیش کر رہا ہوں لیکن اگر اس میں ایمان کی رتی ہوتی بندیا لوی کے مطابق یہ عالم بھی تھا تو پھر اس کو یہ حدیث کیوں نہ یاد آئی کہ مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں ایک مسلمان پر تکلیف ہو تو دوسرا اسے اپنی مصیبت اور تکلیف جانے۔

پھر یہ بھی حدیث مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں لیکن یہ الٹا بکنے لگا یہ جب اطلاع سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو فرمایا اب تو ضرور بھیجوں گا قسم اٹھا کر فرمایا اب باپ نے دیکھے مار کر بھیجا تا کہ یہ بھی ان مصیبتوں کا مزا چکھے۔

اب جب یزید نے باپ کے تیور بدلے ہوئے دیکھے تو گیا میں کہتا ہوں بندیا لوی ہوش کر یزید کا کردار بول رہا ہے میں کیسا ہوں تم مجھے اتنا نیک پاک ثابت مت کرو ساتھ ہی جاتے ہوئے یزید کہہ رہا تھا میں باپ سے ڈرتا ہوا جا رہا ہوں شوق جہاد سے نہیں جا رہا وہ اس لیے تا کہ باپ کی قسم پوری ہو جائے تم مجھے مغفور مت سمجھو ابن اثیر نے بندیا لوی کے روحانی باپ کا سارا پول کھول دیا۔ مزید برآں اگر کوئی کسرباتی تھی تو وہ بندیا لوی کے دادے قاری طیب نے پوری کردی ان دونوں نے یزید کی روحانی اولاد کے چہروں پر ایسے تھپڑ رسید کیے ان کے نشانات قیامت تک ان کے چہروں سے نہیں مٹیں گے۔



## یزید نے جہاد ختم کا فتویٰ دیا:

عبدالرشید دیوبندی کے قلم سے پڑھیے یزید کا خطبہ یزید نے کہا میں کسی مسلمان کو بحری مہم پر بھیجنے کا روادار نہیں اور بیشک معاویہ رضی اللہ عنہ تم کو روم میں موسم سرما میں جہاد پر روانہ کیا کرتے تھے مگر میں کسی کو سردیوں میں روم کی سرزمین پر جہاد کرنے کے لیے نہیں بھیجوں۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۷۰ طبع مکتبہ مدنیہ لاہور)

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں اس جہاد میں یزید امیر نہ تھا: (ترجمہ دیوبندی کے قلم سے)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۵۰ھ میں ایک بہت بڑا لشکر بسر افری سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں بلاد روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے لڑکے یزید کو بھی ان کے ہمراہ جانے کا حکم دیا لیکن یزید نے جانا پسند نہ کیا معذرت کی اس پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی روانگی ملتوی کر دی اتفاق سے مجاہدین کو اس لڑائی میں اکثر مصائب کا سامنا ہوا غلہ کی کمی مرض کی زیادتی سے بہت لوگ تلف ہو گئے یزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ یہ اشعار ذیل پڑھنے لگے ترجمہ: مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں ہے کہ ان کے لشکر کو فرقہ و نہ میں سختی اور بدبختی کا سامنا ہوا۔ جبکہ میں نے بلند ہو کر رنگ برنگ قالینوں پر تکیہ لگایا دیرمران میں اور میرے پاس میری بیوی ام کلثوم ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کانوں تک ان اشعار کی آواز پہنچ گئی یزید کے بھیجنے کی قسم کھالی چنانچہ یزید کو ایک جمعیت کثیرہ کے ساتھ جس میں ابن عباس ابن عامر۔ ابن زبیر



ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے روانہ کیا ان لوگوں نے میدان جنگ میں پہنچ کر نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کی لڑتے بھڑتے قسطنطنیہ تک پہنچے رومیوں نے قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے معرکہ آرائی کی ان ہی معرکوں میں ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے اور قسطنطنیہ کی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے دفن کر دیئے گئے یزید اور شامی فوجیں شام کو لوٹ آئیں۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۳ ص ۱۳ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)۔ (سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۲۱۸ و ۲۱۹ بحوالہ ابن خلدون ج ۵ ص ۲۳ و ۲۴ طبع سید احمد شہید لاہور)۔ (تاریخ ابن خلدون مترجم ج ۲ ص ۳۷-۵۰ ہجری کے حالات)

قارئین ان دلائل و براہین پر ایک دفعہ پھر نظر ڈالیں تو حقائق واضح ہیں بندیا لوی کا جھوٹا ہونا بھی واضح ہے۔ امام بدر الدین عینی اور ابن اثیر و ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ مشاہیر ان امت میں سے ہیں انہوں نے صاف لکھ دیا کہ یزید اس جہاد میں امیر نہ تھا مزید برآں یہ کہ یزید خود نہ گیا بلکہ زبردستی بھیجا گیا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرہ خوں نکلا کھل گیا سب پر تیرا بھید غضب تو نے کیا کیوں تیرے منہ کا کھلا چھید غضب تو نے کیا حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں یزید کمانڈر چیف نہ تھا:۔

۵۲ھ میں مسلمانوں نے بلادِ روم پر حملہ کیا اور لشکر کے امیر سفیان بن عوف ازدی تھے وہ اس جگہ فوت ہو گئے۔ اور ان کے بعد عبداللہ بن مسعدہ فزاری لشکر امیر مقرر کیے گئے اور ایک قول یہ ہے کہ اس لشکر کے امیر بسر بن ابی

ارطاط تھے اور ان کے ساتھ سفیان بن عوف تھے اور اسی سال بلاد روم میں قسطنطنیہ کی سرحد کے قریب حضرت ابویوب انصاری کی وفات ہوئی۔ حضرت ابو یوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید بن معاویہ کے دستہ میں تھے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۸ طبع دار الفکر بیروت لبنان مترجم ج ۸ ص ۱۱۱)

### حدیث قسطنطنیہ پر فقہی اور فنی بحث:-

قارئین یہ حقیقت کھل جانے کے بعد کہ اس غزوہ میں یزید کس حیثیت سے شامل ہوا اور وہ بھی پہلے لشکر میں نہیں یہ انشاء اللہ آگے آئے گا کتنی دفعہ یزید کے شامل ہونے والے غزوہ سے پہلے قسطنطنیہ پر جہاد ہو چکا تھا یہاں الحمد للہ محدثین اور مورخین سے میں واضح کر چکا ہوں یزید کو زبردستی باپ نے بھیجا بندیا لوی لکھتے ہیں یزید امیر تھا حقائق یہ ہیں امیر نہ تھا بس اس دستے میں تھا جس میں ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اب ہم اس حدیث پر تھوڑا سا غور کرتے ہیں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ یہ حدیث احادیث کے اصولوں کے پیش نظر نہ قطعی الثبوت ہے اور نہ ہی قطعی الدلالت ہے وہ اس لیے کہ اس حدیث کے تمام راوی حمص اور دمشق کے ہیں اور اس علاقہ میں ایسے لوگ تھے جو بنو امیہ خاندان کے چاہنے والے اور اہل بیت کے مخالف تھے الا ماشاء اللہ اس لیے یہ قابل قبول نہیں

### راوی حدیث کے یہ ہیں:-

پھر اس حدیث کے راوی سند کے اعتبار سے قابل استدلال نہیں مثلاً اس حدیث کی سند یہ ہے: حدیث الحلق بن یزید الدمشقی

(۲) حدثنائیکئی بن حمزہ

(۳) حدثنی ثور بن یزید عن

(۴) خالد بن معدان عن عمیر بن الاسود العسنی

(بخاری شریف ج ۱ ص ۴۰۹ طبع نور محمد کراچی)

### اصول حدیث :-

اصول حدیث میں یہ بات پہلے نمبر پر درج ہے کہ کوئی راوی بد عقیدہ نہ ہو اور بدعتی نہ ہو۔ جبکہ اس حدیث کے بعض راوی قدری یعنی تقدیر کے منکر اور بعض ناصبی اہل بیت کے مخالف اس لیے یہ حدیث درایت کے اصولوں پر پوری نہیں اترتی۔

اس لیے میں کہتا ہوں یزیدی ٹولا کا اس حدیث سے استدلال کرنا لغو

ہے۔

### پہلا راوی :-

اس حدیث کا پہلا راوی اسحق بن یزید دمشقی ہے یہ بخاری نے وضاحت کر دی

### دوسرا راوی :-

جبکہ دوسرے راوی یحییٰ بن حمزہ واقد ابو عبد الرحمن دمشقی ہیں ان کے بارے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ابن معین نے کہا یہ قدری ہے آجری کہتے ہیں میں نے ابوداؤد سے کہا یہ قدری ہے کہا ہاں۔

(تہذیب المعانی ج ۱ ص ۲۰۰ طبع المعارف ہند)

### تیسرا راوی:-

ثور بن یزید کلاعی حمصی ہے اس کے متعلق ابن حجر لکھتے ہیں ابن سعد نے کہا یہ قدری ہے اس کا دادا جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ ثور جب بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتا تو کہتا میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس نے میرے دادا کو قتل کیا عثمان داری کہتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کو اس کے قدری ہونے میں شک ہو

احمد بن صالح نے شام کے راویوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا یہ ثقہ ہے لیکن قدریوں کے عقائد رکھتا ہے ابو مہر وغیرہ نے کہا امام اوزاعی اس کی مذمت کرتے تھے امام احمد نے کہا ثور بن یزید قدری ہے ابن معین نے کہا کہ مکحول قدری تھا مگر اس نے رجوع کر لیا۔ اور ثور بن یزید قدری ہے آجری کہتے ہیں امام ابو داؤد نے کہا یہ قدری ہے اہل حمص نے اس کو نکال دیا تھا علی شامی نے کہا یہ ثقہ ہے اور قدریوں کے عقائد رکھتا تھا۔

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۳-۳۵ طبع مجلس دائرہ المعارف ہند تقریباً اسی مضمون سے ملتا جلتا دیکھیں طبعات ابن سعد ج ۷ ص ۶۴ طبع نفیسی اکیڈمی کراچی حافظ ذہبی کی میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۵۱ طبع محمدی لکھنؤ)

### چوتھا راوی:-

خالد بن معدان حمصی ہے اس کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نقل کرتے ہیں۔ کان یوسل کثیرا۔

(تقریب التہذیب ج ۱ ص ۶۳ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)



ترجمہ: یعنی خالد بن معدان اکثر مرسل روایات بیان کرتا تھا۔

### مرسل روایت کی تحقیق:-

مرسل حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں اور دوسری قسم (مردود) وہ ہے کہ جس کا راوی تابعی کے بعد آخر سند میں ساقط ہو جائے اس کا نام مرسل ہے اس کی صورت یوں ہے کہ تابعی کم عمر والا یا بڑی عمر والا کہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و علیٰ الہ و صحبہ و سلم یا کہے کہ فعل کذا یا فعل بحصر تہ کذا۔ یا اس جیسا کوئی جملہ بول دے۔ اور محذوف راوی کے نام معلوم الحال ہونے کی وجہ سے اسے بھی قسم مردود میں ذکر کیا جائے گا۔ اس لیے کہ احتمال ہے کہ محذوف صحابی ہو یا تابعی ہو دوسرے تابعی ہونے کی صورت میں اس کے ضعیف ہونے کا بھی احتمال ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ثقہ ہو اور دوسرے (تابعی) کی صورت میں احتمال ہے کہ راوی نے صحابی سے یا ممکن ہے کہ کسی دوسرے تابعی (ضعیف) سے حدیث اخذ کی ہو۔ علیٰ ہذا القیاس احتمال سابق لوٹ آئے گا اور یہ سلسلہ لامتناہی ہو جائے گا۔

(شرح نخبۃ الفکر ص ۱۰۴ طبع شیخ غلام علی سنز کراچی)

اس بحث سے معلوم ہوا چونکہ مرسل روایت میں محذوف راوی کا حال معلوم نہیں ہوتا اس لیے اسے محدثین مردود میں شمار کرتے ہیں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ محذوف راوی صحابی ہو یا تابعی ہو اب اگر تابعی محذوف ہو تو پھر یہ معلوم نہیں کہ وہ ثقہ ہے یا ضعیف اگر تابعی ثقہ ہو تو یہ معلوم نہیں کہ اس نے صحابی سے حدیث

لی ہے یا تابعی سے حدیث لی پھر تابعی کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ ثقہ یا غیر ثقہ الغرض اس قسم کی باتوں کا لامتناہی سلسلہ چل پڑے گا جو کہ ناممکن العمل ہے اسی لیے احکام اور عقائد میں مرسل روایت قبول نہیں کی جائے گی

راویوں کی حقیقت کھل جانے کے بعد یہ بات عیاں ہو گئی کہ حدیث قسطنطنیہ قابل قبول نہیں کیونکہ راوی بدعتی قدری مرسل والے ہیں مزید برآں ناصبی بھی ہیں جو کہ اہلبیت کے مخالف تھے

### ایک شبہ کا الزام:

یہاں پر جو میں نے راویوں پر جرح کی ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اس نے بخاری شریف جو اصح الکتاب بعد الکتاب اللہ ہے پر اعتراض کیا ہے جواباً عرض اصح اسم تفصیل کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہے قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ جس کے اندر صحیح احادیث ہیں وہ بخاری شریف ہے یہ نہیں مطلب کہ ہر ہر حدیث صحیح ہے بلکہ صحیح بخاری کے اندر کئی شیعہ راوی اور کئی رافضی ہیں کئی قدریہ اور ناصبی راوی اس کی وضاحت اسماء الرجال والوں نے کر رکھی ہے۔ تفصیل دیکھنی ہو تو دیکھیں۔

### تقریب التہذیب:

لہذا میرا بخاری شریف کی عظمت اور فضیلت پر پورا اعتقاد ہے میں نے کوئی نیا کام نہیں کیا وہی کیا ہے جو علماء کا حق ہے مزید میرے مؤقف کی دلیل بخاری شریف کی ضعیف احادیث دیکھیں۔

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری ج ۱۱ ص ۸۵ اور ص ۱۶۳ اور ص ۲۱۶ دیکھیں طبع دار الکتب

العلمیہ بیروت) تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۴۰۶ طبع دار الکفر بیروت میزان الاعتدال ج ۴ ص ۱۵۹ ادار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث قسطنطنیہ اشرف علی تھانوی دیوبندی کے نزدیک بالکل ضعیف ہے:-

اسی طرح اس (یعنی یزید) کو مغفور کہنا بھی سخت نادانی ہے کیوں کہ اس میں بھی کوئی بات صریح نہیں رہا استدلال حدیث مذکور (یعنی قسطنطنیہ) سے تو وہ بالکل ضعیف ہے کیونکہ وہ مشروط ہے بشرط وفات علی الایمان کے ساتھ اور وہ امر مجہول ہے

(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۲۶ طبع دارالعلوم کراچی)

قارئین غور فرمائیں اس حدیث کی فنی حیثیت واضح ہونے کے بعد تھانوی صاحب نے بہت عرصہ پہلے میری تائید میں اپنا فتویٰ دیا کہ یہ حدیث بالکل ضعیف ہے اگر صرف محدثین کی جرح پر ہی میں اکتفا کرتا پھر تو بند یا لوی صاحب ضرور اپنا شور مچاتے جی بخاری کے راویوں کو ضعیف کہا ہے لیکن تھانوی صاحب کا فتویٰ پڑھ لینے کے بعد کچھ شرم ضرور کریں گے کہ میرے دادا جان نے بھی لکھ دیا ہے یہ ضعیف ہے اب میں اپنا شور نہ ہی مچاؤں تو اچھا ہے ورنہ لوگ مجھے پاگل دیوانہ ہی کہیں گے کہ جن کا نام لے کر جیتے ہیں اور اپنی روٹیاں کھاتے اور کھاتے ہیں ان کا میں نمک حرام نہ ہی بنوں تو اچھا ہے

بہر حال یہ بات کھل گئی کہ یہ حدیث احادیث کے اصولوں پر پوری نہیں اترتی سند کے اعتبار سے مجروح ہے بند یا لوی نے یزید کو بچانے کے لئے جو سہارا

تلاش کیا تھا اس کو میں نے ہلا کر گرا دیا ہے ناصیوں یزیدیوں کے خالی ترکش میں یہ ہی ایک تیر ہے جس کے ذریعے سے یزید کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں میں نے الحمد للہ ان کے اس تیر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اب ہم یزیدی ٹولہ پر ایک اپنا قرض اسی بخاری شریف سے چڑھا دیتے ہیں تاکہ ان کم بختوں کی آنکھیں روشن ہو جائیں کہ اسی بخاری شریف سے یزید مبعوض ثابت ہوتا ہے۔

بخاری کا جواب بخاری سے پڑھیے یزید بیوقوف اور ملعون مغفور نہیں

مبعوض تھا

واقعی یہ بات درست ہے جب دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کورا یعنی خالی ہو اور اہلبیت کی دشمنی کی نحوست اندر رچ بس چکی ہو تو پھر بخاری شریف سمجھ میں نہیں آتی اگر میں ایسے لوگوں کے بارے یوں کہوں تو عین درست ہوگا

بنا عشق نبی جو پڑھتے پڑھاتے ہیں بخاری  
آتا ہے بخار ان کو آتی نہیں بخاری  
صحیح بخاری شریف کتاب الفتن باب فتنوں کا ظہور سے ایک حدیث  
پڑھیے اختصار کے پیش نظر عبد الدائم جلالی دیوبندی کا ترجمہ پیش خدمت ہے  
باب میری امت کی ہلاکت بد عقل لڑکوں کے ہاتھ سے ہوگی

حضرت عمر بن سعید کہتے ہیں کہ میرے دادا نے مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی میں مدینہ کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور مروان بھی میرے ساتھ تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ میں



نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا کہ میری امت چند قریش کے لڑکوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوگی۔ مروان بولا ان لڑکوں پر خدا کی لعنت ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ وہ لڑکے فلاں فلاں شخص کے بیٹے ہیں عمر بن سعید کہتے ہیں کہ جب اولاد مروان ملک شام کے حاکم ہو گئے تو میں اپنے دادا کے ساتھ وہاں جایا کرتا تھا۔ میرے دادا نے جب ان نو عمر لڑکوں کو دیکھا تو کہا یقین ہے کہ یہ لڑکے انہیں میں سے ہوں (جس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دی ہے) ہم نے کہا کہ آپ ہی خوب جانتے ہیں (صحیح بخاری شریف ج ۴ ص ۶۲ طبع المکتبۃ العربیۃ اقبال ٹاؤن لاہور) (یہ حدیث مسلم شریف میں بھی ہے)

### شرح حدیث حاشیہ بخاری سے پڑھیے:-

ترجمہ: یہ قول ہے کہ بے وقوف لڑکے جو گناہوں پر مضبوطی سے قائم ہوں گے اور ابن اثیر کہتے ہیں کہ ان سے مراد بنو امیہ کے لڑکے ہیں اور ان کی بلوغت ان کے خلاف نہیں امت کا ہلاک ہونا۔ اس سے مراد اس زمانہ کے لوگوں کی ہلاکت ہے اور یہ قیامت تک کے لئے تمام امت کے لئے نہیں۔ لڑکوں کے ہاتھوں سے جیسا کہ یہ روایت اکثر نے بیان کی اور روایت کیا سرحسی اور کشمینی نے اوپر ہاتھوں کے ساتھ جمع کے لئے اور یہ قول کہ لعنت ہو ان لڑکوں پر اور یہ عجیب ہے کہ مروان نے ان مذکورہ لڑکوں پر لعنت کی ساتھ اس کے یہ ظاہر ہے کہ اسی کی اولاد ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان سے اس کو یہ بدلہ دیا۔ اور یہ اس پر شدید حجت ہے جیسا کہ حدیث میں لعنت ہے مروان کے باپ حکم پر اور جو اس نے پیدا کیا (اور پھر اس کے آگے خاص طور پر شام کے بادشاہوں کا ذکر ہے)

اور لکھا ہے کہ ان قریشی لونڈوں سے پہلا یزید ہے اس کے ساتھ وہی ہو جس کا وہ مستحق ہے اور غالب امر یہ ہے کہ وہ (یعنی یزید) بزرگوں کو حکومت کے عہدوں سے معزول کرتا تھا اور اپنے قریبیوں میں سے نوجو عمر چھو کروں کو شہروں کی امارت کے عہدے دیتا تھا۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۸۱۔ از دیوبندی (حاشیہ بخاری شریف ج ۲ ص ۲۶۱ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

قارئین اندازہ فرمائیں یزید کے کاسہ لیسوں اور غاشیہ برداروں اور وکیلوں کو بخاری شریف سے وہ روایت تو نظر آگئی جس میں پکڑ دھکڑ کر کے یزید پلید کو ٹھونسا جا رہا ہے لیکن اس حدیث سے قطعی طور پر آنکھیں بند ہو چکی ہیں جس میں واضح طور پر یزید کو دشمن اسلام قرار دیا گیا ہے جس کے دور کو فتنوں کا دور اور جس کی امارت کو بے وقوف چھو کروں کی امارت قرار دیا گیا ہے اس منحوس حکومت کا ذکر جناب فخر عالم مخبر صادق رسول برحق ہادی مرسل صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فتنوں کا دور قرار دیا۔ اسلام سے بغاوت اور سرکشی کا دور کہا بدعات والحاد کا دور کہا امت کی بربادی و ہلاکت کا دور کہا اور حدیث سے تو یزید بے وقوف چھو کر اثابت ہو رہا ہے بندیا لوی کہتے ہیں جنتی ہے

شروحات حدیث پر ایک نظر امام بدر الدین عینی لکھتے ہیں

طوالت سے بچتے ہوئے صرف ترجمہ پر اکتفا کروں گا ۔

کہ عبدالصمد کی روایت میں ان چھو کروں پر لعنت کے متعلق ہے کہ عجیب ہے کہ ان پر مروان نے لعنت کی جبکہ یہ ظاہر ہے کہ یہ اس کے بیٹے ہیں پس اللہ تبارک و تعالیٰ کا اس کی زبان سے یہ کہلا دینا ان کے (ملعون) ہونے پر شدید

جنت ہے۔ اور بے شک طبرانی وغیرہ کی حدیث میں لعنت ہے مروان کے باپ حکم پر اور اس پر جو اس نے پیدا کیا اور یہ قول کہ احداثاً جمع حدیث یعنی نو جوانوں اور ان کا پہلا یزید ہے اس کو وہی ملے جس کا وہ مستحق ہے وہ کبار بزرگان کو شہروں کی امارت سے مغزول کر کے اپنے قریبیوں میں سے اصاغر کو حاکم بناتا تھا

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری ج ۲۴ ص ۱۸۰ طبع محمد امین بیروت لبنان) (اسی سے ملتا جلتا دیکھیں مرآة

المنہاج شرح مشکوٰۃ کتاب الامارۃ) (الفصل الثالث ج ۵ ص ۳۸ طبع لاہور)

### شیخ الاسلام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ صبی اور غلیم تصغیر کے ساتھ ضعیف العقل و تدبیر اور ضعیف الدین کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ جوان ہو اور یہاں یہ مراد ہے۔ ابن بطل کہتے ہیں ہلاکت امت کی مراد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی دوسری حدیث سے ظاہر ہو جاتی ہے جس کو دوسری سند سے علی بن معبد اور ابی شیبہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں چھو کروں کی امارت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور امارت یعنی لڑکوں کی حکومت کیا ہے فرمایا اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ یعنی دین کے بارے میں ان کی اطاعت ہلاکت کا باعث ہے اور اگر تم ان کی اطاعت نہیں کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر ڈالیں گے۔ یعنی دنیا کے بارے میں تمہاری جان لے کر یا تمہارا مال غصب کر کے یا جان بھی لے لیں گے اور مال بھی چھین لیں گے۔ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازاروں میں چلتے پھرتے فرماتے تھے۔ (حدیث مرفوع) یا اللہ میں ۶۰ کا زمانہ نہ دیکھوں اور مجھے لڑکوں کی حکومت

دیکھنی نصیب نہ ہو۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ ان (ہلاک کرنے والوں میں) پہلا نمبر یزید کا ہے۔ کیونکہ ۶۰ھ میں یزید تھا اور وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا تھا کیونکہ یزید بن معاویہ کو ۶۰ھ میں حکومت ملی اور وہ ۶۳ھ تک زندہ رہا اور پھر مر گیا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۳ ص ۸۰ طبع مصر)

### ملا علی قاری لکھتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قول غلیمہ سے مراد وہ نوجوان ہیں جو کمال عقل کے مرتبہ تک نہیں پہنچے اور وہ نوجوان ہیں جو باوقار اصحاب کی پروا نہیں کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت عثمان کو قتل کیا اور حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قتال کیا۔ المظفر نے فرمایا ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو خلفاء راشدین کے بعد ہوئے جیسے یزید اور عبد الملک بن مروان وغیرہما۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ ص ۱۲۰ کتاب الفتن طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

### نیز لکھتے ہیں

حدیث لکھنے کے بعد: اس سے مراد جاہل چھو کروں کی حکومت ہے جیسے یزید بن معاویہ اور حکم بن مروان کی اولاد اور دیگران جیسے۔ اور کہا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے خواب میں ان کو اپنے منبر پر کھیل کود کرتے دیکھا

(مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الامارۃ الفصل الثالث)

کیوں جناب بندیا لوی صاحب نہیں پڑھا تو پڑھ لیں کس طرح صاف



احادیث کے اندر یزید کے دور حکومت کو فتنوں کا دور تباہ و بربادی امت کی ہلاکت کا دور کہا گیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے پیارے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتا دیا تھا تبھی تو وہ سن ۶۰ ہجری سے پناہ مانگ رہے تھے اور محدثین نے بھی صاف لکھ دیا ان چھوکروں میں پہلا یزید ہے اب میں ان یزید کے کا سہ لیسوں، اور غاشیہ برداروں سے کہتا ہوں سن ۶۰ میں کون سا لونڈا حکومت پر آیا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت بوڑھے تھے وہ تو اس حدیث کے مصداق بن نہیں سکتے اور نہ ہی ان کو حکومت ملی یقیناً ماننا پڑے گا ۶۰ھ میں یزید کو ہی حکومت ملی اور یہی مراد ہے بخاری کی حدیث میں فرمایا وہ بے وقوف لونڈے ہوں گے ان سے اللہ کی پناہ مانگو یہ ہے بندیا لوی کا پیشوا جس سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نفرت فرمائی اس کے دور حکومت سے نفرت فرمائی لیکن بندیا لوی اس کو جنتی اور متقی بناتے پھرتے ہیں اور یہ میں نے واضح کر دیا یزید جہاد قسطنطنیہ میں کیسے گیا تھا لیکن جس حدیث میں یزید کی مذمت تھی وہ بندیا لوی نے ہضم کر لی آخر یہ حدیث بھی تو بخاری میں ہے لیکن میں تو کہتا ہوں بخاری ان دین کے بیوپاریوں کے لئے سراسر بیماری ہے

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی  
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو  
خاک منہ میں تیرے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر  
مٹ گیا دین نجدیا تیرا ملی خاک میں عزت تیری

شرح حدیث چھوکر ایزید لعنتی تھا وحید الزمان وہابی لکھتے ہیں

نمبر: چھوکروں کی حکومت خرابی اور بربادی کی جڑ ہے یہ خرابی اسلام میں

یزید پلید کے زمانہ سے شروع ہوئی وہ کمبخت ایک کم سن چھوکرا تھا۔ بوڑھے بوڑھے صحابہ اس وقت موجود تھے اس کو کسی قاعدے سے خلافت کا حق نہ تھا۔ لیکن زور زبردستی حاکم بن بیٹھا آخر مسلمانوں پر وہ تباہی آئی کہ پناہ خدا مسلمانوں کے سردار امام حسین شہید ہوئے جن سے اسلام کی زینت تھی اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی ہوئی بہت سے صحابہ اور تابعین کو یزید کے لشکر نے مدینہ میں آن کر شہید کیا لعنة الله على یزید و على اتباعه۔

نمبر ۲: انہوں نے نام بنام ظالم حاکموں کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تھے مگر ڈر کی وجہ سے بیان نہیں کر سکتے تھے مروان خود ان چھوکروں میں داخل تھا گویا اس نے اپنے اوپر لعنت کی کئی حدیثوں میں جن کو طبرانی وغیرہ نے نکالا یہ موجود ہے کہ آنحضرتؐ نے مروان کے باپ حاکم پر لعنت کی اور اس کی اولاد پر بھی لعنت کی۔

نمبر ۳: شک کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان چھوکروں کے نام نہیں بیان کیے تھے۔ حافظ نے کہا ان چھوکروں میں پہلا چھوکرا یزید پلید تھا اور ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً نکالا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں چھوکروں کی حکومت سے اگر تم ان کا کہنا مانو تو دین کی تباہی ہے اگر نہ سنو تو وہ تم کو تباہ کریں۔ دوسری روایت میں ابن ابی شیبہ کے یوں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں چلتے چلتے یہ دعا کرتے یا اللہ ساٹھ ہجری مجھ کو مت دکھانا چھوکروں کی حکومت سن ساٹھ ہجری میں یزید پلید خلیفہ ہوا اور ابو ہریرہ کی دعا قبول ہوئی وہ ایک سال پہلے دنیا سے گزر گئے۔

تفتازانی نے کہا جس نے امام حسین کو قتل کیا یا امام کے قتل کا حکم دیا یا

آپ کے قتل کو جائز رکھا یا اس سے خوش ہوا وہ بالاتفاق ملعون ہے اور یزید سے یہ باتیں متواتر ثابت ہیں اس پر اور اس کے مددگاروں پر سب پر لعنت ہو۔

(تیسیر الباری ترجمہ و تشریح صحیح بخاری شریف ج ۶ ص ۲۸۶ کتاب الفتن طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)

بقول تھانوی کے بارگاہ مصطفوی کا حضوری شیخ محقق عبدالحق محدث

دہلوی شرح حدیث یوں لکھتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ہلاک ہوگی قریش کے نو جوان لڑکوں کے دونوں ہاتھوں سے جیسا کہ قاموس اور صراح میں ہے کہ غلام لڑکے کو کہتے ہیں اور اس کی اصل غلمت ہے اور اغتلام اس کی شہوت اور ہیجان کا غلبہ ہے اور اس حدیث کے حواشی میں لکھا ہے کہ ان لڑکوں سے مراد قاتلان عثمان و علی اور حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس کی مثل اہل فتنہ اور ظلم و جور کرنے والے اور مجمع البحار میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو پہچانتے تھے اور ان کے نام جانتے تھے مگر ان کے ناموں کا تعین کرنے سے فساد وغیرہ کے ڈر سے خاموش تھے۔ اور ان سے مراد یزید بن معاویہ اور عبید اللہ بن زیاد اور ان کی مانند دیگر نو جوان بنو امیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل کیا اور تحقیق سے ثابت ہے کہ انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہلبیت اور بہترین مہاجر و انصار کو شہید کیا اور یہ عبد الملک بن مروان اور امیر الامراء حجاج بن یوسف اور اس کے لڑکے سلیمان وغیرہ نے بھی خون ریزی کی اور مالوں کو لوٹا اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ فارسی ج ۳ ص ۲۸۲ کتاب الفتن طبع ایم ڈی لکھنؤ مصر) (مترجم ج ۶ ص ۳۹۰)



مطبوعہ فرید بک لاہور) (اسی مضمون سے ملتا جلتا دیکھیں مرتقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ ص ۱۲۰ از امام ملا علی قاری طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

بند یا لوی اینڈ کمپنی بنا لوتم یزید کو نیک اور پارسا حدیث شریف کے مطابق اور جلیل القدر محدثین جن کے متعلق رافضی ہونے کا کوئی شبہ نہیں انہوں نے یزید کا صفایا کر دیا اور مغوض ترین ثابت کر دیا وہ بھی احادیث کی رو سے۔

ابتدئے عشق ہے روتا ہے کیا  
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

یہاں تک جہاد قسطنطنیہ میں یزید کے شامل ہونے والے اعتراض کا مکمل جواب الحمد للہ تحقیقی اور تنقیدی طور پر مکمل ہو چکا ہے لیکن مزید برآں چند دلائل پڑھیے۔

### حدیث، حضرت امام مسلم بن حجاج القشیری لکھتے ہیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مختشم محبوب رب اکبر عز وجل وصلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے اور پھر کھڑا ہو کر حضور قلب کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

(صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۱۲۲ کتاب اطہارت طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

قارئین اس حدیث شریف پر غور کریں ایک آدمی آیا اس نے وضو کیا پھر دو رکعت نفل پڑھے تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اب اگر کوئی صاحب یہ سمجھ کر کہ جنت تو واجب ہو گئی ہے لہذا چلو گھر واپس چلتے ہیں فرض کی ضرورت نہیں جنت کا میں ٹھیکیدار بن گیا ہوں تو اب میں پوچھتا ہوں کہ جس نے فرض



چھوڑ دیا اس کے لئے یہ جنت والی بشارت باقی رہے گی یا نہیں ہرگز نہیں کیونکہ یہ انعام جنت والا فرض کی خاطر مل رہا تھا کہ گھر سے آیا وضو کیا دو نفل شکرانہ پڑھے فرائض ادا کرے تو اس انعام کا مستحق ٹھہرے گا ورنہ نہیں بالکل اسی طرح کا معاملہ یزید کا ہے کہ جہاد قسطنطنیہ میں پہلے تو وہ گیا نہیں اگر گیا بھی تھا تو چوتھے لشکر میں جبکہ بشارت پہلے کے لئے تھی اور اگر یہ بھی مان لیں کہ وہ پہلے میں گیا تھا تو اس نے نفل ادا کیا اور فرض چھوڑ دیا کیونکہ اہل بیت کی محبت فرض تھی اس نے ترک کر دی۔ محبت بھی چھوڑی ساتھ ساتھ توہین اہلبیت کا بھی مرتکب ہوا یاد رہے اہلبیت کی توہین کرنا کفر ہے یہ بات ان شاء اللہ آگے آئے گی کہ حسین اور ان کے ساتھیوں کو یزید نے شہید کرایا تھا۔ لیکن اس میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں سوائے ناصبیوں یزیدیوں کے کہ شہادت کے بعد کربلا سے کوفہ تک کوفہ سے دمشق تک سروں کا جلوس نکلوانا اہلبیت کو قیدی بنا کر کبھی ابن زیاد کے دربار میں تو کبھی یزید کے دربار میں پھر یزید و ابن زیاد کا امام حسین کے لبوں پر چھڑی مار کر توہین کرنا واضح ہے جو کہ کفر ہے۔ اب آئیے میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اہل بیت سے محبت فرض ہے اور توہین کفر ہے اور یہ بھی کہ یزید نے توہین اہلبیت کی فرض ترک کیا اور علی الاعلان کیا۔ جو کفر علی الاعلان کیا جائے اس کی توبہ بھی علی الاعلان ضروری ہے یزیدی ہمنواؤں پر ضروری ہے کہ وہ یزید کا توبہ نامہ علی الاعلان ثابت کر دیں تو پھر یزید پر کچھ نرمی ہو سکتی ہے اور یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا  
جو چہرا تو ایک قطرہ خون بھی نہ نکلا  
نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے  
یہ بازو اور قلم میرے آزمائے ہوئے ہیں

## اہل بیت سے محبت کرنا فرض ہے

اس بارے قرآن اور احادیث نے تو اہل بیت سے محبت کرنا فرض جا بجا بیان کیا ہی ہے لیکن میں صرف اپنی تائید میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پیش کروں گا کیونکہ خارجی ملاں مجھے تو ضرور کچھ کہیں گے لیکن اپنے بڑے شاہ صاحب کا تو ضرور حیا کریں گے۔

### شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں

اہل بیت کی محبت فرائض ایمان سے ہے نہ کہ لوازم سنت اور محبت اہل بیت سے یہ ہے کہ مروان علیہ اللعنة کو برا کہنا چاہیے اور اس سے دل سے بے زار رہنا چاہیے۔ علی الخصوص اس نے نہایت بدسلوکی کی حضرت امام حسین اور اہل بیت کے ساتھ اور کامل عداوت ان حضرات سے رکھتا تھا اس خیال سے اس شیطان سے نہایت بے زار رہنا چاہیے (حسب ضرورت)

(فتویٰ عزیزی کامل ص ۲۱۳ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ترجمہ ذکی دیوبندی)

یزید نے اہل بیت کی توہین کی اور قتل پر راضی ہوا اور اس پر لعنت کرنا جائز ہے

فقہ حنفی کے مشہور بزرگ و پیشوا اور درس نظامی کے نصاب میں پڑھائی جانے والی کتب میں سے تمام مدارس میں مشہور و معروف اور معتمد مانی جاتی ہے اس کے اندریوں درج ہے۔ و الحق عن رضی یزید لقتل الحسین و استبشار ہ بذالک و اہانة اهل بیت النبی علیہ السلام مما تواثر

معناه و ان کانه تفاصيله احاداً فنحن لا نتوقف في شأنه بل في ايمانه لعنة الله عليه و على انصاره و اعوانه۔

(شرح عقائد نسفی ص ۱۰۲ طبع لاہور)

ترجمہ: استاد دارالعلوم دیوبند جناب مجیب اللہ گونڈوی کے قلم سے پڑھیے اور حق یہ ہے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر اس کا راضی ہونا اور اس پر اس کا خوش ہونا اور نبی علیہ السلام کے گھر والوں کی توہین کرنا ایسی بات ہے جس کا معنی متواتر ہے اگرچہ اس کی جزئیات اخبارِ آحاد ہیں تو ہم اس کے حال کے بارے میں بلکہ اس کے ایمان کے بارے میں توقف نہیں کرتے اس پر اور اس کے انصار و اعوان پر اللہ کی لعنت ہو۔

(بیان الفوائد فی حل شرح العقائد نسفی ج دوم ص ۲۳۶ طبع مکتبہ امدادیہ بی بی ہسپتال روڈ ملتان) (تکمیل الایمان از شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۵۳ طبع نذیر سنز لاہور) (تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۴۰۳ پارہ نمبر ۱ طبع بہاولپور)

بندیا لوی صاحب غور فرمائیے یزید پر جہاد کی وجہ سے جو گیٹ جنت کے کھلے تھے وہ توہین کی وجہ سے بند ہو چکے ہیں مزید یہ کہ اہل بیت کی محبت فرض تھی یزید نے ترک کر دی اس لئے بھی یزید قابل نفرت اور قابل مذمت ہے۔

حدیث:-

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عزت و تعظیم کو اہل بیت کی عزت کر کے محفوظ کرو۔

(صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۸۲۶ مترجم عبدالہائم جلالی طبع اقبال ٹاؤن لاہور)

یزیدیوں سے نفرت دلانے والا فتویٰ:-

حدیث:-

جناب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کیا حج کا احرام کرنے والا مکھی کو بحالت احرام مار سکتا ہے۔

الجواب:-

میں نے جواب دیا عراق والے مکھی کو مارنے کا حکم پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے کو شہید کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرما دیا تھا کہ دنیا میں یہ دونوں میرے دو پھول ہیں۔

(صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۸۲۶، ۸۲۷ کتاب الفحائل صحابہ مترجم دیوبندی اقبال ٹاؤن لاہور) یہی روایت جامع ترمذی میں بھی ہے لیکن وہاں ذکر پھر کا ہے۔ ملاحظہ ہو (ترمذی شریف ج ۲ ص ۷۱۷ ابواب المناقب طبع لاہور)

یزیدی ٹولا کہتا ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید اور اس کے چاہنے والوں کا ہمیشہ ساتھ دیا لیکن بخاری اور ترمذی کی اس روایت نے واضح کر دیا کہ وہ کتنے سخت خلاف تھے یزیدیوں کے اور کتنی نفرت کرتے تھے اگر وہ یزید اور اس کے ہمنواؤں کے چاہنے والے ہوتے تو یہ جواب مسئلہ پوچھنے والے کو کبھی نہ دیتے یا کم از کم محبت والا جواب دیتے اس حدیث سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ یزید کے حقیقت میں خلاف تھے اور باقی عراقیوں کو بھی قابل نفرت سمجھتے تھے اور یزیدی ٹولا یہ بھی کہتا ہے کہ انہوں نے شہید نہیں کیا لیکن عبداللہ بن عمر رضی



اللہ تعالیٰ عنہما نے قاتل بھی انہیں کو قرار دیا پھر یہ کہنا کہاں مناسب ہے کہ کسی صحابی نے یزید کے ساتھیوں کو برا بھلا نہیں کہا پھر اگر یزید یا اس کا گروہ اس فعل شنیع سے توبہ کر چکا ہوتا تو جلیل القدر صحابی اور فاروق اعظم کے فرزند دلبند ان سے تعجب نہ فرماتے مسئلہ سمجھا دیتے اور انہیں قاتل قرار نہ دیتے لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یزیدی ہمنواؤں کی بنائی ہوئی دیوار کو گرا کر مسمار بھی کر دیا اور اوپر پانی بھی پھیر دیا۔

آوارگی فکر و نظر اہل دیو بند کی  
نہ پختہ مگر جوش جنوں دیکھ رہا ہوں  
حق ہیں اہلسنت آشکارہ ہو گیا  
اہل باطل کی شکستوں کا نظارہ ہو گیا

حدیث:-

حدیث شریف میں ہے من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنہ۔ جس نے بھی لا الہ الا اللہ پڑھا وہ جنتی ہے۔ متفق علیہ:-

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۶۱ طبع کراچی باروایت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس حدیث پر غور کریں کیا اتنا ہی کافی ہے اور حدیث میں تو محمد الرسول اللہ بھی نہیں صرف لا الہ الا اللہ کے لفظ آئے ہیں جس مسلمان نے کلمہ پڑھ لیا وہ جنت میں جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ اس نے اسلام کے تقاضوں کو پورا کیا ہو اور اسلام کی تمام بنیادوں پر چلنے والا ہو اگر کوئی شخص صرف لا الہ الا اللہ کہے اور محمد رسول اللہ کا انکار کرے وہ کافر ہے مسلمان نہیں ہے مطلب حدیث شریف کا واضح ہے جو کلمہ پڑھے اور دین اسلام کی باقی شرائط کو بھی مانے اور عمل کرنے کی

بھی کوشش کرتا رہے تو وہ جنت جائے گا اس کے خلاف کرنے والا ہرگز جنت میں نہیں جائے گا تعجب یہ ہے ان ناصبیوں پر یزید کے معاملے میں آ کر یہ لوگ شریعت کے اصول کیوں بھول جاتے ہیں اور اس کے جنتی ہونے کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اگر کوئی کلمہ پڑھنے کے بعد نماز روزہ بھی کرتا رہے لیکن ختم نبوت کا منکر ہو جائے تو کیا یہ بشارت اس کے لئے رہے گی کہ یہ جنتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ میں ان ملاؤں سے پوچھتا ہوں تم اپنے آپ کو تحفظ ختم نبوت کے بڑے ٹھیکیدار بناتے پھرتے ہو حقیقت میں ختم نبوت کے بھی چور ہو جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی نے لکھ کر واضح کر دیا لیکن بعد میں آنے والی نسل نانوتوی صاحب کی گھڑی ہوئی دیوار کو گرا کر چند قدم آگے بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے۔ جس یزید نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین کا مذاق اڑایا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا شریعت کو بگاڑا جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کروایا مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عزت کو پامال کر دیا کعبہ شریف کو جلویا جیسا کہ ابھی میں انشاء اللہ اس پر لکھوں گا لیکن جناب قاسم نانوتوی نے تو یزید کے طریقے کو اپنایا اور لکھا اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

(تجدیر الناس ص ۳۴ طبع دارالاشاعت کراچی)

جب مرزا قادیانی نے یہ پڑھا تو اس لعنتی نے کہا کوئی فرق نہیں پڑتا تو مجھے نبی مانو یہ دیوبندی اس کی زندگی میں تو اس کے ساتھی اور حمایتی بننے کی کوشش

کرتے رہے لیکن اب کلاشکوف پکڑے پھرتے ہیں اور نعرے لگاتے پھرتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے ٹھیکیدار ہیں میں ان بے حیاءوں کو کہوں گا یہ تم کس منہ سے کہتے ہو پہلے تو اپنے باپ نانوتوی سے پوچھ لو باباجی ہم یہ کریں یا نہ کریں پھر اگر کچھ شک رہ جائے تو یزید سے پوچھو جس کا دفاع کرتے پھرتے ہو۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

لو جناب بندیا لوی صاحب بنا لوتم یزید کو پیدائشی جنتی اور سید الشہاب اہل جنت۔

تھانوی صاحب کی حمایت مرزا قادیانی:-

تھانوی صاحب سے سوال ہوا، مرزا قادیانی کافر ہے یا نہیں؟

الجواب:-

خاص مرزا (قادیانی) کی نسبت مجھ کو پوری تحقیق نہیں کہ کوئی وجہ قطعی کفر کی ہے یا نہیں۔

(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۸۶ کتاب الابدعات طبع دارالعلوم کراچی)

لو جناب بندیا لوی صاحب جس طرح تمہارے بڑوں کو مرزا قادیانی کی حمایت کرنے کی وجہ سے کوئی کفر کی قطعی دلیل معلوم نہ ہو سکی اسی طرح آج تم یزید کے حمایتی بنے پھرتے ہو۔ یزید کو بڑھانے چڑھانے کے بعد لکھتے ہو ہم یزید کی صفائی بھی نہیں بیان کرتے کیا اب بھی کوئی کسر باقی آپ نے چھوڑی تو یزید کو کہو قبر سے اٹھ کر کوئی اور دعویٰ کر ہم وہ بھی مانیں گے اور کہیں گے بھی ہم حقائق پیش کرتے ہیں حمایت نہیں کرتے فاعتر و یا اولی الابصار۔

بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں:-

تحقیق و جستجو کرنے والے علماء جانتے تھے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر نے اپنی بیٹی ام محمد کا نکاح یزید سے کیا تھا۔

(جمہرة الانساب ۶۹)

اگر یزید قابل نفرت شخص تھا تو انہوں نے اپنی بیٹی اس کے نکاح میں کیوں دی۔

(واقع کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۳)

میں کہتا ہوں بندیا لوی اگر مگر کی بات چھوڑنا ابھی دلائل حدیث کی روشنی میں گزر چکے یزید ضرور قابل نفرت شخص تھا لیکن جو آپ نے یہاں اعتراض اٹھایا اس سلسلہ میں پہلے تو میں یہ لکھتا ہوں کہ جمہرة الانساب العرب کتاب لکھنے والا کون ہے اور پھر اس روایت پر بھی غور کریں گے اس کا تعارف پڑھنے سے یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ جو واقعہ تم نے گھڑا اور تمہارے اس پیشوا نے گھڑا وہ کہاں تک درست ہے اور لکھنے والے نے کس تعصب کی بنا پر لکھا ہے۔

تعارف ابن خزم الظاہری:- ابن کثیر لکھتے ہیں

ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن خزم الظاہری آپ کے دادا کی اصل ایران ہے وہ مسلمان ہو گیا تھا..... ان کا شہر قرطبہ تھا۔ یہ ابن خزم وہیں ۳۵۴ھ رمضان کے آخر میں پیدا ہوا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۲۰۳ مترجم طبع کراچی)



نیز لکھتے ہیں:-

ابن حزم اپنے قلم اور زبان سے علماء پر بہت عیب لگاتے تھے اس بات نے ان کے اہل زمانہ کیدل میں کینہ پیدا کر دیا اور وہ ہمیشہ کینہ پر قائم رہے حتیٰ کہ انہوں نے اپنے بادشاہوں کے ہاں بھی آپ کو مبغوض بنادیا اور انہوں نے اپنے ملک سے آپ کو نکال دیا حتیٰ کہ اس سال (یعنی ۴۵۶ھ) کے شعبان میں اپنی بستی میں آپ فوت ہو گئے آپ کی عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی اور بڑی عجیب بات ہے کہ آپ فروع میں حیرت ناک ظاہری تھے اور آپ قیاس جلی وغیرہ سے کوئی بات نہ کہتے تھے اس بات نے علماء کے ہاں آپ کو ہیچ کر دیا اور آپ کے نظر و تصرف میں بہت غلطی آئی ہے اور اس کے باوجود آپ اصول اور آیات الصفات اور احادیث الصفات کے باب میں سب لوگوں سے سخت تاویل کرنے والے تھے اس لیے کہ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم منطق سے وافر حصہ پایا آپ نے اسے محمد بن حسن مذہبی کنانی قرطبی سے حاصل کیا تھا اسے ابن معقولہ اور ابن خلقان نے بیان کیا ہے پس باب الصفات میں اس وجہ سے آپ کا حال خراب ہو گیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۲۰۶ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

ابن حزم خارجی تھا:-

بنو امیہ سے ہمدردی رکھتا تھا جس کی وجہ سے لوگ اسے خطرناک سمجھتے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلطیوں کا ذمہ دار ٹھہراتا تھا۔

(حیات ابن حزم ظاہری ص ۳۷ طبع کراچی)

عقائد ابن حزم ظاہری:-

نمبر ۱: ترجمہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ جب چاہے اپنے لیے بیٹے بنائے یا

اور خدا پیدا کر لے (معاذ اللہ)

(العواصم من القواصم ص ۲۵۹۔ از قاضی ابوبکر بن العربی طبع دار الشافعیہ بیروت)

نمبر ۲: ابن حزم ظاہری فرقے سے تعلق رکھتا تھا چنانچہ اس نے اپنی کتاب فی الملل والاهواء والنحل میں اسلام کے مذہبی فرقوں پر بڑی تیز اور تلخ تنقید کی ہے بالخصوص اشاعرہ اور ان کے خیالات پر جو انہوں نے صفات الہیہ کے بارے میں ظاہر کیے ہیں اسی طرح ائمہ اربعہ میں سے امام اعظم ابوحنیفہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے خلاف اس کا قلم تیز چلتا تھا۔ لسان المیزان میں ہے اس کے گمراہ ہونے اور بد عقیدہ ہونے پر اجماع ہے۔

(لسان المیزان ج ۲ ص ۲۰۰ طبع بیروت لبنان)

۱۔ قاضی ابوبکر محمد بن عبد اللہ المعروف ابن عربی المالکی لکھتے ہیں:

ایک فرقہ جو صرف ظاہر قرآن اور حدیث کو مانتا ہے اور قیاس اور استدلال کا انکار کرتا ہے یہ بھی قدریہ (یعنی تقدیر کے منکر) کی ایک قسم ہے ان کو ہمارے ملک اندلس میں ایک شخص نے گمراہ کیا اس کا نام ابن حزم ہے اس نے اپنے آپ کو ظاہر کی طرف منسوب کیا اور داؤد کی پیروی کی۔ (ہمارے دور کے غیر مقلد اہل حدیث اسی کے پیروکار ہیں مؤلف)

(عارضۃ الاحوذی ج ۱ ص ۸۰-۸۷ طبع دار الکتب بیروت)

نمبر ۴۔ ابن حزم قرآن کا منکر غیر مقلد پرانا وہابی، ناصبی، یزیدی تھا۔ بغیر وضو قرآن پڑھنا جائز کہتا تھا:۔

ابن حزم ظاہری خود لکھتے ہیں قرآن کی تلاوت کرنا، سجدہ تلاوت کرنا اور مصحف (یعنی قرآن) کو چھونا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا یہ سب امور وضو کے ساتھ بھی جائز ہیں اور بغیر وضو کے بھی اور جنبی اور حیض کے لئے بھی..... رہا بغیر وضو قرآن مجید کی تلاوت کرنا تو اس میں مخالفین بھی ہمارے موافق ہیں (لیکن یہ جھوٹ اور الزام ہے) رہا جنبی اور حیض کو قرآن کی تلاوت سے منع کرنا یہ بھی جائز ہے۔

(المحلی بالاثار ج ۱ ص ۹۷، ۹۶ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت)

ابن حزم کا یہ کہنا سراسر قرآن کی آیت کے خلاف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

لَا يَمْسُءُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ

(پ ۲۷ س الواقعة آیت ۷۹)

اس کتاب کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔

حدیث:-

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حائض اور جنبی بالکل قرآن نہ پڑھیں۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۳۱ طبع بیروت سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۵۹۵ طبع بیروت سنن دارقطنی)

(ج ۱ ص ۱۱۷)

ابن حزم کے مخالفین میں تو ایسا کوئی نہیں جو یہ کہنے کی جرأت کرے کہ بغیر وضو کے قرآن پڑھنا جائز ہے اور جنبی و حیض والی عورت کے لئے بھی جائز

ہے۔ ہاں موافقین ابن حزم کے قول کہہ سکتے ہیں وہ بھی اس کے ساتھ ملتے جلتے عقائد والے ہیں۔

بغیر وضو سجدہ تلاوت جائز ہے وہابی قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

تفصیل کے لئے دیکھیں نیل الاوطار ج ۲ ص ۳۸۰ طبع دارالوفاء

ہو گیا صفایا بندیا لوی صاحب کے پیشوا کا جو قرآن کی آیتوں کے صریح مخالف عقائد گھڑنے والا قرآن وحدیث کو جھٹلانے والا ہو اس کے نزدیک چھوٹی موٹی باتیں گھڑ لینا کوئی تعجب کی بات نہیں اور اسی طرح یہ قصہ ام محمد کے نکاح کا اس نے گھڑ لیا۔

ابن حزم ظاہری غیر مقلد وخارجی ابن خلدون کی نظر میں تھا

خارجیوں کا بھی یہی حشر ہوا ان میں سے فقہ میں ہر ایک کی کتابیں اور عجیب وغریب رائے ہے آج ظاہریہ کا مذہب بھی مٹ مٹا گیا کیونکہ اس کے امام ختم ہو گئے اور جو یہ مذہب اختیار کر لیتا ہے اس پر جمہور کی طرف سے لعن طعن پڑتی ہے یہ مذہب محض کتابوں میں ہے اور کہیں نہیں بہت سے طلباء جو ان کے مذاہب کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کتابوں سے ان کا فقہ اور مذہب دیکھنا اور سیکھنا چاہتے ہیں وہ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اور اس سے جمہور کی مخالفت اور ان کے مذہب سے انکار بھی لازم آتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اس مذہب کی وجہ سے بدعتیوں میں شمار کر لیے جائیں کیونکہ وہ اساتذہ کی چابی کے بغیر کتابوں سے علم کو نقل کرتے ہیں ابن حزم نے ایسا ہی کیا تھا حالانکہ حفظ حدیث میں ان کا بہت اونچا مقام ہے یہ ظاہریہ مذہب کی طرف لوٹ گئے اور اس میں ایسے ہوشیار اور



ماہر ہو گئے کہ اپنے زعم میں ان کے اقوال میں اجتہادی درجہ حاصل کر لیا اور امام داؤد کی مخالفت بھی کی اور بہت سے مسلمان اماموں پر لے دے کی علماء کو ان کا یہ رویہ برا معلوم ہوا اور انہوں نے اس مذہب کی پوری تفصیل سے اس کی تردید کی اور برائی بیان کی اور ان کی کتابوں سے بائیکاٹ اور بازاروں میں ان کی خرید و فروخت پر پابندی لگا دی بلکہ کبھی کبھی تو ان کو پھاڑ بھی دیا جاتا تھا۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۳۳۲ ج ۲ مترجم راغب رحمانی دیوبندی طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

امیدِ وثاق ہے قارئین یہ عیاں ہو چکا جیسا کہ میں پہلے ابن تیمیہ کے تعارف میں بھی ابن حزم ظاہری کے متعلق چند حوالہ جات لکھ چکا ہوں بحر حال اگر بند یا لوی صاحب کے ہاں ابن حزم ظاہری معتبر اور ثقہ ہو تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں جبکہ ابن حزم خارجی بھی ہے اور بقول جمہور علماء امت ناصبی بھی ہے اور دشمن اہل بیت بھی اور بنو امیہ کے حق میں ایسی روایات نقل کرنے والا بھی جن کا نہ کوئی سر اور نہ پاؤں یہ جمہور ائمہ کا گستاخ بھی بلکہ اس کی کتابوں کا اکثر حصہ باطل عقائد پر مبنی ہے شدید گمراہ اور کاذب ہے ایسے حالات و واقعات کئے ہوتے ہوئے بھی اگر اس کی کتاب جمہورۃ الانساب خارجی بند یا لوی کے معیار پر پوری اترتی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن ہم اہلسنت و جماعت ہیں ہم الحمد للہ جمہور کے مسلک پر قائم ہیں اس لیے ایسی روایت ماننے کے ہرگز قائل نہیں بند یا لوی خارجی صاحب نے جو روایت اپنے روحانی باپ خارجی ناصبی کی نقل کی وہ صرف اتنی ہے۔ اور یہ روایت اصل کتاب میں بغیر سند کے ہے۔

(وام محمد بنت عبد اللہ بن جعفر تزدجہایزید بن معاویہ جمہورۃ الانساب العرب ص ۶۹ طبع دار الفکر بیروت)

نہ تو اس خارجی نے اس روایت کی سند بیان کی اور نہ ہی یہ کہا کہ میں فلاں سے نقل کر رہا ہوں اگر کسی مستند کتاب کا حوالہ ہوتا یا روایت کی سند ہوتی تو بات قابل غور ہوتی اور تحقیق و جرح کے قابل ہوتی لیکن اب تو صرف ہم یہ ہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ سراسر باطل اور الزام ہے اہل بیت کی ذات پر۔

ابن حزم کا عقیدہ یزید بہت براتھا:-

یزید نے اسلام میں بہت برے کام کیے ان برے کاموں میں سے یہ مدینہ منورہ والوں کو شہید کرنا اور حرہ کے دن میں اصحاب فضل اور باقی ماندہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کو شہید کرنا جو اس کی حکومت کے آخری دنوں میں ہوا۔ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور آپ کی اہلیت کو حکومت کے شروع دنوں میں شہید کرنا اور کعبہ شریف کی عزت کو پامال کرنا گو یہ کہ اسلام کی عزت کو کم کرنا ہے پس اللہ نے اس کو موت دے دی۔

(جمہرۃ الانساب العرب ص ۱۱۲ طبع دار معارف مصر)

واضح ہوا ابن حزم ناصبی غیر مقلد ہونے کے باوجود حق بات اس کے قلم سے اللہ نے لکھوا دی یہ بھی واضح ہوا ابن حزم جیسا بھی تھا یزید کو اچھا یا نیک متقی وہ بھی نہ کہتا تھا بلکہ وہ بھی یزید کو فاسق و فاجر ہی مانتا تھا تبھی اس نے یزید کی برائی لکھیں۔ لیکن بند یا لوی خارجی ناصبی پتہ نہیں کس نسل سے پیدا ہوا یہ ظالم تو ابن حزم ظاہری سے بھی چار قدم آگے بڑھ گیا۔ شاید یزید سے کوئی نسبی یا روحانی رشتہ ہو جیسے شیطان کے بارے میں اس کے حامی بڑا عالم مانتے ہیں۔ (وعلیٰ ہذا القیاس)

## حضرت عبداللہ بن جعفر کے نزدیک یزید دین کا دشمن تھا

حضرت عبداللہ بن جعفر کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے قتل ہونے کی خبر جب پہنچی تو ان کے بعض خدام اور سب لوگ پرسہ دینے (یعنی تعزیت) ان کے پاس آئے خدام میں ایک ان کا غلام آزاد شائید ابوسلام کہنے لگا یہ مصیبت ہم پر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈالی عبداللہ بن جعفر نے یہ سن کر اسے جوتا کھینچ کے مارا اور کہا اوپر لختاء حسین کی نسبت تو ایسا کلمہ کہتا ہے۔ واللہ اگر میں وہاں ہوتا تو ہرگز ان سے جدا نہ ہوتا اور یہی چاہتا کہ ان کے ساتھ میں بھی شہید ہو جاؤں۔ واللہ وہ ایسے (نیک بخت) ہیں کہ ان دونوں فرزندوں کے عوض اپنی جان میں ان پر فدا کرے گا۔ ان دونوں فرزندوں کی مصیبت کو میں مصیبت نہیں سمجھتا انہوں نے میرے بھائی میرے ابن عم کے ساتھ ان کی رفاقت میں صبر و رضا کے ساتھ اپنی جان دی ہے یہ کہہ کر اپنے ہم نشینوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا شکر ہے خداوند عالم کا جس نے شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غم میں ہم کو مبتلا کیا کہ حسین کی نصرت میرے ہاتھوں سے نہ ہوئی تو میرے فرزندوں سے ہوئی۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۴۴ حصہ اول مترجم)

یہیں سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید اور اپنے بیٹوں کو شہید جانتے تھے اور شہید وہ ہی ہے جو حق پر حق کی خاطر لڑتا ہو قتل ہو جائے وہ شہید ہے اگر معاذ اللہ حضرت عبداللہ امام کا یہ قدم ناجائز یا باطل رستے پر سمجھتے تو پھر یہ الفاظ نہ فرماتے کچھ اور ہی

کہتے کم از کم یہ بات حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے ضرور ثابت ہوتی ہے کہ یزید باطل پرست تھا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پرست تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے کتنا سخت ڈانٹا اپنے غلام کو اور جو تا کھینچ کے مارا اور کہا اوپر لختار حسین کے بارے ایسا کلمہ کہتا ہے مجھے خدا کی قسم ہے اگر میں وہاں ہوتا تو خود بھی ان کے ساتھ شہید ہوتا یہ کلام حضرت عبداللہ بن جعفر کا ثابت کرتا ہے کہ آپ یزید کو دین کا دشمن سمجھتے تھے اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق والے جانتے تھے۔ میں کہتا ہوں بندیا لوی نے لکھا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکومت کے خلاف بغاوت کی اور یزید نے اس بغاوت کو کچل دیا۔

اور حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ یہ میرا بیٹا شہید ہوگا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے آپ نے دعا فرمائی اے اللہ حسین کو صبر اور اجر عطا فرما تو کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم باغیوں کے لیے دعا کر رہے تھے یا بغاوت پر اجر مانگ رہے تھے اللہ سے۔ حقیقت یہی ہے نہ آپ غلط راستے پر گئے بلکہ آپ حق کے راستے پر گئے اور حق کی خاطر لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر کی یزید سے نفرت بھی واضح ہو گئی یہ بھی واضح ہو گیا کہ آپ نے اپنی بیٹی یزید کے نکاح میں نہیں دی اس خارجی نے جھوٹی روایت اپنی طرف سے گھڑ لی۔





## باب پنجم

### واقعہ حرہ کا بیان

شیخ بند یالوی صاحب لکھتے ہیں:-

آج یزید کو ملعون کرنے کے لئے واقعہ حرہ کا رونا سب سے زیادہ رویا جاتا ہے اس واقعہ کو بنیاد بنا کر دنیا جہان کے جھوٹ کے پلندے منبر و محراب کی زینت بنتے ہیں..... مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وارث۔ من گھڑت اور شیعہ راویوں کی حکایات خوفِ خدا سے عاری ہو کر بے دھڑک عوام کے سامنے بیان کرتے ہیں اور اس واقعہ کا ذمہ دار یزید کو ٹھہرا کر تبرا اور نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۵ طبع سرگودھا)

جب خدادین لیتا ہے تو حماقت آہی جاتی ہے پھر حقائق نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں سب کچھ جھوٹ اور من گھڑت نظر آنے لگتا ہے حتیٰ کہ قرآن و حدیث کو بھی جھٹلانے سے گریز نہیں کیا جاتا ایسے لوگوں کے بارے قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ان کو کچھ شعور نہیں بالکل اسی طرح کا حال ان خارجی ناصبی ملاؤں کا ہے جو یزید علیہ ماعلیہ کی آندھی محبت میں گرفتار ہوئے ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت سے بھی دامن خالی کر لیا ہے اور خاندانِ اہل بیت سے بھی دشمنی کر رکھی ہے واقعہ حرہ کا کس طرح اس خارجی نے مذاق کیا حالانکہ اس موقع پر بے شمار صحابہ و تابعین جلیل القدر قسم کے شہید

ہوئے لیکن اس یزیدی کو یہ تمام حالات و واقعات من گھڑت اور جھوٹ کے پلندے نظر آئے ہیں اور اس واقعہ کے تمام حقائق بھی من گھڑت بنادیے گئے ابھی یہ بد بخت کہتا ہے میں حقائق پیش کر رہا ہوں اس ملاں کے نزدیک حقائق صرف یہ ہیں جو ناصیت و خارجیت کے اصولوں پر پورے اترتے ہیں لیکن اہل سنت و جماعت کا مذہب علماء محدثین اور اجماع امت والا ہے اور قرآن و حدیث والا ہے ہم ان کی جھوٹی تحقیق کو واضح کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ دلائل اور حقائق قرآن و حدیث سے بیان کریں گے لیکن ان دلائل سے پہلے ان خارجیوں ناصیوں کا طریقہ واردات بھی انوکھا ہے جب اہل بیت رسول کی توہین کرنے پر آتے ہیں تو صحابہ کرام کا سہارا لیتے ہیں اور جب یہ بد بخت صحابہ کرام علیہم الرضوان کی توہین کرنے پر آتے ہیں تو اہل بیت کا سہارا تلاش کرتے نظر آتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ نہ صحابہ کرام کو دل سے مانتے ہیں نہ ہی عمرت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاسبان ہیں بلکہ یہ گستاخان اہل بیت بھی ہیں اور گستاخان صحابہ بھی ہیں اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی ہیں آئندہ اوراق میں یہ بات بھی کھل کر واضح ہوگی کہ کس طرح یزید اور اس کے نمک خوار فوجیوں نے صحابہ کرام میں سے حفاظ اور جلیل القدر لوگوں کو کس بے دردی سے شہید کیا اور حرم رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توہین کی بہت سے تابعین کو شہید کروایا اور مدینہ منورہ کی عفت مآب اور شرف زاد یوں کی عصمت دری کی گئی لیکن اس کے برعکس بندیا لوی صاحب ایسے بد باطن ہیں کہ شور مچاتے پھرتے ہیں کہ یہ سب حقائق من گھڑت ہیں اور شیعہ روایات ہیں اور کہتے ہیں خوف خدا سے عاری ہیں یہ لکھنے والے اس کم بخت کے ہاں تمام مورخین کذاب ہیں اور علماء

و محدثین میں سے کچھ کو تو شیعہ بنادیا اور کچھ کو خوف خدا نہ رکھنے والا بنادیا یہ سب کچھ لکھ کر اس نے واضح کیا کہ پہلے تمام علماء محدثین و ائمہ مجتہدین غیر المغضوب علیہم میں شامل تھے اور صراط الذین انعمت علیہم میں ان میں سے کوئی نہیں۔ لعنت اللہ علی الذین۔

### اسباب واقعہ حرہ یہ تھے:-

علامہ ابن خلدون معہ علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں

۶۳ھ میں یزید کی طرف سے عثمان بن ولید بن ابی سفیان امیر مدینہ ہو کر آیا اور اسی زمانہ میں اہل مدینہ کا وفد جس نے عبداللہ بن حنظلہ اور عبداللہ بن ابی عمر بن حفص بن مغیرہ مخزومی و منظر بن زبیر (رضوان اللہ علیہم اجمعین) وغیرہم شرفاء مدینہ تھے شام کو روانہ ہوئے یزید نے ان لوگوں کی بہت زیادہ عزت کی عبداللہ بن حنظلہ کو علاوہ خلعت کے ایک لاکھ درہم اور باقی لوگوں کو دس دس ہزار درہم دے کر رخصت کیا جب اہل مدینہ واپس آئے تو اہل مدینہ ملنے کو حاضر ہوئے اور حال دریافت کیا حضرت عبداللہ بن حنظلہ نے جواب دیا کہ ہم ایسے نااہل سے مل کر آئے ہیں جس کا نہ کوئی دین ہے نہ مذہب وہ شراب پیتا ہے اور راگ باجاستا ہے خدا کی قسم اگر کوئی مہدی من اللہ ہوتا تو اس پر جہاد کرتا حاضرین نے کہا ہم نے تو سنا ہے کہ یزید نے تو تمہارا اکرام کیا ہے خلعت اور انعام دیا ہے عبداللہ نے فرمایا ہاں اس نے ایسا ہی کیا ہے لیکن ہم نے اس سے اس کو قبول کر لیا ہے کہ اس کے مقابلے کی ہم میں قوت آجائے اہل مدینہ یہ سن کر یزید سے زیادہ متنفرد ہو گئے۔

- ۱۔ تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۲۲ طبع نفیس اکیڈمی کراچی
- ۲۔ تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۱۰۳ طبع دار صادر بیروت و ص ۹۳ طبع مصر
- ۳۔ سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۵۳۰ مترجم طبع ادارہ اشاعت کراچی
- ۴۔ تاریخ الامم والملوک لابن بطریق ج ۴ ص ۷۷ طبع دار الاشاعت کراچی
- ۵۔ تجلیات صفدر ج ۱ ص ۱۵۹۲ از امین صفدر اکاڑوی دیوبندی طبع مکتبہ امدادیہ ملتان
- ۶۔ الصواعق المحرقة ص ۳۳ طبع فیصل آباد
- ۷۔ تاریخ خلفاء ص ۲۱۰ از امام سیوطی طبع کراچی
- ۸۔ تاریخ ابن کثیر ج ۶ ص ۲۱ طبع کراچی

### بندیا لوی صاحب نے شیعہ کی حمایت کر دی:-

جناب شیخ موصوف نے ان حقائق کو دیکھا یا پڑھا تو ضرور ہوگا لیکن کیا کیا جائے بے چارے حقائق سمجھنے سے قاصر ہیں اس لیے انکار کرنے کا ایک عجیب بہانہ تلاش کر رکھا ہے کہ یہ سب جھوٹ کے من گھڑت پلندے ہیں یزیدی گھناؤنی سازشوں کو چھپانے کی خاطر تمام مورخین کو جھٹلایا گیا اور جلیل القدر علماء محدثین کو بھی جھٹلایا گیا اور بہت سی احادیث کا بھی انکار کیا گیا حالانکہ محدثین اسماء الرجال نے مورخین کی صفائیاں بیان کر رکھی ہیں راویوں کی چھان بین کر رکھی ہے اور الحمد للہ اہلسنت و جماعت کی تاریخ بھی سند والی ہے لیکن کیا کیا جائے خارجیوں اور ناصبیوں کو یہ سب کچھ بھاتا نہیں مطلب ملتا نہیں اس لیے یہ سبق یاد رکھا ہے یہ سب تاریخی روایات شیعہ ہیں۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی



یہ حقائق جھٹلانے کی عجیب سازش ہے طریقے سے بات کی جائے اور عقلمندی کا مظاہرہ کیا جائے جو علماء کو روا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر ان خارجیوں سے کوئی شیعہ سوال کرے کیوں جناب بند یا لوی صاحب آپ ناصبیت کے علمبردار ہیں آپ نے لکھا ہے یہ سب کچھ جھوٹ اور شیعہ کا گھڑا ہوا ہے تو پھر اہلسنت کی تو کوئی تاریخ نہیں یہ سب شیعہ کی ہیں تو پھر شیعہ سچے ثابت ہو جائیں گے معاذ اللہ میں کہتا ہوں اہلسنت و جماعت کے پیشواؤں نے اپنی زندگیاں لکھنے اور پڑھنے پڑھانے میں اور قرآن و حدیث کی خاطر صرف کر دیں ارشاد باری تعالیٰ ہے تم ان کے راستے پر چلو جو انعام یافتہ ہیں جب اہلسنت کا کہیں اسلامی مواد ہی نہیں رہا آپ نے سب کچھ شیعہ کے سپرد کر دیا تو پھر آپ نے یہ لکھ کر شیعہ مسلک کا دفاع کر دیا اور اعلان کر دیا کہ میں شیعہ کی حمایت کر رہا ہوں اہلسنت کے مذہب کو جھٹلا رہا ہوں صحابہ کرام و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے مذہب سے روگردانی کر چکا ہوں میں امید واثق کرتا ہوں کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ تم حقائق کو جھٹلانے کی کوشش نہیں کرو گے اللہ آپ کو ہدایت عطا فرمائے۔

### حضرت عبداللہ کا مقام :-

حضرت عبداللہ بن حنظلہ صحابی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور آپ کے وصال کے وقت سات سال کے تھے انہوں نے آپ کی زیارت کی۔ اور آپ کی احادیث مبارکہ سنیں قبح فاضل اور انصار کے سردار تھے یزید علیہ ما علیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت فسخ کرنے میں دیگر حضرات نے ان کی پیروی کی حرہ کے دن سات بیٹوں

کے ہمراہ شہید ہوئے رضوان اللہ عنہم اجمعین۔

(اشعة الممعات ج ۳ ص ۸۳ باب سود کا بیان الفصل ثالث)

فخر المحدثین شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:-

یہ شاہ صاحب وہ ہیں جن کے تقویٰ اور پرہیزگاری پر خدمات دین پر تمام علماء متفق ہیں چاہے دیوبندی یا خارجی ناصبی ہوں یا غیر مقلد وہابی ہوں ہم اہلسنت و جماعت تو کہتے ہیں جو خادم و عاشق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے وہ ہمارے سر کا تاج ہے اب میں ان کی فیصلہ کن تحریرات کو نقل کرتا ہوں۔

ابن جوزی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ۶۲ھ میں یزید نے اپنے چچا زاد بھائی عثمان بن ابی سفیان کو کہا کہ وہ لوگوں سے اس کے حق میں بیعت لے اس نے مدینہ کے لوگوں کی ایک جماعت یزید کی طرف بھیجی اور جب وہ لوگ یزید سے مل کر واپس مدینہ لوٹے تو انہوں نے یزید کو گالی گلوچ اور برا کہنا شروع کر دیا اور کہا کہ وہ یعنی (یزید) بے دین، شارب خمر، فاسق، کتوں کو پالنے والا ہے ہم نے اس کی بیعت توڑ دی ہے اس جماعت میں منذر بھی تھے انہوں نے کہا واللہ یزید نے مجھے لاکھ درہم دیے ہیں اور احسان کیا ہے مگر میں سچائی کو ہاتھ سے نہ جانے دوں گا بے شک وہ شرابی تارک الصلوٰۃ ہے یہ سنتے ہی باقی لوگوں نے بھی بیعت توڑ دی اور عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ کے بیٹے کے ہاتھ پر بیعت کی اور عثمان بن محمد کو مدینہ سے نکال دیا عبد اللہ بن حنظلہ کہتے تھے واللہ ہم یزید کی بیعت سے باہر نہ نکلتے اور ہم اس کے مقابلے کا ارادہ نہ کرتے اگر نہ ڈرتے کہ آسمان سے پتھر برسیں گے ابن جوزی ایک دوسری روایت ابو الحسن مداحنی سے

نقل کرتے ہیں کہ مدینہ والوں نے یزید کے فسق و فساد ظاہر ہونے کے بعد منبر پر چڑھ کر فسخ بیعت کا اعلان کیا عبد اللہ بن ابی عمرو حفص مخزومی نے اپنی پگڑی اپنے سر سے اتار کر پھینک دی اور کہا اگرچہ یزید نے مجھ پر احسان کا صلہ اور انعام دیا ہے لیکن وہ دشمن خدا اور ایک ڈھیٹ شرابی یعنی دائم السکر ہے میں نے اپنی بیعت اس سے اس طرح الگ کی جس طرح یہ پگڑی چند دوسرے شخص کھڑے ہوئے انہوں نے اپنی جوتیاں اتار لیں اور یزید کی بیعت سے الگ ہو گئے یہاں تک کہ مجلس پگڑیوں اور جوتیوں سے بھر گئی اس کے بعد عبد اللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبد اللہ بن حنظلہ کو انصار پر حاکم کیا اور جتنے ہی بنو امیہ تھے سب کو مروان میں محصور کیا جتنی جماعت اس کے ساتھ تھی ان سب نے یزید کو اپنا حال کہلوا بھیجا اور اپنی مدد کو ایک لشکر مانگا تو اس نے مسلم بن عقبہ کو اہل مدینہ کے قتال پر روانہ کیا یہ بد بخت اگرچہ بوڑھا تھا مگر اہل مدینہ کی خون ریزی پر تل کھڑا ہوا پھر یزید نے منادی کرائی کہ جو شخص حجاز کا ارادہ کرے گا اس کو گورنمنٹ کی جانب سے اسباب سفر جنگ کے علاوہ سودینا بطور انعام ملیں گے اس پر ۱۲۰۰ آدمی (یعنی فوجی) تیار ہو گئے ان سب کو روانہ کر کے ابن مرجانہ کو حکم بھیجا کہ تم عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر لڑو ابن مرجانہ نے حکم میں تامل کیا اس نے کہا واللہ میں ایک فاسق کی خاطر فرزندِ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ مقاتلہ اور پھر بیت اللہ ہرگز نہ کروں گا اس نے پھر مسلم بن عقبہ کو بھیجا اور وصیت کی کہ اگر تم کو کوئی حادثہ ہو تو حصین بن نمیر سکونی کو اپنا خلیفہ کرو اور کہا کہ اگر جن پر تمہیں بھیج رہا ہوں تو تو تین بار ان کو دعوت دے (بیعت کی) اگر قبول نہ کریں تو تو ان سے لڑائی کر یہاں تک کہ تو ان پر غالب آجائے تین روز حرم مدینہ کو مباح کر دے اور جو کچھ



وہاں کا مال اسباب ہتھیار کھانا بھی ملے لشکریوں پر حلال کر دے پھر تین دن تک ان کے قتل سے باز رہ اور علی بن حسین سلام اللہ علیہما سے کچھ تعرض نہ کرو کیونکہ انہوں نے جماعت سے اتفاق نہیں کیا جب یہ خبر اہل مدینہ کو پہنچی تو سب کے سب اس فساد کو دفع کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور جماعت بنو امیہ سے جو لوگ دار مروان میں محصور تھے کہ اگر تم لوگ ہم سے اس بات کا عہد کرو کہ تم مکرو فساد جاسوسی نہیں کرو گے اور دشمنوں کی مدد بھی نہیں کرو گے تو ہم تم کو چھوڑ دیتے ہیں ورنہ ہم تم کو اسی وقت قتل کر دیتے ہیں بنو امیہ کے یہ لوگ منافقت کر کے اہل مدینہ کے ہمراہ شامل ہو کر مسلم بن عقبہ کے دفاع کرنے کو باہر نکلے مروان بن حکم نے خفیہ طور پر اپنے بیٹے عبدالملک کو مسلم بن عقبہ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یہاں پہنچ کر تین روز جنگ موقوف رکھیں اور تین روز کے بعد اہل مدینہ سے مشورہ کیا کیا تدبیر ہے اور کیا کر رہے ہو اہل مدینہ نے کہا سوائے لڑائی کے اور چارہ نہیں ہے مروان نے کہا لڑائی مناسب نہیں اس سے فساد زیادہ بڑھے گا مصلحت یہ ہے کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لو اور گردن اطاعت اس کے سامنے رکھ دو اہل مدینہ کو یہ بات ناپسند آئی وہ سب کے سب لڑائی کے لئے مدینہ سے باہر آ گئے ادھر عبداللہ بن حنظلہ غسیل سوار ہو کر میدان جنگ میں دادِ مردانگی دی ادھر مسلم بن عقبہ کمزوری بڑھاپے کیوجہ سے ایک چوٹی پر بیٹھ کر اپنے لشکریوں کو لڑنے کی رغبت دیتا رہا عبداللہ بن مطیع بھی اپنے سات بیٹوں سمیت خوب مقابلہ کر کے درجہ شہادت حاصل کیا۔ مسلم بن عقبہ نے ان کا سر مبارک یزید کی طرف بھیجا آخر کار یزیدی غالب آئے ان پلیدیوں نے یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک حرم مدینہ کو مباح کیا مال و اسباب لوٹا زنا کاری میں مشغول رہے۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب تاریخ مدینہ ص ۲۳۲ طبع مکتبہ جدید کراچی)



شاہ صاحب کا مقام تھانوی کے نزدیک :-

میں کہتا ہوں شیخ موصوف صاحب سے کہ شاہ صاحب جن کا مقام تھانوی صاحب یوں لکھتے ہیں ان کو روزمرہ دربار نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حاضری کہلاتے ہیں

(الافاضات الیومیہ ج ۷ ص ۶ طبع تھانہ بھون)

جن کا اتنا بڑا مقام ہے کیا انہوں نے جو حقائق پیش کیے ہیں یہ سب منکھڑت اور جھوٹ لکھ کر اپنی شہرت کرتے رہے ہیں یا عین حقیقت پیش کر گئے ہیں میں تو کہتا ہوں جن کو ہر روز سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت اور محفل نصیب ہوتی رہی ان کے بارے ایسا گمان کرنا اور کہنا سراسر حماقت ہے بلکہ انہوں نے جو کچھ لکھا وہ عین حق اور حقائق کے مطابق ہے بندیا لوی صاحب جھوٹے ہیں جھوٹ گھڑتے ہیں

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے یزید سے برأت کا اظہار کیوں کیا

حدیث :-

رضین بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ اللہ عز وجلالہ نے حضرت یوشع بن نون کی طرف وحی کی میں تمہاری قوم میں سے ایک لاکھ چالیس ہزار نیکوکاروں کو اور ساٹھ ہزار بدکاروں کو ہلاک کرنے والا ہوں حضرت یوشع نے عرض کیا اے میرے رب تو بدکاروں کو تو ہلاک فرمائے گا۔ نیکوکاروں کو کیوں ہلاک فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ بدکاروں کے پاس جاتے تھے ان کے ساتھ کھاتے اور پیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی وجہ سے ان پر غضبناک نہیں ہوتے تھے۔

(شعب الایمان ج ۷ رقم الحدیث ۹۳۸۲ طبع دار الکتب علیہ بیروت)

میں نے حدیث شریف لکھ دی اس لیے کہ کہیں بندیا لوی صاحب کا پارہ زیادہ گرم نہ ہو جائے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا بھلا نہ کہنا شروع کر دیں کہ معاذ اللہ یہ بھی باغی تھے جیسے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و آپ کے رفقاء کے بارے میں جکتے ہیں کہ وہ باغی تھے۔ استغفر اللہ اس حدیث اور باقی کئی احادیث کے پیش نظر صحابہ کرام یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور پر زور احتجاج کیا حتیٰ کہ جنگ کی نوبت آ گئی حدیث پہلے گزر چکی فرمایا وہ چھو کرے ایسے ہوں گے اطاعت کرو گے تو خدا کے مجرم بنو گے اطاعت نہیں کرو گے تو وہ تمہیں گاجر مولیٰ کی طرح کاٹے گا اور یہی کچھ اس ظالم نے کیا اور کروایا۔

حافظ ابن کثیر دمشقی نقل کرتے ہیں:-

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مسلم (بن عقبہ) اپنی فوجوں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا اور جب اس کے نزدیک پہنچا تو اہل مدینہ نے بنی امیہ کے محاصرہ میں پوری کوشش صرف کر دی اور انہیں کہنے لگے خدا کی قسم ہم ضرور تمہارے آخری آدمی تک تمہیں قتل کر دیں گے یا تم ہمیں پختہ عہد دو کہ تم ان شامیوں میں سے کسی ایک شخص کو بھی ہمارے بارے میں نہیں بتلاؤ گے۔ پس انہوں نے اس بات کا عہد دے دیا اور جب فوج پہنچی تو بنی امیہ نے اس کا استقبال کیا اور مسلم ان سے حالات دریافت کرنے لگا مگر کسی شخص نے اسے کوئی بات نہ بتائی تو وہ اس بات سے تنگ ہوا۔ اور عبدالملک بن مروان نے اس کے پاس آ کر اسے کہا اگر تو فتح کا خواہش مند ہے تو مدینہ کے مشرق میں حرہ میں اتر جا۔ پس جب وہ تمہارے پاس آئیں گے تو سورج تمہاری گدیوں اور ان

کے چہروں پر ہوگا تم انہیں اطاعت کی دعوت دینا اگر وہ تمہاری بات قبول کر لیں تو فبہا ورنہ اللہ سے مدد مانگنا اور ان سے جنگ کرنا بلاشبہ اللہ تعالیٰ تجھے ان پر فتح دے گا کیونکہ انہوں نے امام کی مخالفت کی ہے اور اطاعت سے باہر نکل گئے ہیں۔ مسلم بن عقبہ نے اس بات پر اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے مشورے پر عمل کیا اور مدینہ کے مشرق میں حرہ میں اتر گیا اور تین روز تک اس نے وہاں کے باشندوں کو دعوت دی مگر سب نے جنگ کے سوا کسی بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا پس جب تین دن گزر گئے تو اس نے انہیں کہا اے اہل مدینہ تین دن گزر گئے ہیں اور امیر المؤمنین نے مجھے کہا تھا کہ تم لوگ ان کی اصل اور خاندان ہو اور وہ تمہاری خونریزی کو ناپسند کرتے ہیں اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو تین دن کی مہلت دوں سو وہ تین دن گزر چکے ہیں تم کیا کرنے والے ہو۔ صلح کرتے ہو یا جنگ انہوں نے کہا بلکہ ہم جنگ کریں گے۔ اس نے کہا ایسا نہ کرو بلکہ صلح کر لو اور ہم اپنی قوت اور کوشش کو اس ملحد۔ یعنی حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر (معاذ اللہ) صرف کریں۔ انہوں نے کہا اے دشمن خدا اگر تو نے یہ ارادہ کیا تو ہم تجھے ان پر غلبہ نہیں پانے دیں گے۔ کیا ہم تجھے چھوڑ دیں گے کہ تم بیٹ اللہ میں جا کر الحاد اختیار کرو۔ پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور انہوں نے اپنے اور ابن عقبہ کے درمیان خندق بنالی اور انہوں نے اپنی فوج کو چار دستوں میں تقسیم کر لیا اور ہر چوتھے دستے پر ایک امیر مقرر کیا اور انہوں نے سب سے خوب صورت چوتھا دستہ اسے بنایا جس میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ الغیل تھے پھر انہوں نے باہم شدید جنگ کی پھر اہل مدینہ نے شکست کھائی۔

اور فریقین کے بہت سے سادات و اعیان قتل ہوئے جن میں حضرت



عبداللہ بن مطیع اور ان کے ساتوں بیٹے ان کے سامنے قتل ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ الغسیل اور ان کے ماں جائے بھائی محمد بن ثابت بن شماس اور محمد بن عمرو بن حزم قتل ہو گئے اور جب وہ بچھڑے پڑے تھے تو مروان آپ کے پاس سے گزرا اور کہنے لگا اللہ آپ پر رحم فرمائے کتنے ہی ستون ہیں جن کے پاس میں نے آپ کو طویل قیام و سجود کرتے دیکھا۔ پھر مسلم بن عقبہ نے جسے سلف مسرف بن عقبہ کہتے ہیں۔ اللہ اس بُرے اور جاہل شخص کا بھلا نہ کرے یزید کے حکم کے مطابق مدینہ کو تین دن کے لئے مباح کر دیا۔ اللہ یزید کو اس کی نیک جزا نہ دے اور اس نے بہت سے اموال کو اور قراء کو قتل کر دیا اور مدینہ کے بہت سے اموال کو لوٹ لیا اور جیسا کہ کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ بہت سا شر و فساد پیدا ہو گیا اور جن لوگوں کو اس کے سامنے باندھ کر قتل کیا گیا ان میں حضرت معقل بن سنان بھی تھے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۰۸ تا ۵۰۹ طبع کراچی)

ابن کثیر نے لکھا مسلم بن عقبہ نے کہا تم ہمارے ساتھ نہ لڑو بلکہ ہم مل کر ملحد ابن زبیر کا مقابلہ کریں انہوں نے کہا اگر تیرا یہ برا ہی ارادہ ہے تو پھر ہم لڑیں گے اور کہا تو دشمن خدا ہے بندیا لوی کے پیشوا کو چاہیے تھا انہیں قاتل اور اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کہتا آؤ ہم سب مل کر اپنی طاقت کافروں پر خرچ کریں لیکن یہ سب بندیا لوی کے باپ اور چچے تائے وغیرہ جس کو یہ خلیفہ مانتا ہے انہوں نے کافروں کے خلاف محاذ آرائی نہ کی اگر کی تو مسلمانوں کے خلاف کی یہ بھی معلوم ہوا جن کو ان یزیدیوں نے حرہ میں شہید کیا وہ تہجد گزار اور نمازی اور متقی تھے۔ دوسری طرف بد معاش خمر کے عادی تھے۔



### تجزیہ واقعہ ۳۰ اور موازنہ

قارئین حق اور باطل کا ہمیشہ مقابلہ ہوتا رہا ہے۔ لیکن کبھی ظاہری طور پر کامیابی باطل کی ہوئی اور کبھی حق کو غلبہ ہوا حقیقت میں ہمیشہ حق ہی غالب رہا وہ اس لیے کہ باطل کی ظاہری کامیابی یعنی دنیا حاصل کر کے اپنی عاقبت تباہ اور آخرت کو برباد کر لیا اور اس صورت میں بھی حقیقی کامیابی حق ہی کی ہوئی ماضی قریب و بعید میں علمائے کرام اور اولیائے عظام نے بد معاش اور بدکردار حاکموں کے خلاف تحریکیں چلائیں تاکہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نفاذ ہو اور ان کے برعکس حکومت والے ان کو دبا کر اپنی سیاست چمکاتے رہے۔

جب کبھی حکومت والوں نے دین کی سرحدوں کو بھرپور طریقے سے توڑنے کی کوشش کی اور خود بے حیائی پر اتر آئے تو علمائے کرام و اولیائے عظام ان کے خلاف عوام کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے جلسے جلوس کے ذریعے احتجاج کیے ایسی تحریکوں میں علماء اور نیک لوگ اپنی جانیں دین کی خاطر قربان کرتے رہے تو کیا ایسے لوگوں کو باغی کہا جائے گا یا کہ حق والے کہا جائے گا کیونکہ افضل جہاد ظالم جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے یقیناً یہ بات حق ہے باطل پرست حکومت کہلائے گی اس لیے نہ حکومت عوام پر ظلم کرے نہ ہی دین کی سرحدوں کو مٹانے کی کوشش کرے نہ ہی خود برائی کریں تو ایسی حکومتوں کے خلاف کوئی احتجاج بھی نہیں کرتا یہ بھی ذہن میں جگہ دینے کے قابل ہے آج کل کی تحریکوں کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ بھی دنیا کی خاطر ایسا کر رہے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے وہ دین کے ساتھ وفا کرنے والے نہ ہوں لیکن اس تحریک کے بارے میں اور اس کے بانیوں کے

بارے میں ایسا گمان بھی کرنا غلط ہے کیونکہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جنتیوں کے سردار ہیں اور

صحابہ کرام بھی وہ ہیں جن پر اللہ راضی ہو چکا ہے

(پ اس توبہ)

صحابہ کرام جب یزید کے خلاف اٹھے تو انہوں نے علی الاعلان فرمایا یزید کا کوئی دین نہیں نمازیں ضائع کرنے والا شراب سرعام پینے والا زانی اور گانے سننے والا کتوں کو پالنے والا ہر قسم کی فحاشی کرنے اور کرانے والا ہے تو مدینہ شریف کے لوگوں نے یہ سن کر بیعت توڑ دی خوب تحریک چلائی یزید نے ان سب کو شہید کروادیا ان سب حقائق کے باوجود بندیا لوی نے یہ کہہ کر کہ واقعہ حرہ کا رونا سب سے زیادہ رویا جاتا ہے ارے کجخت کیوں نہ رویا جائے تم اس ظالم کا دفاع کرتے کرتے صحابہ کرام کی محبت کو چھوڑے جا رہا ہے دعویٰ محبت ہونے کا کرتا جا رہا ہے لیکن محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے کارناموں کو بیان کیا جائے اور بتایا جائے کہ کس طرح ان نیک لوگوں نے جو انمردی سے دین کو بچایا حرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بچانے کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں لیکن تم اس فاسق و فاجر کا دفاع کرتے پھرتے ہو کیا میں یہ تم سے پوچھ سکتا ہوں کہ جناب پرویز مشرف صاحب نے تمہارے بہت سے دہشت گرد مولویوں کو اور تمہاری دہشت گرد تنظیموں کو مثلاً سپاہ صحابہ، لشکر جھنگوی اور جیش محمد وغیرہ کے رہنماؤں اور کارکنوں کو پکڑ پکڑ کر بلکہ چن چن کر مروایا اور مر رہا ہے بتاؤ تم ان مرنے والوں کو شہید کیوں کہتے ہو۔ باغی ہونے کا سرٹیفکیٹ کیوں نہیں جاری کرتے کیا معاذ اللہ تمہارے ان مولویوں اور کارکنوں جو واقعی دہشت گرد ہیں کی عظمت کہیں

صحابہ کرام و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ گئی ہے معاذ اللہ اگر تم واقعی یہ مانتے ہو کہ حکومت کے خلاف جو بھی اٹھے وہ باغی ہے تو لگاؤ فتویٰ کہ ہمارے یہ مرنے والے سارے کے سارے باغی ہیں لیکن تم یہ کبھی نہ کہو گے۔ پھر میرے لکھے ہوئے حقائق کو مان لو مجھ پر خفا ہونے کی ضرورت نہیں۔

بھائی مجھ پر خفا کیوں ہوتے ہو میں تو تمہارے لکھے ہوئے اصولوں کا موازنہ تمہیں کر رہا ہوں اور تمہاری ہی غلط باتوں کا تجزیہ پیش کر رہا ہوں اور تمہارے دہشت گردوں کے چہروں کی نقاب کشائی کر رہا ہوں۔

تم جو لکھتے پھرتے ہو امام حسین مع صحابہ کرام و تابعین عظام معاذ اللہ باغی تھے حالانکہ وہ دہشت گرد نہ تھے ظالم یا بد معاش نہ تھے یا بے شمار بے گناہ مسلمانوں کا خون چوسنے والے نہ تھے اس کے باوجود تم ان کو باغی لکھ رہے ہو تو پھر تمہارے دہشت گردان سے بڑھ کر باغی ہیں۔ حالانکہ وہ عظیم لوگ عبادت و ریاضت کے پیکر تھے تقویٰ اور پرہیزگاری میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت طیبہ پر چلنے والے تھے لیکن تم ایسے آندھے ہو لکھتے پھرتے ہو انہوں نے کب کہا یزید فاسق و فاجر تھا جب تمہارے نزدیک اتنے ظلم کرنے والا برا نہ تھا تو پھر تم پرویز مشرف کے پیچھے کیوں پڑ گئے اس کو بھی نیک اور متقی کہو اور اس سے وظائف حاصل کرو بے گناہ مسلمانوں کو مت مارو۔

اب میں چند حوالہ جات لکھتا ہوں تاکہ یہ نہ کہیں کہ ہمارا تو کوئی دہشت گرد نہیں۔

### دیوبندی ہابی تنظیموں کی انکبی خدمات

(۱) جیش محمد تنظیم کے سرکردہ ماسٹر ماسنڈ امجد فاروقی جھڑپ میں ہلاک صدر



مشرف پر اور مزید حملوں میں ملوث تھے حیدر کالونی میں کالعدم جیش محمد کے آپریشنل کمانڈر غلام حیدر کے گھر دہشت گرد چھپے تھے۔ سیکورٹی فورسز نے گھیراؤ کر لیا ہیلی کاپٹروں کا استعمال مکان کو آگ لگ گئی۔ امجد فاروقی اور اس کے ساتھیوں نے حیدر کالونی کے مکان میں کمپیوٹر نیٹ ورک بنارکھا تھا۔ حکام سے ہتھیار ڈالنے کے معاملے پر ۲۵ منٹ مذاکرات کی چادر اتارنے سے انکار چھ ۶ اس کے ساتھی گرفتار ہوئے نواب شاہ کے علاقے میں یہ مقابلہ ہوا بمعہ تصویر خبریں اخبار ۲۷ ستمبر ۲۰۰۲ بروز پیر موٹی سرخی سے خبر شائع ہوئی ان سے دھماکہ خیز مواد خود کش حملے میں استعمال ہونے والی کار برآمد ہوئی۔

(۲) روزنامہ مقابلہ لاہور ۲۷ مئی ۲۰۰۲ بروز پیر شائع ہوا موٹی سرخی سے خطرناک دہشت گرد قاری عبدالحی اور غلام شبیر کی گرفتاری چیلیج بن گئی فرقہ وارانہ دہشت گردی میں ملوث قاری عبدالحی عرف قاری اسد چھوٹے قاری صاحب کا افغانستان میں کوڈ نام عبدالوہاب اور قوم بلوچ ہے۔ قاری عبدالحی مظفر گڑھ کا رہائشی ہے جنوری ۹۶ء میں اہل تشیع کی مجلس پر گرنیڈ حملے کے بعد پولیس کو جل دے کر فرار ہوا۔ غلام شبیر عرف شبیر قوم کمبوہ کبیر والا (نزد ملتان) کا رہائشی ہے بھاگ کر افغانستان چلا گیا کابل میں شادی کر رکھی ہے نومبر ۲۰۰۰ میں سالانہ اجتماع راینونڈ میں شامل ہوا۔

(۳) روزنامہ دن بروز منگل ۱۶ جولائی لاہور ۲۰۰۲ شمارہ ۱۵۴ بمعہ تصویر شائع ہوا۔ پرل قتل کیس شیخ عمر کو سزائے موت ۳ ساتھیوں کو عمر قید ملزم سلمان ثاقب فہد نسیم اور شیخ عادل کو ۱۱ فروری جبکہ شیخ عمر کو ۱۳ فروری کو گرفتار کیا گیا۔ ملزموں کے خلاف حتمی چالان ۲۹ مارچ ۲۰۰۲ کو ہوا۔ شیخ عمر لندن میں پیدا ہوئے ۸۷ء میں



خاندان لاہور شفٹ ہوا جامع مدنیہ کے قریب موہنی روڈ پر انارادی روڈ لاہور کا رہائشی دیوبندی جماعت سے تعلق ہے۔

(۴) چوہدری کی ہلال مسجد دیوبندیوں کی کے امام مسجد کو گرفتار خفیہ ایجنسیوں نے گرفتار کیا دہشت گردی میں ملوث تھے چنانچہ روزنامہ نوائے وقت لاہور بروز ہفتہ ۳ جنوری ۲۰۰۴ موٹی سرخی سے خبر شائع ہوئی۔

(۵) لشکر جھنگوی جو کہ حق نواز جھنگو دیوبندی کے نام پر ان دیوبندیوں نے بنائی تھی اس کے ایک کارکن اکرم لاہوری ساتھیوں سمیت گرفتار اور اہم انکشافات کا اعتراف کیا ساتھ ۵۰ افراد کو قتل کیا دہشت گردی کی ۲۵ وارداتوں میں شریک رہا تربیت افغانستان سے حاصل کی بمبہ تصویر شائع ہوا۔

روزنامہ دن بروز جمعرات ۴ جولائی ۲۰۰۲ اور بروز اتوار ۲۱ جولائی ۲۰۰۲ کو واضح طور پر لکھا ہوا تھا

(۶) اسی طرح روزنامہ دن بروز جمعرات ۲۰ جون ۲۰۰۲ لاہور اسی تنظیم کا مذہبی دہشت گرد نعیم بخاری کراچی سے گرفتار ۵۰ راکٹ لانچروں سمیت بھاری اسلحہ برآمد ہوا۔

### سپاہ صحابہ اور جماعت اسلامی کے عجیب کارنامے

(۷) روزنامہ جنگ لاہور ۲۱ رمضان المبارک ۲۲ فروری ۱۹۹۵ء فاضل پور میں سپاہ صحابہ کے کارکنوں اور پولیس میں جھڑپیں۔ شہر میں ہڑتال کارکنوں نے چھتوں پر مورچہ بندی کر لی ایس ایچ او سمیت تین اہلکار زخمی پولیس نے مقامی امیر جماعت اسلامی سمیت چھ افراد کو گرفتار کر لیا ۲۸ دیگر افراد کے خلاف

مقامات پولیس نے لاکھی چارج کیا کارکنوں نے پتھر برسائے

(۸) روزنامہ خبریں ۱۶ جولائی ۲۰۰۲ بروز اتوار کا عدم تنظیم سپاہ صحابہ کے رہنما حافظ نصیر اور قانونی مشیر ہارون القاسمی دیوبندی گرفتار

دونوں رہنما کا عدم جماعت پر پابندی اور بانی تنظیم مولانا اعظم طارق کی نظر بندی کے خلاف رٹ دائر کرنے کی تیاری کر رہے تھے

(۹) روزنامہ دن لاہور بروز اتوار ۷ جولائی ۲۰۰۲ سانحہ مومن پورہ کا عدم سپاہ صحابہ کے اسلم معاویہ کو ۱۰ مرتبہ عمر قید ۶۰ سال قید با مشقت ۱۰ لاکھ جرمانہ۔ شاہدہ کالج کے پروفیسر آفتاب نقوی اور ان کے دوست کے ایک قاتل کو ۲ مرتبہ سزائے موت اور دوسرے کو ۲ بار عمر قید کی سزا سنائی گئی بقیہ ۲۸ صفحہ نمبر ۴ پر مذہبی اجتماع پر اندھا دھند فائرنگ کر کے ۱۲ افراد کو قتل کر دیا اور ۳۹ کو زخمی کر دیا تھا۔

(۱۰) سپاہ صحابہ کے رہنماؤں نے قرآن جلا دیے:-

روزنامہ جنگ لاہور بروز جمعرات ۴ ربیع الاول تین ۳ ستمبر ۱۹۹۲ء چنیوٹ میں سپاہ صحابہ کے رہنماؤں کی گرفتاریاں (موٹی سرخی) ان رہنماؤں کو قرآن مجید نذر آتش کرنے کے جرم میں گرفتار ہونے والے ملزم کی نشاندہی پر پکڑا گیا۔ (سرخی) چنیوٹ نامہ نگار جامع مسجد صدیق اکبر چنیوٹ میں قرآن مجید کو نذر آتش کرنے کے جرم میں پکڑے جانے والے ملزم فرخ لطیف کی نشان دہی پر متعدد افراد گرفتار کئے جا رہے ہیں جن میں سپاہ صحابہ چنیوٹ کے صدر ملک خلیل احمد، جامع مسجد چھتے والی کے خطیب مفتی محمد شفیق گورنمنٹ ہائی سکول چنیوٹ کے ٹیچر مولانا عبدالعزیز۔ مسجد ابو بکر صدیق کے امام حافظ اکرم۔ مسجد میونسپل کمیٹی

کے امام حافظ منظور احمد۔ مسجد ابو بکر صدیق کے خادم کے بیٹے بلال احمد۔ منشی عبدالطیف کے بیٹے محمد امجد شامل ہیں۔ یہی خبر روزنامہ پاکستان لاہور بروز جمعہ المبارک ۱۲ ربیع الاول ۱۹۹۲ء موٹی سرخ سے شائع ہوئی قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعات میں امام مسجد اور مذہبی تنظیم کا سربراہ بھی ملوث ہیں۔ دواور ملزم بھی ان ناپاک واقعات میں ملوث ہیں چنیوٹ میں جھنگ جیسے حالات پیدا کرنے اور لیڈر شپ چکانے کے لئے یہ ذلیل حرکت کرتے رہے

ملزموں کا اعتراف۔ کسی مجرم کو معاف نہیں کروں گا ان کے خلاف آخری حد تک جاؤں گا چنیوٹ کے ایس ایچ او کے تبادلے کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ تحقیقات دیگر افسران کر رہے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی کو قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعہ کا پتہ تھا۔ معاونت کی اپیل کے باوجود انہوں نے متبادل بات نہیں بتائی اور دعویٰ چلے گئے۔ (روزنامہ پاکستان لاہور بروز منگل ۸ ستمبر ۱۹۹۲ء جلد ۳ شائع ہوئی)

### (۱۱) فیصل آباد میں سیاہ صحابہ نے قرآن نڈ آتش کیے

قرآن مجید خطیب اور اس کے بھائی نے جلائے۔ دونوں نے مجھے کہا اب معاملہ سنبھال لینا اور خود اسلام آباد چلے گئے۔ لیکن ایک واپس آگیا میں نے کہا تم نے کفر کیا ہے تو مجھے گولی مارنے کی دھمکی دی گئی۔ بوڑھی ماں۔ مرحوم بھائی کے بچوں اور اپنی زندگی کی خاطر میں چپ رہی۔ پولیس سے تحفظ کی یقین دہانی ملنے پر حقیقی واقعہ سے آگاہ کر دیا مولانا منیب الرحمن اس واقعہ کی بنیاد پر مولانا جھنگوی کی طرح مقبولیت چاہتے تھے اور تحریک چلانا چاہتے تھے مولانا کے

عقیدت مند اور محافظ امین بھولا کے انکشافات تفصیل درکار ہو تو اخبار کے دفتر یا کسی بڑی لائبریری سے اخبار نکلوا کر پڑھیں

یہی خبر روزنامہ جنگ لاہور جلد ۱۳ بروز اتوار ۶ ستمبر ۱۹۹۲ء شائع ہوئی۔

یہ حقائق ان دیوبندی وہابی تنظیموں کے ہیں قارئین دیکھیں یہ کیسے ظالم اور دین اسلام اور قرآن حکیم کے دشمن ہیں ہمارے وطن عزیز کے دشمن ہیں بس ان کے کارناموں کو جاننے کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ منافق ہیں جو نئے روپ میں ظاہر ہوئے ہیں لہذا اے مسلمانوں ان دیوبندی وہابی حضرات سے اپنے آپ کو بچاؤ اپنے ایمان کو بچاؤ اپنی مساجد کو بچاؤ۔

بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں یزید کے خلاف احتجاج کرنے والے باغی تھے میں کہتا ہوں وہ تو نہیں تھے لیکن یہ تمہارے ضرور باغی ہیں۔

### لشکر طیبہ اور جماعت الدعوة کی عجیب خدمات

اب ذرا لشکر طیبہ غیر مقلدین حضرات کے بارے دیکھیں یہ کس طرح خدمات دین کا جھانسدے کر لوگوں سے پیسے بٹورتے ہیں کس طرح قبضہ کرتے ہیں کبھی جہاد کشمیر کے نام پر تو کبھی زلزلہ کی امداد کے نام پر لوگوں کی جیبیں خالی کرتے ہیں اور پھر اسی مال کو دہشت گردی پر خرچ کرتے ہیں وہ بھی مسلمانوں پر بم پھینکتے ہیں۔

(۱) روزنامہ دن بروز جمعرات ۱۶ مئی ۲۰۰۲ جلد ۷ لاہور جماعت

الدعوة پاکستان کے امیر حافظ سعید اسلام آباد پہنچتے ہی گرفتار نامعلوم



## مقام پر منتقل کر دیا گیا۔

جماعت الدعوة اور انتظامیہ میں حافظ سعید کی رہائی کے لئے مذاکرات ناکام۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے سربراہ پروفیسر ساجد میر نے کہا دھمکی دیتے ہوئے کہا جس سے ملک کی نظریاتی و اسلامی اقتدار کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

## (۲) لشکر طیبہ نے پلاٹ پر ناجائز قبضہ کر لیا راتوں رات

روزنامہ دن لاہور ۵ جولائی ۲۰۰۲ بروز جمعۃ المبارک

کالعدم لشکر طیبہ نے محکمہ ہاؤسنگ کے پلاٹ پر راتوں رات مسجد بنا کر محافظ بٹھادیئے۔ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کی یونین کونسلوں میں قرارداد مذمت منظور شہر میں حالات کشیدہ ضلعی ناظم نے کارروائی کا حکم دے دیا۔ تفصیلات مزید اخبار میں دیکھیں۔

## (۳) جماعت اسلامی نے بیوہ کے پلاٹ پر قبضہ کر لیا

روزنامہ دن ۲۹ جون ۲۰۰۲ بروز ہفتہ جلد ۷ شمارہ ۱۳۱ پر دیکھیں قاضی

حسین سمیت لوگوں کی فلاح کا پرچار کرنے والے مجھے حق سے محروم کر رہے ہیں (بیوہ کا بیان)

گرین ٹاؤن کی رہائشی بیوہ شہزادی نے عدالت میں درخواست دائر کی کہ جماعت اسلامی نے اس کی زمین پر قبضہ کر لیا

سول جج لاہور نے ۱۶ مرلہ اراضی پر تا حکم ثانی تعمیر روکنے کا حکم امتناعی

جاری کر دیا

### (۴) وہابیوں پر زلزلہ

روزنامہ نوائے وقت ۱۳ دسمبر ۲۰۰۸ جلد ۶۸ شمارہ ۲۶۲ صفحہ نمبر ۱ پر بڑی خبر کے ساتھ جماعۃ الدعوة کے خلاف دوسرے روز بھی کریک ڈاؤن سینکڑوں گرفتار آزاد کشمیر کے امیر مولانا عبدالعزیز علوی گھر میں نظر بند۔ مولانا عبدالعزیز علوی کی نظر بندی کے خلاف مظفر آباد میں احتجاجی مظاہرہ یو این او کے خلاف نعرے فوجی مبصرین کا گھیراؤ گاڑی پر مکے برسائے دفتر کے سامنے دھرنا فیصل آباد اور دیگر علاقوں میں مساجد سیل ہزاروں لوگ نماز جمعہ ادا نہ کر سکے شہریوں کا شدید احتجاج عبدالعزیز علوی کے گھر کے باہر پہرہ بمعہ تصویر شائع۔ گوجرانوالہ۔ قصور۔ شیخوپورہ۔ جھنگ۔ سیالکوٹ نارووال۔ اور دیگر چھوٹے بڑے شہروں میں دفاتر سیل ڈپنسریاں بھی بند لٹرچر قبضہ میں لے لیا گیا۔

(۵) ڈیرہ اسماعیل خان مسجد کے باہر سے خود کش بمبار پکڑا گیا ساتھی فرار پولیس نے خود کش جیکٹ ناکارہ بنا دی اہل علاقہ مشتعل ہو گئے ۱۴ سالہ شکیل نامعلوم مقام پر منتقل، چوچک سے مبینہ دہشت گرد ریاست عرف ریاسو گرفتار خود کش حملہ میں استعمال ہونے والا سامان برآمد۔ حوالہ مذکورہ صفحہ نمبر ۱ بمعہ تصویر شائع اسی اخبار آخری صفحہ پر جماعۃ الدعوة پر پابندی چیلن نے بھی قرارداد کی مخالفت نہیں کی۔ حافظ سعید کسی جگہ بھی خطبہ جمعہ نہ دے سکے۔

اہلحدیث غیر مقلد وہابی نے قرآن جلا دیے: دل ہلا دینے والی خبر

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۶ جون ۲۰۰۶ء بمعہ تصویر شائع امام

بد حافظ قمر پر لوگ تشدد کر رہے ہیں دکھایا گیا ماسٹر صادق دم توڑ گیا حاصل کے نزدیک سپارے جلانے والا مشتعل ہجوم نے ریٹائرڈ سکول ٹیچر کو مار کر ہلاک کر دیا۔ امام مسجد شدید زخمی ہجوم کا پولیس کی گاڑی پر بھی حملہ۔ چھونا والا میں ہڑتال۔

تفصیلات کے مطابق چھونا والا کی مسجد الحمدیث کا امام حافظ قمر سپارے جلارہا تھا دو کانداروں نے دیکھ لیا پکڑ کر مارنا شروع کر دیا جماعت الحمدیث کے امیر ریٹائرڈ سکول ماسٹر صادق موقعہ پر پہنچ گئے لوگوں نے مار ڈالا

قارئین یہ ان دہشت گرد تنظیموں اور وہابیوں دیوبندیوں الحمدیثوں کے کارنامے ہیں جو کہ ثبوت کے طور پر چند حقائق لکھے ہیں بندیا لوی صاحب آنکھیں کھولیں یہ جھوٹی داستانیں نہیں حقیقت ہے تمہاری جماعت کے لوگ یزید کے پروردہ ہیں اور اس کے نمک خوار ہیں جس طرح کا وہ ظالم تھا اسی طرح کے تم ظالم ہو کبھی پلاٹوں پر قبضہ کرتے ہو تو کبھی اپنی شہرت کے لئے قرآن جلاتے ہو اور کبھی اپنی شہرت کے لئے یزید کو نیک اور پارسا ثابت کرتے ہو

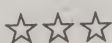
لطیفہ:-

ایک وہابی مولوی نے اپنے مسٹر شیطان سے پوچھا میں مشہور ہونا چاہتا ہوں کوئی طریقہ بتا دو مسٹر ٹوٹرو نے کہا جناب ایک نیا اور انوکھا سافٹوی چھپا دو پس مشہور ہو جاؤ گے اس نے کہا پھر تم ہی بتاؤ اس نے کہا کسی نے کہا ہے کتاب حلال

ہے اس نے کہا نہیں

ٹوڑنے کہا پھر تم فتویٰ چھپا دو اور لگا دو بس جب فتویٰ چھپا اور لوگوں نے پڑھا تو لوگوں نے کہا ارے ظالم تو نے یہ کیا لکھا ہے اس نے کہا بس میرا مقصد پورا ہو گیا اب تو وہ حضرت جہاں جانیں جہاں سے گزریں ہر ایک کہے یہ ہے وہ جس نے کہا کتا حلال ہے بس میں کہتا ہوں بند یا لوی تمہارا مقصد پورا ہو گیا اب بس کرویزید پلید ہے فاسق و فاجر ہے ظالم ہے شرابی اور زانی ہے اس کے خلاف قدم اٹھانے والے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق کے امام ہیں حق کے راستے پر جان دینے والے ہیں باغی نہیں ہیں اگر معاذ اللہ اب بھی وہ تمہارے نزدیک یہی کچھ ہیں جو تم نے لکھا تو پھر یہ تمہاری دہشت گرد تنظیمیں آئے دن حکومت کے خلاف جلسے جلوس اور احتجاج کرنے والے سب کے سب باغی قرار پائیں گے ان تحریکوں میں مرنے والے باغی بنیں گے شہید کہلانے کے حق دار نہیں ہیں میں نے یہ حقائق لکھ کر ہر انصاف پسند آدمی کو دعوت غور و فکر پیش کی تاکہ ہم صحیح اور سچی جماعت اہل سنت و جماعت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے وابستہ ہو جائیں۔

آمین





شیخ بندیا لوی کی بوکا لے بازیاں پڑھیے یزید کے خلاف اٹھنے والے باغی تھے

واقعہ حرہ میں تمام تر قصور اور غلطی ان لوگوں کی تھی جو بغاوت پر آمادہ ہوئے لشکر یزید جس کی قیادت صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کر رہے تھے نے تو بغاوت کو کچلنے کے لئے کارروائی کی تھی آواز دو انصاف کو اور دست بستہ سوال کرو اور ارباب حل و عقد سے کہ مسلمانوں کی متفقہ حکومت کے خلاف چند لوگ بغاوت کریں (اور حکومت اس) کو کچلنے کے لئے مناسب کارروائی کرے تو قصور کس کا ہوگا۔ باغیوں کا یا حکمران وقت کا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۶ طبع المکتبہ الحسینۃ بلاک ۱۸ سرگودھا)

یہ تو الحمد للہ کچھ ابھی گذشتہ اوراق میں گزر چکا کہ یہ دیوبندی وہابی آئے دن حکومت کے خلاف بولتے ہیں اگر وہ باغی تھے تو آج کے سارے دیوبندی وہابی ان سے بڑھ کر باغی قرار پائیں گے مزید ان شاء اللہ آگے جا کر لکھوں گا یہاں پر ہم قرآن و حدیث اور علماء محدثین و مؤرخین کے آئینہ میں لکھتے ہیں واقعہ حرہ کیا تھا

واقعہ حرہ احادیث کی روشنی میں

طوالت سے بچتے ہوئے صرف ترجمہ پر اکتفا کروں گا و ما توفیقی الا باللہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

فصل: شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید کے

زمانہ میں جو واقعات ہوئے۔ وہ نہایت ہی قبیح ہیں ان میں ایک واقعہ حرہ بھی ہے اس کو حرہ۔ زہرہ بھی کہتے ہیں یہ مدینہ طیبہ سے ایک میل دور ایک مقام کا نام ہے۔ اس واقعہ میں قتل و غارت جنگ و جدل اور ہتک مدینہ منورہ کی ہوئی گو اس کا ذکر قلوب صافیہ کے لئے باعث کدورت ہے مگر چونکہ اس کا واقعہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث کی صداقت کا مظہر ہے اس لئے اشارۃً اس کا بیان لازمی ہے۔

### حدیث نمبر ۱:-

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس واقعہ کے وقوع سے قبل خبر دی تھی اور فضائلِ مدینہ بھی بیان کر دیے تھے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ایذا دے اور خوف دلائے تو اس کا عاقبت کا حال دنیا و آخرت میں عذاب ہی عذاب ہے۔ بعض علماء نے اس کے متعلق یہ بھی کہا ہے کہ حدیث واقعہ حرہ کی مصدق ہے کہ مدینہ آباد ہو کر ویران ہوگا اور آدمی اس کو چھوڑ دیں گے صحرائی جانور ان میں آکر بسیں گے اور یہ بھی ہے کہ وہ حال قریب قیامت ہوگا

(تاریخ مدینہ ص ۳۷ طبع مکتبہ جدید کراچی)

### نیز یہی شاہ صاحب لکھتے ہیں، حدیث نمبر ۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے یا اللہ مجھے سن ساٹھ کے حادثوں اور لڑکوں کی حکومت سے بچاؤ دن آنے سے پہلے مجھے دنیا سے اٹھا لینا یہ اشارہ یزید کی طرف تھا کیونکہ وہ بے دولت ۶۰ھ میں تخت شقاوت پر بیٹھا تھا۔ واقعہ حرہ اس کے زمان شقاوت نشان میں واقع ہوا

تھا۔ واقدی کتاب حرہ میں

### حدیث ۳:-

ایوب بن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی سفر میں سفر کرتے کرتے جب مقام۔ حرہ زہرہ پر پہنچے تو کھڑے ہو کر آیت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی صحابہ کرام نے سمجھا کہ شاید اس سفر کا انجام اچھا نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ نے کیا ملاحظہ فرمایا کہ استرجاع فرمایا آپ نے فرمایا کوئی امر اس سفر میں ایسا نہیں عرض سبب استرجاع کیا ہے آپ نے فرمایا اس حرہ سنکستان میں میری امت کے بہترین امتی میرے صحابہ کے بعد قتل کئے جائیں گے دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اس حرہ میں میری امت کے بہترین لوگ مارے جائیں گے

### حدیث ۴:-

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن احبار فرماتے تھے کہ تو رات میں ہے کہ مدینہ منورہ کے مشرق سنکستان میں امت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کچھ ایسے لوگ جام شہادت پئیں گے۔ قیامت کے دن جن کے منہ چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ روشن ہوں گے

### حدیث ۵:-

ابن زبالہ سے روایت ہے کہ ایک روز زمانہ امیر المومنین عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ میں خوب بارش ہوئی۔ آپ اپنے دوستوں کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے گرد سیاحت کے لئے گئے جب مقام حرہ پر پہنچے اس کے ہر طرف آپ نے پانی کی ندیاں بہتی ہوئی دیکھیں تو حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اس وقت آپ کے ہمراہ تھے قسم کھا کر کہا جس طرح پانی کی سبیلیں یہاں چل رہی ہیں اسی طرح خون کی بھی یہاں سے سبیلیں چلیں گی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر پوچھا اے کعب یہ کس زمانہ میں ہوگا۔ آپ نے فرمایا اے زبیر کے بیٹے تو اس بات سے ڈر کہ تیرے ہاتھ پاؤں سے واقع نہ ہو۔ (جذب القلوب الی دیا المحبوب المعروف تاریخ مدینہ ص ۳۸ طبع کراچی) (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۰۲۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۳۲ طبع لاہور)

### حدیث ۶: امام ابو داؤد دروایت نقل کرتے ہیں

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک دن دراز گوش پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے سوار تھا جب ہم مدینہ کی بستی سے نکل گئے تو آپ نے فرمایا۔ اے ابو ذر اس دن تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں عام بھوک ہوگی تم اپنے بستر سے اٹھو گے تو اپنی مسجد تک نہ پہنچ سکو گے تمہیں بھوک مشقت میں ڈال رہی ہوگی میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اے ابو ذر پاکیزگی اختیار کرنا فرمایا اے ابو ذر تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں عام موت پھیل جائے گی کہ گھر غلام کی قیمت کو پہنچ جائے گا حتیٰ کہ ایک قبر ایک غلام کے عوض بکے گی میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا اے ابو ذر صبر کرنا فرمایا اے ابو ذر۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا



جب مدینہ میں قتل عام ہو گا حتیٰ کہ خون ریت کے پتھروں کو ڈبو دے گا عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں فرمایا ان میں چلے جانا جن میں سے تم ہو عرض کیا میں ہتھیار پکڑ لوں گا فرمایا تب تو تم قوم میں شریک ہو گئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں کیا کروں فرمایا اگر تمہیں خطرہ ہو کہ تلوار کی شعاعیں چندھیادیں گے تو اپنے کپڑے کا کنارہ اپنے چہرے پر ڈال لینا تاکہ وہ تمہارا اور اپنا گناہ لے کر لوٹے

(ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲۳۲ کتاب الفتن طبع مکتبہ امدادیہ ملتان) (مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن الفصل الثانی ص ۲۶۳ طبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی)

### شرح حدیث

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حجاز الذیت جگہ کا نام ہے مدینہ منورہ کے مغربی طرف ہے اس کے پتھر اس طرح سیاہ ہیں گویا انہیں روغن زیتون سے تلا گیا ہے۔ یہ آپ نے واقعہ حرہ سے آگاہ کیا تھا جو نہایت ہی فبیح بد نما ہے جس کو سننے اور کہنے کے لئے زبان و کان متحمل نہیں۔ یزید پلید کے دور میں ہوا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ایک کثیر لشکر اس نے مدینہ طیبہ بھیجا۔ اس شہر طیبہ اور مسجد نبوی شریف صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حرمت کو مباح کر دیا صحابہ و تابعین کی کثیر جماعت کو انہوں نے اس طرح شہید کر دیا کہ اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ مدینہ طیبہ میں ایسا عمل کرنے کے بعد وہی لشکر مکہ مکرمہ بھیجا اور اسی سال وہ بد بخت جہنم رسید ہو گیا

(اشعۃ اللمعات مترجم ج ۶ ص ۳۹۸ طبع لاہور)

حدیث ۷:-

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پہلا فتنہ (یعنی قتل عثمان) پر واقع ہوا تو بدر والے صحابہ میں سے کوئی نہ بچا۔ پھر دوسرا فتنہ (واقعہ حرہ) ہوا تو حدیبیہ والوں میں سے کوئی نہ بچا پھر تیسرا فتنہ واقع ہوا جو نہ اٹھا اس حال میں کہ لوگوں میں قوت باقی رہی ہو

(مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن الفصل الثالث ص ۶۵ طبع دہلی) (تیسرا بار شرح صحیح بخاری از دہلوی کتاب المغازی ج ۲ ص ۶۷ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)

شرح حدیث:-

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

حضرت ابن مسیب یہ اکابرین اور متقدمین تابعین میں سے ہیں انہوں نے خلفاء راشدین کا دور پایا

(اشعۃ الممعات مترجم ج ۶ ص ۲۰۷ طبع فرید بک لاہور)

حدیث ۸:-

حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے خدا کی قسم مجھ کو اس میں کوئی شک نہیں کہ مسیح دجال۔ ابن صیاد ہی ہے

(مشکوٰۃ شریف باب قصہ ابن صیاد ص ۹۷ الفصل الثانی طبع دہلی)

شرح حدیث:-

شاہ صاحب لکھتے ہیں

واقعہ حرہ وہ حادثہ ہے جو یزید مردود کی فوج نے اہل مدینہ پر یلغار کر دی۔ اس واقعہ کا اجمالاً پہلے ذکر ہو چکا ہے اس کی تفصیل اور قباحت کا ذکر ناگفتہ بہ ہے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۶ ص ۲۸۴ طبع لاہور)

### نیز لکھتے ہیں:-

خود یزید نے بھی مدینہ طیبہ کی تباہی اور وہاں کے باشندوں کو شہید کرنے کے لئے لشکر کشی کی تھی جس کا نام حرہ ہے وہی لشکر مکہ آیا تا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرے لیکن اسی حال میں یزید دنیا سے دفع ہو گیا

(اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۷۸۳ باب مناقب قریش الفصل الثالث طبع لاہور)

### حدیث ۹: نجدی شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں نبی زندہ ہیں:

حضرت سعید ابن العزیز سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب جنگ حرہ کا زمانہ ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مسجد میں تین دن نہ اذان ہوئی نہ تکبیر کہی گئی اور سعید ابن مسیب مسجد سے نہ ہٹے وہ نماز کا وقت نہیں پہچانتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر انور سے نماز کے اوقات میں اذان سنا کرتے تھے اور تکبیر اور مسجد میں ان کے علاوہ کوئی نہ تھا

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۵ باب کرامات الفصل الثانی طبع دہلی

(۱) فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۸۰ طبع بیروت

(۳) حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰ از مفتی دیوبندی طبع لاہور

(۴) ارمی شریف ج ۱ ص ۲۳ طبع نشر السنۃ ملتان

(۵) وفاء الوفا ج ۱ ص ۱۳۴ طبع دار احیاء بیروت

(۶) سیر حلبیہ ج ۱ ص ۵۳۳ طبع کراچی مترجم

(۷) طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۵۰ طبع کراچی مترجم

(۸) تاریخ مدینہ ص ۳۶ طبع کراچی مترجم ۹ اشعۃ المعات ج ۷ ص ۳۳۶ طبع لاہور

### شرح حدیث

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں اور ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی نمازیں پڑھتے ہیں اذانیں دیتے ہیں تکبیر کہہ کر جماعت کراتے ہیں وہابیوں کو سبق سیکھنا چاہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں: مراد اس سے وہ واقعہ ہے جب یزید نے مدینہ طیبہ پر لشکر کشی کی تھی۔ اس کی مشابہت اس قدر ہے کہ اس کا بیان ہی مناسب نہیں ہاں اس کا کچھ حصہ تاریخ مدینہ میں بیان ہوا ہے اس کی برائیوں میں سے ایک یہ ہے تین دن تک کوئی نمازی مسجد نبوی میں نہ آسکا۔

(اشعۃ المعات ج ۷ ص ۳۳۶ طبع لاہور)

### صحیح حدیث ۱۰: ابن کثیر لکھتے ہیں

ثور بن زید نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت ولو دخلت علیہم من اقطارھا ثم سئلو الفتنة لا توھا

(پ ۲۱ اس الاحزاب ایت ۱۲)

ترجمہ (اور اگر گھس آتے) (کفار کے لشکر) ان پر مدینہ کے اطراف سے پھر ان سے درخواست کی جاتی فتنہ انگیزی میں شرکت کی تو فوراً اسے قبول کر لیتے اور توقف نہ کرتے اس میں مگر بہت کم) کی تفسیر ساٹھ سال کے سرے پر معلوم ہوگئی۔ زاوی بیان کرتا ہے کہ اہل شام بنی حارثہ کو اہل مدینہ پر چڑھائی کے



لئے لایا گیا۔ اور یہ اسناد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف صحیح ہے اور بہت سے علماء کے نزدیک صحابی کی تفسیر مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے  
(البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۱۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

### حدیث ۱۱۔ یزید کی بیعت توڑنے کا ثبوت بخاری سے

ہم سے اسمعیل بن ابی اویس نے بیان کیا انہوں نے اپنے بھائی عبد الحمید سے انہوں نے سلیمان بن بلال سے۔ انہوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے انہوں نے عباد بن تمیم سے۔ انہوں نے کہا جب حرہ کا دن ہوا۔ اور لوگ (مدینہ والے یزید پلید کی بیعت توڑ کر) عبد اللہ بن حنظلہ سے بیعت کرنے لگے تو عبد اللہ بن زید (صحابی انصاری مازنی) نے پوچھا عبد اللہ بن حنظلہ کس اقرار پر لوگوں سے بیعت لیتے ہیں بلوگوں نے کہا موت پر (یعنی اس کے ساتھ ہو کر لڑیں گے مریں گے) عبد اللہ بن زید نے کہا۔ اس شرط پر تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد اور کسی سے بیعت نہیں کروں گا۔ عبد اللہ بن زید حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ موجود تھے

(بخاری شریف ج ۱ کتاب المغازی باب غزوہ الحدیبیہ)

### ان احادیث اور بندیا لوی پر تبصرہ

اب میں اس دجال اعظم اور فاطر العقل مسٹر بندیا لوی سے پوچھتا ہوں تم نے اپنے روحانی پیشوا اور باپ یزید پلید کا دفاع کرتے ہوئے لکھ مارا کہ واقعہ حرہ کا رونا سب سے زیادہ رویا جاتا ہے دنیا جہان کے جھوٹ بولے جاتے ہیں ارے عقل و خرد سے خالی کیا یہ احادیث بھی سب کی سب تیرے نزدیک جھوٹی

ہیں تم دعویٰ تو یہ کرتے ہو کہ میں حقائق پیش کرتا ہوں حالانکہ تم نے تو ہر قسم کے حقائق کو جھٹلایا ہے قرآن وحدیث سے منہ پھیرا ہے ان احادیث کو پڑھو کس طرح حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تمہارے باپ یزید کی مذمت بیان فرمائی اور جو ظلم اس بد بخت نے آکر کرنے تھے غیب دان نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو پہلے ملاحظہ فرما کر بیان کر دیا اور افسوس دکھ رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے آیت

اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور فرمایا بہترین میرے امتی شہید ہوں گے اگر یہ معاذ اللہ سارے باغی بننے والے ہوتے تو پھر آپ یہ نہ فرماتے کہ بہترین امتی بلکہ یہ بشارت دیتے قتل کرنے والے بڑے اچھے ہوں گے اور حق پر ہوں گے لیکن احادیث سے قتل کرنے والے مدینہ شریف کی توہین کرنے والے باغی ثابت ہو رہے ہیں اور میرا گمان یہ ہے کہ اگر اس وقت تمہارے جیسے خارجی نا صبی ہوتے تو ضرور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا صحابہ کرام کو مشورے دیتے بیعت توڑنے والے حکومت کے خلاف اٹھنے والے باغی ہیں ان کو قتل کرنا جائز ہے لیکن حقائق پکار پکار کہہ رہے ہیں بندیا لوی جھوٹا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تربیت یافتہ اور آپ کی یونیورسٹی کے عظیم طلباء یہ فرماتے ہیں جو حرہ میں شہید ہوں گے ان کے چہرے قیامت کے دن چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے یہ انعام ان کو اللہ رب العزت عطا فرمائے گا لیکن یاد رکھو باغیوں کو اس قسم کے انعامات سے نہیں نوازا جائے گا بلکہ حق پرستوں اور حق پسندوں اور ان کے راستوں کی پیروی کرنے والوں کو ان شاء اللہ نوازا جائے گا لہذا ماننا پڑے گا حق پر آج

بھی اہلسنت وجماعت ہی ہیں خارجی ناصبی جھوٹے ہیں جھوٹ کے پلندے گھڑنے والے ہیں۔ یہاں تک بندیا لوی کی تحقیق پر تو پانی پھر گیا البتہ ابھی حقائق مزید پڑھیے جلیل القدر محدث مفسر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منظور نظر کی چند تحریرات پڑھیے اور اپنی آخرت کی فکر کیجئے وہاں یزید نے نہیں چھوڑا نا وہاں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت کام آئے گی اہل بیت کی محبت کام آئے گی ان شاء اللہ العزیز

محدث مفسر حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

حدیث ۱۲:-

حضرت امام بیہقی نے حسن سے روایت کی ہے کہ یوم الحمرہ میں مدینہ کے لوگ اس طرح قتل کیے گئے کہ شاید ہی کوئی بچا ہو  
حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یوم الحمرہ میں سات سو حفاظ قرآن شہید ہوئے ان میں سے تین سو صحابہ کرام تھے اور یہ واقعہ یزید کی خلافت میں پیش آیا

امام بیہقی نے منیرہ سے روایت کی ہے کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ کو تین دن تک لٹوایا اور غارت گری مچائی اور ایک ہزار غیر شادی شدہ لڑکیوں کی عزت پامال کی گئی۔ لیث بن سعد سے منقول ہے کہ یوم الحمرہ کی جنگ سن تریسٹھ ہجری میں ماہ ذی الحجہ کے اختتام سے تین دن پہلے چہار شنبہ کے دن واقع ہوئی

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۳۳ طبع حامد اینڈ کمپنی لاہور) (تاریخ الخلفاء ص ۲۱۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰ طبع لاہور)

## امام سیوطی کا مقام تھانوی کے نزدیک

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مشاہدہ رہتا تھا۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث سن کر فرمادیتے تھے کہ یہ حدیث ہے یا نہیں کسی نے پوچھا یہ تمہیں کیسے معلوم ہو جاتا ہے فرمایا میں حدیث سن کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ پر نظر کرتا ہوں اگر بشاش پاتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے یہ حدیث ہے اور اگر منقبص دیکھتا ہوں تو سمجھتا ہوں یہ حدیث نہیں

(الافاضات الیومیہ ج ۷ ص ۱۰۹ طبع تالیفات اشرفیہ ملتان) (المیزان الکبریٰ ج ۱ ص ۵۵ طبع دارالکتب

العلمیہ بیروت)

بند یا لوی صاحب کہتے ہیں تقدس کے نام پر معصوم عصمتوں سے کھیلنے والے گدی نشین بھی میں کہتا ہوں تمہیں مدینہ شریف کی پاکباز اور پاک سیرت شرف زادیاں کیوں نہ نظر آئیں جن کی عصمت دری یزید کے حکم سے یزیدی فوجیوں نے کی تم ایسے بد معاشوں کا دفاع کر رہے ہو۔

جس محدث اور عالم کی حدیث پر اتنی گہری نظر ہو صرف بات سن کر بتا دے یہ حدیث ہے یا کسی اور کا قول ہے ان کے پیش کردہ حقائق میں نے لکھ دیے ہیں ان دین کے بیوپاریوں کو باقی تو سب کچھ جھوٹ نظر آتا ہے بس یزید کو پہچانا عین حق اور خدمت اسلام ہے اور وہ قرن اولیٰ و دوم کے لوگ جنہوں نے اپنی زندگیاں اسلام اور قرآن کی خاطر وقف کر رکھی تھیں ان کی جانوں کی کوئی قدر و قیمت ہی ان کے نزدیک نہ بنی میں پوچھتا ہوں صحابہ نے یزید کی بیعت کیوں توڑی کیا اس لئے کہ وہ نمازی ہے یا متقی ہے یا خدمات اسلام میں پیش پیش ہے



نہیں انہوں نے واضح کہا تھا یزید کا کوئی دین نہیں وہ یزید برائیوں کی جڑ اور برائی کا اڈا ہے لہذا اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ فاعتبر و یا اولی ابصار

## تعداد شہدائے حرہ

علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی نقل کرتے ہیں

علامہ قرطبی نے بیان کیا کہ مدینہ کے قتل عام (یوم الحمرہ) میں ایک ہزار سات سو مہاجرین اور انصار صحابہ اور خیار تابعین شہید کئے گئے اور عام لوگوں میں سے بچوں اور عورتوں کے سوا دس ہزار مسلمان شہید کئے گئے۔ سات سو ۷۰۰ قرآن مجید کے قاری شہید کیے گئے اور ستانوے قریش شہید کر دیے گئے علاہ قرطبی نے کہا کہ ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ ان دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مسجد میں گھوڑے باندھے گئے جو قبر انور اور منبر شریف کے درمیان پیشاب اور لید کرتے رہے مسلم بن عقبہ نے لوگوں کو اس پر مجبور کیا کہ وہ اس پر بیعت کریں کہ وہ یزید کے غلام ہیں وہ چاہے تو ان کو بیچے اور چاہے تو ان کو آزاد کر دے۔ یزید بن عبد اللہ بن زمعہ نے کہا کہ میں قرآن اور سنت کے حکم پر بیعت کرتا ہوں تو اس نے ان کو بندھوا کر ان کی گردن مار دی۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۷ طبع لاہور (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۲۶ طبع داورالاحیاء بیروت لبنان)

بندیا لوی کہتے ہیں مسلم بن عقبہ صحابی تھا میں کہتا ہوں وہ یزید کا صحابی تھا کیونکہ وہ یزید کی طرح قرآن اور سنت کا دشمن تھا جس نے اس کے سامنے قرآن اور سنت کا نام لیا اس کو بھی ظالم نے شہید کروادیا

علامہ عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی متوفی ۷۶۸ھ لکھتے ہیں

۲۷ ذی الحجہ ۶۳ ہجری میں واقعہ حرہ ہوا جس میں مہاجرین اور انصار میں سے تین سو سے زیادہ نفوس شہید کر دیے گئے اور صحابہ میں سے حضرت معقل بن سنان۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ اور حضرت عبداللہ بن زید رضوان اللہ تعالیٰ عنہم شہید کر دیے گئے

(مرآۃ الجنان ج ۱ ص ۱۳۸ طبع موسۃ العلمی بیروت)

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی یانی پتی لکھتے ہیں

ترجمہ دیوبندی کے قلم سے

ایت و من کفر بعد ذلک

(پ ۱۸ اس نور)

میں یزید علیہ ما علیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ ہے یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا یہ ساتھی خاندان نبوت کے ارکان تھے عمرت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بے عزتی کی اور اس پر فخر کیا اور کہنے لگا آج بدر کے دن کا انتقام ہو گیا اسی نے مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر لشکر کشی کی اور حرہ کے واقعہ میں مدینہ کو غارت کیا اور وہ مسجد جس کی بناء تقویٰ پر قائم کی گئی تھی اور جس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا گیا ہے اس کی بے حرمتی کی اس نے بیت اللہ پر سنگباری کے لئے منجیق نصب کرائیں اور اسی نے اول خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعنی حضرت ابوبکر کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرایا اور

ایسی نازیبا حرکتیں کیں کہ آخر اللہ کے دین کا منکر ہو گیا اور اللہ عز و جل کی حرام کی ہوئی شراب کو حلال کر دیا

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰ طبع مکتبہ مدنیہ لاہور (تفسیر مظہری ج ۸ ص ۲۰۰ طبع دارالاشاعت کراچی)

### تفسیر مظہری اور قاضی صاحب کا مقام دیوبندی علماء کے ہاں

مختلف خصوصیات کے لحاظ سے تفسیر مظہری تفسیر کی تمام کتابوں میں بہترین سمجھی گئی ہے بلکہ بعض حیثیتوں سے اپنی مثال نہیں رکھتی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس عظیم الشان تفسیر کے بعد کسی تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی۔ امام وقت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات علمی کا یہ عجیب و غریب نمونہ ہے۔

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند محرم ۱۳۷۷ ص ۲۰ طبع دارالعلوم دیوبند یونین پرنٹنگ پریس دہلی)

کاش کہ بندیالوی صاحب نے اپنے پیشواؤں سے مشورہ لیا ہوتا تو کبھی یزید کے حمایتی نہ بنتے

قاضی صاحب جو دیوبندیوں کے نزدیک امام وقت تھے نے یزید کا صفایا کر کے کڑا نکال دیا اور دین سے بھی فارغ کر دیا لو بندیالوی تم بنا لو ایسے خبیث کو جنتی اگر اب یزید کو جنتی کہو گے تو قاضی صاحب اور دیوبندی جماعت کا صفایا ہو جائے گا عقل سے کام لو

### شیخ وحید الزماں غیر مقلد وہابی کا واقعہ حرہ اور یزید پر تبصرہ

ہوا یہ تھا کہ پہلے پہل مدینہ والوں نے یزید کو اچھا سمجھ کر اس سے بیعت کر لی تھی پھر لوگوں کو اس کے دریافت حال کے لیے بھجوا یا تو معلوم ہوا وہ کمبخت فاسق و فاجر شراب خور ہے تب انہوں نے یزید کے نائب عثمان بن محمد بن ابی

سفیان کو مدینہ سے نکال دیا اور یزید کی بیعت توڑ دی یزید یہ حال سن کر غصے میں آ گیا اور مسلم بن عقبہ کو فوج کثیر دے کر اس نے مدینہ پر بھیجا اور یہ حکم دیا کہ جب مدینہ والوں پر غالب ہو تو تین دن تک قتل و غارت اور خون ریزی کرتے رہنا اس نے ایسا ہی کیا کہتے ہیں خود معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اہل مدینہ سے تجھ کو تکلیف پہنچے گی تو مسلم بن عقبہ کو فوج کا سردار کر کے بھیجنا مجھے اس کی خیر خواہی پر پورا اعتماد ہے۔ اس کبخت مسلم بن عقبہ نے مدینہ والوں کو بے دریغ قتل کیا پھر ان سے فارغ ہو کر مکہ کو چلا عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے لڑنے کے لیے لیکن رستے ہی میں فی النار ستر ہوا لطف تو یہ ہے کہ یہ مسلم بن عقبہ مرتے وقت کہنے لگایا اللہ میں نے کوئی نیکی اس سے زیادہ نہیں کی ہے کہ مکہ مدینہ والوں کو قتل کیا ان کا مال و اسباب لوٹا۔ لعنت اللہ علیہ و علیٰ من ارسلہ (اس سے اب کے وہابیوں کو عبرت اور سبق حاصل کرنا چاہیے۔)

نیز یہی لکھتے ہیں:-

یہ ۶۳ھ کا واقعہ ہے مدینہ والوں نے یزید کے برے حالات دیکھ کر اس کی بیعت توڑ ڈالی اور عبد اللہ بن حنظلہ کو اپنے اوپر حاکم بنایا ان کے والد حنظلہ وہی تھے جن کو غسیل الملائکہ کہتے ہیں۔ یزید نے یہ حال سن کر مدینہ والوں پر ایک فوج بھیجی جن کا سردار مسلم بن عقبہ تھا۔ اس مردود نے مدینہ والوں کا قتل عام کیا شہر لوٹ لیا سات ۷۰۰ صرف عالموں کو شہید کیا جن میں تین سو صحابہ تھے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) مسجد نبوی میں گھوڑے بند ہوئے جو روضہ شریف کی طرف لید پیشاب کرتے تھے معاذ اللہ کوئی دقیقہ پنمبر صاحب کی بے حرمتی کا نہ چھوڑا۔ اوپر



سے طرہ سنیے جب یہ مسلم بن عقبہ مرنے لگا تو مرتے وقت یوں دعا کی یا اللہ میں نے توحید کی شہادت کے بعد کوئی نیکی اس سے بڑھ کر نہیں کی کہ مدینہ والوں کو قتل کیا یہی نیکی ایسی ہے جس کے ثواب کی مجھ کو امید ہے۔ ارے خبیث بندگانِ خدا پر ظلم کرتا ہے اللہ کے پیغمبر کی توہین کرتا ہے پھر ثواب کی امید رکھتا ہے اس کو یہ غرہ تھا کہ میں نے یزید خلیفہ وقت کی اطاعت کی اور مردود نہ سمجھا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت سب کی اطاعت پر مقدم ہے اگر گرو یا مرشد یا مجتہد یا پیر کی اطاعت پر کوئی غرہ ہو کر اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کرے وہ بھی یزیدی ہے۔

لعنہ اللہ و غضب علیہ

(تیسرے بار شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۱۶۷ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)

قارئین یہ تھی وہابی کی عبارت۔ ہم تو اس وہابی سے اختلاف کرتے ہیں لیکن وہابیوں غیر مقلدوں کو اس سے اتفاق کرنا چاہیے۔

### مؤرخین کا تبصرہ واقعہ حرہ پر

عثمان بن محمد نے یہ کل واقعات یزید کو لکھ بھیجے (یعنی بیعت توڑنے کے) یزید نے ایک تنبیہ آمیز خط اہل مدینہ کے نام لکھ بھیجا۔ جس کو اہل مدینہ دیکھ کر سخت برہم ہوئے انصار نے اپنی سرداری کے لئے عبد اللہ بن حنظلہ کو اور قریش نے عبد اللہ بن مطیع کو منتخب کیا اور بالاتفاق سب نے عثمان بن محمد و مروان بن الحکم اور کل بنی امیہ کو مدینہ منورہ سے نکال باہر کیا۔ جب یزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے پہلے عمرو بن سعد کو مدینہ منورہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ اس نے انکار کیا۔ پھر عبید اللہ بن زیاد کو لکھا اس نے بھی عذر پیش کیا۔ (یعنی عبید اللہ نے کہا میں ایک

فاسق کے لئے دو کام جمع نہیں کروں گا)۔ تب یہ خدمت مسلم بن عقبہ مری کے سپرد کی گئی۔ بارہ ۱۲ ہزار آدمیوں کو لے کر یہ روانہ ہوا۔ یزید مشایعت کی غرض سے تھوڑی دور تک ساتھ آیا اور احکام کی پابندی ہدایت کر کے واپس آیا کہ اگر تم کو کوئی ضرورت پیش آئے تو حصین بن نمیر کو سردار مقرر کرنا اہل مدینہ کو تین روز غورو فکر کرنے کی مہلت دینا اگر اس اثناء میں وہ اطاعت قبول کر لیں تو درگزر کرنا ورنہ جنگ کرنے میں تامل نہ کرنا اور جب ان پر کامیابی حاصل ہو جائے تو تین روز تک قتل عام کا حکم جاری رکھنا۔ مال و اسباب جو کچھ لوٹا جائے وہ سب لشکریوں کا ہے علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ معترض نہ ہونا کیونکہ ہم کو یہ امر یقینی معلوم ہو گیا ہے کہ ان کو اس معاملہ میں کچھ دخل نہیں ہے۔

### مدینہ شریف کی توہین اور نا کہ بندی

جب اہل مدینہ کو اس سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے بنی امیہ کا مردان کے گھر میں نہایت سختی سے حصار کر لیا اور بالآخر یہ عہد و پیمان لے کر آزاد کیا کہ آئندہ وہ جنگ سے کنارہ کریں گے دوسروں کے ساتھ ہو کر اہل مدینہ کی مخالفت نہ کریں گے۔ مسلم بن عقبہ سے اور ان لوگوں سے وادی القریٰ میں ملاقات ہوئی۔ عمر بن عثمان بن عفان سے اہل مدینہ کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے بتلانے سے انکار کیا لیکن ان ہمراہیوں نے بتا دیا۔ مسلم بن عقبہ وادی القریٰ سے کوچ کر کے ذی خلہ سے ہوتا ہوا مدینہ کے قریب پہنچ گیا۔ اور اہل مدینہ سے کہلا بھیجا۔ امیر المومنین چونکہ تم لوگوں کو شریف سمجھتے ہیں اور میں بھی تمہاری خونریزی پسند نہیں کرتا اس وجہ سے میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں۔ پس اگر اس اثناء

میں تم لوگوں نے راہ راست اختیار کر لی تو فیہا۔ میں فوراً مکہ واپس چلا جاؤں گا اور اگر تم کو کچھ عذر ہو تو اس کو بیان کرو۔ جب یہ معیا د گزر گئی تو مسلم نے کہلا بھیجا کہ تم جنگ کرو گے یا صلح اہل مدینہ نے کہا ہم جنگ کریں گے۔ مسلم نے سمجھایا کہ جنگ نہ کرو بلکہ امیر کی اطاعت قبول کر لو۔ اس میں تمہاری بہتری ہے۔ اہل مدینہ اپنی رائے پر جمے رہے۔ بالآخر صف آرائی کی نوبت آئی

### لڑائی کا آغاز

عبدالرحمن بن زہیر بن عوف خندق پر متعین کیے گئے جس کو اہل مدینہ نے بطور شہر پناہ کے کھود کر بنایا تھا۔ عبداللہ بن مطیع قریش کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ کی ایک سمت پر۔ معقل بن سنان اشجعی مہاجرین کی ایک ٹکڑی لیے ہوئے دوسری جانب مامور ہوئے۔ اور ان سب کی افسری عبداللہ بن حنظلہ کو دی گئی انہوں نے ایک بڑے لشکر کوفہ کے راستے کی ناکہ بندی کر لی۔ مسلم بن عقبہ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے حرہ کی طرف سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا۔ عبداللہ بن حنظلہ مقابلہ پر آئے اور اس مردانگی سے دست بدست لڑے کہ سوارِ شام کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا

مسلم نے لکار کر پیادوں کو آگے بڑھایا فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے بہ اجازت عبداللہ بن حنظلہ بیس ۲۰ سواروں کو لے کر مسلم پر حملہ کیا۔ شامی پیادوں کے رخ پھم گئے منہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے اس کے بعد عبداللہ نے حسب درخواست فضل بن عباس کل سوارانِ مدینہ کو ان کی ماتحتی میں بھیج دیا فضل بن عباس نے اس قدر تیزی سے



حملہ کیا کہ لشکر شام کا نظام جاتا رہا۔ سوار و پیادوں کی ترتیب درہم برہم ہو گئی  
 مسلم کے ارد گرد صرف پانچ سو پیادوں کی جماعت رہ گئی باقی سب  
 بھاگ کھڑے ہوئے۔ فضل نے پہنچ کر مسلم کے علم بردار پر یہ سمجھ کر کہ یہ مسلم ہے  
 اس زور کا وار کیا کہ خود کی کڑیاں ٹوٹ کر گلے میں گھس گئیں ہاتھ سے علم گر گیا اور  
 ساتھ ہی خود بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ فضل جوش مسرت سے چلا اٹھے۔ قتل طاعیۃ  
 القوم و رب الکعبہ واللہ (میں نے گمراہ قوم کے سردار کو قتل کر ڈالا) مسلم بن  
 عقبہ بولا تم نے دھوکا کھایا وہ ایک رومی غلام تھا۔ فضل نے جھپٹ کر علم اٹھالیا مسلم  
 نے لشکر شام کو لاکارا۔ سب نے چاروں طرف سے گھیر لیا بالآخر لڑتے لڑتے فضل  
 شہید ہو گئے۔ تب اس نے اپنے ہمراہیوں کو عبد اللہ بن حنظلہ کی طرف جس وقت  
 عبد اللہ بن حنظلہ اپنی رکاب کی فوج کو لشکر شام پر حملہ کرنے کو ابھار رہے تھے۔  
 حصین بن نمیر و عبد اللہ بن عفاۃ الاشعری اپنے اپنے کمان کی فوجیں لیے ہوئے  
 عبد اللہ بن حنظلہ اور ان کے ہمراہیوں پر تیر باری کرتے ہوئے بڑھے عبد اللہ بن  
 حنظلہ نے پکار کر کہا۔ جو شخص تیزی کے ساتھ جنت میں جانا چاہتا ہو وہ اس علم کو  
 لے۔ لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے اور نہایت اسیری سے یکے بعد دیگرے لڑ لڑ کر  
 شہید ہونے لگے۔ یہاں تک کہ عبد اللہ بن حنظلہ کے کل لڑکے اخیانی بھائی محمد  
 بن ثابت بن قیس بن شماس۔ عبد اللہ بن زید بن عاصم اور محمد بن عمرو بن حزم۔  
 انصاری۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن موہب۔ وہب بن عبد اللہ بن زمعہ بن اسود۔  
 عبد اللہ بن عبد الرحمن ابن خابط۔ زبیر بن عبد الرحمن بن عوف۔ و عبد اللہ بن  
 نوفل بن حارث بن عبد المطلب نے میدان جنگ میں جام شہادت پیا۔ ان  
 لوگوں کے شہید ہوتے ہی لشکر مدینہ بھاگ کھڑا ہوا



## مدینہ شریف میں قتل عام

مسلم بن عقبہ قتل و غارت کرتا ہوا مدینہ منورہ میں داخل ہوا تین روز تک قتل عام، کا بازار گرم رکھا شامی لشکر نے لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا اس کے بعد مسلم بن عقبہ نے معقل بن سنان اشجعی محمد بن ابی حذیفہ۔ محمد بن الجہیم وغیرہ کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس واقعہ میں ۳۰۶ آدمی شرفاء قریش و انصار اور ان کے علاوہ قبائل و موالی اس تعداد کے دو چند کام آئے۔ چوتھے روز جب مسلم بن عقبہ قتل و غارت سے تھک گیا تو اس نے بیعت کی غرض سے اہل مدینہ کے پیش کیے جانے کا حکم دیا لشکریان شام چاروں طرف پھیل گئے۔ جو جہاں ملتا اس کو پکڑ لاتے تھے اگر وہ بیعت کرنے سے انکار کرتا تو فوراً قتل کر دیا جاتا تھا

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۲۳ تا ۱۲۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۹۴ طبع مصر) (عقد الفرید ابن عبد ربہ ج ۲ ص ۳۱۲ طبع مصر) (طبری ج ۴ ص ۲۸۳ طبع داور الاشاعت کراچی)

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۷

## پکڑیوں اور جوتوں کا ڈھیر ابن کثیر دمشق لکھتے ہیں

۶۳ھ میں واقعہ حرہ ہوا۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب اہل مدینہ نے یزید (علیہ ماعلیہ) بن معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو معزول کر دیا اور قریش پر حضرت عبداللہ بن مطیع اور انصار پر حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کو امیر مقرر کر دیا تو اس کے آغاز میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا اور منبر کے پاس جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک شخص کہنے لگا میں نے یزید کو یوں اتار دیا ہے جیسے میں نے اپنی یہ پکڑی اتار دی ہے اور وہ اسے اپنے سر سے پھینکنے لگا اور دوسرا شخص

کہنے لگا میں نے اسے یوں اتار دیا ہے جیسے میں نے اپنی یہ جوتی اتار دی ہے حتیٰ کہ وہاں پر بہت سی پگڑیاں اور جوتیاں اکٹھی ہو گئیں پھر انہوں نے اپنے درمیان سے یزید کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان بن عم یزید کو نکالنے اور بنی امیہ کو مدینہ سے جلا وطن کر دینے پر اتفاق کر لیا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۰۵ مترجم طبع کراچی) (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۵۶ طبع کراچی)

یہ لٹیرے کون تھے جنہوں نے مدینہ کی حرمت کو پامال کرنے سمیت سب کچھ لوٹ لیا

المدائنی نے بحوالہ ابی قرۃ بیان کیا ہے کہ ہشام بن حسان نے بیان کیا کہ معرکہ حرہ کے بعد اہل مدینہ کی ایک ہزار عورتوں نے خاوند کے بغیر بچوں کو جنم دیا اور سادات صحابہ کی ایک جماعت روپوش ہو گئی جن میں حضرت جابر بن عبد اللہ بھی شامل تھے اور حضرت ابوسعید خدری نے باہر نکل کر پہاڑ میں ایک غار کی پناہ لے لی تو ایک شامی شخص آپ سے آ ملا۔ آپ بیان کرتے ہیں جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے اپنی تلوار سنت لی اور اس نے میرا قصد کیا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو اس نے مجھے قتل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ پس میں نے اپنی تلوار کو سونگھا۔ پھر میں نے کہا (میں چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے گناہ کے ساتھ لوٹے اور تو دوزخیوں میں سے ہو جائے اور ظالموں کی یہی جزا ہے) جب اس نے یہ بات دیکھی تو کہنے لگا آپ کون ہیں۔ میں نے کہا میں ابوسعید خدری ہوں اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی میں نے کہا ہاں تو وہ مجھے چھوڑ کر چلتا بنا۔ المدائنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب کو مسلم

کے پاس لایا گیا تو اس نے آپ سے کہا بیعت کیجئے آپ نے فرمایا میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سیرت پر بیعت کروں گا تو اس نے آپ کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور ایک آدمی نے گواہی دی کہ آپ مجنون ہیں تو اس نے آپ کو چھوڑ دیا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۱۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۱۷۳ از دیوبندی

نیز یہی لکھتے ہیں یزیدی مظالم کا نشانہ ۱۰ دس ہزار سات سو آدمی بنے

المدائنی نے اہل مدینہ کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ یوم حرہ کو کتنے آدمی قتل ہوئے تھے اس نے کہا انصار و مہاجرین میں سے سات سو ۷۰۰ سرکردہ لوگ اور موالی کے سرکردہ لوگ اور جن آزاد اور غلام وغیرہم کو میں نہیں جانتا وہ دس ہزار تھے (یعنی کل دس ہزار سات سو)۔ راوی بیان کرتا ہے کہ معرکہ حرہ ۲۷ ذوالحجہ ۶۳ھ کو ہوا تھا انہوں نے تین دن مدینہ کو لوٹا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۱۳ طبع کراچی) (تجلیات صفحہ ج ۱ ص ۵۹۲ صفحہ ۱ کا ڈوی دیوبندی طبع ملتان)

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰ و ۳۱۷

کیوں جناب بندیا لوی صاحب آپ نے بے دھڑک لکھ مارا دنیا جہان کے جھوٹ کے پلندے اس واقعہ کی بنیاد بنا کر بولے اور لکھے جاتے ہیں میں پوچھتا ہوں کیا تمام احادیث جو میں نے نقل کیں وہ اور تمام علماء محدثین اور مؤرخین یہ جو حقائق لکھ گئے ہیں یہ جھوٹ ہیں یا یہ سب شیعہ تھے یا پھر تم حقائق کو جھٹلاتے پھرتے ہو جان بوجھ کر اور شور مچاتے پھرتے ہو اس واقعہ کا رونا سب

سے زیادہ رویا جاتا ہے ارے ظالم تم نے ان تمام لوگوں کی محنتوں پر اور خدمت اسلام پر پانی بہایا تو کیوں نہ ہم تیرے اوپر روئیں اور تیری ماں پر روئیں جس نے یہ گندافضلہ نکالا ہے

فاعتبر وایا اولی الابصار

اس لرزہ خیز واقعہ میں بارہ ہزار ۱۲۴۹ چار سو ستانوے آدمیوں کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا اور ایک ہزار عفت مآب کی عزت لوٹی گئی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں

علامہ قرطبی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ مقام حرہ میں نہایت ذلت و خواری سے شہید کر ڈالا اور تین دن تک مسجد نبوی کی حرمت پامال کی اس لیے اسے واقعہ حرہ کہتے ہیں یہ مقام مسجد سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک میل کی دوری پر واقع ہے اس فتنہ میں ایک ہزار سات مہاجرین و انصار اور علماء و تابعین اختیار کو قتل کیا گیا سوائے معصوم بچوں اور عورتوں کے دس ہزار عوام الناس کو قتل کیا گیا سات سو حافظ قرآن شریف اور قوم قریش کے ستانوے افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کر ڈالے سوائے میدان کربلا کے شہداء بچوں اور عورتوں کے علاوہ مدینہ طیبہ میں بارہ ہزار چار سو ستانوے حضرات کو یزید کی فوج نے بجکم یزید پلید ظلم و ستم سے شہید کیا

لعنة الله عليه و على اعوانه و انصاره الى يوم الدين

اس کے علاوہ ان بد بختوں نے فسق و فساد اور زنا مباح قرار دے دیا۔

یہاں تک لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورت نے اولاد زنا کے بچے



جنہ ازلی شقیوں نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں گھوڑے باندھے اور حضور کے روضہ اور منبر کے مابین مقام کو جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا روضۃ من الریاض الجنۃ گھوڑے لید اور پیشاب کرتے رہے اور لوگوں سے یزید کی جانب سے اس مضمون کی بیعت لی کہ یزید چاہے تم کو نیچے چاہے آزاد کرے چاہے خدا کی عبادت کی طرف بلائے چاہے معصیت کی طرف (بلائے) جب حضرت عبداللہ بن زمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (یزیدی ٹولا) سے کہا کہ بیعت تو کم از کم قرآن شریف اور سنت پر لینی چاہیے تو ان کو یزیدی نے اسی وقت شہید کر دیا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اہل اختیار نے لکھا کہ مدینہ منورہ ان دنوں آدمیوں سے بالکل خالی ہو گیا تھا وہاں کے پھل پھول نصیب جانوراں صحرا ہو چکے تھے یہاں تک کہ مسجد نبوی میں کتوں نے ڈیرے ڈال دیے تھے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیشین گوئی کا ظہور بصدق ہوا

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۰، ۴۰ طبع مکتبہ جدید کراچی) (سیرت حلبیہ ۵۳۰ ج ۱ مترجم اسلم قاسمی دیوبندی طبع دارالاشاعت کراچی)

علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

اسلم قاسمی دیوبندی کا ترجمہ پیش خدمت

چنانچہ حرہ کے مقام پر یزید کی فوجوں اور مدینہ کے مسلمانوں کے درمیان زبردست اور خون ریز لڑائی ہوئی جس میں ایسا لگتا تھا کہ مدینے کا آخری آدمی تک قتل ہو جائے گا اس لڑائی میں حضرات صحابہ اور تابعین جو یزید کے خلاف تھے کی ایک بہت بڑی تعداد شہید ہو گئی اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم۔ حدیث (۱) نے بہت پہلے حرہ کے مقام پر پیش گوئی فرمائی تھی کہ یہاں میرے بڑے بڑے صحابہ قتل ہوں گے ایک قول یہ ہے کہ اس لڑائی میں شہید ہونے والے صحابہ صرف تین سو تھے اور ان میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ بھی تھے اس لڑائی کے بعد یزید کے فوجیوں نے مدینہ کو لوٹا اور ایک ہزار کنواری لڑکیوں کی بے آبروئی اور عصمت دری کی جن میں بڑے بڑے صحابہ کی صاحبزادیاں بھی شامل تھیں جب تک یہ افسوس ناک لڑائی ہوتی رہی نہ مسجد نبوی میں اذان ہو سکی نہ جماعت ہو سکی یہ لڑائی تین دن تک ہوئی جو یزید کے حکم پر اور اس کی ہدایتوں کے مطابق ہوئی اور وہ اپنے آپ کو اس وقت خلیفہ رسول اور امیر المومنین کہتا تھا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس لشکر نے جو کہ یزید نے مدینے پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ زبردست فتنہ و فساد اور خون ریزی کی اور مسلمانوں کو قید کیا اور مدینے میں قتل عام کو جائز رکھا اس جنگ میں صحابہ کرام اور تابعین میں سے ایک مخلوق شہید کی گئی۔ قریش اور انصاریوں میں کے شہیدوں کی تعداد تین سو چھ مردوں تک ہے اور قرآن کے قاری جو شہید کیے گئے ان کی تعداد سات سو تک ہے۔ ابن دہیہ کی کتاب تنویر میں ہے کہ مہاجر اور انصاری مسلمانوں میں سے ایک ہزار سات سو آدمی ہلاک کیے گئے اور سات سو قرآن پاک کے حافظ قتل کیے گئے گھوڑوں کو مسجد نبوی میں باندھا گیا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزار مبارک اور منبر شریف کے درمیان لید اور گوبر کیا مدینے کے لوگ اس قدر خوفزدہ کر دیے گئے تھے کہ کتے مسجد نبوی میں داخل ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منبر شریف پر پیشاب کرتے جاتے تھے

قارئین یہ ہے واقعہ حرہ کی لرزہ خیز داستان جس کو پڑھ کر دل ہل جاتے ہیں اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لکھنے سے ہاتھ کانپتے ہیں کہ یزیدی بد معاش کتنے ظالم تھے جنہوں نے نہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کی عزت کا خیال کیا نہ ہی مسجد نبوی کی حرمت کا خیال کیا نہ ہی حرمت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پاس کیا وحشیوں کی طرح ظلم کرتے گئے ابھی بندیا لوی جیسے شاطر کہتے ہیں یزید بڑا نیک تھا۔

جب کہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی مسجدوں میں نام خدا لینے سے روکتے ہیں یا ذکر سے روکتے ہیں یا ان کی ویرانی کی کوشش کرتے ہیں

(پ۔ اس البقرة، آیت ۱۱۳)

یہ تو حکم ہر مسجد کے لیے ہے لیکن ان ظالموں نے کسی عام مسجد کی توہین نہ کی بلکہ خاص الخاص مسجد نبوی کی توہین کی حتیٰ تین دن تک نہ اذان نہ جماعت بلکہ وحشی جانور گندگی پھیلاتے رہے کتے داخل ہوتے رہے اور پیشاب کرتے رہے اس سے بڑھ کر ویرانی کیا ہو سکتی ہے علماء سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ مسجد میں شور و غل کرنا حرام دنیاوی باتیں کرنا حرام بلکہ دنیا کی باتوں کے لئے مسجدوں میں بیٹھنا حرام ہے اشیاء و نظائر میں فتح القدیر سے نقل فرمایا مسجد میں دنیا کا کلام نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے لیکن ان بد بخت یزیدیوں نے یزید کے حکم سے ہر شرعی حکم کی دھجیاں اڑا دیں اور اپنی بد مستی کا خوب اظہار کیا پھر ان عفت مآب ماؤں اور بہنوں کی عزت کو ان اندھوں نے وحشی جانوروں کی طرح تار تار کر دیا جس کے نتیجے میں ایک ہزار عورتوں نے



ناجائز جمل جنہ لیکن کیا کہوں ان درندوں کو جو ان وحشیوں کا دفاع کرتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ سب جھوٹ کے پلندے ہیں اب آئیے ذرا احادیث کا مطالعہ کر لیں تاکہ ان درندہ صفت یزیدی حمایتیوں کو معلوم ہو جائے کہ اس

شہر شاہِ خوباں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عظمت کیا تھی

لیکن ان درندوں نے پامال کر دی

حدیث

مدینہ شریف وہ شہر ہے جو نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بہت پیارا تھا جس کی مٹی میں بھی اللہ نے شفا رکھی جس کی آب و ہوا کو پاک کر دیا گیا اس شہر کی توہین کی گئی جس شہر کے متعلق اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یوں دعا فرمائی اے اللہ عز و جل تیرے بندے اور تیرے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے برکت کی دعا کی تھی اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اہل مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے پیمانوں اور وزنوں میں برکت عطا فرما جس قدر برکت تو نے اہل مکہ کو عطا فرمائی اور اس برکت کے ساتھ ۲۰ مزید برکتوں کا اضافہ فرما۔

(صحیح مسلم شریف کتاب الحج باب فہل مدینہ ص ۹۷ طبع بیروت) (ترمذی شریف فضائل مدینہ - مشکوٰۃ شریف باب فضائل مدینہ) (سبل الہدی والرشاد از امام یوسف الصالحی الشامی ج ۳ ص ۲۳۱ طبع قاہرہ)

حدیث (۲)

اس شہر کی حرمت پامال کرنے والوں کی مذمت میں نور کے پیکر تمام نبیوں کے سرور سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اہل



مدینہ کو ازراہ ظلم خوفزدہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو خوفزدہ کرے گا اس پر اللہ کے فرشتوں اور سب لوگوں کی پھٹکار ہوگی اللہ تعالیٰ اس شخص سے قیامت کے دن نہ عذاب پھیرے گا اور نہ کوئی معاوضہ قبول کرے گا

(رواہ الامام احمد و مسلم شریف) (سبل الہدی والرشاد ج ۳ ص ۳۶ طبع القاہرہ) حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۹

### حدیث (۳)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا کی اے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا اور مکہ والوں کے لئے دعا کی تھی اور میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا اور میں مدینہ کے صاع اور مد میں (برکت) کے لئے ابراہیم علیہ السلام سے دو چند کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم شریف کتاب الحج باب فضل مدینہ اور حرم مدینہ ص ۲۰ طبع بیروت)

### حدیث (۴)

یہ بھی پڑھ لیں فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا دیگر مساجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے افضل ہے

(مسلم شریف ص ۲۰ طبع بیروت) (مسند امام احمد ج ۴ ص ۳۱۱ طبع دار الفکر بیروت)

ایسی عظمت والی مسجد کی توہین کی گئی پہلی حدیث پر غور کریں جن میں فرمایا ۲ مرتبہ مکہ مکرمہ سے زیادہ فضیلت عطا فرما اس کے مطابق تو ایک نماز کئی لاکھ نمازوں سے زیادہ ثواب رکھتی ہے

زبردستی یزید کی بیعت لی گئی اور شہید ہونے والوں کا مقام

مسلم بن عقبہ نے مدینہ میں داخل ہو کر لوگوں کی بیعت کی دعوت دی کہ

وہ یزید علیہ ماعلیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں اور وہ ان کے خون۔ اموال اور اہل کے متعلق جو چاہے فیصلہ کرے..... جب اہل حرہ قتل ہوئے تو مکہ میں اس شب کی شام کو ابو قتیس پر ایک ہاتف نے آواز دی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے سن رہے تھے۔ روزہ دار۔ فرماں بردار۔ عبادت گزار۔ نیک۔ ہدایت یافتہ حسن سلوک کرنے اور کامیابی کی طرف سبقت کرنے والے۔ دار ارقم اور بقیع میں کیسے کیسے عظیم اور خوبصورت سردار اور مدینہ شریف کے علاقے میں کیسی کیسی رونے اور چلانے والیاں ہیں۔ اس نے نیک اشخاص اور نیکوں کے بیٹوں کو قتل کر دیا ہے جو با رعب اور سخی تھے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگوں تمہارے اصحاب قتل ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۱۳ و ۴۱۴ طبع کراچی) (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۵۳۱ طبع دارالاشاعت کراچی)  
(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۸۶ و ۲۸۸) (شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۸۴ طبع مئان)

### یزید نے حد سے تجاوز کیا

لیکن اس (یزید) نے مدینہ کو تین دن مباح کر کے حد سے تجاوز کیا جس کے باعث بڑا اثر پیدا ہوا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۳۱ و ۴۰۹ طبع کراچی)

بہر حال ان حالات و واقعات پر غور کریں تو یہ بات واضح ہے یزید نے اور اس کی فوجوں نے ظلم کی انتہا کر دی جو شخص ملا قتل کر دیا اور جو عورت دیکھی اس کی عزت لوٹ لی گئی جس نے کہا بیعت تو کم از کم قرآن و سنت پر لو اس کو قتل کر دیا گیا یہاں تک کہ مدینہ شریف کے لوگوں کو بہت زیادہ خوف زدہ کر دیا گیا بعض

ڈر اور خوف کی وجہ سے روپوش ہو گئے یعنی پہاڑوں اور جنگلوں میں بھوکے پیاسے دن گزارتے رہے۔

### یزید کی بہت بڑی غلطی ابن کثیر لکھتے ہیں

یزید نے مسلم بن عقبہ کو یہ کہنے میں کہ وہ مدینہ کو تین دن تک مباح کر دے فحش غلطی کی ہے اور یہ ایک بہت قبیح غلطی ہے اور اس کے ساتھ بہت سے صحابہ کرام اور ان کے بیٹوں کا قتل بھی شامل ہے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب کو عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کیا اور ان تین ایام میں مدینہ منورہ میں بے حد و حساب عظیم مفساد رونما ہوئے۔ جنہیں (صحیح طور پر) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس نے مسلم بن عقبہ کو بھیج کر اپنی حکومت اور اقتدار کو مضبوط کرنا اور کسی جھگڑا کرنے والے کے بغیر اپنے ایام کو دوام بخشنا چاہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ارادے کے خلاف اسے سزا دی اور اس کے ارادے کے درمیان حائل ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا جو جابروں کو ہلاک کرنے والا ہے اور اس نے غالب مقتدر کی طرح گرفت کی اور اسی طرح تیرے رب نے ظالم بستوں پر گرفت کی بلاشبہ اس کی گرفت دردناک اور سخت ہوتی ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۱۴ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (تجلیات صفر ج ۱ ص ۵۹۳۔ از دیوبندی صفدر

اوکاڑوی طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

بندیا لوی اینڈ کمپنی آپ اگر ان حقائق کو بنظر انصاف پڑھو گے تو پھر

حقائق تم کو مجبور کریں گے کہ ہمیں تسلیم کر لو اور یقیناً تمہارے لیے مشعل راہ ثابت

ہوں گے لیکن اگر آپ خارجی اور ناصبی ہونے کا ثبوت قائم رکھیں اور یزید پلید کے دفاع کو نہ چھوڑیں اور اپنی ضد و عناد پر قائم رہیں تو پھر ہم اہلسنت و جماعت یہ کہیں گے کہ تم صحابہ۔ کرام علیہم الرضوان پر ظلم کرنے والوں کا دفاع کر کے اپنے آپ کو گستاخانِ صحابہ کی فہرست میں شامل ہو گئے ہو اہلبیت کے گستاخ تو تم تھے ہی جھوٹی محبت کا اظہار جو صحابہ سے کر رہے ہو وہ بھی ختم ہو چکا پھر سیدھا نام اپنا اور اپنی جماعت کا شیعہ رکھ لو کیونکہ وہ بھی دونوں کے گستاخ اور تم بھی

قل ہا تو برہانکم ان کنتم صدقین

احادیث میں مذمت اہل مدینہ کو خوفزدہ کرنے اور ظلم کرنے والوں کی سزا:

حدیث نمبر ۱۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اہل مدینہ سے مکرو فریب کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے

(صحیح بخاری شریف مترجم عبدالداؤد دیوبندی ج ۱ ص ۷۰ طبع اقبال ٹاؤن لاہور) (صحیح بخاری شریف

عربی ج ۱ ص ۲۵۲ باب فضائل مدینہ)

حدیث ۲۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ فلاں جگہ (کوہ عیر) سے لے کر فلاں جگہ (کوہ ثور) تک حرم ہے نہ یہاں کے درخت کاٹے جائیں نہ اس جگہ کوئی بدعت پیدا کی جائے جو شخص یہاں بدعت پیدا کرے گا اس پر خدا کی اور تمام فرشتوں اور آدمیوں کی



لعنت ہے

(صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۹۶۶ طبع لاہور عربی ج ۱ ص ۲۵۱)

حدیث ۳:-

فرمایا مدینہ کے مشرق و مغرب کا درمیانی حصہ حرم ہے۔ نہ یہاں کے درخت کاٹے جائیں نہ اس جگہ کوئی بدعت پیدا کی جائے جو شخص یہاں بدعت پیدا کرے گا اس پر خدا کی اور تمام فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے

حدیث ۴:-

فرمایا مدینہ حرم ہے جو اس میں نئی بات نکالے گا اس کے نہ فرض قبول ہونگے نہ نفل اس پر خدا۔ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت

(بخاری شریف ج ۱ ص ۹۶۷ مترجم وہابی طبع اقبال ٹاؤن لاہور) (مشکوٰۃ شریف باب فضائل مدینہ)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۹ از دیوبندی طبع لاہور)

امام مسلم روایت نقل کرتے ہیں

حدیث ۵:-

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص اہل مدینہ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں اس طرح پگھلائے گا جس طرح سیسہ پگھلتا ہے یا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے

حدیث ۶:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مدینہ حرم ہے لہذا جو شخص اس میں کوئی جرم کرے گا یا کسی جرم کرنے والے کو پناہ دے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اس کا کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل

(صحیح مسلم شریف باب فصل مدینہ ج ۱) (مشکوٰۃ شریف باب فضائل مدینہ) (تقریباً یہ تمام احادیث ملاحظہ ہوں البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۱۵ طبع کراچی) (الصواعق المحرقة ص ۳۵ طبع فیصل آباد)

### جہنم کے کھولتے ہوئے پانی میں گھل کر کون مرا

یزید کی برادری کے پاس صرف ایک حدیث بخاری کی تھی ہم نے اس کے جواب میں بخاری سے لکھا اب یہ تمام مزید برآں یزید پر فٹ ہیں آپ نے فرمایا جو اہل مدینہ کے ساتھ مکرو فریب یا خوفزدہ کرنے کا ارادہ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی تمام انسانوں کی لعنت ہے مسلمانوں ذرا غور کرو یزید نے صرف اہل مدینہ کو ڈرایا نہیں بلکہ بغیر کسی جرم کے قتل کیا اور کرایا آپ نے فرمایا جو ایسے ظالموں کو پناہ دے گا اس کو بھی اور ڈرانے دھمکانے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ ایسے پگھلائے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے یا جیسے سیسہ آگ میں پگھلتا ہے اور ایسوں پر اور ایسوں کا دفاع کرنے والوں پر خدا کی خدا کے فرشتوں کی تمام انسانوں کی لعنت ہے

مزید برآں نہ اس کے نفل قبول نہ اس کے فرض قبول

یزید کے نامہ اعمال میں پہلی زندگی کے جو کبھی اچھے اعمال تھے وہ سب کے سب ان احادیث کے مطابق ختم اور مردود مقبول اور آگے جا کر ان شاء اللہ

لکھوں گائید کے پاس اعمال تھے ہی نہیں نمازوں کو چھوڑنے والا شراب کو حلال کرنے والا ہر برائی کا مجسمہ یزید تھا۔

فاعتبر و یا اولی الابصار

شارحین بخاری علامہ کرمانی اور صاحب عمدۃ القاری لکھتے ہیں

یعنی مدینہ والوں سے مکر کا ارادہ کرے یا انہیں خوفزدہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ڈھیل نہیں دے گا اور نہ یہ ممکن ہے جیسا کہ بنو امیہ کے دور میں مدینہ والوں سے لڑنے والوں کا حال ظاہر ہے مثل مسلم بن عقبہ کے کہ وہ واپسی پر ہی ہلاک ہو گیا۔ پھر اس کو بھیجنے والا یزید علیہ ماعلیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہلاکت بھی اس کی دلیل ہے

(کرمانی شرح صحیح بخاری ج ۹ ص ۶۸ طبع بیروت) (عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۱۰ ص ۲۳۱ طبع بیروت)  
خدا کے قہر و غضب کی بجلیاں ایسی گریں کہ فوراً انتقام کی صورت میں دونوں واصل جہنم ہوئے اور ان کے ساتھیوں کا بھی بُرا حشر ہوا اور بندیا لوی کا ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں حدیث:

ان احادیث کی شرح میں شاہ صاحب فرماتے ہیں جیسا کہ حضرت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ ایک روز۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھا کر دعا کی اے اللہ جو شخص میری اور میرے شہر والوں کی برائی کا ارادہ کرے اس کو جلا کر ہلاک کر چنانچہ وہ واقعہ جو یزید علیہ ماعلیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں واقع

ہوئے ہیں اس حدیث کے مشاہد حال ہیں

(تاریخ مدینہ ص ۳۵ طبع مکتبہ جدید کراچی)

صداقت پر کبھی باطل کا جادو چل نہیں سکتا  
فریب کفر کے سانچے میں ایمان ڈھل نہیں سکتا

نیز حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں

جس طرح کہ یزید بد بخت کا حال واقعہ حرہ کے تھوڑے دنوں بعد ہو گیا  
کہ ہلاک ہوا عذاب الہی میں گرفتار ہوا اردق اور رسل کی بیماری سے پگھلا اور فانی  
ہو گیا

(اشعۃ اللمعات ج ۳ باب فضائل مدینہ ص ۸۳۳ طبع لاہور)

واقعہ حرہ میں جو ظلم کیے گئے یزید ان پر خوش ہوا۔ امام ابن سعد و ابن کثیر  
لکھتے ہیں

جب یزید کو اہل مدینہ کے حالات اور مسلم بن عقبہ اور اس کی فوج نے  
حرہ میں جو سلوک ان کے ساتھ کیا تھا اس کی اطلاع ملی تو وہ اس سے بہت خوش  
ہوا کیونکہ وہ یزید اپنے آپ کو امام سمجھتا تھا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۱۶ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

فزاری اور سکونی کو مسلم بن عقبہ نے ان دونوں کو روانہ کر دیا جو یزید کے  
پاس اہل حرہ اور ابن حنظلہ کے قتل کی خبر کے ساتھ آئے اس (یزید) نے ان  
دونوں کو بڑے بڑے انعامات دیئے اور شرف بخشا

(طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۸۶ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)



میں پوچھتا ہوں ان یزید کے وکیلوں سے کہ اہل مدینہ پر فتح پانے کے بعد یزید نے اپنی فوجوں پر تین دن کے لئے مدینہ مباح کر دیا تھا۔ اور تین دن تک اہل مدینہ کو قتل کرنے اور ان کا مال لوٹنے اور ان کی عورتوں کی عصمت دری کی عام اجازت دے دی تھی اس کا کیا جواز تھا۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ یزید اس گھنونی سازش کے بعد بہت خوش ہوا اس کا کیا جواز تھا۔ ان تمام احادیث کو مد نظر رکھیں اور یزید کی ان سازشوں پر غور کریں اور پھر فیصلہ کریں کہ یزید کتنا نیک ثابت ہوتا ہے یا بد بخت اور ظالم ثابت ہوتا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ یزید پلید نے ایسے کام کیے ہیں جو کسی بڑے سے بڑے کافر نے بھی نہیں کیے اگر شریعت کے قوانین اور اسلام کے اصولوں پر غور کریں

تو اسلامی قوانین ہر گز یہ اجازت نہیں دیتے کہ ایسا سلوک کسی کافر ملک کے کافروں سے کیے جائیں

جبکہ یزید نے مسلمانوں پھر وہ بھی قرون اولیٰ کے صحابہ کرام اور تابعین کے ساتھ ایسا کرنے کی اجازت و مباح ہونے کا حکم دیا پھر وہ بھی حرم رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے دے دیا۔ اگر اس اباحت سے مراد اباحت شرعیہ ہے تو یزید کے کفر میں کسی مسلمان کو شک نہیں اور اگر یہ غیر شرعی اباحت تھی تو اس میں کیا شک ہے کہ یہ اہل مدینہ کو ایذا پہنچانے انہیں ڈرانے اور دھمکانے اور اہل مدینہ کے جان و مال عزت و آبرو کو برباد کرنے کی اجازت ہے جبکہ بکثرت صحیح اور صریح متفق علیہ احادیث کے مطابق ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے

تاہم اس کا یہ فعل کفر نہیں اور اس پر شخصی لعنت جائز نہیں ہے البتہ صفات

کے اعتبار سے لعنت جائز ہے کہ جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا دھمکایا اور ان کو ایذا دی اس پر لعنت ہو

### حضرت علامہ قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ اہلبیت آل رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم امہات المؤمنین اور تمام صحابہ کی توہین کرنا حرام ہے اور یہ تنقیص کرنے کرانے والا ملعون ہے۔

(شفاء شریف ج ۲ ص ۳۸۸ طبع مکتبہ نبویہ لاہور)

میں پہلے لکھ آیا ہوں یزید نے اہلبیت کی توہین کی اور صحابہ کرام تابعین رضوان اللہ علیہم مع شہر رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم و مسجد نبوی کی توہین کرائی مزید برآں تین دن مباح کرنے کی سزا جاری رکھی اللہ تعالیٰ نے ان شاء اللہ تعالیٰ ان تمام احادیث بالا سے پوری طرح واضح ہے کہ مدینہ و اہل مدینہ کی بے حرمتی کرنے والے کا انجام کیا ہوگا وہ یہ کہ دنیا میں پوری جملہ مخلوقات میں مغضوب ترین مخلوق میں اس کا شمار ہوگا۔

بلاشبہ یزید اور اس کے اعوان و انصار اللہ عز و جل کے اس فرمان کے مستحق ٹھہرتے ہیں بے شک وہ لوگ جو اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا تکلیف دیتے ہیں۔ ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لیے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے

(پ ۲۲۳ الاحزاب آیت ۵۷)

### بندیالوی کی خرافات پڑھیے کہ تمام صحابہ کرام کو باغی کہا

۱۹۸۰ء میں چند شرارتی لوگوں نے بیت اللہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ طواف

رک گیا۔ اذان بند ہوگئی تقریباً تیرہ دن جماعت نہ ہو سکی۔ پھر حکومت وقت نے کاروائی کی ٹینک داخل ہوئے۔ گولیاں چلیں۔ بیت اللہ کو بھی ایک دو گولیاں لگیں حکومت وقت نے بغاوت پر قابو پا لیا۔ باغی گرفتار ہوئے۔ انہیں پھانسی کی سزا دی گئی۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر فیصلہ دیجئے کہ قصور کس کا تھا بیت اللہ کی بے حرمتی کا ذمہ دار کون ہے۔ باغی یا سعودی حکومت۔ ہر صاحب انصاف کا فیصلہ یہی ہوگا کہ جنہوں نے بغاوت کی وہی ذمہ دار ہیں۔ اور جنہوں نے بغاوت کو کچلنے کے لئے کاروائی کی وہ بیت اللہ کی بے حرمتی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اسی طرح واقعہ حرہ میں غلطی اور قصور باغیوں کا ہے۔ یزید کے لشکر نے تو اس بغاوت کو ختم کرنے کے لئے کاروائی کی تھی

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۷۲ طبع سرگودھا)

یہ ہی تو صحابہ کرام کی گستاخی ہے بندیا لوی ان کو بار بار باغی ثابت کرنے کے لئے مثالیں گھڑتے ہیں بندیا لوی صاحب نے جو واقعہ گڑھا اس کا حوالہ کوئی نہیں اگر کوئی حوالہ ہوتا تو ہم اس کو تلاش کر کے لکھتے کہ اس کا پس منظر کیا تھا بہر حال آج کے دور کے ساتھ صحابہ کرام کے دور کی مثالیں دینا ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کی حکومتیں اور بد معاش لوٹے حاکم بھی یزید سے کہیں کم نہیں ہیں اس کی مثالیں ماضی میں بھی بہت گزر چکی ہیں اور موجودہ دور میں بھی ہیں ماضی کی طرف دیکھیں اکبر بادشاہ کے ساتھ بھی کئی درباری ملاں تھے جس طرح بندیا لوی نے اپنی لاڈلی حکومت سعودی سے ریال حاصل کرنے کے لئے ان کا دفاع کیا اسی طرح وہ اکبر بادشاہ کے حمایتی تھے لیکن ان کی سرکوبی کے

لیے اللہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھیج دیا اسی طرح ہر دور میں ظالم و جابر اور عیاش پرست حکمرانوں کی سرکوبی کے لیے اللہ رب العزت اپنے پیاروں کو بھیجتا رہا کبھی انبیاء کی صورت میں تو کبھی صحابہ کرام کو تو کبھی اولیاء کو

اسی طرح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کے خلاف قدم اٹھایا جب وہ ظالم آپ کو اور آپ کے رفقاء کو ظلم کی تلوار سے دبوچ چکا تو صحابہ کرام نے مدینہ شریف سے ایک وفد یزید کے حالات جاننے کے لیے بھیجا جب وہ واپس آئے تو انہوں نے بتایا یزید شرابی زانی فسق و فجور میں سرعام مبتلا ہے اس کا کوئی دین نہیں تو تمام لوگ مدینہ شریف کے یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے باحوالہ گزر چکا لیکن اس خارجی یزیدی کو یزید پلیدی کی محبت کا ایسا نشہ چڑھا اس میں بدست ہو کر اس کی صفائی کے پہلو تلاش کرتا پھرتا ہے اور ان جلیل القدر لوگوں کو باغی ثابت کرنے کے حیلے بہانے تلاش کرتا پھرتا ہے

میں ان یزید کے کاسہ برداروں، خارجیوں، بے ادبوں اور گستاخوں سے پوچھتا ہوں کہ بھٹو اور بھٹو ازم کے خلاف نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقدس نام پر تحریک کیوں چلائی گئی تھی جس میں ہر مکتب فکر کے علماء کرام نے شرکت کی اور ہر دینی مذہبی جماعت کے نمائندوں نے بھرپور حصہ لیا مثلاً اہلسنت و جماعت اسلامی جمعیت العلمائے اسلام و جمعیت العلمائے پاکستان اور جمعیت اہلحدیث وغیرہ جواب ملتا ہے بھٹو زانی و شرابی۔ فاسق و فاجر عیاش پرست و بد معاش تھا اور قاتل جمہوریت آمر و ظالم تھا اس لیے سب اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے کیا یہ سارے علماء باغی تھے حکومت کے خلاف اٹھے تحریکیں چلائیں نہیں ہر ایک کا یہی جواب تو ان خارجیوں ناصبیوں کے اس اقرار کے بعد



اب پھر وہی سوال کیا یزید میں یہ تمام خرابیاں۔ بدعنوانیاں۔ بد اخلاقیات اور بد اعمالیاں نہیں تھیں یا تھیں اگر نہیں تھیں تو ثابت کرو اور بتاؤ صحابہ کرام اور تابعین معہ اول شہید کربلا اور اس کے خلاف کیوں اٹھے اور اگر تھیں بلکہ یقیناً تھیں تو پھر یزید پلید دین و مذہب کا باغی انسانوں مسلمانوں کا دشمن کیوں نہیں تمہارے نزدیک وہ امیر المومنین خلیفہ برحق اور پیدائشی جنتی کیوں لیکن میں ان خارجیوں کی عقل و دانشمندی پر حیران ہوں کہ جب یہ حقیقت ہے کہ زانی شرابی خدا عز و جل اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا باغی نافرمان اسلامی مملکت کا سربراہ شرعی طور پر نہیں ہو سکتا اور اگر زبردستی بن جائے تو اس کے خلاف آواز اٹھانا اور تحریک چلانا عین حق و ثواب اور افضل مجاہد ہے نہ کہ بغاوت جب یہ درست ہے تو وہ کیوں نادرست ہے۔

یعنی نواسہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم مظلوم کربلا اور صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ علیہم خدا عز و جل و رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے باغی کیوں حالانکہ حقیقت میں وہ دین اسلام کے دشمن زانی شرابی حکمران کے خلاف آواز اٹھا کر اور تحریک چلا کر عظیم مجاہد و غازی ٹھہرتے ہیں اور ایسے کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو باغی کہنے اور لکھنے والے خود دین کے دشمن اور باغی ہیں نہ کہ وہ اب پڑھیے ایسے ظالمو کے خلاف آواز اٹھانے والوں کا مقام اللہ عز و جل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں کیا ہے باغی یا اچھے مجاہد

حدیث: (۱) فضل الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جابر

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بے شک رسول

کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا ہے

ہذا حدیث حسن

(ترمذی شریف ص ۳۱۶) (سنن ابن ماجہ ص ۲۸۹) (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۴۱) (مسند امام احمد ج ۳ ص ۱۹ کتاب الفتن طبع قدیم بیروت)

میں کہتا ہوں ارے بد نصیبو اور ظالمو بروں کا دفاع کرنا چھوڑ دو اگر تم نے حدیث نہیں پڑھی تو پڑھ لو میں نے باحوالہ لکھ دی اہل مدینہ سے مسلم بن عقبہ نے بالجبر بیعت لی کہ تم یزید کے غلام ہو اس بات پر یزید کی بیعت کرو چاہے وہ تمہیں بیچ دے یا آزاد کرے جو کہتا میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم پر کتاب و سنت کی اطاعت پر بیعت کرتا ہوں تو اس پر ظلم کی تلوار چل جاتی ارے ظالم بندیا لوی یہ تمہیں حق والے نظر آئے اور ان کے خلاف جہاد اکبر کرنے والے باغی نظر آئے کیا برا انتخاب یا ر لوگوں کا ہے۔

اللہ تمہیں عقل سلیم عطا فرمائے

چلیے اب میں تمہاری رہنمائی کرتے ہوئے موجودہ دور میں پرویز مشرف کے خلاف تمہارے دیوبندیوں وہابیوں کے پیشواؤں اور کارکنوں کو پیش کرتا ہوں کہ یہ آئے دن حکومت وقت کے خلاف کتنی زیادہ بغاوت کرتے رہتے ہیں اس امید پر کہ شاید اتر جائیں تمہارے دماغوں میں میری باتیں

موجودہ دیوبندیوں وہابیوں کے سربراہان جناب فضل الرحمن اور قاضی حسین احمد ولیاقت بلوچ و جمعیت علمائے اسلام کے ارکان وغیرہ کے حکمرانوں کے خلاف مزوم حربے ختم ہی نہیں ہوتے کبھی کسی طرح اور کبھی کسی طرح

## شرعی اصول فتنہ انگیز کون ظفر اللہ شفیق دیوبندی کے قلم سے

بات یہ کہ فتنہ انگیز وہ ہوتا ہے جو شریعت کے مسلمہ احکام اور طے شدہ سیاسی نظام سے انحراف کرے اور انسان کی فطری حریت کو سلب کر لے ایسے ظالم و جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا فتنہ نہیں افضل جہاد ہے۔ اگر کلمہ حق بلند کرنا فتنہ انگیزی ہے تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی آیات کا مفہوم کیا ہے

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۴۱۰ طبع صراط مستقیم مسلم کالونی باغبان پورہ لاہور)



## باب ششم

دوسرا رخ واقعہ حرہ اور واقعہ کربلا کا فیصلہ اسلام آباد سے

### حل ہو گیا

جناب ظفر اللہ شفیق کے مطابق دیوبندیوں نے ایک طے شدہ سیاسی نظام سے انحراف کیا جس کی بنا پر دیوبندیوں اور حکومت کے درمیان جنگ ہوئی اب کہوان سب کو باغی

خبر ہے لال مسجد اسلام آباد کے خطیب مولانا عبدالعزیز دیوبندی نے بروز منگل تین جولائی ۲۰۰۷ء بوقت دوپہر حکومت وقت کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا چنانچہ اس اعلان کو ٹی وی کے ذریعہ اور اخبارات کے ذریعے سے شائع کیا گیا

روزنامہ نوائے وقت بروز بدھ ۱۸ جماد الثانی ۱۴۲۸ھ ۴ جولائی ۲۰۰۷ء کے اخبار نے بھی اعلان جہاد کی خبر شائع کی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اعلان جہاد کافروں کے خلاف کیا گیا تھا ہرگز نہیں مسلمانوں اور حکمرانوں اور فوج کے خلاف کیا گیا تھا۔ پھر بقول مولانا عبدالعزیز کے ان کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو خواب میں حکم کیا بشارت دی کہ تم اعلان جہاد کرو اس بشارت پر تو آگے جا کر گفتگو ہوگی۔ لیکن یہاں کیا یہ جہاد درست ہے اگر درست ہے تو کیوں اور کیسے درست

جبکہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے



بھی تو حکومت کے خلاف قدم اٹھایا تھا وہ ان کے نزدیک کیوں نادرست پھر تعجب یہ بھی کہ وہ نہ اسلامی جہاد نہ مذہبی جنگ نہ وہ حق باطل کا تصادم ہو نہ وہ کفر و اسلام کا معرکہ ہو تو پھر ان دیوبندیوں کا یہ جہاد کیسے بن گیا

پھر صحابہ و امام کی حسن نیت پر شک بھی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ مخلص نہ ہوں اور یہ دو غلے بھی دہشت گرد بھی اور ان کی حسن نیت پر بھی ہمیں بہت سے شکوک و شبہات لیکن اس کے باوجود یہ غازی بھی جہادی بھی یہ منافقت کہوں۔

دوسرا رخ اگر یہ ملاں کہیں کہ ہمارے مولوی صاحب کا اعلان جہاد بالکل درست تھا۔ حکومت کے خلاف اس لیے کہ حکومت فحاشی عریانی بد معاشی پر اتر پڑی لہذا حکومت کے خلاف خروج کرنا عین اسلامی جہاد ہے اور ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنا جہاد ہے تو پھر میں کہتا ہوں جب یہ درست ہے تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیوں نادرست تھا۔ جبکہ حکومت کی فحاشی عیاشی عریانی شراب نوشی وغیرہ برائیاں تھیں تو وہ کیوں ان کے نزدیک اسلامی جہاد نہ بنا حق و باطل کا معرکہ نہ بنا

یا پھر یہ خارجی یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہم خارجی ناصبی یزیدی جو کام کریں وہ حق اور عین تو حید ہوتا ہے اگر کوئی اور وہی کام کرے تو وہ اسلام کے خلاف بن جاتا ہے چاہے وہ کتنا بڑا ہو اور کتنی اونچی شان کا مالک ہو حتیٰ کہ جنتیوں کے سردار امام حسین ہوں وہ بھی غلط اور باغی۔ معاذ اللہ

۳۔ پھر یہ کہتے ہیں اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جہاد درست ہو تو صحابہ کرام رضوان اللہ ضرور ساتھ دیتے منع نہ کرتے ان کا منع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلط تھے (معاذ اللہ)

## الجواب

چلو میں تھوڑی دیر کے لئے یہی مان لیتا ہوں اور ان کو کہتا ہوں دوغلی پالیسی سے کام نہ لو انصاف سے کام لو اور انصاف کا تقاضا یہ تھا جب مولانا عبدالعزیز صاحب نے جہاد کا اعلان کیا تھا اس وقت سب کے سب دیوبندی وہابی ملاں بھاگ کھڑے ہوتے اسلام آباد کی طرف ان مولوی صاحبان کے ساتھ جا کر لڑتے مرتے جہاد کا ثواب لیتے۔ لیکن یہاں معاملہ بالکل الٹ ہے۔ یہ لوگ ثواب اور جنت کی ٹکٹیں ان حضرات کو دیتے ہیں جو ڈالر ریال یا لاکھوں کروڑوں روپے ان کے آگے نبھا کر دیتے ہیں انہیں کو دیتے ہیں اور خود مولانا عزیز اپنی جان کو عزیز جانتے ہوئے ایک گھناؤنی سازش کے تحت بھاگ کھڑے ہوئے ہیں انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کم از کم خود اپنے اعلان پر عمل کرتے ہوئے لڑتے لڑتے مر جاتے اور کسی نے کیا شامل ہونا تھا مولانا خود برقعہ پہن کر فرار ہوئے مگر بد قسمتی سے گرفتار ہوئے۔

## امام حسین رضی اللہ عنہ کا عزم کتنا پختہ تھا:

پھر ہم امام حسین و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو داد کیوں نہ دیں کہ واہ حسین تمہاری عظمتوں کو کروڑوں سلام تمہیں منع بھی کیا گیا لیکن تم نے فرمایا جو فیصلہ میں کر چکا ہوں وہ بدلوں گا نہیں اس پر پورا پورا عمل کروں گا تا کہ آنے والے لوگوں کو علم ہو جائے میں اپنی بات اور ارادے پر کتنا پختہ ہوں اور میرا جہاد افضل بھی ہے حق پر مبنی بھی ہے

نمبر ۴:- اگر ان دیوبندیوں لال مسجد والوں کا جہاد مشرف حکومت کے خلاف

درست تھا تو باقی دیوبندی وہابی حضرات و مفتی صاحبان نے ان کے جہاد و طریقے کو کیوں غلط قرار دیا اور منع بھی کیا

### یہ جہاد مفتی دیوبندی کے نزدیک غلط تھا

روز نامہ نوائے وقت سات ۷ جولائی بروز ہفتہ ۲۰۰۷ صفحہ نمبر ۱۰ البقیہ ۵۳ پر مفتی نعیم صاحب دیوبندی وہابی کا بیان یوں شائع ہوا۔ ان کے جہاد سے مسجد اور مدرسے کا نام بدنام ہو رہا ہے (ملک بدنام ہو رہا ہے) حکومت کو چاہیے کہ وہ صبر و تحمل سے کام لے تاکہ جانوں کا نقصان کم ہو۔ نجی ٹی وی سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم نے ان دونوں (یعنی عبدالعزیز و غازی عبدالرشید) بھائیوں کو بہت سمجھایا تھا کہ یہ عمل آپ کا غلط ہے

### یہ جہاد وفاق المدارس اور دیوبندی علماء کے نزدیک غلط تھا

وفاق المدارس العربیہ کے مرکزی قائدین شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان مولانا حسن جان۔ ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر۔ مولانا محمد حنیف جالندھری اور جامع دارالعلوم کراچی کے مفتی اعظم مولانا مفتی رفیع عثمانی جسٹس ریٹائرڈ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ لال مسجد اسلام آباد اور جامع حفصہ کے معاملات کی سنگینی میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے انہوں نے کہا کہ ہم لال مسجد انتظامیہ کے مطالبات کی تائید کرنے کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ لال مسجد اور جامع حفصہ کے منتظمین نے جو طریق کار اختیار کر رکھا ہے وہ درست نہیں ہے۔ مگر انتہائی افسوس ہے کہ دونوں فریقوں نے ہماری اپیل پر کان نہیں دھرے اور جہاں لال مسجد کی انتظامیہ اپنے غلط طریقہ کار پر اڑی رہی ہے..... انہوں



نے کہا کہ وفاق المدارس العربیہ لال مسجد اور جامع حفصہ کی انتظامیہ سے بھی مطالبہ کرتا ہے وہ حالات سے سبق حاصل کرے اور اپنی بے جا ضد پر ڈٹے رہنے کی بجائے ملک کے جمہور علماء اور دینی قیادت کے اصولی موقف کے سامنے سپر انداز ہو جائے کیونکہ اس کے سوا اس مسئلہ کا اور کوئی باوقار حل نہیں

(روزنامہ نوائے وقت بروز جمعہ چھ ۶ جولائی ۲۰۰۷ء ص ۸ بقیہ ۵۲)

### ان حقائق کے باوجود ان کا جہاد حق۔ غازی کا خط

روزنامہ نوائے وقت ۸ جولائی بروز اتوار ۲۰۰۷ء نے غازی کا خط شائع کیا ذرائع ابلاغ کے نام اپنے خط میں عبدالرشید غازی نے کہا ہے کہ ممکن ہے ان سطور کی اشاعت تک ہم محصورین لال مسجد شہادت کا اعلیٰ مرتبہ پا چکے ہوں نیز لکھا: ہماری تحریک نیک مقاصد کے لئے شروع کی گئی ہم اسلامی نظام کے مطالبے پر قائم ہیں ہم اس بات پر مطمئن ہیں کہ ہم نے ایثار۔ وفا اور قربانی کی راہ کا انتخاب کیا۔ ہم نفاذ اسلام کے مطالبے پر جان دینا سعادت سمجھتے ہیں ہمیں اللہ کی رحمت سے یقین ہے کہ ہمارا الہو انقلاب کی نوید بنے گا دنیا والوں نے کبھی ہمیں ایجنسیوں کا کاریندہ کہا اور کبھی پاگل کہا آج بارود کی بارش ثابت کر رہی ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑ رہے ہیں بے شک اہل حق پر مصائب آنا حقیقت ہے اگر ہمارے امیر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے بسی میں شہید ہوئے تو ہم بھی اس قافلہ کے راہ رو ہیں ان شاء اللہ اسلامی انقلاب اس ملک کا مقدر بنے گا۔ چمن میں آئے گی فصل بہاراں ہم نہیں ہوں گے۔

(روزنامہ نوائے وقت بروز اتوار ۸ جولائی ص ۸ بقیہ ۴۱ خط)



غازی عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا  
جہاد اسلام کی خاطر تھا

کیوں جناب بند یا لوی اینڈ کمپنی تمہارے ہم مسلک سب حقائق کو جھٹلا کر یعنی اجماع امت اور جمہور اسلام و ملکی قوانین سب کو پس پشت ڈال کر اپنے آپ کو اور اپنی تحریک کو صحیح اور سچا لکھ کر فیصلہ کرتے ہیں ہم اعلیٰ مرتبے والے شہید ہیں اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امیر تسلیم کر کے ان کے قدم کو اور ان کے جہاد کو اعلیٰ اور ان کو اعلیٰ شہید مان رہے ہیں لیکن تعجب ہے تم ابھی لکھتے پھرتے ہو کربلا کی جنگ اسلامی نہ تھی آخر تم نے یہ فتویٰ لال مسجد والوں پر کیوں نہ لگایا تمہارے ان فتوؤں کے لئے صرف امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں آخر تمہیں ان سے اتنی دشمنی کیوں ہے کربلا والوں نے تمہارا قصور کیا کیا ہے وہ تو بتائیں تم کربلا والوں کو اور واقعہ حرہ والوں کو تو باغی ثابت کر چکے لیکن لال مسجد و جامعہ حفصہ والوں کے خلاف آج تک تم نے کوئی فتویٰ شائع نہیں کیا نہ کوئی کتاب شائع کی بلکہ ان کے حق میں ان کو شہید ثابت کرنے کے لئے تمہارے فتوے اور کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور تم ان اپنوں کو اعلیٰ شہید ثابت کرتے ہو اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے بکتے ہو اسلامی نہ تھی حق باطل کی نہ تھی ارے ظالمو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارے ان دہشت گرد مولویوں سے بھی گئے گزرنے تھے نعوذ باللہ تمہاری ان باتوں سے ثابت یوں ہی ہوتے ہیں حالانکہ امام اور آپ کے رفقاء مع صحابہ اور حرہ میں شہید ہونے والے دہشت گرد نہ تھے لوگوں کو اغوا کرنے والے نہ تھے گورنمنٹ کی پراپرٹی پر قبضہ کرنے والے نہ تھے

مگر تمہارے نزدیک باغی تھے لیکن تمہارے یہ مولوی ان سب باتوں میں ملوث ہونے کے باوجود شہید بن جائیں اور وہ نہ بنیں یہ الٹی منطق تم نے کہاں سے سیکھی کیا میں تم سے پوچھ سکتا ہوں کہ تمہارے ان مولویوں نے اسلام اور قرآن کے نام پر مدرسہ بنا کر اتنا اسلحہ کہاں سے حاصل کر لیا کہ اتنے دن حکومت سے لڑتے رہے اور طالبات و طلباء کا کہنا کہ ہمیں کمانڈوز کی تعلیم سکھائی جاتی تھی لوگوں نے بچے بچیاں بھیجے تعلیم لینے کے لیے تمہارے یہ رہنما ان کو فوجی بناتے رہے اور مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے تیاری کراتے رہے یہ اسلام کی خدمت کرتے رہے یا دشمنی اور غداری کرتے رہے۔

ان دیوبندی وہابی ملاؤں کا جہاد کتنا دوغلا اور گستاخانہ تھا:

مولانا عبدالعزیز نے پی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے چہرے سے نقاب ہٹا کر کہا میری گرفتاری اللہ کا امر تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ جانیں ضائع ہو رہی ہیں تو عبدالرشید غازی سے مشورہ کیا کہ ہمیں یہاں سے خاموشی سے نکل جانا چاہیے..... میں نے سمجھا کہ اگر میں مسجد سے نہ نکلا تو طلبہ میرے لیے جانیں دے دیں گے اور نقصان ہوگا ہمارے لیے اور کوئی راستہ نہیں بچا تھا لہذا میں نے مسجد سے باہر جانے کا فیصلہ کیا۔ فیصلے مقدر کے ہوتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں وہاں سے احسن طریقے سے نکلنا چاہتا تھا۔ گرفتاری نہیں دینا چاہتا تھا۔ شریعت ہمیں اجازت دیتی ہے کہ اگر انسان نکلنا چاہے تو چھپ کر نکل سکتا ہے اور اپنی جان بچا سکتا ہے..... اس طرح نکلنے کے بارے میں آراء مختلف تھیں۔ پہلے فیصلہ ہوا کہ عبدالرشید غازی باہر چلے جائیں اور میں یہاں رہ جاؤں

پھر رائے تبدیل ہوئی اور عبدالرشید غازی نے کہا کہ میں مذاکرات کر رہا ہوں اور اگر آپ نکلنا چاہیں تو نکل جائیں

(روزنامہ نوائے وقت چھ ۶ جولائی بروز جمعہ ۲۰ ص ۱۰ البقیہ ۵۵)

قارئین اندازہ فرمائیں وہاں نہ منطق کا کیا انوکھا شاہکار ہے کس طرح یہ خود ساختہ منصوبے کے تحت لال مسجد سے فرار ہوئے مگر گرفتار ہوئے۔

میں کہتا ہوں اگر یار لوگوں میں اتنا ہی جذبہ جہاد تھا تو اتنا بڑا ڈرامہ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ نام جہاد کا اصل میں اپنی مشہوری چاہتے تھے یہ لوگ پھر اگر یہی تم نے اسلام نافذ کرانا تھا بھاگنے کا وہ بھی برقعہ پہن کر اسلام کی مسلمانوں کی علماء کی اور اپنے ملک پاکستان کی تذلیل کرانی تھی تو یہ ڈرامہ تم نے کیوں رچایا

مگر ہم اہلسنت و جماعت کہتے ہیں اصل میں تم لوگ اسلام کے ملک پاکستان کے دشمن ہو اسلام کا نام بدنام کرنے اور کرانے والے ہو تمہارے بڑے بھی ایسے ہی تھے جو کہتے تھے ہم پاکستان کی پے نہیں بننے دیں گے تم کہتے ہو بن تو گیا اب ہم اس کی تذلیل کرتے کراتے رہیں گے اور اپنا مقصد حاصل کرتے رہیں گے۔ جب تم نے بھاگنا ہی تھا تو حکومت کے ساتھ ٹکر لینے کی ضرورت ہی کیا تھی کہتے ہیں بندہ اپنا بھانڈا دیکھ کر سوال کرے زیادہ کسی نے ڈال دیا تو برتن اپنا ہی گندا ہوگا

پھر کہتے ہیں ہم نے یہ فیصلہ اس لیے کیا کہ جانوں کا ضیاع نہ ہو تو جناب یہ سوچ تمہیں پہلے کیوں نہ آئی اتنے زیادہ لوگوں کو مروا کر ہوش کیوں آئی پھر تم نے دوسرا ظلم عظیم کیا اگر جانیں بچانی تھیں تو پہلے ان سب کو باہر بھیجتے جن کو



زبردستی اندر بند کر رکھا تھا۔ لیکن ان کو نکالا نہیں اور نکلنے بھی نہیں دیتے جو نکلنے کا نام لیتا اس کو مارتے پیٹتے۔ لیکن خود بھاگ کھڑے ہوئے۔ مقصد یہ تھا کہ میں باہر جا کر حکومت کی آنکھوں میں دھول ڈالوں گا اور ان کو آٹو بناؤں گا۔ اور دوسرا اندر رہ کر ان طلباء کو ہتھیار بنا کر استعمال کرے گا

ظلم ہی ظلم طالبعلم جو ادباہر جانے کی کوشش کرنے والوں کو گولی کا حکم

جواد اپنی بہن کو لینے مری سے آیا تھا اور مسجد کے اندر گیا جس کے بعد اس کو باہر آنے کی اجازت نہیں دی گئی جواد نے بتایا کہ وہ ٹوٹی ہوئی دیوار سے چھپ کر باہر آنے میں کامیاب ہوا۔ اس نے بتایا کہ اندر مسلح لوگوں کے پاس پٹرول بم کلاشنکوف اور دوسرا اسلحہ دیکھا ہے جواد کی جیب سے ایک پرچی برآمد کی گئی جس پر جنت کی بشارت لکھی ہوئی تھی کہ شہید ہوئے تو جنت جائیں گے عمارت میں موجود مسلح افراد کی جانب سے یہ دھمکی دی جا رہی ہے باہر نکلنے کی کوشش کرنے والے کو گولی مار دی جائے گی

(روزنامہ نوائے وقت آٹھ جولائی بروز اتوار ۲۰۰۷ء ص ۸ بقیہ ۳)

ارے ظالموزبردستی لوگوں اور طلباء کو اندر بند کر رکھا تھا پھر تم ان پر ظلم کروانے والے ہو اور خود جنت کے ٹھیکیدار بنے پھرتے ہو اپنی طرف سے جنت کی پرچیاں دیتے پھرتے ہو تم نے ظلم کی انتہا کر دی طلباء کو باہر بھی نہیں جانے دیتے نکلنے کا نام لینے والوں کو قتل کی دھمکیاں دیتے ہو اور خود اس جنت سے برقع پہن کر بھاگتے ہو میں پوچھتا ہوں ان بیچاروں کا قصور کیا تھا یہ ہے کہ آئے پڑھنے کے لئے تم ان کے ساتھ کیا کھیل۔ کھیل رہے ہو لیکن تعجب یہ کہ زبردستی



مروانے والوں کو تم جنت کی بشارتیں دیتے پھرتے ہو جیسے یزید کو باپ نے زبردستی بھیجا تم نے کہا جنتی ہو گیا

ان تمام ظلموں کے باوجود تمہارا جہاد اسلامی تمہارے مرنے والے شہید اور جنتی لیکن تمہارے ہم مسلک جیسے ملاؤں کے نزدیک امام حسین مع صحابہ کرام رضوان اللہ کا جہاد نہ اسلامی نہ حق و باطل کا معرکہ نہ وہ جنتی بلکہ وہ باغی بنتے ہیں یہ اگلے سبق تم نے کہاں سے پڑھ لیے۔

مزید ایک طالب علم کا بیان پڑھیے باہر جانے کا نام لینے والوں کو بندوق کے بٹوں سے مارتے ہیں

روزنامہ نوائے وقت بروز ہفتہ سات جولائی ۲۰۰۲ء بقیہ ۴۴ نے شائع کیا ایک طالب علم نے کہا پانچ دنوں سے بھوکے اور پیاسے ہیں جب ہم باہر جانے کا نام لیتے ہیں تو ہمیں بندوقوں کے بٹوں سے مارا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تمہارا جینا اور مرنا جامع حفصہ ہی میں ہے۔

کیا انوکھی تعلیم دی جاتی رہی طالبہ نازیہ کا بیان

نازیہ نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ بندوق سے اس کا رشتہ بہت پرانا ہے اس جیسی کلاشکوف تو بڑے بڑے ماہر نہیں چلا سکتے۔ مدرسہ میں طالبات کو اسلحہ چلانے کی تربیت دینے کے حوالے سے نازیہ نے کہا کہ خواتین کو بھی کمانڈوز کی طرح تربیت دی جاتی ہے۔ جامعہ میں ہماری بڑی استانی ابی جان ہمیں گراؤنڈ میں جمع کر کے ڈنڈا چلانے اور کراٹے کی تربیت دیتی ہیں۔ اگر یہ لوگ آنسو گیس اتنی زیادہ نہ پھینکتے تو ہم ان کا براحشر کر دیتے کیونکہ

ہمیں ایسے مواقع کے لیے ہی تربیت دی گئی۔ ابھی جان کی بیٹی ہالہ باجی عربوں کی طرح کے کپڑے پہنتی ہے اور ہر وقت بندوق اور مشین گن کندھے سے لٹکا کر پھرتی ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت پانچ جولائی بروز جمعرات ص ۸ بقیہ ۴۱)

تمام اخبارات نے وقتاً فوقتاً ان حقائق کو شائع کیا۔

واہ دیوبندیو ہابیو کیا اعلیٰ جدید تعلیم تم اپنے مدرسوں میں پڑھاتے ہو۔ میں کہتا ہوں تم لوگوں نے پہلا ظلم یہ کیا کہ لوگوں نے بچے بچیاں بھیجے قرآن و حدیث کی تعلیم کے لیے لیکن تم نے اپنے مدرسوں کو فوجی کمپ بنا رکھا ہے شاباش تمہاری پڑھائی کو اور تمہارے مدرسوں کو لوگوں کو ہوشیار ہو جاؤ ان لوگوں نے قرآن و حدیث کے نام پر چندے لے کر مدرسے بنا کر اندر کرائے سیکھانے اور کمانڈوز بنانے کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے اور طلباء و طلبات کو دہشت گرد بنانے کی تعلیم جاری کر رکھی ہے لہذا اپنے بچوں کا مستقبل مت برباد کرو اور ایسے لوگوں سے بچو اور بچاؤ یہ دعویٰ قرآن و حدیث کا صحابہ کے طریقوں پر چلنے کا کرتے ہیں میں پوچھتا ہوں یہ کس ایت یا حدیث پر یا کس صحابی کے طریقے پر جامع حفصہ و جامع فریدیہ چلتا رہا

لعنت اللہ علی الظالمین

تین سو ۳۰۰ بشارتوں کا جھوٹا ہونا واضح ہے اور انہوں نے توہین

رسالت کی

روزنامہ نوائے وقت ۵۔ پانچ جولائی بروز جمعرات ص پانچ پر لکھا کہ

مولانا عبدالعزیز نے کہا کہ انہیں خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بار بار یہ بشارت دی ہے کہ حکومت کے خلاف ڈٹے رہو حتیٰ کہ غازی عبدالرشید نے بھی کہا یہ بشارتیں تین سو ۳۰۰ تک کے لگ بھگ ہیں

پھر اسی اخبار کے صفحہ اول پر موٹی سرخی سے لکھا برقعہ پہن کر نکلنے کی کوشش پر مولانا عبدالعزیز گرفتار ہوئے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ ان مولانا صاحبان پر بہت سے پرچے ہیں اور کئی وارداتوں میں ملوث تھے بالخصوص دہشت گردی میں اب میں سوال کرتا ہوں جناب ملاں عزیز صاحب سے کہ تم نے دعویٰ کیا کہ ہمیں تین سو بشارتیں ہو چکی ہیں خواب کے ذریعے سے تو کیا جناب کو معلوم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے حقیقت میں دیکھا اس لیے کہ شیطان میری شکل نہیں اختیار کر سکتا۔

ترمذی شریف ابواب الروایا رقم الحدیث ۱۱۵۸ اگر آپ نے یہ سچ بیان کیا تھا واقعی تمہیں بشارتیں ہوئی تھیں پھر تو تم پر ڈٹ کر مقابلہ کرنا اور جہاد کرنا فرض ہو چکا تھا پھر آپ نے بھاگنے کا منصوبہ کیوں گھڑا آپ پر ضروری تھا کہ جانوں کے ضیاع کی فکر کیے بغیر لڑنا کیوں کہ صاف شہادت اور جنتی ہونے کی بشارت آپ کو مل چکی تھی۔ لیکن آپ کا کردار بتاتا ہے کہ آپ کو کوئی بشارت نہیں ہوئی نہ ہی لڑنے کا حکم ہوا آپ نے صرف اپنی بڑائی و تقویٰ پر ہیز گاری چکانے کی خاطر جھوٹ بولا اور جھوٹا بہتان اللہ عز و جل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر لگا کر توہین رسالت کے مرتکب ہو چکے ہو اگر تمہاری بشارتیں سچی ہوتیں تو تمہیں اپنی جان عزیز نہ ہوتی اور نہ دوسروں کی جان کی فکر کی ضرورت تھی بغیر کسی حیلے کے تمہیں لڑنا اور مرنا چاہیے تھا۔ اگر آپ نے جھوٹ بولا اس صورت میں آپ کے فراڈ کی مذمت اس

حدیث شریف میں ہے پڑھیں۔

حدیث:-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

(حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی کی مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۵۱، طبع دار الکتاب عربی بیروت)

یہ سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان بالکل تم پر فٹ ہو رہا ہے آخر تم نے اتنا بڑا جھوٹ بولنے کی جرأت کیوں کی ارے ظالمو تم برقعہ پہن کر مساجد مدارس اور علماء اور اسلام و ملک کو بدنام کرنے کے ساتھ ساتھ گستاخ بھی بن چکے ہو وہ اس لیے کہ تم نے توہین رسالت کی جھوٹ بول کر جھوٹی بات آپ کی طرف منسوب کر کے یا آپ کے فرمان اور بشارت کو جھٹلا کر دونوں صورتوں میں توہین کی اور اپنے آپ کو جہنمی بنالیا

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے خواب میں حکم ہوا پورا

کروں گا

پھر ہم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جرأت اور بہادری کو داد کیوں نہ دیں آپ نے یہ بھی دعویٰ نہ کیا کہ مجھے بارہا حکم ہوا یہ بھی نہیں کہ تین سو بشارتیں ہوئیں بلکہ صرف فرمایا ایک خواب میں مجھے جو حکم ہوا پورا کروں گا حضرت عبداللہ بن جعفر کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا میں نے ایک روایا دیکھا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے مجھے حکم دیا ہے اور میں



اسے کر گزرنے والا ہوں اور میں اس رویا کے متعلق کسی کو بتانے والا نہیں حتیٰ کہ میں اپنے عمل سے ملاقات کروں (تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۴۱ دار صادر بیروت) (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۴ طبع کراچی) (تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۰۶ طبع دارالاشاعت کراچی)

ان مولویوں نے بشارتیں بیان کیں جھوٹی تھیں یا سچی لیکن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ اور پرہیزگاری کا عالم یہ تھا فرمایا بتانے کی ضرورت نہیں عمل کر کے دکھاؤں گا انہوں نے کہا دوکان چمکانی تھی چمکانی اب بھاگو پاک صاف ہم ہو گئے

میں بندیا لوی اینڈ کمپنی کو کہتا ہوں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خواب دیکھا تو اپنا سب کچھ لٹا دیا لیکن تمہارے مولویوں نے تین سو خواب دیکھے اس کے باوجود برقعہ پہن کر بھاگے کتنا تضاد ہے تمہارے مولویوں کے کردار میں اور ان کے جہاد میں اور کتنا فرق ہے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہاد میں لیکن اس کے باوجود تعجب ہے یہ تمہارا جہاد حق حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نا حق کیا یہ انصاف ہے ان حقائق سے معلوم ہوا تم جھوٹے اور جھوٹے دعوے کرنے والے امام حسین مع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سچے اور جہاد کرنے والے تم باغی تمہارا غازی اور عزیز سارے کے سارے باغی ناحق جہاد کرنے والے دین کو اور اسلام کو بدنام کرنے والے حضرت حسین و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نہ باغی تھے نہ اسلام کے دشمن تھے بلکہ اسلام کی خاطر سب کچھ لٹانے والے تھے جو ان کو باغی اور غلط لکھتے ہیں یا کہتے ہیں وہ سب کے سب لعنتی جہنمی دین دشمن ہیں اسلام اور ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والے ہیں

انکار دیکھ کر بھی اقرار دیکھ کر  
دل جل گیا ہے شوخی گفتار دیکھ کر  
چنگیاں دے لڑ لکیاں میری جھولی پھل پئے  
مندیاں دے لڑ لکیاں میرے اگلے وی ڈھل گئے

علمائے دیوبند کے نزدیک لال مسجد اسلام آباد کے باغی اور دہشت گرد

تمام کے تمام شہید ہیں جناب مفتی نعیم اور وفاق المدارس کا بیان

حکمرانوں کو ایک روز معصوم جانوں کا حساب دینا پڑے گا

عبدالرشید غازی شہید ہیں میڈیا جاں بحق نہ لکھے

(روزنامہ نوائے وقت آخری صفحہ نمبر ۲۰)

تفصیلات کے مطابق جامع بنوریہ عالمیہ کے مہتمم مفتی محمد نعیم دیوبندی  
نے کہا کہ عبدالرشید غازی شہادت کی اعلیٰ منزلت کو چھونے والا غازی ہے میڈیا  
اور مسلم امہ انہیں ہلاک یا جاں بحق نہ لکھیں نہ پکاریں۔

(حسب ضرورت روزنامہ نوائے وقت بروز جمعرات ۱۲ جولائی ۲۰۰۷ء بمطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ)

ص ۸ بقیہ ۶)

## وفاق المدارس

العربیہ پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے ہنگامی اجلاس میں کہا گیا۔  
جس کی صداورت وفاق المدارس کے صدر شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نے  
کی اور اس میں ناظم اعلیٰ قاری محمد حنیف جالندھری نائب صدر ڈاکٹر عبدالرزاق  
سکندر۔ مولانا زاہد الرشید۔ مولانا انوار الحق۔ مولانا سعید یوسف۔ قاضی

عبدالرشید۔ قاضی محمود الحسن۔ مفتی کفیات اللہ۔ مفتی قاری سید الرحمن۔ مولانا ظہور احمد علوی۔ مولانا نذیر فاروقی۔ پیر عزیز الرحمن۔ مولانا عبدالمجید ہزاوی اور دیگر علماء نے شرکت کی۔ انہوں نے کہا شہید ہوئے ۱۱ طلباء و طالبات..... جس سے شہداء کی تعداد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے..... ان کی موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے (قل خوانی کے طور پر) ان کے لئے دعائے مغفرت اور لواحقین سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ حسب ضرورت

(روزنامہ نوائے وقت بروز جمعرات ۱۲ جولائی ۲۰۰۷ء)

### روزنامہ جناح:-

میں موٹی سرخی سے لکھا صا پر غازی کی تحریک جاری رہے گی۔ وفاق المدارس نے کل احتجاج کی کال دے دی کراچی پشاور اسلام آباد سرگودھا۔ مردان چارسدہ مانسہرہ میں احتجاج سیاہ جھنڈے لہرائے گئے مظلوموں کی شہادتیں اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ ہوں گی

(روزنامہ جناح بروز جمعرات ۱۲ جولائی ۲۰۰۷ء ص ۱)

میں کہتا ہوں ان سب علمائے دیوبند سے جناب بندیا لوی اینڈ کمپنی سے تم کتنے دو غلے ہوتے ہو تمہارے فتوے ایک دو دن بعد ہی بدل جاتے ہیں کیا یار لوگوں نے اسلام اور قرآن و حدیث کا مذاق بنارکھا ہے چند دنوں پہلے سب کے سب کہہ رہے تھے یہ غازی اور عزیز غلط اور باغی ہیں جوں ہی مرے تو سب فتوے اور نکھرے بدل گئے وہ باغی شہید بن گئے ۱۱ مظلوم بن گئے لیکن واقعہ حرہ والے ۱۲۳۹ھ و تابعین کربلا والے ۲۷ اتنی صدیاں بیت جانے کے بعد بھی

باغی ہی تمہارے نزدیک رہے آخر ان سے اتنی عداوت کیوں اور ان اپنوں سے اتنی محبت کیوں یہ غازی جب تک زندہ رہا حکومت کے خلاف قائم رہا تو باغی تھا قصور والا تھا انہیں دیوبندیوں کے نزدیک لیکن جوں ہی مرا تم نے پینتر بدل لیا فتوؤں کا رخ پھیر لیا ان کا مشن آگے چلانے کے قابل ہو گیا ان کی تحریک کو چلانے کا فیصلہ کر لیا تعجب یہ ہے تمہارے مرنے والے دہشت گرد اور باغی بے شمار لوگوں کے قاتل مال لوٹنے والے بے جا لوگوں کو گرفتار کرنے والے گورنمنٹ کی پراپرٹی پر قبضہ جمانے والے شہید بن گئے ان کا خون بھی رنگ لانے کے قابل اور وہ مظلوم شہید بھی بن گئے لیکن ظلم کی انتہا کر رکھی تم مولویوں نے ۱۲ ہزار حرہ والے ایک ہزار عورتیں جن کی عصمت دری کی گئی

۷۲ شہید کربلا والے سارے تمہیں نظر کیوں نہ آئے ان کی مظلومانہ شہادتیں کیوں نہ نظر آئیں ان مدینہ شریف کی شریف زادیوں کی عزتیں تم کو کیوں نہ نظر آئیں ابھی تک تم لکھتے پھرتے ہو یزید کو رحمۃ اللہ کہنا مستحب بخشا ہوا کہنا جائز اور ان شہیدوں کا ذکر کرنا اور محفل سبانا حرام ان کے لیے ایصال ثواب کے لیے یا خراج تحسین کے لیے کچھ کرنا ناجائز اور تمہارے اپنوں کے لیے دعائے مغفرت جائز ان کو جاں بحق کہنا ناجائز بلکہ شہید اور اعلیٰ شہید کہنا جائز ان کی شہادتیں اسلامی انقلاب لائیں گی یہ اتنا تضاد والا دھڑا مہیا تم نے کہاں سے سیکھ لیا۔

اٹنی سمجھ خدا کسی کو نہ دے  
دے موت آدمی کو یہ بد ادا نہ دے  
جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جوں  
جو چاہے آپ حُسن کرشمہ ساز کر



دوہرا مکان بنایا ہے رہنے کو یار نے  
آیا کوئی ادھر سے تو ادھر نکل گئے  
ہر قدم پر نت نئے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں لوگ  
دیکھتے ہی دیکھتے کتنے بدل جاتے ہیں لوگ

یہ دیوبندی وہابی پاکستان اور اسلام کے دشمن ہیں

یاد رہے یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے تھے ہم پاکستان کی پے نہیں بننے دیں  
گے جناب عطاء اللہ شاہ بخاری گجراتی دیوبندی نے امر وہہ میں تقریر کرتے ہوئے  
کہا جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں۔

(چمنستان ص ۱۶۵۔ از مولانا ظفر علی خان)

نیز عطاء اللہ شاہ بخاری نے پسرور کانفرنس ۱۹۴۶ء میں کہا کہ پاکستان کا  
بننا تو بڑی بات ہے کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے۔

(تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۸۸۳)

مفتی محمود اور ان کے بیہ فضل الرحمن کا کھلا اعتراف

آج کل دیوبندی وہابی بڑے زور و شور کے ساتھ یہ شور مچاتے پھرتے  
ہیں اور یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ تحریک پاکستان میں ہمارے اکابرین نے بڑا  
کام کیا تھا بلکہ ہمارے ہی بڑوں نے بنایا اس سوال کے جواب میں میں یہ کہوں گا  
مفتی محمود اور ان کے لڑکے فضل الرحمن نے کھلے انداز میں تحریک پاکستان کی  
مخالفت کرنے کا اعتراف کر کے علمائے دیوبند پر تحریک پاکستان کی حمایت کا  
الزام لگانے والوں کا منہ بند کر دیا ہے روزنامہ نوائے وقت ۱۷ جولائی ۱۹۸۵ء  
میں لکھا ہے۔ جمعیت العلمائے اسلام کے ایک گروپ کے لیڈر مولانا مفتی محمود

کے فرزند دلہند مولانا فضل الرحمن نے ملتان میں قومی کونسل برائے شہری آزادی کے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تاریخ میں دو دفعہ اسلام کے نام پر دھوکہ کیا گیا ہے۔ پہلی بار تو تحریک پاکستان میں اسلام کے نام پر برطانوی ہند کے دس ۱۰ کروڑ مسلمانوں کو دھوکہ دیا گیا اور آج پھر اسلام کے نام پر دھوکہ دیا جا رہا ہے اور پرانی روایت دہرائی جا رہی ہے مولانا فضل الرحمن کے والد نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ

الحمد للہ ہم پاکستان بنانے کی غلطی میں شامل نہیں تھے۔ اس کے علاوہ ترجمان اسلام ۱۷ جون ۱۹۶۶ء کے ادارے میں مفتی محمود کا قول موجود ہے ہم تحریک پاکستان کے حق میں نہ تھے

چنانچہ اس قسم کے مضمون اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں تاکہ لوگوں پر حقائق کھلتے رہیں۔ ابھی چند دن پہلے روزنامہ خبریں میں اسی قسم کا مضمون شائع ہوا قارئین کے گوش گزار کرتا ہوں:

### جامع حفصہ سے الحاق ختم:

مجلس عمل میں اکثریت ان افراد کی ہے جو ماضی میں تحریک پاکستان کے مخالف رہے ہیں اور ان کے رہنماؤں نے کہا تھا کہ پاکستان ۵۰ سال سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا موجودہ اپوزیشن لیڈر مولانا فضل الرحمن کے والد مفتی محمود نے کہا تھا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے آج کے ان ہنگامی حالات میں کہیں ایسا تو نہیں کہ انگریز نے کانگریس سے مل کر ان کی قیادت کو پاکستان مخالف کمپ میں بھیج دیا تھا اور وہی افراد جو کہ ابھی تک پاکستان

کو دل سے تسلیم نہیں کر سکے انجانے میں انہیں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہوں.....

وفاق المدارس مذاکرات کے پس منظر میں لال مسجد جامع حفصہ کے ایشو میں ملوث ہوئی اور پھر اچانک اپنا تعلق جامع حفصہ سے ختم کرتے ہوئے اس سے الحاق بھی ختم کر دیا اور پھر آپریشن مکمل ہونے کے بعد پھر داخل ہو گئے۔ الگ تھلگ ہونے کے بعد دوبارہ مذاکرات کی آڑ میں داخل ہونا کس امر کی نشاندہی کر رہا ہے وفاق المدارس کا یہ کردار بھی سوالیہ نشان ہے۔

(روزنامہ خبریں بروز بدھ ۹ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ)

۲۵ جولائی ۲۰۰۷ء ص ۱۳ بقیہ ۱۹ ان حقائق کو پڑھ کر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے کہ ملک اور اسلام دشمن کون لوگ ہیں میں نے انصاف پسند لوگوں کو دعوت غور و فکر پیش کی ہے واقعہ حرہ اور کربلا والوں کو ان کا باغی کہنا بھی پڑھیں اور اپنے مولویوں کے بارے ان کا دوغلہ کردہی پڑھیں اور ان کی میٹھی باتیں ہی نہ دیکھیں ان کے اندر کی غلاظت کو دیکھ کر اپنے آپ کو ان سے بچائیں

بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں مسلم بن عقبہ صحابی تھا

حضرت مسلم بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکرِ یزید کے سالار جو صحابی

رسول تھے

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۶ طبع سرگودھا)

شیخ موصوف نے بہت بڑا جھوٹ بولا اور لکھا کہ مسلم بن عقبہ صحابی تھا توبہ توبہ اتنا بڑا سفید جھوٹ لعنت اللہ علی الکذبین میں کہتا ہوں مسلم بن عقبہ حضور

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا صحابی نہیں تھا بلکہ یزید کا ساتھی تھا

### مسلم بن عقبہ صحابی نہیں شائد وہابی

میں اللہ کی توفیق عنایت سے اور پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں مسلم بن عقبہ صحابی نہیں تھا میں نے اسماء الرجال و سیر صحابہ کی اہم کتب میں اس برے کا ذکر تک نہیں دیکھا۔ مثلاً معجم الصحابہ۔ لسان المیزان۔ میزان الاعتدال۔ اسد الغابہ معرفۃ الصحابہ وغیرہم میں نہیں ہے البتہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں مسلم بن عقبہ بن رباح بن اسعد مری۔ یزید بن معاویہ کی طرف سے اس لشکر کا امیر تھا جس نے مدینہ پر ایام حرہ میں حملہ کیا۔ ابن عساکر نے ذکر کیا ہے مسلم بن عقبہ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا زمانہ پایا تھا اور یہ جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا اور بہت چالاک ہوشیار تھا محمد بن سعد نے طبقات میں واقدی کی سند سے ذکر کیا ہے کہ جب یزید علیہ ماعلیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل مدینہ نے مدینہ کے گورنر کو نکال دیا ہے اور یزید کی بیعت توڑ دی ہے تو اس نے اہل مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر مسلم بن عقبہ کو بنایا جس کی عمر اس وقت نوے ۹۰ سال سے زیادہ تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عہد نبوی میں ادھیڑ عمر کا ہوگا۔ مسلم نے اہل مدینہ کے ساتھ بہت بدتمیزی کے ساتھ بات کی اور تین دن کے لیے اپنی فوجوں پر مدینہ مباح کیا اور بچوں اور بوڑھوں کو قتل کیا اس وجہ سے اس کا نام مسرف رکھا گیا اور حافظ ابن حجر نے مسلم بن عقبہ کا ذکر اصابہ کی قسم ثالث میں کیا ہے اور قسم ثالث میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد میں تھے ان



کے لیے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سماع ممکن تھا لیکن ان کا سماع ثابت نہیں ہوا  
(الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۳ ص ۴۹۴ و ۴۹۵ طبع دار الفکر بیروت)

### ابن کثیر لکھتے ہیں

مسلم بن عقبہ مزی غطفانی سلف اسے مسرف بن عقبہ کہتے تھے یہ بہت  
بوڑھا اور ضعیف آدمی تھا یزید نے کہا ان کے مناسب حال یہی ظالم ہے  
(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۰۷ طبع کراچی)

### نیز لکھتے ہیں:-

مسلم بن عقبہ نے جسے سلف مسرف بن عقبہ کہتے ہیں اللہ اس برے اور  
جاہل شخص کا بھلا نہ کرے یزید کے حکم سے مدینہ کو تین دن کے لیے مباح کر دیا  
(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۰۹)

### اس برے مسلم بن عقبہ کا برا کردار:

المدائنی نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ کو تین دن کے لیے  
مباح کر دیا اور وہ جس شخص کو پاتے قتل کر دیتے اور اموال کو لوٹ لیتے پس سعدی  
بن عوف المریہ نے مسلم بن عقبہ کو پیغام بھیجا کہ میں تیری عزماد ہوں تم ساتھیوں  
کو حکم دو کہ وہ فلاں فلاں جگہ پر ہمارے اونٹوں سے معترض نہ ہوں۔ اس نے  
اپنے ساتھیوں سے کہا سب سے پہلے اسی کے اونٹوں کو پکڑنے سے آغاز کرو اور  
ایک عورت نے اس کے پاس آ کر اسے کہا میں تیری لونڈی ہوں او میرا بیٹا  
قیدیوں میں ہے۔ اس نے کہا اسے جلدی سے پکڑو پس اسے قتل کر دیا گیا نیز کہا  
کہ اس کا سرا سے دو کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ جب تک تو اپنے بیٹے کے

بارے میں بات نہ کرے وہ قتل نہ ہو

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۱۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

حضرت معقل بن سنان بن مظہر صحابی کے نزدیک یزید شربی محرمات سے نکاح کرنے والا اور مسلم ظالم تھا

حضرت معقل بن سنان اہل مدینہ کے ایک وفد کے ساتھ شام آئے اور وہ مسلم بن عقبہ جس کا عرف مسرف تھا یکجا ہوئے۔ معقل بن سنان نے مسرف سے جس نے انہیں مانوس کر لیا تھا یہاں تک باتیں کیں کہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر کیا اور کہا کہ میں مجبوری اس شخص کی بیعت کے لیے نکلا ہوں میرا اس کی طرف روانہ ہونا بھی مقدرات میں تھا جو ایسا آدمی ہے کہ شراب پیتا ہے اور محرمات سے نکاح کرتا ہے معقل نے یزید کو برا بھلا کہا اور برابر کہتے رہے۔ پھر مسرف سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باتیں تمہیں تک رہیں۔ مسرف نے کہا کہ میں آج تو اس کو امیر المؤمنین سے بیان نہ کروں گا لیکن اللہ کے لیے یہ مجھ پر عہد و میثاق ہے کہ میرے ہاتھوں کو جب تم پر قابو ہوگا اور مجھے تم پر مقدرت ہوگی تو میں اس امر میں جس میں تم ہو تمہاری آنکھیں پھوڑ دوں گا مسرف مدینہ آیا تو اس نے جنگِ حرہ میں جس روز معقل مہاجرین کے سردار تھے اہل مدینہ پر حملہ کیا۔ معقل کو گرفتار کر کے اس کے پاس لایا گیا۔ اس نے کہا کہ اے معقل بن سنان کیا تم پیاسے ہو۔ انہوں نے کہاں ہاں اللہ امیر کی اصلاح کرے اس نے کہا کہ ان کے لیے بادام کا شربت بناؤ لوگوں نے بنایا۔ انہوں نے پیا تو مسرف نے ان سے پوچھا کہ تم نے پی لیا اور سیراب ہو گئے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ مسرف

مخرج کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ مجھے اس شربت سے ذلیل نہ کراٹھ اور معقل کی گردن مار دے پھر اس نے کہا کہ تو بیٹھ جا۔ نوفل بن ماحق سے کہا کھڑا ہو اور ان کی گردن مار دے۔ وہ اٹھ کر ان کے پاس گیا اور گردن ماردی (اناللہ وانا الیہ راجعون) (طبقات ابن سعد ج ۴ مترجم عبداللہ العمدادی دیوبندی ص ۴۱۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (نیز لکھا بدکار

مصرف بن عقبہ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۸۸ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۰۹)

میں کہتا ہوں یہ کیسا ظالم اور بد بخت تھا جس نے سفارش کی اس نے کہا پہلے اس پر ظلم کی تلوار چلائی اور اگر یہ صحابی ہوتا تو ضرور صحابہ کرام کا حیا کرتا اور ابن کثیر نے کہا یہ ظالم۔ جاہل۔ اس کا بھلا نہ ہو اس طرح کے الفاظ ابن کثیر نقل نہ کرتا ضرور حیا کرتا اور اس ظالم نے جس بے دردی کے ساتھ اہل مدینہ اور صحابہ کرام پر یزید کے اشارے سے ظلم کیے ان کی داستان گزر چکی مزید پڑھیے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں مسلم بن عقبہ کا تکبر

مسلم بن عقبہ کو مسرف اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ قتال اور فساد میں بڑا مسرف اور مُفرط تھا..... مسلم بن عقبہ نے یزید کو کہا تجھ کو قسم ہے کہ یہ کام میرے سوا کسی سے نہ کرانا کیونکہ اہل مدینہ کا مجھ سے زیادہ کوئی دشمن نہ ہوگا..... مسرف ناعاقبت اندیش شہدائے حرم کو دیکھ کر کہتا کہ باوجود ان لوگوں کے قتل کے اب بھی میں دوزخ میں جاؤں تو مجھ سے زیادہ اور کوئی بد بخت نہ ہوگا

(تاج مدینہ ص ۴۴)

مسلم کا تکبر اور فیصلہ شاہ صاحب کا

مسلم نے کہا اب میرے دل کی تمنا پوری ہو چکی اب سوائے موت کے

مجھے کوئی چیز محبوب نہیں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ناپاکوں کے قتل کرنے سے مجھ کو سب گناہوں سے پاک کر دیا۔ (اس سے تو یہ بد بخت شیعہ ثابت ہوتا ہے جیسے وہ صحابہ کے دشمن یہ بھی) یہ بات اس بد بخت کی نہایت کمال حماقت جہالت اور شقا پر مبنی ہے اس لیے کہ ایک ایسی مرحومہ جماعت کا قتل ایک ایسا جرم اور گناہ ہے کہ اس کے وبال اور نکال سے اس نالائق کو چھوٹنا محال اور مشکل ہوگا۔ بخشا جانا تو ایک امر محال ہے یا خواب و خیال ہے..... پھر آگے شتی لکھا ہے..... مسرف قتل اور لوٹ مار مدینہ سے فارغ ہوا تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ و مقاتلہ کے لیے روانہ ہوا وہ مکہ کیر استے میں تین روز کے بعد جس مرض میں مبتلا تھا اسی سے واصل جہنم ہوا۔

(جذب القلوب الہی دیار المحبوب المعروف تاریخ مدینہ ص ۴۶-۴۵ طبع مکتبہ جدید کراچی)

### مسلم بن عقبہ شیعہ تھا

مسلم بن عقبہ کی باتوں پر اور کردار پر غور کریں کہ اہل مدینہ کا دشمن صحابہ کرام کا دشمن اگر یہ صحابی ہوتا تو حضرت شاہ صاحب اس کے بارے ہرگز اتنے سخت الفاظ نہ لکھتے اور یہ بھی لکھ دیا کہ وہ فی النار ہوا کسی ادنیٰ صحابی کو جہنمی کہنا سراسر غلط ہے۔ یقیناً یہ حقائق واضح کرتے ہیں کہ یہ ہرگز صحابی نہ تھا ورنہ شاہ صاحب پر جہنم والی بات فٹ ہو جائے گی۔ نعوذ باللہ

اگر اب بھی بندیا لوی نہ مانیں تو ثبوت پیش کریں خواہ مخواہ بغیر کسی تحقیق کے اپنی طرف سے لکھ دینا یہ صحابی تھا اس کی کوئی حقیقت نہیں جس طرح اس کے اندر تکبرانہ باتیں صحابہ کے خلاف پائی جاتی ہیں ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ



گستاخ صحابہ رافضی تھا اس کا صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

### مسلم بن عقبہ کی موت اور پسندیدہ کام و دعا

مسلم بن عقبہ نے دعا کی۔ اے اللہ میں نے توحید و رسالت کی شہادت کے بعد کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جو مجھے اہل مدینہ کے قتل سے زیادہ محبوب ہو اور مجھے آخرت میں اس کی جزا ملے گی۔ اور اگر میں اس کے بعد دوزخ میں داخل ہوا تو میں شقی ہوں گا پھر وہ مر گیا خدا اس کا بھلا نہ کرے اور مسک میں دفن کیا گیا اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ یزید بن معاویہ کو بھی لے گیا اور وہ اس کے بعد ۱۴ ربیع الاول کو مر گیا۔ پس اللہ نے ان دونوں کو اس چیز سے شاد کام نہ کیا جس کی وہ اس سے امید رکھتے تھے بلکہ ان کو اس ہستی نے مغلوب کر لیا جو اپنے بندوں پر غالب ہے اور ان سے حکومت کو چھین لیا جو جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۱۸ طبع کراچی) (تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۸۹ طبع داور الاشاعت کراچی)

مسلم نے اپنے ہر نیک کام کی نفی کی کہ میرے پاس نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ نوافل کچھ نہیں۔ میرے نامہ اعمال میں مسلمانوں کا قتل ہے یہ ظالم بھی یزید کی طرح ہر وقت گھوٹ گھوٹ پی تین ہو کیسے نال کی شراب کو رگڑا دھر رگڑا یہ اعمال ان یزیدیوں کے تھے۔

مسلم بن عقبہ کتے کی طرح بھونکتے ہوئے مرا، علامہ برہان الدین حلبی لکھتے ہیں، ترجمہ اسلام دیوبندی کے قلم سے

ظالم کا انجام، کتاب تنویر میں ہے کہ اس لشکر کے سپہ سالار مسلم ابن عقبہ نے جب زبردستی مدینہ والوں سے یزید کے لیے غلامی کی بیعت لی تو اس کے

تین ہی دن بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسے خوفناک مرض میں مبتلا فرمادیا کہ یہ کتوں کی طرح بھونکنے لگا اور یہاں تک کہ اسی حال میں مر گیا..... جب وہ موت کے کنارے آگیا تو اس نے یزید کے حکم کے مطابق حصین بن نمیر کو لشکر کا امیر کیا کیونکہ مسلم اس وقت پیٹ میں پانی آ جانے کے مرض میں مبتلا تھا

(سیرت حلبیہ ج ۱ نصف اول ص ۵۳۳ طبع دارالاشاعت کراچی)

نیز لکھتے ہیں مسلم بن عقبہ کے فوجی نے معصوم بچے پر ظلم کیا اور فوجی کا بُرا انجام ایک انصاری عورت تھی جو اپنے بچے کو گھر میں بیٹھے دودھ پلا رہی تھی کہ اچانک یزید کا ایک سپاہی گھر میں گھس آیا اور جو کچھ گھر میں مل سکا وہ سب لوٹ لیا اس کے بعد اس نے عورت سے کہا اپنا سونا نکال کر دے ورنہ میں تجھے اور تیرے بچے کو مار ڈالوں گا اس عورت نے کہا۔ تیرا براہو تو نے اگر اس بچے کو قتل کیا تو سمجھ لے کہ اس کے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی حضرت ابو کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور میں خود ان عورتوں میں سے ہوں جنہوں نے آنحضرت کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ مگر اس بد بخت پر اس عورت اور بچے کے مرتبے کا خیال ذرا بھر بھی نہ ہوا اور اس نے اس بچے کو جس کے منہ میں ماں کی چھاتی تھی اس کی گود میں سے چھین لیا اور اس کو دیوار پر دے پٹکا یہاں تک کہ اس کا سر پھٹ کر زمین پر بھیجا بنے لگا۔ مگر اس کے بعد یہ شخص ابھی گھر سے باہر بھی نہیں نکلا تھا اس کا آدھا چہرہ سیاہ ہو گیا اور اس کی شکل انتہائی بھیانک ہو گئی۔ علامہ سہیلی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ عورت اس بچے کی ماں نہیں بلکہ دادی تھی

(انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون یعنی سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۵۳۲ طبع کراچی)

مسلم بن عقبہ کی قبر جہنم کا گڑھا علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی لکھتے ہیں

مسلم بن عقبہ نے مدینہ میں ایک شخص سے کہا کہ اس کی بیعت کرو کہ تم اللہ کی اطاعت اور معصیت میں یزید کے غلام ہو اس نے انکار کیا اور کہا میں صرف اللہ کی اطاعت پر بیعت کرتا ہوں۔ مسلم بن عقبہ نے اس کو قتل کر دیا اس کی ماں نے قسم کھائی کہ اگر اللہ نے اسے قدرت دی تو وہ مسلم بن عقبہ کو جلادے گی خواہ زندہ ہو یا مردہ۔ مدینہ سے واپس ہونے کے بعد مسلم کی بیماری بڑھ گئی اور وہ مر گیا اس قریشی نو جوان کی ماں مسلم کی قبر پر گئی اس کی قبر کھدوائی اور کہا سر کی جانب سے اس کی لاش نکالو سر کی جانب سے لوگوں نے دیکھا کہ ایک اژدھا اس کی گردن سے لپٹا ہوا ہے اور اس کی ناک کی ہڈی کو چوس رہا ہے لوگ یہ دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے اور کہا اے مالک اس کو چھوڑ دیں اس نے اپنی برائی کا مزہ چکھ لیا اس عورت نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گی۔ پھر کہا پاؤں کی جانب سے اس کی لاش نکالو انہوں نے پاؤں کی جانب سے قبر کھودی کہ اس اژدھے کی دم نے اس کے پاؤں کو جکڑا ہوا ہے وہ عورت ایک طرف ہٹی اور اس نے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کی اے اللہ عز و جل تو جانتا ہے میں آج تک مسلم بن عقبہ پر غضب ناک ہوں مجھے اس پر قدرت دے پھر اس نے اژدھے کی دم پر لکڑی ماری اژدھا ہٹ گیا اس کو قبر سے نکالا گیا اور جلادیا گیا۔

(فاء الوفاء ج ۱ ص ۳۵ و ۳۶ طبع دار احیاء التراث العربیہ بیروت) (جذب القلوب تاریخ مدینہ ص ۴۶ طبع کراچی میں مسرف کوسلی پر لکھا دیا گیا لوگوں نے اس کو دار پر سنگسار کیا ایک دودن بعد جلادیا تاریخ مدینہ ص ۴۷) (امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۳۰۲ طبع صراط مستقیم لاہور از دیوبندی)



علامہ حلبی و علامہ سمهودی اور شاہ صاحب نے جو حقائق لکھے ہیں ان میں مسلم بن عقبہ کا انجام بڑا واضح طور پر درج ہے پھر جس عورت نے نفل پڑھ کر دعا کی تو دعا قبول ہوئی سانپ ہٹ گیا گویا کہ اللہ کی منشا بھی یہی تھی کہ اس ظالم کو دنیا میں سزا سولی پر لٹکانے اور جلانے کی ہو جانی چاہیے تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو جائے

ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے مسلم بن عقبہ ہر گز صحابی نہ تھا اور پھر مرنے کے بعد اس قسم کا انجام صحابہ کرام کا ہر گز نہیں ہے کیونکہ ان پر اللہ راضی ہو چکا اور وہ اللہ پر (پ ۱۱ اس توبہ ایت ۱۰۰) جب اللہ رب العزت ہر صحابی کا مقام شان و عظمت بیان فرما چکا ہے اب ان کے لیے عذاب قبر یا اثر دھا کا ہونا ناممکن بلکہ سوچنا بھی برا ہے جبکہ محدثین نے علماء و مورخین نے اس کے لیے سخت الفاظ نقل کیے ہیں اور قرآن و حدیث کے ذخیرہ سے یہ واضح طور پر ثابت ہے اور ماضی میں ایسے واقعات بھی بہت گزر چکے ہیں کہ صحابہ کرام کے صدیوں بعد قبروں میں جسم صحیح سلامت ہیں اور رہتے ہیں اگر ہم ان محدثین پر غور کریں جنہوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حالات و واقعات کو لکھا ہے مثلاً حافظ ابن حجر عسقلانی حافظ ابن عبد ربہ اور ابن سعد۔ ابن عساکر و علامہ ابن اثیر جذری اور مسورخین وغیرہ میں ابن کثیر و ابن خلدون و طبری وغیرہ ہم نے کہیں بھی کسی ایک صحابی کے بارے برے الفاظ یا قبر میں برے حالات کا کوئی ایک واقعہ بھی نہیں نقل کیا ہاں ان دلائل و حقائق کے علاوہ اگر بندیا لوی خارجی ناصبی کے پاس مسلم بن عقبہ کے بارے صحابی ہونے کا ثبوت ہے تو پیش کریں کھلا میدان ہے۔ لیکن یہ ہر گز ثابت نہیں کر سکتا۔



قل ہا تو برہانکم ان کنتم صدقین

بندیالوی کے اعتراض کا جواب تو الحمد للہ مکمل ہو چکا لیکن کچھ قرض چڑھا دیتا ہوں وہ یہ کہ مسلم بن عقبہ نے جس تکبر کا مظاہرہ کیا ہے اور اس نے جس طرح یزید کے حکم سے مدینہ شریف میں ظلم و ستم کیے ہیں لوٹ مار زنا سرے عام کروانا اس پر طرہ یہ کہ ان برے کاموں پر اس کا خوش ہونا اور تکبر کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سخت ناپسند ہے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے زمین پر اتر کر نہ چلو (پ ۱۵)

پھر فرماتا ہے اس نے تکبر کیا ہو گیا کافروں میں سے

(پ اس البقرة)

حدیث بخاری میں امام بخاری نقل کرتے ہیں خطبہ حجۃ الوداع:

میں آپ نے ارشاد فرمایا سنو جس طرح تمہارے اس شہر میں اس مہینہ میں آج کے دن کو حرمت حاصل ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے تمہارے آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانا اور مال چھیننا حرام کیا ہے..... پھر فرمایا دیکھو میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

(بخاری شریف ج ۳ ص ۲۴۹ کتاب المغازی پ ۱۸ باب حجۃ الوداع ترجمہ عبداللہ دیندی طبع اقبال

ٹاؤن لاہور)

لو جناب بندیالوی تمہارے بنائے ہوئے صحابی کا صفایا ہو گیا اب اس کے کردار کو مد نظر رکھیں کہ مال لوٹنا حرام زنا کرنا کرنا حرام۔ لوگوں کی گردنیں مارنا حرام اور یہ سب کچھ مسلم کا کرنا یزید کے حکم سے متواتر طور پر ثابت اور اس

بد بخت کا ان حرام کاموں پر خوش ہونا ثابت اور اس کا ان کاموں پر ثواب کی نیت ہونا ثابت۔ برے کاموں پر خوش ہونا تکبر کرنا اور ثواب کی نیت رکھنا کفر ہے۔

### شرعی اصول:

یہ بات شریعت کے قواعد میں درج ہے کہ حرام کو حلال جاننا یا اس کو کرنے کے بعد خوش ہونا ثواب کی نیت رکھنا کفر ہے۔ حرام قطعی کو حلال یا حلال قطعی کو حرام سمجھنا کفر ہے

(شرح صحیح مسلم للنوی ج ۱ ص ۹۶ طبع دار الفکر بیروت) (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۸۳ الفعل الثانی طبع کوئٹہ)

پھر مسلم بن عقبہ نے خود ہی کہا اب بھی میں دوزخ میں جاؤں تو مجھ سے بڑھ کر کوئی بد بخت نہیں واقعی ان شاء اللہ ظالموں کی یہی سزا ہے دوزخ میں جانے کی پھر ناجائز قتل کو جائز سمجھ کر قتل کرنا بھی کفر ہے



### تعداد صحابہ کرام جو حرہ میں شہید ہوئے

علامہ ابن حجر الہیتمی مکی اسعدی الانصاری لکھتے ہیں

یزید کے لشکر نے بہت سوں کو قتل کیا اور فساد عظیم برپا کیا لوگوں کو اسیر بنایا اور مدینہ کی بے حرمتی کی ایک مشہور بات ہے یہاں تک کہ تین سونو جوان اور اتنے ہی صحابہ قتل ہوئے اور سات سو کے قریب قرآن کے قاری مارے گئے اور کئی روز تک مدینہ کی بے حرمتی ہوتی رہی اور مسجد نبوی میں نماز باجماعت نہ ہو سکی اور اہل مدینہ روپوش رہے کئی روز تک مسجد نبوی میں کوئی شخص داخل نہ ہو سکا یہاں

تک کہ کتوں اور بھیڑیوں نے مسجد میں داخل ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منبر پر پیشاب کیا اور یہ سب رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیش خبری کی تصدیق کر رہی ہیں اور لشکر کا امیر صرف اس بات پر راضی ہوا کہ لوگ اس کے ہاتھ پر یزید کی بیعت کریں اور یہ کہ وہ اس کے غلام ہیں۔ خواہ وہ انہیں بیچ دے یا آزاد کرے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم کتاب اللہ اور سنت رسول پر بیعت کرتے ہیں مگر انہیں قتل کر دیا گیا یہ سب کچھ واقعہ حرہ میں ہوا

(الصواعق المحرقة ص ۳۵ طبع مکتبۃ الجمال فیصل آباد)

علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدیمیری رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی دیوبندی لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن حنظلہ کو شہید کر دیا گیا نیز ان کے ساتھ سات سو ۷۰۰ مہاجرین و انصار بھی شہید ہو گئے چنانچہ اس کے بعد مسلم بن عقبہ مدینہ میں داخل ہوا اس نے تین دن سرعام قتل کرنے کی اجازت دی

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۷) (حیات النبی و انجاص ۲۰۸ طبع اسلامی کتب خانہ لاہور)

مسلم بن عقبہ کا لقب مسرف ہے قرآن حکیم نے یہ لقب بہت ہی برے لوگوں پر بولا

آیت نمبر: کَذٰلِکَ ذِیْنَ لِّلْمُسْرِفِیْنَ مَا کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ

(پ ۱۱ یونس آیت ۱۲)

اسی طرح زینت دیا گیا ہے واسطے حد سے نکل جانے والوں کے جو کچھ

تھے وہ کرتے

## تفسیر وہابی کے قلم سے

یعنی شیطان نے ان کے برے کاموں کو ان کی نظر میں بھلا کر دکھایا ہے۔ بہتر ہے کہ وہ اسے سمجھیں اور اپنی اس روش سے باز آ جائیں۔  
(قرآن مجید ہر دو ترجمہ مع اشرف الحواشی آیت ص ۲۵۱ طبع ناشران قرآن انارکلی لاہور)

## تفسیر مظہری میں یوں ہے

ان حد سے گزرنے والوں کو ان کے اعمال اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں۔ یعنی خواہشات نفس میں انہماک اور ذکر و عبادت سے اعراض کو ان کی نظر میں محبوب بنا دیا جاتا ہے۔

(مظہری ج ۵ ص ۳۸۵ مترجم دائم وہابی طبع کراچی)

گو اس آئیہ کریمہ میں ہر انسان کو مخاطب کیا گیا ہے مسلمان کافر کو لیکر بنظر غائر دیکھا جائے اور آیت کے سیاق و سباق یعنی ارد گرد کو تو یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے اس سے مراد بہت ہی برے انسان اور کافر مراد ہیں میں نے جب غور کیا کہ اس بد معاش مسلم بن عقبہ کو تمام محدثین اور مؤرخین نے مسرف لکھا ہے جیسا کہ پہلے دلائل سے میں لکھ چکا ہوں

## برے کو مسرف کہنے کی وجوہ

کفار کو مسرف کہا گیا کیونکہ وہ اپنی جان اور مال کو ضائع کر دیتا ہے۔ جان کو اس طرح ضائع کرتا ہے کہ وہ بتوں کی پرستش کر کے خود کو جہنم کا مستحق بنا لیتا ہے اور مال کو اس طرح ضائع کرتا ہے کہ وہ بتوں کی زیب و زینت کرتا ہے اور جانور خرید کر بتوں کی بھینٹ چڑھاتا ہے اور یہ مال کو ضائع کرنا ہے اور یہ بھی کہا



گیا ہے کہ جس شخص کی عادت ہو کہ وہ مصیبت نازل ہونے کے وقت بکثرت دعا میں اللہ تعالیٰ سے فریاد کرے اور جب مصیبت زائل ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کا شکر ادا کرنے سے اعراض کرے تو ایسا شخص اپنی جان اور اپنے دین کو ضائع کرنے والا ہے۔

الغرض مسرف وہ شخص ہے جو اپنے کثیر مال کو کسی خسیس اور گھٹیا مقصد کے حصول میں خرچ کرے اور یہ معلوم ہے کہ دنیا کی رنگینیاں اور دنیا کی لذتیں اخروی نعمتوں کے مقابلہ میں خسیس اور گھٹیا ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو حواس و عقل اور تصرف کی قوتیں اس لیے عطا کی ہیں کہ وہ ان سے اخروی نعمتوں کے حصول میں کوشش کرے سو جس شخص نے اپنی ان قوتوں کو ان گھٹیا چیزوں کے حصول کی جدوجہد میں خرچ کیا تو اس نے اپنی ان قوتوں کو ضائع کر دیا اور ایسے شخص کے مسرف ہونے میں کیا شک ہے۔ بالکل اسی طرح کا حال مسلم بن عقبہ کا تھا اس لیے علماء نے اس کو مسرف کہا کہ اس کو اپنے برے کام بہت اچھے معلوم ہوئے اور یہ اس کے لیے ازلی شقی ہونے کی دلیل ہے

آیت ۲۔ پھر اللہ رب العزت نے سورہ یونس کی آیت ۷۳ میں مسرف فرعون کو قرار دیا ہے یعنی فرعون بھی حد سے زیادہ بڑھنے والا تھا اسی طرح مسلم بن عقبہ کو بھی اسلاف نے حد سے بڑھنے والا قرار دیا یعنی مسرف پھر قرآن حکیم میں کئی جگہ سے یہ ثابت ہے کہ

شیطان برے کام اچھے کر کے دکھاتا ہے

یعنی جو لوگ غلط عقائد رکھتے ہیں یا جو لوگ برے کاموں میں لگ

جاتے ہیں شیطان ان کے دل میں یہ باتیں ڈالتا رہتا ہے اور کہتا رہتا ہے شاباش اے میرے بیٹو تم بہت اچھے کام کر رہے ہو بالکل اسی طرح کا حال بندیا لوی خارجی کا ہے مزید برآں قرآن مجید میں دیکھیں مسرف لقب کفار کا ہے پ ۲۴ المؤمن آیت ۲۸ اور ۳۴ نیز پڑھیں پ ۲۷ الزیات ۳۴ اور پ ۸ الاعراف آیت ۸۱ ان آیات کا مفہوم جان لینے کے بعد مکمل طور واضح ہو جائے گا کہ اسلاف نے مسلم بن عقبہ کو مسرف لکھا تو ان کی مراد یہ لقب دینے کی کیا تھی لیکن میں کیا کہوں بندیا لوی کو جنہوں نے اپنی آندھی محبت کا ثبوت دیتے ہوئے بغیر تحقیق کے لکھ دیا یہ صحابی تھا بھول گئے وہابی تھا

پ ۱۴ اس النحل آیت ۶۳ رکوع ۱۴ ترجمہ آپ سے پہلے جو امتیں ہو گزری ہیں ان کے پاس بھی ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا سو ان کو بھی شیطان نے ان کے (برے) اعمال خوبصورت پسندیدہ بنا کر دکھائے پس وہی شیطان آج بھی ان کا رفیق ہے اور قیامت کے دن ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا

ابن کثیر لکھتے ہیں:

یعنی مشرکین و کفار کی برائیوں سے آپ پریشان نہ ہوں پہلے پیغمبروں کی تکذیب پر شیطان نے ان کو اکسایا۔ کیونکہ شیطان نے ان کے اعمال خوشنما بنا کر پیش کئے شیطان ہی ان کا دوست ہے اور یہ عبرت ناک عذاب سے دوچار ہوں گے اسی لیے وہ اپنے برے اعمال پر جمے رہے پس وہی شیطان آج اس دنیا میں ان کفار و برے لوگوں کا ساتھی ہے اور قیامت میں بھی

(تفسیر ابن کثیر ج ۴ زیر آیت ص ۹۹۹ طبع ضیاء القرآن لاہور) (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۶۰۶ طبع

دارالاشاعت کراچی روح البیان زیرایت ۶۳ ص ۲۳۸ طبع بہاولپور)

یہی حال مسلم بن عقبہ کا تھا وہ شراب کے نشہ میں مدہوش تھا برے کام اسکو شیطان نے اتنے اچھے کر کے دکھائے کہ فخر یہ کہتا تھا کلمہ پڑھنے کے بعد میں نے یہی اچھے کام کیے ہیں ”لعنت اللہ علی الظلمین“ پھر اس پر بھاری غضب اور تعجب بندیا لوی پر یزید آپ کہتا میں شرابی میرے سارے فوجی شرابی ہیں

(دیکھیں ابن کثیر ج ۸ ص ۴۰۸ طبع کراچی)

بندیا لوی کا شور بے فائدہ جھوٹا ہونا ثابت - میں نے الحمد للہ علماء محدثین کے مستند حوالہ جات سے ثابت کر دیا یزیدی مسلم بن عقبہ بہت بُرا فاسق و فاجر تھا اور ہر گز صحابی نہ تھا میں اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ غلط نظریات رکھنے والوں کو ہدایت عطا فرما اور ہر مسلمان کے ایمان کی حفاظت فرما اور میرے قارئین کو مسلک حق اہلسنت و جماعت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما آمین۔

## باب ہفتم

### در بحث یزید علیہ ماعلیہ

بندیا لوی صاحب یزید کا قصیدہ لکھتے ہیں

قارئین آئیے دیکھتے ہیں کہ سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے فرزند ارجمند حضرت علی (رحمۃ اللہ علیہ) بن حسین زین العابدین اور شیعہ کے پانچوں امام کا اس بارے میں کیا خیال ہے ایک شخص نے امام محمد باقر (رحمۃ اللہ علیہ) سے واقعہ حرہ کے بارے دریافت کیا کہ کیا ان کے گھرانے کا کوئی فرد یزید کی فوج سے لڑنے کے لئے نکلا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ نہ خاندان ابوطالب کا کوئی فرد لڑنے کے لئے نکلا اور نہ ہی خاندان عبدالمطلب میں سے کوئی شخص مقابلے میں آیا۔ سب کے سب اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہے جب حضرت مسلم بن عقبہ لشکر یزید کے سالار جو صحابی رسول تھے بغاوت کچلنے میں کامیاب ہو گئے تو حضرت زین العابدین ان کے پاس آئے۔ مسلم بن عقبہ نے ان کی عزت و تکریم کی اور کہا کہ یزید نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں یہ سن کر حضرت زین العابدین (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا

وصلّ اللہ امیر المومنین یزید۔ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو اپنی رحمت میں ڈھانپے۔

(طبقات ابن سعد ۴۱۵ واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۶ طبع سرگودھا)

سب سے پہلے میں یہ کہتا ہوں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یہ



کب کہا یزید بہت نیک ہے متقی ہے لہذا اس کے خلاف مت اٹھو اگر اس کے خلاف اٹھو گے تو باغی بن جاؤ گے بند یا لوی کا جھوٹا ہونا تو اسی بات سے ظاہر ہے لیکن یہ حضرات جو یزید کے خلاف نہیں اٹھے تو اس کی اور کئی وجوہات تھیں نا انھوں نے کہا یزید اچھا ہے نہ ان کا یہ مقصد تھا کہ یزید کے خلاف اٹھنا غلط کام ہے بلکہ وہ واقعہ کربلا کے بعد دنیا سے کنارہ کش ہو چکے تھے ہر وقت ذکر و اذکار عبادات میں مصروف رہتے تھے اگر کوئی کچھ کہتا تو آپ فرماتے تم نے جو کچھ کرنا ہے کرو مجھے کچھ نہ کہو کیوں کہ واقعہ کربلا جو آپ نے آنکھوں دیکھا تھا اس کے گہرے زخموں نے آپ کی توجہ دینا کے معاملات کی طرف سے بالکل ہٹا دی تھی۔

کیا خوب انداز ہے یزید کی تعریف و ثنا کرنے کا ابھی گذشتہ صفحات میں لکھا ہے کہ یزید کی تعریف کرنا میرا مقصد نہیں۔ کیا جھوٹ بولنے اور لکھنے کا حسین انداز ہے پھر تعجب یہ موصوف خود لکھتے ہیں میں شیعہ کے خلاف کتاب لکھ رہا ہوں اس عبارت میں بھی مخاطب شیعہ کو کیا گیا لیکن اس جاہل مطلق کو کون سمجھائے جن کے خلاف کتاب لکھ رہے ہو استدلال اور حوالہ جات ان کی کتابوں سے پیش کرو ہمیشہ اصولی بات کو مد نظر رکھ کر مسلمات خصم پیش کیے جاتے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑا کہ موصوف نے یا تو اپنی کتابوں یعنی دیوبندیوں و ہابیوں کی کتب کے حوالے دیے یا پھر علمائے اہلسنت کے محدثین کے دیے آخر میں جا کر شیعہ حضرات کی کتب سے چند حوالہ جات بھی لکھے میں نے اس کی کتاب سے یہ اخذ کیا کہ موصوف صرف اور صرف اپنے آپ کو یا چند خارجیوں و ناصبیوں کو ہی حق پر سمجھتے ہیں باقی سب کے سب علمائے دیوبند بھی اور

اہلسنت وجماعت بھی اس کے نزدیک غلط ہیں شیعہ پہلے غلط ہیں میں پہلے لکھ آیا ہوں کہ بندیا لوی صاحب نے اصل میں کتاب اہلسنت وجماعت کے خلاف لکھی شیعہ کی تو جگہ بہ جگہ حمایت کرتے ہیں اسی کتاب میں ہم پر طرح طرح کے الزام اور بہتان لگائے ہم پر کیا لگائے علماء و محدثین پر صحابہ کرام پر اہلبیت پر لگائے پھر میں پوچھتا ہوں تم نے علامہ ابن سعد کی کتاب سے استدلال پکڑا کیا یہ شیعہ ہے یا پھر البدایہ والے شیعہ تھے۔ پھر میں کہتا ہوں حوالہ دیتے وقت بھی ہیر پھیر کی کہ طبقات کی بہت سی جلدیں ہیں حوالہ دیتے وقت قلم کی سیاہی ختم ہوگئی تھی یا پھر جان بوجھ کر ایسے کیا تا کہ نہ کسی کو حوالہ ملے اور نہ کوئی میری گرفت کرے لیکن اس بچارے کو یہ معلوم نہ تھا کہ علماء کے خادم اور دین کے خادم موجود ہیں وہ میری ہیر پھیر کی دھجیاں اڑا دیں گے اب میں الحمد للہ اس کی خرافات کا جائزہ لیتا ہوں یزید کی تعریف ثنا کرنے کے لئے اہلبیت کا سہارا لینے کی نامقبول کوشش کی اور کتاب میں لکھا تھا گرفتار کر کے لائے گئے

(طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۱۶ طبع کراچی)

پھر جو دعائیہ کلمات نقل کیے وہ صرف یہ ہیں

وصلی اللہ امیر المومنین۔

(الطبقات الکبریٰ ج ۵ ص ۲۱۵ طبع دارصادر بیروت)

اس ظالم نے اپنی طرف سے یزید کا ساتھ نام جڑ دیا

عین ممکن ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تور یہ کرتے ہوئے کہا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے امیر المومنین سے مراد کسی اور خلیفہ کو لیا ہو اور یہ شرعاً جائز ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے تور یہ کرتے ہوئے فرمایا تھا امام

بخاری نے اسے کتاب الانبیاء میں نقل کیا

اس خارجی ناصبی نے اپنے خالی ترکش کو اہلبیت کے گھر سے پُر کرنے کی کوشش کی پہلی بات تو یہ ہے تاریخی روایت ہے جس کی صحت پر پورا پورا یقین نہیں یہ محل نظر ہے۔

عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں یہ روایت بالکل ضعیف ہے اس کے تمام راویوں پر جرح کر کے ضعیف ثابت کیا دیکھیں حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۷۸ طبع مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور۔

لیکن اگر تسلیم کر لی جائے تب بھی یزید بچ نہیں سکتا کیونکہ زندگی میں تو کافر کے لیے بھی خیر کی دعا اور کسی کی ہدایت کی دعا کرنا یہ اچھی بات ہے بالخصوص خاندان نبوت کا یہ خاصہ رہا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طریقہ سے ثابت ہے کسی کے لیے اچھی دعا کرنا شرعاً جائز ہے اس بات سے اہل سنت و جماعت کے مسلک و عقیدہ پر کوئی زد نہیں پڑتی

آئندہ سطور میں میں واضح کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کئی کافروں کے لیے دعا ہدایت کی اور آپ کی سنت پر چلتے ہوئے اہلبیت نے بھی اس پر پورا پورا عمل کیا

وہ قصے اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے

تڑپ اٹھو گے کانپ اٹھو گے سن کر داستان اپنی

اپنا شیوہ ہے اندھیروں میں اجالا کرنا ان کی خواہش ہے دنیا میں یوں ہی رات رہے

زندہ کافروں کے لیے مغفرت اور ہدایت کی دعا کا جواز علامہ قرطبی

لکھتے ہیں

اگر انسان اپنے کافر ماں باپ کے لیے دعا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جب تک وہ زندہ ہوں ان کے لیے استغفار کرتا رہے البتہ جو (کافر) شخص مر گیا تو اس کے اسلام لانے کی امید نہیں رہی سو اس کے لیے دعا جائز نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان اپنے مردوں کے لیے استغفار کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہونے (س تو بہ پ ۱۱ آیت ۱۱۴) کے بعد انہوں نے اپنے مردوں کے لیے استغفار کرنا چھوڑ دیا اور ان کو زندہ مشرکین کے لیے استغفار کرنے سے نہیں منع کیا گیا حتیٰ کہ وہ مرجائیں

(الجامع الاحکام القرآن ج ۸ ص ۹۲ طبع دار الفکر بیروت) (جامع البیان رقم الحدیث ۴۳۷۲ طبع دار الفکر بیروت)

حدیث ۲:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل اور ان کے اصحاب نے آ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دوس نے کفر کیا اور اسلام لانے سے انکار کیا۔ ان کے خلاف اللہ سے دعا کیجئے۔ بس کہا گیا اب دوس ہلاک ہو گئے آپ نے فرمایا اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو یہاں لے آ۔

(صحیح بخاری شریف رقم الحدیث ۴۳۹۲ طبع بیروت) (صحیح مسلم شریف رقم الحدیث ۲۵۲۳ طبع بیروت)

حدیث ۳

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے کہا یا



رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا ڈالا ہے ان کے خلاف اللہ سے دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث ۳۹۴۲ طبع بیروت) (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۰۱ طبع دار لکتب العلمیہ بیروت)

گستاخوں کے ساتھ اہلبیت کا اچھا سلوک حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ایک بدوی صحرا سے آیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے بدوی نے گالی نکالی اور آپ کے ماں باپ کا بُرا کہا آپ اٹھے اور کہا اے بدوی تو بھوکا ہے پیاسا ہے یا تجھے کوئی تکلیف ہے اس نے پھر آپ کو اور آپ کے ماں باپ کو برا بھلا کہا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غلام کو حکم دیا اور اس نے ایک تھیلی چاندی کے سکوں کی بدوی کے آگے ڈال دی۔ پھر آپ نے فرمایا مجبور ہوں اس سے زیادہ میرے گھر میں موجود نہیں ورنہ دریغ نہ کرتا جب بدوی نے یہ بات سنی تو پکار اٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرزند ہو۔ میں صرف حلم طبع کا امتحان لے رہا تھا

حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ محقق اہل تصوف کی صفت ہے وہ خلقت کی مدح و ذم سے متاثر نہیں ہوتے اور سخت کلامی ان کو متغیر نہیں کرتی

(مکشف المحجوب ص ۴۴ طبع ضیاء القرآن لاہور)

واضح ہوا اہلبیت کی عظمت کیا ہے کہ گستاخ اہلبیت نے جتنی جوانوں

کے سردار اور سردارہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و صحابی اور جنتی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیں تو امام نے بجائے اس کو کافر کہنے یا مرتد کہنے کے آپ نے فرمایا تم بھوکے ہو یا پیاسے ہو اور انعام کے طور پر چاندی کے سکوں کی تھیلی دی اب اگر بندیا لوی صاحب کہیں وہ گستاخ کتنا اچھا تھا اس کو امام نے انعام سے نواز الہذا وہ تعریف کے قابل ہو گیا بالکل یہی معاملہ یزید کا تھا اور اس کے ساتھ مسلم کا کہ اے ظالموں تم اپنے ظلم بھی دیکھو اور ہمارا کردار بھی بندیا لوی نے الٹ سمجھ لیا

### دلیل نمبر ۲: ابن کثیر لکھتے ہیں

ایک دن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو کچھ دیا اور پھر اس سے نظریں پھیر لیں۔ اس آدمی نے سامنے آکر کہا۔ میں تمہارے ہی پاس آیا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ میں تم سے چشم پوشی کر رہا ہوں۔ یہ سن کر اس آدمی نے علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیں تو لوگوں نے اس کو برا بھلا کہا تو علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا لوگو اسے چھوڑ دو کچھ نہ کہو اور پھر اس کے پاس پہنچے اور کہا اللہ نے تجھ سے جو ہمارے عیوب چھپا رکھے ہیں وہ تو بہت ہی ہیں۔ کیا تیری واقعی ایسی کوئی ضرورت ہے جس کے لیے تیری مدد کی سخت ضرورت ہے وہ آدمی یہ سن کر بے حد شرمندہ ہوا۔ اس کے بعد علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہزار درہم اس کو دینے کے لیے حکم دیا اور ایک بہترین کپڑا بھی اس کے جسم پر اپنا اتار کر ڈال دیا اس کے بعد جب بھی وہ شخص علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتا تھا تو کہتا تھا تم بے شک اولاد نبی ہو۔ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

(البدایہ والنہایہ ج ۹ ص ۸۷ طبع کراچی) (الصواعق المحرقة ص ۶۶۶ طبع فیصل آباد)

قدر اولاد نبی دا ایہہ یزیدی کی جان

قدر اولاد نبی دا جان سنی صاف جھنڈے سینے

میں کہتا ہوں اب اگر اس حسنِ اخلاق اہلیت کو دیکھ کر کوئی یہ کہنا شروع کر دے کہ وہ شخص بڑا ہی اچھا تھا جس کو امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا کپڑا دیا اور تحائف سے نوازا تو کیا اس کا یہ کہنا درست ہوگا ہرگز نہیں کیونکہ اس شخص نے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیں آپ نے اس گستاخ کو نہ جھڑکانہ ڈانٹا نہ برا بھلا کہا بلکہ اس پر تحائف کی بارش کی وہ شخص آلِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اخلاق کریمانہ دیکھ کر گرویدہ ہو گیا بس اسی وجہ سے امام نے اگر واقعتاً تعریف کی تو یہی وجہ تھی گو یہ امام ان ظالموں کو اپنے کردار سے کہہ رہے تھے اے کم بختم اپنے جو رجفابھی دیکھو اور ہماری وفا بھی دیکھو

پھر بندیا لوی کہتے ہیں امام زین العابدین آئے ارے ظالم آئے نہیں گرفتار کر کے لائے گئے تفصیل دیکھیں

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۲۰۲ طبع مصر) (تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۲۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

لیکن اس کے باوجود امام نے اپنی زبان اور کردار سے بتایا چاہے کوئی دشمن ہو ظلم کرنے والا ہو ہمارا شیوہ یہ ہے کہ دعا ہی دیں گے کیونکہ یہی سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے لیکن اگر کوئی ان واقعات کو پڑھ کر گستاخوں یا دشمنوں کو نیک اور پارسایا عاشقِ اہلیت لکھنا شروع کر دے بندیا لوی کی طرح تو یہ بہت بڑا ظلم ہوگا اور ان نیک سیرت لوگوں پر الزام ہوگا۔

فاعتبر وایا اولی الابصار



کتے چمکاں دیکھ نہ بھل جاویں الہیہ بالکل جھوٹے تلے نی  
اصفر الہیہ الٹ زمانہ اس ہن دودھ دے راکھے پلے نی

### شیخ بندیا لوی کی بوکلا بازیاں پڑھیں

قارئین گرامی قدر اس حوالے کو ایک بار پھر پڑھیں اور ضد عناد سے کنارہ کش ہو کر فیصلہ کیجئے کہ اگر واقعہ حرہ کا ذمہ دار یزید اور اس کی فوج ہوتی تو سیدنا حسین کے بہادر و شجاع فرزند لشکر یزید کے سالار سے ملنے کبھی نہ آتے اور اگر ملنے آ ہی گئے تھے تو پھر یزید کے لئے رحمت کی دعا کبھی نہ کرتے اور اسے امیر المومنین کے خوبصورت لقب سے یاد نہ فرماتے۔ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق گو فرزند کی دعا نے ثابت کر دیا کہ واقعہ حرہ میں تمام تر قصور اور غلطی ان لوگوں کی تھی جو بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ لشکر یزید جس کی قیادت صحابی رسول کر رہے تھے نے تو بغاوت کو کچلنے کے لیے کاروائی کی تھی آواز دو انصاف کو اور دست بستہ سوال کرو اور باب حل و عقد سے کہ مسلمانوں کی متفقہ حکومت کے خلاف چند لوگ بغاوت کو کچلنے کے لیے مناسب کاروائی کرے تو قصور کس کا ہوگا۔ باغیوں کا یا حکمران وقت کا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۶ طبع سوئم سرگودھا)

الحمد للہ تسلی بخش ان تمام بندیا لوی کی خرافات کے جوابات لکھے جا چکے ہیں ہم نے عقلی اور نقلی تحقیقی اور تنقیدی طور پر پہلے لکھ دیا اب اس بات کا جواب پڑھیں حضرت زین العابدین مسلم بن عقبہ کے دربار میں کس طرح لائے گئے اور پھر یہ کہ یزید کو امیر المومنین کہنا کس قدر سخت ناجائز ہے



## امام زین العابدین نے بیعت یزید نہیں کی

علامہ ابن خلدون اور علامہ ابن اثیر جذری کے قلم سے

چوتھے روز جب مسلم بن عقبہ قتل و غارت سے تھک گیا تو اس نے بیعت کی غرض سے اہل مدینہ کے پیش کیے جانے کا حکم دیا لشکریان شام چاروں طرف پھیل گئے جو جہاں ملتا تھا اسکو پکڑ لاتے تھے اگر وہ بیعت کرنے سے انکار کرتا تھا تو فوراً قتل کر دیا جاتا تھا رفتہ رفتہ علی بن حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ زین العابدین) گرفتار ہو کر پیش کیے گئے

مروان بن الحکم نے ایک پیالہ شہد پیش کیا آپ نے تھوڑا سا نوش فرما کر رکھ دیا۔ مسلم بن عقبہ بولا تم کیوں نہیں پیتے علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر کانپ اٹھے۔ گھبرا کر پیالہ اٹھالیا۔ مسلم بن عقبہ نے کہا تم خوفزدہ نہ ہوا اگر تمہارا کوئی تعلق اہل مدینہ کے ساتھ ہوتا تو میں بے شک تم کو قتل کر ڈالتا لیکن امیر المؤمنین نے مجھے ہدایت کی تھی اور یہ کہا تھا کہ تم نے ان کو لکھا ہے کہ ان معاملات سے ہم کو کوئی واسطہ نہیں۔ پس اگر تمہارا جی چاہے تو تم شہد نوش کرو ورنہ خواہ مخواہ پینے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسلم نے یہ کہہ کر علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے برابر بٹھالیا پھر کچھ دیر کے بعد کہا شام تمہارے متعلقین میرے پاس آنے سے پریشان ہوں گے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ آپ نے فرمایا تم یہ سچ کہتے ہو مسلم بن عقبہ نے سواری منگوائی۔ آپ بلا بیعت کیے ہوئے اپنے گھر چلے آئے اور عبد اللہ بن مطیع بھاگ کر مکہ معظمہ جا پہنچے یہ واقعہ جب ذوالحجہ کی دورانی میں باقی رہ گئی تھیں ۶۳ھ عہد حکومت یزید (علیہ ماعلیہ) بن معاویہ میں واقع ہوا۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۲۵ و ۱۲۶ طبع کراچی) (تاریخ کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۱۰۲ طبع مصر)  
یہ تھی وہ حقیقت جس کو ہم نے پوری دیانت داری سے درج کر دیا لیکن  
بندیالوی نے ان حقائق کو اپنی بد باطنی کے ذریعے سے چھپانے کی کوشش کی لیکن  
حق چھپ نہیں سکتا۔ ان حقائق سے معلوم ہوا کہ طبقات الکبریٰ کی جو عبارت  
بندیالوی نے یزید کی شان میں لکھی اگر وہ صحیح ہوتی تو باقی مسورخین بھی اس کو ضرور  
نقل کرتے نہیں کی تو ثابت ہوا کہ امیر المومنین کہا جائے۔ پھر بندیالوی نے یہ بھی  
جھوٹ لکھا کہ امام زین العابدین خود ملنے آئے یہ بھی جھوٹ ثابت ہوا کیونکہ آپ  
کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا

ان بہترین مسورخین کے پیش کردہ حقائق میں کہیں یزید کی تعریف کا  
کوئی لفظ نہیں بلکہ الٹا ان یزیدیوں کے ظالمانہ کردار کی جھلکیاں واضح ہیں پھر  
انہیں حقائق میں یہ بھی گزرا کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی  
بیعت نہیں کی اور نہ ہی آپ نے پہلے کی ہوئی تھی کربلا کے بعد مدینہ شریف پہنچنے  
تک کم از کم میری نظروں میں کسی مستند کتاب کی عبارت نہیں آئی کہ آپ نے یزید  
کی بیعت کی ہو اور مسورخین نے بھی اسی لیے لکھا کہ آپ نے بیعت نہیں کی تھی

بندیالوی صحابہ کرام کا گستاخ اور توہین کرنے والا

بندیالوی نے لکھا تمام تر قصور اور غلطی ان لوگوں کی تھی جو بغاوت پر  
آمادہ ہوئے میں نے اللہ رب العزت کی توفیق عنایت سے یہ لکھ دیا یزید کے  
خلاف کون اٹھے تھے اور مزید جوابات بھی گذشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں اب

میں پھر کہتا ہوں کہ ان صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تو افضل جہاد کیا ظالم جابر فاسق و فاجر کے خلاف اٹھ کر لیکن یزیدی ہمنوا ان جلیل القدر لوگوں کو باغی اور تمام قصور کے ذمہ دار کہتے ہیں اس سے واضح طور پر صحابہ کرام کی توہین اور گستاخی ثابت ہو رہی ہے ان کم بختوں کو کون سمجھائے تم کہتے ہو ہم صحابہ کے سپاہی ہیں اور دفاع کرتے ہیں شیعہ گستاخ ہیں لیکن میں کہتا ہوں تم نے سب کو باغی لکھ کر قصور دار ان کو بنارہے ہو جن کو تم باغی اور غلط سمجھے بیٹھے ہو وہ صحابی اور تابعی تھے تم ان کو باغی لکھ کر شیعہ کو تقویت دے رہے ہو اور ان جلیل القدر لوگوں کی توہین کر رہے ہو ابھی تم کہتے ہو ہم دفاع کرتے ہیں یہ تمہارا دوہرا معیار میری سمجھ سے باہر ہے

ارے ظالم ملاں یہ دوہرا معیار چھوڑ دے یک رنگ ہو جا  
دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا۔ سرا سر موم یا سنگ ہو جا  
تم لکھتے پھرتے ہو یزید کی متفق حکومت تھی یہ بھی جھوٹ ہے میں واضح  
کر چکا ہوں پھر میں پوچھتا ہوں اس کی کیا اصل ہے کہ وہ باغی تھے کیا ثبوت یا  
شریعت کا کون سا اصول ہے جس کی وجہ سے جلیل القدر باغی بن گئے وہ یقیناً نہیں  
تھے باغی تم ہو تمہاری دہشت گرد جماعتیں ہیں ابھی سے توبہ کر لو آسمان پر تھوکنے  
سے اپنا ہی منہ گندا کر رہے ہونہ کرو

### عظمت صحابہ کرام کی جھلکیاں

ان نفوسان قدسیان پر خدا راضی ہو چکا ہے ان کو اپنی جماعت قرار  
دے چکا ہے ملاحظہ ہو پ ۲۸ مسجاد لہ کیا خدا کی جماعت باغی ہو سکتی ہے ہرگز نہیں



حقیقت میں باغی یزید اور اس کے فوجی اور اس کے ہمنوا تھے اور آج کے دور میں تم ہو جوان باغیوں اور مسلمانوں کے دشمنوں کو بچاتے پھرتے ہو میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ ان ظلموں کا دفاع کرنا چھوڑ دو ورنہ قیامت میں انہیں ظالموں کے ساتھ تمہیں بھی چھتر ان شاء اللہ ضرور پڑیں گے میں تمہاری خیر خواہی کرتے ہوئے حدیث لکھ دیتا ہوں پڑھ لیجئے

### حدیث

مسلم اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (صحابہ) سے فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے صحابہ نے عرض کیا ہمارے اندر تو مفلس وہی ہوتا ہے جس کے پاس روپیہ بھی نہ ہو اور سامان بھی نہ ہو فرمایا میری امت میں مفلس وہ شخص ہوگا جو قیامت کے دن نماز۔ روزہ (یعنی ساری نیکیاں) لے کر آئے گا لیکن (دنیا میں) کسی کو گالی دی ہوگی۔ کسی پر زنا کی تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال (نا جائز طور پر) کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا کسی کو مارا ہوگا (کسی نے ظالم کی حمایت کی ہوگی) چنانچہ کسی کو اس کی یہ نیکیاں (ظلم کے بدلے میں) دلواد جائیں گی کسی کو وہ نیکیاں۔ پھر اگر ادائے حقوق سے اس کی نیکیاں کم پڑیں گی تو حق دار کے گناہ لے کر اس حق تلفی کرنے والے پر ڈال دیے جائیں گے پھر اس (ظالم) کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا

(تفسیر مظہری ج ۱۱ ص ۵۴۳ پ ۲۸ النفاہین مترجم دہانی طبع کراچی)

مزید پڑھتے چلو شاید کہ تم ان کو باغی کہنے سے رک جاؤ قرآن حکیم میں



ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ س الحشر پ ۲۸ آیت ۱۰ ترجمہ

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھاے ہمارے رب بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے

### تفسیر مظہری میں زیر آیت

لکھا ہے بعد یعنی مہاجرین و انصار کے بعد ان سے مراد ہیں وہ صحابی جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور وہ تمام مومن بھی مراد ہیں جو صحابہ کے بعد قیامت تک آنے والے ہیں

لاخو اننا۔ یعنی ہمارے دینی بھائیوں کے لیے جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ پہلوں کا پچھلوں پر حق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ سے جن کو ہدایت ملی اور ایمان کی توفیق ہوئی ان ہی کے ذریعہ سے پیچھے آنے والے ہدایت یاب ہوئے۔ للذین امنوا۔ ان سے مراد ہیں مہاجرین و انصار جو بعد کو آنے والوں سے پہلے ایمان لائے۔ اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ اگر کسی کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے کسی طرح کا بغض ہو تو اس کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہوگا جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے

### عبدالداائم دیوبندی کہتے ہیں

یعنی نواصب۔ خوارج اور شیعہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں

(تفسیر مظہری ج ۱۱ ص ۳۱۱ طبع دارالاشاعت کراچی)

میں اللہ کی توفیق عنایت سے کہتا ہوں جس طرح خارجی ناصبی خارج آیت ہیں اسی طرح جن کی وجہ سے یہ ناصبی وغیرہ بنے وہ بھی خارجی آیت ہے اور بند یا لوی اینڈ کمپنی بھی ناصبیوں اور یزیدیوں کا دفاع کرنے کی وجہ سے خارج آیت ہیں۔ ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام عدول ہیں اللہ تعالیٰ کے اولیاء اور اصفیاء ہیں اور نبیوں رسولوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں جو انکو باغی یا غلط کہے وہ جھوٹا لعنتی ہے

### عظمت صحابہ کرام پر احادیث

#### حدیث نمبر ۱

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب کو برا نہ کہو اگر تم میں سے کوئی ایک شخص احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کر دے پھر بھی وہ ان کے دے ہوئے ایک کلو یا نصف کلو کے برابر نہیں ہوگا

(صحیح بخاری شریف رقم الحدیث ۳۷۳۲ کتاب المناقب) (صحیح مسلم رقم الحدیث ۶۳۶۵ کتاب فضائل باب تحریم سب الصحابہ)

#### حدیث ۲

حضرت عبداللہ بن مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب کے متعلق اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے متعلق اللہ سے ڈرو ان کو میرے بعد طعن کا نشانہ نہ بناؤ جس نے ان سے محبت رکھی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی اور جس نے ان

سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو اذیت دی اس نے بے شک مجھ کو ذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے بے شک اللہ کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو ذیت دی عنقریب اللہ اس کو پکڑے گا

(جامع ترمذی کتاب المناقب فضائل صحابہ رقم الحدیث ۱۷۹۶) (مسند احمد ج ۳ ص ۸۷ طبع مکتبہ اسلامی بیروت)

### حدیث ۳

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے وصال کے وقت کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ ہمیں وصیت کیجئے آپ نے فرمایا میں تمہیں مہاجرین میں سے سابقین اولین کے متعلق وصیت کرتا ہوں اور ان کی اولاد کے متعلق اور ان کے بعد کے لوگوں کے متعلق اگر تم نے ان کی خیر خواہی نہ کی تو تمہارا کوئی فرض اور نفل قبول نہیں کیا جائے گا

(المعجم الاوسط رقم الحدیث ۸۷۸ طبع دار الفکر بیروت) (البحر الزخار المعروف مسند البزار رقم الحدیث ۳۷۷۷ طبع

مؤسسۃ القرآن بیروت) اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں (الصواعق المحرقة ص ۸۴۰ طبع فیصل آباد)

قارئین میں پہلے لکھ چکا ہوں بہت سے صحابہ اور تابعین یزید کے خلاف اٹھے اور واقعہ حرہ میں شہید کیے گئے کچھ غازی بنے بندیا لوی ان سب کو باغی اور غلطیاں کرنے والے بار بار لکھ رہے ہیں تو اس کا گستاخ صحابہ ہونا واضح طور پر ثابت ہوا تو ہین کرنے والا بھی یہ کام کر کے اس ظالم نے شیعہ مسلک کی حمایت کی نام مخالفت کا اندرون خانہ حمایت کا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے

ارشادات عالیہ میں واضح فرمادیا میرے صحابہ کو برا کہنے والا جہنمی ہے اس کی کوئی عبادت قابل قبول نہیں ہے حافظ سیوطی لکھتے ہیں چنانچہ باب طیبہ میں جنگ ہوئی جو جنگ حرہ کے نام سے مشہور ہے جانتے ہو جنگ حرہ کیا چیز ہے سنو اس کی بابت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ بیان کیا بخدا اس جنگ میں صحابہ کرام رضوان اللہ کو چن چن کر قتل کیا گیا اور دوسرے مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا شہر رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لوٹا گیا اور ہزار ہا دوشیزہ و نوجوان خواتین کو جبراً ذلیل کیا گیا

(تاریخ الخلفاء ص ۲۱۰ طبع کراچی) (الصواعق المحرقة ص ۲۳۳ طبع فیصل آباد ۲)

لو جناب بندیالوی تم بنا لائق والے ان کو جنہوں نے صحابہ کرام کو چن چن کر شہید کیا اور معاذ اللہ تم صحابہ کو باغی کہتے ہو شرم مگر تم کو نہیں صادق ہوں اپنے قول کا میں غالب خدا گواہ ہے کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

کیا یزید کو امیر المومنین کہنا جائز ہے ہرگز نہیں ابن حجر مکی و امام سیوطی کا

فتویٰ پڑھیے

نوفل بن ابوالفرات کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے یزید کا ذکر کیا اور کہا امیر المومنین یزید (علیہ ما علیہ) بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تو آپ نے فرمایا تو اسے امیر المومنین کہتا ہے آپ کے حکم پر اسے بیس ۲۰ کوڑے مارے گئے

(الصواعق المحرقة ص ۳۱، ۳۲ و ۴۱ طبع فیصل آباد) (تاریخ الخلفاء ص ۲۱۰ مترجم اقبال الدین



گاہندی دیوبندی طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (تذہیت التہذیب ج ۱۱ ص ۳۶۱ طبع مصر)

(لسان المیزان ج ۴ ص ۲۹۴ طبع حیدرآباد دکن انڈیا حادثہ کربلا پس منظر ص ۳۵۱)

صفایا کر دیا بندیا لوی کے امیر المومنین کا ان جلیل القدر محدثین نے اور وہ بھی پانچویں خلیفہ راشد کے حکم سے یزید کو امیر کہنے والے شخص کو ۲۰ کوڑے مروانا اس بات کی دلیل ہے کہ یزید اس لقب کا ہرگز اہل نہیں کاش کہ کوئی اب خلیفہ راشد بنے جو ان ظالم یزیدیوں کو خوب خوب سزائیں دے جو صرف یزید کو خلیفہ ہی نہیں کہتے بلکہ دوسروں کو بھی کہنے کی دعوت دیتے ہیں اور لکھتے پھرتے ہیں یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاذ اللہ استغفر اللہ

اور یہ بھی کہ اس کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا مستحب ہے نعوذ باللہ من ذالک

صاف ہو گیا بندیا لوی کا یہ اعتراض کہ امام زین العابدین نے یزید کو امیر المومنین کے خوبصورت لقب سے یاد کیا میں لکھ چکا ہوں یہ آپ پر الزام ہے اور یہ روایت جھوٹی ہے قابل استدلال نہیں ہے میں معتبر کتب سے جواب لکھ چکا اور یہ بھی کہنا غلط کہ یزید کی متفقہ حکومت تھی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کافوتی کہ یزید پر سب کا اتفاق نہ تھا

سید نفیس الحسینی قاری ضیاء الحق اور حبیب الرحمن اعظمی ان سب دیو

بندی حضرات کافوتی یزید کو امیر کہنا لکھنا ناجائز

حضرت مولانا اعظمی نے یزید کو ننگ انسانیت۔ ناپاک اور خبیث اور قاتل حسین قرار دیا ہے۔ یزید کو صالح اور عادل۔ اور امیر المومنین۔ لکھنے کی جسارت کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور غور کریں کہ کل

روزِ محشر میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے آگے چل کر حضرت تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے شخص کو جس نے یزید کو امیر المومنین کے لقب سے یاد کیا تھا بیس ۲۰ کوڑے لگانے کا حکم دیا۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۵۱ طبع مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور)

(سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۴۱۲ و ۴۱۳ طبع مکتبہ شہید لاہور) (شہید کربلا اور یزید ص ۱۴۸)

از قاری طیب دیوبندی طبع اسلامیات لاہور)

### نیز یہی لکھتے ہیں مفتی شفیع صاحب دیوبندی کی تصریحات

قاری ضیاء الحق دیوبندی لکھتے ہیں حضرت مفتی صاحب کی عبارات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ یزید اپنے افعالِ ناشائستہ کی بنا پر اس لائق نہیں کہ اس کی تعریف و توصیف کی جائے جیسا کہ نواصب اپنے جلسوں اور تقاریر میں۔ امیر المومنین یزید رحمۃ اللہ علیہ۔ (استغفر اللہ) زندہ باد کے نعرے لگواتے ہیں اور اس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روح مبارک کو مزید اذیت پہنچانے کا سامان کرتے ہیں ایسے لوگ بھص قرآنی اپنے آپ کو لعنتِ خداوندی کا مستوجب بنا رہے ہیں۔ ارشادِ بانی ہے۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر خدا کی پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ (س الاحزاب پ ۲۲ آیت ۵۷)

(سیدنا علی و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۴۰۴ و ۳۶۰ طبع لاہور)

اے کاش بندیا لوی نے اپنے ان بڑے علماء سے پوچھا ہوتا تو ان کا

وقت برباد نہ ہوتا اور اتنے پیسوں کا ضیاع نہ ہوتا لیکن کون سمجھائے ان خارجیوں اور ناصبیوں کو کہ انہوں نے یزید پلید کی اندھی محبت اپنے دل میں بسا رکھی ہے صحابہ کرام اور اہلبیت عظام رضوان اللہ کا دامن چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ حدیث میں ان کا دامن مضبوطی سے تھامنے کا حکم ہے اور بندیا لوی کے بڑے علماء نے فرمایا یزید کی تعریف و ثنا کرنا امیر کہنا وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا دینے والی بات ہے اور یہ بنص قرآن ثابت بھی کر دیا میں کہتا ہوں بندیا لوی صاحب آپ سچے ہیں یا جن کے نام کی دستار سجا رکھی جنہوں نے تمہاری ساری ریسرچ اور تحقیق پر پانی بہا دیا اور تم کو کھازا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو عقل کرو بے عقل نہ بنو یزید کی تعریف کا قصیدہ چھوڑ دو ورنہ عنقریب سزا ہوگی کڑی

فاعتبر وایا اولی الابصار

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ داراز میں  
لو خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا  
انہیں کا قصہ سنارہا ہوں زبان و قلم میری ہے بات ان کی  
انہیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

ظفر اللہ شفیق دیوبندی کے اقتباسات ملاحظہ ہوں

خیال نہ کیا جائے کہ یہ عہد ماضی کے قصے ہیں جو خوش عقیدہ لوگوں نے  
وہنی تسکین کے لیے بیان کیے ہیں۔ بے ادبی اور گستاخی کی سزا آج بھی جاری و  
ساری ہے گستاخی خواہ صحابہ کرام کی ہو یا اہل بیت عظام کی۔ ایمان و عرفان کا نور  
سلب کر لیتی ہے بغض اہلبیت اور بغض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں درحقیقت

روحانی کینسر ہیں جو مسلمان کی روحانی شخصیت کو مسخ کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وحشت اور لعنت گستاخانِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہروں سے ٹپکتی ہے۔ گستاخانِ اہلبیت کے چہروں پر بھی ویسی ہی پھٹکار برسی ہے ایسے لوگوں کی محبت سے طبیعت میں ایک عجیب سا انقباض پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جنہیں ایمان و اعتدال کی دولت عطا فرمائی وہ کبھی دقتِ نظر سے ایسے لوگوں کا جائزہ لیں۔ ان کا دل اس حقیقت کی تصدیق کرے گا عبرت کے طور پر چند مشاہدے نذر قارئین ہیں۔

### حکایت نمبر ۱ گستاخِ اہل بیت کا برا حال

ایک صاحبِ علم (مولانا) کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے خطیب تھے ان کی قرآنی خدمت کا عالمی تعارف ہے مجھے ان سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا۔ اتفاقاً ایک مجلس میں ملاقات ہو گئی تو چہرے پر قرآن کا نور اور گفتگو میں محبت کا سرور نہیں پایا بہت تعجب ہوا یہ وحشت اسی مکروہ سوچ کا اثر ہے (یعنی یزید کو امیر المومنین کہنے کا)

### حکایت ۲ گستاخِ اہلبیت کی عاقبت خراب

عصر حاضر میں ناصبیت اور یزیدیت کے مردہ فتنے کو کراچی کے ایک صاحب (نامحمد عباسی) نے دجا جالی اندازِ تحریر سے زندہ کیا اور ہزاروں لوگوں کو گمراہ کیا دینی حوالے سے ان صاحب کا حال یہ تھا کہ نماز پنجگانہ تو کجا جمعہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے صوم رمضان کی بھی ان کے پاس کوئی اہمیت نہ تھی قرآن مجید اور وحی کے بارے میں ذہن صاف نہیں تھا آخر اسی حال میں دارِ آخرت کو روانہ



ہوئے۔ نمازوں کے بارے میں سستی اور لاپرواہی صرف انہیں صاحب کا و طیرہ نہ تھا بلکہ اوپر جتنے لوگوں کا ذکر ہوا ہے دینی خدمات سے تعلق رکھنے کے باوجود تقریباً سبھی نمازوں اور دیگر دینی اعمال میں کوتاہ تھے (اس کا مزید تعارف میں نے کتاب کے اندر اہم انکشاف کے نام سے لکھا ہے پڑھیں مؤلف)

(امام حسین اور واقعہ کربلا قرآن حدیث اور دانش کی روشنی میں ص ۱۵۸ تا ۱۶۰ طبع صراطِ مستقیم مسلم کالونی

شالامار لنک روڈ باغبان پورہ لاہور)

لبا لب ہے تمہارے ذہن کا کاسہ عداوت سے  
مگر خالی محبت سے سراسر جام ہے تیرا  
ملاں کدھر جا رہے ہیں اس کو بھی یار سوچ  
ہے سوچنے کی چیز اسے بار بار سوچ  
جناب ظفر اللہ شفیق دیوبندی نے اپنی اس کتاب کے ان صفحات پر  
بہت سے دیوبندی وہابی مولوی حضرات کے واقعات اسی قسم کے درج کیے ہیں  
جن سے گستاخی کی بو آتی ہے شوق رکھنے والے اصل کتاب کا مطالعہ کریں  
بالکل سچ اور حقیقت کی باتیں پیش کی گئی ہیں بد معاش لوگوں کا دفاع  
بد معاش ہی کرتے ہیں نیک لوگوں کا دفاع نیک ہی کرتے ہیں۔ یہ خدائی فیصلے  
ہیں کوئی مانے یا نہ مانے میں کہتا ہوں یزید پلید کے تمام حامیوں اور طرفداروں  
بمعدہ بندیا لوی یہی حال ہے جو اوپر گزرا میں نے الحمد للہ بندیا لوی کے اعتراض کا  
جواب علماء و محدثین مؤرخین کے ساتھ ساتھ علمائے دیوبند کے قلم سے لکھ دیا  
صداقت پر کبھی باطل کا جادو چل نہیں سکتا  
فریب کفر کے سانچے میں ایمان ڈھل نہیں سکتا

## شیخ موصوف کی چالاکیاں پڑھیں

آج یہ دو رکعت کا ملا۔ پیشہ ورواعظ۔ منبر و محراب کے لیے بدنماداغ خطیب سنی نماشیعہ قاضی و نعمانی۔ کئی لال کا لے شاہ اپنی تقریر و تحریر میں یزید کو کافر..... کبھی فاسق و فاجر اور شراب نوش کہہ کر لعنت کی تسبیح پڑھنا کا رثواب سمجھتے ہیں اور کوئی نام جہاد محقق کہتا ہے کہ کوئی اہلسنت یزید کی تعریف نہیں کرتا۔ جان کی امان پاؤں تو ہاتھ جوڑہ کر ان محققین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یزید کے دور میں جتنے اصحاب رسول زندہ تھے ان میں سے کسی ایک نے بھی یزید کے خلاف خروج کیا یا خروج کو جائز قرار دیا ان میں کسی ایک نے بھی نہ یزید کو کافر کہا نہ فاسق و فاجر اور نہ اس پر لعنت کی نہ لعنت کا حکم دیا۔ ہا تو ابراہانم ان کنتم صادقین۔ اصحاب رسول کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا مقدس دور آیا لیکن کسی ایک تابعی نے اور نہ تبع تابعین میں سے کسی ایک نے یزید کو کافر کہا نہ فاسق و فاجر اور نہ اس پر لعنت کے جواز کے قائل ہوئے

(واقعہ کر بلا اور اس کا پس منظر ص ۲ طبع سرگودھا)

واہ ارے خطیب اور ملاں ظالم تم نے یہ لکھ کر اپنے آپ کو بھی نہ چھوڑا میں پوچھتا ہوں کیا تو ملا نہیں ہے یا تو خطیب نہیں ہے یا پھر تیرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ باقی ۲ دور رکعت کے خطیب ہیں تو جناب کتنی رکعت کے خطیب ہیں کیا آپ ایک رکعت کے ہیں یا چار۔ چھ رکعت کے یا پھر باقی تو نماز کی رکعتیں پڑھنے پڑھانے والے خطیب اور ملاں ہوئے اور تم نہ پڑھنے پڑھانے والے خطیب اور ملاں ہوئے اور باقی تو ہوئے پیشہ ور خطیب اور تم جناب پیسہ گر و اعظ ہوئے یا

ریال اور ڈالر پر بکنے والے خطیب ہوئے اور دوسرے منبر و محراب کے لیے بدنما داغ خطیب ہوئے تو تم جناب یزید پلید و ابن زیاد بد معاش و شمر کتا بن ذی الجوشن اور عمر دین بیچنے والا بن سعد کے ثنا خوان خطیب ہوئے غور کرو تمہارے خطیب ہونے اور باقی خطباء میں کتنا واضح فرق ہے یہ میں نے نہیں کہا بلکہ جو تم نے کہا اسی کا وزن میں نے نکالا اور تمہارے سامنے آئینہ پیش کیا۔

آئینہ دیکھ اپنا سامنہ لے کے رہ گئے

صاحب کو اپنے حُسن پر کتنا غرور تھا

مزید برآں تم کئی لال کا لے خریدنے والے تقری و تحریر والے واعظ

ہوئے اور اس بات کا جواب مقدمہ میں گزر چکا کہ سنی نماشیعہ نہیں بلکہ دیوبندی و ہابی یزیدی خارجی بند یا لوی نماشیعہ ہیں پھر یہ ظالم کہتا ہے یزید کو کسی صحابی نے کافر بے دین نہیں کہا۔ میں نے الحمد للہ مستند حوالہ جات سے لکھ دیا ہے صحابہ کرام و تابعین نے یہ کہہ کر یزید کی بیعت توڑ دی کہ یزید کا کوئی دین نہیں ہے وہ ماؤں بہنوں بیٹیوں سے برے کام کرتا ہے اور شراب پیتا ہے یہ بنیاد لے کر اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے کیا ابھی اس کے فاسق و فاجر ہونے میں کوئی کسر باقی ہے میں پوچھتا ہوں کیا معاذ اللہ صحابہ کرام و تابعین نے جھوٹ بولا تھا یا حق بیان کیا تھا اگر تم کہو انہوں نے جھوٹ بولا پھر تمہارے ایمان کا جنازہ اٹھ جائے گا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تحقیق کے مطابق بارہ ہزار چار سو

ستانوے ۱۲۴۹۲ صحابہ اور تابعین شہید ہوئے ابن کثیر کے مطابق دس ہزار سے

اوپر جن میں سے صحابہ تھے حرہ میں شہید ہوئے

میں پوچھتا ہوں اتنے جلیل القدر لوگ شہید ہوئے یہ کون تھے اگر یہ تیرے نزدیک صحابہ کرام تابعین نہیں تھے تو کیا جن آکر لڑے تھے یا فرشتے تھے یا پھر یزیدی فوج جو بیس ہزار دمشق سے آئی تھی کہیں وہ مدینہ منورہ میں آ کر آپس میں لڑے تھے بہر حال اتنے لوگ شہید ہوئے وہ کیوں ہوئے اس کا سبب کیا تھا کیا وہ یزید کو نیک اور متقی کہتے تھے اس لیے یزید نے ان پر چڑھائی کرائی تھی اور ظلم کی تلواریں چلائی تھیں یقیناً وہ برا کہتے تھے تب ہی یزید نے ان سے جنگ کی تھی۔ چلیے میں کم سے کم تعداد کے قول کو لیتا ہوں مثلاً ابن خلدون نے لکھا تین سو چھ ۳۰۶ شرفاء قریش و انصار شہید ہوئے

(ابن خلدون ج ۲ ص ۱۲۵ طبع کراچی)

امام سیوطی نے اسی قول پر اتفاق کیا دیکھیں تاریخ الخلفاء ص ۲۱۱ طبع

کراچی

علامہ کمال الدین دمیری نے سات ۷۰۰ مہاجرین و انصار لکھا

(حیات النبی ان ج ۱ ص ۲۰۸ طبع لاہور)

اب کم تعداد کو مانیں تب بھی بندیا لوی جھوٹے ہیں میں پوچھتا ہوں آخر یہ سب کچھ کیوں ہوا ماننا پڑے گا یقیناً یزید پلید کی برائیوں نے صحابہ کرام کے جذبات اور دین کو نقصان پہنچایا تھا اسی وجہ سے وہ یزید کے خلاف اٹھے یہ میں بخاری سے لکھ چکا ہوں جس کے بدلے میں یزید نے ان کو گاجر مولیٰ سمجھ کر ظلم کی تلواریں چلوائیں۔

مزید برآں امام حسین رضی اللہ عنہ کا جو تقریباً ایک سو چھیالیس ۱۴۶ افراد پر مشتمل تھا ان میں صحابہ اور تابعین اور اہلبیت کے افراد تمام یزید کے خلاف



اُٹھے تھے اور اس کو فاسق و فاجر کہتے تھے اور کافر بھی کہتے تھے۔

شیخ بندیا لوی کی سلف صالحین پر قلم پردازیں پڑھیے:

اہل سنت کے چار مشہور و معروف آئمہ میں سے کسی ایک امام نے یزید کے کفر کا فتویٰ دیا یا اسے فاسق و فاجر کہا یا اس پر لعنت کے جواز کا قائل ہو  
ہا تو برہانکم ان کنتم صدیقین۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۷)

شیخ موصوف اس طرح بے حیا بن کر اہلسنت و جماعت کے آئمہ اور مسلک پر قلم پرداز کر رہے ہیں کہ میری طرح ہر کوئی اہلسنت کے مسلک کو چھوڑ دے جب یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ نے یزید کے بارے میں سکوت اختیار فرمایا ہے جبکہ بعض اقوال ہمارے امام صاحب اور باقی آئمہ کے واضح طور پر یزید پلید کو کافر لعنتی کہنے کے ملتے ہیں جن کا آگے جا کر ذکر ان شاء اللہ آئے گا لیکن جب مشہور و معروف سکوت ہے تو بندیا لوی کا اگر اہلسنت و جماعت سے تعلق ہوتا تو یہ اعتراض نہ کرتے جو انھوں نے کیا ہے وہ خود بخود باطل ہے کیونکہ مشہور بات کے خلاف ہے اور بغیر دلیل کے ہے میں یہ تو ضرور پوچھ سکتا ہوں کہ ان آئمہ نے یزید کی تعریف کب کی اور متقی پر ہیز گار کب کہا یا کہنے کا حکم کب دیا۔

خود بخود یہ مطلب اخذ کر لینا کہ کافر نہیں کہا لعنتی نہیں کہا لہذا نیک پر ہیز گار ہے یہ سراسر ظلم اور آئمہ کی ذات پر بہتانِ عظیم ہے ہا یزید کا فاسق و فاجر ہونا اس میں سب علماء محدثین مؤرخین حتیٰ کہ علماء دیوبند بھی صحابہ کرام و تابعین سے

لیکر آج تک متفق ہیں سوائے ناصبیوں کے کسی کو اختلاف نہیں ہمارے آئمہ نے جو سکوت فرمایا ہے اس کی اصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کلمہ پڑھتا ہو اس کے باوجود اس سے ایسے کام سرزد ہوں جو واضح طور پر کفر اور فسق ہوں اور اس کے خاتمے کا واضح اور صریح ثبوت نہ ہو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اس نے اپنے کفریہ کاموں سے توبہ کی ہے یا نہیں تو ایسے شخص کے متعلق احتیاط کا تقاضا کہ اس کے معاملہ کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے وہ بہتر جانتا ہے خود فیصلہ فرمائے بس اسی احتیاط کی خاطر اسے کافر یا شخصی لعنت سے رکیں گے یہی معاملہ یزید کا ہے اور یہی وجہ آئمہ کے سکوت کی ہے۔ لیکن جو اس نے گناہ کیے ان کا ذکر ضرور کیا جائے گا کہ لوگوں کو معلوم ہو وہ کیسا برا اور ظالم تھا تا کہ بعد کے آنے والے لوگ عبرت پکڑیں اور ان برے کاموں سے بچیں پھر بعض حضرات نے یزید کو لعنتی و کافر کہا اور دلائل دیے کہ وہ کافر لعنتی ہے لیکن اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ یزید کو کافر و لعنتی نام لے کر نہ کہا جائے عام طور پر لعنت جائز ہے جیسے جھوٹوں پر لعنت یا ظالموں پر اب میں اللہ کی توفیق عنایت سے اس مسئلہ پر کچھ گفتگو کرتا ہوں تا کہ بند یا لوی صاحب کا اعتراض پاک صاف ہو جائے۔

وہابیوں دیوبندیوں کے سرخیل شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

یزید کے بارے میں دو انتہائی نظریے ہیں اور ایک متوسط نظریہ ہے

(یعنی کل تین)

(۱) ایک انتہائی نظریہ یہ ہے کہ یزید خلیفہ راشد اور ہدایت یافتہ تھا (جیسا کہ بند یا لوی کو بھی یہی بھوت چڑھا ہوا ہے) اور صحابہ یا انبیاء میں سے تھا یہ تمام

باتیں باطل ہیں

(۲) دوسرا نظریہ یہ ہے کہ وہ کافر اور چھپا ہوا منافق تھا اور وہ اہل مدینہ اور بنو ہاشم سے اپنے کافر رشتہ داروں کا بدلہ لینا چاہتا تھا اور اس نے یہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ: جب ان قیدیوں اور شہداء کے سروں کو اٹھائے ہوئے (لشکر یزید کے گھوڑے جیرون (پہاڑ) کی چوٹی سے نمودار ہوئے۔ کوئے نے کائیں کائیں کی تو میں نے (یعنی یزید) نے کہا بول یا نہ بول میں نے نبی سے اپنے پرانے قرضے چکا لیے۔ اور اس نے ابن الزبیری کے یہ اشعار پڑھے

کاش آج میرے وہ باپ دادا زندہ ہوتے جو بدر میں مر گئے تھے اور  
نیزوں کے لگنے سے وہ خزعرج کی چیخ و پکار دیکھتے۔ ہم نے ان کے سرداروں کو قتل  
کر دیا ہے اور معرکہ بدر کا پورا پورا بدلہ لے لیا ہے اور یہ دونوں قول بالکل باطل  
ہیں ہر عقلمند ان کے بطلان کو سمجھتا ہے

(۳) کیونکہ یزید مسلمان بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔ نہ خلیفہ راشد نہ کافر  
تھا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بارے میں یہ ہے کہ انہیں  
ظلماً شہید کیا گیا اور وہ شہید تھے جیسا کہ ان کے دیگر رفقاء ظلماً قتل کیے گئے اور وہ  
شہید تھے اور جس شخص نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا یا اس میں  
معاونت کی یا اس پر راضی ہوا۔ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ  
والہ وسلم کی معصیت کی (یعنی نافرمانی)

(منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۲۶ و ۲۲۷ طبع مصر)

ابن تیمیہ سے ہم اہلسنت تو اختلاف کرتے ہیں اور مزید ان کی  
گستاخیوں کی وجہ سے جاری ہے لیکن وہابیوں دیوبندیوں خارجیوں ناصبیوں کو تو



ان سے ضرور اتفاق کرنا چاہیے ابن تیمیہ نے صاف کہا یزید نہ امیر المومنین نہ خلیفہ راشد ہاں ایک بادشاہ تھا جیسا کہ آج بھی بادشاہ ہیں جس طرح کے یہ بد معاش ہیں اسی طرح یزید بلکہ ایک قدم آگے تھا فاسق و فاجر تھا اور نہ یہ کہ لعنتی و کافر ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہیں ظلماً شہید کیے گئے ہیں اور ان کے رفقاء بھی۔ یہیں سے واضح ہوا شہید کا حق پر ہونا ظاہر ہے باغی نہیں ہو سکتا اگر معاذ اللہ باغی ہوتے تو شہید نہ کہلاتے لہذا بند یا لوی جھوٹا اس کا پیش وایزید فاسق و فاجر تھا۔

علامہ ابن حجر الہیتمی مکی لکھتے ہیں یزید فاسق و فاجر اور ظالم تھا

یزید اصل میں مسلمان ہے اور ہم اسی اصل کا قول کرتے ہیں جب تک کسی دلیل قطعی سے اس کا اس اصل سے اخراج ثابت نہ ہو۔ اسی وجہ سے محققین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ یزید کے معاملے میں صحیح بات یہ ہے کہ توقف کیا جائے اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ پوشیدہ چیزوں اور دلوں کے بھید کو جاننے والا ہے اس لیے ہم اس کی تکفیر کے قطعاً درپے نہیں ہیں اور اسی قول میں سلامتی ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان تھا لیکن فاسق شریر نشہ باز اور ظالم تھا

(الصواعق المحرقة ص ۲۲۱ طبع القاہرہ) (مترجم ص ۳۰۷ طبع فیصل آباد) (تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۶۳ و

۵۶۸ طبع ملتان از دیوبندی) حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۰۷ و ۳۲۳ طبع لاہور

دیوبندیوں و ہابیوں اور اہلسنت و جماعت کے متفقہ امام و محدث

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنا فیصلہ لکھتے ہیں

بعض علماء یزید شقی پر لعنت کرنے کے بارے میں توقف کرتے ہیں اور



بعض اس کے متعلق غلو اور افراط کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب وہ مسلمانوں کے اتفاق سے امیر ہو گیا تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس کی اطاعت واجب ہو گی نعوذ باللہ من هذا القول و من هذا الاعتقاد۔ وہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے کب امام ہوا اور کب اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہوا۔ وہ صحابہ جو اس کے زمانہ میں تھے اور اصحابہ کی اولاد اس کی اطاعت سے خارج ہو گئے تھے۔ ہاں صحابہ کی ایک جماعت کرہا اور جبراً اس کے پاس گئی اس نے ان کے سامنے انعامات رکھے انہوں نے جب اس کی برائیوں کو دیکھا تو مدینہ واپس آ گئے اور کہا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے شراب پیتا ہے نمازوں کا تارک ہے زانی فاسق اور محارم کو حلال کرنے والا ہے اور بعض دیگر علماء یہ کہتے ہیں کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور ان کے اہلبیت کے قتل کے بعد خوش نہیں ہوا تھا۔ اور یہ قول مردود اور باطل ہے کیونکہ اس بد بخت کی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ عداوت اور ان کے قتل پر خوشی اور ان کی اہانت تو اتر معنوی سے ثابت ہے اور اس کا انکار ہٹ دھرمی ہے اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل گناہ کبیرہ ہے کیونکہ مسلمان کا قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں ہے اور لعنت کافروں کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ لوگ ان احادیث نبویہ کا کیا جواب دیں گے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی اولاد کے ساتھ بغض و عداوت رکھنا خود نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ بغض و عداوت رکھنا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا دینا کفر ہے اور دائمی عذاب کا موجب ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے: ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم

اللہ فی الدنیا و الآخرة و اعدلہم عذاباً مہیناً۔

(پ ۲۲ س الاحزاب)

ایت ۵۷ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اس کا انجام ہمیں معلوم نہیں شاید کہ اخیر وقت میں اس نے کفر اور معصیت سے توبہ کر لی ہو۔ امام غزالی کا احیاء العلوم میں اسی طرف میلان ہے اور بعض متقدمین علماء مثلاً امام احمد بن حنبل اور علامہ ابن جوزی وغیرہ نے اس پر لعنت کی ہے۔ اور بعض علماء نے لعنت سے منع کیا ہے اور بعض نے توقف کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض تھا جو کام اس بد بخت نے کیے وہ کسی اور نے نہیں کیے۔ اس نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا اہلبیت کی اہانت کی مدینہ کو برباد کرنے کے بعد مکہ معظمہ کو منہدم کرنے کا امر کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اسی دوران دنیا سے جہنم چلا گیا اس کی توبہ اور رجوع کا حال خدا جانتا ہے

(تکمیل الایمان ص ۷۰ و ۷۱ طبع لکھنؤ) (مترجم ص ۱۵۳ طبع نذیری سنزارد و بازار لاہور)

ان دلائل و حقائق پر غور کریں جو ابن حجر مکی و شاہ صاحب نے لکھے ہیں ان سے واضح ہو جاتا ہے اہلسنت و جماعت کا مسلک یزید علیہ ماعلیہ کے بارے کیا ہے یہی وجہ تھی کہ ہمارے امام نے توقف اختیار کیا نہ اس کو نیک ثابت کیا نہ ہی کافر بلکہ یزید کے معاملہ کو اللہ کے سپرد کر دیا رہا اس کا فاسق و فاجر ہونا اس میں آئمہ اور محدثین مع صحابہ و تابعین سب ہی متفق ہیں بندیا لوی نے بھی عین ممکن

ہے کہ پڑھا ہو لیکن خواہ مخواہ یزید کی وکالت کرتے ہوئے شور مچاتے پھرتے ہیں جی یہ کیوں نہیں وہ کیوں نہیں دلائل بہت گذر چکے مزید حاضر ہیں

صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یزید پلید فاسق و فاجر تھا ابن کثیر کے قلم سے پڑھیے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ لوگوں میں (یزید کے خلاف) تقریر کرنے لگے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب کے قتل کو بڑی بات قرار دینے لگے اور اہل کوفہ اور اہل عراق کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد چھوڑ دینے پر نگوہش و ملامت کرنے لگے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم آپ کے قاتلین پر لعنت کی دعا کرنے لگے اور کہنے لگے۔ خدا کی قسم انہوں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو شب کو طویل قیام کرتا تھا اور دن کو بہت روزے رکھتا تھا خدا کی قسم وہ قرآن کے بدلے میں گانے اور کھیل کو پسند نہیں کرتا تھا اور خوف الہی سے رونے کے بدلے میں لغو اور حدی کو پسند کرتا تھا اور نہ روزوں کے بدلے میں شراب نوشی کرنے اور حرام کے کھانے کو پسند کرتا تھا اور نہ حلقہ ہائے ذکر میں بیٹھنے کے بدلے میں شکار کی تلاش کو پسند کرتا تھا۔ اس میں وہ یزید (علیہ ما علیہ) بن معاویہ پر تصریض کر رہے ہیں اور عنقریب وہ گمراہی سے دوچار ہوں گے اور وہ لوگوں کو بنی امیہ کے خلاف متحد کرنے لگے

(تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۳۹۴ طبع کراچی) (تجلیات صفحہ ج ۱ ص ۵۹۱ طبع ملتان) (سیرت حلبیہ ج ۱ ص

۵۳۵ طبع کراچی)



کیوں جناب بند یا لوی صاحب اگر آپ نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خطبہ نہیں پڑھا تو پڑھ لیں۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ متقی پر ہیز گار تھے یزید بد معاش شراب خور شکار کھیلنے والا حرام کو پسند کرنے والا خوف خدا نہ رکھنے والا اور لعنت کی دعا بھی یزید اور اس کے ساتھیوں کے بارے کرتے رہے تم کہتے ہو کسی صحابی نے نہیں کہا تو کیا تم ان کو صحابی نہیں مانتے یا پھر تم اپنی ہٹ دھرمی پر اتر آئے ہو نہ مانوں کی رٹ لگا رکھی اب بتاؤ تم سچے ہو یا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے تمہارے پیشوا یزید کا کام تمام کر دیا

### نیز یہی لکھتے ہیں

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ یزید کو اطلاع ملی کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خطبہ میں بیان کرتے ہیں کہ یزید دھوکے باز۔ شراب نوش۔ تارک الصلوٰۃ اور گلوکارا لونڈیوں کے ساتھ رہنے والا ہے اور جب مسلم بن عقبہ نے تیاری کر لی اور دمشق میں فوج کی نمائش کی تو وہ کہنے لگا۔ ابو بکر کو پیغام پہنچا دو کہ جب فوج رات کو چلے اور وادی القریٰ کے نزدیک پہنچ جائے تو تو دیکھ رہا ہے کہ اس نے قوم کے ان لوگوں کو جو شراب سے مدہوش ہیں اکٹھا کر لیا ہے اس محلہ پر تعجب ہے (نعوذ باللہ) جو ام لقریٰ میں موجود ہے جو دین سے دھوکہ کرنے والا اور جھوٹے فیصلے کرنے والا ہے اور ایک روایت میں یہ اشعار آئے ہیں (یزید کے) ابو بکر کو پیغام پہنچا دو کہ جب معاملہ پیش آجائے اور فوج وادی القریٰ میں اتر جائے وہ ۲۰۰۰۰ بیس ۲۰ ہزار جوان اور ادھیڑ عمر ہیں اور تو دیکھ رہا ہے کہ اس



نے قوم کے شراب سے مدہوش لوگوں کو اکٹھا کر لیا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۰۸ طبع کراچی)

### یزید بھی بندیا لوی کی طرح صحابہ کرام کا گستاخ تھا

ابن کثیر نے جو عبارت نقل کی اس میں یزید پلید نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نشانہ بنا کر طعنه کیا اس کا معنی ہے بے دین فیروز اللغات اردو۔ م۔ ل۔ ص ۲۸۰ طبع فریدیہ بکڈ پوڈ ہلی بندیا لوی کے نزدیک یزید بڑا ہی نیک لیکن یہ ظالم صحابی کو بے دین کہہ کر اپنے ایمان کو برباد کر چکا پھر یزید نے بکا تم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام پہنچا دو چونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی اولاد سے تھے اس لیے اس ظالم نے گستاخی یا طنزیہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا مراد اس سے بھی حضرت عبداللہ تھے واضح ہوا یزید کس طرح صحابہ کرام کا دشمن تھا اسی لیے میں کہتا ہوں کہ یزید کی بہت سی باتیں شیعوں کے ساتھ ملتی ہیں بندیا لوی اصل میں شیعہ کا دفاع کر رہے ہیں مخالفت کا اصل میں حمایت پھر تعجب یہ کہ یزید خود مان رہا ہے میں شرابی بد معاش ہوں اور میں نے بیس ہزار ۲۰۰۰۰ فوج جمع کی اور وہ بھی شراب میں مدہوش ہیں پھر اس یزیدی پر طرہ یہ کہ یزید خود مانتا ہے میں شرابی اور میری فوج نشہ میں مدہوش ہے بندیا لوی کہتا ہے وہ نیک متقی خدمت اسلام میں پیش پیش اس کا مطلب میں نے یہ اخذ کیا کہ یا تو یزید نشہ میں بدمست تھا کہ اسے پتہ نہ چلا میں کیا بک رہا ہوں یا پھر بندیا لوی کو الٹ نشہ چڑھ گیا یہ کہتا ہے نہیں جب مجرم خود اعتراف جرم کرے وہاں گواہوں اور وکیلوں کی ضرورت ختم گواہ اگر کہیں بھی تب بھی جھوٹے کیونکہ مجرم

خود اپنا جرم مان رہا ہے  
اس لیے بندیا لوی کی ساری وکالت جھوٹی ہے

## یزید پر کون سی لعنت کی جائے

### لعنت کی اقسام

ہمارے بعض علماء اہلسنت نے لعنت کی بہت سی اقسام بیان کی ہیں ان

میں سے چند ایک کا ذکر یہاں بہت مفید ثابت ہوگا

(۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بالکل دور کرنے کی دعایا لعنت کرنا صرف اس معین شخص کے لیے جائز ہے جس کی موت کفر پر قطعی طور پر ثابت ہو جیسے شیطان ابو جہل اور ابولہب وغیرہم ہیں ایسے لوگوں کے علاوہ کسی مسلمان پر اسی درجہ کی لعنت کرنا جائز نہیں ہے

(۲) جو شخص کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو اس پر لعنت اس درجہ کی جائز ہے کہ جو معین کافر سے کم درجہ کی ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مسلمان بغیر عذاب کے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو یا جس طرح حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سود کھانے والے سود کھلانے والے اور ان کی معاونت کرنے والوں پر لعنت کی ہے

یہ لعنت یزید پر بھی کرنا جائز ہے اور جو شخص اس سے کم درجہ کی برائی میں ملوث ہو اس پر اس درجہ کی لعنت کرنا جائز نہیں اس معصیت والی لعنت کے قرآن وحدیث میں بہت سے دلائل ہیں جن سے سند پکڑی جاسکتی ہے

(۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنے کی دعا کرنا جس کا تقاضا یہ ہے کہ کسی معین

مسلمان کو اللہ تعالیٰ کا قرب خاص اور اس کی رضا حاصل نہ ہو خواہ اس کو عذاب سے نجات حاصل ہو جائے۔ اس درجہ کی لعنت صرف ان مسلمانوں پر کرنا جائز ہے جو حرام اور مکروہ تحریمی سے کم درجہ کی برائی میں ملوث ہوں جیسا کہ حدیث میں ان لوگوں پر لعنت کی گئی ہے جو شخص لوگوں کی کراہت کے باوجود امامت کرے۔ جو شخص راستہ میں قضاء حاجت کرے اور جو عورت خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے وغیرہ اس قسم کے افراد کے علاوہ اس درجہ کی لعنت کرنا جائز نہیں ہے

مزید لعنت کی اقسام کی توجیہات کے لیے دیکھیں

(در مختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۴۲۲ طبع بیروت)

دوسری قسم کی لعنت اگر کوئی شخص یزید پر کرے تو ہم بھی اس کے ساتھ اتفاق کریں گے اور یہ لعنت یزید پر کرنے سے اہلسنت و جماعت کو کوئی اختلاف نہیں لیکن کفر والی لعنت یزید پر کرنے سے بہتر توقف ہے جیسا کہ ہمارے امام صاحب کا مشہور مسلک ہے لیکن اسکا یہ مطلب اخذ کر لینا کہ امام نے کافر لعنتی نہیں کہا لہذا وہ نیک ثابت ہوا یہ سراسر حماقت و جہالت ہے میں کہتا ہوں سوائے خارجیوں ناصبیوں کے کسی محدث و مؤرخ و امام نے یزید کو متقی اور پرہیزگار و خدمت اسلام میں پیش پیش ثابت کرنے کے لیے دلائل نہیں دیے یہ بندیا لوی جیسے شاطر کا ہی کام ہے۔

چیلنج:

میں کہتا ہوں اگر سچے ہو تو چاروں آئمہ میں سے کسی کی یہ تصریحات دکھاؤ یزید خلیفہ برحق ہونے کے ساتھ متقی اور پرہیزگار تھا میں ان شاء اللہ فی حوالہ ایک ہزار روپے پیش کرنے کو تیار ہوں۔

قل ھا تو برھانکم ان کنتم صدقین (پ ۱ س البقرة)

شیخ موصوف کا مزید ایک الزام اور جھوٹ پڑھیے

ہاں امام احمد سے ایک روایت جو ان کے بیٹے سے قاضی ابو یعلیٰ نے نقل کی ہے وہ منقطع ہے اس لیے قابل قبول نہیں۔ بلکہ امام احمد کا صحیح مسلک ہے جو قاضی ابو بکر ابن العربی نے اپنی کتاب۔ العواصم من القواصم ص ۲۳۳ میں کہا ہے کہ امام احمد نے کتاب الزہد میں امیریزید کا تذکرہ زمرۃ تابعین میں سب سے پہلے کیا ہے

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۸ طبع سرگودھا)

اس ملاں کو چاہیے تھا کہ کتاب الزہد پڑھتے پڑھ کر پھر کہتے اس میں یہ ہے اور میری تائید میں قاضی ابو بکر ابن عربی بھی ہیں یا یہ لکھتے کہ امام احمد کی روایت میں یہ خرابیاں ہیں مثلاً موضوع یا منکھڑت ہے اس کا فلاں راوی ضعیف ہے فلاں جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے فلاں منقطع ہے جرح کرتے روایت پر جو علماء کا حق ہے وہ کرتے بس صرف اتنا کہہ دینا آنکھیں بند کر کے فلاں نے یہ کہا لہذا میرا موقف ثابت ہو گیا چاہے اصل کتاب میں روایت ہی نہ ہو کہتے ہیں جھوٹا اپنی باتوں سے پکڑا جاتا ہے میں کہتا ہوں اگر تمہارے پاس کتاب الزہد نہیں تھی تو کم از کم کسی لائبریری سے ہی دیکھ لیتے پھر روایت درج کرتے اس طرح سنی سنائی بات لکھنے سے یا کسی ناصبی کی جھوٹی گھڑی ہوئی بات سے مدعا ثابت نہیں ہوا کرتے پھر یہ بھی یاد رکھو یزید بہت برا تھا اور اس بحث کا تعلق صرف اور صرف تاریخ نہیں بلکہ اس بحث کا علق عقائد سے ہے اور عقیدہ ثابت ہوتا ہے قرآن اور حدیث سے اور دلائل صحیحہ سے یا قیاس سے یا اجماع امت سے



## شیخ موصوف کی شاطرانہ ذہنیت کی انتہا

امام احمد بن حنبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کس طرح فراڈ کیا گیا کتاب الزہد کے حوالے سے یہ ظلم کی انتہا ہے کہ آپ ایسے امام اور بزرگ ہیں جنہوں نے یزید پلید کے کرتوتوں کا مکمل طور پر محاسبہ کر کے یہ فتویٰ صادر کیا کہ یزید کے فلاں فلاں افعال کفر ہیں اور اس پر اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں لعنت فرمائی ہے یہ کس قدر تحیر کی بات ہے کہ جو اس پلید یزید کو کافر و لعنتی لکھتے ہیں بندیا لوی صاحب اپنے خالی ترکش کو انہیں کے گھر سے بھرنے کی خواہیں دیکھتے پھرتے ہیں لیکن یہ عجیب وہابی منطق کی شاطرانہ چال ہے کہ ایک شخص یزید کو لعنتی و کافر کہتا ہے پھر اس کے نزدیک وہی مومن بن جائے یہ دین یا مذہب کے ساتھ فراڈ ہے امام احمد اس سے پاک ہیں انہوں نے کافر ہی یزید کو کہا اس پر دلائل کثرت سے موجود ہیں آئندہ اوراق میں پڑھیں لیکن بندیا لوی صاحب نے آنکھیں بند کر کے امام پر جھوٹا الزام اور بہتان لگا دیا اور سہارا ابو بکر ابن عربی کا بھی لے لیا میں کہتا ہوں اگر تمہیں کتاب الزہد میسر نہیں آئی تھی تو کم از کم اپنے ہم فکر نامحمد عباسی سے ہی لے لیتے یا پوچھ لیتے تو تمہارا سارا جھوٹ اور پول کھل جاتا اس نے لکھ دیا ہے اپنی کتاب خلافت معاویہ و یزید کے ۶۵ پر کہ کتاب الزہد میں اب یزید کا ذکر نہیں ہے ابو بکر ابن عربی کے زمانہ میں تھا۔

سوال یہ ہے کہ اگر پہلے تھا تو بعد میں غائب کیسے ہو گیا کیا کتاب الزہد کسی وہابی کے ہاتھ آگئی یا شیعہ کے ہاتھ میں آگئی انہوں نے اپنی عادت کے مطابق گڑ بڑ کر دی اگر ایسا ہے تو ثبوت دو پھر اگر پہلے تھا تو وہ کون سا طبع تھا ابن

عربی سے خواب میں پوچھ لیتے کہ پھنس گئے ہیں یزید کی شان بتا دو یہ بھی نہ کر سکے تو رشید ابن رشید والے بٹ سے پوچھ لیتے یا کسی اپنے بڑے گرو سے پوچھ لیتے چھان بین کر کے لکھتے یہ ضعیف یا صحیح ہمیں ملی جب یہ سب کچھ کرنے سے تم عاجز رہے تو پھر ہم حقیقت کھول دیتے ہیں تسلیم کر لو کتاب الزہد میں یزید بن معاویہ کا ذکر نہ پہلے تھا نہ اب ہے تم نے سراسر فراڈ اور دجل سے کام لیا اپنے روحانی باپ کی شان بیان کرنے کی خاطر۔

چیلنج:

میں کہتا ہوں اگر کسی خارجی ناصبی وہابی بندیالوی میں جرأت اور ہمت ہے تو ثابت کرے یزید (علیہ ماعلیہ) بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کتاب الزہد سے دکھائے منہ مانگا انعام پائے کھلا میدان ہے میں نے الحمد للہ کتاب الزہد خود دیکھی مجھے یزید کا نام نہیں ملا ذکر تو دور کی بات۔ رہا یزید کا تابعی ہونا اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کبخت نے صحابہ کرام کو دیکھا تو تھا لیکن صحابہ والا ایمان نہ رکھ سکا نہ صحابہ والا عقیدہ رکھ سکا تمام صحابہ کرام اہلبیت کا احترام کرتے تھے یہ ظالم صحابہ کا دشمن اہلبیت کا دشمن

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم یوں فریاد کرتے

نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوا یاں ہوتیں

عبدالرشید نعمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

یزید بن معاویہ نخعی کوفی ہیں جن کا ذکر کتاب الذہر میں ہے جو مشہور عابد

زاہد گزرے ہیں ان کا تذکرہ تہذیب التہذیب اور تہذیب الکمال وغیرہ میں

درج ہے۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۴۳۔ مرتب ڈاکٹر عثمانی ندوی دیوبندی طبع مکتبہ مدینہ لاہور۔

ثابت ہوا کہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا تذکرہ کتاب الزہد میں نہیں۔

### ابن خلدون لکھتے ہیں ابن عربی اس بارے غلطی پر تھے

اور قاضی ابوبکر بن عربی مالکی اس بارے میں غلطی پر تھے۔ اور اپنی کتاب العواصم من القواصم میں اس مضمون کی بات لکھی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا کی شریعت کی رو سے قتل ہوئے۔ ابن عربی کو اس غلطی پر امام عادل کی شرط کے بارے میں غفلت نے ابھارا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اہل آراء سے جنگ کرنے کے بارے میں ان سے بڑھ کر اور کون شخص امامت و عدالت کا مستحق ہو سکتا تھا

(مقدمہ ابن خلدون ص ۱۵۱ طبع بیروت) (مقدمہ ابن خلدون مترجم حصہ دوم ص ۲۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

### قاضی اظہر مبارکپوری وسید نفیس الحسینی دیوبندی کو پڑھیے

قاضی ابوبکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کو بھی (خارجی) معیاری بتاتے ہیں مگر علامہ ابن خلدون کی اس تصریح کی رو سے امام ابوبکر بن عربی اس مسئلہ میں غلطی پر تھے جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے اسے صاف بیان کر کے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید مشاب اور برحق ہونے کی علی الاعلان گواہی دی ہے (بندیالوی) آپ ان حقائق کو چھپا کر علامہ ابن خلدون اور امام ابوبکر بن عربی کو اپنا بڑا تسلیم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تحقیق نہیں بلکہ تھلیل و

تزویر ہے۔

(سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۳۶ طبع مکتبہ سید احمد شہید لاہور)

اتنے واضح حقائق ہوتے ہوئے بندیا لوی کا شور مچانا کوئی معنی نہیں رکھتا اس نے بس صرف رعب جمانے کی خاطر کہ میں بڑا پڑھا ہوا ہوں ابن عربی کا حوالہ دے دیا میں کہتا ہوں گناہوں سے پاک صرف انبیاء کی ذات ہے باقی کوئی کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اسکو غلطی لگ سکتی ہے اسی طرح ابن عربی صاحب کو بھی غلطی لگ گئی جس کا رد جلیل القدر مؤرخ نے کر دیا لیکن ان کی غلطی سے دلیل پکڑنا یہ بندیا لوی جیسے شاطر کا ہی کام ہے یہ بات بھی قابل غور ہے قاضی ابوبکر ابن عربی کو غلطی لگنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اسی گھرانے میں ایک یزید بن ابوسفیان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ہیں ان کا ذکر پڑھنا عین ممکن ہے کہ انہوں نے یزید بن معاویہ سمجھ لیا ہو کیونکہ یزید بن ابوسفیان جلیل القدر متقی اور پرہیزگار تھے

میں امام احمد بن حنبل کا مسلک اور ان کی روایات یزید پلید کے بارے جو مستند کتب میں ہے لکھتا ہوں

مرویات احادیث اور مسلک امام احمد بن حنبل بر یزید علیہ، ما علیہ

### حدیث ۱

امام احمد بن حنبل اور جناب بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو ساٹھ ہجری سے اور چھو کروں کی حکومت سے اور فرمایا نہیں



جائیں گے وہ ساتھ دنیا کے حتیٰ کہ تختِ امارت باپ سے بیٹے کی طرف منتقل کرتے رہیں گے

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۸۱ (جزیۃ علی العالمین ص ۱۵۲۹ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)

## امام احمد سے مرویات حدیث ابن کثیر لکھتے ہیں

### حدیث ۲

امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے کہ انس بن عیاض نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن حصیفہ نے عطاء بن یسار سے بحوالہ السائب بن خلاد ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے ازراہ ظلم اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اللہ اسے خوف زدہ کر دے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ عز و جل اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور بروز قیامت اللہ تعالیٰ اس کی کوئی عبادت قبول نہیں فرمائے گا

(نسائی شریف) (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۳ عربی) (تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۴۱۵ طبع کراچی)

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۹

### حدیث ۳

دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ اس کی روایت میں لفظاً و اسناداً سعید بن عبد العزیز متفرد ہے اور اس حدیث اور اس قسم کی احادیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو یزید بن معاویہ پر لعنت ڈالنے میں رخصت کے قائل ہیں اور یہ روایت امام احمد بن حنبل سے ہے جسے الخلال۔ ابوالفرج ابن جوزی نے ایک الگ تصنیف میں اس سے مدد لی ہے اور اس (یعنی یزید) پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۳ عربی) (تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۴۱۶ طبع کراچی)

بندیالوی کے پیشوا نے تصریح کر دی امام احمد نے ان احادیث سے اور ابن جوزی نے استدلال پکڑ کر یزید کو لعنتی قرار دیا ہے لیکن بندیالوی کو الٹ نظر آیا۔

### حدیث ۴

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ روح نے ہم سے بیان کیا کہ ابو امیہ عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمر بن سعید بن العاص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے دادا سعید بن عمرو بن سعید نے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیان کرتے سنا میری امت کی ہلاکت نو جوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔ مروان نے پوچھا او وہ دائرہ میں ہمارے ساتھ ہیں یہ مروان کے حاکم بننے سے قبل کا واقعہ ہے پس ان نو جوانوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم بخدا اگر میں بنی فلاں اور بنی فلاں کہنا چاہتا تو میں ایسا کر دیتا راوی بیان کرتا ہے کہ میں اپنے باپ اور دادا کے ساتھ بنی مروان کے بادشاہ بننے کے بعد بنی مروان کے پاس جایا کرتا تھا تو وہ بچوں کی بیعت کیا کرتے تھے اور ان میں سے ان کے ایک موافق نے جو چیخڑا پہنے تھا ہمیں کہا ہو سکتا ہے کہ یہ تمہارے وہی اصحاب ہوں جن کا ذکر تو نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کرتے سنا ہے کہ یہ ملوک ایک دوسرے کی مانند ہوں گے

### حدیث ۵

امام احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن نے سفیان سے بحوالہ

سماک ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن ظالم نے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ میری امت کی خرابی قریش کے بیوقوف نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی

تقریباً تمام احادیث باحوالہ گزر چکی ہیں باب حرہ اور قطنیہ میں

### صحیح حدیث ۶

امام احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد الرحمن نے ہم سے بیان کیا کہ حیوۃ نے ہم سے بیان کیا کہ بشیر بن ابی عمر و خولانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن قیس الجعفی نے اسے بتایا کہ اس نے حضرت ابو سعید خدری کو بیان کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ ساٹھ سال کے بعد خلف ہوں گے جو نماز کو ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے اور عنقریب وہ گمراہی کے انجام سے دو چار ہوں۔ پھر خلف ہوں گے جو قرآن کو پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور قرآن کو مومن منافق اور فاجر تینوں پڑھیں گے۔ اور بشیر کہتے ہیں کہ میں نے ولید سے کہا یہ تینوں کیا ہیں اس نے کہا کہ منافق قرآن کا منکر ہے اور فاجر اس کے ذریعے کھاتا ہے اور مومن اس پر ایمان لاتا ہے۔ احمد اس روایت میں متفرد ہیں اور اس کی اسناد سنن کی شرط کے مطابق جید اور قوی ہے

(البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۳۰۳ و ۳۰۴ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

بندیا لوی صاحب پڑھ لیں آپ کہتے ہیں صرف ایک روایت امام احمد

بن حنبل سے ہے لیکن آپ کی مرویات یزیدیوں کے متعلق بے شمار ہیں ان احادیث میں سے بعض کے متعلق محدثین کی تحقیقات باب واقعہ حرہ میں گزر چکی ہیں محدثین نے صاف بیان کیا ہے ان سے مراد یزید اور اس کے ہمنوا ہیں جو حدیث اوپر گزری اس کی صحت کا ابن کثیر نے دعویٰ کیا باقی کچھ احادیث تو متفق علیہ ہیں اور کچھ کو کثرت علماء نے قبول کیا اس وجہ سے استدلال کے قابل اور ابن کثیر نے قبول کر کے خاموشی اختیار کی اور اس کا اسلوب بیان یہ ہے کہ ضعیف کو لکھ دیتا ہے کہ یہ ضعیف ہے جس حدیث پر خاموشی کرتا ہے وہ بھی صحیح ہوتی ہے بس بعض کی صراحت کر دیتے ہیں اور بعض کی نہیں کرتے بہر حال امام کا مسلک کھل چکا اور مزید جاری ہے ہمیں تو ایسے پلید کی محبت سے باز رہنے کا حکم ہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یزید سے بہت نفرت فرمائی جو ان احادیث سے واضح ہے۔

### حدیث ۷

امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے ہم سے بیان کیا کہ عمار بن ابی عمارہ بخوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نصف النہار میں قیولہ کرنے والے کی طرح نیند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پر اگندہ مو اور غبار آلود ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے جس میں خون ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا ہے۔ فرمایا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے پس میں



مسلل اس دن سے جستجو کرتا رہا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم نے اس دن کو شمار کیا اور انہیں معلوم ہوا کہ وہ اسی دن قتل ہوئے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۳۰۸ طبع کراچی) (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۰۸ طبع لاہور امام سیوطی نے ان

احادیث میں سے بعض کو روایت کیا خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۲۹)

نمبر ۱: اس حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے واقعہ کربلا اتنا سخت اور دردناک تھا جس کی وجہ سے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے مزار پر انوار میں پریشان ہو کر کربلا کے میدان میں پہنچے اور اپنی اولاد کا پاک خون جمع فرماتے رہے اور ان کے ساتھیوں کا بھی میں کہتا ہوں اگر یہ باغی تھے تو پھر ہمارے پیارے پاک نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یزیدیوں کا خون اٹھانا چاہیے تھا ورنہ حقیقت یہی ہے کہ آپ نے خون اہل بیت کا جمع کیا یزیدیوں کا نہ اٹھایا۔ اگر وہ حق پہ ہوتے تو ان کا اٹھاتے معلوم ہوا بند یا لوی اینڈ کمپنی جھوٹی ہیں یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حکومت کے خلاف بغاوت کی ارے بغاوت نہیں تھی بلکہ ظالموں کے سامنے کلمہ حق تھا بند یا لوی کہتے ہیں امام سے صرف ایک روایت ہے یہ حدیثیں بھی پڑھیں اور مسلک و لعنت و کافر بھی پڑھیں

امام احمد بن حنبل کا مسلک بریزید عنید

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے

جن لوگوں نے اس (یعنی یزید) پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے ان میں ابن جوزی بھی شامل ہے اس نے اسے امام احمد وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب رد علی المتعصب العنید المانع من زم یزید میں کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک

سائل نے یزید (علیہ ما علیہ) بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے اسے کہا وہ جس حال میں ہے وہی اس کے لیے کافی ہے۔ اس نے کہا کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے میں نے اسے جواب دیا کہ متقی علماء نے بھی اس پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیا ہے جن میں امام احمد بن حنبل بھی شامل ہیں۔ انہوں نے یزید کے بارے میں لعنت کا ذکر کیا ہے۔ پھر ابن جوزی نے قاضی ابویعلیٰ الفراء سے روایت کی ہے کہ اس نے اپنی کتاب المعتمد الاصول میں صالح بن احمد بن حنبل کی طرف اسناد کر کے کہا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ کچھ لوگ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ ہم یزید کے دوست ہیں تو آپ نے فرمایا اے بیٹے کیا کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا یزید سے دوستی رکھ سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ وہ اس پر لعنت کیوں نہیں کرتا میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کس جگہ یزید پر لعنت کی ہے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں یزید پر لعنت کی ہے

فهل عسى تم ان توليتم ان تفسدو في الارض و تقطعو  
ارحامكم ۵ اولئك الذين لعنهم الله فاصمعهم و اعما ابصارهم

(پ ۲۶ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایت ۲۲-۲۳)

ترجمہ: ممکن ہے کہ تم زمین پر حاکم بن کر فساد کرو اور رشتہ داریوں کو قطع کر دو ایسے لوگوں پر خدا تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور ان کے کانوں کو بہرہ اور آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔ کیا اس قتل سے بڑھ کر بھی کوئی فساد ہو سکتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے بیٹے میں اس شخص کے بارے کیا کہوں جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی ہے پھر آپ نے اس کا

ذکر کیا (یعنی ایت تلاوت کی)

(الواعتق الآخر قد ص ۲۲۰ عربی بیروت) (مترجم ص ۳۳ طبع فیصل آباد)

(تفسیر مظہری زیر ایت ج ۱ ص ۲۸۵ طبع دارالاشاعت کراچی)

یہ ہے وہ روایت جس پر شیخ موصوف نے ابو بکر ابن عربی کا سہارا لے کر کہا منقطع ہے جب کہ یہ سراسر دھوکا ہے کتاب الزہد میں امام احمد بن حنبل نے یزید کا ذکر نہیں کیا میں نے اس بطلان کو ابن خلدون اور دیوبندیوں کے گھر سے کھول دیا

میں پوچھتا ہوں علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جو مسلک پیش کیا امام کا کیا انہوں نے جھوٹ لکھا ہر گز نہیں کیونکہ آپ بہت بڑے عالم محدث ہیں پھر کہا گیا خدا سے ڈرنے والے متقی علماء نے یزید کو لعنتی کہا اور خاموشی اختیار کرنے والے بھی متقی ثابت ہوئے کیونکہ انہوں نے بھی تقویٰ پر عمل کیا اور اس کے برعکس یزید کی تعریف کرنے والے بد معاش ہوئے کیونکہ ان کا پیشوا یزید بھی ایسا ہی تھا۔

حضرت علامہ علی قاری امام ابن ہمام کے حوالے سے امام احمد بن حنبل کا مسلک لکھتے ہیں: دوسری روایت

امام ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ یزید کے کافر ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے بعض نے اسے کافر کہا اس لیے کہ اس سے ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً شراب کو حلال کرنا اور حضرت حسین اور آپ کے ساتھیوں کے قتل کے بعد یہ کہنا کہ میں نے (ان سے) بدلہ لیا ہے اپنے بزرگوں

اور سرداروں کے قتل کا جو انہوں نے بدر میں کئے تھے یا ایسی ہی اور باتیں شائد اسی وجہ سے امام حمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تکفیر کی ہے کہ ان کے نزدیک اس کے یہ کافرانہ اقوال و افعال ثابت ہو گئے تھے

(شرح فقہ اکبر ص ۷۸ طبع مجید کانپور)

### تیسری روایت

اہلسنت و جمات کے عقائد کی مشہور کتب میں سے جن پر عقائد اہلسنت کا دار و مدار ہے ان میں سے صاحب نبراس شارح عقائد لکھتے ہیں بعض علماء نے یزید پر لعنت کا اطلاق ثابت کیا ہے ان میں سے ایک محدث ابن جوزی ہیں جنہوں نے اس مسئلہ میں ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام انہوں نے رکھا الرد علی المعتصب العنید المانع عن ذم الیزید اور انہیں میں امام احمد بن حنبل۔ قاضی ابو یعلیٰ بھی ہیں

(نبراس علی شرح عقائد ص ۵۵۳)

### چوتھی روایت علامہ شیخ محمد بن الصبان لکھتے ہیں

بے شک امام احمد بن حنبل یزید کے کفر کے قائل ہیں اور ان کا علم اور ورع اس بات کا متقی ہے کہ انہوں نے یزید کو کافر اسی وقت کہا ہوگا جبکہ ان کے نزدیک صریح طور پر وہ امور ثابت ہو گئے ہوں گے اور یزید سے وہ باتیں واقع ہوئی ہوں گی جو موجب کفر ہیں اور کفر یزید کے قول پر علماء کی ایک جماعت نے ان کی موافقت کی ہے جیسے علامہ ابن جوزی وغیرہ اور رہا یزید کا فاسق ہونا تو بلاشبہ اس پر علماء کا اجماع ہے اور بہت سے علماء نے تو یزید کا نام لے کر اس پر



لعنت کرنے کو جائز رکھا ہے اور امام احمد سے بھی یہی مروی ہے

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰ طبع لاہور (اسعاف الراغبین ص ۲۱۰)

ان حقائق سے معلوم ہوا امام احمد بن حنبل سے یزید کا کفر کثرت ترک سے ثابت ہے اور علماء کی ایک جماعت نے ان کی موافقت کی ہے اور بہت سے علماء نے یزید کا نام لے کر لعنت کی اور یزید کے فاسق و فاجر ہونے پر بغیر شک کے تمام علماء کا اجماع ہے

بندیالوی صاحب کو الٹا خواب آیا کہ صرف ایک روایت ہے وہ بھی منقطع ہے لیکن یہ نہ بتایا کہ فلاں نے کہا منقطع ہے یا فلاں راوی جھوٹا ہے اگر اس خارجی نے روایت پر جرح کی ہوتی تو ہم اس کا ابھی جواب دیتے لیکن اب تو یہی کافی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔

ابن تیمیہ جو کہ خارجیوں ناصبیوں کے پیشوا ہیں لکھتے ہیں عبدالرشید نعمانی دیوبندی کے قلم سے پڑھیے حضرت امام احمد بن حنبل سے عرض کیا گیا کہ کیا یزید بن معاویہ سے حدیث آپ لکھیں گے فرمایا نہیں اس کی کچھ وقعت نہیں کہا یہ وہی شخص نہیں ہے کہ جس نے اہل مدینہ کے ساتھ وہ ظلم کیا جو بیان سے باہر ہے۔

فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۳ ص ۴۱۲ طبع الریاض سعودیہ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۴۶ و ۳۴۷ مرتب

ڈاکٹر عثمانی ندوی دیوبندی طبع مکتبہ مدنیہ لاہور۔

نیز یہی لکھتے ہیں یزید کے گناہوں کی فہرست طویل یزید کے جرائم کی فہرست طویل ہے۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۵۶

اس بات پر مزید دلائل تو بہت ہیں لیکن ماننے والوں کے لیے ایک

قطرہ بھی کافی ہے نہ ماننے والوں کے لیے دریا اور سمندر بھی کچھ نہیں الحمد للہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگا کر یزید کو بچانے کی نامشکور کوشش پر جید علماء کے قلم سے اور بالخصوص وہابی دیوبندی علماء سے میں نے پانی پھیر دیا۔

قل ہا تو برہانکم ان کنتم صدقین

کھل گیا سب پر تیرا بھید غضب تو نے کیا  
کیوں تیرے منہ کا کھلا چھید غضب تو نے کیا

محدثین پر موصوف کے جھوٹے الزام پڑھیے

ائمہ اربعہ کے بعد اہلسنت کے مشہور محدثین امام بخاری۔ امام مسلم۔ ابو داؤد امام ترمذی۔ امام ابن ماجہ۔ امام نسائی ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک محدث نے بھی یزید پر کفر و فسق کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ لعنت کی تسبیح پڑھی

ہا تو برہانکم ان کنتم صادقین

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۸ طبع سرگودھا)

جواب نمبر ۱

ان آئمہ میں سے کسی ایک سے یزید کا متقی اور پرہیزگار ہونا تم ثابت کرتے تو ہم غور کرتے اور کہتے واقعی تمہارے قلم میں قوت تھی اعتراض بڑے کرتے ہیں یہ ثابت کرو وہ کروارے ظالم تم نے صرف اپنے باپ کو بچانا سیکھا ہے کوئی دلیل تو تم بھی لکھتے ان آئمہ کی پھر جو شریعت کا اصول ہے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والے پر دلیل ضروری ہوتی ہے آج تک تمام مسلمانوں اور ائمہ کا علماء و محدثین سب کا اجماع یزید کے فسق پر ہے اس کے خلاف دعویٰ بن دیا لوی

نے کیا تو ہر بات پر دلیل اس نے خود دینی تھی لیکن کیا کہوں اس کم عقل کو دعویٰ نئے نئے خود گھڑتا ہے اور کہتا ہے اگر سچ ہو تو ثابت کرو اس کا مطلب ہے تمہارے پاس کوئی دلیل نہ تھی اگر ہوتی تو لکھ دیتے نہیں لکھی اگر تم لکھتے تو ہم کہتے واقعی تمہارا دعویٰ سچا ہے لیکن جب تم نہ کر سکے اور ان شاء اللہ تم قیامت تک ان محدثین سے یزید کا نیک ہونا ثابت کر بھی نہیں سکتے لہذا جواب خود بخود مکمل ہو گیا کیونکہ مدعی کے پاس اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں۔

### جواب ۲:

یزید کی مذمت میں ان محدثین کی بیان کی ہوئی روایات کچھ بیان ہو چکی ہیں مزید ان شاء اللہ اپنے مقام پر بیان کروں گا لیکن ان محدثین نے کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی یزید کی شان میں نہیں لکھی

### جواب ۳:

پھر میں اللہ کی توفیق عنایت سے کہتا ہوں اگر آج کوئی عیسائی، یہودی چکڑالوی، بندیالوی، مرزائی وغیرہ کہے میرا قرآن وحدیث میں نام نہیں یا مجھے نام لے کر کافر نہیں کہا گیا یا میرا نام لے کر مجھے برائیوں سے نہیں روکا گیا لہذا میں جو کروں کر سکتا ہوں کافر نہیں بنوں گا اسی طرح اگر کسی محدث نے کسی برے کی نقاب کشائی نہیں کی تو اس سے اس برے کا نیک ہونا ثابت نہیں ہوگا

### جواب ۴:

اگر کسی کافر کا نام لے کر قرآن وحدیث نے کافر نہ کہا ہو پھر بھی وہ کافر ہی کہلائے گا کیونکہ نام نہیں دیکھا جائے گا اصول دیکھا جائے گا لہذا اگر ان

محدثین نے یزید کو برا بھلا نہ بھی کہا ہو تب بھی وہ برا ہی رہے گا متقی یا جنتی ہرگز نہیں کہیں گے

محدث جلیل فی الحدیث امام بخاری کا عقیدہ یزید عنید کے بارے

جواب ۵:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مشہور زمانہ تاریخ کبیر ج ۸ میں ص ۳۱۳ سے لے کر ص ۳۷۱ تک تقریباً ۲۲۳ یزید نامی اشخاص کے حالات لکھے ہیں لیکن یزید (علیہ ماعلیہ) بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا نام تک نہیں لکھا حالانکہ قسطنطنیہ والی حدیث بھی آپ نے ہی روایت کی اگر اس حدیث کا مصداق یزید ہوتا یا آپ سمجھتے تو ضرور ذکر اس کا بھی کرتے لیکن نہیں کیا میں پہلے لکھ چکا اسی بخاری میں یزید کو مبغوض ترین لکھا پھر لکھا یزید کی بیعت صحابہ کرام نے توڑ دی باحوالہ گزر چکا اگر یہی مفہوم حدیث قسطنطنیہ والی کا ہوتا جو خارجی لکھتے ہیں مغفور مرحوم متقی وغیرہ تعجب ہے حدیث لکھنے والے روایت کرنے والے تو یزید کو اس قابل بھی نہیں سمجھتے کہ اس پلید کا ذکر کیا جائے چہ جائے کہ اس کو صالح۔ کامل۔ مؤمن اسلام کی خدمت کرنے والا کہا جائے۔ جب امام بخاری اور بہت سے یزید نامی شخصوں کا ذکر کر رہے ہیں اور اس پلید کا نہیں کرتے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اور مسلک کھل کر سامنے آ جاتا ہے یہ بھی یاد رہے امام بخاری شافعی امام کے مقلد ہیں اور شافعی یزید کو کافر و لعنتی کہتے ہیں امام بخاری آج کے دیوبندی وہابی حضرات کی طرح نہ تھے کہ ایک طرف اپنے امام کی تقلید کریں اور دوسری طرف ان کی مخالفت کریں یہ یزیدیوں کا ہی کام ہے امام بخاری ایسی باتوں سے پاک ہیں کہ یزید نیک یا



متقی تھا اسی لیے آپ نے اس پلید کا ذکر نہیں کیا حالانکہ اور یزید تو غیر معروف تھے یہ یزید مشہور تھا اگر آپ یزید کو اچھا جانتے ہوتے تو اس کا بھی ذکر کرتے

فاعتبر و یا اولا بصر

(تاریخ کبیر ص ۳۱۳ تا ۳۱۴ ج ۸ طبع مکہ مکرمہ)

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا  
جو چیرا تو اک قطرہ خوں نکلا

شیخ بندیا لوی کا یزید کو حد سے بڑھا کر سلف و خلف پر جھوٹ اور بہتانِ عظیم

پڑھیے

ان مشہور محدثین کے بعد اہلسنت کے نامور مفسر اور فقیہ بڑے بڑے عالم اور  
سکالر۔ قرآن و حدیث میں مہارت نامہ رکھنے والے فضلاء نے یزید کو صحیح العقیدہ۔  
مسلمان۔ کامل مومن۔ صالح عالم۔ خدمت اسلام میں پیش پیش اور نیکو کار انسان تسلیم  
کیا ہے (معاذ اللہ استغفر اللہ) اور اس پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ امت کے ان  
مشہور ترین اور معتمد علیہ علماء میں امام غزالی قاضی ابوبکر ابن عربی۔ امام لیث بن سعد۔  
ابن خلکان۔ امام ابن تیمیہ۔ علامہ ابن قیم حافظ ابن کثیر۔ ابن حجر مکی۔ ملا علی قاری۔ سید  
سلیمان ندوی حضرت سید حسین احمد مدنی۔ جیسے حضرات شامل ہیں

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۸ طبع سرگودھا)

قارئین شیخ موصوف کی گستاخانہ تحریر اور یزید کی بے حد تعریف و ثنا  
کرنے کی اومبالغہ آرائی کی حد کردی اس کمبخت کی حلاوت و شقاوت کہ یزید عنید  
کی کتنی گہری محبت اس کے دل و دماغ میں رچ بس چکی۔ یہ اس کی کم عقلی یا بد بختی

کی علامت ہے۔

### بندیا لوی صاحب اپنی تحریر سے گرفتار

بندیا لوی صاحب نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر تحریر کیا کہ میری تصنیف کا مرکزی عنوان یزید کی صفائی پیش کرنا یا اس کی تعریف و توصیف کرنا نہیں تھا لیکن یہاں اپنی لکھی ہوئی تمام حدود کو توڑ کر بے حد تعریف کر کے اپنے آپ اور اپنے قلم سے جھوٹا ثابت ہو گیا اور الزام لگا دیا سلف و صالحین پر اس بد بخت کو جھوٹ لکھتے اور بولتے ہوئے ذرا شرم نہ آئی نہ ہی خدا کا خوف آیا بے دھڑک جو ذہن میں آیا بس لکھ دیا۔

### فیصلہ اور چیلنج

میں کہتا ہوں اگر تم میں کچھ خدا کا خوف ہے تو ثابت کرو جتنے القابات تم نے یزید کی شان میں لکھے ہیں اور شان بیان کی ہے یہ سب کی سب باتیں جن علماء کے مورخین کے محدثین کے نام لکھے ہیں ان تمام سے یہ ثابت کر دو تم سچے ہم جھوٹے تم جیتے ہم ہارے لیکن کان کھول کر اور آنکھیں ڈبل کر کے پڑھیں یہ تم قیامت تک نہیں کر سکتے لیکن اس کے برعکس انہی علماء کے حوالہ جات کچھ گزر چکے اور کچھ ہم ابھی بیان کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک یزید کتنا برا تھا یہ بھی میں کہہ دیتا ہوں کہ جب تم ان کی تحریرات سے یزید کی شان بیان نہ کر سکے پھر اپنا جھوٹا ہونا تسلیم کر لو اور توبہ کر لو ورنہ ان شاء اللہ یزید کے ساتھ جہنم میں ہی جاؤ گے ابھی وقت ہے یزید پلید کی محبت کا دم بھرنا چھوڑ دو ورنہ یزید کی طرح عذاب کے لیے تیار ہو جاؤ

پھر تم دعویٰ کچھ کرتے ہو اور لکھتے کچھ ہوتے ہیں یہ معلوم نہیں میں نے کیا لکھا ہے کتاب شیعہ کے خلاف لکھنے کا دعویٰ کیا میں پوچھتا ہوں جن علماء کے نام درج کیے تم نے کیا یہ شیعہ تھے۔ پھر تم نے ظلم کی انتہا کر دی کہ اپنے ہم مسلک علماء کو بھی معاف نہ کیا جن کا نام لے کر جیتے ہو ان کو تو بدنام نہ کرتے لیکن تم نے کہا میں لوگوں کو بتا دوں جہاں میں نے جانا ہے وہیں میرے بڑے پہنچ چکے کچھ تو شرم کرو ابن تیمیہ اور ابن قیم و حافظ ابن کثیر و سلیمان ندوی و حسین مدنی یہ سب کے سب وہابی خارجی دیوبندی ہیں ہم اہلسنت و جماعت کے لیے قطعاً حجت نہیں ہو سکتے ہیں پھر بھی میں جوابات لکھوں گا تا کہ تم یہ نہ کہو کہ دیکھا اس کا جواب نہیں تھا اس کے علاوہ جن علماء کے تم نے نام لکھ کر اپنا وزن قائم کرنے کی کوشش کی وہ سب تم نے جھوٹ اور بہتان لگایا ان محدثین پر ابن حجر مکی و ملا علی قاری کی تحریرات سے یزید کا فاسق و فاجر ہونا میں لکھ چکا تم نے ان پر بہتان لگایا اور رہے قاضی ابو بکر ابن عربی تو ان کی غلطی کا رد میں جید علماء کے قلم سے باحوالہ لکھ چکا ہوں لیجئے اب امام غزالی پر جو تم نے بہتان لگایا اس کا جواب پڑھیے امام غزالی نے وہی احطیات کی جو علماء کا حق تھا لکھا یزید کا نام لے کر کافر و لعنتی نہ کہا جائے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ یزید کو متقی اور پرہیزگار کہتے تھے وہ یزید سے نفرت بھی کرتے تھے تم کہتے ہو انہوں نے یزید کو صحیح العقیدہ مسلمان، کامل مومن، صالح عالم، خدمت اسلام میں پیش پیش اور نیکو کار انسان تسلیم کیا ہے لعنت اللہ علی الکذبین اگر جرأت ہے تو ثابت کر جو قصیدہ یزید کی شان میں تم نے لکھا وہ کس کتاب میں ہے ہاں انہوں نے کہا یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں اگر جائز بھی ہو تو یہ کوئی ثواب کا کام نہیں تم اپنا وقت اس طرف نہ خرچ کرو اور نہ بار بار اس پلید کا



نام لے کر خواہ مخواہ اپنی زبان گندی کرو بلکہ اتنی دیر درود شریف پڑھ لو یا نوافل اور تلاوت میں اپنا وقت خرچ کرو جس کا تمہیں فائدہ ہو گا مزید اپنے درجات کی بلندی کی کوشش کرو۔

صداقت پر کبھی باطل کا جادو چل نہیں سکتا  
 فریب کفر کے سانچے میں ایمان ڈھل نہیں سکتا  
 امام غزالی کا فتویٰ یزید ظالم اور شہید کرنے والا اور جوان کے قتل پر  
 راضی ہوا وہ لعنتی

اے بندیا لوی تم یزید کی محبت میں امام غزالی پر الزام لگاتے پھرتے ہو  
 انہوں نے نیک کہا تو بہ توبہ اور ان کا موقف پڑھو:

جب یزید تخت پر بیٹھا تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مزاحم  
 ہوئے اور اپنے بھائی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے  
 مدینہ سے باہر نکلے۔ اور حد و کوفہ میں آپ کا یزید کے لشکر کے ساتھ مقابلہ ہوا اور  
 آپ کربلا میں شہید ہوئے۔ اور وہیں آپ کا مدفن ہے رحمۃ اللہ و رضوانہ و سلامہ  
 علیہ آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت سے بھی بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ جیسے  
 کہ کتب تاریخ میں یہ بات بالتفصیل مذکور ہے..... خدا تعالیٰ آپ کے قاتل اور  
 قتل کا حکم کرنے والے اور اس کے ساتھ راضی ہونے والے سب پر لعنت  
 کرے۔ کیونکہ انہوں نے سخت ظلم کیا۔ اور سخت شدت کی گرمی میں آپ کو ایک  
 قطرہ پانی نہ پینے دیا۔ اور ظالم ہی کافر ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اللعنة الله على الظلمين (خبردار ظالموں پر خدا کی لعنت ہے)



دوسری جگہ فرماتا ہے

(ایت ۴۲) لا تحسبن الله غافلاً عما يعمل الظالمون (ظالم جو کچھ کر رہے ہیں تم اللہ کو اس سے ہرگز بے خبر نہ سمجھنا)  
ایک اور جگہ فرماتا ہے

انما نملیٰ لهم لیزادا واثماً (ہم ان کو مہلت دیتے ہیں تاکہ وہ گناہ میں بڑھیں)

(پ ۴ س عمران ایت ۱۷۸)

(مغربات۔ طب روحانی و جسمانی باب ہفتم خلافت فصل سوئم ص ۳۱۸۔ از امام غزالی طبع دار الاشاعت کراچی)  
لو بندیا لویا بنڈ کمپنی ہم نے تمہارے جھوٹ اور بہتان و الزام کا امام غزالی کے قلم سے صفایا کر دیا۔ امام نے شہید کرنے والوں حکم دینے والوں اور راضی ہونے والوں پر لعنت کی ہے اور نام لئے بغیر ظالموں کو کافر کہا ہے اور اس کی سند قرآن حکیم سے پکڑی یعنی آپ نے بندیا لوی صاحب کو فرمایا او ملاں تو یزید کی اندھی محبت میں گرفتار ہے لہذا مجھ پر الزام مت لگا اور مجھے بدنام مت کر اپنی جھوٹی تحقیق کو چمکانے کی کوشش مت کر میری کمزور تحقیق کے مطابق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا جو نرم موقف یزید کے بارے سمجھا گیا ہے جس کو بندیا لوی نے جس کو اختیار کیا ہے یہ کافی حد تک درست نہیں ہے دوسری بات یہ بھی عین ممکن ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلے پہل موقف وہ ہو جو احیاء العلوم میں ہے اور بعد میں یہ جو طب جسمانی و روحانی میں ہے اور یہ کتاب آپ کی آخری تصنیفات میں سے ہے جس میں آپ نے نام لیے بغیر لعنتی و کافر کہا ہے یہی اہلسنت و جماعت کا موقف ہے پھر یہ کتاب وہابیوں نے ہی چھاپی ہے انہوں

نے چھاپی تھی تاکہ یہ عام ہو جائے اور ہمارے ملاں اس کو پڑھیں اور آسان بھی کر دی کہ ترجمہ شائع کیا لیکن افسوس کہ خارجیوں ناصبیوں کے ریال سارے کے سارے بم پھینکنے پر صرف ہو گئے کتاب خرید ہی نہ سکے یا پھر اہلسنت و جماعت والوں نے ساری کی ساری خرید لی تھیں دوبارہ چھپی نہیں اس لیے ان بیچاروں کے لیے تھی ہی نہیں کیا خریدتے شاید دوبارہ مکتب والوں نے چھاپی ہی نہ ہو اس لیے یہ بیچارے استفادہ نہ کر سکے سنی سنائی اور رٹی رٹائی محمود عباسی ورشید بٹ کی گھڑی ہوئی خرافات ہی پڑھ سکے۔

### نیز امام غزالی لکھتے ہیں

یعنی اگر کوئی پوچھے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل اور آپ کے قتل کا حکم دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو کہنا جائز ہے۔ جواب: ہم کہتے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ آپ کا قاتل اگر بغیر توبہ کے مرا ہے تو اس پر خدا کی لعنت کیونکہ یہ ایک احتمال ہے کہ شاید اس نے توبہ کر لی

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۳ طبع مصر)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے یہ بات ثابت ہوگی کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل ناحق تھا۔ ورنہ قاتل پر خدا کی لعنت جائز نہ ہوتی اور توبہ کی قید لگانا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے کمال تقویٰ کی دلیل ہے یہی وجہ ہے کہ آپ شخص لعنت کرنے کو جائز نہیں کہتے

میں کہتا ہوں ان تمام باتوں میں اور آپ کی باقی کتب میں کہاں لکھا ہے کہ یزید نیک صالح و عادل ہے یا اسکو رحمۃ اللہ علیہ کہنا چاہیے یا امیر المؤمنین

کہنا چاہیے وغیرہ اس قسم کی خرافات خود لکھ کر جھوٹا الزام اور بہتان لگانا عظیم علماء پر یہ بندیا لوی جیسے خارجیوں ناصبیوں کا ہی کام ہے میں بندیا لوی کی تمام ذریت کو چیلنج کرتا ہوں امام غزالی کے قلم سے یہ ثابت کرو کہ یزید کامل مومن۔ صالح عالم۔ نیکو کار انسان۔ عادل خلیفہ اور خدمت اسلام میں پیش دکھا دو فی حوالہ نقد ایک ہزار روپے انعام حاصل کرو لیکن تم یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے

پھر خدا عز و جل کے عذاب سے ڈرو مزید برآں

امام غزالی کی لکھی ہوئی باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یزید فاسق و فاجر تھا اور س کے ہمنوا بھی

### شریعت میں فاسق معلن کا فسق بیان کرنا جائز ہے

حدیث: اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تم فاسق کے فسق کو بیان کرنے سے ڈرتے ہو۔ اس کے فسق کو بیان کرو تا کہ لوگ اس کو پہچان لیں پھر اسی سند سے بیان ہے فاسق کے فسق کا ذکر کرنا غیبت نہیں ہے (المعجم الکبیر ج ۱۹ ص ۱۰۱۰ طبع بیروت) (الکامل لابن عدی ج ۲ ص ۲۳۰ طبع بیروت) (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۳۸۲ طبع بیروت) (سنن ہیثمی ج ۱ ص ۲۱۰ طبع بیروت)

### امام غزالی فاسق کی مذمت میں لکھتے ہیں

کیا تم فاسق کے ذکر سے اعراض کرتے ہو پھر لوگ اسکو کیسے پہچانے گے اس میں جو فسق ہے اس کو بیان کرو تا کہ لوگ اس کو پہچان کر اس کے ضرر سے بچیں

(احیاء علوم الدین ج ۳ ص ۱۳۶ طبع بیروت)

## میرادینی مقصد کتاب لکھنے کا یہ ہے

میں نے الحمد للہ یزید اس کے ہمنواؤں اور اس کے گداؤں خارجیوں ناصبیوں اور وہابیوں کے خلاف اس لیے قلم اٹھا رکھا ہے تاکہ لوگوں کو ان کے ضرر یعنی نقصانات بتائے جائیں اور ان کی خرافات کو اجاگر کیا جائے تاکہ لوگ بچ سکیں اور اللہ عز وجل اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم راضی ہو جائیں اہلبیت صحابہ کرام و علماء و اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شانیں ظاہر ہو جائیں۔ بس میرا اور کوئی مقصد نہیں

جھوٹا الزام لگانے جھوٹ بولنے اور لکھنے اور بہتان لگانے والوں کی

## مذمت

شیخ بند یالوی نے یہاں پر بہت سے علماء و محدثین پر الزام بہتان لگائے ہیں ان کے جوابات ان شاء اللہ باری باری آئیں گے لیکن یہ جاننا چاہیے جو شخص ایسے کرتا ہے اس کی سزا کیا ہے

## حدیث نمبر ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے صحابہ نے کہا اللہ عز وجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی زیادہ جاننے والے ہیں آپ نے فرمایا تم اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرو جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہے کہا گیا یہ بتائیں اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو جس کو میں بیان کرتا ہوں آپ نے



فرمایا۔ اگر تم جو عیب بیان کر رہے ہو وہ عیب اس میں ہو جب ہی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر وہ بہتان ہے

(صحیح مسلم شریف رقم الحدیث ۶۳۶۹ کتاب البر والصلة والادب باب الغیبة طبع لاہور) (سنن ابوداؤد رقم

الحدیث ۴۲۷۷ باب فی الغیبة کتاب الادب طبع لاہور)

اگر کوئی خارجی یہ حدیث پڑھ کر یہ اعتراض کرے تم نے یزید کی غیبت کی تو جواب یہ ہے کہ برے اور فاسق کی غیبت بیان کرنا جائز ہے جیسا کہ

### حدیث ۲:-

حضرت ابن عیینہ نے کہا تین آدمیوں کا عیب بیان کرنا غیبت نہیں ہے (۱) ظالم حکمران (۲) جو شخص لوگوں کے سامنے اللہ کی نافرمانی کرتا ہو (۳) وہ شخص جو لوگوں کو برائی کی دعوت دیتا ہوں

(المجامع الشعب الايمان رقم الحدیث ۶۳۷۴ طبع بیروت)

پھر اگر کوئی فاسق کی تعریف کرنا شروع کر دے جیسا کہ بندیا لوی صاحب یزید کی تعریف خود کرتا ہے اور کرنے کی دعوت دیتا تو یہ بھی عظیم گناہ ہے

### حدیث ۳

حضور پر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو رب غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش خدا ہل جاتا ہے

(شعب الايمان ج ۴ ص ۲۳۰ رقم الحدیث ۲۸۸۶ طبع بیروت)

ان حقائق سے معلوم ہوا کہ بندیا لوی اپنے اوپر خدا کو غضب ناک کر

چکے ہیں وہ بھی اتنا سخت کہ اس غضب کی وجہ سے خدا کا عرش بھی ہل گیا لہذا خارجیوں ناصبیو تو بہ کر لو اپنے برے عقائد سے خدا کو غضب ناک نہ کرو یزید کی تعریف کر کے

میں لکھنے لگا تھا جھوٹے الزام گھڑنے والوں کی مذمت ظمناً اور باتیں بھی آگئیں اب پڑھیے

ایت نمبر ۱: ولھم عذاب الیم بما کانو ایکذبون (ان کے لیے دردناک عذاب ہے کیونکہ وہ جھوٹ بولتے تھے)

(پ اس البقرہ ایت ۱۰)

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے پر سخت دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے

### حدیث ۴

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولوں کے سردار ہم غریبوں کے ملجا و ماویٰ نے فرمایا اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ فجور (گناہ) تک پہنچاتا ہے اور فجور دوزخ تک پہنچاتا ہے ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کے مواقع تلاش کرتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو کذاب لکھ دیا جاتا ہے

(سنن ابوداؤد شریف رقم الحدیث ۵۵۳ کتاب الادب طبع لاہور)

ایت ۲: لعنت اللہ علی لکذبین (جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو)

(پ ۳ اس عمران)

ایت ۳: لعنت اللہ علیہ ان کان من الکذبین (یہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہوا اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو)

(پ ۱۸ اس النور ایت ۷)

یہ تیسری آیہ کریمہ جھوٹا الزام لگانے والوں کی مذمت میں نازل ہوئی  
(تفصیل کے لیے دیکھیں صحیح بخاری شریف ج ۳ ص ۲۸۰ کتاب التفرس نور طبع لاہور)

### حدیث ۵

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سچ نیکی ہے اور نیکی جنت کی رہنمائی کرتی ہے اور بندہ سچ کا قصد کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ فسق ہے اور فسق جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور بندہ جھوٹ کا قصد کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے

(سنن ابن داؤد شریف رقم الحدیث ۱۵۵۳ باب ۵۰۳ کتاب الادب)

ابن ابی شیبہ کی روایت میں عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے

(صحیح مسلم شریف رقم الحدیث ۶۵۱۴ کتاب البر والصلۃ والادب طبع بیروت)

شیخ بندیا لوی صاحب آپ ان آیات و احادیث پر غور فرمائیں آپ نے بغیر تحقیق کیے علماء محدثین پر جھوٹ الزام لگا کر کس راستہ کو منتخب کیا اور کہاں اپنے آپ کو لیے جا رہے ہو۔ اور اپنا ٹھکانہ کہاں بنانے کی کوشش کر چکے ہو میں نے آپ کی رہنمائی کر دی ہے اپنے ان برے نظریات سے توبہ کر لو۔ ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا جھوٹ بولنا حرام اور کسی پر جھوٹا بہتان لگانا حرام ہے

(تفصیل دیکھیں درمختار کتاب الخطر والا باحت ج ۲ ص ۲۵۴ طبع مجبائی دہلی)

پھر بندیا لوی نے علماء و محدثین پر جھوٹے الزام لگا کر ان کی توہین کی ہے جو کہ کفر ہے اپنی خرافات کو وزن دینے کی علماء کی توہین کر کے کفر کما لیا۔ دیکھیں مجمع الانہر میں ہے علماء اور سادات کی توہین کفر ہے

(مجمع الانہر شرح ملتقى البحر باب الفاظ الفکر ج ۱ ص ۶۹۵ طبع دار الایاء بیروت)

کسی مسلمان پر افتراء کرنا اتنا بڑا گناہ ہے اس گناہ کی سزا شریعت مطہرہ میں مفتری کی سزا سلطان اسلام کے یہاں اسی کوڑے ہے مزیہ برآں  
ولعذاب الآخرة اکبر۔ اور بے شک آخرت کا عذاب اور سخت

تر ہے

پھر اس ملاں نے یہ سب کچھ کر کے شریعت مطہرہ پر بھی افتراء کیا اور شریعت مطہرہ پر افتراء خود اللہ عزوجل پر افتراء ہے اور اللہ تعالیٰ پر افتراء بے ایمان ہی کرتا ہے

آیت ۴: انما یغتری الکذب الذین لا یؤمنون بایت اللہ و ولئک ہم الکاذبون

(س النحل آیت ۱۰۵ اپ ۱۲)

ترجمہ: جھوٹے افتراء وہی باندھتے ہیں جو مسلمان نہیں ہیں پھر اس ملاں نے جان بوجھ کر اپنا مقصد اور خارجیت کو ثابت کرنے کے لیے اتنے علماء و محدثین پر شریعت مطہرہ پر افتراء کر کے اپنے آپ کو ظالموں اور فاسقوں کی فہرست میں داخل کر لیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

آیت ۶۵: من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الظالمون (پ ۶)



ترجمہ: جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ ظالم ہیں۔ من لم حکم بما  
انزل اللہ فاولئک ہم الفسقون۔ (س المائدہ ایت ۴۵ و ۴۷) جو اللہ کے  
اتارے پر حکم نہ کریں وہ فاسق ہیں

### حدیث ۶

حدیث شریف میں فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں غارت کرے جو بزرگوں  
پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں

(سنن ابوداؤد شریف ج ۳ ص ۴۳۷ کتاب النہ باب فی لزوم النہ طبع لاہور)

جب علمائے کرام اور شریعت کی مخالفت کرنے والوں کے لیے یہ احکام  
ہیں تو جو جان بوجھ کر شرح کے خلاف کرتے ہیں ان کو سمجھانا ہمارا حق تھا ہم نے  
الحمد للہ پورا کر دیا اب بھی اگر بندیا لوی صاحب اپنے برے نظریات سے توبہ نہ  
کریں تو پھر اللہ رب العزت کی حجت قائم ہو چکی ہے اس نے ان شاء اللہ شریعت  
کی حدیں پامال کرنے والوں کو معاف نہیں کرنا بر ضرور حساب لے گا اور سزا بھی  
دے گا۔ مزید برآں قرآن حکیم نے صریح طور پر وضاحت سے بیان فرمادیا جو  
لوگ مومنوں میں اشاعت فاحشہ چاہتے ہیں پڑھیے

آیت ۷: ان الذین یحسبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لهم  
عذب الیم فی الدنیا و الاخرۃ

ترجمہ: جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کے لیے  
عذاب ہر دو ناک دنیا اور آخرت میں

(ترجمہ شبیر احمد عثمانی)

مزید لکھتے ہیں: یعنی بدکاری پھلے یا بدکاری کی خبریں پھیلیں یہ چاہنے والے

منافقین تھے۔

(تفسیر عثمانی ص ۳۵۶ زراعت طبع دارالتصنیف کراچی)

اب میں شیخ موصوف صاحب کو کہوں گا آپ اپنی کتاب میں بہت جگہ علمائے کرام پر جھوٹے الزام لکھ چکے ہیں میں نے الحمد للہ ہر جگہ تمہارے جھوٹوں کا پول کھول دیا آپ نے اتنا بڑا ظلم کمایا صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ پر بھی بہتان تراشی کی کچھ گزر چکا مزید جاری یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ کسی عام شخص پر بھی لگانا گناہ عظیم ہے لیکن تم نے اس سے بڑھ کر ظلم کیا جلیل القدر لوگوں پر بہتان لگائے

حدیث ۷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل حدیث روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان مرد یا عورت پر بہتان لگایا اس کو اللہ تعالیٰ دوزخیوں کی پیپ میں بند کر دے گا۔ اور جو شخص اس حال میں مر گیا کہ اس کے اوپر کسی کا قرض تھا اس سے اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی۔ حسب ضرورت

(مسند امام احمد ج ۲ ص ۸۲ طبع بیروت)

امام ملا علی قاری کے نزدیک یزید فاسق و فاجر تھا

یزید کے کفر میں اختلاف ہے جو کچھ اس سے وارد ہوا ہے وہ اس کے کفر پر دلیل ہے مثلاً آخر کو حلال قرار دینا اور سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے بعد اس کا یہ کہنا کہ

میں نے اہلبیت سے بدلہ لیا ہے جو کچھ میرے بڑوں کے ساتھ میدان بدر میں کیا گیا تھا.....

بعض جاہل جو یہ لکھتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغی تھے سو یہ بات اہلسنت کے نزدیک بالکل باطل ہے (یعنی یہ کسی اہلسنت کا قول نہیں) یہ صرف خارجیوں کا ہدیان ہے (بکواس) جو راہ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں

(شرح فقہ اکبر ص ۲۷۲ طبع مصر)

### نیز شرح شفاء میں لکھتے ہیں

اس حدیث سے مراد یزید بن معاویہ ہے کیونکہ اسی نے مسلم بن عقبہ کو (لشکر دے کر) مدینہ سکینہ کی طرف بھیجا اور اس نے مدینہ کو لشکر کے واسطے تین روز مباح کر دیا۔ اور خیبر اہل مدینہ کو کثیر تعداد میں قتل کیا

(شرح شفاء ج ۱ ص ۶۹۴)

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو ایک قطرہ خون نہ نکلا

لو بندیا لوی صاحب آپ نے بہت شور مچایا جی ان علماء نے کہا یزید صالح عالم متقی کامل مومن۔ لعنت اللہ علی الذین ملا علی قاری نے جو حقائق لکھے ہیں کیا ان سے بندیا لوی کا مدعا ثابت ہوتا ہے ہرگز نہیں حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ملا علی قاری جاہل چھوکر ایزید کو لکھتے ہیں جن کا سہارا شیخ موصوف نے تلاش کیا اور دعویٰ تحقیق کا کیا تھا ہم نے انھیں کے قلم سے تمہارا سارا فراڈ اور دھوکہ ظاہر کر دیا

جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنوں  
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے  
بندیا لوی تیرے یہ منگھڑت افسانے حقیقت کیسے بدلیں گے  
فسانہ پھر فسانہ ہے حقیقت پھر حقیقت ہے

قارئین دیکھا آپ نے کس طرح حقائق کو موصوف نے  
چھپانے کی کوشش کی اور دغلا پن اختیار کیا پھر یہ جھوٹا تو خود اپنے قلم سے  
ہی واضح تھا وہ ایسے کہ اگر کسی اور نے یزید کو عالم - متقی - پرہیز گار  
مسلمان امیر المومنین خدمت اسلام میں پیش کیا ہوتا تو یہ کم بخت ضرور اس  
کی عبارت بار بار لکھتا یقیناً اور کسی نے یہ الفاظ یزید کی شان میں کہے  
نہیں اس نے کہا میں کہہ دیتا ہوں آخر میں جو اتنا بڑا جو گادری ہوں  
ہر کوئی آنکھ بند کر کے تسلیم کر لے گا اور اپنے اس برے ہریان کو وزن  
دینے کی خاطر علماء کے نام جڑ دیتا ہوں کون میری تحقیق کو جھٹلانے کی  
کوشش کرے گا کیا شاطرانہ عقل اور دماغ ہے اس ملاں کا ارے ظالم  
یزید کو بڑھا کر جھوٹ بول کر - اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو جنتی  
جوانوں کے سردار ہیں - صحیح مسلم - ان کو گھٹا کر تجھے کون سا ٹھکانہ ملے گا  
ذرا سوچ اور بار بار سوچ ہے سوچنے کی جگہ ہے پھر سوچ اگر کوئی کم عقل  
چاند یا سورج کے اوپر تھو کے گا تو تھوک اپنے منہ پر گرے گا ان کا کچھ  
نہیں بگڑے گا

میں کہتا ہوں بندیا لوی صاحب اپنا منہ گندا کر کے لوگوں کو نہ  
دکھاؤ تمہارے گھٹانے سے اہلیت کا مقام نہیں گھٹ سکتا



آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے  
 صاحب کو اپنے حُسن پر کتنا غرور تھا  
 اب ان گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم و صحابہ و اہلبیت رضوان  
 اللہ علیہم کی گستاخانہ تحریرات جو انہوں نے یزید کی شان بڑھانے اہلبیت کا مقام کم  
 کرنے کی خاطر اپنی کتابوں میں لکھی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔



## خارجیوں کی گستاخیاں از محمود عباسی خارجی وہابی کی

(۱) ذکر حسین و بیان شہادت حرام۔ واعظ ہو یا کوئی اور (محفل) اس کے لیے مقتل حسین کے واقعات بیان کرنا حرام ہے۔ (معاذ اللہ)

(رسومات محرم اور تعزیہ داری ص ۴۔ از محمود عباسی) شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۳۸۔ از دیوبندی طبع ملتان

## (۲) نیز لکھتے ہیں

ذکر شہادت مجلس میں بیان کرنا ناجائز ہے کہ اس سے خواہ مخواہ بغض صحابہ کی جانب سے دل میں بغض و عناد پیدا ہوتا ہے

(رسومات محرم و تعزیہ داری ص ۲ طبع ۱۰ مارچ ۱۹۶۸ء کراچی)

## گستاخ ۲: رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں

سوال: محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیح یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں

جواب: محرم میں ذکر شہادت حسین کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور شبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۰ طبع محمد علی اسلامی کتب خانہ کراچی) شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۳۳ از دیوبندی

ان دیوبندیوں وہابیوں کی کتنی دشمنی ہے اہلبیت سے کہ اگر صحیح روایات کے مطابق ذکر شہدائے کربلا کیا جائے پھر بھی ناجائز اور حرام اسی طرح شربت یا دودھ چاہے بچوں کو پلائیں پھر بھی ناجائز ہے لیکن افسوس سے کہتا ہوں کافروں

سے اتنی گہری محبت ہے پڑھیے ہندوؤں کی لگائی گئی سبیل درست  
سوال: ہندو جو (پانی) پیا و پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں  
کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں۔  
جواب: اس پیاؤ سے پانی پینا (کوئی) مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۶۲ طبع کراچی)

قارئین دیکھا کتنی گہری اور آندھی محبت کافروں سے کہ وہ سود کے پیسہ  
سے سبیل لگائیں تب بھی پانی پینا درست ہے لیکن اہلبیت کے ایصال ثواب کے  
لیے لگائی گئی پانی یا دودھ کی سبیل حرام پھر میں کیوں نہ کہوں کہ یہ لوگ اصل میں  
ہندو اور کافر ہیں مسلمانوں والا لباس پہن کر مسلمانوں میں گھس آئے ہیں

### ۳۔ گستاخ: حکیم فیض عالم وہابی اہلحدیث کی خرافات پڑھیے

امیر یزید رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے..... وہ خطیب الاشدق تھے۔ فتی من  
فیتان العرب تھے۔ زاہد و پارسا تھے۔ تین بار امیر حج ہونے کی سعادت سے  
مشرف ہو چکے تھے سات ۷ سال لگا تار جنود اسلامیہ کے سپہ سالارہ کر جہاد کرتے  
رہے (لعنۃ اللہ) چار جلیل القدر صحابہ کرام رضوان کی شاگردی کا فخر حاصل تھا اور  
آج تک ان کی زندہ یادگار نہر یزید رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے کروڑوں فرزندان  
توحید کی تشنہ کامیوں کو سیراب کرتی چلی آرہی ہے۔ (لعنۃ اللہ علی الفاسقین)  
(خلافت راشدہ ص ۸۶ طبع عوامی پرنٹرز اسلامک بک بینک لاہور)

### نیز لکھتے ہیں

امیر المومنین یزید رحمۃ اللہ علیہ اس لشکر کے کمانڈر انچیف تھے

(خلافت راشدہ ص ۱۳۵ طبع لاہور)

## دوسری کتاب میں لکھتے ہیں

اسی طرح یزید کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا دیکھیں

(مقام صحابہ ص ۳۵ طبع اشاعت اسلام گارڈن ٹاؤن لاہور)

قارئین دیکھیں ان بد بختوں کی شقاوت قلبی یہ لوگ یزید کو کتنا بڑھا  
چڑھا کر اور اس کی یاد گاریں دکھاتے ہیں۔ اور کسی کی یاد منانا ان کے نزدیک  
نا جائز۔ یزید کی منانا زندہ رکھنا ثواب لعنت اللہ علی الظالمین

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی دیر نادشمنی کا یوں اظہار  
کرتے ہیں

سیدنا علی کی نام نہاد خلافت (ہے)۔

(خلافت راشدہ ص ۹۷ و ۹۹ طبع لاہور)

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلافت راشدہ میں کوئی حصہ نہیں تھا

(خلافت راشدہ ص ۸۰۔ مقام صحابہ ص ۱۱۳ طبع اشاعت اسلام لاہور)

علی کا نام نہاد زمانہ خلافت میں تلواریں مسلمانوں کے خلاف بے نیام  
ہوئیں۔

(خلافت راشدہ ص ۱۵۲)

## یزید خلیفہ راشد

امیر یزید رحمۃ اللہ علیہ کی ولی عہدی کے خلاف ایک آواز بھی نہ اٹھی  
خلیفہ بننے سے پہلے ہی تمام معلوم دینا میں امیر یزید رحمۃ اللہ علیہ الخطیب الاشدق



کے نام سے شہرت حاصل کر چکے تھے (لعنت اللہ علی الکذبین)

(خلافت راشدہ ص ۱۳۶)

### حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دشمنی کی انتہا کر دی

سیدنا حسین رحمۃ اللہ علیہ برسام کے مریض تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ برسام کے مریض تھے اور اس مرض کے مریض اول تو مر جاتے ہیں۔ ورنہ پاگل ہو جاتے ہیں اور اگر بیچ بھی نکلیں تو ان کی زبان لکنت آمیز ہو جاتی ہے اور ذہن کما حقہ سوچنے سمجھنے کی قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے

(خلافت راشدہ ص ۱۳۹ طبع اسلامک بک بینک لاہور)

قارئین دیکھیں یہ خارجی ناصبی کتنے بد بخت اور ظالم ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جا بجا گستاخیاں کرتے ہیں نہ ان کو یہ صحابی نظر آئے اور نہ اہل بیت کے فرد اور نہ سابقون الاولون نظر آئے یہاں تک بے باکی کا مظاہرہ کہ وہ خلیفہ راشد نہ تھے معاذ اللہ ان کی نام نہاد خلافت میں مسلمانوں کے خلاف تلواریں چلتی رہیں لیکن اس کے برعکس یزید عنید سے اتنی گہری محبت کہ وہ خلیفہ بھی اور اس کی خلافت پر کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا متفقہ تھی بلکہ پہلے سے ہی لوگ اسکو اچھے لقب سے یاد کر رہے تھے۔ لعنت اللہ علی الکذبین

یزید کی ولی و ہدی کے باب میں جواب میں لکھ چکا ہوں

اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنی سخت عداوت رکھتے ہیں کہ ان کو معاذ اللہ پاگل یا پھر سوچنے سمجھنے سے عاری زبان خراب والا ثابت کیا اے ظالموں یہی حق تھا کلمہ پڑھنے کا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب صلی اللہ

علیہ والہ وسلم کی پاک زبان سے یہ حکم سنوادیاتھا کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا یہ فرماتا ہوں کہ میری اہلیت سے محبت اور موذت اختیار کرو۔ القرآن میں پوچھتا کیا یہ محبت کے انداز ہیں جو تم نے اپنا رکھے یقیناً ہر مسلمان اور انصاف پسند مسلمان کے دل کی آواز یہی ہے یہ ظالم جھوٹے اور دشمن آل رسول ہیں ان کا قرآن و حدیث کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ان کی خرافات کا حقائق سے تعلق ہے یہ سراسر جھوٹے ہیں۔ فاعتر و یا اولی الابصار

۴: گستاخ حافظ صلاح الدین یوسف الہمدیث وہابی

اپنے آپ کو الہمدیث کہلوانے والے اور دعویٰ کرنے والے کہ ہم الہمدیث ہیں حقیقت یہ ہے کہ احادیث جھٹلانے والے ہیں لکھتے ہیں واقعہ کربلا کے بارے

کربلا کی جنگ حق باطل کی نہ تھی

حقیقت یہ ہے کہ حق و باطل کا تصادم نہیں تھا یہ کفر و اسلام کا معرکہ نہیں تھا۔ یہ اسلامی جہاد نہ تھا

(رسومات محرم اور سانحہ کربلا ص ۲۶ طبع اضافہ شدہ ایڈیشن دارالاسلام لاہور) (رشید ابن رشید ص ۱۲۳۔ از ابویزید بٹ طبع لنڈا بازار لاہور)

نیز لکھتے ہیں یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا مستحب ہے

یعنی یزید کے لیے رحمت کی دعا کرنا رحمۃ اللہ علیہ کہنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے (رسومات محرم اور سانحہ کربلا ص ۳۲ و ۶۰ و ۶۳ طبع دارالاسلام لاہور الریاض میں ان شاطر العقل الہمدیث کہلوانوں سے سوال کرتا ہوں تم کہتے ہو یہ حق باطل کا

معمر کہ نہ تھا تو پھر کیا تھا میں ذرا تمہارے گھر کی خبر لیتے ہوئے کہتا ہوں تم دن بھر رات جہاد کرتے ہو سارے چندے اکٹھے کر کے کھا جاتے ہو صرف پاکستان سے ہی نہیں بلکہ سعودیہ کے ریال بھی ہضم کیے جا رہے ہو کبھی جہاد کشمیر کے نام سے تو کبھی افغانستان کے نام سے تو کبھی امداد زدگانِ زلزلہ اور کبھی زدگانِ سیلاب کے نام سے تمہارے چندے اکٹھے کرنا اور تمہاری تنظیموں جماعت الدعوة اور لشکر طیبہ اور جماعت اہل حدیث کے مقاصد کیا ہیں اگر تم کہو ہم قرآن و حدیث کے نظام کی خاطر جہاد کر رہے ہیں پھر تمہارا سارا فراڈ حق ہو اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بغیر چندہ اکٹھا کیے کیوں ناحق ہوا اگر تم اپنے جہاد کو ناحق مانتے ہو تو پھر یہ سارا فراڈ کرتے کیوں ہو اور تعجب یہ تمہارے کارکن چاہے بم پھینکتے ہوئے مریں یا اور کسی دہشت گردی میں مریں تم ان کو شہید کیوں کہتے ہو سیدھا باغی کیوں نہیں کہتے تم چاہے پرویز مشرف کے خلاف جہاد کرو یا شیعوں کے خلاف یا ہم اہلسنت و جماعت کے خلاف کرو آخر یہ بھی تو کلمہ پڑھتے ہیں اس کے باوجود تمہارے شہید، مجاہد، غازی بن سکتے ہیں تو پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیوں دشمنی ہے ان کی خرافات کے جوابات کافی اور شافی گذشتہ اوراق میں گزر چکے ہیں ملاحظہ فرمائیں

۵: گستاخ۔ ابو یزید محمد دین بٹ کی خرافات پڑھیے

رشید ابن رشید:

یہ وہ کتاب ہے جس کے ٹائٹل پر لکھا ہے  
خلافت امیر المومنین سیدنا یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معاذ اللہ) اس خطرناک  
کتاب کے اندر بے شمار صحابہ کرام اہلبیت عظام کی گستاخیاں ہیں موصوف نے اپنی

ان خرافات کی تائید بہت سے دیوبندی وہابی ملاؤں سے کروائی جنہوں نے اس یزید کے روحانی بیٹے کو شاباش دی کہ تو نے یزید کی شان میں کتاب لکھ کر اسلام زندہ کر دیا ان دیوبندی جو گادریوں میں سے چند کے نام یہ ہیں

(۱) مولانا مولوی ابو الوحید غلام محمد فاضل دارالعلوم دیوبند شہر راجن پور ڈیرہ غازی خان۔

(رشید ابن رشید ص ۳۴۰ طبع لنڈا بازار لاہور)

(۲) جناب مولوی غلام مرشد خطیب شاہی مسجد لاہور کا اعلان حق ص ۳۴۱

(۳) مولوی عبدالحی فاضل دارالعلوم دیوبند خاص شہر ص ۳۵۱

(۴) مولانا مفتی شفیع صاحب کراچی والے دیوبندی ص ۳۶۵

(۵) مولانا ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی ص ۳۶۹

### الہمدیثوں کی تائید

(۱) مولوی محی الدین لکھوی سابق امیر جماعت اہل حدیث دیپال پور منٹگمری ص

۳۶۹

(۲) مولوی اسماعیل ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان ص ۳۶۱

(۳) مولانا عبد الحمید صاحب خطیب جامع مسجد الہمدیث شیخوپورہ ص ۳۵۳

قارئین جب ہم کسی کو بتائیں کہ دیوبندی وہابی سب کے سب یزیدی ٹولا ہیں اور یزید کے ہمنوا ہیں بعض لوگ تو یقین کر لیتے ہیں اور کئی وہابی دیوبندی قسم کے کہتے ہیں تو بہ تو بہ ہم نے تو کبھی اپنے مولوی سے نہیں سنا یزید کی تعریف کرتے ہوئے تم خواہ مخواہ الزام لگاتے ہو اس لیے میں نے ان گستاخان میں سے چند کے



نام لکھ دیے اور حوالہ جات درج کر دیے ورنہ اس کتاب میں تقریباً ۲۶ گستاخان نے تائید کی پھر ہم کسی بزرگ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھیں یا پڑھیں تو دیوبندی وہابی چیختے چلاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف صحابہ کے نام کے ساتھ ہی لکھنا پڑھنا چاہے صحابہ کے علاوہ کسی کے نام کے ساتھ یہ جائز نہیں ہے لیکن اس ملاں بٹ نے اپنے مذہب اور مسلک کا خون کر کے رکھ دیا اپنی کتاب کے باہر والے پیچ پر اس بد بخت اور خمیس یزید کو لکھا امیر المؤمنین سیدنا یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اندر ص ۴ پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ایک کے ساتھ لکھنے پڑھنے کے جواز میں دلائل پیش کیے

### جھوٹا بہتان صحابہ کرام پر اور گستاخی ۲:

حسین کے اس فعل پر ناراض تھے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)  
یہ زہر اہل حق سے تو کھایا نہ جائے گا  
اجماع ہوا اصحاب کا خلافت یزید پر  
اب کلمہ اختلاف اپنایا نہ جائے گا

(رشید ابن رشید ص ۳ طبع چوک شہید گنج لندنا بازار لاہور)

### گستاخی ۳:

امیر المؤمنین یزید حق پر اور سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قتل سے بری الذمہ تھے

۴۔ اس وقت کے تمام مسلمان معہ سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) و ابن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور خاندان نبوت کا ہر فرد امیر المؤمنین یزید کو نیک کردار اور

دیندار صالح سمجھتا تھا (لعنت اللہ علی الذین)

(رشید ابن رشید ص ۸۱ و ۲۲ طبع لاہور)

## ۵۔ یزید پیدائشی جنتی

(ایضاً ص ۱۴۶ و ۱۴۷)

امیر المومنین یزید پیدائشی جنتی ہیں

کیسے یہ بد باطن ہیں یزید کے اندر ان کو کتنے کمالات نظر آتے ہیں اس کی آندھی محبت میں ایسے گرفتار ہوئے ہیں کہ قرآن و حدیث علماء و محدثین و اجماع امت ان سب حقائق کو پس پشت ڈال کر اپنے آپ کو جہنمی بنا رہے ہیں کیا برا انتخاب ان سے شیطان نے کروالیا پھر مزید بد بختی یہ ہے کہ اس کے نیک اور پیدائشی جنتی ہونے پر دلائل رکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یزید عنید سے سخت نفرت کا اظہار کیا صحابہ و اہلبیت و علماء نے بھی نفرت کی اور مبغوض ترین ثابت کیا یہ خارجی ناصبی اس کی شانیں بیان کرتے ہیں اے مسلمانوں پہچانوں ان لوگوں کو اور اپنے ایمانوں کی حفاظت کرو ان کے پیچھے اپنی نمازیں پڑھ کر ضائع مت کرو یہ لوگ امام بننے کے قابل نہیں۔

## گستاخی ۶

امیر المومنین یزید کی شان میں گستاخیاں نہ کرو

(ص ۱۳۲)

## گستاخی ۷

امیر المومنین یزید کی خلافت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے

اچھی (معاذ اللہ)

(رشید ابن رشید ص ۲۳۰)

### گستاخی ۸: حسین غلطی پر تھے

علمائے دہلی سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو غلطی پر سمجھتے ہیں

(ص ۴۵۱ تا ۴۶۰)

### (۹) حسین باغی

(معاذ اللہ) پس حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) باغی اور بیعت توڑنے والے ٹھہرے

(ص ۱۸۲ تا ۲۰۱)

### (۱۰) کربلا کی جنگ اسلامی نہ تھی

وہ بالکل واضح اور صحیح ہے یعنی یہ کہ واقعہ کربلا مذہبی جنگ نہ تھی۔ اول میں محض سیاست اور آخری حفظ ناموس کی تھی جو لوگ اس کو مذہبی بتاتے ہیں ان کو نہیں معلوم کہ اس میں کیا قباحت ہے (یعنی برائی)

(رشید ابن رشید ص ۳۳)

### (۱۱) گستاخی التفرقہ باز حسین (توبہ)

جماعت المسلمین میں تفرقہ کا پہلا بیج حسین نے بویا

(ص ۱۹۰)

### ۱۲۔ یزید کی بے حد شران

اس وقت کے تمام مسلمان مع سیدنا حسین و ابن زبیر اور خاندان نبوت کا ہر فرد امیر المومنین یزید کو نیک اور دیندار سمجھتا تھا

(ص ۴۴)

نیز لکھا

امیر المومنین یزید میں کسی قسم کا کوئی بھی نقص ہوتا تو یہ بزرگ ہستیاں کسی حالت میں بھی خاموش نہ ہتیں

(ص ۹۵)

یہ تھی رشید ابن رشید کی خرافات میں نے الحمد للہ تقریباً ہر اعتراض کا پول کھول کر کافی اور وافی لکھ دیا ہے ان خرافات کی وجہ سے ان بے حیاءوں کے خلاف قلم اٹھایا ہے تاکہ لوگ ان کی خرافات پڑھ کر ان سے بچ سکیں

کیسے تفسیر و تفہیم کے نام سے

کیسے فکر و تدبیر نما دام سے

یوں مطلب بتاتے ہیں آیات کے

جن سے مفہوم قرآن و حدیث خطرے میں ہے

شیخ بندیا لوی کے نزدیک امام حسین مع صحابہ رضوان اللہ علیہم و تابعین

باغی تھے (توبہ)

واقعہ حرہ میں تمام تر قصور اور غلطی ان لوگوں کی تھی جو بغاوت پر آمادہ ہوئے..... حکومت کے خلاف چند لوگ بغاوت کریں اور حکومت ان کو کچلنے کے لیے مناسب کارروائی کرے تو قصور کس کا ہوگا باغیوں کا یا حکمران وقت کا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۶ طبع سرگودھا)

نیز لکھا



اسی طرح واقعہ حرہ میں غلطی اور قصور باغیوں کا ہے یزید کے لشکر نے تو اس بغاوت کو ختم کرنے کے لیے کاروائی کی تھی

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۷)

گستاخی ۳: امام کا کربلا جانا اسلام کی سربلندی کے لیے نہ تھا

واقعہ کربلا اور امام حسین کا سفر اسلام کی سربلندی و سرفرازی کے لیے نہ تھا نہ ہی دین بچانے کے لیے تھا نہ ہی کفر کی سرکوبی کے لئے تھا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۶ و ۱۴۷)

گستاخی ۴

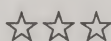
بندیا لوی کے نزدیک یزید امیر المومنین تھا (ص ۲۶)

گستاخی ۵: یزید بہت بڑا نیک تھا (معاذ اللہ)

یزید صحیح العقیدہ مسلمان۔ کامل مومن۔ صالح عالم۔ خدمت اسلام میں پیش پیش اور نیکو کار انسان تھا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۲۸ از بندیا لوی)

قارئین پڑھا آپ نے یزیدی ٹولے نے کس طرح بے دھڑک اپنے باپ یزید عنید پلید کے ساتھ اپنی آندھی محبتوں کا اظہار کیا اب میں یزید کا کردار لکھتا ہوں تاکہ واضح ہو جائے کہ یزید ان تعریفوں کے ہرگز قابل نہیں لکھنے والے خود جھوٹے ہیں اور بڑے جھوٹے کی تائید کرتے ہیں۔



## باب ہشتم

### کردار یزید پر ایک نظر

تعارف یزید پلید:

یزید (علیہ ماعلیہ) بن حضرت معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) بن صخر یزید ۲۵ ہجری یا ۲۶ یا ۲۷ھ کو پیدا ہوا۔ اور اس کے باپ کی زندگی میں اس کی بیعت ولی عہدی ہوئی کہ وہ اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہوگا۔ پھر اس کے باپ کی وفات کے بعد ۱۵ رجب ۶۰ھ کو اس عہد کو مضبوط کر دیا گیا اور وہ اپنی وفات تک جو ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ تک مسلسل متولی رہا اور اس کی ماں میون بنت مخول کلبی ہے۔ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۲۱۔ ذکر یزید طبع کراچی

نیز یہی لکھتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو دیکھا کہ وہ اپنے غلام کو مار رہا ہے آپ نے اُسے کہا اس بات کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تو اس پر رکھتا ہے۔ تیرا بُرا ہو کیا تو اُسے مارتا ہے جو تجھ سے بچنے کی سکت نہیں رکھتا۔ قسم بخد مجھے قدرت نے کینہ تو زوں سے انتقام لینے سے روک دیا ہے وہ شخص بہت اچھا جو اسے معاف کرتا ہے جس پر اُسے قدرت ہوتی ہے۔

(تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۴۲۳ طبع نفیس اکیڈمی کراچی اس تعارف میں یزید کی کمینہ فطرت نظر آ رہی ہے اور عظمت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واضح نظر آ رہی ہے۔

### یزید کو برے کاموں سے باپ نے منع کیا:

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن زکریا غلابی نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عائشہ نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ یزید نو عمری میں شرابی اور نو عمروں والی حرکات کرتا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات کو محسوس کر کے نرمی کے ساتھ اسے نصیحت کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تو ذلت و رسوائی کے بغیر جو تیری جو انمردی اور قدر کو تباہ کر دے گی اور تیرا دشمن تیری مصیبت پر خوش ہوگا اور تیرا دوست تجھ سے بُرا سلوک کرے گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۲ طبع کراچی)

### یزید بے نماز تھا:

اسی طرح (یزید) میں شہوات اور بعض اوقات بعض نمازوں کے ترک کرنے اور اکثر اوقات انہیں نہ پڑھنے کی عادت پائی جاتی تھی۔ تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۲۲۸ قارئین یزید کی برائیاں بھی پڑھیں اور یزید کو بچانے والوں کا انداز بھی پڑھیں۔ تو کتنا تضاد ہے گویا یزید بے نماز، شرابی زانی ہر برائی کا مجسمہ تھا بچانے والوں اور حمایت کرنے والوں نے لکھا اس کا دور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور سے اچھا اور بڑا ہی متقی اور پرہیزگار بھی آپ ان شاء اللہ حقائق پڑھیں گے یزید بہت سخت ظالم بد بخت صحابہ کرام و اہلبیت کا دشمن تھا۔

### یزید نے لونڈی غصب کر لی:

یزید نے ایک شخص سے لونڈی غصب کر لی تو اس شخص نے یزید کے خلاف حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد مانگی کہ وہ اسے لونڈی واپس لادیں

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو کہہ دیا کہ وہ لونڈی اسے واپس کر دے تو اس نے پس و پیش کی تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے حدیث بتائی تو اس نے لونڈی کو واپس کر دیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۹)

یزید شرابی۔ ریچھوں اور بندروں کے لڑانے میں مشہور تھا انہیں کاموں

میں مرا

روایت ہے کہ یزید گانے بجانے کے آلات۔ شرب نوشی کرنے راگ الاپنے شکار کرنے غلام اور لونڈیاں بنانے۔ کتے پالنے۔ مینڈھوں۔ ریچھوں اور بندروں کے لڑانے میں مشہور تھا۔ ہر صبح کو وہ مخمور ہوتا اور وہ زین دار گھوڑے پر بندر کو زمین سے باندھ دیتا۔ اور وہ اسے چلاتا اور بندر کو سونے کی ٹوپی پہناتا۔ اور یہی حال غلاموں کا تھا اور وہ گھڑ دوڑ کراتا اور جب کوئی بندر مر جاتا تو اس پر غم کرتا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی موت کا باعث یہ ہوا کہ اس نے ایک بندر اٹھایا اور نچانے لگا تو اس نے اسے کاٹ لیا اور لوگوں نے اس کے علاوہ بھی اس کے بارے میں باتیں بیان کی ہیں اللہ تعالیٰ ہی ان کی صحت کو بہتر جانتا ہے

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۷۔ ذکر یزید طبع کراچی) (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۵۲۸ طبع کراچی)

وہ چہرہ جن کا مومن کا مگر دل ہے ابو جہل  
ہے اجلا جن کا طن گندی ہے سیرت ان کی

یزید برائیوں میں مشہور تھا

ظلم کی انتہا کر دی شیخ بندیا لوی نے میں کہتا ہوں ابن کثیر اور علامہ حلبی



نے یزید میں جو برائیاں گنوائیں بالخصوص ابن کثیر نے کہا وہ ان برائیوں میں مشہور تھا (۱) گانے بجانے (۲) شراب نوشی کرنے (۳) راگ الاپنے (۴) شکار کرنے (۵) غلام اور لونڈیاں بنانے (۶) کتے پالنے لڑائی کے لیے (۷) مینڈھے پالنے لڑائی کے لئے (۸) ریکھوں (۹) بندروں (۱۰) ہر صبح نشہ میں اٹھنا یعنی مخمور ہونا (۱۱) زین دار گھوڑے بنانا (۱۲) پھر بجائے انسان کے بندروں کو سوار کرنا (۱۳) بندروں کو سونے کی ٹوپیاں پہنانا (۱۴) گھڑ دوڑ کرانا (۱۵) بندر مر جاتا تو اس کے مرنے پر غم کرنا انسان چاہے اشرف المخلوقات خود مر جائے یا وہ مروادے بشمول بندیا لوی تعزیت نہ کرنا (۱۶) یعنی بندروں کا انسانوں سے زیادہ یزید کو عزیز پیارا ہونا (۱۷) یزید کی موت کا سبب بھی بندر کا بننا

یہ سترہ ۱۷ خوبیاں یزید کی ابن کثیر نے لکھی ہیں مزید برآں باقی منور خین کی آگے آرہی ہیں اس سے پہلے ابن کثیر نے لکھا (۱۸) یزید بے نمازی تھا (۱۹) یزید شہوات یعنی کئی برائیاں کرنے والا تھا (۲۰) پھر اس کی طرف دیکھ کر اس کے چیلوں کا یہی حال تھا

ان تمام حقائق کو بندیا لوی سعودیہ کے ریال سمجھ کر یا پھر امریکہ کے ڈالر سمجھ کر ہضم کر گئے اور یزید عنید - بلکہ پلید کو بچانا اور پاک ثابت کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو نیک بنانا کہاں سے سیکھ گئے وہ بھی اتنا زیادہ کہ یزید صحیح العقیدہ مسلمان متقی پرہیزگار، صالح عالم، کامل مومن، اور خدمت اسلام میں پیش وغیرہ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے (۲۱) میں پہلے باحوالہ لکھ آیا صحابہ کرام کہتے یزید کا کوئی دین نہیں (۲۲) یزید نے حرام کو حلال کر لیا ہے اور حلال کو حرام (۲۳) حرام رشتے والی عورتوں سے نکاح کرتا ہے (۲۴) اہلبیت کی توہین کرنا اور کروانا (۲۵) اہل

بیت کو شہید کرنے کا حکم دینا پھر اس پر راضی ہونا (۲۶) مدینہ شریف کی توہین کرنا اور کروانا (۲۷) صحابہ کرام و تابعین کو شہید کرنے کا حکم دینا پھر عمل کروانا (۲۸) مدینہ شریف کو تین دن کے لیے مباح کرنا (۲۹) مکہ شریف کی حرمت کو پامال کرنا اور کروانا (۳۰) یہ سب کچھ کر کے قرآن و حدیث کو پس پشت ڈالنا (۳۱) باپ کی وصیتوں کے خلاف کرنا وغیرہ اتنی زیادہ برائیوں کا مجسمہ یزید پلید تھا لیکن تعجب اور افسوس یہ ہے کہ ان یزیدیوں کو اس کے اندر کوئی برائی نظر نہیں آتی اس لیے کہ ان کے دل و دماغ پیٹ و عقل و قلم و زبان میں یزید پلید کی محبت رچ بس چکی ہے پھر میں کہتا ہوں یہ القابات جو بندیا لوی نے یزید کے بارے لکھے ہیں یہ باتیں عام طور پر نمازیوں پر بھی صادق نہیں آتیں چہ جائے کہ اتنی زیادہ برائیوں والے شخص کو متقی پر ہیزگار عالم کہا جائے یہ میں ان شاء اللہ آگے جا کر وضاحت کروں گا متقی کون ہوتا ہے۔ بندیا لوی نے یہ لقب یزید کے لیے لکھ کر مسلمانوں کی توہین کی نیک لوگوں کی توہین کی بالخصوص علماء کی توہین کی میں پوچھتا ہوں آج کے اس گئے گزرے دور میں اگر کسی عالم کے بارے میں یہ کہا جائے مثلاً بندیا لوی اور تھانوی و گنگوہی و قاسم نانوتوی و قاری طیب و سارے دیوبندی وہابی بڑے چھوٹے ملاں شرابی بے نماز بد معاش کتے لڑانے والے بندروں کو سونے کی ٹوپیاں پہنانے والے عیش و عشرت پسند تھے اور صحابہ و تابعین و اہل مدینہ و مکہ کے ساتھ ظلم کرنے والے تھے مسلمانوں کے بیت المال کو ہڑپ کرنے والے تھے اور عیاشی کے کاموں میں فضول خرچی کرنے والے تھے ہر ایک آدمی انصاف پسند ایسا کہنے والے کے خلاف احتجاج پر اتر آئے گا گستاخ کے نعرے لگائے گا پھر آئے مسلمانوں غور کرو آج اگر کوئی شخص کسی عالم کے بارے ایسی باتیں کرے

اور لکھے تو وہ برداشت کے قابل نہیں تو جو ہو ہی ہر برائی کا مجسمہ اس کے بارے میں بندیا لوی نے لکھا یزید متقی پر ہیزگار کامل مومن و صالح عالم خدمت اسلام میں پیش پیش یہ مسلمانوں اور علماء کی توہین نہیں تو اور کیا ہے پھر حقیقت ہو تو پھر بھی کچھ برداشت کے قابل ہوتی ہے بات لیکن اگر ہو ہی سراسر جھوٹ پھر وہ کہاں برداشت کے قابل میں کہتا ہوں بندیا لوی ہوش کے ناخن لو یزید کی تعریفیں کر کے مسلمانوں کی توہین نہ کرو علماء کی توہین نہ کرو اور اپنے برے نظریات سے توبہ کرو اور اے مسلمانوں ایسے شیطانی نظریات والے لوگوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں یزید کے گناہوں کی فہرست طویل ہے۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۵۶

### بندر کا واقعہ

یزید برائیوں کا مجسمہ ہونے کی وجہ سے فاسق و فاجر تھا علامہ برہان الدین حلی ترجمہ اسلم قاسمی دیوبند لکھتے ہیں

یزید علیہ ما علیہ ابن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ مدینے والوں نے اس کی اطاعت سے انکار کر دیا ہے اور کھلم کھلا اس کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور صاف صاف کہتے ہیں کہ اس کا کوئی دین نہیں ہے کیونکہ اس کے متعلق مشہور ہو گیا تھا کہ اس نے حرام رشتے والی عورتوں سے نکاح کو جائز کر لیا ہے۔ ہمیشہ شراب پیتا ہے نماز نہیں پڑھتا اور کتوں کی بازیاں لگاتا ہے۔ اس پر یزید ابن معاویہ نے مدینے والوں کے خلاف ایک لشکر روانہ کیا جس میں بیس ہزار گھوڑے سوار سات ہزار پیدل سپاہی تھے اس لشکر کا سپہ سالار مسلم بن قتیبہ تھا یہ لشکر مدینہ



والوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ جہاں تک یزید کے ان فسق و فجور میں مبتلا ہونے کا تعلق ہے اس کی تصدیق ان روایتوں سے ہو جاتی ہے جو بعض معتبر مؤرخوں نے بیان کی ہیں کہ یزید کے پاس ایک بندر تھا جس کو اپنی شراب کی مجلس میں لے کر آیا کرتا تھا اور اس کے لیے ایک تکیہ لگایا کرتا تھا اور پھر اپنے جام کی بچی ہوئی شراب اس کو پلاتا تھا۔ اس کے لیے اس نے ایک جنگلی گدھی لے کر اس کو اس بندر کے لیے سدھایا تھا۔ اس گدھی کے لیے اس نے سونے کی زین تیار کرائی تھی اور اس پر اس بندر کو بٹھا کر کبھی کبھی اسے گھوڑوں کے ساتھ دوڑایا کرتا تھا۔ اس بندر کو ایک قبا پہنایا کرتا تھا اور سرخ ریشم کی ٹوپی اڑھایا کرتا تھا

(انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۵۲۸ طبع دارالاشاعت اردو بازار کراچی)

ناج گانے غضب آہ ام الخبائث کے مشروب محبوب ہیں یزید کو

ہو رہی ہیں خرمستیاں دورِ حاضر کا انسان خطرے میں ہے

لو بندیا لوی صاحب تم بنالو یزید کو متقی یہ تمہارا امام کتنا برا تھا اور برے

کاموں میں مشہور تھا اور جن عورتوں کے ساتھ اللہ نے نکاح کرنا حرام کیا ہے یہ

بد بخت ان ماؤں بہنوں سے نکاح کرتا تھا اور ان کو حلال کر لیا تھا یہ تمہارا متقی جنتی

امام ہے اگر یہ عالم ہے تو پھر جاہل کون ہے جن کو واضح طور پر قرآن وحدیث نے

حرام کیا یہ ان کو حلال جانتا تھا مدینے والے صحابہ کرام تابعین کہتے تھے یزید کا کوئی

دین نہیں تم کہتے ہو وہ دین کا خدمت گار تھا اگر یہ بے دین خدمت گار تھا تو دشمن

دین کون ہے

یہ بے نماز تھا شراب خود پیتا اور انسانوں اور بندروں کو بھی پلاتا تھا لیکن



تمہارے نزدیک نیکو کار تھا اگر یہ نیکو کار ہے تو پھر بدکار کون ہے کیا بدکاروں کے سر میں سینگ ہوتے ہیں پھر وہ بد بخت بندر کے لیے تکیہ لگایا کرتا اس کو کتنا سدھایا گیا تھا پھر پیشل ایک گدھی یا گھوڑی اس کے لیے تھی جس پر اس کو سوار کرتا پھر گھوڑوں کے ساتھ دوڑایا کرتا تھا بہترین قبائش کی اور سونے کی ٹوپی یہ بندر کا لباس تھا تو اس خبیث کا اپنا لباس کیسا ہوگا پھر اس کا انہیں کاموں میں اکثر وقت خرچ ہوتا یہ ہے بندیا لوی کے نزدیک کامل مومن جب یہ کامل ہے تو ناقص کیسا ہو گا

علامہ احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری لکھتے ہیں

یزید لونڈے باز بد معاش کتوں اور مرغوں کو لڑانے والا تھا

مجھ سے بیان کیا عمر نے یثیم بن عدی سے اس سے بیان کیا ابن عیاش نے اس سے بیان کیا عوانہ اور ہشام بن کلبی نے ان سے بیان کیا اس کے باپ اور ابو خنف وغیرہ نے انہوں نے کہا یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلا شخص تھا جس نے ظاہری طور پر شراب پیا اور گانے اور شکار میں مشغول ہوا۔ اور ہجڑوں اور مردوں سے چھیڑ کھانی کرتا تھا اور بچوں سے ہنسی مذاخ میں لذت حاصل کرتا تھا پھر اسی کے ہاتھوں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے اور اہل حرہ کا قتل عام بھی اور بیت اللہ شریف ذادھا اللہ شرفاً و کرمًا پر سنگ باری اور اس کا جلانا بھی اسی کے لشکر سے سرزد ہوا اسی کے ساتھ اس کی بیعت مضبوط ہو گئی اس کے خیال کے مطابق اس کے بعد اس کو کوئی اور ہم پیش نہ آئی سوا۔ اس کے مرنے کے

(انساب الاشراف ج ۵ ص ۲۹۹، ۳۰۹ طبع دار الفکر بیروت لبنان۔ امیر یزید بن معاویہ)

یہ منورخ اور کتاب بندیا لوی کے ہاں معتمد علیہ ہے اس لیے میں نے کہا اسی کا منہ اور اسی کا پتھر کیوں جناب تمہارے قابل اعتماد نے جو کچھ یزید کی مذمت میں لکھا کیا اس سے تمہارا مدعا ثابت ہوتا ہے یا اہل حق کا صاف ظاہر شرابی زانی گانے میں مست رہنے والا شکاری کتوں اور مرغوں اور بندروں کے ساتھ کھیلنے والا یزید ہجڑوں سے قوم لوط کے عمل کرنے والا بندیا لوی کو کتنا اچھا پاک و صاف نظر آیا

تجھ سے اور جنت سے کہا نسبت اے نجدی وہابی دور ہو  
ہم رسول اللہ کے اور جنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی

### حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا (جیسے کتوں، ریچھ، مینڈھوں اور مرغوں کو لڑایا جاتا ہے)

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۲۵۶۲ - ترمذی شریف رقم الحدیث ۱۷۵۵ - ۱۷۶۲ - ترمذی)

نے کہا حسن ہے کتاب الجہاد ج ۱ ص ۸۲۸ طبع لاہور)

فقہ کی کتب میں واضح طور پر لکھا ہے جانوروں کو لڑانا حرام ہے جیسے یزید کے مرغوب مشغلے تھے بندروں، کتوں، ریچھ، مرغوں وغیرہ کو لڑانے کے لیے پال رکھا تھا۔ پھر وہ باقاعدہ ان کاموں میں مشہور تھا یہ سب کام شرعاً حرام ہیں جو وہ سرعام کرتا تھا اور اکثر انہیں کاموں میں مصروف رہتا تھا دلائل الحمد للہ باحوالہ گزر چکے اور مزید پڑھیے۔

## یزید کی مذمت میں احادیث

حدیث (۱)۔ یزید کے اس فتنے سے اللہ عز و جل کے محبوب اکبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں آگاہ فرمادیا تھا ان سے تصدیق ہو جاتی ہے یزید کون تھا اور کیسا تھا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے معاملات ہمیشہ انصاف اور دیانت داری سے چلتے رہیں گے یہاں تک کہ ایک شخص جس کا نام یزید ہوگا اس طریقہ میں رخنہ ڈالے گا

(انسان العیون فی سیرت الامین المامون ج ۱ ص ۵۳۳ طبع دار الاشاعت کراچی مترجم اسلم قاسمی دیوبندی)

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ ساٹھ سال کے بعد خلف ہوں گے جو نماز کو ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے اور عنقریب وہ گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں گے

۳۔ امام بہقی نے عن الحکم عن الامم عن الحسن بن علی بن عفان بن ابی اسامہ عن مجالد عن الشعبي روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفین سے واپس آئے تو فرمایا اے لوگوں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت کو ناپسند نہ کرو۔ اگر تم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھودیا تو تم حنظل کی طرح سروں کو کندھوں سے اچھلتے دیکھو گے

۴۔ بہقی نیعن الحاکم وغیر عن الامم عن العباس ابن الولید بن زید عن البیہ عن جابر عن عمیر بن ہانی نے روایت کی ہے کہ اس نے اس سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے بازار میں چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ے



اللہ مجھے ساٹھ کا سال نہ ملے۔ تمہارا برا ہو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنپیٹیوں کو پکڑ لو۔ اے اللہ مجھے بچوں کی امارت نہ ملے

سند۔ امام بہقی فرماتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ان احادیث کو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے

۵۔ یعقوب بن سفیان بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عمر الحزامی نے ہمیں بتایا کہ محمد سلیمان نے عن ابی تمیم بعلبکی عن ہشام بن الفار عن ابن کحول عن ابی ثعلبہ الحشنی عن ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ امر ہمیشہ انصاف و اعتدال کے ساتھ قائم رہے گا حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص اسے توڑ دے گا

۶۔ اور بہقی نے عوف الاعرابی کے طریق سے عن ابی خلد عن ابی العالیہ عن ابی ذر (رضی اللہ عنہم) روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیان کرتے سنا کہ بلاشبہ میری سنت کو بدلنے والا پہلا شخص بنی امیہ سے ہوگا۔ یہ حدیث ابو العالیہ اور ابو ذر کے درمیان منقطع ہے اور امام بہقی نے ابو عبیدہ کی مقدم حدیث سے اسے ترجیح دی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ شک پڑھتا ہے کہ یہ شخص یزید بن معاویہ بن ابی سفیان ہو واللہ اعلم

ان تمام احادیث کو ابن کثیر نے روایت کیا

(البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۳۰۴ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۵۲۹)

ان احادیث میں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آنے والے حالات و واقعات کے متعلق پہلے خبر دیا کرتے ہوئے صحابہ کرام کو بتا دیا تھا تب ہی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی فرمایا



لوگو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑو اس کے بعد والا نہ آئے یعنی یزید جب وہ آئے تو پھر تم سروں کو حنظل کی طرح لٹکتے ہوئے دیکھو گے میں کہتا ہوں بند یا لوی اگر تم نے اپنے دادا جان کی لکھی ہوئی روایات کو پڑھا ہوتا تو شاید تمہارا بہت کچھ فائدہ ہو جاتا کیونکہ یہ تمہارے پیشوا ابن تیمیہ کا خاص الخاص شاگرد تھا اور تم بھی انہیں کے نمکخوار اور نام لیوا ہو اسی لیے تم نے اپنی کتاب میں ابن کثیر کو سند مانتے ہوئے اس کی کتاب سے استدلال پکڑا ہے یہ بات بھی قابل غور ہے جو استدلال کیا وہ بھی جھوٹا کیا اس تمہارے پیشوا نے حقائق لکھے ضرور گو بعد میں اپنی خارجیت کا ثبوت دیتے ہوئے ان کو رد کرتا گیا لیکن ہم نے الحمد للہ پوری پوری روایات تمہاری راہنمائی کے لئے درج کر دی ہیں اور حوالہ تمہاری طرح ادھور انہیں چھوڑا مکمل لکھا ہے تاکہ دیکھنے میں کسی کو دقت نہ ہو اور پڑھو گے تو ان شاء اللہ ضرور روشنی ہوگی۔ پھر حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑو کیونکہ اس کے بعد چھو کروں کی حکومت ہوگی ان سے اللہ کی پناہ مانگو اب ہم ان صحابہ کرام کی بیان کی ہوئی حدیثیں مانیں یا تمہارے ذہن کی گھڑی ہوئی خرافات مانیں اس سے پہلے بھی اور مزید بعد بھی مستند حوالہ جات سے یہ واضح ہو چکا جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پناہ مانگنے کا حکم دیا وہ یزید پلید ہے محدثین نے صاف کہا وہ یزید ہے اب بتاؤ صحابہ کرام کو اور محدثین کو مانیں یا پھر معاذ اللہ تمہاری طرح ان سب کو پس پشت ڈال کر تمہیں مانیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

## باب ہشتم

### در بحث کردار یزید

### حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں

حدیث نمبر ۷:-

حافظ ابو لیلیٰ نے بیان کیا ہے کہ زہیر بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ فضل بن دکین نے ہم سے بیان کیا کہ کامل ابو العاء نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو صالح سے سنا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ساٹھ ۶۰ سال بچوں کی امارت سے اللہ کی پناہ مانگو اور زبیر بن بکار نے بحوالہ عبد الرحمن بن سعید بن زید بن نفیل روایت کی ہے کہ انہوں نے یزید بن معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں کہا ہے۔

حدیث نمبر ۸:-

حافظ ابو لیلیٰ نے بیان کیا ہے کہ الحکم بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن حمزہ نے عن ہشام بن الفاز عن مکحول عن ابی عبیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا معاملہ ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص جسے یزید کہا جائے گا اسے توڑ پھوڑ دے گا۔

### حدیث نمبر ۹:-

ابو لیلیٰ نے بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن ہشام نے عن سفیان عن عوف عن خالد بن ابی المہاجر عن ابی العالیہ ہم سے بیان کیا کہ ہم شام میں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری سنت کو بدلنے والا پہلا شخص بنی امیہ سے ہوگا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۹ طبع کراچی، تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۸۶ طبع ملتان) (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۴۱، خلاص کبریٰ ج ۲ ص ۲۲۹ مترجم باب ۶۰ سے پناہ مانگو: الصواعق المحرقة مترجم ص ۷۳۰ طبع فیصل آباد)

یہ احادیث خارجیوں کے بانی بلکہ پردادہ ابن تیمیہ کے شاگرد رشید نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیں اور حافظ ابن کثیر نے۔

تقریباً ہر حدیث پر جرح کی یہ احادیث ضعیف ہیں اور خود مختلف کئی اسناد لکھی ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر کسی بات پر حدیث ضعیف ہوں تو ان کا کیا کیا جائے گا ردی کی ٹوکری میں رکھ دی جائیں گی یا کسی وقت قبول بھی ہیں اس بارے میں محدثین کی چند آرا پیش خدمت ہیں۔

### حدیث ضعیف کی تقویت کب ہوتی ہے

علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

دلیل نمبر ۱

سیرت کی کتابوں میں سوائے موضوع (حدیث) اور من گھڑت

روایتوں کے باقی تمام روایتیں قبول ہیں مثلاً صحیح - سقم - ضعیف - بلاغ - مرسل منقطع اور معضل شامل کی جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے زین العمرانی نے ایک شعر میں فرمایا۔ طالب علم کو یہ بات جاننا چاہیے کہ سیرت کی کتاب میں صحیح اور غیر مقبول روایتیں سب جمع کی جاتی ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ نے فرمایا ہے کہ جب ہم حلال اور حرام کے سلسلے میں کوئی حدیث نقل کرتے ہیں تو اس میں بہت سختی اور احتیاط کرتے ہیں اور جب فضائل اور اس جیسی دوسری چیزوں کا بیان کرتے ہیں تو احادیث اور روایات قبول کرنے کے سلسلے میں نرمی اختیار کرتے ہیں۔ اصل یعنی عیون الاثر میں یہ ہے جس کو بہت سے اہل علم نے اختیار کیا ہے کہ غزوات اور اس قسم کے دوسرے واقعات کو جن کا تعلق احکام شریعہ سے نہ ہو قبول کرنے کے سلسلے میں نرمی اختیار کی جائے اس سلسلے میں وہ سب روایتیں اور احادیث قبول کر لی جاتی ہیں۔ جو خلال و حرام میں قبول نہیں کی جاتیں کیونکہ ان روایتوں کا تعلق احکام شریعت سے نہیں ہوتا۔

(سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۴ مترجم اسلم قاسمی دیوبندی طبع کراچی)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-  
دلیل نمبر ۲

یعنی امام ترمذی نے اس سے اشارہ فرمایا کہ حدیث کو قول علماء سے قوت مل جاتی ہے اور بے شک متعدد ائمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت بھی صحت حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اس کے لئے کوئی سند قابل اعتماد نہ ہو۔



(التعقبات علی الموضوعات باب الصلوٰۃ ص ۱۲ طبع الاثریہ سانگلہ بل)

امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-  
دلیل نمبر ۳

حدیث ضعیف حجت نہیں ہوتی بلکہ فضائل اعمال میں اس پر عمل کریں گے اور احکام میں اس پر عمل سے باز رہیں گے مگر جبکہ اس کی سندیں کثیر ہوں۔ یا علماء کے ملنے یا کسی شاہد صحیح یا طاہر قرآن کی موافقت سے قوت پائے۔

(فتح المغیث، القسم الثانی الحسن ج ۱ ص ۸۰ طبع دار الامام الطبری)

امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں بیان کیا:-  
دلیل نمبر ۴

ضعیف کے یہ معنی نہیں کہ واقع میں باطل ہے بلکہ یہ ان شرطوں پر ثابت نہ ہوئی جو محدثین کے نزدیک معتبر ہیں۔ واقع میں جائز ہے کہ صحیح ہو تو ہو سکتا ہے کہ کوئی قرینہ ایسا ملے جو اس جواز کی تحقیق کر دے اور بتا دے کہ ضعیف راوی نے یہ خاص حدیث ٹھیک روایت کی ہے تو اس کی صحت پر حکم کر دیا جائے گا۔

(فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۲۶۶ طبع نور یہ رضویہ سکھر)

دلیل نمبر ۵

اگر حدیث کی اسانید الگ الگ ضعیف ہوں تو ان کا مجموعہ قوی ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض کے ساتھ مل کر قوی ہو جاتی ہیں اور حدیث حسن ہوتی ہے اور اس کے ساتھ استدلال کیا جاتا ہے۔

(شرح المذہب، ج ۷ ص ۹۷ طبع دار الفکر بیروت)

علامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی :-

دلیل نمبر ۶

میں کہتا ہوں کہ امام احمد سے یہ منقول ہے کہ حدیث ضعیف پر اس وقت عمل کیا جائے گا جب اس کے سوا دوسری حدیث نہ مل سکے۔ اور اس حدیث کے معارض کوئی اور حدیث نہ ہو اور امام احمد سے دوسری روایت یہ ہے کہ لوگوں کی رائے کی بہ نسبت ہمیں حدیث زیادہ محبوب ہے اور ابن حزم نے ذکر کیا ہے کہ تمام احناف اس پر متفق ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا رائے اور قیاس پر عمل کرنے سے افضل ہے۔

(القول البدیع، ص ۶۴، طبع مکتبۃ الموبد طائف)

میں نے یہاں ضعیف حدیث پر اس لیے بھی گفتگو کی ہے تاکہ کوئی خارجی یہ نہ کہے کہ جتنی حدیث نقل کی ہیں سب ضعیف ہیں اور اس لئے بھی کی ہے کہ خارجیوں کے خالی ترکش میں بخاری کی حدیث جو یہ یزید کی شان میں پڑھتے لکھتے ہیں وہ بھی ضعیف ہے اس پر بھی میں نے لکھا الحمد للہ اس بشارت میں تو یزید کا شامل ہونا بھی شک والی بات ہے پہلی بات تو یہی کہ وہ اس بشارت میں شامل نہیں لیکن اگر شامل ہو تو جس طرح کی ایک حدیث سے وہ بشارت والا بنا اسی طرح کی بلکہ اس سے افضل حدیث کیونکہ یہ کثیر ترک سے مروی یعنی مختلف اسانید ہیں احادیث لکھ دیں ہیں ہر کوئی پڑھ سکتا ہے اور مزید برآں یہ کہ علماء محدثین نے ان کو قبول کر کے لکھا اور سند پکڑی لہذا افضل سے یزید کا مبغوض ترین ہونا ثابت ہوا۔

مزید برآں بخاری کا بخاری سے جواب میں نے دیا اور یزید کا مبضوض ترین ہونا ثابت کیا اور واقعہ حرہ کی روشنی اور احادیث کی روشنی میں اور امام احمد کے مسلک سے مبضوض ترین ہونا ثابت کیا بلکہ وہ تو کافر کہتے ہیں اور مستند محدثین و علماء دیوبند سے یزید کا مبضوض ترین ہونا فاسق فاجر ہونا ثابت ہو چکا بندیا لوی اینڈ کمپنی بنالیں اس کو جنتی۔

حدیث ضعیف قبول کرنے میں علمائے دیوبند سے میری تائید:

امیند صغداو کاڑوی لکھتے ہیں:-

دلیل ۷:

محدثین نے یہ اصول بنالیا کہ اگر ایک حدیث کی دو سندیں ہوں اور دونوں میں ایک راوی ایسا ہو کہ جس کا حافظہ کمزور ہو تو دونوں سندیں مل کر وہ حدیث صحیح مانی جائے گی اسی لیے حضرت شیخ الحدیث (یعنی مولوی زکریا) بہت جگہ یہ تحریر فرمادیتے ہیں کہ یہ مضمون بہت سی روایات میں آیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ شواہد اور متابعات کی وجہ سے مقبول ہے اب ان روایات کو رد کرنا گویا قرآنی اصول کا انکار کرنا ہے تو اعتراض حضرت کی بجائے قرآن پر کرنا چاہیے اور اگر راوی عادل نہ ہو تو اس کا ضعف شدید کہتے ہیں۔ اس لیے احکام میں اس کی روایت حجت نہیں ہوتی۔ مگر فضائل اور تاریخ میں سرے سے عدالت ہی شرط نہیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج۔ بخاری ج ۱ ص ۴۹۱۔ ترمذی ج ۲ ص ۱۰۷ ابنی اسرائیل سے روایت کرو کوئی حرج نہیں۔ جب ترغیب و ترہیب کے واقعات کافروں تک

سے روایت کرنے کی اجازت ہے تو یہ غیر عادل راوی کیا ان یہود سے بھی بدتر ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پھر یہاں بھی جب کئی طریقوں سے روایت ہو اس کے بیان میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں احکام میں ایسے راویوں کی روایت حجت نہیں (کچھ آگے لکھتے ہیں) شیخ ابن تیمیہ نے بھی ایسے کہا فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۸ ص ۶۵ و ۶۸

(تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۱ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

اگر شیخ بندیا لوی صاحب نے اپنے بڑوں کی تصریحات کو پڑھا ہوتا یا اصول حدیث کا علم ہوتا تاریخ پر جو اعتراضات انہوں نے کیے ہیں نہ کرتے جیسے ابو مخنف وغیرہ،

نہز می لکھتے ہیں:-

ایک اور فرق۔ قرآن پاک کے ایک لفظ کا ثبوت جس تو اتر سے ہے سنت کا اس طرح نہیں اور تاریخ کے لیے تو سرے سے عدالت بھی شرط نہیں.....  
تو جب تاریخ کے واقعات کی روایات کفار تک سے لی جاتی ہیں تو یہاں یہ بحث چھیڑنا کس قدر غلط ہے۔ ہاں اصولی طور پر تاریخی باتیں تین قسم کی ہوں گی۔

۱۔ جن کو ہمارے عقائد کے موافق پا کر ہمارے اکابر نے قبول فرمایا وہ مقبول ہیں

۲۔ جن کو عقائد اہلسنت سے متصادم پا کر اکابر نے رد کر دیا وہ مردود ہیں۔

۳۔ جن کا ہمارے عقائد وغیرہ سے نہ تصادم ہے نہ تعاون وہ بحیثیت تاریخ کے اکابر نے قبول کر لیں۔ تو ان کو لے لیا جائے گا۔ بہر حال ان کے رد و قبول کا کام اکابر کر چکے ہیں ہمیں کسی نئی پریشانی کی ضرورت نہیں رہی۔



۴۔ آپ نے ابو خنف کے بارہ میں لسان المیزان ان کی عبارت نقل فرمائی ہے۔ یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں جو جرح کی جاتی ہے وہ یہ بتانے کے لیے کہ یہ احکام حلال و حرام کے بارہ میں احادیث روایت کرنے کے قابل نہیں۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ کسی اور فن میں بھی قابل اعتماد نہیں۔ دیکھئے قاری حفص رحمۃ اللہ علیہ کو محدثین نے ضعیف بلکہ کذاب تک لکھ دیا ہے مگر اس سے ان کی قرأت پر قرآن پاک کی تلاوت تو ناجائز نہیں ہوتی۔ امام۔ غزالی۔ ابو طالب مکی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم کو نقل احادیث میں میزان الاعتدال میں ناقابل اعتماد قرار دیا ہے۔ مگر تصوف کے وہ امام ہیں اس میں ان سے استفادہ منع نہیں ہے کتنے فقہاء کرام کو نقل حدیث میں اسماء الرجال والوں نے ناقابل اعتماد قرار دیا ہے مگر مسائل فقہ میں آج تک ان کا فتویٰ چلتا ہے محمد بن اسحاق کو احادیث حلال حرام کی روایت میں کذاب و جال تک کہا گیا ہے لیکن تاریخ اور مغازی کے وہ امام ہیں بالکل یہی حالا ابو خنف کا ہے۔

(تجلیات صفحہ ۱۷ ص ۵۵۰ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

کاش شیخ بندیا لوی نے اپنے ہم مسلک کو پڑھا ہوتا تو یزید کی شانیں بیان کرنے سے باز رہتے لیکن میں کہوں گا اب بھی وقت ہے توبہ کر لو ورنہ انشاء اللہ قبر و حشر میں چھتر ضرور تمہیں پڑھیں گے آپ نے انتہائی ظلم کمایا یزید کی وکالت کرتے ہوئے لکھ دیا یزید صحیح العقید مسلمان، کامل مومن، صالح، عالم، خدمت اسلام میں پیش پیش، اور نیکو کار انسان تھا۔ واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۸ طبع سرگودھا پھر تم نے لکھا یزید کی مذمت کی تمام حدیث ضعیف ہیں واقعہ

کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۱۲۹ اس لئے ہم نے اس اعتراض کا رد بھی کر دیا تاکہ تم جان لو حدیث ضعیف کے بارے میں محدثین نے کیا کہا۔ کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ تمہارے اس پیشوائے کون سی اسلام کی خدمت کی اور کون سے طلباء کو اس نے پڑھایا۔ آپ نے نیکو کار متقی کہا کیا یہ تہجد گزار تھا یا اشراق و چاشت و اوابین پڑھتا تھا یا قرآن و حدیث کی تبلیغ کرتا تھا آخر متقی ہونے کی کون سی صفت آپ نے یزید میں دیکھی حوالا جات گزر چکے مزید آئیں گے وہ بد بخت نمازی بھی نہ تھا۔ شرابی تھا۔ عورتوں کی عصمت دری کرنے والے والا تھا، حتیٰ کہ شریعت کی حدود کو توڑنے والا تھا۔ یہ تمہارا متقی ہے تو گناہ گار کون ہے۔ چلئے یزید کی ایک اور دین دشمنی پڑھیے۔

الحمادیث غیر مقلد و ہابیوں سے میری تائید ضعیف حدیث قبول مولوی نذیر حسین لکھتے ہیں۔ ضعیف جو موضوع نہ ہو جواز و استحباب ثابت ہوتا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۵۶۴)

## یزید شیعوں کا پیشوا تھا اور ام المومنین کا گستاخ تھا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

بعض کتب میں لکھا گیا ہے کہ یزید شقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لالچ کیا۔ پس اس کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی (تمہارے لیے مناسب نہیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا دو اور یہ بھی نہیں کہ تم ان کی بیویوں سے ان کے بعد نکاح کرو کبھی بھی) اور وہ اس خواہش سے باز آ گیا۔

(مدارج النبوت ج ۱ باب پنجم در بحث امہات المومنین کے حجاب ص ۲۰۰ مترجم مکتبہ اسلامیہ لاہور)

یہ ہے تمہارا عالم جس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ماں سے نکاح کرنا حرام ہے شکر ہے بتانے سے رک گیا ورنہ اس کے کفر میں کسی کو شک نہ رہتا لیکن بند یا لوی صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ شیعہ حضرات ام المؤمنین کے گستاخ ہیں معاذ اللہ گالیاں اور گندی زبان استعمال کرتے ہیں لیکن یزید تو ان شیعوں سے بھی بڑھ نکلا۔ کہ جس پلید نے نکاح کی خواہش کی تو پھر میں یہ کہوں کہ یزید تو شیعوں کا بھی امام نکلا تو یہ عین حق ہے۔

یزید کے گھر سے ماتم کرنے کی ابتداء ہوئی پھر یہ شیعہ  
کا امام کیوں نہیں

ابن کثیر لکھتے ہیں:-

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جب یہ قافلہ لوٹا پوٹا دمشق میں آیا تو یزید نے جھوٹی محبت ظاہر کرنے کے لئے اپنے گھر ٹھہرایا جب یزید کے کنبہ والوں نے دیکھا ان کے ساتھ کتنا ظلم ہوا ہے تو یزید کے کنبہ والوں نے اپنے گھر میں ماتم کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کنبہ تین دن ان کے پاس رہا۔ یزید کے کنبہ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نوحہ کیا۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۲۹۔ از مولوی اسحاق ملتانی دیوبندی طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۳۰ طبع کراچی تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۶۳ طبع کراچی)

حدیث میں فرمایا جس نے برائی جاری کی اور اس کا گناہ جاری کر نیوالے پر اور جتنے لوگوں نے عمل کیا ان کا گناہ بھی جاری کرنے والے پر

(مسلم شریف ج ۲ کتاب العلم رقم الحدیث ۶۶۷۶)

یزید نے بیوی کو کہا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ماتم کرو

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۶۵)

ہم طعنہ شیعہ کو دیتے ہیں ماتم کرنے کا لیکن بندیالوی کے روحانی باپ نے لکھا اسکا اصل موجب یزید کا گھر ہے بندیالوی صاحب شیعہ کی مخالفت کا نام تو لیتے ہیں لیکن در پردہ شیعوں کے مسلک کا دفاع کر رہے ہیں کیونکہ کہ شیعوں کا بانی یزید ہے جو تقیہ باز بھی ہے شرابی بھی زانی بھی متصہ کرنے کرانے والا بھی ماتم کا موجب بھی! بنا لوم شیعہ کے پیشوا کو متقی اور پرہیزگار شرم مگر تم کو نہیں۔

حدیث نمبر ۱۰ اندمت یزید کی پیشن گوئی زبان نبی کے

مطابق یزید ظالم تھا

قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:-

فتح مکہ کے دن (پنجشنبہ ۲۰ رمضان ۸ھ) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا خالدة تابدۃ لا ینزعها یا ابی طلحة منکم الا ظالم۔ ترجمہ: لو یہ کنجی سنبھال لو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تم سے یہ کلید کوئی نہ چھینے گا۔ مگر وہی جو ظالم ہو گا ان مختصر الفاظ میں تین پیشن گوئیاں مندرج ہیں (۱) خاندان ابو طلحہ کا دنیا میں برابر باقی رہنا نسل قائم رہنا (۲) کلید بیت اللہ کی حفاظت و خدمت کا انہی سے متعلق رہنا (۳) اب تک کل دنیا کو معلوم ہے کہ کلید



بنو شیبہ میں آج تک موجود ہے اور یہ نسل اب تک جاری ہے۔ نمبر ۳ کی بابت متورخین کا بیان ہے کہ یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔ اس کے بعد پھر یہ ۱۳۳۳ سال کا زمانہ شاہد صدق ہے کہ کسی اور شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلانے کی جرأت نہیں کی۔

(رحمۃ اللعالمین ج ۳ ص ۱۷۱۔ باب معجزات قسم سوئم ۱۳۳۸ سال پرانی پشٹن گوئی طبع الفیصل ناشران لاہور)

اس روایت سے معلوم ہوا یزید حدیث کی روشنی میں ظالم تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قاضی صاحب یزید کو برا اور ظالم سمجھتے تھے

قاضی کی اس کتاب کا وہابیوں کے ہاں مقام:-

ہمیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو کتاب رحمۃ للعلمین جو قاضی سلیمان نے لکھی ہے پڑھا کرو۔

(کرامات الہمدیث ص ۲۶۔ از عبد المجید وہابی طبع کشمیر بک چنیوٹ بازار فیصل آباد)

## متقی کون لوگ ہیں قرآن و حدیث کی اصطلاح میں

آیت نمبر ۱: اتقوا الله حق تقاته

(آل عمران آیت ۱۰۲)

اور اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے

آیت نمبر ۲: ان اکرمکم عندا للہ اتقکم

(الحجرات آیت ۱۳)

بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ

مقتی ہے

احادیث نمبر:-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت لکھتے ہیں

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی بندہ اس وقت تک متقین میں شمار نہیں ہوگا جب تک کہ وہ بے ضرر چیز کو اس خوف سے نہ چھوڑ دے کہ شاید اس میں ضرر ہو۔ یہ حدیث حسن غریب۔

(۲) حضرت میمون بن مہران نے کہا ”بندہ اس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنا اس طرح حساب نہ کرے جس طرح اپنے شریک کا محاسبہ کرتا ہے کہ اس کا کھانا کہاں سے آیا اور اس کے کپڑے کہاں سے آئے“  
(جامع ترمذی ص ۳۵۲-۳۵۳ طبع نور محمد کراچی)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

”ایک دوسرے سے حسد نہ کرو تا بھش (کسی کو پھنسانے کے لئے زیادہ قیمت لگانا) نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے رو گردانی نہ کرو کسی کی بیع پر بیع نہ کرو اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہ کرے۔ اس کو رسوا نہ کرے اس کو حقیر نہ جانے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے تین بار فرمایا“

تقویٰ یہاں ہے، کسی شخص کے برے ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو برا جانے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر مکمل حرام ہے اس کا خون اس کا مال اور اس کی عزت۔“

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۳۱ طبع نور محمد کراچی)

حدیث (۴) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے سب سے زیادہ قریب متقی ہوں گے خواہ وہ کوئی ہوں اور کہیں ہوں  
(مسند امام احمد ج ۵ ص ۲۳۵ طبع بیروت)

### تقویٰ کا شرعی معنی :-

گناہ کی آلودگی سے نفس کی حفاظت کرنا اور یہ ممنوعہ کاموں کے ترک سے حاصل ہوتا ہے اور کامل تقویٰ تب حاصل ہوتا ہے جب بعض مباحات کو بھی ترک کر دیا جائے

(المفردات امام راغب اصفہانی ص ۵۳۰ طبع ایران)

### تقویٰ کی تعریف اور اصطلاحی معنی، علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں :-

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے نفس کو عدم اطاعت کے عذاب سے بچانا تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مصیبت کے عذاب سے نفس کو بچانا تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے خود کو محفوظ کرنا تقویٰ ہے آداب شریعت کی حفاظت کرنا تقویٰ ہے ہر وہ کام جو تم کو اللہ سے دور کر دے اس سے خود کو باز رکھنا تقویٰ ہے۔ حظوظ نفسانیہ کو ترک کرنا اور ممنوعات سے دور رہنا تقویٰ ہے تم اپنے نفس میں اللہ کے سوا کسی کو نہ دیکھو یہ تقویٰ ہے تم اپنے آپ کو کسی سے بہتر گمان نہ کرو یہ تقویٰ ہے

ماسوی اللہ کو ترک کرنا تقویٰ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قولاً اور فعلاً اقتداء کرنا تقویٰ ہے۔

(کتاب التصرفات ص ۳۹ طبع المطبوعۃ الخیریہ)

علامہ قرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

تقویٰ کا معنی ہے کسی ناپسندیدہ چیز سے خود کو بچانے کے لئے اپنے اور اس چیز کے درمیان کوئی آڑ بنالینا اور متقی وہ شخص ہے جو اپنے اعمال اور پر خلوص دعاؤں سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالے زر بن جیش کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن فرمایا لوگ بہت ہیں لیکن ان میں بہتر وہ ہیں جو تائب ہوں یا متقی ہوں پھر ایک دن کہا لوگ بہت ہیں لیکن ان میں بہتر وہ ہیں جو عالم ہوں یا معلم ہوں بایزید بسطامی نے فرمایا متقی وہ ہے جس کا ہر قول اور ہر عمل اللہ کے لئے ہو۔ ابوسلیمان درانی نے فرمایا متقی وہ ہے جس کے دل سے شہوات کی محبت نکال لی گئی ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ متقی وہ ہے جو شرک سے بچے اور نفاق سے بری ہو۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۱ ص ۱۶۱ مطبع ایران)

یہ ہیں متقین کی علامات معانی اور تعریفات اب میں پوچھتا ہوں ان میں سے کون سی متفقہ طور پر یزید پر صادق آتی ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے یزید، کسی پر بھی صحیح طور پر پورا نہیں اترتا۔ حدیث میں فرمایا مسلمان کی عزت مال خون مکمل طور پر دوسرے پر حرام ہے لیکن یزید نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دیا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظلم کرنے کا حکم



دیا۔ مدینہ شریف کے لوگوں پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا اور ان کا مال لوٹنے اور پھر تین دن جو مرضی تم کرنا اپنے لشکریوں کو حکم دیا پھر یزید کو واقعہ حرہ کی اطلاع ملی کہ مدینہ والوں پر ظلم میری فوج نے کر دیا تو بہت خوش ہوا پھر مکہ شریف پر چڑھائی کا حکم کیا اور وہاں مکہ کی حرمت کو پا مال کیا گیا یزید کے حکم سے حرم رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توہین کی گئی اہلبیت کی توہین یزید نے کروائی کیا یہ تمام واقعات اس کے متقی ہونے کی نشانیاں ہیں یا فاسق و فاجر ہونے کیس یقیناً انصاف پسند مسلمان تو یہی کہے گا کہ یزید ظالم فاسق و فاجر تھا مزید برآں علماء محدثین کی نظر میں متقی وہ جو مباحات سے بھی بچے فرائض واجبات کے ساتھ ساتھ نوافل بھی ادا کرتا ہو مکمل طور پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قولاً فعلاً اتباع کرنے والا ہو پھر متقین کی فہرست میں شامل ہوگا اور یہ چند مرتبہ نہیں بلکہ ہمیشہ انہی باتوں پر پابندی کرنے والا متقی ہے لیکن یزید میں یہ باتیں ہرگز نہ تھیں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرما دیا میری سنتوں کو ختم کرنے والا یزید، دین میں رُخنہ ڈالنے والا یزید بے نور اور بے برکت یزید، لونڈا اور چھوکر یزید جس سے امت کی تباہی شروع ہوئی وہ یزید دلائل الحمد للہ گزر چکے مزید پڑھئے۔

حدیث نمبر ۱۱ حافظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

جو احادیث میں پہلے لکھ چکا ہوں وہ تمام امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کیا، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں ایسے فتنے آئیں گے جو اندھیری رات کے ٹکڑے کی مثل ہوں گے پہلے یہ تھا ایک

رسول گیا تو دوسرا آیا۔ اب نبوت منسوخ ہو گئی اور بادشاہت آگئی فرمایا اے معاذ گنتی کرو میں جب پانچ پر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا معاذ بس آگے یزید۔ اللہ یزید کو برکت نہ دے پھر چشمانِ مقدس سے آنسو جاری ہو گئے فرمایا مجھے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر آئی ہے ان کی قبر کی مٹی میرے پاس آئی اور مجھے ان کے قاتل کے بارے میں بتایا گیا۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۸۶ باب چھوکروں کی حکومت سے پناہ۔ مترجم ج ۲ ص ۲۲۹) حجة اللہ علی العالمین ص ۵۲۹، از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی

حدیث نمبر ۱۲ حضرت محدث شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن الحبحر  
اہلبیتی المکی

الصوفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے اہلبیت کو میری امت کی طرف سے قتل اور مار بھگانے کے واقعات کا سامنا کرنا پڑے گا ہماری قوم سے سب سے زیادہ بغض رکھنے والے بنو امیہ، بنو مغیرہ اور بنو مخذوم ہیں۔

سند حدیث:-

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے

(الصواعق المحرقة ص ۲۰۵ مترجم باب یازدہم فضائل اہلبیت)

یہ ہے خارجیوں کا متقی یزید علیہ ماعلیہ لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاں یزید ایسا بے برکت اور بے نور تھا آپ نے فرمایا اللہ یزید کو برکت نہ دے

صدمہ ایسا ہوا کہ یزید کا نام آیا تو چشمانِ مقدس سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے گویا یزید حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لانے والا اور دکھ دینے والا ٹھہرا۔ اور اہلبیت کو لانے والا دکھ دینے والا تنگ کرنے والا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توہین کرنے والا اہلبیت کی توہین کرنے والا یزید تھا۔ اب حدیث مانیں یا بند یا لوی کی خرافات۔

یزید نے شراب کو حلال کیا اور کعبہ کو ویران کرنے والا قاتلِ اہلبیت اور اس کی نسل ختم

یزید کے بیٹے کا خطبہ:-

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا

پھر میرے باپ نے خلافت سنبھالی اور وہ اس کا اہل نہیں تھا اور اس نے دستِ رسول کے بیٹے سے جھگڑا کیا اور اس کی زندگی ختم کر دی گئی۔ اور اس کی اپنی اولاد بھی تباہ ہو گئی۔ اور وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کا قیدی ہو گیا۔ پھر اس نے رو کر کہا جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہ کہ ہمیں اس کے برے انجام کا علم ہے۔ اس نے عترتِ رسول کو قتل کیا اور شراب کو جائز قرار دیا۔ اور کعبہ کو ویران کیا۔ میں نے خلافت کا مزہ نہیں چکھا اور نہ ہی اس کی تلخیوں کو گلے کا ہار بنانا چاہتا ہوں۔ اپنے معاملہ کو تم خود سمجھو۔ خدا کی قسم اگر دنیا کوئی اچھی چیز ہے تو ہم نے اس سے اپنا حصہ حاصل کر لیا ہے اور اگر بری چیز ہے تو ابوسفیان کی اولاد کے لئے وہی کافی ہے جو اس نے حاصل کر لیا ہے

(الصواعق المحرقة ص ۷۳۱ مترجم باب بحث اقسام صحابہ طبع مکتبہ جمال فیصل آباد، حیات الحیوان ج ۱ ص ۲۰۹ مترجم طبع اسلامی کتب خانہ لاہور) (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۹۲۔ از دیوبندی)

بندیا لوی صاحب اگر آپ یزید کے عشق میں اسی طرح بے قرار ہو کر کہیں میری بات ٹھکرانے کی کوشش کریں تو میں آپ کے ہم مسلک محبوب بلکہ مخدوم دیوبندی مولانا امین صفدر اوکاڑی پیش کرتا ہوں ان کی ہی مان لیں اور پڑھ لیں:

(تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۸۴ طبع ملتان)

حدیث نمبر ۱۳:- حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد مبارک، حضرت شیخ

عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کہ قاتل و ملعون یزید کو اللہ برکت نہ دے کیونکہ اس نے میرے پیارے بیٹے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بغاوت کی اور ان کو شہید کرایا۔ حسین کی تربت کی مٹی میری پاس لائی گئی۔ اور مجھے ان کا قاتل بھی دکھایا گیا۔ اور بتایا گیا کہ جن کے سامنے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کئے جائیں گے وہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اسی سبب سے ان پر عذاب مسلط کر دیا ہے۔

(ماثبت بالنسہ ص ۲۲۰- شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

آئمہ اربعہ کے نزدیک یزید پلید کا حال

یزید شطرنج کھیلنے والا اچیتوں کا شکار کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا

علامہ بُہان الدین حلبی لکھتے ہیں:-



فقیہ کبیر اسی۔ ائمہ شافیعہ کے اکابرین ہیں جو امام الحرمین علامہ نظیر غزالی کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے (علم و فضل میں امام غزالی کے ہم پلہ تھے) ان سے اس یزید کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ صحابہ میں سے تھا اور کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے اس پر علامہ کبیر اسی نے جواب دیا کہ یزید صحابہ میں سے نہیں تھا اس لئے کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا۔ اس پر لعنت بھیجنے کے سلسلہ میں امام احمد بن حنبل کے دو قول ہیں جن میں سے ایک میں صاف (یزید) پر لعنت کرنا جائز ہے اور دوسرے میں اشارۃً لعنت کرنا جائز ہے۔ اسی طرح امام مالک اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایسے ہی دو قول ہیں: ہمارا (یزید) کے بارے میں قول واحد ہے کہ ہم یزید پر صراحۃً لعنت کرتے ہیں اور ایسا کیوں نہ کریں جبکہ (یزید) شطرنج (یعنی جواری) کھیلتا تھا اور شکار میں بازی لگایا کرتا تھا اور ہمیشہ شراب کے نشہ میں رہتا تھا (یعنی پیتا تھا) نیز شراب کے بارے میں اس نے جو شعر کہے ہیں وہ تو کافی مشہور ہیں

(انسان العیون ج ۱ ص ۲۶۶ طبع مصر: مترجم سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۵۲۹ طبع دارالاشاعت کراچی)

تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۳۲۷ طبع بولاق مصر۔ (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۶۱)

بندیالوی صاحب نے بڑے زور و شور کے ساتھ ابن خلکان کا حوالہ دیا کہ انھوں نے یزید کو صحیح العقیدہ مسلمان کہا ہے ہم نے الحمد للہ اس کا اعتراف کا جواب ابن خلکان سے لکھ دیا۔ بندیالوی تو یزید کو فاسق و فاجر نہیں مانتے لیکن ابن خلکان خود یزید کے لعنتی ہونے کا قول نقل کرتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فتویٰ یزید لعنتی:

فرماتے ہیں اس لیے اس ملعون (یزید) پر لعنت کے روا ہونے کو قطعی دلائل اور روشن براہین سے ثابت کر چکے ہیں اور اقم الحروف اور ہمارے اساتذہ صوری و معنوی نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے وہ بھی یہی ہے کہ یزید لعنت ابدی اور وبال و نکالِ سرمدی کا مستحق ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۶۸ از عبدالرشید دیوبندی باحوالہ الشہادتین ص ۹۷-۹۶ طبع

محلہ خیالے گنج آغا جان لکھنؤ شاگرد حضرت شاہ صاحب مولانا سلامت اللہ کشفی)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک یزید لعنتی:

یزید پر لعن کے سلسلہ امام احمد کی جو رائے ہے وہی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مطالب المؤمنین میں منقول ہے ملاحظہ ہو۔

زجر الشبان والشیبه عن ارتکاب الفیئۃ۔ از مولانا عبدالحی فرنگی محلّی ص ۲۰ طبع شائق کردہ مکتبہ عارفین کراچی۔

اکابر حنیفہ میں امام ابوبکر احمد بن علی بصاص رازی رحمۃ اللہ المتوفی ۳۷۰ھ نے احکام القرآن میں یزید کو لعین لکھا ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۷۲-۴۷۱ از عبدالرشید نعمانی دیوبندی طبع مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور)

یزید تیندے اور چیتے کا شکاری اور ہمیشہ شراب پینے والا تھا علامہ محمد بن موسیٰ:

بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

سب سے پہلے تیندوے کو گھوڑے پر سوار کرنے والا یزید (علیہ ما علیہ) بن معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) تھا۔ تیندوے کے ساتھ سب سے زیادہ کھیلنے والا شخص ابو مسلم خراسانی تھا۔

سوال: فقیہ کھراسی (جو فقہاء شافعیہ میں سے ہیں) ان سے پوچھا گیا کیا یزید بن معاویہ صحابہ میں سے تھا یا نہیں اور اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: فقیہ کھراسی نے جواب دیا کہ یزید بن معاویہ صحابہ میں سے نہیں تھا کیونکہ وہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا۔ سلف میں سے امام ابو حنیفہ و امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یزید پر لعن طعن کرنے کے متعلق دو دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ یزید کا نام لے کر لعنت کرنا جائز ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ یزید کا نام لے کر لعنت نہ کی جائے بلکہ اشارتاً کی جائے ہمارے یعنی اصحاب شوافع کے یہاں صرف ایک قول ہے اور وہ یہ ہے کہ یزید لعنتی و کافر ہے اشارہ سے کام نہ لیا جائے اور یزید کو ہم لعنتی کیوں نہ کہیں حالانکہ یزید تیندوے کا شکار کرتا تھا اور چیتے کے ساتھ کھیلتا تھا اور مستقل (یعنی ہمیشہ) شراب پیتا تھا اور یزید کے شراب کے سلسلہ میں اشعار مشہور ہیں

(حیات الحیوان ج ۲ ص ۱۹۶ طبع مصر) (ذیو الحیوان مترجم دیوبندی ناظم الدین ج ۲ ص ۵۲۲ مطبع اسلامی

کتب خانہ لاہور باب الفاء از کرفہد) تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۳۲۷ طبع بلاق مصر۔ حادثہ کربلا کا پس

منظر ص ۳۶۰

نیز یہی لکھتے ہیں:-

البتہ ہمارے استاذ اعظم شیخ محمد بکری نے فقیہ کھراسی کی موافقت میں

یزید پر صراحت سے لعنت کی ہے اور ان کے استاذ شیخ ابو الحسن نے بھی لعنت کی ہے علامہ ابن جوزینے لکھا ہے کہ خدا سے ڈرنے والے علماء نے یزید پر لعنت کی ہے اور انہوں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے کہا ہے کہ مجھے اس کے اسلام میں شک ہے نہ ایمان میں اس پر اس کے دوستوں اور مددگاروں پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس بناء پر یزید کو اس قاعدے سے مستثنیٰ رکھا جائے گا کہ معین کافر پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔

(انسان العیون ج ۱ ص ۲۶۷ طبع مصر)۔ (خیرۃ الخیوان ج ۲ ص ۱۹۶ طبع مصر)

امام حافظ الدین محمد بن شہاب بابن البرز از کردری حنفی المتوفی ۸۲۷ھ لکھتے ہیں دیوبندی کے قلم سے پڑھیے:

یزید اور اسی طرح حجاج پر لعنت کرنا جائز ہے مگر کرنا نہ چاہیے اور امام قوام الدین صفاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں..... کردری کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یزید پر اس کے کفر کی شہرت نیز اس کی گھناؤنی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر جس کی تفصیلات معلوم نہیں لعنت ہی کی جائے۔ فتاویٰ بزازیہ ج ۴ ص ۳۴۴ طبع مہریہ بولاق مصر بر حاشیہ فتاویٰ ہندیہ۔ بحوالہ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۷۳ مرتب ڈاکٹر عثمانی دیوبندی طبع مکتبہ مدنیہ لاہور۔

فتاویٰ بزازیہ کا مقام اور تعارف خلاصۃ الفتاویٰ:

فتاویٰ بزازیہ کا خلاصۃ الفتاویٰ کی طرح فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں شمار ہے صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ علامہ ابوالسعود مفتی روم سے جب یہ



فرمائش کی گئی کہ فہم مسائل کے بارے میں آپ کوئی کتاب کیوں تالیف نہیں فرماتے تو جواب دیا کہ مجھے فتاویٰ بزازیہ کے مصنف سے شرم آتی ہے کہ ان کی کتاب کے ہوتے ہوئے یہ جرأت کروں کیونکہ یہ فتاویٰ کا بڑا قابل قدر مجموعہ ہے جس میں فہمات مسائل کو جیسا کہ چاہیے تھا جمع کر دیا ہے۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۷ طبع لاہور

### اب فیصلہ کر لیں:-

اب میں اپنے قارئین کی عدالت میں فیصلہ پیش کر دیتا ہوں تاکہ حقائق پڑھ کر سچے اور جھوٹے کھرے کھوٹے کی پہچان کر لیں شیخ بندیا لوی نے اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے لکھ دیا یزید کو کسی امام نے برا نہ کہا کسی صحابی نے نہ کہا حتیٰ کہ ظلم کی انتہا کر دی کہ امام حسین عنہ نے بھی نہ کہا لہذا یزید متقی پر ہیز گار ہو گیا میں نے الحمد للہ بندیا لوی صاحب کی ہر لحاظ سے گرفت کی آئمہ اربعہ سے صحابہ کرام سے امام حسین رضوان اللہ عنہم اجمعین سے ثابت کر دیا اور جید علمائے دیوبند سے کہ یزید فاسق و فاجر تھا مبغوض اور ظالم تھا اور اس کے ہمنوا بھی ایسے ہی تھے حتیٰ کہ آج کے دور میں جو یزید کے حمایتی بنے پھرتے ہیں وہ بھی فاسق و فاجر بنے ہوئے ہیں کیوں نہ ہو کہ نیک لوگوں کی مخالفت کرنے والے حقیقت میں فاسق و فاجر ہو جاتے ہیں اس لیے نیک لوگوں کا ذکر کرنے سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے حدیث عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة

(حلیۃ الاولیاء رقم الحدیث ۱۰۷۵۰ ج ۷ ص ۳۳۵ طبع بیروت)

اس کے برعکس ان کی مخالفت کرنے سے خدا کی رحمت اور لعنت برستی

ہے میں نے ۲ جلیل القدر محدث اور عالم علامہ حلبی اور علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہما کی مستند کتابوں اور فتاویٰ بزاز یہ سے ثابت کیا مزید برآں انہوں نے بھی مستند علماء کے حوالے سے یہ ثابت کر دیا کہ یزید فاسق و فاجر لعنتی تھا اور بقول علامہ سعد الدین تفتازانی نے کہا مجھے اس کے اسلام میں ہی شک ہے وہ مسلمان نہ تھا لہذا یزید پر اور اس کے دوستوں مددگاروں پر اللہ کی لعنت ہو اور یزید کو اس قاعدہ سے مستثنیٰ رکھا جائے گا کہ معین کافر پر لعنت کرنا جائز نہیں یعنی کسی اور پر کرو نہ کرو یزید پر کرو اس کو اس قاعدہ اور اصول سے خارج کر دو۔

یزید کا فاسق و فاجر ہونا تو تواتر سے ثابت ہے اس میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں سوائے خارجیوں اور ناصبیوں کے یزید کا فاسق و فاجر ہونا اس پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے جیسا کہ میں واضح کر چکا ہوں مزید ان شاء اللہ جاری ہے رہا یزید کو کافر اور لعنتی کہنا اس بارے میں میرا موقف یہ ہے کہ اگر علامہ حلبی اور علامہ دمیری وغیرہ نے جو اقوال آئمہ اربعہ کے نقل کئے ہیں یہ صحیح ہیں تو مجھے یزید کے کفر میں کوئی شک نہیں بلکہ تمام اہلسنت و جماعت کا شک ان اقوال کے صحیح ہونے پر ختم ہو جائے گا۔

شائد انہیں اقوال کے پیش نظر ہمارے مجدد عاشقوں کے امام فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیر طریقت رہبر شریعت پر وائے شمع رسالت سرکارِ اعظم حضرت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی یزید کو کافر کہے تو ہم منع نہیں کریں گے یہ میرا مسلک ہے

(المملو ظ حصہ اول ص ۱۲۴ طبع کراچی مدینہ پبلشنگ کمپنی)

یزید کے کفر یہ عقائد پر ایک نظر علامہ سید محمود آلوس رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

تاریخ ابن الوردي اور كتاب الوافي بالوفيات میں یہ ہے کہ جب عراق سے یزید کے پاس قیدی آئے (یعنی کربلا سے) تو اس نے حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے بچوں اور عورتوں سے ملاقات کی درآں حالیکہ نیزوں پر شہداء کے سر نصب تھے اور اس وقت جیرون کی وادی سے آرہے تھے۔ جب اس نے انہیں دیکھا تو کوا کائیں کائیں کرنے لگا۔ اس موقع پر اس نے یہ اشعار کہے: لما بدت تلک الحمول و الشرف  
تلک الرؤس علی شفا جیرون: تصب الفراب فقلت قل اولم  
تقل قدا قتضیت من الرسول دیونی

ترجمہ: جب ان قیدیوں اور شہداء کے سروں کو اٹھائے ہوئے (شکر یزید کے) گھوڑے جیرون (پہاڑ) کی چوٹی سے نمودار ہوئے:

کوے نے (نحوست کی علامت کے طور پر) کائیں کائیں کی تو میں نے کہا بول یا نہ بول (اس سے کچھ فرق نہیں پڑھتا) میں نے (معاذ اللہ) رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اپنا (پرانا) قرض چکا لیا ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس کی مراد یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جنگ بدر میں اس کے (یعنی یزید) کے نانا عتبہ اور اس کے ماموں عتبہ کے بیٹے اور اس کے دوسرے کافر رشتہ داروں کو قتل کیا تھا اس کے بدلہ میں اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذریت کو قتل کر دیا اور یہ کفر صریح ہے

اگر واقعی اس نے یہ شعر کہے تھے تو کافر ہو گیا۔

(تفسیر روح المعانی ج ۲۶ ص ۷۲ طبع دار احیاء بیروت لبنان)

نیز یہی لکھتے ہیں:-

علامہ ابن جوزی نے السُّر المصنوع میں لکھا ہے کہ بعض نام نہاد اہلسنت یہ کہتے ہیں کہ یزید برحق تھا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف خروج کرنے میں خطا کی اگر یہ لوگ کتابوں کا مطالعہ کرتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ یزید کی بیعت کس طرح لی گئی اور کس طرح لوگوں پر جبر کیا گیا اور اس کام کے لئے اس نے ہر بُرائی کو اختیار کیا۔ اگر ہم اس کی بیعت کو بالفرض صحیح مان لیں تب بھی اس سے ایسے امور ظاہر ہوئے جو فحش کو واجب کرتے ہیں اور یزید کی طرف کوئی جاہل غبی ہی مائل ہو سکتا ہے۔ علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ علامہ ابن جوزی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ یزید کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ مسلمان اور گناہگار ہے اور اہل بیت کے ساتھ اس نے ناجائز سلوک کیا لیکن اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ مسلمان گناہگار ہے اور بالکراہت یا بلا کراہت اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔ اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ کافر ملعون ہے۔ اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس نے کوئی معصیت نہیں کی اور اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے اور اس نظریہ کے قائلین کو اگر سلسلہ انصار یزید میں منسلک کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ میرا ظن غالب یہ ہے کہ وہ خبیث (یزید) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت کا مصدق نہیں تھا اور اُس نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور اہل بیت کے ساتھ ان کی



زندگی میں اور ان کی لاشوں کے ساتھ جو سلوک کیا اسے دیکھ کر اس کی اللہ عزوجل اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ اتنی تصدیق بھی ظاہر نہیں ہوتی جتنی اس شخص کی تصدیق ظاہر ہوتی ہے جو ایمان کے دعویٰ کے باوجود قرآن مجید کو گندگی میں پھینک دیتا ہے۔ (معاذ اللہ) اور میرا یہ گمان نہیں ہے کہ اکابر مسلمین سے اس کا حال پوشیدہ تھا لیکن وہ مغلوب اور مقہور تھے اور سوائے صبر کے ان کے لئے کوئی اور چارہ کار نہیں تھا اور اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ خبیث مسلمان تھا تو وہ ایسا مسلمان تھا جس نے اس قدر کبیرہ گناہ کیے جن کو نطق انسانی حیطہ بیان میں نہیں لاسکتا اور میں ایسے شخص پر علی التبعین لعنت کو جائز قرار دیتا ہوں اگرچہ ایسے فاسق کی کوئی اور مثال نہیں ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اور توبہ کا احتمال اس کے ایمان کے احتمال سے زیادہ ضعیف ہے اور اسی کے ساتھ ابن زیاد، ابن سعد، اور ان کی جماعت لاحق ہے۔ اللہ عزوجل کی لعنت ہو ان پر اور ان کے یاروں اور مددگاروں پر۔ ان کے گروہوں پر اور ان کی طرف میلان رکھنے والوں پر۔ یہ لعنت قیامت تک ہوتی رہے۔ جب تک حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آنکھیں پرغم روتی رہیں گی۔ یزید پر لعنت ہوتی رہے گی

(تفسیر روح المعانی ج ۲۶ ص ۷۳ طبع دار احیاء التراث بیروت)

ائمہ بخارا کا فتویٰ۔ امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری حنفی المتوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں:

فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ امام زاهد قوام الدین صفاری سے سنا ہے وہ اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ (یزید) اس پر لعنت کرنا جائز ہے

فرماتے تھے یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۹۰ طبع نول کشور) (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۷۳۔ از دیوبندی)

### امام قوام الدین صفاری کا مقام:

علامہ کفوی لکھتے ہیں شیخ الاسلام امام الائمہ اپنے زمانہ میں علوم دینیہ میں خواہ ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے یکتا اور مجتہد عصر تھے اور ان کے والد ماجد رکن الاسلام ابراہیم بن سمعانی نے کتاب الأنساب میں لکھا ہے (یہ امام تھے اور زہد و ورع سے موصوف) فقہ میں امامت کے ساتھ ساتھ بڑے پایہ کے محدث بھی تھے قاضی خان کے استاذ ہیں انہوں نے فقہ کی تعلیم انہی سے حاصل کی ان کی وفات ۵۳۴ھ میں ہوئی۔ ملاحظہ ہو۔

الفوائد البہیہ فی طبقات الحنفیہ از مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی۔ حادثہ

کربلا کا پس منظر ص ۳۷۳۔

### امام ابو بکر بھصا کا فتویٰ و مقام:

امام ابو بکر بھصا کا شمار مجتہدین فقہاء حنفیہ میں ہے صاحب ہدایہ ان کی تخریجات کو اکثر ذکر کرتے رہتے ہیں اور صاحب الاختیار لتصلیل المختار نے کتاب الشہادات میں امام مدوح کے متعلق لکھا ہے میں نے ابو بکر رازی کی کتابوں کو بہت کھنگالا ہے مگر سوائے اس ایک مسئلہ کے میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ انھوں نے امام ابو حنیفہ کے قول پر دوسرے کے قول کو ترجیح دی ہو۔ (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۷۲۔ امام ابو بکر احمد بن علی البھصا لکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب خلفاء اربعہ کے بعد فاسق امراء کے ساتھ بھی جہاد میں

شریک ہوتے تھے چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے یزید لعین کی معیت میں بھی جہاد فرمایا۔ احکام القرآن ج ۳ ص ۷۷ طبع سہیل اکیڈمی لاہور۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۸۷ طبع لاہور امام ابو بکر کا وصال ص ۳۰ ۳۱ میں ہوا۔ علامہ ابن جوزی اور سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہما اور آئمہ بخارا و ابو بکر بھصا ص نے بندیالوی صاحب کی ساری ہوائی کال دی یزید اور اس کے ساتھیوں بمعہ بندیالوی یعنی حمایت کرنے والوں سب پر فتویٰ لعنت و کفر کا لگا دیا اور فرمایا جو یزید کی حمایت کرتے ہیں وہ نام نہاد ہیں ان کا اہلسنت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں اور یزید اللہ رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا منکر تھا مکہ مدینہ و اہلبیت پر ظلم کرنے والا تھا۔ تم بنا لو ایسے بد بخت کو متقی پر ہیزگار عالم خدمت اسلام میں پیش پیش: فاعتبر و یا اولیٰ ابصار

یزید شرابی..... زانی..... بے نماز..... محارم کو حلال کرنے والا صحابہ کرام کا فتویٰ:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

بعض علماء بد بخت یزید پر لعن کرنے سے توقف کرتے ہیں جبکہ بعض حضرات غلو اور افراط سے کام لیتے ہوئے اس کی دوستی کا دم بھرنے لگ جاتے ہیں (جیسے بندیالوی) اور اس کی شان بیان کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ جب وہ مسلمانوں کے اتفاق سے امیر بن گیا تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس کی اطاعت واجب تھی۔ نعوذ باللہ من هذا القول ومن هذا الاعتقاد یعنی اس بات اور ایسے اعتقاد سے خدا کی پناہ۔ جب وہ بد بخت یزید



امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے امام اور امیر بن بیٹھا تو پھر مسلمانوں کا اس بد بخت پر اتفاق کہاں سے ہو گیا۔ جو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) اس زمانہ میں تھے وہ اور ان کی اولاد سب یزید کے منکر تھے اور اس کی اطاعت سے خارج تھے البتہ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ جبراً و کرہاً مدینہ سے یزید کے پاس شام میں لے جائے گئے اور یزید نے ان کے آگے قیمتی تحائف اور پر تکلف کھانے رکھے مگر جب انہوں نے یزید کے حال قباحت مآل کو دیکھا تو واپس مدینہ آگئے اور اپنی عارضی بیعت سے خلع کر لی یعنی اپنی بیعت کو فسخ کر دیا اور انہوں نے برملا کہا یزید اللہ کا دشمن ہے۔ شرابی ہے۔ تارک نماز ہے۔ زانی ہے۔ فاسق ہے اور محارم کو حلال سمجھتا ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ یزید نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ وہ ان کے قتل پر راضی تھا۔ نیز وہ امام حسین اور اہل بیت کی شہادت سے کبھی خوش اور مسرور نہیں ہوا حالانکہ یہ رائے بھی مردود اور باطل ہے کیونکہ اہل بیت کے ساتھ اس بے سعادت یزید کی عداوت اور پھر ان کے قتل کی بشارت کو سننا نیز اہل بیت کی تذلیل و توہین جو مردود نے کی۔ تو اتر معنوی کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہے۔ ان تمام واقعات سے انکار کرنا تکلف اور مکابرہ نہیں تو اور کیا ہے۔

بعض دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کا قتل گناہ کبیرہ ہے کیونکہ کسی مومن کو ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے نہ کہ کفر۔ اور لعنت کافروں کے لئے مخصوص ہے اب ذرا ان باتوں کا حادیث نبوی سے جو ناطق ہیں موازنہ کیا جائے جن کی رو سے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اولاد فاطمہ سے بغض رکھنا ان کو ایذا پہنچانا اور ان کی اہانت کرنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اہانت، ایذا



رسائی اور بغض کا موجب ثابت ہوتا ہے جو کہ کفر کا سبب ہے اور موجب لعن ہے۔ اور ان کے لئے بلا شک خلود نارِ جہنم کی سزا ہے قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے ان الذین یوذون اللہ و رسول لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ و اعدم لہم عذاباً مہیناً

(۲۲ الاحزاب ایت ۵۷)

یعنی بے شک جو لوگ اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں وہ یقیناً دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق ہیں اور خدا نے ان کے لئے دردناک عذاب مقرر کیا ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ یزید کا خاتمہ ہمیں معلوم نہیں ممکن ہے اس نے اس کفر و مصیبت کے ارتکاب کے بعد توبہ کر لی ہو اور توبہ پر ہی مرا ہو چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا میلان اسی طرف ہے اور بعض علماء سلف اور امت کے مشاہیر مثلاً امام احمد بن حنبل اور اس پایہ کے دوسرے بزرگوں نے اس پر لعنت کی ہے۔ ابن جوزی جو حفظ سنت اور شریعت میں بڑی شدت اور عصبيت کے حامل ہیں نے بھی اپنی کتاب میں سلف سے لعن بریزید کو نقل کیا ہے اور بعض علماء لعنت کرنے سے منع کرتے ہیں اور بعض توقف کرتے ہیں۔ بہر حال ہمارے نزدیک یزید مبغوض ترین آدمی ہے۔ اس بے سعادت شخص نے اس امت میں جو گھناؤنا کردار ادا کیا ہے وہ اور کسی نے نہیں کیا۔ امام حسین علیہ السلام کے قتل کے بعد اہل بیت کی توہین کی اور پھر مدینہ مطہرہ پر لشکر کشی کر کے برباد کیا۔ اور قتل و غارت کو روا رکھا حتیٰ کہ باقی ماندہ صحابہ کرام اور تابعین کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ مدینہ شریف کی توہین کے بعد مکہ معظمہ پر حملہ کرنے اور عبد اللہ بن زبیر (صحابی) کو قتل کرنے کا حکم دیا اور انہی حالات میں یہ خبیث

روح دنیا سے دفع ہو گیا۔ اب اس کی توبہ اور اس کے رجوع کا احتمال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو تمام مسلمانوں کے دلوں کو یزید پلیدی کی محبت و دوستی سے اور اس کے تمام اعوان و انصار کی دوستی سے جنہوں نے اہل بیت کے ساتھ بدسلوکی کی اور ان کی بدخواہی کی۔ اور ان کے حقوق کو پامال کیا اور جنہیں، اہل بیت کے ساتھ کوئی محبت اور صدق و عقیدت نہیں ہے اور نہ تھی محفوظ رکھے اور ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے دوستوں کو بچائے اور بروز قیامت مجبان اہل بیت کے زمرے سے اٹھائے اور دین و آخرت میں انہیں کے دین و مذہب پر رکھے۔ آمین

(تکمیل الایمان ص ۱۵۴-۱۵۳ طبع نذیر سنز لاہور)

(البدایہ والنہایج ص ۸ مترجم کراچی)

کسی بھی صحابی نے یزید کی تعریف نہیں کی عبدالرشید نعمانی دیوبند لکھتے

ہیں:

کوئی صحابی ہمیں یزید کا ثنا خواں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۲۹ مرتب ڈاکٹر عثمانی ندوی دیوبندی استاذ جواہر لالا

یونیورسٹی دہلی طبع مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور)

نیز لکھتے ہیں یزید کا فاسق و فاجر ہونا تو اتر سے ثابت ہے اور اس پر

تمام کا اجماع ہے۔

(یزید) کا فاسق و فاجر اور تارک سنت ہونا تو بہ تو اتر ثابت ہے جس طرح رستم کی شجاعت حاتم کی سخاوت مشہور ہے اس سے زیادہ یزید کا ظلم و ستم اور اس کا فسق و فجور مشہور ہے۔ وہ جبروز بردستی سے حکومت پر مسلط ہو گیا تھا اس نے صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک خلقت کو ذلیل کیا اور ناحق ان کا خون بہایا۔  
(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰، ۲۳۲، ۳۳۳ و ۴۰۷ طبع لاہور)

### یزید لکھتے ہیں:

سچ پوچھیے تو اس بارے میں نا صبی (یزیدی) رافضیوں سے بھی زیادہ کھوٹے نکلے کیونکہ یہ تو یزید جیسے فاسق و فاجر اور سفاک و ظالم کو اپنا امام اور خلیفہ برحق مانتے ہیں ص ۳۲۲)

### یزید سے نفرت عین ایمان ہے:

یزید سے محبت نہ رکھنا اور اس کے بُرے اعمال سے نفرت کرنا۔ یہ بھی ایمان ہی کا مقتضی ہے اور اہلسنت کا اسی پر عملدرآمد ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۶۰ طبع لاہور)

بندیا لوی اینڈ کمپنی معہ یزید دوست حضرات سب کے مسلمہ محدث اور محقق شاہ صاحب اور دیوبندی انصاف پسند مفتی صاحب نے فیصلہ کن باتیں تحریر فرمائیں یزید کا دم بھرنے والوں کا پورا محاسبہ فرمادیا کوئی صحابی یزید کا حمایتی نہ تھا نہ ہی ان کی اولاد سے جو تھے وہ بھی بیعت یزید سے علیحدہ ہو گئے اور فرمایا یزید بے دین زانی شراب خور محارم سے نکاح کرنے والا مدینہ اور مکہ پر ظلم کرنے والا اہل بیت کی توہین کرنے والا مبغوض ترین ہے اب فیصلہ ہمیں کرنا ہوگا، یزید

کو نیک کہنے والے کتنے بڑے جھوٹے ہیں یزید کی محبت میں اپنے مسلک اپنے علماء اور اپنے دین کا خون کرنے والے ہیں مزید برآں قرآن و حدیث کو جھٹلانے والے ہیں۔ شرم مگر ان کو نہیں۔

یزید نے بالاتفاق اہلبیت کی توہین کی اور اہلبیت کی توہین کرنا کفر ہے کیونکہ اہلبیت سے محبت کرنا فرض ہے اور فرض کا تارک کافر ہے۔

یزید نے دین محمدی کا انکار کیا اور شراب کو حلال کیا اور یزید خود بندر تھا قاضی محمد ثناء اللہ مظہری کی تصریحات ترجمہ دیو بندی عبد الدائم کے قلم سے:-

قاضی ثناء اللہ مظہری س البقرة ایت ۱۵۱ کے تحت لکھتے ہیں

حدیث نمبر ۱۴:-

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے علم کے دو برتن حاصل کئے ہیں ایک تو ان میں سے تم کو تقسیم کر دیا اور دوسرے کی اگر میں اشاعت کروں تو میرا حلقوم کاٹ دیا جائے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے شراح حدیث نے کہا ہے کہ اس دوسرے علم سے مراد وہ احادیث ہیں کہ جن میں ظالم بادشاہوں اور خلفاء کے نام اور حالات تھے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے اللہ میں ۶۰ کے شروع سے اور لڑکوں کی سلطنت سے پناہ مانگتا ہوں، لڑکوں کی سلطنت سے یزید علیہ ما علیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی



خلافت مراد ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۱ مترجم ص ۲۵۷۔ طبع دارالاشاعت کراچی)

نیز یہی لکھتے ہیں س بنی اسرائیل ایت ۶۰ پ ۱۵ شان نزول ایت

حدیث نمبر ۱۵:-

حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) راوی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) صبح کو کچھ غمگین تھے سبب دریافت کرنے پر فرمایا میں نے دیکھا کہ میرے اس منبر پر گویا بنی امیہ باری باری سے آرہے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ فکر مند نہ ہوں یہ دنیا ہے جو ان کو مل جائے گی۔ اس پر یہ آیت و ما جعلنا الرء یا التی ارینک الا فتنۃ للناس نازل ہوئی۔

اس روایت کے بموجب لفظ فتنہ سے مراد ہوگا بنی امیہ کے دور اقتدار میں بدعات اور فسق و فجور کا پھیل جانا۔ یہ حدیث شیخ ابن جریر نے حضرت سہل بن سعد کی روایت سے بھی بیان کی ہے۔ اس روایت کے بموجب حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بنی فلاں یعنی بنی امیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپ کے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں کبھی ایک آتا ہے کبھی دوسرا حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اس خواب سے دکھ ہوا اس پر اللہ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی

حدیث نمبر ۱۶:-

ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن عاص اور حضرت یعلیٰ بن مرہ کی

روایت سے نیز ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں سعید بن مسیب سے مرسل نقل کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خواب میں بنی امیہ کو منبر پر دیکھا جس سے آپ کو دکھ ہوا اللہ نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ ان کو توبہ دیا گیا ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۷ ص ۹۱ طبع کراچی مترجم)

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۲۹ طبع حامد اینڈ کمپنی لاہور باب ۶۰ ہجری چھو کروں کی حکومت سے پناہ)

نیز لکھتے ہیں آیت پ ۱۳ اس ابراہیم آیت ۲۹۔ جہنم یصلونہا و بس القراز یعنی جہنم میں جس میں یہ خود بھی داخل ہوں گے اور ان کے ساتھ والے بھی سب کے سب جہنم کی گرمی میں جلیں گے۔ و بس القراز اور جہنم بری قرار گاہ ہے۔ براٹھکانا ہے۔

حدیث نمبر ۱: مذمت یزید:-

ابن مردویہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر سے عرض کیا امیر المومنین آیت الذین بدلو نعمت اللہ کُفُراً میں کون لوگ مراد ہیں۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا قریش کے دو قبیلے جو سب سے زیادہ بدکار تھے۔ بنی مغیرہ اور بنی امیہ۔ بنی مغیرہ کے شر سے تو بدر کی لڑائی میں تمہاری حفاظت ہو چکی یعنی بدر میں ان کا زور ٹوٹ گیا اور بنی امیہ کو ایک وقت تک مزے اڑانے کا موقع دیا گیا ہے۔ امام بقوی نے بھی اسی طرح حضرت عمر کا قول نقل کیا ہے، قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں بنی امیہ کو حالت کفر میں مزے اڑانے کا موقع دیا گیا۔ یہاں تک کہ ابو

سفیان معاویہ اور عمرو بن عاص وغیرہ رضوان اللہ علیہم مسلمان ہو گئے۔

پھر یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اہل بیت کی دشمنی کا جھنڈا انہوں نے بلند کیا آخر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظماً شہید کر دیا اور یزید نے دین محمدی کا ہی انکار کر دیا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر چکا تو چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا۔ آج میرے اسلاف ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے آل محمد اور بنی ہاشم سے انکا کیسا بدلہ لیا۔ یزید نے جو اشعار کہے تھے ان میں آخری شعر یہ تھا

و لست من جندب ان لم انتقم من بنی احمد ما کان فصل  
احمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے جو کچھ ہمارے بزرگوں کے ساتھ بدر میں کیا اگر احمد کی اولاد سے میں نے اس کا انتقام نہ لیا تو میں بنی جندب سے نہیں ہوں۔ (معاذ اللہ)

یزید نے شراب کو بھی حلال قرار دے دیا تھا شراب کی تعرف میں چند شعر کہنے کے بعد آخری شعر میں اس نے کہا تھا۔ فان حرمت يوماً علی دین احمد  
فخذھا علی دین المسیح بن مریم

اگر شراب دین احمد میں حرام ہے تو ہونے دو مسیح بن مریم کے دین یعنی عیسائیت کے مطابق تم اس کو حلال سمجھ کر لے لو  
یزید اور اس کے ساتھیوں اور جانشینوں کے یہ مزے ایک ہزار مہینے تک رہے اس کے بعد ان میں سے کوئی نہیں بچا۔

(تفسیر مظہری ج ۶ ص ۳۰۷ طبع دار الاشاعت کراچی)

بندیا لوی صاحب کا حال یہ ہے بقول شاعر

جو اہل بیت کا دشمن شدید ہوتا ہے کسی بھی دور میں ہو یزید ہوتا ہے وہ جس کے دل میں حب نبی نہیں ہوتی وہ مر کے سیدھا جہنم رسید ہوتا ہے

یزید بے وقوف اور امت میں فتنہ ڈالنے والا تھا

حافظ ظفر اللہ شفیق دیوبندی لکھتے ہیں:-

مسند احمد میں عامر شعمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عامر بن شہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک معاملے میں میں نے دو باتیں سنیں ایک بات نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اور دوسری نجاشی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ قریش کو دیکھو۔ ان کا قول تو لے لو اور ان کے فعل چھوڑ دو اور جب میں ہجرت کر کے حبشہ گیا تو ایک دن نجاشی کے پاس بیٹھا تھا کہ اس کا بیٹا آیا اور انجیل کی ایک آیت پڑھی میں نے اس آیت کو پہچان لیا اور اسے سمجھ کر ہنس دیا۔

نجاشی نے کہا۔ تم اللہ کی کتاب پر یوں ہنستے ہو۔ میں نے کہا اللہ کی قسم جو کتاب عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی ہے۔ اس میں ایک آیت یہ بھی ہے ان الاعنة تكون في الارض اذا كان امراءها الصبيان۔ جب ملک کے امراء بچگانہ مزاج نوجوان ہوں گے تو ملک پر لعنت پڑے گی۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۲۳۸)

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جن قریش کا ذکر کیا۔ اس سے مراد نو خیز قریشی امراء ہیں جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے ہلاک

امتی علی یدی غلطة سفهاء من قریش

(مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۸)



میری امت قریش کے چند بے وقوف لڑکوں کے ہاتھوں تباہ ہوگی۔ یہ بیوقوف لڑکے یزید، زیاد، عبید اللہ بن زیاد، مروان، عبد الملک بن مروان، حجاج بن یوسف وغیرہم ہیں۔ جن کی غلط کاریوں کی وجہ سے ساری امت پر مصیبت آئی۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو شہید کرنے والے اسی قسم کے لوگ تھے۔ خلفائے راشدین کے بعد زمام حکومت بچوں کے ہاتھ میں آئی تو سارا اجتماعی نظام درہم برہم ہو گیا اور ساری امت خلفشار کا شکار ہو گئی۔ یہ ایسا سخت خلفشار تھا جس کے بعد اصلاح کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی۔

(درس الحدیث ج ۱ ص ۱۹۶)

اس روایت سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ امام حسین کے عہد کا گزشتہ انبیاء کرام سے لے کر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک تذکرہ رہا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی۔

جن لوگوں نے بچگانہ مزاج، لا ابالی پن اور حرص و ہوس میں اندھے ہو کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی۔ پیغمبروں علیہا السلام نے ان کے دور امارت کو باعث لعنت و ہلاکت قرار دیا ہے۔

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۴۳ طبع ادارہ صراط مستقیم شالامار لاہور)

نیز یہی لکھتے ہیں یزید اہلبیت کی توہین کرنے والا ظالم تھا:-

فاطمہ بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم یزید کے سامنے بٹھائے گئے تو اس نے ہم پر ترس کھایا، ہمیں کچھ دینے کا حکم دیا بڑی مہربانی

سے پیش آیا۔ اسی اثنا میں ایک سرخ رنگ کا شامی کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا، امیر المومنین یہ لڑکی مجھے عنایت کر دیجئے اور میری طرف اشارہ کیا۔ اس وقت میں کہیں اور خوبصورت تھی۔ میں خوف سے کانٹے لگی کہ شاید یہ ان کے لئے جائز ہے۔ میں نے اپنی بہن زینب کی چادر پکڑ لی۔ وہ مجھ سے بڑی تھیں زیادہ سمجھدار تھیں۔ جانتی تھیں کہ یہ بات ہونی نہیں سکتی۔ انہوں نے پکار کر کہا تو کمینہ ہے، نہ تجھے اس کا اختیار ہے نہ اسے (یزید) کو اس کا حق ہے۔ اس جرأت پر یزید کو غصہ آ گیا کہنے لگا تو جھوٹ بکتی ہے واللہ مجھے یہ حق حاصل ہے اگر چاہوں تو ابھی کر سکتا ہوں زینب نے کہا واللہ ہرگز نہیں۔ خدا نے تمہیں ہرگز یہ حق نہیں دیا یہ دوسری بات ہے کہ تم ہماری ملت سے نکل جاؤ اور ہمارا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لو۔ یزید اور بھی خفا ہوا کہنے لگا میرے سامنے تم یہ کہتی ہو دین سے تیرا باپ علی اور تیرا بھائی حسین نکل چکا ہے۔ (معاذ اللہ) زینب نے بلا تامل جواب دیا۔ اللہ کے دین سے میرے نانا کے دین سے میرے باپ کے دین سے میرے بھائی کے دین سے تو نے تیرے باپنے تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے۔ یزید چلایا۔ اے دشمن خدا تو جھوٹی ہے، زینب بولیں تو زبردستی حاکم بن بیٹھا ہے ظلم سے گالیاں دیتا ہے۔ اپنی قوت سے مخلوق کو دباتا ہے۔

فاطمہ بنت علی کہتی ہیں یہ گفتگو سن کر شاید یزید شرمندہ ہو گیا۔ کیونکہ پھر کچھ نہ بولا مگر وہ ہاشمی پھر کھڑا ہوا اور وہی بات کہی۔ اس پر یزید نے غضب ناک آواز میں اسے ڈانٹ پلائی۔ دور ہو کمبخت۔ خدا تجھے موت کا تحفہ بخشے

شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۲۹۔ از دیوبندی (طبری ج ۵ ص ۴۶۲-۴۶۱)

اس واقعہ سے جہاں خانوادہ نبوت کی جرأت و شجاعت ظاہر ہوتی ہے

وہاں یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یزید اقتدار و قوت کے نشے میں کتنا بدست تھا اور اس نے اپنے ارد گرد کیسے کیسے بے حیا اور بد کردار لوگ اکٹھے کیے ہوئے تھے۔ سوچئے اور اپنے ایمانی جذبات کو تازہ کر کے سوچئے کہ اہل بیت اطہار کی عزت و عصمت پر اٹھنے والی بے شرم نگاہیں۔ ان کی شان اقدس پر حرف گیری کرنے والی بے باک اور ناپاک زبانیں کیا امت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں شمار ہونے کے قابل ہیں۔

(امام حسین اور واقعہ کر بلا ۳۶ طبع شالا مار باغ لاہور)

### عبدالرشید دیوبندی کے نزدیک یزید لعنتی:

سوچئے اور خوب سوچئے کہ اس کا آخری انجام اگر لعنتی کاموں پر ہوا تو وہ لعنت کا مستحق ہے۔

(حادثہ کر بلا کا پس منظر ص ۳۲۰ طبع لاہور)

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ یزید مدینہ و مکہ کی توہین کرواتے ہوئے مرا یعنی ادھر توہین اور لعنتی کاموں میں وہ مشغول تھا ادھر اس کی موت واقع ہوئی۔

قارئین! ظفر اللہ شفیق دیوبندی نے جو حقائق پیش کئے ہیں ان پر نظر ثانی کرنے سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے اور یزید کے دور امارت کو اللہ کے نبیوں نے باعث لعنت اور ہلاکت سے تعبیر کیا ہے۔ مزید برآں یزید بد بخت نے سخت توہین اہل بیت کی معاذ اللہ کہاتم جھوٹ بکتی ہے تیرا بھائی باپ دین سے نکل چکے وغیرہ سخت الفاظ اس پلید نے بکے ہیں میں پوچھتا ہوں بندیالوی صاحب سے اس طرح کی گندی زبان متقین لوگ استعمال کرتے ہیں یا یہ علماء کا شیوہ ہے یا پھر



تمہارے نزدیک اہل بیت عظام کو گالیاں دینا خدمت اسلام ہے آخر کون سی خدمت کو تم نے دیکھا اور سرہا زید کو چلیے میں ایک اور یزید کا انکھا کارنامہ حدیث اور محدثین کے قلم سے پیش کرتا ہوں تاکہ تمہیں کچھ شرم آئے کہ یار لوگ کس بد بخت کا دفاع کرنے کھڑے ہیں۔

یزید نے کعبہ شریف کو منہدم کرایا حرم پاک کی توہین کی  
حدیث: امام مسلم روایت کرتے ہیں:-

حضرت عطاء کہتے ہیں کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب اہل شام نے مکہ میں آکر جنگ کی اور بیت اللہ جل گیا اور اس کا جو حال ہونا تھا وہ ہو گیا۔ تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ کو اسی طرح رہنے دیا حتیٰ کہ حج کے موسم میں تمام مسلمان جمع ہو گئے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ تھا کہ لوگوں کو اہل شام کے خلافت برا بیخنتہ کریں یا ان کے خلاف اشتعال دلائیں۔ جب لوگ لوٹنے لگے تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے لوگوں مجھے کعبہ کے بارے میں مشورہ دو میں کعبہ کو توڑ کر از سر نو بناؤں یا اس میں جو حصہ خراب ہو گیا ہے صرف اس کو درست کروں۔

(مسلم شریف ج ۱ کتاب الحج باب نقض الکعبہ وبنائہ یعنی کعبہ کو از سر نو بنانا رقم الحدیث ۳۱۴۱: (حسب ضرورت))  
 اس روایت سے معلوم ہوا کہ یزید نے جو فوج بھیجی تھی اس نے کعبہ شریف پر حملہ کیا جس سے کعبہ شریف کا کچھ حصہ جل گیا اور کچھ حصہ خراب ہو گیا۔ لیکن اس کے برعکس بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں یزید خدمت اسلام میں پیش پیش تھا تو میں پوچھتا ہوں یہ اللہ کے گھر کو برباد کرنا خدمت اسلام ہے یا اسلام کو



مٹانے والی حرکت ہے فیصلہ قارئین خود کر لیں  
چند محدثین کی آراء کیا کعبہ شریف جلایا گیا  
حضرت شیخ سلمان جمل لکھتے ہیں:-

نویں بار کعبہ شریف کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
چونٹھ ۶۴ ہجری کے اوائل میں بنایا جب یزید علیہ ما علیہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کی فوجوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کے لیے مکہ پر  
حملہ کیا۔ منجنيق کے پتھر کعبہ پر لگے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
استحارے اور صحابہ سے مشورے کے بعد کعبہ کو منہدم کر دیا اور از سر نو قواعد ابراہیم  
پر اس کی تعمیر کی۔

(الفتوحات الالہیہ ج ۱ ص ۱۱۶ طبع مصر)

یزیدی فوجوں نے دو ماہ چار دن تک کعبہ شریف کا محاصرہ رکھا  
علامہ ابو عبد اللہ وشتانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو بلایا وہ بکھرے ہوئے بالوں والا کا نا شخص  
تھا اور اس کے پاؤں میں لنگراہٹ تھی یزید نے اسے لشکر کا امیر بنایا ایک سو ۱۰۰  
دینار اور اس کے علاوہ عطیات کے وعدوں پر بارہ ہزار نفوس کا لشکر تیار کر کے  
روانہ کیا اہل مدینہ و اہل مکہ پر ظلم کی بجلیاں گرانے کے لئے جب یہ لشکر مدینہ پہنچا  
تو اہل مدینہ نے مقابلہ کیا حرہ کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں اہل مدینہ کو شکست  
ہوئی مسلم بن عقبہ نے اپنی فوجوں پر تین دن مدینہ کو مباح رکھا (یعنی لوٹ مار کی

اجازت دی) پھر اس کے بعد اس نے اہل مدینہ سے یزید کی اس بات پر بیعت لی وہ یزید کے غلام ہیں وہ چاہے ان کو بیچ دے چاہے آزاد کر دے اور چاہے قتل کر دے اہل مدینہ کی شکست کا سبب یہ تھا کہ اہل مدینہ میں سے بنو حارثہ، مسلم بن عقبہ کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے اپنی قوم کو اہل مدینہ کے خلاف جنگ میں جھونک دیا جس کے نتیجہ میں شکست ہو گئی۔

### یزیدی فوجوں کے ظلم کی داستان اور یزید شیطان صحابی کا فتویٰ:

یزیدی فوجوں نے قریش اور انصار کے سات سونفوس قتل کر دیا اور دس ہزار عورتوں بچوں اور غلاموں کو لے گئے۔ مدینہ فتح کرنے کے بعد مسلم بن عقبہ مکہ کی طرف روانہ ہوا جب وہ قدیر پہنچا تو اسکو موت نے آلیا۔ اور یزید کی نصیحت کے مطابق پھر اہل شام کے لشکر کا امیر حصین بن نمیر السکونی کو مقرر کیا گیا۔ حصین نے مکہ پہنچ کر اہل مکہ کا محاصرہ کر لیا اور بیت اللہ پر منجنیق سے پتھر برسائے اور خانہ کعبہ کو جلا دیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) محاصرہ کے چوتھ دن بعد حضرت ابن الذبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ یزید مر گیا حصین اور شامی لشکر کو یزید کی موت کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ حضرت ابن الذبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لشکر میں اعلان کرایا کہ تمہارا شیطان تو مر چکا ہے اب تم کس کے لیے جنگ کر رہے ہو۔ انہوں نے اسے اس خبر کی تصدیق نہیں کی۔ پھر جب انہیں اس خبر کی تصدیق ہوئی تو وہ سب شام واپس چلے گئے اور اہل شام نے یزید کے بعد اس کے بیٹے معاویہ بن یزید سے بیعت کر لی۔

(اکمال الکمال للمعلم ج ۳ ص ۲۲۶ تا ۲۲۷ طبع دار الکتب بیروت)

یہ ہے موصوف بندیا لوی کا پیشوا متقی ان ظالم یزیدیوں کو خبر نہیں اور ایسے جاہل بنے ہوئے ہیں انہیں حقائق نظر نہیں آتے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو شیطان کا لقب دیا ابھی بندیا لوی صاحب کہتے ہیں کسی صحابی نے یزید کو فاسق و فاجر نہیں کہا تو میں ان یزید کے وکیلوں سے پوچھتا ہوں کیا تمہارے نزدیک شیطان فاسق و فاجر نہیں ہے کہیں یہ بھی متقی پر ہیز گار تو نہیں بن گیا تمہارے ہاں۔ کیوں کہ تمہاری منطق بڑی ہی الٹی ہے۔

حافظ ابن کثیر دمشقی وہابی ابن وہابی لکھتا ہے:-

وہابی ابن وہابی اس لیے کہ گستاخ رسول ابن تیمیہ کا شاگرد اور پروردہ ہے لکھتا ہے ”حصین بن نمیر فوج کے ساتھ مکہ روانہ ہو گیا اور واقدی کے قول کے مطابق ۲۶ محرم کو وہاں پہنچا اور بعض کا قول ہے کہ محرم کے سات روز گزرے تھے کہ وہ وہاں پہنچ گیا اور اہل مدینہ کے جو اشراف باقی رہ گئے تھے ان کی جماعتیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جا ملیں اور اسی طرح نجدہ بن عامر حنفی جو اہل یمامہ میں سے تھا یمامہ کے ایک گروہ کے ساتھ آپ کے ساتھ آ ملا تاکہ وہ بیت اللہ کو اہل شام سے بچائیں اور حصین بن نمیر مکہ کے باہر اترے اور حضرت ابن زبیر اہل مکہ اور اپنے پاس جمع ہونے والے لوگوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلے اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور منذر ابن زبیر اور ایک شامی شخص نے باہم مقابلہ کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا اور اہل شام نے اہل مکہ پر بڑی بے جگری سے حملہ کیا اور اہل مکہ منتشر ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خچر آپ سمیت پھسل کر گر پڑا اور مسور بن مخرمہ اور



مصعب بن عبد الرحمن بن عوف اور ایک گروہ نے پلٹ کر آپ پر حملہ کیا اور انہوں نے آپ کی حفاظت میں جنگ کی حتیٰ کہ سب کے سب مارے گئے اور حضرت ابن زبیر نے رات تک ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا تو وہ آپ کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور انہوں نے ماہ محرم کے باقی ماندہ دنوں میں اور پورے صفر میں باہم جنگ کی اور جب ۳ تین ربیع الاول ۶۲ھ کو ہفتہ کا دن آیا تو انہوں نے کعبہ پر مجاہدین نصب کر دیں اور ان سے آگ کے گولے بھی پھینکے اور ہفتہ کے روز بیت اللہ کی دیواریں جل گئیں۔

(البدایہ والنہایہ ص ۸۳۱۸-۳۱۹ طبع کراچی)

عبدالرشید نعمانی دیوبندی لکھتے ہیں یزید نے اپنی فوج کے لیے مکہ و مدنیہ حلال کر دیا:

اس نے نہ صرف کعبہ کی بے حرمتی کی اور اس پر فوج کشی کی بلکہ حرم نبی کو بھی تین دن کے لیے اپنی فوج کے لیے بالکل حلال کر دیا کہ وہ جو چاہے وہاں کرے چنانچہ یزیدی لشکر نے تین دن تک حرم نبوی میں وہ فساد مچایا کہ پناہ بخدا سینکڑوں صحابہ و تابعین کے علاوہ اولاد انصار و مہاجرین کا ناحق قتل عام ہوا۔ لوٹ مار اور قتل و غارت کا یہ عالم تھا کہ تین دن تک مسجد نبوی میں کوئی نماز نہ ہو سکی۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۰ طبع مکتبہ مدینہ لاہور)

یزید اور اس کی فوجوں کا سنگین جرم:-

یزیدی فوجوں کا خانہ کعبہ پر پتھر برسانا اور خانہ کعبہ کو آگ لگانا ایک



سنگین جرم ہے اگر خانہ کعبہ کی توہین کے ارادہ سے یا خانہ کعبہ کو حقیر اور معمولی سمجھ کر ان لوگوں نے ایسا کیا تھا تو یہ سب کے سب کافر اور مرتد ہو گئے اور اس کا حکم دینے والا اور اس پر راضی ہونے والا اور اس کام کے مرتکب بلاشبہ کافر ہیں لیکن اگر ان کا مقصد کعبہ شریف کی توہین کرنا نہیں تھا بلکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارنا مقصد تھا تو پھر کعبہ شریف کو لگ گئے اس صورت میں وہ کافر تو نہ ہوئے لیکن ایک سنگین جرم کے مرتکب ہوئے کیونکہ خانہ کعبہ شریف عظیم ترین شعارِ اسلام ہے جس کی عزت اور حرمت کو برقرار رکھنا اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم ہے۔ یزیدی فوجوں نے جس طرح بے دردی کے ساتھ کعبہ شریف پر سنگ باری کی یہ کام کسی طور مسلمانوں کا کام نہیں لگتا اور اگر یزید نے یہ حکم دیا تھا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کعبہ میں پناہ لیں تو کعبہ کو بھی سنگسار کر دینا یا جلادینا تو یزید بلاشبہ کافر ہو گیا ہمیں اس کے کفر کے بارے میں کوئی تردد نہیں ہے۔

حضرت قاضی عیاض اندلسی لکھتے ہیں محرمات شرعیہ کو حلال جاننا کفر

ہے۔

اگر کوئی شخص ان اعمال کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے حلال جانے مثلاً شراب پینا۔ زنا کرنا۔ کسی مسلمان کو قتل کرنا وغیرہ اور اس کو ان افعال کے حرام ہونے کا علم بھی ہو تو وہ کافر ہے

(کتاب الشفاء باب ہفتم در بحث سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سب و شتم تمقیض اذیت وغیرہ کا حکم در

فصل ثالث ج ۲ ص ۴۶۲ مترجم مکتبہ نبویہ لاہور)

قارئین غور فرمائیں یزید نے شراب کو حلال کیا محرمات کو حلال جانا کعبہ کی توہین کروائی مدینہ شریف کی حرمت کو پامال کروایا اہلبیت پر ظلم کرنے کے بعد ان کی اہانت کی اور کروائی اتنے برے کردار والا یزید بندیا لوی خارجی کے نزدیک متقی اور پرہیزگار اسلام کی خدمت میں پیش پیش۔ لعنت اللہ علی الکزبین۔

خانہ کعبہ شریف حرم ہے اور امن کی جگہ ہے:-

ایست ومن دخله کان امناً۔ س ال عمران ایت ۹۷، اور جو حرم میں داخل ہو وہ مامون ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرم میں کسی شخص سے قصاص لیا جائے گا نہ کسی پر حد جاری کی جائے گی۔ اگر کسی مجرم نے حرم میں آکر پناہ لے لی تو اس پر کھانا پینا بند کر دیا جائے گا اور اس سے کوئی معاملہ نہیں کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ حرم سے باہر جائے اور جب وہ باہر آجائے گا تو اس پر حد جاری کر دی جائے۔

(تفسیر روح المعانی ج ۸ ص ۳۷۸ طبع بیروت)

اس پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ کعبہ میں کسی پر حد نہیں جاری کی جائے گی خانہ کعبہ کے باہر باقی حرم میں حد جاری کی جائے گی یا نہیں اس میں آئمہ کا اختلاف ہے۔

حدیث نمبر:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک اس شہر کو اللہ نے اس دن حرام کیا جس دن آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ پس یہ شہر اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک کے لئے حرام ہے اور مجھ سے پہلے اس شہر میں کسی کے لئے بھی جنگ کرنا جائز نہ تھا اور میرے لئے صرف دن کی ایک ساعت میں یہ جنگ کرنا جائز ہوا اور اب یہ اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک کے لئے حرام ہے۔

(صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۲۲۷ طبع نور محمد کراچی)

(صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۴۳۷)

### حدیث نمبر ۲:-

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنادیا اور اہل مکہ کے لئے دعا کی۔ طور میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔ اور میں مدینہ کے ساع اور مد میں اس سے دگنی برکت کی دعا کرتا ہوں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لئے کی تھی۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۴۰ طبع نور محمد کراچی)

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ مکہ شریف اور مدینہ شریف حرم ہے ان میں جنگ کرنا ان کی عزت و حرمت کو پامال کرنا حرام کر دیا اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تصریح فرمادی کہ مجھے ایک ساعت کے لیے خانہ کعبہ میں جنگ کی اجازت دی گئی

اب قیامت تک کسی کے لیے جائز نہیں یہ حرم ہے لیکن بندیا لوی کے روحانی پیشوا یزید نے دونوں شہروں کی عزت کو پامال کیا اور رہتی دنیا تک اپنے لئے موجب عذاب بنایا۔ مزید برآں یزید نے حکم دیا کہ مدینہ تم پر تین دن مباح ہے جو مرضی کرنا یہ حکم ظاہر کرتا ہے کہ یزید نے مدینہ کو برباد کرنے اور توہین کرنے کا حکم کیا اسی طرح مکہ شریف کی حرمت کو بھی برباد کر دیا۔

چھ آدمیوں پر اللہ عز و جل اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لعنت:-

ظفر اللہ شفیق دیوبندی لکھتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: چھ آدمیوں پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور میں بھی ان پر لعنت کرتا ہوں۔ اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے (۱) کتاب اللہ میں اضافہ کرنے والا (۲) اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا (۳) میری امت پر جبر و جور سے مسلط ہونے والا۔ تاکہ جنہیں اللہ نے عزت مند قرار دیا ہے۔ انہیں ذلیل کرے اور جنہیں اللہ نے ذلیل ٹھہرایا ہے انہیں معزز بنائے۔ (۴) اللہ کے حرم کو حلال کرنے والا۔ (۵) میری عمرت کو اللہ نے جو حرمت عطا فرمائی ہے اسے پامال کرنے والا۔ (۶) سنت کو معمولی اور غیر ضروری سمجھ کر ترک کرنے والا۔

(تفسیر روح المعانی ج ۲۶ ص ۷۲ مستدرک حاکم ص ۴۰)

امام حاکم نے کہا یہ حدیث معیار بخاری کے مطابق صحیح ہے اسے نسائی، بیہقی اور رزمین نے بھی روایت کیا۔

(مشکوٰۃ مع مرقاۃ ج ۱ ص ۱۸۰)



اس حدیث میں حرم پاک کے ساتھ عترت پاک کا ذکر عترت کی عظمت و فضیلت ظاہر کر رہا ہے۔ اور یہ بتلا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت سے حرم کا احترام لازم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسبت سے عترت کا احترام لازم ہے۔

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۴۵ طبع شالا مارلنک روڈ لاہور)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اہلبیت کی عزت کرنا فرض اور ان کی توہین کرنا کفر ہے یزید ادب نہ کر کے لعنت کا مستحق ہو گیا۔

علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یزیدیوں کا کعبہ شریف کو جلانا

حدیث سے ثابت:-

اب یزید کا لشکر حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مقابلہ کے لئے آگیا اور اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا محاصرہ کر لیا۔ اس لشکر نے منہیق یعنی گوپھن سے حملہ کیا۔ یہ منہیق انہوں نے ابوقیس پہاڑ پر نصب کی تھی ایک قول یہ ہے کہ اقمز پہاڑ پر نصب کی تھی یہ دونوں پہاڑ مکے میں ہیں غرض منہیق کے حملوں سے کعبے کے غلاف اور چھت میں آگ لگ گئی اس لیے کہ قریش کے زمانے کی کعبے کی تعمیر اس طرح تھی کہ اس میں ایک ایک رداسال کی لکڑی کا تھا اور ایک ایک رد پتھر کا جیسا گزر چکا ہے کتاب شرف میں ہے کہ عصر کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس لشکر پر بجلی کا ایک کوند اعذاب کی صورت میں نازل فرمایا جس نے اس منہیق کو جلا دیا اور اس کے نیچے بیٹھے ہوئے اٹھارہ آدمی بھی ہلاک کر دیئے جو سب شامی تھے۔ لشکر والوں نے اس منہیق کی بربادی کے بعد ایک اور

مُخْنِق بنائی اور اس کو بھی ابوقیس پہاڑ پر نصب کیا۔ کہا جاتا ہے کہ مُخْنِق کے ذریعہ سے کعبے میں جو آگ لگی جب وہ کعبے تک پہنچی تو اس میں اس طرح آہ آہ کی آواز آ رہی تھی جیسے کوئی بیمار تکلیف میں کراہا کرتا ہے۔ کعبے میں آگ لگنے کا یہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کعبے کو جلانے جانے کے متعلق پہلے ہی خبردار فرمادیا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہو جائے گا جب کہ دین میں فتنے پیدا ہو جائیں گے لالچ اور خوف و دہشت لوگوں میں عام ہو جائے گا اور بیت اللہ کو آگ لگانے کا واقعہ پیش آئے گا۔

(سیرت حلبیہ مترجم اسم قاسمی دیوبندی ج ۱ ص ۵۳۶ طبع دارالاشاعت کراچی)

یزید کے کفریہ اشعار مولانا یوسف نبوری دیوبندی وقاری ضیاء الحق دیوبندی وسید نفیس الحسینی دیوبندی اور ابن کثیر ان سب کے قلم سے

پڑھے:-

کاش کہ میرے بزرگ بدر کے معرکے میں نیزوں کی مار پڑنے سے خزر ج کی چیخ و پکار کو دیکھتے۔ جب سواری ان کے صحن میں پہنچی تو انہوں نے اس کو بٹھا لیا اور عہد الاشہل میں جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ ہم نے ان کے سرداروں کو دو گنا چو گنا قتل کر دیا ہے اور بدر میں ہونے والے ظلم کا پورا پورا بدلہ لے لیا ہے۔ بنو ہاشم نے حکومت سے چھیڑ خوانی کی تو ان کی مدد کے لئے کوئی

فرشتہ آیا ورنہ ہی کوئی وحی نازل ہوئی۔

علامہ ابن حجر مکی اور شععی نے فرمایا یزید نے دو شعر اور بڑھائے بنی ہاشم ملک سے کھیلے رہے تو نہ کوئی خبر ان کے پاس آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی میں عتبہ کی اولاد نہ ہوتا اگر میں اولاد احمد سے اس کا بدلہ نہ لیتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ اگر ان اشعار کی نسبت یزید کی طرف درست ہے تو وہ وہ بلاشبہ کافر ہے اور اسی موقعہ پر تفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یافعی کا قول ہے انہوں نے فرمایا کہ جس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم دیا یا اس نے قتل کیا اور اس کو جائز اور حلال جانا تو وہ کافر ہے اور اگر حلال اور جائز جان کر ایسا نہ کیا تو فاسق و فاجر ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں اگر یہ اشعار یزید نے کہے ہیں تو اس پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔

(سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۴۱۱ طبع سید احمد شہید اردو بازار لاہور) (الصواعق محرقہ ۲۱۸ عربی طبع القاہرہ) (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۲ طبع در الفکر بیروت)

سیدنا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں:

یزید بد بخت فاسقوں کے گروہ سے ہے اس پر لعنت میں توقف کرنا یہ اہلسنت و جماعت کے اصول کی بنا پر ہے۔ کہ کسی معین شخص پر لعنت جائز نہیں خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو ہاں اگر یقین سے معلوم ہو کہ اس کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا۔ اس پر لعنت کرنا جائز ہے جیسے کہ ابولہب اور اس کی بیوی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یزید مستحق لعنت نہیں ہے (بیشک وہ لعنت کا حقدار ہے) قرآن مجید میں



ہے بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی لعنت ہے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول ج ۱ ص ۴۴۳۔ مکتوب نمبر ۲۵۱ طبع ادارہ اسلامیات ۱۹۰۱ انارکلی لاہور)۔  
حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۱۴ طبع لاہور)

یزید فاسق و فاجر تھا اس پر سب کا اتفاق ہے اور اجماع امت ہے  
مولانا قاری طیب دیوبندی کے قلم سے:-

بہر حال یزید کے فسق و فجور پر جب کہ صحابہ کرام سب کے سب ہی متفق ہیں خواہ موافقین ہوں یا مخالفین پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد علماء راسخین محدثین فقہاء مثل علامہ قسطلانی۔ علامہ بدرالدین عینی۔ علامہ شبلی علامہ ابن جوزی علامہ سعد الدین تفتازانی محقق ابن ہمام حافظ ابن کثیر علامہ الکلیا لاہر اسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں پھر بعض ان میں سے اس فسق کے قدر مشترک کو متواتر المعنی بھی کہہ رہے ہیں۔ جس سے اس کا قطعی ہونا بھی واضح ہے۔ پھر اوپر سے ائمہ اجتہاد میں سے امام ابو حنیفہ امام مالک امام احمد بن حنبل کا یہی مسلک الہر اس نقل کر رہے ہیں اور خود شافعی ہیں اور فتویٰ دے رہے ہیں تو ان کی نقل ہی سے یہ مسلک امام شافعی اور فقہ شافعی کا بھی ثابت ہوتا ہے تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے:

(شہید کربلا اور یزید ص ۵۳ طبع ادارہ اسلامیات لاہور)

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۲۰۸ طبع مکتبہ سید احمد شہید لاہور)



ان حقائق سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے جو ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر تعصب کی عینک اتار کر جو بھی ان حقائق کو پڑھے گا وہ یہ بات ماننے پر مجبور ہوگا کہ یزید فاسق و فاجر تھا اور بندیا لوی کے گھر سے ہم نے بندیا لوی کے اعتراضات کے جوابات لکھ دیئے سب کے نزدیک صحابہ کرام علیہم اور تابعین اور آئمہ اربعہ اور محدثین کے نزدیک حتیٰ کہ علماء دیوبند کے نزدیک بھی تمام اہلسنت و جماعت کے نزدیک بھی یزید فاسق و فاجر تھا یہیں سے یہ معلوم ہوا کہ یزید کے فاسق و فاجر ہونے پر اجماع امت بھی ہے اگر کوئی خارجی اس کا انکار کرے تو یزید ہر لحاظ سے فاسق و فاجر رہے گا شاید بندیا لوی صاحب کو معلوم نہیں جس مسئلہ پر سب کا اتفاق ہو وہ اجماع امت کہلاتا ہے جو اس کے خلاف نیا عقیدہ گھڑے وہ خود فاسق و فاجر ہے اور اجماع امت کا منکر کافر بھی ہے۔ پڑھیے

اہلحدیثوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

نواب صدیق اہلحدیثوں کے بڑے عالم ہیں ان سے بڑھ کر کسی کی تصانیف نہیں ان کی سب وہابیوں سے زیادہ ہیں وہ عقائد کی کتاب کی شرح میں لکھتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد اس نے مدینہ منورہ کی تخریب کے لیے لشکر بھیجا اور جو صحابہ و تابعین وہاں باقی رہ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر حرم مکہ کی عزت کو پامال کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کرنے کے درپے ہو گیا اور اسی ناپسندیدہ حالت میں دنیا سے چل بسا اب اس کے توبہ کرنے اور باز آنے کا احتمال ہی کہاں رہا۔

(ہفیمۃ الراشد فی شرح القائد ص ۶۳ طبع علوی لکھنؤ بحوالہ حادثہ کربلا کاپس منظر ص ۱۹ طبع لاہور)

علامہ مقلبی غیر مقلد مجتہد کے نزدیک یزید لعنتی:

علامہ صالح بن مہدی مقبلی کو کبانی نزیل مکہ جن کے متجد ہونے کی قاضی شوکانی نے البدر الطالع میں تصریح کی ہے یہ اپنی کتاب میں یزید کے بارے طویل گفتگو کے آخر میں لکھتے ہیں۔ یزید جس نے شراب پی ہے اور شراب کا پینے والا ملعون ہے۔ ۳۔ لہذا یزید ملعون ہے۔ العلم الشارح فی تفصیل الحق علی الآباء والمشاخ ص ۳۶۸ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۲۰ تا ۴۲۲ طبع لاہور۔ ان حقائق سے ثابت ہوا کہ یزید کے فاسق و فاجر ہونے میں کسی کو شک نہیں اس پر سب کا اتفاق ہے۔

اجماع امت کا منکر کافر ہے قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

ایت و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدٰی و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ جہنم و سآئت مصیرًا۔  
(پہس النساء)

ترجمہ محمود الحسن دیوبندی کا:-

اور جو کوئی مخالفت کرے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی جبکہ کھل چکی اس پر سدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔

تفسیر شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:-

ف:۲: یعنی جب کسی کو حق بات واضح ہو چکے پھر اس کے بعد بھی رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حکم کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنی جدی راہ اختیار کرے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے کچھ آگے لکھتے ہیں فائدہ: اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا کہ اجماع امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدا راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا۔

(تفسیر عثمانی مع ترجمہ القرآن ص ۱۲۵ زیر آیت طبع دارالصفین لمیٹڈ شاہراہ لیاقت صدر کراچی)

احادیث اجماع امت کا مخالف دوزخی ہے حدیث نمبر امام مسلم لکھتے ہیں:-

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کے ساتھ غالب رہے گا جو ان کو ناکام کرنا چاہے وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا امر آجائے گا اور وہ اسی طرح ہوں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الامرة طبع بیروت باب قلبہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا تزال طائفة من

امتی صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۱۱ طبع بیروت سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۴۲۵۲)

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۲۳۶- سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۹۰ طبع بیروت)

حدیث (۲):

حضرت ابو ملک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ نے تم کو تین چیزوں سے پناہ دی ہے۔

تمہارے خلاف تمہارا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم دعا ضرر نہیں کرے گا جس سے تم سب ہلاک ہو جاؤ (۲) اور اہل باطل اہل حق پر غالب نہیں ہوں گے (۳) اور تم کبھی گمراہی پر مجتمع نہیں ہو گے

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۴۲۵۳۔ جامع الاصول ج ۹ رقم الحدیث ۶۷۶۰ طبع بیروت)

امام ترمذی لکھتے ہیں:-

حدیث (۳):-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عز وجل میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جماعت سے الگ ہو اوہ دوزخ میں الگ ہوگا۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۱۷۳ طبع بیروت کتاب الفتن باب فی لزوم الجماعۃ)

(جامع الاصول ص ۹ رقم الحدیث ۶۷۶۱ طبع بیروت المستدرک لاحاکم ج ۱ ص ۱۱۵ طبع مکہ مکرمہ)

اصول امام اجل فخر الاسلام بزدوی لکھتے ہیں:-

تو اجماع کتاب اللہ یا حدیث متواتر کی طرح وجوب علم و عمل ثابت کرتا ہے لہذا قائدہ کی رو سے اس کا منکر کا فرق قرار دیا جائے گا۔

(اصول البزدوی، باب حکم الاجماع ص ۲۳۵ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

مسلم الثبوت میں ہے:-

اجماع قطعی حجت ہے اور یہ تمام اہل قبلہ کے ہاں یقینی علم کا فائدہ دیتا



ہے اور خارجی اور رافضی احمقوں کے گروہ کا اعتبار نہیں یہ نئے فرقے ہیں جو ضروریات دین میں تشکیک پیدا کرتے ہیں۔

(نوايح الرحوت بذيل المستصفى..... باب الاجتماع حجة قطعاً طبع ايران ج ۳ ص ۲۱۳)

امام محقق ابن الہام لکھتے ہیں:-

حاصل یہ کہ ایمان کے لئے تصدیق بالقلب کے ساتھ کچھ امور ایسے ہیں جو بالاتفاق ایمان میں خلل انداز ہوتے ہیں جن کا ترک ضروری ہے۔ مثلاً بت کو سجدہ کرنا نبی کا قتل اور ان کی توہین کرنا اور اجماع (امت) کی مخالفت اور اجماع کے علم پر اس کا انکار۔

(المسائره مع المسامره۔ باب الخاتمة فی بحث الایمان ص ۳۳ طبع مصر)

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:-

جان لیجئے کہ اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اجماع پر بھی عمل کریں اجماع کا منکر کافر ہے۔  
(الصواعق المحرقة باب فضائل صحابہ کا خاتمہ ص ۶۹۱ طبع فیصل آباد)

حضرت علامہ قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

ہم اس شخص کے کفر میں کوئی تردد نہیں کرتے جو شریعت مطہرہ کے قواعد اور ان امور کو جو متواتر حضور علیہ السلام سے منقول ہیں اور ان پر امت مسلمہ کا علی الاطلاق اجماع چلا آ رہا ہے ایسے امور کی تکذیب کرے یا انکار ہم ایسے شخص کو دائرہ اسلام سے خارج ہی سمجھیں گے۔

(الشفاء ج ۲ باب ہفتم الفصل سوم در بحث سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سب و شتم تنقیص۔ اذیت و عقوبت وغیرہ کا حکم ص ۶۲ طبع المکتبۃ النبویہ لاہور)

قرآن و حدیث علماء اسلام کی ان تحقیقات سے معلوم ہوا جس بات پر امت مسلمہ کا اجماع ہو وہ بھی حجت شرعی ہے اجماع امت قرآن و حدیث اور خبر متواتر ہے لہذا یزید کے فاسق و فاجر ہونے پر صحابہ کرام کا اجماع ثابت تابعین کا اجماع ثابت امت مسلمہ کا علماء امت کا محدثین کا فقہاء کا آئمہ اربعہ کا آئمہ محدثین کا اتفاق ہے اور علمائے دیوبند و اہل حدیث سب کا اتفاق ہے دلائل الحمد للہ گزر چکے بندیا لوی یزیدی خارجی کو یزید کی اندھی محبت کا نشہ ایسا چڑھا کہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کے اصولوں کو پس پشت ڈال دیا ہے مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یزید جو شراب اپنی مستی میں پیتا پلاتا تھا اس کا کچھ حصہ روحانی طور پر بندیا لوی اینڈ کمپنی کو بھیج گیا تھا کہ یہ اس نشہ کی بدستی میں حقائق کو جھٹلا رہا متفقہ اصولوں کو ٹھکرا رہا ہے نہ ان کو خدا کا خوف ہے نہ قرآن و حدیث کا لحاظ نہ ہی اپنے اکابر علماء کا ساتھ اور نہ ہی مسلمات خصم کی حیاء نہ ہی اپنے ایمان کو برباد کرنے کی شرم نہ ہی جہنم جانے کا ڈر شرم مگر تم کو نہیں۔ لعنت اللہ علی الفاسقین بنا لوم یزید کو نیک اور جنتی

بندیا لوی کے فاسق و فاجر اور بدعتی ہونے پر مفتی عبدالرشید دیوبندی کا فتویٰ بندیا لوی امامت کے قابل نہیں:

(بندیا لوی نے جو کچھ یزید کی شان میں لکھا ہے) وہ سب واہی تباہی شبہات پر مبنی ہیں واقعہ میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے اور ان (کی باتوں) سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین و تذلیل اور تحمیل و تجہیل میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی اس لیے ایسے امور کو حقائق باور کرنے والا پکا نا صبی۔ فاسق اور بدعتی ہے اور (دیوبندی جماعت) و اہلسنت کے زمرہ سے خارج اور واجب التعزیر ہے ایسا شخص نہ امامت کے لائق ہے نہ خطابت کے اس پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

واجب الاعادہ ہے (یعنی ایسے کے پیچھے پڑھی گئی نماز دوبارہ پڑی جائے ادا نہیں ہوئی۔ مؤلف)

(کتبہ الفقیر مفتی عبدالرشید النعمانی ۲۰ جمادی الثانیہ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۳۳۔ طبع لاہور)

یزید کی کوئی نیکی قبول نہیں: مولانا قاری طیب دیوبندی مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:-

پس جیسے کفر سرزد ہو جانے پر کوئی نیکی کارآمد نہیں رہتی اور نہ زبانوں پر آتی ہے ایسے ہی فسق کی بعض حرکتیں یا بے ادبی اور گستاخی کی بعض نوعیں سرزد ہو جانے پر کوئی نیکی بار آور رہتی ہے نہ زبانیں اس کا تکلم گوارہ کرتی ہیں اور نہ ہی مقبولیت عند اللہ باقی رہتی ہے۔

بس تجربہ کر دیم درین دیر مکافات  
بادرد کشار ہر کہ در افتاد بر افتاد  
ترجمہ: ہم نے اس دنیا کے بت خانے میں بہت تجربے کیے ہیں۔ جو بھی درویشوں سے ٹکرایا اس کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ مؤلف

غرض یہ اصول ہے عقلی بھی شرعی بھی اور طبعی بھی کوئی جذباتی بات نہیں اسی میں یزید گرفتار ہوا۔ اس کے ایک ہی فسق قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ساری خوبیوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور کوئی بھی اس جرم کے بعد اس کی کسی بھلی بات سننے کا بھی روادار نہ رہا۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۴۷-۱۴۸ طبع ادارہ اسلامیات لاہور)

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۴۰۷۔ از قاضی اظہر مبارکپوری دیوبندی مع سید نفیس الحسنی)

(دیوبندی۔ طبع مکتبہ سید احمد شہید لاہور)

یزید نے توہین اہلبیت کی اور قاتل حسین ہے اس پر لعنت کرنا اتفاق

ہے۔

حضرت مولانا یوسف بنوری دیوبندی لکھتے ہیں:-

(یزید کے بارے) مجموعی طور پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل اور ان کے قتال پر ابھارنے والوں سے متعلق جو کچھ کتب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ یہ (سب کے سب) زندہ ہے اور دراصل اس سے مذہب نبوت کی توہین معلوم ہوتی ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ پھر (علامہ) تفتازانی کی بات جو انہوں نے شرح نسفیہ میں نقل کی ہے کہ جواز لعنت یزید پر اتفاق ہے۔ جس سے لعنت (یزید) کے جواز پر صاف دلیل معلوم ہوتی ہے۔ اور یزید کی حضرت امام (حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر رضا مندی اور اس پر اظہار مسرت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گھرانے کی توہین کی خبر اگرچہ معناً متواتر ہے مگر واقعے کی تفصیلات خبر احاد کے درجہ میں ہیں (معارف السنن شرح ترمذی بحوالہ علی وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۴۱۰ طبع مکتبہ شہید لاہور)

حدیث نمبر ۱۸ یزید پر جنت حرام:-

کئی لوگوں نے حسن سے روایت کی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار کی عیادت کرنے گیا تو آپ نے اسے کہا تجھے ایک حدیث بتاتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ رعیت کا رکھوالا بنائے اور وہ جس روز مرے ان سے خیانت



کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۲۴ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی حالات ابن زیاد)

حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابن زیاد کو یہ حدیث سنانے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ عز و جل نے تمہیں رعیت کا رکھوالا بنایا لیکن تم نے اور یزید نے رکھوالی نہ کی بلکہ الٹا ان کو گاجر مولیٰ کی طرح کاٹا لہذا تم پر جنت حرام ہوگی۔

یہ ہمارا قرض ہے یزیدیوں ناصبیوں پر:-

اب زرا اس پر بھی غور کیا جائے یزیدی ناصبی السنت و جماعت پر بے جا اعتراض کرتے ہیں ہم نے الحمد للہ اپنے ناقص علم کے مطابق ہر اعتراض کا جواب تحریر کر دیا لیکن ہم کہتے ہیں یا لوگ یزید کو نیک پاک ثابت کرتے ہیں اور بے قصور بھی میں کہتا ہوں صحابہ کرام نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع بھی کیا کوفہ جانے سے لیکن یہ کسی نے نہ کہا کہ یزید متقی پر ہیزگار ہے بلکہ منع اس لئے کیا کہ کوفہ والے بدعہد ہیں بندیا لوی صاحب نے کہا یزید متقی پر ہیزگار بلکہ صحیح العقیدہ خدمت اسلام میں پیش پیش یہ الفاظ کسی معتبر کتاب سے ثابت کرو۔

(۲) صحابہ کرام سے ثابت کرو یا پھر تابعین میں سے کسی معتبر سے ثابت کرو

(۳) محمد بن حنفیہ سے ثابت کرو یا پھر اہلبیت کے کسی فرد سے ثابت کرو

(۴) امام زین العابدین سے ثابت کرو

(۵) آئمہ اربعہ میں سے ثابت کرو یا پھر آئمہ حدیث سے ثابت کرو

(۶) علماء محدثین سے ثابت کرو

(۷) امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بقول یزیدیوں کے بیعت کرنے

پر تیار ہو گئے تھے ان سے ثابت کر دیا واقعی وہ نیک جانتے تھے یزید کو  
(۸) اگر یزید کا ہاتھ امام کو شہید کرانے میں نہیں تھا تو قاتلوں کو سزا کیوں نہ

دی

(۹) بندیا لوی صاحب کہتے ہیں یزید عالم بھی تھا تو میں پوچھتا ہوں حدیث  
میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قاتلوں یعنی امام کے شہید کرنے والوں کی  
نشانیوں کی تھیں پھر یزید نے ان کو سزا کیوں نہ دی کم از کم ان کو اپنے عہدوں  
سے ہی معزول کر دیتا نہ کیا تو کیوں نہ کیا

(۱۰) قاتلوں کو یزید نے کوئی سزا نہ دی اور نہ ہی ابن زیاد کو اس نے معزول کیا  
نہ اسے ملامت کرنے کے لیے کسی آدمی کو بھیجا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۷۷ مترجم طبع کراچی)

(۱۱) مدینہ شریف کے تمام صحابہ کرام نے یزید کو بدکردار و بے دین و شرابی و  
زانی محرمات سے نکاح کرنے والا کہہ کر بیعت توڑ دی۔

(۱۲) بندیا لوی نے خود لکھا امام حسین نے بیعت نہ کی مدینہ سے مکہ چلے گئے  
میں کہتا ہوں اگر یزید برا نہ تھا نیک تھا تو امام حسین و عبداللہ بن زبیر نے بیعت  
کیوں نہ کی مدینہ کیوں چھوڑا

(۱۳) اگر یزید نیک تھا تو یزید کے خلاف اٹھنے کی بیعت سے انکار کی وجہ بتائی  
جائے مکہ شریف کو کیوں چھوڑا۔

(۱۴) یزید نے حضرت مسلم بن عقیل کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۳)

ان کا کیا قصور تھا کیوں شہید کر دیا۔

(۱۵) حضرت نعمان بن بشیر کو معزول کیوں کیا ان پر الزام کیا تھا کیا قصور انہوں نے کیا تھا

(۱۶) کیا خارجیوں ناصبیوں کے نزدیک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید تھے یا نہیں

(۱۷) اگر ابن زیاد قاتل نہیں تھا تو امام کے لبوں پر چھڑیاں اس نے کیوں ماریں

(۱۸) اگر یزید کے حکم سے یہ واقعہ نہیں ہوا تھا تو یزید نے چھڑیاں کیوں ماریں

(۱۹) اگر عمر بن سعد بے قصور تھا تو اس نے گھوڑے امام کے جسم پر دوڑنے کا حکم کیوں دیا۔

(۲۰) اگر ان سب کا قصور نہ تھا تو مبارکیں وصول کیوں کیں

ہلاکت یزید کیسے ذلیل ہو کر مراد یوں بند یوں کے

مفتی اعظم حضرت محمد شفیع صاحب کراچی والے لکھتے ہیں مع سید نفیس الحسینی دیوبندی کے قلم سے :-

شہادتِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بعد یزید کو بھی ایک دن چین نصیب نہ ہوا تمام اسلامی ممالک میں خون شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہو گئیں اس کی زندگی اس کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہوا۔

(شہید کربلا ص ۱۰۳ - مفتی صاحب) (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۳۱)

نیز یہی لکھتے ہیں:-

قاتلانِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عبرت ناک انجام معلوم کر کے بے ساختہ یہ آیت زبان پر آتی ہے کذلک العذاب و لعذاب الاخرة اکبر  
لو کانوا یعلمون۔

(س القلم پ ۲۹)

عذاب ایسا ہی ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے کاش وہ

سمجھ لیتے

(بحوالہ علی و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۲۰۴ طبع مکتبہ شہید لاہور)

(تجلیات صفدر ج اول ص ۵۸۴ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

حافظ ظفر اللہ شفیق دیوبندی کی تصریحات یزید کا انجام:-

بندر کی فطرت میں خست و نات مکر و فریب حیلہ سازی اور شہوت پرستی  
ہے غالباً اللہ تعالیٰ نے اسی لئے بنی اسرائیل کو یوم سبت کے بارے میں حیلہ  
سازی کی سزا یہ دی کہ انہیں بندر بنادیا فرمایا۔ کونو قردۃ خاسن

(س البقرة ایت ۶۵ الاعراف ایت ۱۶۶)

یزید کی طبیعت میں بھی ایسے ہی اوصاف پائے جاتے تھے۔ اسی لیے  
انسانوں پر تسلط پانے کے باوجود اس کا طبعی میلان جانوروں بالخصوص بندروں کی  
طرف رہا ابن کثیر یزید کے مشاغل کے ذیل میں لکھتے ہیں بندروں کو زنگار  
ٹوپیاں اڑھاتا تھا۔ ریچھ اور بندر کے درمیان لڑائی کا کھیل کھیلتا تھا۔ جب کوئی  
بندر مر جاتا تو اس پر غمگین رہتا تھا۔



کہا جاتا ہے کہ اس کی موت کا سبب بھی یہ ہوا کہ ایک بندر یا اٹھا کر نچا رہا تھا کہ اس نے اسے کاٹ کھایا۔

(تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۲۳۶)

طبی اندازہ یہ ہے کہ جیسے کتے کے کاٹ سے انسان باؤلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بندر کے زہر سے بھی انسان بندر جیسی حرکتیں کرتے ہوئے مرتا ہے۔ گویا حیلہ ساز اور مکار اسرائیلیوں کی سزا کا ایک نمونہ اللہ تعالیٰ نے پھر دکھلایا دیا کہ اب بھی یقین نہیں آتا

ان الله عزيز ذو انتقام

یزید یوں کے پیشوا کی حکومت چھن گئی:-

یزید کی حکومت تین سال نو ماہ رہی پھر اس کے بیٹے معاویہ کو حکومت سونپی گئی لیکن وہ بھی اس جابرانہ حکومت کا بوجھ برداشت نہ کر سکا اور چالیس ہی دن میں حکومت سے الگ ہو گیا۔ پھر علیحدگی سے چالیس یا ستر روز بعد ۲۱ یا ۲۳ برس کی عمر میں اس جہان ہی سے لا اولد رخصت ہو گیا۔

(حیۃ الحیوان ج ۱ ص ۸۹-۸۸)

جس حکومت کو خاندانی اور موروثی بنانے کے لئے (یزید نے) اتنے جتن کیے تھے وہ اتنی قلیل مدت میں ریت کی طرح ہاتھوں سے سرک گئی یوں قرآن کا بیان کس شان سے پورا ہوا۔

خسر الدنيا و الآخرة ذلك هو الخسران المبين

(س المج ایت ۱۱)

یزید کی نسل مٹ گئی ہمیشہ کے لئے:-

یزید نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے دریغ تہ تیغ کر کے آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام و نشان مٹانا چاہا تھا لیکن مالک الملک کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ شہادت کے وقت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلیب زینہ اولاد میں صرف امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ بچے تھے۔ جبکہ یزید کی موت کے وقت اس کی صلیب اولاد کی تعداد بیس تھی جن میں پندرہ لڑکے تھے اور پانچ لڑکیاں۔

آج حسینی سادات تو اسلامی ممالک کے گوشہ گوشہ میں آپ کو مل جائیں گے لیکن یزید کی نسل اسی زمانہ سے ایسی نابود ہونا شروع ہوئی کہ آج روئے زمین پر آپ کو کوئی یہ کہنے والا نہیں ملے گا کہ میں یزید کی نسل سے ہوں شبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند تو لا کھوں میں ہیں مگر

ڈھونڈو بھی تو نہیں ملتی اولاد یزید

حافظ ابن کثیر نے تصریح کی ہے۔ سب ایسے ختم ہوئے کہ یزید کی نسل میں سے کوئی ایک بھی تو باقی نہ بچا۔

(تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۴۳۹ مترجم عربی ۲۳۷)

اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا۔ ان شانئک هو الابر

(پ ۳۰ الکوثر)

(امام حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا ص ۱۳۸-۱۴۷ طبع ادارہ صراط مستقیم لاہور) (حادثہ کا

پس منظر ص ۳۹۲)

المحدثوں کے پیشواس غیر مقلد نواب صدیق حسن خاں وہابی لکھتے ہیں۔ دیوبندی کے قلم سے پڑھیں۔

کربلا کے دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولادِ زینہ میں بجز حضرت زین العابدین کے کوئی مرد باقی نہ بچا پھر حق تعالیٰ نے آپ کی پشت سے خاندانِ نبوت کے جتنے افراد کو بھی پیدا کرنا چاہا پیدا فرمایا اور ان کو شرق و غرب میں پھیلا دیا چنانچہ کوئی نواح اور کوئی شہر ایسا نہیں کہ جو ان حضرات کے وجود سے خالی ہو اور نہ کبھی خالی ہوگا اور یزید اور اس کی نسل (میں پندرہ ۱۵ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں) سے ایک شخص کو بھی باقی نہ چھوڑا کہ جو گھر کو آباد رکھے اور اس میں دیا جلا سکے نہ کوئی نام لیوا رہا نہ پانی دیوا۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے سچا ہے کہ جس نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرما دیا تھا کہ بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا ذمہ کٹا۔

(الفرع الثاني من الاصل اسامی۔ ص ۵۷ طبع نظامی کانیپور۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۹۲ طبع لاہور)

میں کہتا ہوں بندیا لوی ہوش کے ناخن لو اور اپنے ان بڑوں کو پڑھو کہ خدا کے قہر و غضب کی بجلیاں کس طرح چلیں جنہوں نے یزیدی نسل کو جلا کر رکھ کر دیا کسی ایک کو بھی نہ چھوڑا اگر یزیدی اس وقت سے لے کر آج تک حق والے ہوتے تو پھر نسل ان کی باقی رہتی لیکن حالات الٹ ہیں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں آقا دشمن تیرے  
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تمہارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

### قبر یزید:-

یہ ہے بندیالوی صاحب کا پیشوا متقی پرہیزگار جس کا خدا نے ایسا برا حشر کیا اور خود دیوبندی علماء اور انصاف پسند لوگوں نے لکھ دیا لیکن یہ خارجی اور ناصبی ایسے اندھے ہیں ان کو یزید کا قتل کی شدید ترین بیماری کا علم نہیں جو یزید پلید کو لگی ہوئی تھی اور شاہی حکیموں کی سب دوائیں یزید کے لیے بیکار ثابت ہو گئی تھیں مسلسل یزید اسی بیماری میں ترپتا ہوا اس دنیا سے دفع ہو گیا جب بنو عباس کی حکومت آئی تو انہوں نے اس کی ہڈیاں جلانے کے لئے اس پلید کی قبر کھودی تو وہ پہلے ہی جل کر سیاہ ہو چکی تھیں۔

(عظمت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ص ۵۵ طبع الفصیل ناشران و تاجرن لاہور از پکتان واحد بخش)

مزید برآں لوگ یزید کی قبر پر پتھر مارا کرتے تھے باب الصغیر دمشق میں یزید کی قبر کے اوپر شیشے کا کارخانہ بنا ہوا ہے اور ٹھیک اسی جگہ پر یعنی یزید کی قبر کے اوپر شیشہ گالنے والی بھٹی بنی ہوئی ہے اوپر سے دنیاوی آگ کا سیک جاری ہے نیچے خدائی قہر و غضب کا عذاب اللہ نے یزید علیہ ماعلیہ یعنی وہ جس کا مستحق تھا وہ جاری کر دیا ہوگا

کسی نے کیا خوب یزید کے حال کا نقشہ بیان کیا

جھتے جھتے یزید دی ٹیک لگی رہنا ایں اوس ستون چوں سیک اوند

جا کے دیکھ لوؤ آج دی دمشق اندراج وی قبر ملعون چوں سیک اوند

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان یزیدیوں کو ہدایت عطا فرمائے

اور ہم سب کی دین و دنیا اور آخرت بہتر فرمائے اور تمام مسلمانوں کو قبر حشر کے

عذاب سے بچائے آمین



یزید کی عمر بہت جلد ختم ہونے کی وجوہات علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:-

یزید کو اس کے برے اعمال کے باعث اس کی عمر کو اور اس کے باپ کی قبولیت دعا نے قطع کر کے رکھ دیا ہے کیونکہ (جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) یزید کے خلیفہ بنانے پر ملامت کی گئی تو آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے اللہ میں نے تو یزید کو اس کے افعال دیکھ کر خلیفہ مقرر کیا ہے پس میں نے اس کے متعلق جو امید کی ہے اسے اس مقام تک پہنچا۔ اور اس کی مدد فرما اور اگر میں نے شفقت پداری کی وجہ سے کیا ہے اور وہ اس کا اہل نہیں ہے تو اسے اس مقام تک پہنچنے سے پہلے موت دے دے تو اس کے ساتھ یہی ہوا کیونکہ اس کی حکومت ۶۰ھ میں قائم ہوئی اور ۶۴ھ میں مر گیا۔

(الصواعق المحرقة ص ۴۰ طبع فیصل آباد)

مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی سیر أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں  
دیوبندی کے قلم سے پڑھیے عمر کم اور لوگوں کا خروج:

یزید بن معاویہ ناصبی تھا۔ سنگدل، بد زبان، غلیظ جفا کار، مے نوش، بدکار اس نے اپنی حکومت کا افتتاح حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے سے کیا اور اختتام واقعہ حرہ (کے قتل عام) پر کیا اسی لیے لوگوں نے اس پر پھنکار بھیجی اور اس کی عمر میں برکت نہ ہو سکی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد بہت سے حضرات نے اس کے خلاف محض للہ فی اللہ خروج کیا جیسے حضرات اہل مدینہ نے رضوان اللہ الروض

البا سَمِ فِي الذَّبِّ عَنْ سَنَةِ ابِي الْقَاسِمِ ج ۲ ص ۳۶ طبع منیر یہ مصر بحوالہ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۳۱)

یہ ہیں وجوہات یزید کی عمر برباد ہونے کی ایک تو برے اعمال کی وجہ سے دوسری قطع رحمی کرنے کی وجہ سے عمر کم ہوتی ہے تیسری حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی قبولیت کی وجہ سے یزید بہت جلد دنیا سے دفع ہو گیا۔

برے اعمال سے عمر کم ہونے پر احادیث:-

حدیث نمبر ۱:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی کو اس سے خوشی ہو کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے یا اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے مل جل کر رہے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۹۸۵) (صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۵۵۷)

حدیث نمبر ۲:- یہی راوی فرمایا اپنے خاندان کے ان رشتہ داروں کو جو جن سے تم مل جل کر رہو کیونکہ رشتہ داروں سے ملنے کے سبب اہل میں محبت بڑھتی ہے مال میں زیادتی ہوتی ہے اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۹۷۹ مسند احمد ج ۲ ص ۳۷ طبع بیروت المستدرک حاکم ج ۴ ص ۱۶۱ طبع دار

المعرفہ بیروت)

ان احادیث سے معلوم ہو کہ صلح رحمی کرنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے مثلاً اگر کسی شخص نے صلہ رحم کیا تو اس کی عمر سو سال ہے اور اگر قطع رحم کیا تو اس کی عمر ساٹھ سال ہے پس اگر اس نے صلح رحم کر لیا تو اس کی عمر ساٹھ سال کو

مٹا کر سو سال لکھ دی جائے گی اور اگر قطع رحم کیا تو وہی ساٹھ سال لکھی رہے گی لیکن اللہ تعالیٰ کو قطعی طور پر علم ہوتا ہے کہ اس نے صلح رحم کرنا ہے یا قطع رحم کرنا ہے اور اس کی عمر سو سال یا ساٹھ سال۔

### اہلیت پر قطع رحمی کرنے سے عمر کم ہو جاتی ہے:

اگر کوئی خارجی ناصبی کہے کہ یزید نے اپنے رشتہ داروں سے قطع رحمی نہیں کی تو جواباً عرض ہے کہ سب سے پہلے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی کرنے اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ فرما دیجئے میں تم سے کسی بھی احسان کا اجر نہیں مانگتا ہاں یہ کہ میرے قرابت داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ القرآن یعنی مودت اختیار کرو

(پ ۲۵ س الشوریٰ ایت ۲۳)

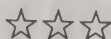
### اہل بیت پر صلح رحمی کرنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے:-

حدیث ۳:- دیلمی نے حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص میری اولاد کے متعلق مجھے اذیت دے گا۔ اس پر سخت عذاب الہی ہوگا اور یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ نے جو اسے دیا ہے اس سے لطف اندوز ہو تو اسے میرے اہل بیت کے بارے میں میرا اچھا جانشین ہونا چاہیے اور جو ان کے بارے میں میرا جانشین نہ ہو اس کی عمر کاٹ دی جائے گی اور وہ قیامت کے روز

میرے پاس روسیہ ہو کر آئے گا۔

(اصواعق المحرقة ص ۶۲۱ الفصل ثانی باب اہلبیت طبع فیصل آباد)

بس انہیں وجوہات کی بنا پر یزید کی عمر کٹ گئی اور جو کچھ اسے ملا تھا وہ اس سے پوری طرح لطف اندوز نہ ہو سکا کیوں کہ اس نے اہلبیت پر ظلم کیے اور ان سے دشمنی اختیار کی بندیا لوی کو الٹ خواب نظر آئے ہیں یزید کی محبت کے در نہ سب کے سب یزیدی جو آج ہیں یا قیامت تک اس کی حمایت کرنے والے وہ سب بنص حدیث قیامت میں سیاہ چہروں کے ساتھ اٹھیں گے۔





## باب نہم

### موصوف نے ایک سہارا اور تلاش کیا

یہاں صرف ایک دو حوالے ملاحظہ فرمائیے

مشہور مؤرخ مولانا سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں۔ یہ بشارت سب سے پہلے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں پوری ہوئی اور دیکھا گیا کہ دمشق کی سرزمین پر اسلام میں سب سے پہلے تخت شاہی بچھایا جاتا ہے اور دمشق کا شہزادہ یزید اپنی اپنی سپہ سالاری میں مسلمانوں کا پہلا لشکر لے کر بحر اخضر میں جہازوں کے بیڑے ڈالتا ہے اور دریا کو عبور کر کے قسطنطنیہ کی چہار دیواری پر تلوار مارتا ہے۔

(سیرت النبی ج ۳ ص ۶۱ مطبوعہ لاہور)

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث۔ شیخ العرب والعجم مولانا سید احمد مدنی

لکھتے ہیں

یزید کو متعدد معارک جہاد میں بھیجنے اور جزائر ابیض اور بلاد ہائے ایشیائے کوچک کے فتح کرنے حتیٰ کہ خود استنبول، قسطنطنیہ پر بڑی بڑی افواج سے حملہ کرنے وغیرہ میں آزمایا جا چکا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ معارک عظیمہ میں یزید نے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۳۵۰ واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۲۰ بند یالوی طبع سرگودھا)

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ بند یالوی کی خام خیالی نے اپنا مقصد کہاں

کہاں سے حاصل کرنے کی نامشکور کوشش کی ارے ظالم تمہیں نہ شرم ہے نہ حیا  
 کہ جن علمائے دیوبند کے نام کی دستار سجا رکھی ہے اور جن کا نام لے کر تو تقریریں  
 کرتا اور اپنی روٹی کماتا ہے کم از کم ان کو تو معاف کر دیتا یا ان کا نام لے کر تو  
 جھوٹ نہ گھڑتا پہلے نمبر پر تو میں ان باتوں کا جواب نہ بھی دوں تو بری ہوں اس  
 لیے کہ دیوبندی وہابی مولوی ہم اہلسنت و جماعت کے لئے کوئی حجت نہیں ہیں۔  
 لیکن کچھ جواب تو میں پہلے لکھ چکا ہوں مزید لکھ رہا ہوں اس لئے کہ کوئی خارجی  
 ناصبی یہ نہ کہے کہ ان باتوں کا جواب نہیں تھا لہذا چھوڑ دیا میں الحمد للہ بندیا لوی  
 کے اس سہارے کو ایک دھکا لگا دیتا ہوں تاکہ جو سہارے کے لیے دیوار اس نے  
 بنائی وہ بھی گر جائے اور اس کا لے چور کی چوری سب کے سامنے آ جائے مجھے  
 یوں محسوس ہوتا ہے بندیا لوی کی خام خیالی جناب حسین مدنی صاحب تک حقیقت  
 میں نہ پہنچی تھی بلکہ اپنے روحانی پیشوا محمود عباسی کی تقلید کا سہارا پکڑ کر جناب حسین  
 مدنی صاحب پر الزام جڑ دیا کہ انہوں نے یزید کی شان میں اتنے اچھے الفاظ لکھے  
 ہیں لہذا میرا موقف ثابت ہو گیا۔

بندیا لوی کی خیانت اور بددیانتی پکڑی گئی:-

شیخ بندیا لوی کو چونکہ جھوٹ گھڑنے کی عادت ہے تقریر و تحریرات میں  
 اسی لیے ظلم کمایا جہاں سے سہارا تلاش کیا اس کے ساتھ ہی انہی باتوں کا رد لکھا ہوا  
 ہے اصل میں حسین مدنی صاحب تو یزید کا صحیح طور پر محاسبہ کرتے ہوئے لکھ رہے  
 تھے اور آگے رد لکھ بھی دیا تھا لیکن اس نے یزید کی چاپ لوسی کرتے ہوئے اپنے  
 ہی مولوی پر الزام جڑ دیا اب پڑھیے علامہ نے جو حقائق لکھے ہیں۔ بندیا لوی کی

عبارت جہاں ختم ہوئی اس کے ساتھ معاً لکھا ہے

اس کے فسق و فجور کا علانیہ ظہور ان (معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے

سامنے نہ ہوا تھا اور خفیہ جو بد اعمالیاں وہ کرتا تھا اس کی اطلاع ان کو نہ تھی

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۲۵۰ طبع دینیہ دیوبند ضلع سہارنپور، شہید کربلا اور یزید ص ۶۷ طبع ادارہ

اسلامیات لاہور از قاری طیب دیوبندی)

نیز یزید کا محاسبہ کرتے ہوئے حسین مدنی لکھتے ہیں:-

پھر یزید کا بعد از ظہور فسق و فجور وہ حال ہی نہیں رہا تھا جو ابتداء میں تھا  
یعنی اس کے اعمال شقیہ درجہ کفر کو اگر پہنچ گئے تھے جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور  
ایک جماعت کی رائے ہے تب تو وہ یقیناً معزول عن الخلافۃ ہو ہی گیا تھا اب امام  
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ جنگ خروج ہی نہیں شمار ہو سکتا۔ اور اس کی  
حرکات ناشائستہ درجہ کفر کو پہنچی تھیں (جیسا کہ جمہور کا قول ہے) تو اول یہ مسئلہ  
مختلف فیہ ہے ممکن ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے یہی ہو جو کہ  
حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے موافقین کی ہے۔ علاوہ ازیں فاسق  
ہونے کے بعد خلیفہ معزول ہو جاتا ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ اس وقت تک مجمع علیہ نہیں  
ہوا تھا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے متبعین کی رائے یہ تھی  
کہ وہ معزول ہو گیا اور اس بنا پر اصلاح امت کی غرض سے انہوں نے جہاد کا  
ارادہ فرمایا پھر باوجود اس کے خلع کا مسئلہ تو آج بھی متفق علیہ ہے یعنی اگر خلیفہ  
نے ارتکاب فسق کیا تو اصحاب قدرت پر اس کو عزل کر دینا اور کسی عادل متقی کو

خليفة کرنا لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کے عزل اور خلع سے مفاسد مصالح سے زائد نہ ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے اتباع کی رائے میں مفاسد زیادہ نظر آئے وہ اپنی بیعت پر قائم رہے اور اہل مدینہ نے عموماً بعد از بیعت اور واپسی وفد از شام ایسا محسوس نہیں کیا اور سمجھوں نے خلع کیا جس کی بنا پر وہ قیامت خیز واقعہ نہ نمودار ہوا۔ جس سے مدینہ منورہ اور مسجد نبوی اور حرم محترم کی انتہائی بے حرمتی اور تذلیل ہوئی۔ کیا مقتولین حرہ کو شہید نہیں کہا جائے گا۔ پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل کوفہ کے مواعید پر مطمئن ہوئے بالخصوص حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطوط کے بعد جن میں پورا اطمینان اہل کوفہ کی طرف سے دلایا گیا تھا۔ اس لئے ان کا ارادہ جہاد یقیناً صحیح تھا اور خلع کرنے اور خروج کرنے میں کسی طرح باغی قرار نہیں دیے جاسکتے۔

ان کو صاف نظر آ رہا تھا کہ اس حالت میں مفاسد کا قلع قمع ہو جائے گا اور خلل بہت کم ہوگا اپنی ظفر مندی کے لیے مطمئن تھے۔ پھر آپ اس کو بھی نظر انداز نہ فرمائیں کہ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہو گیا کہ اہل کوفہ نے عذر کیا ہے اور مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے اور یزید کی فوج یہاں آ پہنچی ہے تو یہ کہلا بھیجا کہ میں وفہ نہیں جاتا اور نہ تم سے لڑنا چاہتا ہوں مجھ کو مکہ معظمہ واپس جانے دو۔ دشمن اس پر راضی نہ ہوا اور اصرار کیا کہ اس (یعنی عبید اللہ بن زیاد) کے ہاتھ پر یزید کے لیے بیعت کریں آپ نے فرمایا کہ اگر مکہ معظمہ واپس نہیں جانے دیتے تو مجھ کو چھوڑ دو کسی دوسری طرف چلا جاؤں گا۔ وہ اس پر راضی نہ ہوا تو آپ نے فرمایا



کہ اچھا مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں خود اس سے گفتگو کر لوں گا۔ وہ اس پر بھی راضی نہ ہوا اور جنگ یا بیعت پر مصر رہا۔ یہ تاریخی واقعہ بتلاتا ہے کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ ہر طرح مجبور و مظلوم قتل کئے گئے ہیں اگر اس کے بعد بھی شہادت میں کلام کیا جائے تو تعجب خیز نہیں تو کیا ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۲۶۹-۲۶۸ طبع مکتبہ دینیہ دیوبند ضلع سہارنپور سیدنا علی و سیدنا حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہما ص ۳۹۸ طبع مکتبہ شہید لاہور)

(یزید اکابر علمائے دیوبند کی نظر میں ص ۲۹)

### قاری ضیاء الحق دیوبندی لکھتے ہیں:-

حسین مدنی کی ان تصریحات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے نمبر ۱: یزید کافس ظاہر ہونے کے بعد پہلے جیسا حال نہ رہا۔

نمبر ۲: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید مظلوم ہیں

نمبر ۳: حضرت شیخ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کی وضاحت انتہائی جامعیت اور اختصار سے فرمادی ہے کہ کوئی منصف مزاج جو ذرا بھی بصیرت رکھتا ہو مزید اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکابر کے قول کے مطابق اگر یزید کافس و فجور درجہ کفر تک پہنچ گیا تھا تو پھر وہ معزول ہو گیا۔ جس کی بنا پر اس کے خلاف قتال کرنا جائز تھا۔

بصورت دیگر اگر اس کے کر توت درجہ کفر تک نہیں پہنچے تھے تو اس

صورت میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجتہادی رائے یہ تھی کہ وہ اس صورت میں بھی قابل عزل ہے جس کے بعد قتال جائز ہے۔

نمبر ۴: ایک تیسری صورت بھی ہو سکتی ہے کہ بوجہ فسق کے اس کو معزول کرنا اور خلع بیعت ضروری تھا لیکن یہ مشروط ہے فتنہ و فساد نہ ہونے کے ساتھ ایسی صورت میں جبکہ اتنی پیچیدگیاں موجود تھیں صحابہ کرام کے اجتہاد میں اختلاف ہونا ناگزیر تھا۔ حضرت امام مظلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خاص موقف کی بنا پر شہید ہوئے۔ علمائے اہلسنت کے اقوال میں جو اختلاف نظر آتا ہے وہ درحقیقت مبنی ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین اجتہادی اختلاف پر۔ لیکن یہاں پر بات واضح طور پر ذہن میں رہنی چاہیے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کا اختلاف اس بنا پر نہیں ہوا تھا کہ ان میں سے بعض یزید کو صالح اور عادل سمجھتے تھے اور بعض فاسق و فاجر۔ وجہ یہ ہے کہ جن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یزید کے خلاف جنگ سے روکا تھا انہوں نے یہ کہہ کر نہیں روکا تھا کہ چونکہ یزید ایک صالح اور عادل شخص ہے لہذا آپ اس کی مخالفت ترک کر دیں بلکہ انہوں نے تفریق بین المسلمین کے اندیشے سے منع کیا یا اہل کوفہ پر بوجہ کوفی لایو فی کے عدم اعتماد کا اظہار کیا تھا اس لیے ان کو روکنا چاہتے تھے تاکہ نقصان نہ اٹھائیں۔

(یزید اکابر علمائے دیوبند کی نظر میں ص ۳۰)

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۳۹۹)

اگر شیخ بندیا لوی کی خام خیالی جناب حسین مدنی کی لکھی ہوئی تحریرات تک پہنچی ہوتی تو اس کمبخت کو اتنا بڑا جھوٹ تراشنے کی ضرورت نہ پڑھتی نہ ہی ان کے وقت کا ضیاع ہوتا اور نہ ہی اتنے ورق سیاہ کرنے کی ضرورت پیش آتی اگر یہ جاہل کہے میں نے ان حقائق کو پڑھا تھا تو پھر میں پوچھتا ہوں جان بوجھ کر

جھوٹ کیوں تم نے بولا مزید برآں ان کے مؤقف کے خلاف ان پر بہتان لگا کر خود سزا کا مستحق ہوا۔

بندیالوی کے ہاں یزید خلیفہ راشد تھا اور اس کے نزدیک اس پر تمام امت کا اتفاق رہا لکھتے ہیں

مشہور حنفی عالم ملا علی قاری اسلام کے بارہ خلفاء کے نام گنتے ہوئے تحریر کرتے ہیں چار خلفائے راشدین، معاویہ، یزید، عبد الملک بن مروان ان کے چار لڑکے اور عمر بن عبد العزیز۔ شرح فقہ اکبر

ماضی قریب کے مشہور مؤرخ علامہ سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں حافظ ابن حجر ابوداؤد کے الفاظ کی بنا پر خلفائے راشدین اور بنو امیہ میں سے ان بارہ خلفاء کو گناتے ہیں جن کی خلافت پر تمام امت کا اجتماع رہا یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یزید، عبد الملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبد العزیز اور ہشام

(سیرت النبی ص ۶۰۲ ج ۳)..... (واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۹ طبع سرگودھا)

اس اعتراض کا جواب میں الحمد للہ لکھ چکا ہوں امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ پر یہ سراسر بہتان ہے نہ ان کا یہ نظریہ ہے انہوں نے صاف یزید کو فاسق و فاجر لکھا ہے باحوالہ گزر چکا اب دیکھنا یہ ہے کہ شیخ بندیالوی کا یہ اعتراض قرآن و حدیث و علماء و محدثین کے نزدیک خلافت کہاں تک تھی اور خلفائے راشدین میں کون کون شامل ہیں اب الحمد للہ اس کا جواب لکھتا ہوں۔

## خلافت تیس سال رہے گی پھر ملوکیت :-

احادیث نمبر ۱ :-

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خلافت نبوت تیس سال رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا ملک عطا کر دے گا۔ حضرت سفینہ نے کہا حضرت ابوبکر کے دو سال شمار کرو اور حضرت عمر کے دس سال۔ حضرت عثمان کے بارہ سال اور حضرت علی کے اتنے سال (یعنی پانچ سال نو ماہ اور چھ ماہ حضرت حسن کی خلافت رہی) رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۲ طبع مجتہبی لاہور، کتاب المہدی)

(جامع ترمذی ص ۳۲۳ طبع نور محمد کراچی)

(مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۲ طبع بیروت)

حدیث ۲ :-

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری امت میں خلافت تیس سال ہوگی اس کے بعد ملوکیت ہوگی

(جامع ترمذی ص ۳۲۳ طبع کراچی)

(کنز العمال ج ۶ ص ۸۷ طبع بیروت)

حدیث ۳ :-

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ



صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بارہ خلیفہ ہونے تک اسلام غالب رہے گا پھر آپ نے ایک کلمہ فرمایا جس کو میں نہیں سمجھ سکا میں نے اپنے والد سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیا فرمایا۔ انہوں نے کہا آپ نے فرمایا سب قریش سے ہوں گے۔

(صحیح مسلم ج ۲ کتاب الامارۃ رقم الحدیث ۴۵۹۴ باب ۶۲۲ والخلافتہ فی قریش)

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۲ طبع مجتبائی لاہور)

تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۱ طبع ضیاء القرآن لاہور

(جامع ترمذی ص ۳۲۳ طبع کراچی)

خلافت راشدہ کے متعلق تردید کی ضرورت نہیں کیونکہ حدیث نے واضح کر دیا کہ تیس سال رہے گی وہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک مکمل ہے اب رہا یہ کہ ۱۲ خلفاء کون ہیں ان کی وضاحت ضروری ہے کیونکہ بندیالوی نے اپنا سہارا اسی سے پکڑنے کی کوشش کی۔

علامہ مفتی رافعی حنفی مصری لکھتے ہیں بمعہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ:

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ خلافت نبوت تیس سال رہی ہے اس کے بعد جو حکمران تھے وہ خلفاء نہیں تھے بلکہ ملوک اور امراء تھے اور اگر یہ اشکال ہو کہ امت کے ارباب حل وعقد خلفاء عباسیہ کی خلافت پر متفق رہے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں خلافت نبوت سے خلافت کاملہ مراد ہے جن سے حق میں بالکل عدول نہ ہو اور خلافت راشدہ کے بعد ایسی خلافت کبھی ہوئی اور کبھی (بلکہ اکثر) نہیں ہوئی کیونکہ (صرف) مہدی عباسی کے بارے میں

یہ وارد ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خلیفہ تھا اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ خلفاء عباسیہ پر لغوی اعتبار سے خلیفہ کا اطلاق ہوتا تھا نہ کہ حقیقت شرعیہ کے اعتبار سے

(شرح فقہ اکبر ص ۶۳ طبع مصطفیٰ البابی مصر)

(رد المحتار ج ۱ ص ۶۸ طبع مصر)

واضح ہو گیا کہ شیخ بندیا لوی نے جھوٹ بولا ملا علی قاری کا نام استعمال کر کے دعویٰ کیا تحقیق کا ہم نے الحمد للہ اس خارجی کی تحقیقات پر پانی پھیر دیا ملا علی قاری کے قلم سے

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں :-

شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ جب تک حکمران سنت کے مطابق عمل کرتے رہے تو ان کی حکومت خلافت تھی اور جب انہوں نے سنت کی مخالفت کی تو پھر وہ خلفاء نہیں رہے بلکہ وہ ملوک (بادشاہ) تھے اگرچہ ان کا نام خلیفہ ہوتا تھا

(مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۴۲ طبع دار احیاء بیروت)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اصول پیش کر دیا جو سنت کے خلاف وہ خلیفہ نہیں تو یزید فارغ ہو گیا کیونکہ حدیث میں ہے یزید سنت کو ختم کرنے والا دین میں رخنہ ڈالنے والا ساتھ ہی بندیا لوی کا صفایا ہو گیا

پھر کہا چاہے ان کا نام خلیفہ ہی کیوں نہ ہو وہ بادشاہ ہیں اس بات سے

بھی یزید فارغ ہو گیا۔

نیز یہی لکھتے ہیں :-

سید جمال الدین کہتے ہیں کہ جامع ترمذی میں ہے میرے بعد میری امت میں تیس ۳۰ سال تک خلافت رہے گی اس کے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہوگی۔ اس حدیث کو امام احمد، امام ترمذی، امام ابو یعلیٰ اور امام ابن حبان نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور ملوکیت شام میں ہوگی اور اس میں یہ تنبیہ ہے کہ خلافت حقیقتاً وہی ہوگی جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شہر میں ہو کیونکہ جمہور صحابہ اور ارباب حل و عقد مدینہ میں تھے اور کسی اور جگہ کے ارباب حل و عقد کا اعتبار نہیں ہے اس کے بعد غلبہ سے جو حکومتیں قائم ہوئیں وہ ملوکیت تھیں کیونکہ عام مسلمانوں کا نظام قائم کرنے کے لئے حکومت کی ضرورت ہے تاکہ فتنہ اور فساد برپا نہ ہو۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۱۴۳ طبع دار احیاء التراث بیروت)

جناب ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ روایات و حقائق کا خلاصہ یہ ہے کہ خلفاء راشدین کے بعد حکمران تھے وہ صرف بادشاہ تھے اور اگر کسی کو خلیفہ کہا گیا تو وہ صرف لغوی معنی میں خلیفہ تھے اور حقیقت میں وہ ملوک سلاطین تھے۔ بہر حال ان حقائق کو پڑھ لینے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شیخ بندیا لوی نے سراسر جھوٹ گھڑا اور بہتان لگایا ملا علی قاری پر ان کا قطعاً یہ نظریہ نہیں کہ یزید خلفاء میں شامل ہے یہ بندیا لوی جیسے شاطر کا ہی کام ہے کہ ایک ظریہ اپنی طرف سے گھڑ کر ملا علی قاری کے ماتھے جڑ دیا۔

شیخ بندیا لوی کے اعتراض کا جواب الحمد للہ مکمل ہو گیا لیکن مزید ایک

قرض چڑھا دیتا ہوں پڑھیے

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

بارہ خلفاء یہ ہیں جو احادیث میں بارہ خلفاء کا ذکر ہے ان کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب جواب لکھا ہے کہ..... بارہ خلفاء سے ایسے خلفاء مراد ہیں جو نیک مسلمان اور عادل تھے اور حق اور انصاف پر عمل کرتے تھے اگرچہ یہ خلفاء متصل اور متوالی نہیں تھے اور ان کے درمیان فترت اور انقطاع آتا رہا۔ یہ بارہ خلفاء تمام مدت اسلام میں پورے ہوں گے۔ اس صورت میں ان کی تفصیل یہ ہوگی۔ حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی حضرت حسن حضرت معاویہ حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت عمر بن عبدالعزیز مہدی عباسی طاہر عباسی اور دو خلیفہ منتظر ہیں ان میں سے ایک مہدی ہیں جن کا اہل بیت سے ظہور ہوگا۔

(الصواعق المحرقة ص ۲۱ طبع القاہرہ مصر) تفسیر ابن کثیر ص ۲۰۰-۲۰۱ طبع ضیاء القرآن لاہور

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:-

یہ حنفی نہ رہے کہ بنو امیہ کے خلفاء درحقیقت ملوک (بادشاہ) تھے جو غلبہ سے حکمران بن گئے تھے اور متغلب کا نماز اور جمعہ پڑھنا اور دیگر کار حکومت انجام دینا ضرورت کی بناء پر صحیح ہے اور صحت نماز کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ امام عادل ہو۔ اور جب کوئی شخص غلبہ اور جبر سے حاکم بن جائے تو یہ فرض کیا جائے گا کہ خلیفہ (امام عادل) موجود نہیں ہے یا موجود تو ہے لیکن ظالموں کے غلبہ کی وجہ سے حکمرانی پر قادر نہیں ہے یہ محقق ابن ہمام کی عبارت ہے جو مسائرہ سے نقل کی گئی



ہے۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۵۱۲ طبع عثمانیہ اتنبول)

علامہ شامی نے فقہاء احناف کے حوالے دے کر مسئلہ واضح کر دیا کہ بنو امیہ غلبہ سے ہاجر سے حاکم بن گئے تھے حقیقت میں وہ خلفاء نہ تھے بند یا لوی کو یزید کی محبت کا بھوت چڑھا ہوا ہے اس لیے وہ یزید کو خلیفہ بنانے کے خواب دیکھتے رہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ علمائے احناف تمام بنو امیہ کو خلیفہ نہیں مانتے۔ بلکہ حاکم اور بادشاہ لکھ گئے ہیں اس نے پڑھا ہوتا تو شاید یہ شور نہ مچاتا۔

سید سلیمان ندوی کا نظریہ یزید علیہ ماعلیہ کے بارے.....

اسلام کو تباہ کرنے والا یزید

نوخیز حکمران قریش کے ہاتھوں اسلام کی تباہی:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جن مخصوص اصحاب کو اسلام کے مستقبل سے باخبر کر دیا تھا ان میں ایک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری امت کی بربادی قریش کے چند نوخیزوں کے ہاتھ سے ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو سب کو نام بنام گناہوں یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح نکلی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کا سیاسی طوفان اُن کی شہادت پر پھر جمل کی لڑائی یہ سب چند نوخیز قریشی رئیس زادوں کے بے جا منگوں کے نتائج تھے جیسا کہ عام تاریخوں میں مسطور ہے اور صحیح بخاری میں

ہے کہ راوی کہتا ہے ہم نے شام جا کر بنی مروان کو دیکھا تو ان کو اسی طرح نوخیز  
نوجوان پایا۔

### یزید کی تخت نشینی کی بلا اسلام پر:-

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۶۰ھ میں وفات پائی اور ان کے  
بجائے یزید تخت نشین ہوا اور یہی اسلام کے سیاسی مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادا  
نکبت کی اولین شب ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد روایتیں  
ہیں مسند احمد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا  
کہ ۶۰ھ کے شروع ہونے سے اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو اور دنیا ختم  
نہ ہوگی یہاں تک اس پر ایسے حکمران نہ ہولیں۔ حاکم میں ہے کہ آپ نے فرمایا  
عربوں پر افسوس اس مصیبت سے جو ۶۰ھ کے آغاز پر قریب آئے گی۔ امانت  
لوٹ کا مال اور صدقہ و خیرات جزمانہ اور تاوان سمجھا جائے گا اور گواہی پہچان سے  
دی جائے گی اور فیصلے ہوا وہوس سے ہوا کریں گے۔

بہقی میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے بازار میں  
یہ کہتے جاتے تھے کہ خداوند امیں ۶۰ھ اور لڑکوں کی حکومت کا زمانہ نہ پاؤں۔ خدا  
نے ان کی یہ دعا قبول کی اور ۵۹ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

(سیرت النبی ج ۳ ص ۳۹۲ طبع دارالاشاعت ایم اے جناح روڈ کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۸۳)

یہ حقائق جو سلیمان ندوی نے یزید علیہ ماعلیہ کی مذمت میں لکھے ہیں  
انصاف پسند آدمی ان کو پڑھ لینے کے بعد یہ کبھی بھی نہ کہے گا کہ ان کے ہاں یزید

نیک متقی تھا یا اس کی خلافت خلافت راشدہ تھی بند یالوی نے چوہے کی طرح عبارتیں اپنے مقصد کی نقل کر کے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ سلیمان ندوی نے یزید کی تعریف کی حالانکہ جہاں سے بند یالوی نے عبارت لی اس کے چند صفحات بعد یہ عبارت موجود ہے جس میں انہوں نے کہا یزید اسلام کو تباہ کرنے والا تھا اور جس دن یزید پلید تخت نشین ہوا وہ پہلی شب اسلام کے سیاسی مذہبی اخلاقی روحانی۔ ادبار و نکبت کی پہلی شب تھی اس کمبخت کو کون سمجھائے کہ ادبار و نکبت کا کیا معنی ہے پڑھیے فیروز اللغات اردو کی بہترین ڈکشنری ہے اس میں لکھا ہے ادبار کا معنی بد نصیبی، بد اقبالی نحوست، فیروز اللغات ص ۷۷۔ ۱۔ دطبع دہلی جدید اور نکبت کا معنی افلاس، بد حالی لکھا ہے۔ فیروز اللغات ص ۱۳۷۔ ۳۔ ن۔ ک۔ اب مطلب جو سلیمان ندوی نے بیان کیا وہ یہ کہ یزید جسدن تخت نشین ہوا وہ پہلی شب اسلام کے لیے بد نصیبی اور نحوست کی شب جب پہلی یہ تھی تو آگے اندازہ کریں ندوی صاحب کے نزدیک کیا ہوگی جب یزید نے ظلم کیے امام حسین اور ساتھیوں پر مدینہ شریف اور مکہ شریف کی توہین کی تو پھر کیا ہو گیا گویا یزید کے دور میں ندوی صاحب کے نزدیک لوگوں میں لڑائی جھگڑے بھی ہوئے۔

نحوست یزید نے لوگوں کو تنگ بھی کیا اور لوگ بھوک اور پیاس کی وجہ سے بد حال ہوئے یہ تھی نحوست یزید کی سلیمان ندوی صاحب نے جو بیان کی لیکن بند یالوی صاحب پر چونکہ توہین صحابہ و اہلبیت کا غلبہ اور اسلام دشمنی تھی اس لیے وہ اصل حقائق سمجھنے سے قاصر رہے مزید برآں یہ کہ ندوی صاحب نے احادیث سے ثابت کیا کہ جن چھو کروں سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پناہ مانگنے کا حکم کیا وہ یزید چھو کر ۶۰ھ میں تخت نشین ہوا میں پوچھتا ہوں ارے ظالم یہ

تو بتا سن ساٹھ سے حدیث میں چھو کروں کی حکومت سے پناہ کا حکم کہا گیا تو صاف ظاہر ہے سن ساٹھ میں یزید جیسے چھو کرے کو حکومت ملی اور کسی کو نہ ملی تو پھر یزید ہی سے پناہ مانگنے کا حکم ثابت ہوا بند یا لوی صاحب تمام احادیث کو پس پشت ڈال کر کہاں جانکے فاعبر وایا اولی الابصار

شیخ بند یا لوی صاحب لکھتے ہیں:-

شیخ موصوف نے اپنی کتاب کے ص نمبر ۱۳ پر شیعوں کو کچھ تبرک پیش کیا وہ غلط ہے یا صحیح وہ دونوں جانے آگے لکھتے ہیں علاوہ ایں یہ واقعہ اور حادثہ اس لحاظ سے بے حد نازک بھی ہے کہ ایک طرف نواسہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، جگر گوشہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، فرزند علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محبوب سید الانبیاء حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی ہے اور دوسری جانب امیر المومنین خال المسلمین، فاتح شام و قبرص حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند یزید کی شخصیت ہے جس کے ہاتھ پر سینکڑوں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور کئی ازواج مطہرات نے بیعت کی ہے..... نیز اس سے قبل لکھا ہے۔ اس حقیقت سے بھی کوئی ذی ہوش انکار نہیں کر سکتا کہ جتنا جھوٹ اس واقعہ کے بارے میں بولا اور تحریر کیا جاتا ہے شاید کسی واقعہ میں اتنا جھوٹ بولا اور لکھا گیا ہو اور جتنی مبالغہ آرائی کر بلا کے واقعہ میں غیر ذمہ دار واعظین و نااہل مصنفین نے کی ہے وہ ایک ریکارڈ ہے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۳۲۔ از بند یا لوی طبع سرگودھا)

شیخ موصوف لکھتے ہیں جتنا جھوٹ اس واقعہ کے بارے میں لکھا اور بولا



جاتا ہے میں کہتا ہوں آپ بھی انہیں جھوٹ بولنے اور لکھنے والوں کے ساتھ مل گئے آپ کو تو ہے ہی جھوٹ بولنے اور لکھنے کی عادت آپ نے تو اکثر مصنفین پر جھوٹے الزام گھڑے ہیں اور اپنی تقاریر میں بھی تم یہی کچھ کرتے رہتے ہو اگر باقی نا اہل واعظین و مصنفین بنے تھے تو کم از کم آپ اس کے خلاف سچ لکھتے اور بولتے تو ہم کہتے آپ اہل ہیں لیکن آپ نے تو نا اہلی کی انتہا کردی اور مبالغہ آرائی کی بھی کوئی کسر باقی نہیں رہنے دی آپ نے تو سب سے ایک قدم آگے بڑھ کر جھوٹ بولنا اور لکھنا شروع کر دیا ہے آپ کو کون سمجھائے یہاں بندیا لوی صاحب نے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ یہ بے حد خطرناک معاملہ ہے کہ ایک طرف جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم دوسری طرف صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بیٹا یزید ہے لیکن بندیا لوی صاحب پر یہ حماقت ایسی چھائی کہ یزید کی محبت میں اندھے ہو گئے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہو گئے حقیقت میں یزید کو بڑھانا ہی اہلبیت کے ساتھ بغض کی علامت ہے اور توہین اہلبیت ہے اور یزید کا موازنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرنا و کرانا بھی توہین اہلبیت ہے اسلیے کہ یہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں جبکہ یزید مغضوب ہے۔

بندیا لوی صاحب نے نہ اپنے علماء سے پوچھا نہ ہی ان کو پڑھا۔ اسی لیے گمراہی کے راستے پر جانکلے ہیں چلیے میں ان کی رہنمائی کرتے ہوئے پیش کر دیتا ہوں تاکہ پڑھ کر فوراً توبہ کر لیں۔

یزید صحابی کا بیٹا ہونے کی وجہ سے بچ نہیں سکتا

ظفر اللہ شفیق دیوبندی لکھتے ہیں:-

کچھ لوگ واقعہ کربلا کی سنگینی کو کم بلکہ ختم کرنے کے لئے یزید اور شمر کی

بنو ہاشم کے ساتھ قرابت داری کا حوالہ دیتے ہیں کہ یہ حادثہ فتنہ پردازوں کی سازش کی وجہ سے ہوا ورنہ قاتلین و مقتولین تو ایک دوسرے کے قرابت دار تھے ان کے درمیان ایسا کشت خون کیسے ہو سکتا تھا۔

یہ لوگ بھی کیا سادہ ہیں یزید کے دفاع میں بھول گئے کہ اس سرزمین پر پہلا قتل بھائی کے ہاتھوں بھائی کا ہوا..... سیدنا یوسف علیہ السلام کو کنویں میں سنگے بھائیوں نے پھینکا ابو جہل، ابولہب اور قبول اسلام سے پہلے ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جو کچھ ناروا سلوک کیا وہ تمام تر رشتہ داری کے باوجود کیا۔

اب رشتہ داری کی بنیاد پر جیسے انہیں بری الذمہ قرار دینے کی بات حماقت اور جہالت ہے اسی طرح یزید کو بھی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے بری قرار دینا پرلے درجے کی سفاہت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حسد کی آگ ہمیشہ رشتہ داروں اور دوستوں میں بھڑکتی ہے بیگانوں کو تو خبر ہی نہیں ہوتی خاص طور پر انسان جب اقتدار کی حرص میں مبتلا ہو جائے تو سب رشتوں ناطوں کو فراموش کر دیتا ہے۔ عباسی، عثمانی اور مغل ادوار میں کتنے واقعات ملتے ہیں کہ اقتدار کی خاطر ماں، باپ نے اولاد کو اور اولاد نے ماں باپ کو اور بھائیوں نے بھائیوں کو قتل اور قید کیا۔ اس لیے رشتہ داروں کی وجہ سے یزید اور شمر نہ صرف یہ کہ اس جرم سے بری نہیں ہوتے بلکہ سانحہ کربلا کا ایک بڑا سبب یہی رشتہ داری تھا۔

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۳۹۱ طبع شمالا مار باغبان پورہ لاہور)

پھر شیخ بند یالوی نے ایک جھوٹ اور گھڑ سینکڑوں جلیل القدر صحابہ نے

اور کئی ازواج مطہرات نے یزید کی بیعت کی اس کا جواب یزید کی ولی عہدی کے باب میں گزر چکا مزید میں پوری خارجیت و ناصیت کو چیلنج کر کے کہتا ہوں سینکڑوں جمع کا لفظ ہے جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے تین سوجلیل القدر صحابہ کی بیعت کسی معتبر کتاب سے ثابت کرونی حوالہ فقیر ان شاء اللہ ایک ہزار روپے دینے کا اعلان کرتا ہے اور کئی ازواج بھی جمع ہے یہ بھی ثابت کرو ان شاء اللہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائیگا۔

میں کہتا ہوں بند یا لوی کو چاہیے تھا کہ اس بات کو ثابت کرتے اور دلائل دیتے کہ فلاں فلاں ازواج نے یزید کی بیعت کی اور اتنے سوا صحابہ کرام نے بیعت کی پھر ہم دیکھتے ہیں کہ موصوف کے قلم میں کتنی قوت اور حقانیت ہے لیکن صرف اپنی ناصیت کے نشہ میں لکھ دینا کافی نہیں نہ ہی کوئی مانتا ہے۔

حضور کے رشتہ کا خیال رکھنے سے آپ خوش ہوتے ہیں

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عمل:-

امام ابن جریر اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں

حدیث شریف میں ہے حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان مناقشہ ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت کلمات کہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کیا کہا ہے۔ میں نے ان کو جواب دینے کا ارادہ کیا تھا لیکن میں نے ان کے آپ سے قرب اور رشتہ کا پاس کیا اور میں رک

گیا آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تم پر رحم کرے ان عم الرجل صوابیہ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مانند ہوتا ہے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۵۸۷۳ طبع بیروت ابواب المناقب)

(مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۷ طبع)

(المستدرک الحکم ج ۳ ص ۳۳۳ طبع بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رشتہ کا خیال نہ رکھنے سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اسلم قاسمی دیوبندی کے قلم سے:-

جنگ بدر کے قیدیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس بھی تھے لوگوں نے ان کی رسی بہت سخت کر کے باندھی تھی جس کی وجہ سے حضرت عباس مسلسل کراہتے رہے ان کی اس تکلیف کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات بھر بچین اور بے خواب رہے (یعنی نیند نہ آئی) چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کس لئے رات بھر جاگتے رہے۔ آپ نے فرمایا کہ عباس کی کراہتوں کی وجہ سے اسی وقت ایک شخص اٹھا اور اس نے حضرت عباس کی رسیاں ڈھیلی کر دیں ساتھ ہی انہوں نے دوسرے تمام قیدیوں کی رسیاں اور بندشیں بھی ڈھیلی کر دیں۔

(سیرت حلبیہ ج ۲ نصف آخر ص ۸۰ طبع دارالاشاعت کراچی)

اب میں ان خارجیوں ناصبیوں سے پوچھتا ہوں کہ حضرت عباس رضی



اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت تک مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے صرف خونی رشتہ ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نیند نہ آئی مزید برآں یہ کہ ان پر پانی بند نہیں کیا گیا بھوکا پیاسا نہیں رکھا گیا موت کا خدشہ بھی نہ تھا رہا کرنا تھا لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پریشان رہے اور اتنے کہ ساری رات نیند نہ آئی حالانکہ آپ جگر گوشہ رسول نہیں تھے بلکہ اس وقت سخت دشمن تھے اسلام اور بانی اسلام کو مٹانے کے لئے آئے تھے ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے آپ کی یہ حالت ہوئی ادھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال دیکھئے کتنے دنوں کے بھوکے پیاسے رکھ کر آپ پر ظلم کیا گیا تھا جن کے بارے میں فرمایا سید شباب

اہل الجنتہ یہ بھی فرمایا جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے دی فضائل کے باب میں ان شاء اللہ با اسناد پیش کروں گا جب ان کو شہید کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس وقت کیا حالت ہوگی میں کہتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مزار پر انوار میں ان یزیدیوں نے تڑپا دیا اور پریشان کر دیا چنانچہ حدیث میں ہے حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک روز دو پہر کے وقت خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے گرد آلود ہاتھ مبارک میں خون بھری بوتل ہے میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا ہے فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جو میں آج صبح سے اٹھاتا رہا ہوں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں اس تاریخ دن کو یاد رکھا جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت شہید کئے گئے تھے۔

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۳۴ و از مولوی اسحاق دیوبندی طبع ملتان)

(مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت الفصل الثالث رواہ الہیثمی واحد)

(ترمذی شریف ابواب المناقب ص ۳۱ مترجم لاہور ج ۲)

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۵۵)

(مسند احمد ج ۱ ص ۴۴۴ شیخ احمد شاکر نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۷۳ البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۳۱ طبع بیروت)

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۹۴۔ امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا، المستدرک ج ۶ ص ۳۱۴)

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۳۰۸ مترجم طبع حامد اینڈ کمپنی لاہور)

(اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۵۲۲ طبع لاہور)

(احیاء العلوم باب مناجات)

اب میں کہتا ہوں اے یزید یو تم کس منہ سے یزید کا دفاع کرتے ہو  
یزید کا دفاع کر کے تم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تکلیف پہنچاتے ہو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مزار میں پریشان کرتے ہو حضرت  
علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنگ کرتے ہو یہ سب کچھ کر کے تم خدا عز وجل کی  
لعنت کے مستحق بنتے ہو میں دعا کرتا ہوں اللہ تم کو ہدایت عطا فرمائے۔

گستاخ اور بے ادب فرقے کو بتا دے اے حسن  
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہلبیت

اہلبیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں..... لعنت اللہ علیکم دشمنانِ اہلبیت

حقیقت میں بندیا لوی نے یزید کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
مقابلے میں کھڑا کر کے امام کی اور اہلبیت کی توہین کی ہے ان حقائق پر غور کریں  
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کے رشتہ کا لحاظ کیا آپ ان پر خوش

ہوئے اور فرمایا تو نے میرے باپ کی عزت کی ہے ثابت ہوا کہ آپ کے رشتہ داروں کو تنگ کرنے سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے یزید نے صرف تنگ نہیں کیا بلکہ شہید کروایا وہ بھی ظلم کے ساتھ۔

اللہ عز وجل و رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی کرو اور دوستوں سے دوستی کرو:

ان حالات واقعات مع احادیث مبارکہ سے یہ بات عیاں ہے کہ یزید اور اس کے ساتھی اللہ عز وجل اور اس کے محبوب ﷺ کے دشمن ہیں اور اہلبیت عظام و صحابہ کرام کے گستاخ و دشمن ہیں لہذا ایسے دشمنوں کے ساتھ ہمیں بھی دشمنی رکھنے کا حکم ہے کیونکہ یہ افضل الاعمال ہے۔

حدیث:

یعنی عملوں میں سے افضل ترین عمل خدا تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرنا اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی کرنا ہے۔ (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۶۴ باب حجابہ اہل الاھواء۔ ابوداؤد مترجم ج ۳ ص ۴۳۱ و ۴۵۸ طبع فرید بک لاہور۔

حدیث ۲:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں ایک رات آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یوں دعا کی اے اللہ ہمیں ہدایت یافتہ ہدایت دینے والا بنا گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے والے نہ بنا تو ہمیں اپنے دوستوں سے صلح کرنے والا اور اپنے دشمنوں کا دشمن بنا تیری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کریں

جو تیرے محبت ہیں اور تیرے دشمنوں کے ساتھ عداوت کی وجہ سے ہم ان سے عداوت رکھتے ہیں یا اللہ یہ ہماری دعا ہے اسے قبول فرما۔ ترمذی شریف ج ۲ ص ۷۹ باب ما یقول اذا قام من اللیل حسب ضرورت ترمذی شریف مترجم ج ۲ ص ۵۸۴ طبع فرید بک لاہور۔ میں پہلے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عمل لکھ چکا ہوں۔

لہذا مسلمان کو چاہے قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہوئے آپ کی سنت پر چلتے ہوئے اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی کریں اور ان کے دوستوں سے دوستی کریں یہی ایمان ہے محبوب کے دشمنوں کے ساتھ بغض و عداوت نہ رکھے وہ محبت میں سچا نہیں وہ محبت محبت ہی نہیں بلکہ دھوکہ ہے فریب ہے۔

میں بندیا لوی اینڈ کمپنی کو کہوں گا یزید دشمن اہلبیت و دشمن صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ اللہ و رسول کا بھی دشمن ہے لہذا ایسے دشمن دین سے بچو اور مسلمانوں کو بچاؤ اور اپنے آپ کو خدا کے قہر و غضب سے بچاؤ ورنہ ان شاء اللہ تمہیں ضرور جہنم کے دروغوں کے چھترول برداشت کرنی پڑے گی۔

شیخ موصوف کی خرافات پڑھیے:-

واقعہ کربلا کے سلسلہ میں کذب و افتراء اور مبالغہ آرائی کے ساتھ جو ظلم و ستم کے واقعات بیان ہوتے ہیں اور جو دکھ بھری داستانیں سنائی جاتی ہیں۔ ان کا ذمہ دار بھی یزید کو ٹھہرایا جاتا ہے..... سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا قاتل بھی یزید ہی کو سمجھا جاتا ہے..... پانی بند کرنے..... خیموں کو



آگ لگانے اور خواتین کی بے حرمتی کرنے کی تمام ذمہ داری بھی یزید پر ڈالی جاتی ہے رطب و یابس جمع کرنے والے مَورِ خِین تاریخ کی تاریکیوں میں گم ہو کر اور کذاب رایوں پر اعتماد کر کے بغیر پر کھے ورق سیاہ کرتے رہے اور پھر بعد میں آنے والے علما اور واعظین نے آنکھیں بند کر کے مَورِ خِین کی بے سند اور بے سرو پار وایات کو وحی کا درجہ دے کر قبول کر لیا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۳۳۔ از بند یالوی طبع سرگودھا)

قارئین غور فرمائیں شیخ موصوف نے کس طرح ہر ایک کو جھٹلانے کی داستانیں گھڑی ہیں اگر تاریخ والے اس کے نزدیک ورق سیاہ کر گئے ہیں تو میں پوچھتا ہوں آپ نے کیا کیا آپ نے جو سب کا انکار بھی کیا جھٹلایا بھی تو آپ نے اپنی کتاب کے ورق سفید کیے یا ان سے چار قدم آگے بڑھ کر سیاہ کیے اور ایک نئے فتنے کو فروغ دیا یزید کی حمایت کر کے پھر بند یالوی بلی کی طرح جس طرح اس کو ہر وقت چھیڑے کی دھن رہتی ہے اسی طرح ہر جگہ اور ہر واقعہ سے یزید کو بچانے کی فکر لگی ہے میں کہتا ہوں ان تمام حالات واقعات کا ذمہ دار یزید کو کیوں نہ ٹھہرائیں اصل مجرم ہی یزید ہے اگر نہیں تو میں کہتا ہوں نعمان بن بشیر جو پہلے گورنر کوفہ تھے یزید نے ان کو کوفہ سے کیوں معزول کیا ان کا کیا قصور تھا وہ بتایا جائے ان کا قصور صرف یہ تھا کہ ان کا اہلبیت کے بارے نرم رویہ تھا تو یزید نے ایک بد معاش عبید اللہ بن زیاد کو وہاں بھیج دیا حالانکہ یزید اس کو پہلی جگہ سے بھی معزول کرنا چاہتا تھا لیکن جب کوفے کی طرف امام مسلم کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھیجا تو یزید نے فوراً اس بُرے کو کوفہ بھیج دیا۔ اگر یزید کا قصور نہیں تھا تو عبید اللہ بن زیاد کو اس نے کیوں بھیجا اس کی وجہ بتائی جائے

تاریخی روایات کے بارے قاری طیب دیوبندی کی تصریحات اور اصول پڑھیے اور جو اہلسنت کی عظمت ظاہر کریں وہ قبول باقی مردود

اس سلسلہ ادب و احترام میں جہاں تک روایتی حیثیت کا تعلق ہے۔ ہم اگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح و ثنا اور عظمت و بزرگی پر زور دے کر ان کی شان میں ہر بے ادبی اور نکتہ چینی کو ناجائز ٹھہرا رہے ہیں تو اس میں ہماری اصلی حجت کتاب و سنت ہے تاریخی روایتیں نہیں یہ تاریخی روایتیں جو کتاب و سنت کے مطابق ہوں ان کی تشریحات اور مؤیدات ہیں۔ اس لئے ہم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق مقاصد کو عقائد کہا ہے نظریات نہیں۔ ایسے ہی اگر ہم نے یزید کے فسق و فجور پر زور دیا تو اس کی بنیاد درحقیقت کتاب و سنت کے عمومی اشارات ہیں جن کی تعین واقعات اور ارباب دین و یقین نے کی۔ اس لیے اس کے بارہ میں بھی تاریخی روایتیں جو ان احادیث کی ہمنوا اور ان سے ہم آہنگ ہوں۔ ان کی تشریح اور مؤیدات کا درجہ رکھتی ہیں اصل نہیں۔ کیونکہ کتاب و سنت کا اشارہ بھی تاریخ کی صراحت سے قوت میں بڑھا ہوا ہے۔

اس لئے جو تاریخی روایتیں مدح حسین (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور قدح یزید کے حق میں ہیں وہ چونکہ وحی کے اشارات کی مؤید ہیں اس لیے قابل قبول ہوں گی۔ اگرچہ تاریخی معیار سے کچھ کمزور ہی ہوں کہ ان کی بڑی قوت کتاب و سنت کی پشت پناہی ہے اور اس کے برعکس مدح یزید اور قدح حسین کی جو روایات کتاب و سنت کے اشارات کے مخالف سمت میں ہیں بلاشبہ قابل رد ہوں گی۔ اگرچہ تاریخی معیار سے کچھ قوی بھی ہوں کیونکہ ان کی قوت کو مخالفت

کتاب و سنت نے زائل کر دیا ہے۔ اندریں صورت مدح حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قدح یزید کی روایات کو سبائی روایات کہہ کر رد کر دینا اسی وقت کارگر ہو سکتا ہے جب مدعا کا ان پر مدار ہو اور جبکہ وہ مؤیدات کے درجہ کی ہیں تو قوی کی تائید میں ضعیف کا کھڑا ہونا کسی حالت میں بھی قابل اعتراض نہیں ہو سکتا کتاب و سنت کے رخ پر کافر کا قول بھی حجت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۹۹ طبع لاہور)

بندیالوی صاحب ایسے جاہل ہیں کہ تاریخ کے اصول بھی نہیں جانتے اس لئے کہ یزید کی محبت میں ہر اصول کے اوپر پانی بہا دیتے ہیں اللہ ایسے خارجیوں کو ہدایت عطا فرمائے آمین۔

شیخ بندیالوی کا رد ایوں کو جھٹلانے کا انداز پڑھیے:-

ابو مخنف شیعہ کی من گھڑت کذاب روایات کو قبول کرتے ہوئے مکھی پہ مکھی مارنے کا جو سلسلہ شروع ہوا تو آج تک جاری و ساری ہے۔

مقام حیرت و افسوس ہے کہ کسی نے یہ تک سوچنے کی زحمت گوارا نہ کی کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے والے کون تھے۔ دعوت دینے والے کون تھے خط بھیجنے والے کون تھے پھر قتل کرنے والے خبیث الفطرۃ کون تھے خیموں کو آگ کس نے لگائی اور مستورات کی بے حرمتی کس نے کی خانوادہ علی پر پانی بند کرنے والے کون تھے..... اور کیا واقعی پانی بند ہوا بھی ہے کہ نہیں..... تعجب ہے کہ شرارت کرنے والے اور واقعہ کربلا کے اصل ذمہ دار آج حب اہلبیت کا لبادہ اوڑھ کر صاف بچ نکلے اور مورد الزام ٹھہرایا گیا یزید کو جو دمشق میں

تھا اور پوری زندگی اس واقعہ فاجعہ پر بے حد متاسف اور غمگین رہا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۳۳۔ از بندیا لوی طبع سرگودھا)

ابو مخنف کے بارے میں کچھ جوابات اور اصول میں پہلے لکھ چکا ہوں مزید ان شاء اللہ آگے جا کر لکھوں گا یہاں اس بات کا جواب لکھتا ہوں کہ بندیا لوی صاحب نے جو یہ کہا وہ خبیث الفطرت کون تھے۔ بندیا لوی صاحب تو سارا جرم پھینکتے ہیں اہل کوفہ پر باقی جو بچہ وہ شیعہ پر گرایا اور یزید کو بچا لیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ قصور اہل کوفہ کا بھی تھا کہ ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے آپ کو مال اور گھروں کو بچانے کی خاطر یزیدیوں کے ساتھ مل گئے اہل تحقیق جانتے ہیں مزید جو جاننا چاہتے ہیں وہ پڑھ لیں کہ اہل کوفہ کو ساتھ چھوڑنے پر کس نے مجبور کیا تھا جنہوں نے ساتھ چھڑایا مجرم تو وہ تھے آئیے ان حقائق کو میں اللہ کی توفیق سے لکھتا ہوں۔





## باب دہم

### واقعات کربلا

واقعہ کربلا کا اصل مجرم یزید اور اس کے بعد یزید کا گورنر عبید اللہ بن

زیاد تھا

علامہ عبدالرحمن ابن خلدون کا مفہوم اور کامل ابن اثیر سے لکھتا ہوں۔ علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی کے قلم سے:-

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد یزید کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اس وقت مدینہ میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان گورنر تھا چنانچہ یزید نے ولید بن عتبہ کو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کا حال لکھا اور یہ تحریر کیا کہ بلاتاً خیر حسین بن علی عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے بیعت لے لو مروان بن الحکم نے خط کھولا (جو ولید بن عتبہ کا نائب تھا) امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر موت دیکھ کر ان اللہ پڑھا ولید نے ان لوگوں سے بیعت لینے کی بابت اس (اپنے نائب) سے مشورہ کیا مروان نے رائے دی کہ اسی وقت وہ لوگ بلائے جائیں اگر یزید کی بیعت کر لیں تو بہتر ورنہ اس سے پیشتر کہ وہ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے انتقال سے واقف ہوں قتل کر دیئے جائیں کیونکہ انتقال امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وقف ہو جانے پر ان میں سے ہر شخص مدعی خلافت ہو جائے گا۔

(تاریخ ابن خلدون باب ۲ حالات ۶۰ ھ ص ۶۸ ج ۲ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

قارئین اب ان حقائق پر غور کریں ان جلیل القدر لوگوں کو قتل کرنے کا مشورہ یزید کا چیلہ مروان بن الحکم دے رہا ہے جس کی مذمت میں احادیث گزر چکی ہیں

نیز یہی لکھتے ہیں:-

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ولید نے بلایا جب آپ گئے مروان بھی بیٹھا ہوا تھا صاحب سلامت ہوئی آپ نے ولید و مروان کا بعد قطع مراسم دوبارہ راہ و رسم اتحاد پیدا کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کیا صلح فساد سے بہتر ہے ولید نے یزید کا خط دیا آپ نے پڑھا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی خبر پڑھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر فرمایا خدا مغفرت کرے باقی رہی بیعت اس کی بابت میرے نزدیک یہ مناسب نہیں ہے کہ مجھ جیسا شخص خفیہ طور سے بیعت کر لے اور یہ کچھ موزوں و کافی بھی نہ ہوگا بلکہ جب میں یہاں سے اٹھ کر لوگوں میں جاؤں اور تم ان سب کو بیعت کے لئے بلاؤ گے میں ان لوگوں میں ہوں گا تو سب سے پہلے میں ہی جواب دینے والا ہوں گا۔ ولید کے مزاج میں صلاحیت تھی اس نے اس کو پسند کر کے کہا بہتر ہے تشریف لے جایئے۔ مروان بولا ان کو بغیر بیعت کیے ہوئے نہ جانے دو ورنہ ان سے بیعت نہ لے سکو گے جب تک تم میں اور ان میں خون کا دریا نہ رواں ہوگا اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے۔ تو میں لپک کر ان کی گردن اڑا دوں گا اس فقرے کے تمام ہوتے ہی امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈانٹ کر کہا تو یا وہ مجھے قتل کرے گا

واللہ تو جھوٹا ہے۔ مروان یہ سن کر دب گیا۔ آپ لوٹ کر اپنے مکان پر تشریف لائے مروان ولید کو ملامت کرنے لگا ولید نے کہا۔ اے مروان واللہ مجھے یہ گورانہ تھا کہ میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرتا اگرچہ مجھے تمام عالم کا مال مل جاتا میں اس کا مالک بن بیٹھتا۔

(تاریخ ابن خلدون باب ۲ ج ۲ ص ۶۹ طبع کراچی، البدایہ والنہایہ مترجم ج ۸ ص ۲۷۲ نفیس اکیڈمی کراچی)

قارئین یہ مروان وہی ہے جس کی مذمت میں فرمایا گیا چھو کروں سے اللہ کی پناہ مانگو یہ احادیث بحوالہ بیان ہو چکیں شروحات بھی گزر چکیں یہ ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے اور کروانے والے بمعہ یزید۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ سے روانگی:-

تمام دن یہ لوگ امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنگ کرتے رہے۔ ولید بار بار آپ کو بلا بھیجتا تھا اور آپ نہ جاتے تھے پھر آپ نے آخر میں یہ کہلا بھیجی رات کا وقت ہے اس وقت تم صبر کرو۔ صبح ہونے دو دیکھا جائے گا ولید خاموش ہو گیا جونہی رات ہوئی آپ مع اپنے لڑکوں، بھائیوں بھتیجوں کے ابن زبیر کی روانگی کی دوسری شب میں مدینہ سے مکہ معظمہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔

محمد بن حنفیہ کا مشورہ:-

صرف محمد بن حنفیہ باقی رہ گئے مکہ معظمہ جانے کی (سوچ) محمد بن حنفیہ ہی نے دی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ تم یزید کی بیعت سے اعراض کر کے کسی دوسرے شہر میں چلے جاؤ اور وہاں سے اپنے ایلچیوں کو اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ میں

روانہ کروا کر وہ لوگ تمہاری بیعت منظور کر لیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اگر تمہارے سوا انہوں نے متفق ہو کر کسی دوسرے کو امیر بنالیا تو تم کو اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا تمہارے دین یا تمہاری عقل کو مضرت نہیں اور نہ ہی اس میں تمہاری آبروریزی ہوگی مجھے اندیشہ اس کا ہے کہ کہیں تم ایسے شہر یا ایسی قوم میں نہ چلے جاؤ جس میں سے کچھ لوگ تمہارے ساتھ اور کچھ لوگ تمہارے مخالف ہوں اور جس سے بدی کی ابتدا تم ہی سے ہو۔ امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا اچھا ہم کہاں جائیں جواب دیا مکہ جاؤ۔ اگر تم کو وہاں اطمینان کے ساتھ یہ باتیں حاصل ہو جائیں تو فیہا ور نہ ریگستان اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں چلے جانا اور ایک شہر سے دوسرے شہر کا رخ کرنا۔ یہاں تک کہ کوئی امر لوگوں کے اجتماع و اتفاق سے طے ہو جائے امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس رائے کو پسند کیا بھائی سے رخصت ہو کر نہایت تیزی کے ساتھ مکہ آ پہنچے

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۷۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی مترجم)

یہ تمام باتیں دیکھیں (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۷۳-۲۷۴)

(کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۶ طبع دار صادر بیروت)

یہ تھے وہ اصل مجرم جنہوں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ سے نکلنے پر مجبور کیا سکھ کا سانس نہ لینے دیا آپ بیعت کرنا نہیں چاہتے تھے اس لیے آپ مجبوراً مکہ چلے گئے کہ شاید وہاں سکون ہو جائے گا کیونکہ مکہ شریف حرم خدا ہے لیکن یزید کے چیلوں اور پیغامات نے نہ مدینہ میں سکھ سے رہنے دیا نہ ہی مکہ معظمہ میں اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ محمد بن حنیفہ بھی یزید کے خلاف تھے کیونکہ جو مشورے آپ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیے ان میں یہ بھی کہا کہ یزید



کی بیعت نہ کرنا اور اگر مکہ میں سکون ہو جائے تو فہماور نہ سفر کرتے رہنا شہر بہ شہر گاؤں بہ گاؤں ریگستانوں پہاڑوں کی جانب

یزید نے امام کو کہیں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔

عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں:

یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو چین سے (کہیں) بھی بیٹھنے نہ دیا خط یزید وابن عباس کا خط جواب ذکر کیا۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۸۷ طبع لاہور)

ولید بن عتبہ کی معزولی ناصبی ابن ناصبی خارجی ابن خارجی ابن کثیر لکھتے ہیں

اس سال کے رمضان میں یزید بن معاویہ نے ولید بن عتبہ کو اس کی کوتاہی کی وجہ سے مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۷۵ مترجم طبع کراچی)

ولید بن عتبہ کو یزید نے یہ سزا اس لیے دی کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار نہ کیا یہ دونوں مدینہ سے مکہ چلے گئے یزید نے معزول کر دیا

ابن خلدون لکھتے ہیں:-

ان واقعات کی اطلاع یزید کو ہوئی تو اس نے ولید بن عتبہ کو مدینہ منورہ کی حکومت سے معزول کر کے عمر بن سعید الاشرق کو مامور کیا چنانچہ (اس نے

گورنر) نے عمر بن سعید ماہ رمضان المبارک ۶۰ھ میں داخل مدینہ منورہ ہوا اس نے پولیس کی افسری عمر بن زبیر کو دی اس وجہ سے کہ ان میں اور ان کے بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کسی وجہ سے ناچاقی و کشیدگی تھی چنانچہ اس نے اسی وجہ سے مدینہ منورہ کے چند لوگوں کو جو عبداللہ بن زبیر کے خیر خواہ تھے گرفتار کر کے چالیس سے لے کر ساٹھ دروں تک پٹوادیا۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۷۱-۷۰ مترجم مطبع کراچی)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۰/۲۷۵ طبع کراچی مترجم)

المختصر عمر بن سعید نے یزید کے حکم سے فوج بھیجی ان کو گرفتار کرنے کے لئے لیکن الثنا ان کو نقصان اٹھانا پڑا نا کام ہوئے یزید کے چیلے الغرض یزید اور اس کے ہمنواؤں نے سکھ کا سانس مکہ میں بھی ان کو لینے نہ دیا تو میں کہتا ہوں اصل مجرم تو یزید ہے جس کی وجہ سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ جیسا شہر اور اپنا گھر چھوڑ کر مکہ آ گئے بعد میں دعوت کوفہ والوں نے دی اور کوفہ میں گورنر نعمان بن بشیر تھے یزید نے جب دیکھا کہ اس نے مسلم بن عقیل کو گرفتار نہیں کیا تو یزید نے عبید اللہ بن زیاد جو بصرہ کا گورنر تھا اس کو بھیج دیا اور حکم دیا کہ سختی سے پکڑ اور قتل کر اب بند یا لوی صاحب بتائیں مجرم یزید اور اس کے چیلے حقیقت میں ہیں یا نہیں

شیخ بند یا لوی صاحب لکھتے ہیں:-

کمال ہے بڑے بڑے علماء، فضلاء، پیرانِ عظام، مشائخِ کرام، خانقاہوں کے وارث، درباروں کے گدی نشین، مشہور و معروف اسکالر اور

پروفیسر، صحافی و ادیب کسی نے بھی تاریخ کو کھنگالنے کی زحمت اور کوشش نہیں کی، کسی نے باریک بینی سے کام نہیں لیا بس سطحی نظر سے دیکھتے چلے گئے اور اس طرح روز بروز ملاوٹ بڑھتی چلی گئی۔ کسی نے یہ تک نہ سوچا کہ یزید اگر واقعہ برا تھا۔ غلط کار تھا حکومتِ اسلامیہ کا سربراہ بننے کے قابل نہیں تھا۔ امامت کے لائق نہیں تھا۔ فاسق و فاجر تھا۔ شرابی و زانی تھا۔ کنجریوں کی محفلیں کرواتا تھا۔ بے نماز تھا، بد عمل تھا اور دنیا کی تمام برائیاں اس میں موجود تھیں تو پھر صحابی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا تب و جی امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے جنہوں نے ایسے بدکردار کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا تھا۔ پھر صحابی رسول بیعتِ رضوان میں شامل حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا بنے گا جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ یزید کو اپنا جانشین نامزد کر دیں۔ پھر ان ازواجِ مطہرات کو کیا کہو گے جنہوں نے یزید کی ولی عہد تسلیم کی پھر ان اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پوزیشن کیا ہو گی جو یزید کی بیعت میں تھے پھر نو اسے رسول حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا کہو گے جنہوں نے کربلا جاتے ہوئے راستہ میں فرمایا مجھے یزید کے ہاں لے چلو میں اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے لئے تیار ہوں۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۳۴ از بند یالوی طبع سرگودھا)

یہاں بند یالوی صاحب نے لکھا اگر یزید برا تھا میں کہتا ہوں اگر مگر چھوڑو یقیناً برا تھا اس پر تمام صحابہ کا بعد میں اتفاق ہو گیا تھا تمام علماء محدثین مؤرخین سب کا اتفاق ہے یزید فاسق و فاجر تھا میں باحوالہ لکھ چکا ہوں۔ اب رہی یہ بات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو یہ جواب میں علامہ ابن خلدون

کے حوالے سے لکھ چکا ہوں کہ ان کے سامنے یزید کی برائیاں نہ تھیں اسی طرح تمام صحابہ کے سامنے پہلے یزید کا کردار نہ تھا کہ کیسا ہے جب یزید کی برائیاں سرعام ہوئیں تو سب نے بیعت توڑی سوائے چند ایک کے جس کے نتیجے میں واقعہ حرہ پیش آیا باحوالہ گزر چکا اور جنہوں نے بیعت نہ توڑی انہوں نے اس لئے نہیں توڑی کہ یزید نیک ہے بلکہ فتنہ فساد اور قتل و غارت کے ڈر سے کہ بڑھے گا یزید کو فاسق و فاجر وہ بھی تسلیم کرتے تھے اس لیے نہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حرف آتا ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اگر بند یا لوی کہیں انہیں نیک سمجھ کر بیعت پر برقرار رہے تو ثابت کرو کس نے نیک پر ہیز گار عالم کہا ہے رہا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ میں کہتا ہوں اگر یہ واقعی بات صحیح ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت کرنے پر راضی ہو گئے تھے تو پھر عبید اللہ بن زیاد و شمر بن ذی الجوشن و عمر بن سعد نے آپ کو قتل کیوں کیا اب تو قتل کا جواز ختم ہو گیا تھا اس کا جواب دیا جائے جب ان یزیدیوں نے ناجائز قتل کر دیا تھا تو یزید حاکم تھا بدلہ لیتا نہیں لیا اس نے تو کیوں نہیں لیا معلوم ہوتا ہے یہ بات درست نہیں ہے ہاتھ میں ہاتھ دینے کی۔

علامہ ابن اثیر نقل کرتے ہیں یہ قول مزدود ہے مع ابن کثیر:-

عقبہ بن سماعان کا بیان ہے کہ میں مدینہ سے مکہ تک اور مکہ سے عراق تک برابر حضرت حسین کے ساتھ رہا اور شہادت کے دن تک کسی بھی وقت میں ان سے جدا نہ ہوا اور میں نے ان کی تمام تقاریر اور گفتگو سنی ہے مگر خدا کی قسم انہوں نے کسی بھی مقام پر یہ ہرگز نہیں کہا کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے



دوں گا بلکہ انہوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں اللہ کی بہت وسیع زمین میں کہیں چلا جاؤں گا۔ یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں لوگ کیا فیصلہ کرتے ہیں

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۲۳ طبع مصر)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۷ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۲۶ مترجم طبع دارالاشاعت کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۹۳ طبع لاہور)

(تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۵۳ طبع ملتان)

### شیخ بندیا لوی حضرت علی المرتضیٰ کا گستاخ ہے:-

پڑھیے اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج میں شامل تھے اور انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۵۰ از بندیا لوی طبع سرگودھا)

شیخ بندیا لوی صاحب کی حماقت پڑھیے جب یزید کو بڑھانے چڑھانے کا لکھا تو کہا سینکڑوں صحابہ نے یزید کی بیعت کی تھی اب اہلبیت کے عظیم فرد اور داماد رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اپنی دیرینہ دشمنی کا اظہار یوں کیا کہ اکثر صحابہ کرام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہ کی کیا انداز ہے گستاخی کرنے کا اور یزید کو بڑھانے کا جبکہ حدیث شریف میں ہے

حدیث: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

تیری وجہ سے دو گروہ جہنم میں جائیں گے ایک تجھ سے حد سے زیادہ محبت کرنے کی وجہ سے دوسرا تجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے جہنم جائے گا

(مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رواۃ احمد)

(اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۶۰ طبع فنیڈ بک سٹال لاہور)

حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے اور صحابہ نے بیعت کی تھی۔

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

اسماعیل خطی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ذوالحجہ ۳۵ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مسجد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا۔ ابن مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے تمام مسلمان دوڑتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور وہ سب کہتے تھے کہ امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے اور کہا اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت (خلافت) کرتے ہیں کیونکہ آپ خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا یہ تمہارا کام نہیں ہے یہ منصب اہل بدر کا ہے جس کی خلافت پر اہل بدر راضی ہو جائیں گے۔ خلیفہ وہی ہوگا۔ پھر ہر شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا ہم آپ سے زیادہ کسی اور شخص کو خلافت کا حقدار نہیں پاتے۔ آپ ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کریں گے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کہاں ہیں کونکہ سب سے

پہلے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے کی تھی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں جا کر منبر پر بیٹھے۔ پھر سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر حضرت طلحہ نے بیعت کی اور ان کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔ پھر باقی صحابہ کرام نے آپ کی بیعت کی جب لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی تو بعض صحابہ نے بیعت نہیں کی ان میں حضرت ابن عمر، حضرت سعد اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر بیعت لازم نہیں کی۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت نہ کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ لوگ امر خلافت میں غیر جانب دار رہے۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہل شام نے ان کی بیعت نہیں کی اور ان سے جنگ کی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں عہد توڑنے والوں۔ حق سے تجاوز کرنے والوں اور حق سے خروج کرنے والوں کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ نے ہمیں ان کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا ہم کس کے ساتھ ان کے خلاف لڑیں۔ آپ نے فرمایا حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ اور ان کے ساتھ عمار بن یاسر ہوں گے عبد اللہ بن حبیب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موت کا وقت آیا تو انہوں نے فرمایا میں صرف اس بات پر افسوس کرتا ہوں کہ میں نے باغی جماعت کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا

جناب شیخ بندیا لوی صاحب نے اپنے بغض کا اظہار کرتے ہوئے لکھ دیا کہ اکثر صحابہ نے بیعت نہ کی جبکہ یہ بات حقائق کے خلاف ہے علامہ ابن اثیر نے حقائق بیان کرتے ہوئے لکھا کہ بعض نے بیعت نہ کی اس جاہل کو کون سمجھائے کہ اگر اکثر نے بیعت نہیں کی بعض نے کی تو پھر یہ بات متفقہ اصول اہلسنت وجماعت کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ راشد تھے ثابت نہیں ہوتا یہ اصول تب یہی ثابت ہوا جب اکثر نے کر لی اور باقیوں نے مخالفت نہیں کی یزید کا معاملہ الٹ ہے اور شیخ صاحب نے مزید بغض کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ ہزاروں صحابہ کرام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف لڑے اس کے جواب میں یہ کافی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین

گستاخی نمبر ۲

شیخ بندیا لوی نے کہا حضرت علی کی خلافت قائم نہ ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے خیر خواہ نہ تھے:

معاذ اللہ الزام شاہ ولی اللہ پر:-

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ازالۃ الخفاء ص ۲۷۹ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔ خلافت برائے حضرت علی قائم نہ شد زیرا کہ اہل حل و عقد عن اجتہاد و نصیحتاً للمسلمین بیعت نہ کر د حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خلافت قائم نہیں ہوئی اس لئے کہ ارباب حل و عقد نے اپنے اجتہاد سے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی غرض سے حضرت کی بیعت نہیں کی۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر از بندیا لوی ص ۱۵ طبع سرگودھا)



یہاں شیخ بند یالوی صاحب نے نہایت گستاخی کی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزید برآں حماقت یہ کہ اپنی گستاخی کو ثابت اور پختہ کرنے کے لیے الزام جڑ دیا۔ حضرت شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ پر مجھے تعجب اس بات پر کہ ایک طرف تو دیوبندی خارجی شاہ صاحب کا نام محبت و عقیدت سے لیتے ہیں اور یہ باور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جو مسلک ہمارا وہی شاہ صاحب کا تھا لیکن یہ بند یالوی معلوم نہیں دیوبندیوں کی کس نسل سے ہے کہ اپنے ہی ہم مسلک علماء کو بدنام کرتا پھرتا ہے یزید کی محبت میں باولہ ہونے پر اتر آیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف لکھا ان کی خلافت قائم نہ ہوئی اور مسلمانوں نے خیر خواہی کی غرض سے آپ کی بیعت نہ کی ارے ظالم یہ تو بتا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے دشمن تھے باقیوں نے خیر خواہی کی تو یہ دشمنی پر اترے ہوئے تھے اور عبارت شاہ صاحب کی لکھ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ حضرت شاہ صاحب بھی میرے ہمنوا اور حضرت علی کے مخالف تھے۔ نعوذ باللہ

حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے پہلے وہ دلیل بیان کی جس کی بنیاد پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا انعقاد تسلیم کیا جاتا ہے اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت نہ کرنے کو ان کی خطائے اجتہادی بتایا پھر ان حضرت کے بیعت نہ کرنے کا جوشبہ تھا اسے شاہ صاحب نے بیان کیا لیکن شیخ صاحب نے محمود عباسی کا سہارا لیتے ہوئے اپنا مقصد نکالا

## حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر لگائے الزام کا رد:-

حضرت شاہ ولی صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے از التہ الخفاء عن خلافة الخلفاء کے مقصد کی فصل اول کو خلافت عامہ کے بیان سے شروع فرمایا ہے اور خلافت عامہ کی تعریف وغیرہ بیان کرنے کے بعد خلافت عامہ کے منعقد ہونے کے چوتھے طریقہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے..... اس چوتھے طریقے کی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ استیلاء کرنے والا خلافت کی شرطوں کو جامع ہو۔ اور بغیر کسی ناجائز امر کے صرف صلح اور تدبیر سے مخالفوں کو مزاحمت سے باز رکھے۔ یہ قسم عند الضرورت جائز ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا انعقاد۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد اور حضرت امام حسن کے صلح کر لینے کے بعد اسی طرح سے ہوا۔

(ازالہ الخفاء مترجم ص ۳۴ مقصد اول طبع ناشران و تاجران کتب مولوی مسافر خانہ کراچی)

یہاں پر غور کرنے سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے اہل سنت و جماعت کے مسلک کی پوری ترجمانی بیان فرمائی ہے وہ اس طرح کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت عامہ ہے اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مان کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انعقاد خلافت کے چوتھے طریقے کی رو سے خلیفہ تسلیم کیا ہے

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلاف کے انعقاد کے متعلق فرماتے ہیں اہل علم نے اس بات میں کلام کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی خلافت چار مذکورہ طریقوں سے کس طریقہ یہ واقعہ ہوئی۔ اکثر علماء کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت کر لینے سے خلیفہ ہوئے جو مدینہ میں موجود تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکثر وہ خطوط جو آپ نے اہل شام کو لکھے اس پر شاہد ہیں۔

(ازالۃ الخفاء ص ۳۵ مترجم مقصد اول طبع کراچی)

یہاں سے صاف معلوم ہوا کہ شیخ بندیا لوی صاحب نے سراسر جھوٹ اور بہتان گھڑا شاہ صاحب کی ذات پر حالانکہ شاہ صاحب نے اس قول کو راجح قرار دیتے ہوئے پہلے بیان فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت عامہ کے انعقاد کو مدینہ منورہ کے مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بیعت کر لینے کی وجہ سے قرار دیا اور اس کی تائید آپ کے خطوط سے فرمائی۔

نیز لکھتے ہیں:-

جب حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما متمکن ہوئے اور لوگوں کا اتفاق ان کو حاصل ہو گیا اور مسلمانوں کی جماعت سے نا اتفاقی اٹھ گئی مگر وہ سوابق اسلامیہ نہ رکھتے تھے اور خلافت خاصہ کے لوازم اس میں نہ پائے جاتے تھے اور اس کے بعد تو دیگر بادشاہ مرکز حق سے بہت دور ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلافت خاصہ کے ختم ہونے کی جو خبر دی تھی وہ اس طرح ظاہر ہوئی

(ازالۃ الخفاء مقصد اول ص ۳۸ مترجم ناشران تاجران مولوی مسافر خانہ کراچی)

شیخ بندیا لوی صاحب نے شیخ تیمیہ کی کتاب منہاج السنہ سے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی اور گستاخی کی کئی باتیں اپنی کتاب کے ص ۵۱ و ۵۲ پر تحریر کی ہیں ابن تیمیہ ہم اہلسنت و جماعت کے لئے حجت نہیں کیونکہ یہ بھی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم و ناصبی خارجی و ہابی تھا مجھے تعجب شیخ بندیا لوی پر آتا ہے یہ گستاخ تو شیعہ بھی نہیں تھا پھر اس نے اس گستاخ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی والی باتیں لکھ کر کیا ثابت کرنے کی کوشش کی میرے خیال میں خواہ مخواہ اپنی کتاب کا جن بڑھانے کے لئے اور اپنا رعب جمانے کی نامشکور کوشش کی۔ حالانکہ اس گستاخ نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ کتاب شیعہ کے خلاف لکھی تو پھر حوالے اور استدلال ان کی کتابوں سے کرنا چاہے تھا لیکن اپنے جیسے گستاخوں کے حوالے لکھتا ہے۔

شیخ بندیا لوی کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پر ایک رفیق حملہ و جملہ پڑھیے:-

عجیب مشکل کشا ہے جو اپنے ساتھیوں کی مدد کا محتاج ہے۔

(واقعہ کر بلا اور اس کا پس منظر ص ۵۶ طبع سرگودھا)

شیخ بندیا لوی کے اس حملہ کی وضاحت یہ ہے کہ چونکہ اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ و انبیاء کرام بشمول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رب العزت کی دی ہوئی قوت سے ہماری مدد فرماتے ہیں لہذا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ساتھیوں کو بلایا تو بندیا لوی کے ہاتھ یہ جملہ آیا اور طنز کرتے ہوئے کہا عجیب مشکل کشا ہے میں کہتا ہوں کہ ہر مسلمان



جانتا اور مانتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات حقیقی طور پر اپنے بندوں کا مشکل کشا اور حاجت روا ہے لیکن اس کی مدد ملتی ہے اسباب کے ذریعے سے وہ اسباب کے بغیر بھی مدد کرنے پر قادر ہے لیکن قانون قدرت یہی ہے کہ مدد کرتا ہے کسی نہ کسی سبب سے

اسباب کے ذریعے سے میں ان خارجیوں سے سوال کرتا ہوں سب سے بڑی ذات قدرت و طاقت ہر لحاظ سے خدا کی ہے لیکن اس کے باوجود خدا اپنے بندوں سے مدد طلب کرتا ہے اگر اللہ کے علاو کسی سے مدد مانگنا شرک یا ناجائز ہوتا تو مجھے خدا کی قسم ہے وہ اپنی مخلوق سے کبھی مدد نہ مانگتا

اولیاء کرام باذن اللہ ہماری مدد کرتے ہیں:-

قرآن حکیم میں ارشاد باری ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ۔ (پ ۲۶ محمد آیت ۷)

اے ایمان والو! اللہ کی مدد کرو (یعنی دین) وہ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو میری مدد کرو یہ الگ بحث ہے کہ ہم کس معنی میں خدا کی مدد کریں لیکن اس نے مدد مانگی تو کیا خدا معاذ اللہ مشکل کشا اس وقت نہیں تھا یا تھا تو خدا کی توحید میں فرق نہ پڑا اگر پڑا تو کیوں اور کیسے اسی طرح اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدد مانگی تو ان کے مشکل کشا ہونے میں کوئی فرق نہ آیا جو جواب آپ کا وہی ہمارا

## ہمارا دعویٰ اور عقیدہ:-

ایت نمبر ۲: ایاک نعبدو ایاک نستعین

(سورہ الفاتحہ آیت ۴)

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں  
جناب شیخ بندیا لوی صاحب بشمول علماء دیوبند اپنی کج فہمی کی وجہ سے  
خالق اور مخلوق کی حیثیتوں میں فرق بیان کیے بغیر علی الاطلاق یہ کہہ دیتے ہیں کہ  
اللہ کے علاوہ کسی مخلوق سے کسی طرح کی مدد طلب کرنا شرک اور اس ایت مبارکہ  
کے منافی ہے لیکن صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ ہم اہلسنت و جماعت مستقل غیر محتاج  
اور معبود سمجھ کر صرف اور صرف اللہ ہی سے مدد چاہتے ہیں کسی اور سے ہرگز نہیں  
چاہتے اور یہی اس ایت کریمہ کا مفاد ہے ہاں اللہ کی مخلوق سمجھ کر اس کی مدد کا مظہر  
سمجھ کر مخلوق سے مدد مانگنا جائز ہے حرام یا شرک نہیں۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں  
حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں مدد اولیاء سے مانگنا جائز ہے: اس  
جگہ جاننا چاہیے کہ غیر اللہ سے استعانت اس وقت ہے شرک جب اعتقاد اس غیر  
پر ہوگا اور غیر کو امداد الہی کا مظہر نہ سمجھے اور اگر توجہ خدا تعالیٰ کی طرف ہو اور اس کو  
مدد کا مظہر جان کر اور کارخانہ اسباب اور حکمت الہی پر نظر کرتے ہوئے اس غیر  
سے ظاہری طور پر مدد چاہنے کو خلاف عرفان نہیں اور شریعت میں بھی جائز ہے  
حضرات انبیائے کرام و اولیاء نے بھی اس قسم کی استعانت کی ہے۔ دراصل اس  
طرح کی مدد طلب کرنا جائز ہی نہیں بلکہ استعانت بحق تعالیٰ ہے۔

(تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۸ مطبوعہ کراچی)

شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں مدد غیر سے مانگنا جائز:-

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس ذات پاک کے سوا کسی غیر سے حقیقت میں مدد مانگنا ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

اسی لیے تو ہم اولیاء کرام سے ظاہری طور پر مدد مانگتے ہیں کیونکہ اس اصول کو خود علماء دیوبند نے بھی تسلیم کیا اور مانا اگر ہم اولیاء کے سردار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا جانتے مانتے کہتے ہیں تو یہ بھی اللہ کے حکم سے ہی ہے۔

آیت نمبر ۳: و تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

(پ ۶۱ المائدہ آیت ۲)

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا آپس میں اچھے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو لیکن برے کاموں میں مدد کرنا جائز نہیں اگر اللہ کے علاوہ کسی سے مدد مانگنا ناجائز اور شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی یہ نہ فرماتا

آیت نمبر ۴: حضرت ذوالقرنین علیہ السلام جب چلتے چلتے دو پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو وہاں کی قوم نے عرض کی حضرت یا جوج ماجوج جو اس سرزمین میں

ہیں بڑا فساد کرتے ہیں تو ہم آپ کے لیے کچھ سرمایہ جمع کر دیں جسے آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک بنادیں۔ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا میرے پروردگار نے مجھے تو بہت کچھ دے رکھا ہے وہ بہت ہے لیکن

فاعینو انی بقوة۔ سو تم میری مدد و محنت سے کرو

(پ ۱۶ اس الکہف ایت ۹۵)

اس ایت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے علاوہ کسی سے مدد طلب کرنا شرک یا ناجائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ذوالقرنین نے معاذ اللہ شرک کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو بیان کر کے واضح کر دیا کہ اپنے زیر سایہ لوگوں سے مدد مانگنا جائز ہے اسی طرح میں کہتا ہوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے مدد مانگی تو آپ کے مشکل کشا ہونے میں کوئی فرق نہیں۔

قرآن حکم کی بے شمار آیات الحمد للہ اس مسئلہ پر پیش کر سکتا ہوں لیکن ماننے والوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے اور نہ ماننے والوں کے لیے پورا قرآن بھی ناکافی ہے۔

انبیاء اور اولیاء ہماری مدد کرتے ہیں ثبوت احادیث سے :-

حدیث نمبر ۱: امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ مالک الدار جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وزیر خوراک تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ اقدس میں ایک بار سخت قحط پڑھ گیا ایک شخص (حضرت بلال بن حارث مزنی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزار مبارک



پر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے لئے بارش کی دعا کیجئے کیونکہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کے پاس جاؤ ان کو سلام کہو اور یہ خوشخبری دو کہ بارش یقیناً ہوگی اور ان سے کہو کہ تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے پھر وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور ان کو یہ بشارت دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور کہا اے اللہ میں صرف اسی چیز کو ترک کرتا ہوں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۳۲ و ج ۶ ص ۳۵۹ طبع کراچی رقم الحدیث ۳۱۹۹۳۔ الاستیعاب ج ۳ ص

۲۳۸ طبع دارالکتب بیروت)

(حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔ البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۱۶۷ طبع جدید بیروت)

حدیث نمبر ۲: فرمایا اپنی حاجتیں میرے رحمہ امتیوں سے مانگو رزق پاؤ گے  
مرادیں پاؤ گے۔

(کنز العمال حدیث ۱۱۸۰۱/۱۱۸۰۶ ج ۶ ص ۵۱۸/۵۱۹ طبع بیروت کتاب مکارب الاخلاق)

علامہ سید محمود الوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

بعض متقدمین کا یہ نظریہ ہے کہ بندہ کے لیے قدرت ہوتی ہے جو اللہ کے اذان سے موثر ہوتی ہے اور اس ایت کا معنی یہ ہے کہ میں کسی ضرر یا نفع پہنچانے پر قادر نہیں ہوں مگر جس کو اللہ چاہے تو میں اس کی مشیت سے نفع اور ضرر پہنچانے پر قادر ہوتا ہوں۔

(تفسیر روح المعانی ج ۷ ص ۱۹۰ طبع دار الفکر بیروت ایت ۳۹ یونس)

صحیح حدیث نمبر ۳: حضرت عتبہ بن غزوہ ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا راہ بھول جائے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہدم نہیں تو اسے چاہے یوں پکارے

اعینونی یا عباد اللہ (تین دفعہ) اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔  
اے اللہ کے بندو میری مدد کرو

(المعجم الکبیر حدیث نمبر ۲۹۰ ج ۷ ص ۱۷ طبع بیروت)

(یہیں حدیث ابن عباس راوی دیکھیں۔ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الدعاء حدیث ۹۷۰ ج ۱ ص ۳۹۰ طبع بیروت)

(نزہۃ البراری ۳۳۵ از نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد)

شیخ نجدی کے بھائی حضرت شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نے لکھا یہ حدیث صحیح ہے اس کو امام حاکم نے اپنی صحیح میں اور ابوعوانہ اور بزار نے سند صحیح کے ساتھ لکھا حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا مزید بھی سندیں بیان کیں۔  
ملاحظہ ہو۔

(الصواعق الہیہ ص ۴۰-۳۹ طبع مکتبہ اشین اتنبول)

(مجمع الزوائد میں علامہ بیہقی نے کہا اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔  
میں کہتا ہوں اگر اللہ کے علاوہ کسی سے ظاہری طور پر مدد مانگنا شرک یا ناجائز ہوتا تو دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا اس سے ضرور بچتے۔

کیا یہ پکاریں شرک ہیں دیوبندیوں وہابیوں کے پیشواؤں کی:

(۱) دیوبندی رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کے پیر مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی لکھتے ہیں۔ جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں۔  
 یار رسول اللہ ﷺ بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یار رسول اللہ ﷺ میری کشتی اب کنارے پر لگاؤ

گلزار معرفت المعروف کلیات امرادیہ ص ۲۰۵ طبع دار الاشاعت کراچی۔  
 (۲) انھیں جان کر دل سے حاجت روا کریں اپنی حاجات میں التجا (تقویۃ الایمان ص ۲۶۹)

(۳) انھیں اپنا مولا (مددگار) سمجھتے ہیں ہم۔ درِ راہ عقبی سمجھتے ہیں ہم تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان از شاہ اسماعیل دہلوی وہابی ص ۲۶۸ طبع میر محمد کتب خانہ کراچی

(۴) جو نفع پیر سے پہنچتا ہے اس کا فائدہ تمام دنیا سے ہزار ہا درجے بہتر ہے (یعنی پیر مشکل کشا) صراط مستقیم ص ۱۰۲ و ۱۰۴  
 نوٹ: اسماعیل دہلوی کو تاریخ اہلحدیث میں وہابیوں نے اپنا امام لکھا ہے ص ۲۹۰ طبع سرگودھا۔

۵۔ وحید الزماں اہلحدیث لکھتے ہیں:

یا نبی اللہ اور یا ولی اللہ میری حاجت پوری کر دیجئے کہنا جائز ہے نیز کہتے ہیں قبلہ دیں مدد دے کعبہ ایمان مدد دے ابن قیم مدد دے قاضی شوکاں مدد دے۔ یار رسول اللہ۔ یا علی۔ یا غوث نذر کرنا جائز ہے۔ دیکھیں ہدیۃ المہدی ص ۳۸ و ۵۰ و ۵۱ طبع فیصل آباد۔

(۶) محمود الحسن دیوبندی وہابی اپنے مولوی رشید احمد گنگوہی کو یوں پکارتے ہیں۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں لیجائیں ہم یا رب گیا وہ قبلہ حاجات روہانی و جسمانی۔ خدا ان کا مربی تھا وہ مربی تھے خلاق کے۔  
میرے مولیٰ میرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی۔ مرثیہ ص ۸ و ۹ طبع کتب خانہ رحیمیہ دیوبند انڈیا۔

بندیا لوی اینڈ کمپنی اب ان کو دیکھیں کیا کہتے ہیں اگر ہم ان کے نزدیک بدعتی یا مشرک ہیں تو ان کے ہونے میں کیا شک ہے جبکہ حدیث میں ہے میری امت میرے بعد شرک نہیں کرے گی۔ (بخاری شریف کتاب المغازی) میں کہتا ہوں بندیا لوی اینڈ کمپنی اگر تمہیں انصاف کی آنکھیں اور ایمان کی نگاہ نصیب ہے تو قرآن و حدیث کے ذخیرہ میں اس بارے میں بہت کچھ ملے گا اللہ آپ کو ہدایت عطا فرمائے

شیخ بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں:-

لوگ کہتے ہیں اپنی زندگی میں ولی عہد بنانا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلطی تھی میں کہتا ہوں ان حالات میں ماضی کو دیکھتے ہوئے اور مستقبل پر نظر رکھ کر ولی عہد کرنے کا فیصلہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن تدبیر، سیادت و فراست بیدار مغزی سیاسی بصیرت اور عالی ہمتی کا منہ بولتا ثبوت ہے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرے تدبیر پر قربان۔ تو نے آنے والے حالات کا اندازہ کر کے ابھی سے ان کا سد باب کر دیا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۰۳ طبع سرگودھا)

البتہ کچھ ان باتوں کے جوابات یزید کی ولی عہدی کے باب میں گزر



چکے لیکن ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حسن نیت پر کوئی شک نہیں انہوں نے جو کچھ کہا وہ خطائے اجتہادی ہمارے مسلک میں ضرور ہے اور خطائے اجتہادی کرنے پر بھی آپ اجر کے مستحق ہیں لیکن میں یہ تو حق رکھتا ہوں ان خارجیوں سے سوال کرنے کا وہ یہ کہ یا ر لوگ تو اللہ عز و جل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کے منکر ہیں اور منہ پھاڑ کر کہتے ہیں ان کو کل کا نہیں پتہ کیا ہو گا اور یہاں تک بے باکی کا مظاہرہ کہ ان کو اپنا بھی نہیں معلوم ان کے ساتھ کیا ہو گا لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے تم نے یہ تسلیم کر کے کہ انہوں نے آنے والے حالات کا سد باب کر دیا یہ کہہ کر اپنے مسلک کا خون کر دیا۔ اور حضور ﷺ کا علم غیب آج تک نہ مانا لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مان لیا شکر ہے صحابی کا مان لیا یہ بھول گئے تم انھوں نے جس سے سیکھا وہ بھی جانتے ہیں۔

شیخ بندیا لوی کا یزید کی حکومت کا متفقہ ثابت کرنے کا انداز پڑھیے:-

بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اور اس وقت موجود امہات المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) نے اور تابعین عظام نے بخوشی و رضا سیدنا معاویہ کے اس اقدام کی تائید کی اور یزید کو ولی عہد تسلیم کر لیا

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۰۶)

نیز لکھتے ہیں:-

اور پورے عالم اسلام میں یزید کی ولی عہدی کے مسئلہ پر کہیں کوئی ہنگامہ نہیں ہوا کسی جگہ صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی۔ کسی جگہ نفرت کا اظہار نہیں

کیا گیا کسی نے بھی مخالفت میں آواز نہیں اٹھائی۔ کہیں شور و غل کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی بلکہ پوری مملکت اسلامیہ میں حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا خاندانِ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت تمام مسلمانوں نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام کی تائید کی اور یزید کی ولی عہدی کی بیعت کر لی۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۷۰ طبع سرگودھا)

شیخ بند یالوی صاحب نے لکھ دیا تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن حتیٰ کہ پورے عالم اسلام نے بیعت یزید کر لی بغیر کسی دلیل کے و حوالہ کے میں کہتا ہوں کیا آپ مجتہد ہیں کہ ہر کوئی آپ کی بات تسلیم کرے گا آپ کو چاہیے تھا آپ کے نزدیک جو کتاب یا تاریخ معتبر تھی اور جس میں یہ باتیں تحریر تھیں جہاں سے آپ نے اخذ کیا حوالہ دیتے ہم غور کرتے جواب دیتے لیکن آپ کی ذاتی خرافات کو کون مانتا ہے میں نے الحمد للہ با حوالہ یزید کی ولی عہدی کے باب میں تقریباً ان تمام باتوں کے جوابات لکھ دیے ہیں قارئین وہیں سے ملاحظہ فرمائیں

شیخ بند یالوی کے نزدیک یزید کی بیعت پر اجماع ہے:-

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین یزید کی بیعت پر اس وقت کی پوری امت مسلمہ کا اجماع ایک ایسی انمٹ حقیقت ہے جس سے انکار کرنا اپنی عقل و سمجھ اور علم فکر سے دستبردار ہونے کے مترادف ہے عالم اسلام کے گوشہ گوشہ سے مسلمانوں نے بلا جبر واکراہ اور بلا خوف وطمع یزید کی

## ولی عہدی کی بیعت کی

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۰ طبع سرگودھا)

میں کہتا ہوں یہ سراسر جھوٹ ہے یزید کی بیعت پر ہرگز اجماع نہیں ہوا تھا یہ صرف اور صرف بند یا لوی صاحب کی ذہنی خرافات ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کوئی الزام ہم اہلسنت و جماعت نہیں لگاتے نہ یہ ہمارا مسلک ہے نہ ہی ان کی حسن نیت پر ہمیں کلام ہے شیخ بند یا لوی نے بار بار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اعتراضات کیے فلاں نے بیعت ان کی نہ کی ماں نے نہ کی انہوں نے جو کچھ کیا وہ امت اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے کیا وہ سب کے سب مجتہد تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ راشد تھے ان کو خلیفہ بنایا تھا مدینہ شریف کے صحابہ کرام نے کیونکہ خلیفہ کا انتخاب وہیں سے ہونا تھا وہ ہو گیا یزید کے بارے میں تفصیلات لکھ چکا ہوں مدینہ شریف میں اس وقت عبد اللہ بن عمرو عبد الرحمن بن ابوبکر و عبد اللہ بن زبیر و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے سربراہ تھے۔ بشمول حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب نے علی الاعلان یزید کی مخالفت کی تھی اور ہر ایک نے اپنے اپنے انداز میں احتجاج کیا تھا اور بھی کئی حضرات نے مخالفت کی میں لکھ چکا ہوں یہ بات بھی قابل غور ہے۔ محل نزاع کوئی صحابی نہیں بلکہ یزید ہے بند یا لوی صاحب کبھی یزید کا موازنہ کرتے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اور کبھی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہ ہی بے ادبی اور گستاخی ہے کہ یزید کو بڑھا چڑھا کر ان کے ساتھ مقابلہ کرنا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ کہاں یہ عظیم لوگ اور کہاں بد بخت یزید ہے۔ بلکہ وہ آسمان کے ستارے ہیں یزید وڑی کا گند۔

عبدالقادر روپڑی غیر مقلد اہلحدیث لکھتے ہیں:

یزید کو خلیفہ بنانا انصاف کے خلاف ہے۔

ہاں پوشیدہ طور پر یزید برائیاں (اس وقت) کرتا ہو تو بعید نہیں۔

فتاویٰ اہلحدیث ج ۲ ص ۶۳۴ طبع ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ سیٹلائٹ

ٹاؤن سرگودھا)

اس سے یہ بات تو ضرور ثابت ہوتی ہے کہ پہلے جو کچھ ہوا وہ تو ہو چکا

لیکن اب یزید کو خلیفہ کہنا ضرور انصاف کے خلاف ہے اور جب یزید کی بیعت لی گئی تو اس کی برائیاں سر عام نہ تھیں لیکن بعد میں سب کچھ کرنے لگا۔

شیخ بندیا لوی کی مزید خرافات پڑھیے:-

آج اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ

یزید کو زانی شرابی اور فاسق و فاجر سمجھتے تھے اس لیے اس کے خلاف خروج کیا تو ہم

پوری کائنات کے شیعوں کو اور ان اہلسنت کہلانے والوں کو جن کے منہ میں شیعہ

کی زبان حرکت کرتی ہے چیلنج کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

کوئی ایک خطبہ کوئی ایک تقریر۔ ان کی نجی محفل کی گفتگو یا کوئی ایک ارشاد پیش کرو

کہ انہوں نے کہا ہو کہ چونکہ یزید زانی اور شرابی ہے اور اس نے اسلام کا حلیہ بگاڑ

دیا ہے اس لئے میں اس کے ساتھ جہاد کرنے اور اس سے اقتدار چھیننے جارہا ہوں

اور کسی موقع پر بھی حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانے کا سبب یہ نہیں

بتایا کہ یزید فاسق و فاجر ہے اس لیے میں اس کے خلاف جہاد کرنے جارہا ہوں

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۱۴ طبع سرگودھا)



الحمد للہ ہم نے شیخ بندیا لوی کے اس اعتراض کی دھجیاں اڑادی ہیں یزید کو فاسق و فاجر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت کیا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت کیا صحابہ کرام سے ثابت کیا علماء محدثین سے ثابت کیا امام حسین کے خطبہ اور تقریر سے ثابت کیا بہت سے حوالہ جات سے مستند کتب سے ثابت کیا گزشتہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

بندیا لوی بار بار اہلسنت کو الزام لگاتے ہوئے جھوٹ گھڑتے ہوئے کہتے ہیں اہلسنت کے منہ میں شیعہ کی زبان ہے کبھی کہتے ہیں ان کی رگوں میں شیعہ کا خون ہے ہم نے الحمد للہ مقدمہ کتاب میں ثابت کیا اہلسنت و جماعت کی رگوں میں شیعہ کا خون نہیں نہ ہمارے منہ میں شیعہ کی زبان ہے بلکہ دیوبندیوں نے شیعہ کی حمایت کی ان کو پالا ان کے حق میں فتوے دیے ان کے ساتھ نکاح کو جائز رکھا شیعوں کے گھوڑے نکلوائے اور ان کے جنازے پڑھے باحوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ مقدمہ کتاب میں

شیخ بندیا لوی کا یزید کی تعریف کا نرالہ انداز پڑھیے:-

ہاں اس کے برعکس کئی جلیل القدر صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یزید کی بیعت بھی کی ہے اور تعریف بھی فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیے داماد علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قابل قدر فرزند حضرت عبد اللہ نے یزید کی بیعت کر کے اپنے خاندان کے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا ہم یزید بن معاویہ کی بیعت اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق کر چکے ہیں میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی غداری ہو سکتی ہے کہ

ایک شخص سے بیعت کر کے پھر اس سے جنگ کی جائے خبردار میرے خاندان میں سے جو شخص یزید کی بیعت توڑے گا تو پھر میرا اور اس کا تعلق نہیں رہے گا۔

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۳)

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۱۵ طبع سرگودھا)

ڈاکورنگے ہاتھوں پکڑا گیا:-

بہت افسوس ہے شیخ بندیا لوی پر بخاری شریف سے حدیث پیش کی پہلے تو اپنے مطلب کا حصہ حدیث نقل کیا اور یزید کی تعریف و ثنائیاں کرنے کی خاطر یہ ظلم کمایا اور پھر ترجمہ کرنے میں بھی مبالغہ آرائی کی حد کر دی۔

اب میں اصل اور مکمل حدیث لکھتا ہوں اور ترجمہ بھی وہابیوں کے قلم

سے پیش کرتا ہوں۔

حدیث بخاری میں مذمت یزید:-

حضرت نافع کہتے ہیں کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خاص خاص لوگوں اور اپنے بال بچوں کو اکٹھا کر کے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ ہر عہد شکن کے واسطے قیامت کے روز جھنڈا ہوگا جس سے اس کی رسوائی ہوگی اور بے شک ہم نے اس شخص (یعنی یزید) کی بیعت خدا اور رسول کی بیعت پر کی تھی اور یقیناً اس سے بڑھ کر عذر اور بے وفائی کیا ہوگی کہ ایک سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مطابق بیعت کی جائے اور پھر اس سے جنگ کی جائے اور بے شک میں نہیں جانتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص اس کو خلافت سے اتارے گا

اور اس کی اطاعت نہ کرے گا تو میرے اور اس کے درمیان میں جدائی ہو جائے گی۔

(صحیح بخاری ج ۴ پ ۲۹ کتاب الفتن ص ۷۸ طبع المکتبہ العربیہ اقبال ٹاؤن لاہور مترجم عبدالداؤد دیوبندی)

قارئین آپ ملا لیں اس ترجمہ اور حدیث کو بندیا لوی صاحب نے کتنی گڑبڑ کی حدیث تو یہ بتا رہی ہے کہ تمام اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی اور عبداللہ بن عمر اور ان کے گھر والوں نے نہ توڑی تو جناب بندیا لوی صاحب اکثریت یزید کے خلاف ثابت ہوئی یا حق میں۔ کہ ایک گھر والوں نے بیعت نہ توڑی باقی سب لوگوں نے توڑ دی۔

وحید الزماں غیر مقلد:-

نے تقریباً یہ ترجمہ کیا ہے اس کے بعد لکھتے ہیں

اس حدیث کی شرح وہابی گستاخ صحابہ کے قلم سے پڑھیے:-

- (۱) جو یزید سے بیعت کر چکے تھے انہوں نے اپنی بیعت نہیں توڑی تھی
- (۲) کہیں وہ بھی مدینہ والوں کے ساتھ ہو کر یزید کی بیعت نہ توڑ ڈالیں (۳)
- تاکہ لوگ اسے پہچان لیں کہ یہ دعا باز تھا۔ (۴) ہوا یہ تھا کہ پہلے پہل مدینہ والوں نے یزید کو اچھا سمجھ کر اس سے بیعت کر لی تھی پھر لوگوں کو اس کے دریافت حال کے لئے بھجوایا تو معلوم ہوا وہ کمبخت (یزید) فاسق و فاجر شراب خور ہے تب انہوں نے یزید کے نائب عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا اور یزید کی بیعت توڑ دی یزید یہ حال سن کر غصے ہوا اور مسلم بن عقبہ کو فوج کثیر دے کر مدینہ پر بھیجا اور یہ حکم دیا کہ جب مدینہ والوں پر تو غالب ہو جائے تو تین دن تک

قتل و غارت اور خون ریزی کرتے رہنا اس نے ایسا ہی کیا کہتے ہیں خود معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اہل مدینہ سے تجھ کو تکلیف پہنچے گی تو مسلم بن عقبہ کو فوج کا سردار کر کے وہاں بھیجنا مجھے اس کی خیر خواہی پر پورا اعتماد ہے اس کمبخت مسلم بن عقبہ نے مدینہ والوں کو بیدریغ قتل کیا پھر ان سے فارغ ہو کر مکہ کو چلا عبد اللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے لیکن رستے ہی میں فی النار و سقر ہوا لطف تو یہ ہے کہ یہ مسلم بن عقبہ مرتے وقت کہنے لگا یا اللہ میں نے کوئی نیکی اس سے زیادہ نہیں کی ہے کہ مدینہ والوں کو قتل کیا ان کا مال اسباب لوٹا لعنۃ اللہ علیہ و علیٰ من ارسلہ۔ (۵) عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو معاویہ نے دو لاکھ روپے بھیج کر یہ خواہش کی تھی کہ وہ ان کی زندگی ہی میں یزید ان کے صاحبزادے سے بیعت کر لیں مگر عبد اللہ نے کہا کہ شاید معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھ سے دو لاکھ روپے کے عوض یہ چاہتے ہیں تو کیسے ہو سکتا ہے میں اپنے دین کو ایسے ستے داموں بیچ ڈالوں شریعت کی رو سے دو امیروں سے ایک دم بیعت نہیں ہو سکتی خیر جب معاویہ رضی اللہ عنہ گئے تو عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان کے بیٹے یزید کو لکھ کر بھیجا کہ میں تم سے بیعت کر لی یزید بہت خوش ہوا اور اسی وجہ سے عبد اللہ اس کی آفتوں سے ہمیشہ محفوظ رہے عبد اللہ کا یہ مذہب تھا کہ گویزید فاسق ہو مگر فسق و فجور کی وجہ سے امام معزول نہیں ہو سکتا جیسے ہمارے زمانے کے اکثر فقیہوں کا قول ہے ہم کہتے ہیں یزید کی امامت ہی صحیح نہ تھی کیونکہ اہل حل و عقد نے اس سے بیعت نہیں کی تھی سب کے سردار اس وقت امام حسین علیہ السلام تھے انہوں نے اور دوسرے معتبر اہل بیت اور صحابہ نے اس کی بیعت نہیں کی تھی دوسرے یزید کی خلافت دعا بازی اور زبردستی پر مبنی تھی اس کے



بزرگوار یہ شرط قبول کر چکے تھے کہ امام حسن نے تاحیات خلافت میرے سپرد کی ہے پھر معاویہ کے بعد خلافت اپنے اصل حق دار کی طرف رجوع کرے گی اصلی حق دار امام حسن اور ان کے بعد امام حسین علیہ السلام تھے لیکن یزید نے امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو زہر دلوادیا اور ان کی وفات پر بہت خوش ہوا بلکہ یہ کہا کہ امام حسن ایک انگارہ تھا جس کو اللہ نے بجھا دیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس سازش میں شریک اور راز دار تھے اس پر طرہ یہ کیا کہ آپ کو ایک حسین حیاتی وہ بھی مستعار خلافت کا حق حاصل تھا آپ کو کیا اختیار تھا عہد شکنی کر کے اپنے بیٹے کو خلافت دے جائیں اگر معاویہ صحابی نہ ہوتے تو ہم ان کی شان میں بہت کچھ کہہ سکتے صحابیت کا ہم ادب کر کے سکوت کرتے ہیں اور یہ معاملہ حق تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

(تیسیر الباری ترجمہ و تشریح صحیح بخاری شریف ج ۶ ص ۵۲۰-۵۱۹ کتاب الفتن طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)

ہمیں وحید الزماں غیر مقلد کی کئی باتوں سے اختلاف اور ہمارے مسلک کے خلاف ہیں لیکن وہابی اپنے مسلک والوں کے لئے تو حجت ہے ہی اس لیے انہی کا منہ اور انہی کا پتھر نقل کر دیا۔ ہمارے نزدیک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس نے بہتان لگایا اور گستاخی بھی کی۔

بخاری شریف سے ثبوت کہ اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی:-

حضرت عباد بن تمیم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھے فرماتے ہیں کہ جب جنگ حرہ کا دن ہوا اور لوگوں نے (یزید بن معاویہ سے بیعت توڑ کر) عبد اللہ بن حنظلہ سے بیعت کی تو میں نے لوگوں سے

پوچھا کہ عبد اللہ کس بات کی بیعت لے رہے تھے ایک شخص نے کہا مرنے کی میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد تو میں کسی سے اس شرط پر بیعت نہیں کروں گا

(بخاری شریف پ ۶ کتاب المغازی ج ۳ ص ۱۴۱ مترجم عبد الدائم دیوبندی طبع لاہور)

(تیسیر الباری ترجمہ تشریح صحیح بخاری ج ۴ کتاب المغازی ص ۶۷ طبع لاہور)

برنے حاکموں کی اطاعت نہیں بادشاہ کی اطاعت اچھے کاموں میں

ثبوت بخاری سے

حدیث نمبر ۱: حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مرد مسلمان کو (امام کا حکم) سننا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے جب تک کہ اس کو گناہ کا حکم نہ کیا جائے اور جب گناہ کا حکم کیا جائے تو اطاعت نہیں کرنا چاہیے۔

نیز لکھتے ہیں:-

حدیث نمبر ۲: طویل حدیث ہے حسب ضرورت لکھ رہا ہوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ایک واقعہ عرض کیا گیا آپ نے فرمایا اگر وہ لوگ اس آگ میں چلے جاتے جو ایک سردار کے حکم سے جلائی گئی تھی تو پھر اس میں سے نہ نکلتے فرمانبرداری (محض) اچھے کاموں میں ہے۔

(بخاری شریف پ ۲۹ کتاب الاحکام ج ۴ مترجم عبد الدائم دیوبندی ص ۹۸ طبع لاہور)

گذشتہ اوراق میں گزر چکا یزید نے کتنے مسلمانوں کا قتل عام کروایا اور

بے شمار عورتوں کی عصمت دری کرائی گئی سرعام شراب پیتا تھا محارم سے نکاح کرتا تھا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا یزید کا کوئی دین نہیں ہم اس وقت اس کے خلاف نہیں اٹھے تھے کہ کہیں ہم پر آسمان سے پتھر برسنے نہ شروع ہو جائیں یہ تھا بندیا لوی کا پیشوا متقی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری لکھتے ہیں:-

حدیث نمبر ۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی آدمی کو کسی جماعت کا امیر بنایا حالانکہ اس جماعت میں اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ تھا تو بنانے والے نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور مسلمانوں سے خیانت کی امام حاکم نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا

(المستدرک ج ۲ ص ۹۳ طبع مکتۃ المکرمہ)

حافظ نور الدین الہیثمی لکھتے ہیں:-

حدیث نمبر ۴: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر ہم پر ایسے امیر مسلط ہوں جو آپ کی سنت پر عمل نہ کریں اور آپ کے احکام پر نہ چلیں تو آپ ان کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اس کی کوئی اطاعت نہیں۔ حافظ الہیثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمد اور امام ابو یعلیٰ نے

روایت کیا ہے اس کی سند میں عمرو بن زینب ہے جس کو میں نہیں جانتا اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۲۵ طبع دارالکتب بیروت)

(کنز العمال ج ۶ ص ۶۷ طبع بیروت)

حدیث نمبر ۵: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایسے امراء ہوں گے جو نیک کام کریں گے اور برے بھی جو ان سے بیعت توڑ دے گا وہ نجات پالے گا جو ان سے علیحدہ رہے گا وہ سلامت رہے گا اور جو ان سے میل جول رکھے گا وہ ہلاک ہو جائے گا اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس میں صباح بن بسطام ایک ضعیف راوی ہے

(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۲۸ طبع دارالکتب بیروت)

(کنز العمال ج ۶ ص ۶۸ طبع مؤسۃ الرسالۃ بیروت)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت انہی احادیث کی وجہ سے نہیں کی تھی جن صحابہ نے بیعت توڑ دی ان کا موقف بھی یہی احادیث ثابت کرتی ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے ساتھیوں پر بھی الزام نہیں کہ وہ بھی مجتہد تھے لیکن آج جو یزید کے طرف دار ہیں وہ ضرور غلط اور بے وقوف ہیں میں شیخ بند یالوی اینڈ کمپنی سے پوچھتا ہوں بخاری شریف کی روایتوں میں لکھا ہے کہ تمام صحابہ نے یزید کی بیعت توڑ دی آخر انہوں نے کیوں توڑی کیا وجہ تھی کہیں یزید کو نیک سمجھ کر توڑی تھی یا یقیناً بد کردار اور بے دین کہہ کر توڑی تھی۔



یزید کی ولی عہدی پر یوں بندی تسلیم شدہ اصول مفتی تقی کے قلم سے :-

(۱) یزید کو ولی عہد بنانے کی شرعی حیثیت کیا ہے (۲) یزید خلافت کا اہل تھا یا نہیں جہاں تک پہلے مسئلے کا تعلق ہے اس بات پر امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ خلیفہ وقت اگر کسی شخص میں نیک نیتی کے ساتھ شرائط خلافت پاتا ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کو ولی عہد بنادے۔ خواہ وہ اس کا باپ بیٹا یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو البتہ بعض علماء نے یہ شرط لگائی ہے کہ اگر وہ اس کا باپ یا بیٹا ہو تو اہل حل و عقد کے مشورے کے بغیر ولی عہد بنانا بھی جائز نہیں ہے تفصیل کے لیے دیکھیں۔ ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء

(ج ۱ ص ۵ طبع صدیقی بریلی۔ الاحکام السلطانیہ لامواو دی ص ۸ طبع مصر بحوالہ حضرت معاویہ اور تاریخ

حقائق ص ۷۰ طبع معارف القرآن کراچی)

نیز لکھتے ہیں مفتی تقی عثمانی صاحب :-

خلیفہ کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو ولی عہد بنائے جو اس کے ساتھ باپ یا بیٹے کا رشتہ رکھتا ہو بشرطیکہ وہ خلافت (یا بادشاہت) کی شرائط کا حامل ہو۔ اس لئے کہ خلافت محض ولی عہد بنانے سے منعقد نہیں ہو جاتی بلکہ مسلمانوں کے قبول کرنے سے منعقد ہوتی ہے..... محقق علماء کے نزدیک صحیح بات یہی ہے کہ اگر خلیفہ وقت تنہا اپنی مرضی سے کسی کو ولی عہد بنادے تو اس کے لیے یہ جائز ہے۔ لیکن اس کا یہ فیصلہ ایک تجویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ جسے امت کے اہل حل و عقد اس کی وفات کے بعد قبول بھی کر سکتے ہیں اور رد بھی۔ دلائل کی تفصیل کا تو یہاں موقع نہیں ہے مختصر یہ کہ حضرت ابو بکر نے حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کو ولی عہد تو بلاشبہ بنایا تھا۔ لیکن بنانے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اہل شوریٰ سے استصواب فرمایا اور جب دیکھا کہ تمام لوگ ان پر متفق ہیں تب اپنے فیصلے کا اعلان فرمایا۔ نیز ان کی وفات کے بعد بھی امت ان پر متفق ہو گئی۔

(الاحکام السلطانیہ ص ۹ طبع مصر از قاضی ابویعلیٰ)

(حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تاریخی حقائق ص ۸۰ طبع معارف القرآن کراچی)

(طبری ج ۲ ص ۶۱۸)

### یزید کی ولی عہدی:-

مسئلے پر غور فرمائیے مندرجہ بالا احکام کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیانت داری سے اپنے بیٹے یزید کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے تو اس سے ولی عہد بنا دینا شرعی اعتبار سے بالکل جائز تھا۔ اگر وہ یہ کام پوری امت کے مشورے سے کرتے تب تو بالاتفاق ان کا یہ فیصلہ ہر فرد کے لئے واجب الاتباع ہوتا۔ اور اگر تنہا اپنی رائے سے کرتے تو ان کے فعل کی حد تک تو یہ فیصلہ باتفاق جائز تھا۔ اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک امت کے لئے واجب العمل بھی تھا لیکن علماء کے راجح قول کے مطابق اس سے اہل وحل عقد کی منظوری کے بغیر یزید کی خلافت منعقد نہیں ہو سکتی تھی

(حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تاریخی حقائق ص ۸۰ طبع کراچی از مفتی تقی)

### نیز لکھتے ہیں:-

بلاشبہ افضل یہ تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے معاملے کو شوریٰ کے سپرد کر دیتے اور اپنے کسی رشتہ دار اور خاص طور بیٹے کے لئے

اس کو مخصوص نہ کرتے اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے ان کو جو مشورہ دیا تھا ولی عہد بنانے یا نہ بنانے میں اسی پر عمل کرتے لیکن انہوں نے اس افضل کام کو چھوڑ دیا۔

(العواصم من القواصم ص ۲۲۲)

### ابن خلدون نے لکھا:-

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں دوسروں کو چھوڑ کر اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کا جو داعیہ پیدا ہوا اس کی وجہ امت کے اتحاد و اتفاق کی مصلحت تھی بنو امیہ کے اہل حل و عقد اس پر متفق ہو گئے تھے کیونکہ وہ اس وقت اپنے علاوہ کسی اور پر راضی نہ ہوتے۔ اور اس وقت قریش کی سربراہ آوردہ جماعت وہی تھی اور اہل ملت کی اکثریت ان ہی میں سے تھی اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ترجیح دی اور افضل سے غیر افضل کی طرف رجوع کیا۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۳۷۷ باب ۳ فصل ۳۰ طبع بیروت)

(حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تاریخی حقائق ص ۱۱۷-۱۱۶ طبع معارف القرآن کراچی)

خلاصہ ان تصریحات کا یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کام کیا یزید کو اپنے بعد بادشاہت دی ان پر اس کام کی وجہ سے کچھ کو غلط فہمی ہوتی ہے اور ان کو مورد الزام ٹھہرا دیتے ہیں اس لیے میں نے ان تصریحات کو لکھاتا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پاک صاف ہو جائے اور کسی کو غلط فہمی نہ لگے اور اس وقت یزید کا کردار باپ پر کھلا ہوا نہ تھا جیسا کہ ہر برائی کرنے والا اپنی برائیوں کو اپنے ماں باپ ورشتہ داروں سے چھپایا کرتا ہے یہی معاملہ یزید کا تھا اور جن لوگوں نے معہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت

کی تھی ان پر بھی یزید کا کردار واضح نہ تھا جب کردار یزید سے واقف ہوئے تو بیعت سے علیحدہ ہو گئے جس کے نتیجے میں واقعہ ۷۰ پیش آیا رہا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ وہ خود مجتہد تھے ان کے بارے بھی ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم تبصرہ کریں۔

شیخ بندیا لوی کے نزدیک یزید نیکو کار صالح تھا:-

امام الانبیاء سرور کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محبوب چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لائق فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ایک ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات کی خبر ملی تو دیر تک روتے رہے اور ان کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے رہے اور پھر فرمایا

ان ابنہ یزید لمن صالحی اہلہ فالزموا مجالسکم و

اعطوا طاعتکم و بیعتکم ..... فمضی فباع

بے شک حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے یزید اپنے خاندان کے نیکو کاروں میں ہیں لوگو اپنی جگہ بیٹھے رہنا اور اطاعت کرنا۔ اور بیعت میں شامل ہونا۔ پھر آپ تشریف لے گئے اور بیعت فرمائی۔

(انساب والاشراف بلاذری ص ۴۲ ج ۴)

(الامۃ والسیاستہ ج ۱ ص ۲۰۲)

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر۔ ص ۱۱۶ از بندالوی طبع سرگودھا)

یہ روایت خود ساختہ گھڑی گئی:-

اس روایت کو میں نے اپنے ناقص علم کے مطابق بہت تلاش کیا لیکن



مجھے کہیں نہیں ملی شیخ بند یالوی نے حوالہ انساب الاشراف بلاذری ج ۴ کا دیا میں نے یہ جلد شروع سے لیکر حرف بہ حرف تقریباً ۱۰۹ صفحات تک دیکھی مزید جلد تین امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلح حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ج ۳ ص ۲۸۶ تا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوفہ پہنچنے تک کے حالات ص ۳۹۴ طبع دار الفکر بیروت حرف بہ حرف دیکھی اس کے باوجود مجھے نہیں ملی میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ شیخ بند یالوی کی عادت ہے جھوٹی باتیں لکھنے کی اس لیے یہ بھی منگھڑت اپنی طرف سے بنا کر لکھ دی اور دوسری کتاب کا جو نام درج کیا۔ یہ بھی کہیں ہے تو خارجیوں کے ہی کتب خانہ میں ہے اور کہیں نام نہیں۔ میں نے جامعہ اشرفیہ سے لے کر بہت سی لائبریریاں دیکھیں یہ کتاب نہیں ملی۔

یہ روایت کئی وجوہات کی بنا پر خود ساختہ ہے ایک یہ کہ اصل کتاب میں نہیں جس کا حوالہ درج ہو چکا۔ دوسرا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی ہرگز بیعت نہ کی باحوالہ گزر چکا تیسرا یزید کے بارے آپ کا نظریہ بالکل اس کے خلاف ہے ملاحظہ فرمائیں تاریخ کی معتبر کتاب سے اور دیوبندیوں کے گھر سے ثبوت پڑھیے۔

صحابی رسول عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک یزید دشمن اہلبیت حسین ورفقاء کا قاتل اور پیاسا شہید کرنے والا تھا۔

یزید نے ایک خط حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لکھا اس وقت جب آپ نے اپنے موقف اور اجتہاد کی بنا پر حضرت عبداللہ بن زبیر کی

بیعت نہ کی تو یزید نے سمجھا کہ آپ میری بیعت میں شامل ہیں اس لیے بیعت نہیں کی یزید کا خط اور عبد اللہ بن عباس کا جواب میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اب صرف جواب کا مفہوم لکھتا ہوں جس کا جی چاہے اصل کتاب سے ملا لے۔ خدا کی قسم میں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کو اس لیے ترک نہیں کیا کہ میں تمہاری خوشنودی یا تم سے کوئی صلہ حاصل کروں بلکہ ترک بیعت سے میرا جو مقصود ہے اس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تمہارا یہ گمان کہ میں صلہ و احسان کے لالچ میں آ کر لوگوں کو تمہاری دوستی کی دعوت دوں اور ان کے دلوں میں ابن زبیر کا بغض پیدا کروں اور ان کے چھوڑنے پر مجبور کروں ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ بلاشبہ تو نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد المطلب کے جوانوں کو قتل کیا ہے جو ہدایت کے روشن چراغ اور چمکتے ہوئے ستارے تھے۔ تیرے حکم سے تیرے لشکر کے سواروں نے ایک ہی جنگ میں ان کو خاک و خون میں ملا دیا۔ وہ سخت پیاس کی حالت میں شہید ہوئے اور ان کے لاشے برہنہ، بے کفن کھلے میدان میں پڑے رہے ہوائیں ان پر خاک اڑائیں اور جنگل کے گفتار ان کی بوئیں سوگھتے تھے تا آنکہ ایک قوم کو جو ان کی خون ریزی میں شریک نہ تھی اللہ نے توفیق دی کہ انہوں نے ان سب کا کفن دفن کیا اگرچہ میں تیری مجلس میں بیٹھ کر عزت دنیوی حاصل کر سکتا ہوں لیکن میں ابھی ان باتوں کو نہیں بھولا اور نہ بھولوں گا کہ تو نے حسین کو حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حرم اللہ مکہ مکرمہ کی طرف نکالا اور ان کی طرف برابر سوار اور پیادے بھیجتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے امام کو عراق کی طرف نکلنے کے لئے بے قرار کر دیا چنانچہ وہ مکہ سے بھی ڈرتے ہوئے نکلے تو پھر تیرے سواروں نے ان کو اس عداوت کی بنا پر جو تجھ کو اللہ

اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول جن کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی آلائشوں سے پاک کر کے طاہر و مطہر بنا دیا تھا گھیر لیا۔ امام حسین نے تم سے صلح کرنا چاہی اور واپس چلے جانے کا سوال کیا مگر تم نے ان کے مددگاروں کی قلت اور ان کے اہل بیت کے استیصال کے موقع کو غنیمت جان کر ان کے خلاف اس طرح ایک دوسرے کی معاونت کی کہ گویا تم کسی ترک یا کافروں کے کسی خاندان کو قتل کرتے ہو کس قدر تعجب ہے کہ تم مجھ سے دوستی کی توقع رکھتے ہو۔ حالانکہ تم نے میرے باپ کی اولاد کو قتل کیا ہے اور تمہاری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے تم میرے عزیزوں کے قاتل ہو اور تم اس پر خوش اور مغرور نہ ہو کہ آج تم نے ہم پر غلبہ پالیا ہے ایک دن ہم بھی تم پر ضرور فتح یاب ہوں گے

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۱۲۸-۱۲۷ طبع دار صادر بیروت لبنان)

(تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۸۹ طبع ملتان از امین صفدر اکاڑوی دیوبندی)

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۳۶۶ تا ۳۶۸ طبع صراط مستقیم شالامارلا ہوراز ظفر اللہ شفیق دیوبندی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۲۸ طبع مکتبہ مدنیہ لاہور)

دیوبندیوں مفتی لکھتے ہیں کسی صحابی نے یزید کی تعریف نہیں کی۔

کوئی صحابی ہمیں یزید کا ثنا خواں اور اس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۲۹۔ از مفتی عبدالرشید

اب میں پوچھتا ہوں بندیا لوی صاحب سے آپ کے بڑے مفتی



صاحب غلط ہیں یا آپ خدا کے قہر و غضب میں گرفتار ہیں فیصلہ آپ خود کر لیں ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی۔

پھر یزید کے نیک ہونے والی روایت کو اگر ہم صحیح بھی مان لیں پھر بھی نا مقبول ہے کیونکہ یہ اس وقت کی بات ہے جب یزید کا کردار صحابہ کرام مع ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کھلا نہ تھا جب کھل گیا تو سب خلاف ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کو قاتل فرما رہے ہیں اپنے خاندان کا قاتل بھی فرما رہے ہیں اور دو ٹوک جواب لکھ رہے ہیں اے یزید کسی غلط فہمی میں نہ رہنا تو نے اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایسے قتل کیا اور کرایا جیسے کافروں کے ساتھ لڑ رہے تھے ان باتوں کے ہوتے ہوئے تو مجھ سے دوستی کی توقع رکھتا ہے خبردار یہ ہرگز نہیں ہو سکتا میں ساری باتیں بھول سکتا ہوں لیکن تو نے جو ظلم کیے ہیں ان کو نہیں بھول سکتا لیکن اس کے برعکس بندیا لوی نے اپنی طرف سے ایک نظریہ گھڑ کر الزام اور جھوٹا بہتان صحابی رسول اور صحابی کے بیٹے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محبوب چچا کے بیٹے پر جڑ دیا۔

لعنة الله على الكذابين

شیخ بندیا لوی کو ایک تنکا اور مل گیا:-

مشہور صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد

فرماتے ہیں

غلبني الحسين علي الخروج و قلت له اتق

اله في نفسك و الذم بيتك ولا تخرج علي امامك



حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بھی مجبور کیا کہ ان کے ساتھ کوفہ چلوں تو میں نے ان سے کہا اپنے دل میں اللہ سے ڈرو۔ اپنے گھر میں بیٹھے رہو اور اپنے امام (یعنی خلیفہ وقت یزید) کے خلاف نہ نکلو۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۶۳)

ان تین جید اور مشہور صحابیوں کے ارشاد و اقوال سے یزید کی پوزیشن نکھر کر سامنے آ گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا ہم نے بخوشی و رضا بیعت کر لی ہے میرے خاندان میں سے جو یزید کی بیعت توڑے گا میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یزید کو نیک اور صالح کہہ کر ان لوگوں کی زبانیں بند کر دی ہیں جو یزید کو فاسق و فاجر، بدکردار اور بد عمل نہ کہہ لیں تو ان کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا حسین کو شفقت سے سمجھایا کہ کوفہ تشریف نہ لے جائیے۔ س لیے کہ یزید ہمارا امام ہے۔ ان تین جلیل القدر ہستیوں کے ارشادات کے بعد بھی جو شخص یزید کو گالیاں نکالتا ہے۔ اور اسے فاسق و فاجر شرابی و زانی کہہ کر حب حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا حق ادا کرنا چاہتا ہے وہ درپردہ ان تین صحابیوں پر تمرا کرتا ہے اور ان کی شجاعت و دیانت کو مجروح کرنے پر تلا ہوا ہے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۷۱ طبع سرگودھا)

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ یہ روایت ہمارے نزدیک نامقبول ہے اس کی چند وجوہات میں اسی کتاب سے درج کرتا ہوں

بندیا لوی کی پیش کردہ عبارت اصل یہ تھی الازام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لگا دیا:-

مجھے بہت افسوس ہے کہ شیخ بندیا لوی نے الازام گھڑا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وہ یہ کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجبور کیا کہ آؤ میرے ساتھ چلیں حالانکہ آپ نے ہرگز آپ کو مجبور نہ کیا تھا یعنی میرے ساتھ چلو بلکہ جس طرح باقی لوگوں نے منع کیا اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مشورے کے طور کہا کہ آپ کو فہ نہ جائیں پڑھیے میں ترجمہ بھی اسی کتاب کا جو وہابیوں کے مکتبہ نے شائع کیا پیش کرتا ہوں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خروج کے بارے میں مجھ پر غالب آگئے اور میں نے انہیں کہا اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنے گھر میں رہو اور اپنے امام کے خلاف خروج نہ کرو۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۳ مترجم نفیس اکیڈمی کراچی)

یہ تھا اصل عبارت کا ترجمہ جس کو شیخ بندیا لوی نے اتنا مبالغہ آرائی کے ساتھ بیان کیا مطب یہ تھا کہ میں نے ان کو روکا وہ مجھ پر غالب آئے میری بات نہ مانی اپنے موقف پر قائم رہے اب اسی کتاب سے ایک دوسری عبارت بھی ملاحظہ ہو جو اس عبارت سے چند صفحات پہلے ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر کہا اے ابو عبد اللہ (یعنی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں آپ کا خیر خواہ ہوں اور آپ پر مہربان ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے کوئی

پیروکاروں نے آپ سے خط وہ کتابت کی ہے اور وہ آپ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتے ہیں اور میں نے آپ کے باپ کو کوفہ میں بیان کرتے سنا ہے خدا کی قسم میں ان سے اکتا گیا ہوں اور میں ان سے نفرت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے اکتا گئے ہیں اور مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور ان میں قطعاً وفا نہیں اور جو ان میں کامیاب ہوا ہے وہ ناکام کرنے والے تیر سے کامیاب ہوا ہے خدا کی قسم نہ ان کی کوئی نیت ہے اور نہ کسی امر کے بارے میں ان کا کوئی عزم اور نہ تلوار پر کوئی صبر ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰ طبع کراچی)

اب اس عبارت کو پڑھ لینے سے یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اگر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یزید متقی پر ہیزگار خلیفہ راشد یا امام ہوتا تو اس پہلی نصیحت میں بھی کوئی کلمہ تو یزید کی حقانیت کا ہوتا لیکن کوئی ایسا ایک جملہ بھی نہیں تو واضح ہوا کہ اس دوسری عبارت میں گڑ بڑ ہے ورنہ یزید ہرگز اس قابل نہ تھا کہ یہ جلیل القدر لوگ اس کو اپنا امام کہتے بلکہ ایسا سوچنا بھی ان کے لئے ہمیں جائز نہیں۔ پھر یہ بات ابوسعید خدری نے اس وقت کہی کہ یزید کا کردار اس وقت مخفی تھا۔

پھر شیخ بن دیا لوی نے کہا جو یزید کو برا بھلا کہتا ہے وہ در پردہ ان صحابہ پر تبرا کرتا ہے لیکن میں کہتا ہوں جو یزید کی تعریف و ثنا کرتے ہیں وہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے رفقاء اہلبیت کے تمام افراد جو یزید کے خلاف نکلے اور جن صحابہ کرام نے یزید کی مخالفت کی مثلاً حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر و عبد اللہ بن عمرو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب پر تبرا کرتا ہے مزید برآں جنہوں نے پھر بیعت توڑ دی عبد اللہ بن حنظلہ غسیل لملائکہ اور ان کی جماعت جنہوں نے



اپنی پگڑیاں اور جوتیاں اتار پھینکیں بیعت سے علیحدہ ہو گئے ان میں جلیل القدر تابعین بھی تھے جن پر یزید نے لشکر کشی کی یزید کی تعریف اور متقی پر ہیز ثابت کرنے والے ان سب پر تبرا کرنے والے یزیدی ہیں یہ تبرا بندیالوی کو نظر نہیں آتا اس لیے کہ وہی نظر آتا ہے جو مقصد ہو بس بچا رہ بندیا لوی بچاتا پھرتا ہے یزید کو اور کوئی بچے یا نہ پھر میں شیخ بندیا لوی سے پوچھتا ہوں تم نے ابھی پہلے لکھا سارے واعظ اور ملاں مکھی پر مکھی مارنے والے تھے تو میں کہتا ہوں تم نے کون سی ایت سے یزید کی تعریف ثابت کی یا حدیث سے ثابت کی ایسا تم کر بھی نہیں سکتے جب تمہارے نزدیک مکھی پہ مکھی مارنے والے غلط ہیں تو جناب نے بھی تو اور بہت سی مکھیاں مار کر یزید کی تعریف ثابت کرنے کی کوشش کی تمہارے نزدیک وہ غلط ہمارے نزدیک سارے کے سارے خارجی ناصبی یزیدی غلط اس لیے کہ تم مکھے مارنے والے ہولہندا! تم ڈبل غلط ہو۔ کہ اپنی کتاب البدایہ سے لکھتے ہو۔

مکمل ہو گئے بندیا لوی کے اعتراضات کے جوابات مزید برآں اگر انہوں نے یزید کی تعریف کی ہو تب بھی یزید بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ باتیں اس وقت کی ہیں جب یزید کا کردار صحابہ کرام کے سامنے کھلا ہوا نہ تھا جب کھل گیا کردار یزید کا اس کے بعد کسی صحابی یا تابعی نے یزید کو نیک کہا ہو تو ثابت کرو۔

قل ھا تو برھا نکم ان کنتم صدقین۔ پ اس البقرة

شیخ بندیا لوی کے نزدیک یزید نمازی اور نیک تھا۔

خاندان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ممتاز فرد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند حسنین کریمین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے برادر



عزیز۔ بہت بڑے تابعی عالم حضرت محمد (رحمۃ اللہ علیہ) (بن علی) (المعروف بہ ابن حنیفہ) نے بھی بخوشی و رضا یزید کی بیعت کی تھی۔ اور جب کچھ لوگوں نے ان سے مطالبہ کیا کہ آپ یزید کی بیعت توڑ دیں تو انہوں نے سختی سے انکار کیا۔ اور یزید کی حمایت میں ان سے بحث مباحثہ کیا۔ پھر جب مخالفین نے یزید پر الزامات لگائے کہ وہ شراب پیتا ہے بے نماز ہے اور بدکردار ہے۔ تو علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اس لائق فرزند نے یزید کی حمایت میں ان لوگوں کو جواب دیتے ہوئے فرمایا

ما رایت منہ ما تذکرون و قد حضرته

و اقمتم عندہ فرأته مواظباً علی

الصلوۃ متحريراً للخیر یسأل عن الفقه ملازماً للسنۃ

میں نے یزید میں وہ باتیں نہیں دیکھیں جو تم بیان کر رہے ہو میں خود اس کے پاس گیا ہوں اور اس کے ہاں رہا ہوں میں نے اس کو ہمیشہ نماز کا پابند۔ نیک کاموں کا متلاشی..... مسائل فقہ پر گفتگو کرنے والا، اور سنت نبوی کا پیروکار پایا ہے۔

(المبدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۳)

قارئین گرامی۔ محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس ارشاد کو ایک بار پھر پڑھئے کہ یہ ارشاد یزید کے ایک ہم عصر کا ہے اور ہم عصر بھی ایسا جو فرزند علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہے اور برادر حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے یزید کے پاس رہ کر اس کے شب روز اور حالات دیکھے ہیں۔ میں نے اس کے اندر وہ باتیں نہیں دیکھیں جو تم بیان کرتے ہو۔ میں نے تو یزید کو دین

دار، خدا ترس، اتباع رسول میں حریص اور علمی مجالس قائم کرنے والا پایا ہے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر۔ ص ۱۱۹ طبع سرگودھا)

کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان عنہم کا عمل حجت نہیں: بندیا لوی نے صحابہ کرام کی توہین کر دی:-

عجیب منطق ہے شیخ بندیا لوی صاحب کی صحابہ کرام کی توہین کرنے کے لئے سہارا تا بھی اور اہلیت کا تلاش کر لیتا ہے اگر اس کتاب کی یہ روایت وزنی اور قابل استدلال بندیا لوی کے نزدیک تھی جس سے یزید کی تعریف کا خوب قصیدہ لکھا اسی کتاب میں بے شمار جگہ یزید برا بے نماز، شرابی وغیرہ لکھا وہ تمہیں روایتیں نظر نہ آئیں ان سب کو سعودی ریال سمجھ کر ہضم کر لیا تم نے اور پھر اسی کتاب میں ۶۳ھ کے حالات میں لکھا ہے صحابہ نے یزید کی بیعت توڑ دی جو تیاں اور پگڑیاں اتار پھینکیں اور کہا یزید کا کوئی دین نہیں شرابی ہے تارک الصلوٰۃ اور محرمات سے نکاح کرنے والا ہے میں کہتا ہوں اس گستاخ ملاں نے اس روایت سے استدلال کر کے صحابہ کرام کی توہین کی صرف یزید کو بچانے کے لئے صحابہ کو پس پشت ڈال دیا یہ روایت لکھتے وقت حدیث تم بھول چکے تھے کہ صحابہ کرام ہدایت کے ستارے ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے ویسے تم دعویٰ کرتے ہو ہم صحابہ کا دفاع کر رہے ہیں لیکن اس روایت کو تم نے صحیح مان کر صحابہ کی توہین کی ہے پھر یہ روایت قرآن و حدیث کے قوانین کے خلاف مثلاً حدیث سے یزید سنت کو ختم کرنے والا دین میں رخنہ اندازی کرنے والا باحوالہ گزر چکا یہ احادیث ضعیف ہیں لیکن تاریخی روایات سے افضل و اعلیٰ ہیں

علماء نے لکھا ہے کہ تاریخی روایات کے خلاف چاہے حدیث ضعیف ہی کیوں نہ ہوں تاریخ کو چھوڑ دیں گے حدیث پر عمل کریں گے پھر اسی کتاب سے میں لکھ چکا ہوں محمد بن حنیفہ حقیقت میں یزید کے خلاف تھے باحوالہ گزر چکا آپ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورے دیے جو یزید کے خلاف تھے ان مشوروں کو تمام مؤرخین نے بیان کیا اس کے ساتھ ساتھ علماء دیوبند نے بھی قبول کر کے کہا محمد بن حنیفہ یزید کے خلاف تھے۔

حکیم الاسلام قاری طیب دیوبند لکھتے ہیں:-

محمد بن حنیفہ نے کہا بھائی جان میں تمہیں ساری دنیا سے عزیز رکھتا ہوں اول تم کسی بھی شہر میں قیام نہ کرو دیہات اور ریگستان میں قیام کرو اور لوگوں کو اطلاع دو اگر وہ تم سے بیعت کر لیں اور تم پر جمع ہو جائیں تب شہروں کا رخ کرو اور اگر شہروں میں رہنا چاہتے ہو تو مکہ چلے جاؤ۔ اگر وہاں وہ بات پوری ہو جائے جو تم چاہتے ہو فہماور نہ ریگستانوں اور پہاڑوں ہی میں قیام رکھو..... اس سے صاف واضح ہے کہ حضرت محمد بن الحنفیہ حضرت حسین کے اس اقدام کو جو یزید کے خلاف تھا کوئی برا اقدام یا شرعی گناہ نہیں سمجھتے تھے صرف مصلحت کی وجہ سے ان کی رائے نہ تھی۔ اگر وہ اسے شرعی جرم جانتے تو حضرت حسین کو کسی بھی درجہ میں لوگوں کی بیعت لینے کا مشورہ نہ دیتے ان کا تدبیریں میں بتلانا کہ اگر تمہیں یہ کرنا ہی ہے تو دیہات میں قیام کرو ورنہ بھیجو بیعت لو۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۱۸-۱۱۷ طبع ادار اسلامیات لاہور، کراچی)

اگر یزید نیک ہوتا یا نیک سمجھتے تو امام کو فرماتے یزید کی بیعت کرو لہذا



واضح ہوا محمد بن حنفیہ نہ یزید کو نیک جانتے تھے نہ ہی اس کے خلاف امام کے خروج کو ناجائز سمجھتے تھے اور جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو منع کیا وہ بھی صرف اس لئے کہ یزید کی مخالفت سے خون ریزی اور قتل و غارت بڑھے گی کیونکہ تجربات اور حالات یہ بتا رہے تھے جس ظالم نے اہلیت کے اوپر ظلم کیا ہے وہ باقی مسلمانوں کو نہیں چھوڑے گا اسی مصلحت کے تحت کہا مسلمانوں کی جانیں ضائع نہ ہوں کہہ دیا یزید جیسا تم کہتے ہو دیا نہیں۔  
حقیقت میں وہ بھی یزید کو برا ہی جانتے تھے۔

شیخ بندیا لوی پر خدا کا غضب بھص حدیث ہو گا فاسق کی تعریف کرنے کے سبب:-

پھر یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے برے شخص کی تعریف ناجائز ہے لیکن بندیا لوی پرتف ہے جس یزید کے فاسق و فاجر ہونے پر علماء امت کا اتفاق ہے یہ اس کو اچھا ثابت کریں اور ثابت کرنے کی سعی میں ہے۔

حدیث پڑھیے۔ ابو بکر بن ابی الدنیا کتاب ذم الغیبة اور ابو یعلیٰ اپنی مسند اور امام بہقی شعب الایمان میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عدی کامل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش خدا اہل جاتا ہے۔

(شعب الایمان ج ۳ ص ۲۳۰ رقم الحدیث ۴۸۸۶ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

(اکمال لابن عدی ج ۳ ص ۳۰۷ طبع دار الفکر بیروت)



علماء محققین نے فرمایا وجہ اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برے لوگوں سے بچنے اور اس سے دور رہنے اور اسے دور رکھنے کا حکم فرمایا لیکن بندیا لوی صاحب ایسے برے کی تعریف خود کر رہے ہیں اور کرنے کی تلقین کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے نظریات سے بچائے آمین اور ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

اب اس طرف بھی توجہ کر لیں جو روایات اہلبیت کی توہین یا نقص و عیب ظاہر کریں یزید کی تعریف و ثنا ظاہر کریں وہ بھی قرآن و حدیث کے قوانین کے تحت رد ہوں گی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ان کو ہم نے ہر قسم کے عیب و نقص و پلیدی سے پاک کر دیا ہے تاریخی روایات وہی قابل قبول ہیں جو اہلبیت کی عظمت ظاہر کریں اور قرآن حدیث کے مطابق ہوں انہی باتوں کو علماء نے قبول کیا ہے اور یہی اصول علمائے دیوبندی نے بھی تسلیم کیا ہے جیسا کہ میں حکیم الاسلام قاری طیب کے قلم سے شہید کربلا اور یزید کے ص ۱۹۵ تا ۱۹۹ لکھ چکا ہوں پڑھ لیجئے۔

## شیخ بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں کہ یزید جنتی ہے

بخاری وہ کتاب ہے کہ تمام امت قرآن مجید کے بعد اسے سب سے مستند کتاب تسلیم کرتی ہے بخاری کے مقابلے میں جو روایات آئیں گی وہ نامقبول اور مردود ہوں گی۔ جب تک یہ ثابت نہ کر دیا جائے کہ بخاری کی سب کمزور اور مخالف روایات کی سند مضبوط ہے۔ حیف اور تعجب ہے کہ بخاری میں تو اللہ تعالیٰ کے صادق اور عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے جنتی اور مغفور ہونے کی خبر دیں لیکن عاشقانِ رسول کہلانے والے اور

بخاری کے نام پر روٹیاں کھانے والے تاریخ کی موضوع..... من گھڑت اور ضعیف روایات کا سہارا لے کر اور شیعہ پروپیگنڈے سے مغلوب اور متاثر ہو کر یزید کو شیطان کہتے پھریں۔ اسے جہنمی قرار دیں اور اس پر لعنت کا ورد کرتے رہیں۔ امام الانبیاء سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیے

اول جيش من امتی یفزون البحر قد اوجبوا

میری امت کا پہلا لشکر جو سمندری جہاد کرے گا ان پر جنت واجب ہے تمام علماء امت کا اجماع ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی بحری جنگ جو لڑی گئی اس لشکر کے قائد اور سپہ سالار سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا

او جيش من امتی یفزون مدینہ قیصر مغفور لہم

میری امت کا پہلا لشکر جو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوگا اس کی مغفرت مقدر ہو چکی ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۴۱۰)

قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر سمندری راستے سے مسلمانوں کا حملہ ۵۲ھ کا

واقعہ ہے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۲۲ طبع سرگودھا)

بندیا لوی صاحب نے اس جگہ کتاب بخاری شریف کی عظمت کو لکھا جو ابابا عرض ہے کہ ہمیں تو بخاری شریف کی فضیلت پر کوئی انکار نہیں لیکن میں یار لوگوں سے تو پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کے دغلہ پن کی سمجھ نہیں آئی ایک طرف

بخاری شریف کے صحیح ہونے کا اعتراف کرتے ہو دوسری طرف امام بخاری کی روایت کردہ احادیث کا آج تک انکار کرتے ہو۔ دیکھئے تمہاری استدلال کردہ اسی حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم غیب ثابت ہوتا ہے تم نے آج تک علم غیب نہیں مانا انکار کرتے ہو مزید برآں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ نے علم کلی عطا فرمایا تھا میں اسی کتاب سے مقدمہ میں لکھ چکا ہوں لیکن تم نے بخاری پڑھنے پڑھانے کے باوجود نہیں مانی اسی طرح اسی کتاب سے آپ کا حاضر و ناظر ہونا نور ہونا ثابت لیکن تم آج تک انکاری ہو علم قیامت ہونا کل کا علم ہونا سب بخاری سے ثابت تم آج تک انکار کرتے ہو پھر بتاؤ تم بخاری کو مانتے ہو یا انکار کرتے ہو۔

میں تو کہتا ہوں بخاری تمہارے لیے سراسر بیماری ہے کسی نے کیا خوب کہا۔

بنا عشق نبی جو پڑھتے پڑھاتے ہیں بخاری  
آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری

میں نے جو حدیث قطن ظنیہ کے رایوں پر جرح کی وہ بخاری شریف پر اعتراض نہیں میرا ایمان ہے قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح احادیث صحیح بخاری میں ہیں۔

پھر بند یالوی صاحب نے طنز کرتے ہوئے کہا جس کا نام لے کر روٹیاں کھاتے ہیں میں کہتا ہوں یا ر لوگوں کا ہی ہر وقت یہ کام ہے بخاری بخاری کرنا آپ ہی اس کے نام کی روٹیاں کھاتے ہیں جب بات مطلب کی نہ ہو تو کہہ

دیتے ہیں نام کی چیز حرام ہے مطلب ہو تو سب کچھ حلال ہے۔

پہلا جہاد قسطنطنیہ ۳۲ھ میں ہوا

دوسرا جہاد قسطنطنیہ ۴۳ھ میں ہوا

تیسرا جہاد قسطنطنیہ پر ۴۴ھ میں ہوا:

بند یالوی کی پیش کردہ روایت بخاری پر پہلے سیر حاصل گفتگو میں کر چکا ہوں اس کی شرعی اور فنی حیثیت کو لکھ چکا ہوں۔

جہاد قسطنطنیہ میں یزید کس حیثیت سے شامل ہوا اور یہ بھی کہ خود شامل نہیں ہوا بلکہ باپ نے دیکے مار کر بھیجا اور کمانڈر نہیں تھا اب یہ لکھتا ہوں جس لشکر میں یزید شامل ہوا اس سے پہلے کتنی بار وہاں جہاد ہو چکا تھا اور یہ بشارت پہلے لشکر کے لیے تھی یزید چوتھے میں گیا تھا۔ بند یالوی کے نزدیک جو مستند کتاب و شہرہ آفاق سے لکھتا ہوں ۴۴ھ اس سال میں عبدالرحمن بن خالد بن ولید نے بلادِ روم کے ساتھ جنگ کی اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے اور انھوں نے موسم سرما وہیں گزارا اور اسی میں بسر بن ابی ارطاة نے سمندر میں جنگ کی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)۔ (تاریخ طبری ج ۴ ص ۳ طبع دارالاشاعت کراچی) (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۳۰)

چوتھا حملہ قسطنطنیہ پر:

۴۶ھ اس سال مسلمانوں نے اپنے امیر حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید کے ساتھ موسم سرما بلادِ روم میں گزارا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵ طبع کراچی) (تاریخ طبری ج ۴ ص ۶۲ حالات ۴۵ھ) (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۳۰)



## دیوبندی نے لکھا:

یزید جہاد قسطنطنیہ کے پہلے جہاد میں ہرگز نہ تھا۔ حادثہ کربلا کا پس منظر  
ص ۴۲ طبع لاہور

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلادِ روم سے جنگ کی حتیٰ کہ آپ  
قسطنطنیہ تک پہنچ گئے

(البدایہ ص ۳۱۶)

ابن کثیر لکھتے ہیں ۴۳ھ کے حالات میں اس سال میں بسر بن ارطانے  
بلادِ روم سے جنگ کی حتیٰ کہ قسطنطنیہ کے شہر تک پہنچ گیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۵ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

اب دیکھیں ابن کثیر لکھتے ہیں یزید پیدا ہوا ۲۶۱ ہجری میں یا ۲۷ ہجری

میں۔

(البدایہ والنہایہ حالات یزید بن معاویہ ج ۸ ص ۴۲۱)

اب غور کریں یزید پیدا ہوا ۲۶۱ ہجری میں جب کہ پہلا جہاد قسطنطنیہ میں  
۳۲ھ میں ہوا اس جہاد میں یزید کا شامل ہونا ہر لحاظ سے بعید ہے کہ اس وقت اس  
کی عمر سات سال بنتی ہے سات سال کا بچہ کہاں جہاد میں جانے کے قابل ہے تو  
واضح ہوا بشارت پہلے جہاد کے لیے تھی یزید نہ پہلے میں گیا نہ دوسرے میں نہ  
تیسرے اور نہ چوتھے میں بند یا لوی کے مطابق یزید گیا ۵۲ھ کے جہاد میں جب  
کہ اسی البدایہ میں لکھا ہے حملہ قسطنطنیہ ۴۹ھ میں ہوا یہ پانچواں بنتا ہے یزید  
دبکے کھا کر چوتھے جہاد میں گیا خدا را اتنا جھوٹ نہ گھڑو بشارت پہلے کے لیے

ہے یہ ہرگز حدیث میں نہیں کہ جو بھی اور جب بھی قسطنطنیہ میں جہاد ہو گا وہ بخشا جائے گا۔

ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:-

۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلاد روم سے جنگ کی حتیٰ کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے ان کے ساتھ ان کی بیوی عاتکہ بھی تھیں

(تاریخ کامل ج ۳ ص ۳۲)

اسی طرح مؤرخ ابی یعقوب نے تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۶۹ طبع بیروت پر لکھا۔ ان حقائق سے معلوم ہوا کہ یزید جس لشکر میں شامل ہوا وہ ہرگز پہلا نہ تھا بشارت پہلے کے لئے ہے۔

حاشیہ بخاری میں

لکھا ہے حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۲ھ میں وہیں

فوت ہوئے

(بخاری شریف ج ۱ ص ۴۱۰)

یہ بند یا لوی صاحب بھی مانتے ہیں یزید ۵۲ھ ہجری میں قسطنطنیہ گیا کھل گئی حقیقت یزید پہلے لشکر میں نہیں گیا بلکہ تاریخی حقائق کے مطابق پانچویں یا چھٹے میں گیا لشکر میں گیا وہ بھی باپ نے سختی سے بھیجا لہذا مزید بشارت سے خارج ہے۔

پھر اگر کوئی اسلام لانے کے بعد حج وغیرہ تمام نیک اعمال کرنے کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کے تمام اعمال ختم یہ اصولی بات ہے جہاد کے بعد اعمال

بھی دیکھے جائیں گے یہ نہیں کہ ایک مرتبہ جہاد میں جانے سے بندہ جنت کا ٹھیکیدار بن جائے گا ہرگز نہیں۔

یزید کی گھناونی سازش اسلام کے خلاف اور عیسائیوں کی مدد کی حقائق دیوبندی کے قلم سے پڑھیے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ۵۳ھ میں جزیرہ روڈس فتح ہوا۔ اور وہاں مسلمانوں کی فوجی چھاؤنی قائم کر دی گئی۔ اس چھاؤنی کی وجہ سے بحر روم میں عیسائی فوجوں کی نقل و حرکت خطرہ میں پڑھ گئی تھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان مجاہدین اسلام کا بڑا خیال رکھتے تھے اور ہر وقت ان کی مدد پر کمر بستہ رہتے تھے مگر ان کے نالائق (احق) بیٹے نے سب سے پہلے کام یہ کیا کہ ان مجاہدین کو اس جزیرہ سے منتقلی کے فوری احکام بھیجے آخر وہ بیچارے پیچھے سے رسد اور کمک کے منقطع ہو جانے کے ڈر سے شاہی حکم کے مطابق روڈس کو خالی کر کے اپنی جائیداد کھیت اور باغات کو خیر باد کہہ کر بادل ناخواستہ وہاں سے چلے آئے اور یوں بغیر لڑے بھڑے مفت میں یہ مسلمانوں کا مفتوحہ جزیرہ نصاریٰ کے ہاتھ آ گیا۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۲۴ بحوالہ البدایہ والنہایہ ج ۸ واقعات ۵۳ھ)

تاریخ طبری بضمّن واقعات ۵۴ھ)

یزیدی خارجیوں نے ہر قسم کے حقائق کو جھٹلایا اور یزید کو بچایا لیکن حقائق پکار پکار کر کہہ رہے ہیں یزید کے اندر نہ ہی جہاد کا شوق تھا نہ وہ جہاد قسطنطنیہ میں خود گیا تھا وہ تو زبردستی باپ کے دباؤ کی وجہ سے غازیان روم میں شامل ہو گیا تھا



ورنہ اسے جہاد کفار سے کوئی سروکار نہ تھا آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ یزید نے جیسے ہی تخت حکومت پر قدم رکھا تو اپنی پہلی تقاریر میں بحری اور سرمائی جہاد کی معطلی کا اعلان کیا تھا لیکن بندیا لوی صاحب ایسے بدست ہیں کہ قرآن و حدیث اور مسلمانوں کی دھجیاں اڑانے والے یزید پلید کو نیک ثابت کرتے پھرتے ہیں۔ لعنت اللہ علی الفاسقین۔

یزید کو پاک دامن کیا وہابی نے شیخ بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں:-

جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا اور یزید برسرِ اقتدار آیا تو تمام امتِ مسلمہ نے بلا تفاق یزید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور اسے بخوشی و رضا اپنا امیر اور امام تسلیم کر لیا۔ صرف حضرت سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یزید کی بیعت کے بارے میں عامل مدینہ سے سوچنے کی مہلت مانگی اور اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عازم مکہ ہوئے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریباً چار مہینے مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر رہے اس عرصہ میں نہ عامل مکہ نے آپ کو یزید کے لئے بیعتِ خلافت کے لئے مجبور کیا اور نہ ہی یزید نے کوئی ایسا حکم صادر کیا اور باعث حیرت و تعجب یہ امر ہے کہ ان چار مہینوں کے دوران حضرت سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نہ کسی خلوت و جلوت میں۔ کھلی مجالس و نجی گفتگو میں یا کسی وفد سے ملاقات کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ تک نہیں کیا کہ یزید چونکہ شرابی و زانی ہے بدکردار اور فاسق و فاجر ہے۔ اسلام کا دشمن اور کافر ہے اس کے دور حکومت میں میرے نانا کا دین خطرے میں ہے۔



لا الہ الا اللہ کی بنیاد کمزور ہو رہی ہے۔ اسلام فریاد کر رہا ہے اور یزید کا وجود مذہب و ملت کے لیے خطرہ بنا ہوا ہے اس لئے میں اس کی بیعت سے انکار کرتا ہوں اور اسے اپنا امام اور امیر تسلیم نہیں کر سکتا۔ اور میں اس کا تختہ الٹنا چاہتا ہوں۔ یا کبھی حضرت سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عوام الناس سے اپیل کی ہو کہ اس جہاد اور مشن میں میرا ساتھ دو یا لوگوں سے کہا ہو کہ یزید کی بیعت کا پٹہ گلے سے اتار پھینکو اور شمر بکف ہو کر میدانِ عمل میں آ جاؤ حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو یزید کے کردار و عمل سے کوئی شکایت نہیں تھی۔ اگر یزید کا کردار واقعی غیر اسلامی ہوتا اور دین اسلام کو اس کی ذات سے خطرہ لاحق ہوتا۔ اور اسلام اس کے دور میں فریاد کننا ہوتا تو اس کی مخالفت میں حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اکیلے باہر نہ نکلتے بلکہ ہزاروں مسلمان بھی آپ کا ساتھ دیتے۔ کم از کم آپ کے خاندان کے لوگ اور عزیز رشتہ دار تو آپ کے ساتھی اور حمایتی ضرور بنتے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۳۰ تا ۱۳۱ طبع سرگودھا)

بندیالوی صاحب اس سے پہلے تو یزید کو خلیفہ ثابت کرتے رہے لیکن اب مجبور ہو کر تسلیم کرنا ہی پڑا کہ یزید خلیفہ نہیں تھا بلکہ حاکم تھا اب لکھ دیا جب یزید برسرِ اقتدار آیا۔ اللہ رب العزت بہت بڑا قادر ہے سچی بات بندیالوی کے قلم سے بھی لکھوادی پھر لکھا تمام امت مسلمہ نے بیعت کر لی اس کا جواب پہلے لکھا جا چکا ہے لیکن پھر خود تسلیم بھی کر لیا کہ حضرت امام حسین و عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیعت نہ کی تو جناب نے بھی تسلیم کر لیا کہ یزید کی بیعت باتفاق نہ ہوئی کیونکہ چند کے انکار سے اتفاق ٹوٹ جاتا ہے حضرت امام حسین رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا انکار صرف ایک کا نہیں بلکہ پوری ایک جماعت کا انکار ہے جیسا کہ امام حسین کو سب لوگ اس وقت جو تھے اپنا پیشوا تسلیم کرتے تھے پھر اتفاق اس بات سے بھی ختم ہو جاتا ہے جو آپ کے ساتھ شہید ہوئے وہ کم از کم بہتر ۷۲ تھے بہتر کا انکار واضح تھا مزید برآں حضرت عبداللہ بن زبیر اور ان کے چاہنے والوں نے بھی بیعت نہ کی تو یزید پر اتفاق کیسے رہا بلکہ ختم ہو کر رہ گیا یہ الگ بات ہے کہ چاہنے والوں نے اعلان سرعام نہ کیا

پھر بند یا لوی صاحب نے لکھا اگر یزید شرابی یا فاسق و فاجر ہوتا میں کہتا ہوں ظالم اگر مگر کو چھوڑ یزید ضرور ظالم اور فاسق و فاجر شرابی تھا امام حسین و عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیعت نہ کرنا ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یزید برا ہے اگر برا نہیں تھا تو ان دونوں اور ان کے چاہنے والوں نے بیعت کیوں نہ کی اس کی وجہ بیان کی جائے اور یزید اگر اتنا اچھا ہوتا تو چھپ کر بیعت لینے کی ضرورت نہ پیش آتی سرعام سب کے سامنے اعلان کیا جاتا تو بیعت کرو چھپ کر بیعت ان جلیل القدر سے لینے کا مطلب یہ تھا کہ جب یہ کر لیں گے تو باقیوں سے کہا جائے گا تمہارے سرداروں نے بیعت کر لی تم بھی کرو اسی وجہ سے یزید نے خط لکھا ان سے فوراً بیعت لو پھر بند یا لوی نے لکھا کہ عامل مدینہ سے سوچنے کی مہلت مانگی اور پھر اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکہ چلے گئے لیکن اب ذرا حقائق بھی پڑھیے۔

جو کتاب بند یا لوی کے نزدیک شہرہ آفاق ہے یعنی البدایہ والنہایہ:-

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۱۲۹ اسی سے اقتباسات پڑھیے

یزید جب حاکم بنا تو اس کی خواہش یہ تھی کہ جن لوگوں نے سرعام بیعت یزید نہیں کی ان سے اپنی بیعت لے چنانچہ اس نے گورنر مدینہ ولید بن عتبہ کو لکھا۔  
پہلا خط یزید کا گورنر مدینہ کے نام:-

کچھ تمہیدی باتیں لکھنے کے بعد اس نے ایک ورق میں جو چوہے کی کان کی طرح تھا ولید بن عتبہ کو لکھا

اما بعد حضرت حسین۔ حضرت عبداللہ بن عمر۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بیعت کے لئے سختی سے پکڑ لو اور اس میں کسی قسم کی نرمی نہیں حتیٰ کہ وہ بیعت کر لیں والسلام۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۷۲ حالات یزید بن معاویہ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۸۶۔ از دیوبندی طبع ملتان)

بند یا لوی کی خیانت پکڑی گئی:-

کیوں جناب بند یا لوی صاحب آپ نے لکھا کسی کو مجبور نہ کیا گیا سب نے بخوبی بیعت کر لی لیکن تمہارے دادا بلکہ پردادا کی کتاب کہہ رہی ہے کہ یزید نے لکھا ان تینوں کو سختی سے پکڑ لو پھر تم نے حقائق کو چھپاتے ہوئے بددیانتی کی صرف دو نے انکار کیا تمہارے بابا جی لکھ رہے ہیں تینوں کو پکڑو اب بتاؤ تمہارے بابا جی سچے ہیں یا آپ یقیناً آپ جھوٹے ہیں پھر بالاتفاق آپ نے لکھا وہ اتفاق تو تین کے انکار سے ہی ٹوٹنا ثابت ہو گیا ان کے چاہنے والے مزید برآں پھر جب ولید بن عتبہ نے ان کو بیعت کے لئے بلایا تو ان کا جواب یہ تھا پڑھیے اپنے بابا کے قلم سے۔ امیر نے آپ کو بیعت کی دعوت دی تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے جیسا شخص پوشیدہ بیعت نہیں کرتا اور آپ مجھ سے اس کا



تقاضا نہ کریں لیکن جب لوگ اکٹھے ہوں تو ان کے ساتھ ہمیں بھی بلا لیں اور ایک ہی بات ہو جائے گی ولید نے آپ سے کہا اور وہ عافیت پسند تھا اللہ کا نام لے کر واپس چلے جائیے اور جماعت کے ساتھ ہمارے پاس آئیے۔ مروان نے ولید سے کہا (جو اس کا نائب تھا) خدا کی قسم اگر یہ تجھ سے جدا ہو گئے اور اس وقت بیعت نہ کی تو تمہارے درمیان اور ان کے درمیان بڑا قتلام ہوگا۔ انہیں روکیے اور بیعت کیے بغیر انہیں جانے نہ دیجئے بصورت دیگر انہیں قتل کر دیجئے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر فرمایا اے ابن زرقاء تو مجھے قتل کرے گا خدا کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے اور گناہ کیا ہے پھر آپ اپنے گھر واپس آ گئے۔ تو مروان نے ولید سے کہا خدا کی قسم اس کے بعد تو انہیں کبھی نہیں دیکھے گا۔ ولید نے کہا اے مروان قسم بخدا میں نہیں چاہتا کہ دنیا و مافیہا میرے لیے ہو اور میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کروں

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۷۳ طبع کراچی مترجم)

قارئین فیصلہ کر لیں بندیا لوی نے کتنے جھوٹ گھڑے تھے ہم نے پردہ اٹھایا اسی کی مستند کتاب سے یہ حقائق پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یزید بد کردار تھا شرابی زانی فاسق و فاجر تھا تب ہی تو ان جلیل القدر لوگوں سے چوری چھپے بیعت لینے کی ترکیبیں ہو رہی تھیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا میرے کہنے کی ضرورت نہیں یزید ایسا ہے لوگ خود جانتے ہیں جب سب کے سامنے بیعت کا اعلان ہوگا تو بہت زیادہ مخالفت ہوگی پھر یزید کے اسی پہلے حکم سے یہ ثابت بھی ہو رہا ہے کہ اگر بیعت نہ کریں تو قتل کر دو

اسی لیے تو یزید نے مروان کو نائب بنا رکھا تھا کہ یہ ہر طرح سے یزید کا وفادار تھا اور ظاہر امر وان بول رہا تھا کہ ان کو قتل کر دو اس کے پیچھے یزید کہلوار ہا تھا



کہ تم ان کو قتل کر دو امام نے فیصلہ کیا اگر میں یہاں اعلان کروں تو سب لوگ میرے ساتھ ہوں گے اور حرم رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں جنگ شروع ہو جائے گی مسلمانوں کا قتل عام ہوگا اس لئے آپ چپکے سے مکہ شریف چلے گئے پھر میں یہ پہلے لکھ چکا ہوں کہ یزید بن ابی سفيان کو معزول کر دیا صرف اس لیے کہ وہ یزید کے اشارے پر پورا نہیں اترانے کی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی سزا یزید نے انکو یہ دی معزول کر دیا پھر میں یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ جب یہ حضرات مکہ چلے گئے تو یزید نے ان کو وہاں بھی سکھ سے نہ بیٹھنے دیا یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ صرف یزید کی بیعت نہ کرنے پر یزید کی طرف سے اتنی سختی کرنے کا حکم دیا گیا اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرعام یا خاص لوگوں کے سامنے کہتے کہ یزید شرابی زانی اور فاسق فاجر ہے پھر تو یزید فوراً فوج بھیج کر آپ کو شہید کروا دیتا بس اسی مصلحت کے تحت آپ نے خاموشی اختیار کی زیادہ برا بھلا کہنے سے گریز کیا پھر جب آپ کو فہرہ جارہے تھے تو فرمایا میں ظالمین کے ساتھ لڑنے جا رہا ہوں میں پوچھتا ہوں بندیا لوی سے کوفہ والے تو خود خط لکھ کر بلا رہے ہیں ساتھ رہنے کا وعدہ کر رہے تھے وہ تو آپ کے نزدیک ظالم نہ تھے تو وہ ظالمین یقیناً یزید اور اس کے چیلے چانٹے مراد تھے

امام حسین کا یہ جہاد اسلام کی سر بلندی کے لئے نہ تھا (معاذ اللہ) شیخ

بندیا لوی لکھتے ہیں :-

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس موقع پر کسی مسلمان نے بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ نہیں دیا۔ حتیٰ کہ آپ کے دوسرے قریبی رشتہ داروں کے

علاوہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت محمد بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ابن حنفیہ۔ اور چچا زاد بھائی اور بہنوئی حضرت عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھی آپ کے موقف کی مخالفت کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اقدام کا پس منظر اور سبب یزید کا کردار اس کافس و فجور اور اسلام کی سر بلندی نہیں تھا بلکہ اس کا باعث وہ خطوط تھے جو کوفہ کے شیعوں نے ہزاروں کی تعداد میں ان کے نام لکھے تھے۔ اور ان خطوط میں اپنی حمایت و ہمدردی اور تعاون کا یقین دلایا تھا کہ ہم یزید سے بیزار ہیں اور اس کی بیعت توڑ کر آپ کی بیعت کرنے اور آپ کے لیے جان و مال کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ گر آپ کوفہ شریف لائیں تو ایک لاکھ سپاہی آپ کے اشارہ ابرو پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ دلفریب خطوط حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عازم کوفہ ہونے کا سبب بنے تھے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۳۲ طبع سرگودھا)

نہایت افسوس ہے بندیا لوی لکھتے ہیں اس موقع پر کسی مسلمان نے بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ نہیں دیا میں کہتا ہوں اتنا جھوٹ تم نے یزید کی محبت ظاہر کرنے کے لیے لکھ دیا لیکن آپ نے غور نہ کیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یزید دشمنی نظر کیوں نہ آئی حالانکہ آپ بھی تو صحابی ہیں ان کے علاوہ آٹھ صحابی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے جنہوں نے یزید کی بیعت بھی نہ کی اور امام کا ساتھ بھی دیا۔ ان کے ایمان میں اگر کوئی شک کرے تو شیعہ کرے ہمیں تو نہیں بیعت نہ کرنے میں امام کے ساتھی ہیں اسی طرح پہلے پہل حضرت عبداللہ بن عمر کا بھی یہی موقف تھا جب یہ حضرات مدینہ چھوڑ گئے تو

انہوں نے اپنا موقف بدل لیا مزید برآں جو اہلبیت کے افراد آپ کے ساتھ کوفہ گئے ان کے علاوہ کئی اور لوگوں نے بھی ساتھ دیا وہ آپ کو کیوں نہ نظر آئے۔

کہیں آپ کے نزدیک وہ معاذ اللہ کافر تو نہیں تھے جو آپ کیساتھ گئے

تھے

پھر تم نے لکھا وہ یزید کے کردار کی وجہ سے کوفہ نہ گئے بلکہ خطوط کی وجہ سے گئے۔

میں پوچھتا ہوں جب خفیہ طور پر سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد خط مدینہ بھیجا اس وقت تو ابھی تک کوفہ والوں کو خبر تک نہ تھی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقف یزید کے بارے کیا ہے تو آپ نے یزید کی بیعت نہ کی کیوں نہ کی وجہ بیان کی جائے یقیناً یہیں کہنا پڑے گا کہ آپ نے یزید کو اس قابل نہیں سمجھا تھا کہ اس کو حاکم مان لیں اور ہم جیسے لوگ اس برے کی اتباع کریں میں یہ پہلے لکھ چکا ہوں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ یزید کے ساتھ ملاقات کی تو اس نے ان کے سامنے شراب پی تھی۔

یزید جب حج کرنے گیا تو مدینہ میں امام کی ملاقات یزید سے ہوئی میں کہتا ہوں ساری دنیا کے لوگ اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ لیکن یزید ایسا بُرا اور فاسق و فاجر تھا کہ حج پر جانے کے باوجود اپنے گناہوں سے توبہ نہ کی بند یا لوی پر تعجب ہے ایسے فاسق کا دفاع کر رہے ہیں۔

(کامل ابن العیث ج ۴ ص ۱۲۷ طبع بیروت)

یزید جب حج کرنے گیا تو مدینہ میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی ملاقات



یزید سے ہوئی باحوالہ گزر چکا لیکن میں کہتا ہوں ساری دنیا کے لوگ حج پر جاتے وقت اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتے ہیں مزید وہاں جا کر معافی مانگتے ہیں لیکن یزید ایسا بُرا اور فاسق و فاجر تھا کہ حج پر جانے کے باوجود اپنے گناہوں سے توبہ نہ کی بند یا لوی پر تعجب ہے ایسے فاسق و فاجر کا دفاع کر رہے ہیں۔

بس اسی وجہ سے آپ نے اس کی مخالفت کی بیعت نہ کی مدینہ سے مکہ شریف آگئے پھر اس خارجی نے لکھا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قدم اسلام کی سر بلندی کے لئے نہ تھا۔ لیکن مجھے سرگودھا کے کئی دوستوں نے بتایا کہ جب اس کتاب کا پہلا ایڈیشن چھپا اس میں بہت زیادہ گستاخیاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور صحابہ کرام کی تھیں پھر علمائے کرام نے اس کتاب اور بند یا لوی کے خلاف احتجاج کیے حتیٰ کہ علماء دیوبند نے بھی مخالفت کی جیسا کہ اس تیسرے ایڈیشن میں خود بند یا لوی نے کچھ اشارۃً ذکر کیا۔ عرض مصنف میں لکھتے ہیں ان مخالفین میں کچھ دوست بھی تھے کچھ دشمن بھی کچھ اپنے بھی تھے کچھ پرائے بھی شیعہ کم تھے سنی زیادہ تھے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ۲۰ طبع سرگودھا)

### نصیحت بند یا لوی کو:-

لیکن اب اس تیسرے ایڈیشن میں اس نظریہ سے توبہ بند یا لوی نے توبہ کر لی کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلط تھے۔ لیکن اس بات پر تو ابھی تک بضد بلکہ اصرار کے ساتھ کہ یزید متقی اور پرہیزگار اور پارساتھا ہم نے الحمد للہ پوری امانت و دیانت کے ساتھ یزید کے کردار کو قرآن و حدیث اور علماء محدثین کے مستند حوالہ جات سے بند یا لوی کی رہنمائی کرتے ہوئے لکھا ہے میں خلوص نیت سے دعا



کرتا ہوں اے اللہ ان خارجیوں ناصبیوں یزیدیوں کو ہدایت عطا فرما۔ ایک نظریہ سے بندیا لوی کی توبہ اب بندیا لوی صاحب کا توبہ نامہ بھی پڑھ لیجئے۔ ہم اہلسنتی شاولیہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اقدام خاندانی رقابت اور تعصب کی بنیاد پر تھا اور ہم یہ بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان کا یہ جذبہ محض دنیاوی مفاد کے لئے تھا حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا تربیت یافتہ فرزند فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گود میں پرورش پانے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دوش مبارک پر سواری کر نیوالا اور ہزاروں اصحاب رسول کی صحبت میں بیٹھ کر فیض حاصل کرنے والا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) محض حکومت و اقتدار کی طلب میں سرگرداں ہو ہماری اس سوچ سے بھی ہزار بار توبہ بلکہ اہلسنت کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اس اقدام کی غرض دنیا پرستی نہیں تھی۔ وہ عیش و نشاط کے دلدادہ نہیں تھے وہ چاہا اقتدار کے دھارے پر نہیں بہہ رہے تھے۔ بلکہ نیک نیتی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبے کے تحت ان کی سوچ تھی کہ یزید مملکت اسلامیہ کی پالیسی اور خدو خال کو جس حد تک اسلامی بنا سکتا ہے اس سے کہیں بہتر طور پر میں مملکت کو اسلامی خطوط پر چلا سکتا ہوں اور خلافت کو ٹھیک ٹھاک منہاج نبوت کے راستے پر ڈال سکتا ہوں۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۳۳)



## گیارہواں باب

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوفہ جانے کی تیاری

بند یا لوی لکھتے ہیں

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلم بن عقیل کے خط پہنچتے ہی کوفہ کے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے بہت سمجھایا کہ مکہ سے باہر نہ نکلے اور کوفہ جانے کا ارادہ ترک کر دیجئے۔ اس لئے کوفی ہمیشہ سے سازشی ذہن رکھتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے آپ کے والد مکرم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے برادر مکرم حضرت حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بے وفائی اور عہد شکنی کی تھی۔ اس طرح وہ آپ سے بھی غداری کریں گے یہ دونوں صحابی حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سمجھاتے سمجھاتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح امیر المومنین خلیفہ ثالث، داماد نبی حضرت عثمان ذوالنورین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ان کے گھر والوں کے سامنے شہید کر دیا گیا تھا اس طرح آپ کے اہل و عیال کے سامنے آپ کو ذبح کر دیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تو رقت بھرے لہجے میں فرمایا اگر میں سمجھتا کہ میرے سمجھانے اور روکنے سے تم رک جاؤ گے تو میں تمہیں سر اور داڑھی کے بالوں سے پکڑ کر روکتا۔ اور لوگ تماشہ دیکھتے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عنہ) کی سوری کے ساتھ دوڑتے ہوئے جا رہے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ اگر نہیں رکتے ہو اور لازماً جانا چاہتے ہو تو پھر اپنے بال بچوں اور مستورات کو لے کر نہ جاؤ۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۶۳)

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۰)

شیخ بندیا لوی نے بعد والی عبارت جس سے اس کا مطلب حل ہوتا تھا وہ لکھ دی اور اس سے اول جو یزید کی مذمت اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض و عداوت رکھنے والی تھی وہ چھوڑ دی آئیے حقائق کربلا پڑھیے اسی کتاب سے جس میں یزید نے قتل کرنے کی دھمکی بھی دی سخت ڈانٹ بھی سنائی اور امام کو فخر تکبر والا بھی کہا اور غصہ کرنے والا گنہگار بھی کہا اور یہ بھی کہ میں قتل کروا کر اس حال میں ان کو چھوڑوں گا کہ جانور ان کی میت پر آئیں گے۔

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں کوفہ جانے سے منع کی وجوہات، خط یزید میں دھمکی:-

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خط لکھا اور انہیں بتایا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ چلے گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اہل مشرق سے کچھ لوگ ان کے پاس آئے ہیں اور انہوں نے آپ کو خلافت کی رغبت دلائی ہے اور آپ کو ان کے متعلق تجربہ ہے اور ان کی حقیقت کی خبر ہے اور اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو انہوں نے قرابت کی پختگی کو قطع کر دیا ہے اور آپ اہلیت کے بزرگ اور بھلے



آدمی ہیں۔ انہیں انتشار کی کوشش سے روکیے اور اس نے آپ کی طرف اور مکہ مدینہ میں رہنے والے قریش کی طرف یہ اشعار لکھے۔

اے سوار جس کی سواری کی دوڑ کروٹنی سے آگے بڑھ جانے والی ہے۔  
اور اس کی چال میں سکوت پایا جاتا ہے۔ قریش کو ملاقات گاہ کی دوری کے باوجود اس قربت کی خبر دے دے جو میرے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان پائی جاتی ہے اور بیت اللہ کے صحن میں ایک موقف ہے جس نے اسے اللہ کا عہد سنایا اور عہد پورے نہیں ہوئے تم نے اپنی ماں پر فخر کرتے ہوئے اپنی قوم کو قیدی بنایا میری زندگی کی قسم ماں اخیل، نیکوکار اور سخی ہے اس سے فضل میں کوئی لگا نہیں کھا سکتا۔ وہ دخترِ رسول ہے اور لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے اس کی فضیلت تمہاری فضیلت ہے اور تمہاری قوم کے سوا جو لوگ ہیں ان کو اس کے فضل سے حصہ دیا گیا ہے میں جانتا ہوں یا اس کے جاننے والے کی طرح گمان کرتا ہوں اور کبھی کبھی گمان سچ ہو جاتا ہے اور مرتب ہو جاتا ہے تم جس چیز کے دعویدار ہو عنقریب میرا قتل تمہیں اس حال میں چھوڑے گا کہ عقاب اور کرگس تمہیں تحائف دیں گے اے ہماری قوم کے لوگو جب جنگ کی آگ بجھ جائے تو اسے نہ بھڑکاؤ اور سکم درخت کی رسیوں سے چمٹ جاؤ اور بچاؤ اختیار کرو۔ تم سے پہلے لوگوں نے جنگ کا تجربہ کیا ہے۔ جنگ سے تو میں تباہ ہو گئی ہیں اپنی قوم سے انصاف کرو اور غصے سے ہلاک نہ ہو جاؤ۔ بہت سے غصے والوں کے قدم اس سے لغزش کھا جاتے ہیں راوی بیان کرتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لکھا۔ مجھے امید ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خروج اس امر کے لئے ہوگا جسے تو پسند نہیں کرتا اور میں



ہر اس طریق سے ان کی خیر خواہی کروں گا۔ جس سے الفت بڑھتی اور جوش ٹھنڈا ہوتا ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر طویل گفتگو کی اور انہیں کہا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کل آپ ضائع ہونے والے حال میں ہلاک ہو جائیں گے عراق نہ جائیے اور اگر آپ نے ضرور جانا ہی ہے تو حج کے جتماع کے ختم ہونے تک ٹھہر جائیے اور لوگوں سے ملیے اور معلوم کیجئے وہ کیا ظاہر کرتے ہیں پھر اپنی رائے پر غور کیجئے۔ یہ گفتگو ۱۰ ذوالحجہ کو ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق جانے کے سوا اور کوئی بات نہ مانی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں کہا۔ خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ کل آپ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے درمیان اسی طرح قتل ہوں گے جیسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے درمیان قتل ہوئے تھے خدا کی قسم مجھے خدشہ ہے کہ آپ ہی سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص لیا جائے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے کہا اگر یہ بات مجھے اور آپ کو عیب نہ لگاتی تو میرا ہاتھ آپ کے سر میں گڑ جاتا اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ جب ہم ایک دوسرے سے اصرار کریں گے تو آپ ٹھہر جائیں گے تو میں ایسا کرتا لیکن میرا خیال ہے کہ یہ بات آپ کو روکنے والی نہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر میں فلاں فلاں مقام پر قتل ہو جاؤں تو یہ مجھے مکہ میں قتل ہونے سے زیادہ پسند ہے اور یہ کہ وہ میرے لئے حلال ہو۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۶-۳۰۵ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ مرتب اسحاق ملتانی دیوبندی تاریخ طبری ج ۳)

## حقائق کربلا:-

یہ تھی وہ حقیقت جس کی بنا پر صحابہ کرام نے آپ کو منع کیا اور آپ کے رشتہ داروں نے منع کیا جن کا موقف حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف تھا۔ یزید کے خط سے بھی لوگوں کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ ایسا ظالم چھو کرا ہے جن سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پناہ مانگنے کا حکم کیا دوسری طرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کی گلیوں میں دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ مجھے سن ساٹھ نہ دکھانا اس سے پہلے مجھے موت دے دینا آپ کی دعا قبول ہوئی آپ کا وصال پہلے ہو گیا۔ امام بخاری نے روایت نقل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے بد عقل لڑکوں کے ہاتھ سے ہوگی۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۳۶ طبع قدیم کتب خانہ کراچی)

(صحیح مسلم کتاب الفتن)

ان لڑکوں میں سے پہلا یزید ہے۔

(عہدۃ القاری شرح بخاری ج ۲۳ ص ۱۸۰ طبع بیروت)

(فتح الباری شرح بخاری ج ۱۳ ص ۸۰ طبع مصر)

بس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور باقی صحابہ کرام ان احادیث کے پیش نظر بھی منع کرتے تھے یہ جانتے ہوئے کہ وہ چھو کرا آ گیا ہے یہ خاندان اہلبیت پر ظلم کرے گا لہذا کسی طریقہ سے امام کو روک لیا جائے اور اس ظالم نے اشارہ بھی کر دیا تھا پہلے مدینہ کے گورنر کو خط لکھا کہ جب انہوں نے یزید

کے اشارے پر کام نہ کیا تو ان کو اس ظالم نے بلا وجہ معزول کر دیا پھر خط ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ کر کہا اگر یہ عراق آگئے تو میں چھوڑنے والا نہیں کیا ہوا جو ان کا مقام بلند ہے۔

پھر اس لئے بھی منع کرتے تھے کہ آپ کی شہادت کی خبریں مشہور تھیں پھر یہ وجہ بھی ضرور تھی کوفہ والوں نے دعوت دی لیکن وہ دعوت بھی قابل ذکر ہے

### وفد کی آمد کوفہ سے اور جانے کی وجوہات :-

خود بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں۔ پھر اہل کوفہ نے تیسرا وفد جو ساٹھ تجربہ کار۔ ہشیار (دانا) اور عیار افراد پر مشتمل تھا مکہ مکرمہ روانہ کیا۔ انہوں نے آ کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ کے نام کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اور دین اسلام کا واسطہ دے کر کہا اگر آپ ہمارے ساتھ تشریف نہ لائے اور ہماری قیادت و امارت نہ سنبھالی تو ہم میدان محشر میں آپ کے نانا کے سامنے شکایت کریں گے۔ اس وفد نے قسمیں اٹھا کر آپ کو یقین دلایا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۳۸ طبع سرگودھا)

بندیا لوی صاحب نے اگرچہ کچھ الفاظ میں گڑبڑ بھی کی لیکن مفہوم لکھ دیا میں کہتا ہوں ایک طرف صحابہ کرام منع کرنے والوں کے سامنے احادیث اور حالات واقعات تھے جس کی بنا پر وہ منع کرتے تھے دوسری طرف امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ بات آگئی کہ اگر آپ ہمیں دین سمجھانے نہیں آتے قرآن و حدیث سمجھانے امر بالمعروف و نہی عن المنکر و دینی دنیاوی معیشت سمجھانے نہیں آتے تو ہم کل قیامت کے دن اللہ کے سامنے اور تمہارے نانا کے



سامنے تمہاری شکایت کریں گے قرآن وحدیث سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہے جب لوگ کسی عالم کو یہ کہیں ہمیں قرآن وحدیث کے احکام بتاؤ وہ نہ بتائے تو مجرم ہوگا نہ بتانے والا جبکہ وہ عالم ہو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں تو کسی کو شک نہیں تو پھر آپ پر فرض ہو گیا تھا کوفہ والوں کے خطوط اور وفد کے آنے سے لہذا آپ نے فرض پر عمل کیا اور ان کے لئے یہی سزاوار تھا۔

پھر آپ کا موقف تھا کہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ کے محبوب ﷺ نے حرم بنادیا تھا اس لئے مدینہ میں جنگ کرنا ناجائز تھا

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۴۰ طبع کراچی)

لہذا آپ یہ چاہتے تھے کہ مدینہ میری وجہ سے حلال نہ ہو ورنہ مدینہ شریف کے لوگوں کے سامنے آپ یزید کے خلاف آواز اٹھا دیتے اسی لیے آپ مدینہ شریف سے خاموشی کے ساتھ نکل آئے اسی لیے آپ نے مکہ میں بھی اعلان جہاد بلند نہ کیا عین حج کے موقع پر وہاں سے نقل کھڑے ہوئے حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مکہ شریف میں صرف میرے لئے تھوڑی دیر کے لئے جنگ کی اجازت اللہ نے دی اب یہ قیامت تک حرم ہے اس میں جنگ جائز نہیں۔

(صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۴۳۷ طبع نور محمد کراچی)

(بخاری شریف ج ۱ ص ۴۷ طبع نور محمد کراچی)

اسی لیے آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشارہ کہہ دیا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں مکہ شریف میں قتل نہ کیا جاؤں فلاں فلاں یعنی عراق میں قتل ہونا پسند کیا پھر یہ روایت بھی گزر چکی آپ نے فرمایا مجھے میرے نانا



جان نے حکم کیا میں وہ پورا کروں گا لہذا آپ نے مدینہ شریف اور مکہ شریف کی حرمت کا پاس کیا میدان جنگ سے بچایا عظیم مسلمانوں کی خیر خواہی کی کہ ان کی عزت و احترام کو مزید بڑھایا لیکن اس کے برعکس یزید نے مدینہ شریف کی حرمت کو برباد کیا مکہ شریف کی حرمت کو بھی پامال کیا اور کرایا لیکن بندیا لوی صاحب کی ایسی مت ماری گئی انہوں نے یزید کو بچانے کے لئے صحابہ کرام کے دامن کو داغدار کرنے کی نامشکور کوشش کی اور لکھا چند شرارتی لوگوں نے حکومت کے خلاف آواز اٹھائی لہذا مجرم ہوئے حاشا وکلا۔ برائی اور برے حاکموں اور ظالموں کے خلاف آواز اٹھانا افضل جہاد ہے اس کو بندیا لوی بھول گئے پھر خود حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں مکہ میں رہوں یا جلدی یہاں سے نہ جاؤں تو گرفتار کر لیا جاؤں دلائل پڑھیے

امام علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں مکہ سے

جلدی نہ جاؤں تو گرفتار کر لیا جاؤں:-

خود فرزدوق کا بیان ہے کہ میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ ان کے اونٹ کو میں ہانک رہا تھا یہ حج کے دن تھے اور ۶۰ھ کا واقعہ ہے کہ میں حرم میں داخل ہوا میں نے حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مکہ کے باہر پایا تلواریں اور ڈھالیں ان کے ساتھ تھیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ قطار کس کے ساتھ ہے۔ معلوم ہوا کہ حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قافلہ ہے میں حاضر خدمت ہوا اور میں نے پوچھا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے ماں باپ آپ

پرفدا ہو جائیں کیا جلدی تھی کہ آپ حج کو چھوڑ کر چلے۔ فرمایا میں جلدی نہ کرتا تو گرفتار کر لیا جاتا۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا میں عراق کا ایک شخص ہوں۔ بس واللہ اتنا ہی مجھ سے پوچھا اور اسی جواب کو کافی سمجھا۔ پھر یہ پوچھا کہ جن لوگوں کے پاس سے تم آرہے ہو مجھ سے ان کا حال بیان کرو میں نے جواب دیا لوگوں کے دل آپ کی طرف ہیں اور تلواریں بنی امیہ کی طرف اور حکم خدا کے ہاتھ میں ہے یہ سن کر آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ اس کے بعد میں نے نزرو اعمال حج کے بارے میں کچھ باتیں دریافت کیں سب آپ نے بتادیں۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۰۵ طبع دارالاشاعت کراچی مترجم سید حیدر علی طباطبائی دیوبندی۔ تہذیب، تشریح و عنوانات مولانا صغر مغل فاضل جامع دارالعلوم کراچی دیوبندی، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۱۱ طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۸۷ خلافت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و آل مروان در بحث مکہ سے کوفہ طبع نفیس اکیڈمی کراچی) (شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۸۸۔ از مولوی اسحاق ملتانی طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

مکہ مکرمہ سے روانگی بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں

اور قافلہ کتنا تھا:-

مکہ مکرمہ سے اہل و عیال۔ عزیز رشتہ داروں اور ان ساٹھ کو فیوں سمیت جو آپ کو لینے آئے تھے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور یہ روانگی دس ذی الحجہ کو ہوئی۔ اور تاریخ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ مکہ مکرمہ سے کربلا تین منزلوں کی مسافت پر ہے اور اس دور میں منزل سے ادھر ادھر کسی قافلے کا پڑاؤ ڈالنا بعید از خیال تھا۔ اس لئے یہ قافلہ ہر روز ایک منزل کا سفر طے کرتا ہوا دس ۱۰ محرم الحرام کو کربلا پہنچا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۳ طبع سرگودھا)

## حقائق کربلا مکہ سے نکلتے وقت یزیدیوں سے مار کٹائی

ابن خلدون لکھتے ہیں:

یزید کی طرف سے حجاز کا گورنر عمرو بن سعید بن العاص تھا۔ اس کے آدمیوں نے امام حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے ہمراہیوں کو روانگی کوفہ سے روکا بحث و تکرار ہوئی۔ آپس میں حقیقتی مار پیٹ بھی ہو گئی لیکن آپ اور آپ کے ہمراہی نہ رکنے رفتہ رفتہ تنہیم میں پہنچے۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۸۷ طبع کراچی تاریخ کامل بن اثیر ج ۲ ص ۶۱ طبع مصر)

یہ بات پڑھ لینے سے صاف واضح ہوتا ہے امام ۱۰ اذی الحجہ کو اگر روانہ نہ ہوتے تو یزیدی ہمنوا آپ کو یہیں روک لیتے اور سخت لڑائی ہو جاتی لیکن آپ ان کے پروگراموں سے واقف تھے اس لئے فوراً نکل کھڑے ہوئے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے تعداد قافلہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعداد کے متعلق اختلاف ہے کہ کتنا تھا البتہ مشہور روایات جن میں آپ کے اقرباء اور اعوان و انصار جو آپ کے ساتھ شہید ہوئے بعض نے کہا وہ ۷۰ تھے اور بعض نے ۷۲ یا ۷۹ یا بیسی ۸۲ تک کی روایات ملتی ہیں۔

تعداد شہدائے کربلا ابن کثیر لکھتے ہیں:-

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب میں سے ۷۲ آدمی شہید کئے گئے اور الفاضریہ کے باشندوں نے جو بنی اسد سے تعلق رکھتے تھے انہیں شہادت کے ایک دن بعد دفن کر دیا اور ان میں ۱۷ آدمی اولاد فاطمہ سے تھے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۲ طبع کراچی)



ابن خلدون لکھتے ہیں حضرت زین العابدین عورتوں کے ساتھ قید کر لیے گئے اس کے بعد عمر بن سعد کے حکم سے دس سواروں (یعنی فوجیوں) نے آپ کی نعش کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا۔ اس واقعہ میں صرف دو شخص عقبہ بن سمعان آپ کی بیوی رباب بنت امرء القیس کمبہ کے آزاد غلام اور مرقع بن ثمامہ اسدی جانبر ہوئے۔ اور باقی بہتر ۲۷ آدمی آپ کے ہمراہیوں میں سے شہید ہوئے

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ باب خلافت معاویہ آل مران ص ۷۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

قارئین شیخ بندیا لوی صاحب نے لکھا آپ کا قافلہ ۱۰ محرم الحرام کو کربلا پہنچا اور دس ۱۰ محرم کو ہی شہید کر دیے گئے بندیا لوی صاحب نے جھوٹ گھڑا تاریخ حقائق کو جھٹلانے کی کوشش کی۔

قافلہ کربلا کس دن پہنچا:-

بندیا لوی صاحب نے یہ جھوٹ یزید اور اس کے فوجیوں کو نیک پارسا اور بے گناہ ثابت کرنے کے لئے گھڑا کہ جب لوگ یہ مان لیں گے تو پانی بند کرنا اور باقی ظلم کی داستان کم سمجھی جائے گی میں پوچھتا ہوں کہیں امریکہ کی توپیں ٹینک مشین گنیں وغیرہ یزید نے لے کر ٹوٹ نہیں کرادی تھیں کہ ایک دم قافلہ پہنچا تو وہ چل گئیں یک لخت سب کو شہید کر دیا گیا اگر یہ بات درست ہے تو پھر تو یہ سوچا جاسکتا ہے کہ ایک دم سب شہید ہو گئے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

ابن خلدون لکھتے ہیں قافلہ ۲ محرم کربلا پہنچا:-

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام کا نام دریافت کیا عرض کیا کربلا



نام ہے فرمایا یہ زمین کرب و بلا کی ہے۔ یہ دن پنجشنبہ (جمعرات) کا تھا اور محرم ۶۱ھ کی ۲ تاریخ تھی۔

(تاریخ بن خلدون ج ۲ ص ۹۳ طبع کراچی)

(تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۵۳، عقد الفرید ابن عبد ربیع ج ۲ ص ۳۰۷ طبع مصر، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۵ طبع کراچی)

### قیام کربلا میں محمد ابن جریر طبری لکھتے ہیں:-

ہمیں ان لوگوں سے لڑ لینا آسان ہے جو ان کے بعد آئیں گے ان کی بہ نسبت میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کے بعد آپ خیال فرمائیں اتنے لوگ ہم سے لڑنے کو آئیں گے جن کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے۔ آپ نے جواب دیا میں جنگ میں ابتداء نہیں کروں گا۔ زہیر نے کہا اچھا اس بستی میں چلیے ہم سب وہیں اتر پڑے یہ مقام محفوظ بھی ہے اور فرات کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ لوگ ہمیں روکنا چاہیں گے تو اس بات پر ہم ان سے لڑیں گے۔ ان سے لڑ لینا بہ نسبت ان لوگوں کے جو ان کے بعد آنے والے ہیں ہمارے لیے زیادہ آسان ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کون سا قریہ ہے کہا کہ اس کا نام عقر (زخم) ہے آپ نے کہا خداوند عقر سے مجھ کو بچانا اور آپ وہیں اتر پڑے یہ محرم کی ۲، ۱۱ھ ہجری جمعرات کا دن تھا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۲۲۔ مترجم طبع دارالاشاعت کراچی)

ان حقائق سے معلوم ہوا کہ آپ کا قافلہ بھی کم از کم ۱۰۰ افراد یا اس سے زیادہ تھے کیونکہ بہتر شہید کئے گئے اور باقی قید کئے گئے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ۲ محرم الحرام ۶۱ھ ہجری کربلا پہنچے تھے ان باتوں کا انکار کرنا جہالت اور گمراہی و تاریخی حقائق کو جھٹلانے والی بات ہے۔

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی اطلاع اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ واپسی:

انشاء سفر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ روح فرسا خبر ملی کہ ان کے بھائی اور قاصد حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عقیل کو قتل کر دیا گیا ہے اور اس قتل کی بیک گراؤنڈ یہ تھی کہ کوفہ کے نئے گورنر عبید اللہ بن زیاد نے گورنری کا چارج سنبھالا اور سختی کے ساتھ حالات کنٹرول کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔ اور یہ اعلان کیا کہ حکومتِ وقت کے باغیوں کو کچل دیا جائے گا۔ تو گورنر کوفہ کی ابتدائی کاروائی کی تاب نہ لاتے ہوئے تمام خبیث الفطرت اور بے وفا شیعیان کوفہ حضرت مسلم کو اکیلا اور بے یار و مددگار چھوڑ کر حکومتِ وقت سے جا ملے۔ حتیٰ کہ حضرت مسلم بن عقیل کے ساتھ کوئی آدمی نہ رہا۔ نہ کوئی پناہ دینے والا اور نہ کوئی راستہ بتلانے والا اور نہ ہی کوئی ان سے بات کرتا تھا۔ بالآخر انہی شیعیان علی کی مخبری کے نتیجے میں حضرت مسلم نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۴ طبع سرگودھا)

شیخ بندیالوی نے چند سطروں میں اتنے بڑے سانحہ شہادت حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت کو ختم کر دیا اور یہ باور کروانے اور ثابت کرنے کی کوشش کی یزید اور اس کے چیلے چانٹے اس واقعہ سے پاک تھے چلے اب تھوڑا سا تاریخ کا مطالعہ کریں اور دیکھیں حقائق کیا تھے۔

روانگی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما:-

جب کوفہ کے لوگوں کے خطوط اور قافلے آئے جن میں حضرت امام

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ آنے کی دعوت دی گئی (ابن کثیر لکھتے ہیں) آپ نے اس موقع پر اپنے عمزاد حضرت مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو عراق کی طرف بھیجا تا کہ وہ آپ کے لئے اس امر کی حقیقت اور اتفاق کو معلوم کریں اور اگر یہ کوئی حتمی محکوم اور مستقل امر ہو تو آپ کی طرف پیغام بھیجیں تا کہ آپ اپنے اہل و عیال کے ساتھ سوار ہو کر کوفہ آجائیں تا کہ آپ اپنے (اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دشمنوں پر فتح پالیں اور آپ نے اہل عراق کی جانب اس بارے میں ایک خط بھی لکھا اور جب حضرت مسلم مکہ سے چلے تو مدینہ سے گزرے اور آپ نے وہاں سے دور ہنما لیے جو آپ کو متروک راستوں کے جنگلات سے لے گئے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۲ طبع کراچی مترجم)

### نیز یہی لکھتے ہیں:-

جب آپ کوفہ میں داخل ہوئے تو آپ ایک شخص کے ہاں اترے جسے مسلم بن عوسجہ اسدی کہا جاتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ مختار ابن عبید ثقفی کے گھر اترے واللہ اعلم اہل کوفہ نے آپ کی آمد کا سنا تو انہوں نے آپ کے پاس آ کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت پر آپ کی بیعت کی اور انہیں حلف دیا کہ وہ اپنے جان و مال سے آپ کی مدد کریں گے پس اہل عراق میں سے بارہ ۱۲ ہزار آدمیوں نے آپ کی بیعت پر اتفاق کیا پھر وہ بڑھ کر اٹھارہ ہزار تک پہنچ گئے تو حضرت مسلم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ وہ عراق آجائیں بیعت اور امور آپ کے لئے ہموار ہو چکے ہیں پس حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ

عنہ مکہ سے کوفہ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور ان کی خبر پھیل گئی حتیٰ کہ امیر کوفہ نعمان بن بشیر کو پہنچ گئی یہ خبر آپ کو ایک شخص نے دی اور آپ اس سے پہلو تہی کرنے لگے اور اسے اہمیت نہ دی لیکن لوگوں سے خطاب کر کے انہیں اختلاف اور فتنہ سے روکا اور انہیں مل جل کر رہنے اور سنت پر چلنے کا حکم دیا اور فرمایا جو شخص مجھ سے جنگ نہیں کرتا میں اس سے جنگ نہیں کروں گا اور جو مجھ پر حملہ نہیں کرتا میں اس پر حملہ نہیں کروں گا اور نہ تہمت کی بنا پر تم کو پکڑوں گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۲ طبع کراچی)

اہل بیت سے بغض رکھنے والے اور یزید سے محبت کرنے والے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سست کہتے تھے اور سختی کرنے کا بھی کہتے تھے لیکن آپ نے فرمایا مجھے اطاعت الہی میں کمزور ہونا۔ مصعیت الہی میں قوی ہونے سے زیادہ محبوب ہے جب یزید کے چیلوں نے دیکھا کہ حضرت نعمان سختی نہیں کرتے تو یزید کو خط لکھے

چنانچہ ابن کثیر لکھتے ہیں عبد اللہ بن مسلم بن شعبہ حضرمی نے یزید کو خط لکھا اور اسے اس بات کی اطلاع دے دی اور عمارہ بن عقبہ اور عمرو بن سعد بن ابی وقاص نے بھی یزید کی طرف خط لکھے اور یزید نے پیغام بھیجا اور نعمان کو کوفہ سے معزول کر دیا اور بصرہ کے ساتھ کوفہ کو بھی عبید اللہ بن یاد کے ماتحت کر دیا اور یہ یزید بن معاویہ کے غلام سرجون کے مشورہ سے ہوا اور یزید اس سے مشورہ کر لیا کرتا تھا۔ (اور یہ عیسائی تھا)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۳)



حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کا حکم یزید نے

دیا:-

پھر یزید نے ابن زیاد کو لکھا جب تو کوفہ آئے تو حضرت مسلم بن عقیل کو طلب کرنا اور اگر تو ان پر قابو پائے تو انہیں قتل کر دینا یا انہیں جلا وطن کر دینا اور اس نے عہد کے ساتھ مسلم بن عمرو باہلی کے ہاتھ خط بھیجا اور ابن زیاد بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا اور کوفہ میں سیاہ عمامے کا ٹھاٹھ باندھ کر داخل ہوا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۵۳ طبع کراچی مترجم ابن خلدون ج ۲ ص ۶۷ مترجم طبع کراچی تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۸۳ طبع کراچی) (شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۹۱ طبع ملتان)

یہ تھے وہ حقائق جن کو شیخ عبدیالوی نے چھپانے کی کوشش کی۔ بندیا لوی صاحب نے یہ بات خود تسلیم کر لی اور لکھا یہ اعلان کیا کہ حکومت وقت کے باغیوں کو کچل دیا جائے گا ابن زیاد کے اس اعلان کو بندیا لوی کے تسلیم کرنے کا مطلب واضح ہے کہ حکومت کے خلاف جو آواز اٹھائے وہ باغی ہے اس پر میں پہلے لکھ چکا ہوں اگر وہ باغی تھے (معاذ اللہ) تو پھر آج کل کے دیوبندی وہابی سب کے سب باغی ہیں یہ بھی حکومت کے خلاف آئے دن جلوس نکالتے ہیں ان کی دہشت گرد تنظیمیں بھی باغی قرار پاتی ہیں اور تاریخ اسلام کے بہت سے مسلمان بھی باغی قرار پاتے ہیں بندیا لوی کی ان باتوں کو ماننے سے سورنہ تاریخی حقائق یہ ہیں کہ لوگ اپنے شوق سے ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر رہے تھے لیکن جب ظالم یزید کا بھیجا ہوا ظالم عبید اللہ بن زیاد آیا تو اس نے آکر اہل کوفہ کو کہا جو حضرت مسلم کا اور امام حسین

کا ساتھ دے گا تو میں اس کے مال جان گھر اولاد سب کچھ لوٹ لوں گا اس ظالم کے طوعاً و کرہاً ڈرانے دھمکانے کی وجہ سے ساتھ دینے والوں نے با امر مجبوری امام کا ساتھ چھوڑ دیا میں کہتا ہوں بندیا لوی اینڈ کمپنی مجرم صرف کوفہ والے نہیں تھے اصل مجرم یہ تھے جن کے ڈر سے لوگوں نے اپنے مال جان بچائے مجرم کوفہ والے بھی تھے کہ وعدہ کر کے ساتھ چھوڑ دیا لیکن صرف یہ کہنا کہ کوفہ والے ہی مجرم ہیں یزید یا اس کے چیلے نہیں تو یہ حقائق کے خلاف ہے ورنہ حقیقت یہ ہے اصل مجرم یزید جس نے امام مسلم کے قتل کا حکم دیا تھا دوسرا مجرم عبید اللہ بن زیاد اور یزید کے فوجی تھے کوفہ والوں نے تو اپنی جانیں بچائیں۔

آئیے اب غور کریں قرآن و حدیث پر کہ اگر ایسے حالات ہوں جیسے اس وقت لوگوں پر آئے تو کیا صورت اختیار کی جائے قرآن حدیث کے دلائل سے پہلے یہ بھی جان لیں

عبید اللہ بن زیاد کی اہل کوفہ کو دھمکیاں:-

عبید اللہ بن زیاد نے کوفہ میں خطبہ دیا اور نمبر داروں کو حکم دیا کہ وہ ان کے ہاں جو جھوٹے، شکی اور اختلاف و شقاق پیدا کرنے والے ہیں ان کے نام لکھیں اور جس نمبر دار نے ہمیں اس کی اطلاع نہ دی اسے صلیب دیا جائیگا یا جلا وطن کر دیا جائے گا اور دفتر سے اس کی نمبر داری ساقط کر دی جائے گی۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۵ مترجم طبع کراچی)

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۸۵ طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۸۱ طبع کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۸۸ طبع لاہور)

شامی فوجیں آگئیں: ابن کثیر لکھتے ہیں:-

عبید اللہ بن زیاد کے پاس قبائل کے جو امراء موجود تھے انہوں نے کھڑے ہو کر اپنی قوم کے ان لوگوں کو جو حضرت مسلم کے ساتھ تھے واپس چلے جانے کا اشارہ کیا اور انہیں ڈرایا دھمکایا۔ اور عبید اللہ نے بعض امراء کو نکالا اور انہیں حکم دیا کہ وہ کوفہ میں جا کر لوگوں کو حضرت مسلم بن عقیل کی مدد نہ کرنے کی ترغیب دیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور ایک شخص نے بھائی اور بیٹے سے کہا شامی فوجیں آگئیں یہیں ساتھ چھوڑ دو۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸ طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۶۷ طبع کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۱۴ طبع ملتان)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۰۶، ۳۲۸)

مجبوری کے تحت رخصت پر عمل کرنا جائز ہے

قرآن میں ارشاد باری ہے:-

ایت۔ من کفر باللہ من؟ بعد ایمانہ الا من اکره و قلبه مطمئن؟  
بالایمان و لکن من شرح بالكفر صدراً فعلیہم غضب من اللہ و  
لہم عذاب الیہم

(پ ۱۳ اس النحل ایت ۱۰۶)

ترجمہ: جس نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر کیا سو اس کے جس کو کفر پر مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو وہ لوگ جو کھلے دن کے ساتھ کفر

کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔

علامہ علی بن ابوبکر المرغینانی الحنفی لکھتے ہیں:-

لا کراہ (جبر اکوئی کام کرانا) کا حکم اس وقت ثابت ہوگا جب دھمکی دینے والا شخص اپنی دھمکی کو پورا کرنے پر قادر ہو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانے کے اعتبار سے کہا کہ اکراہ یا بادشاہ کا معتبر ہوگا یا چور کا کیونکہ بادشاہ کے پاس بھی اقتدار ہوتا ہے اور چور بھی مسلح ہوتا ہے لیکن اب زمانہ متغیر ہو گیا ہے لہذا جس شخص کے پاس بھی ہتھیار ہوں جن سے وہ اپنی دھمکی پوری کرنے پر قادر ہو اور جس شخص کو دھمکی دی جائے وہ خوفزدہ ہو کہ اگر اس کی بات نہ مانی گئی تو وہ اپنی دھمکی پوری کر گزرے گا تو یہ اکراہ

(ہدایہ اخیرین ص ۳۶ طبع ملتان)

شان نزول آیہ کریمہ امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی لکھتے ہیں:-

یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ مشرکین نے حضرت عمار کو ان کے والد یاسر کو اور ان کی ماں سمیہ کو اور حضرت صہیب کو حضرت بلال کو۔ حضرت خباب کو اور حضرت سالم کو پکڑ لیا (کرتے) اور ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا (کرتے)۔ حضرت سمیہ کو انہوں نے دواؤں کے درمیان باندھ دیا۔ اور نیز ان کی اندام نہانی کے آر پار کر دیا اور ان سے کہا تم مردوں سے اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے اسلام لائی ہو سو ان کو قتل کر دیا اور ان کے خاوند یاسر کو بھی قتل کر دیا یہ دونوں وہ تھے جن کو اسلام کی خاطر سب سے پہلے شہید کیا گیا اور رہے عمار تو ان سے انہوں نے جبراً کفر کا کلمہ



کہلوایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ حضرت عمار نے کلمہ کفر کہا ہے تو آپ نے فرمایا۔ بے شک عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے معمور ہے اس کے گوشت اور خون میں ایمان رچ چکا ہے۔ پھر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کی آنکھوں سے آنسو پونچھ رہے تھے اور فرما رہے تھے اگر وہ دوبارہ تم سے جبراً کلمہ کفر کہلوائیں تو تم دوبارہ کہہ دینا۔

(اسباب نزول القرآن رقم الحدیث ۵۶۷ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

(اس حدیث کی سند صحیح اس کو امام بخاری اور مسلم نے روایت نہیں کیا)

(المستدرک ج ۳ ص ۳۹۲ طبع قدیم ج ۲ ص ۳۵۷ تفسیر عبدالرزاق رقم الحدیث ۲۱۹۴۶)

حدیث نمبر ۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ نے میری امت سے خطا، نسیان اور اس کام کے حکم کو اٹھالیا ہے جس پر انہیں مجبور کیا گیا ہو۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۲۰۴۵ طبع بیروت المستدرک ج ۴ ص ۱۹۸ طبع قدیم السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷)

ص ۳۵۷-۳۵۶ طبع بیروت)

اگر کسی شخص پر جبر کیا گیا کہ وہ فلاں شخص کو قتل کر دے تو اس کے لئے اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور اس نے اس کو قتل کر دیا تو وہ گنہگار ہوگا اور اگر یہ قتل عمداً (جان بوجھ کر) تو قتل کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا۔ (ہدایہ آخرین ص ۳۵۱ طبع شرکت علمیہ ملتان)

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ کوفہ والوں نے بد عہدی تو کی لیکن مجبوری کی وجہ سے کی اس لئے ان سے مواخذہ نہ ہوگا کہ وہ مجبور تھے گناہگار نہ ہوئے لیکن

یزید برسرِ اقتدار تھا اور عبید اللہ بن زیاد بھی اس کا مقرر کردہ اقتدار کے نشے میں تھا باقی تمام فوجی ان کی اطاعت کرنے والے تھے لہذا یہ سب سخت گناہ کبیرہ کے مستحق ہوئے۔

رہے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام حسین اور رفقاء تو ان کا جہاد تھا اس لئے حدیث میں حکم یہی ہے برائی دیکھو تو ہاتھ سے مٹانے کی کوشش کرو یہ نہیں تو زبان سے ورنہ دل میں برا جانو ان سب حضرات نے ہاتھ اور زبان سے جہاد کیا اور اعلیٰ درجات پائے جنہوں نے ساتھ نہ دیا انہوں نے حدیث کے دوسرے حصے پر عمل کیا یعنی دل میں برا جانتے رہے۔

دوسرا رخ: اب ذرا اس بات پر بھی غور کریں کہ بند یا لوی صاحب کے نزدیک باغی تھے کوفہ والے جب انہوں نے بغاوت چھوڑ دی وہ سب مل گئے یزید کے ساتھ تو اب جنگ کرنے کا کون سا جواز تھا امام مسلم کے پاس تو کوئی فوج نہ تھی وہ اکیلے رہ گئے تھے اور باغی بھی نہ تھے تو پھر ان کو عبید اللہ بن زیاد نے شہید کیوں کر ایسا اس کا کون سا جواز تھا وہ تو کوفہ کے رہنے والے بھی نہ تھے۔ مسافر تھے دین پڑھانے گئے تھے۔

ان سب باتوں کے باوجود عبید اللہ بن زیاد کے شہید کرانے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کی اہلیت کے ساتھ بہت بڑی زیادتی اور عداوت تھی اور اگر عداوت نہ ہوتی تو شہید نہ کراتا چنانچہ اس سلسلہ میں حافظ ابن کثیر کے لکھے ہوئے حقائق پیش خدمت ہیں۔

ابن زیاد نے کوفہ کے سرداروں کو رشوتیں دیں:-

کوفہ کے لوگوں میں سے ایک وفد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا آپ نے ان سے پوچھا مجھے ان لوگوں کے متعلق بتاؤ تو ان چاروں میں سے ایک شخص مجمع بن عبد اللہ عامری نے آپ سے کہا سردار ان قوم آپ کی عداوت پر متحد ہیں اس لیے کہ انہیں بڑی رشوتیں دی گئی ہیں اور ان کے تھیلوں کو بھر دیا گیا ہے۔ اس سے ان کی محبت اور خیر خواہی کو حاصل کیا گیا ہے پس وہ سب آپ کی عداوت پر متحد ہیں اور بقیہ لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہیں اور کل ان کی تلواریں آپ کے خلاف سونتی ہوئی ہوں گی

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۴ طبع کراچی)

ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں: حضرت مسلم بن عقیل کا کوفہ آنے کا مقصد خلافت راشدہ کا قائم کرنا تھا:-

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس گرفتار کر کے لایا گیا تو آپ نے اپنے کوفہ میں آنے کا موقف بیان کیا۔ ابن زیاد نے آپ کے پاس آ کر کہا اے ابن عقیل تم لوگوں کے پاس انتشار پیدا کرنے اور ایک دوسرے پر حملہ کروانے کے لئے آئے ہو حالانکہ وہ متفق و متحد ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں ہرگز اس کام کے لئے نہیں آیا لیکن شہر والوں کا خیال ہے کہ تیرے باپ نے ان کے اچھے آدمیوں کو قتل کیا ہے اور ان کا خون بہایا ہے اور ان میں قیصر و کسریٰ کے سے اعمال کیے ہیں اور ہم ان کے پاس عدل کا حکم دینے اور کتاب کے فیصلے کی طرف دعوت دینے آئے ہیں اس (ابن زیاد) نے کہا اے فاسق کجا یہ کام اور کجا تو۔ تو اس وقت ان میں یہ کام کیوں نہ کرتا تھا جب تو مدینہ



میں شراب پیتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ میں شراب پیتا ہوں۔ قسم بخدا۔ اللہ یقیناً جانتا ہے کہ تو سچا نہیں اور تو نے بغیر علم کے بات کی ہے۔ اور تو مجھ سے اس بات کا زیادہ حق دار ہے اور میں ایسا نہیں ہوں جیسا تو نے بیان کیا ہے۔ (وہ) جو مسلمانوں کے خون کو زبان سے چڑچڑ کر کے پیتا ہے اور اس جان کو قتل کرتا ہے جسے اللہ نے کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کرنا حرام کیا ہے اور غصے اور ظن پر قتل کرتا ہے اور وہ لہو لعب کرتا ہے گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں ابن زیاد نے آپ سے کہا اے فاسق تیرے نفس نے تجھے تمنا دلائی اور اللہ اس کے اور تیرے درمیان حائل ہو گیا اور اس نے تجھے اس کا اہل نہ پایا۔ (امام) اے ابن زیاد اس کا اہل کون ہے اس نے کہا امیر المومنین یزید۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ علی کل حال۔ ہم اللہ کے اس فیصلے پر راضی ہیں جو وہ ہمارے اور تمہارے درمیان کرے اس نے کہا گویا تمہارا خیال ہے کہ امارت میں تمہارا کچھ حصہ ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم ظن ہی نہیں بلکہ یقین ہے۔

اس نے آپ سے کہا اگر میں آپ کو اس طرح قتل نہ کروں کہ اسلام میں کسی شخص نے اس طرح قتل نہ کیا ہو تو اللہ مجھے قتل کر دے آپ نے فرمایا تو اسلام میں وہ بدعت ایجاد کرنے کا زیادہ حق دار ہے جو اس میں موجود نہ ہو لیکن تو برے قتل، بری عقوبت اور بری سیرت کو اپنے لکھاریوں اور جاہلوں سے چھڑانہ سکے گا اور ابن زیادہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دشنام دینے لگا اور حضرت مسلم خاموش تھے (یعنی گالیاں نہ دیں) (معاذ اللہ)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۹۰-۲۹۱ مترجم طبع کراچی تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۸۴ باب خلافت معاویہ و

آل عمران طبع کراچی، تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۹۹-۱۹۸)



ظالم اور فاسق و فاجر عبید اللہ بن زیاد کی حضرت مسلم بن عقیل کو گرفتار کرنے کی منافقانہ چال ابن کثیر لکھتے ہیں:-

عبید اللہ بن زیاد کوفہ کے قصرِ امارت میں اتر پڑا اور اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا۔ تو اس نے ابورہم کے غلام، اور بعض کا قول ہے کہ اپنے غلام معقل کو تین ہزار درہم کے ساتھ بلا جمص سے آنے والے کی صورت میں بھیجا اور یہ کہ وہ صرف بیعت کرنے کے لئے آیا ہے۔ پس یہ غلام گیا اور مسلسل اس گھر کا پتہ معلوم کرتا رہا جہاں لوگ حضرت مسلم بن عقیل کی بیعت کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ وہ گھر میں داخل ہو گیا اور وہ ہانی بن عروہ کا گھر تھا جس میں آپ پہلے گھر سے وہاں منتقل ہو گئے تھے۔ پس اس نے بیعت کی اور وہ اسے حضرت مسلم بن عقیل کے پاس لے گئے اور وہ کئی روز ان کے ساتھ رہا حتیٰ کہ ان کے معاملہ کی منکشف شدہ حقیقت پر مطلع ہو گیا۔ اور اس نے حضرت مسلم بن عقیل کے حکم کے مطابق مال کو ابو ثمامہ عامری کے سپرد کر دیا۔ اور جو اموال آتے تھے انہیں وہی سمیٹتا تھا اور ہتھیار خریدتا تھا۔

اور وہ عرب کے شہواروں میں سے تھا۔ اس غلام نے واپس آ کر عبید اللہ کو گھر اور اس گھر کے مالک کے متعلق بتایا۔ اور حضرت مسلم بن عقیل، ہانی بن حمید بن عروہ مرادی کے گھر منتقل ہو گئے پھر شریک بن اعور کے گھر منتقل ہو گئے جو اکابر امراء میں سے تھا اور اسے اطلاع ملی کہ عبید اللہ اس کی عیادت کرنا چاہتا ہے اس نے ہانی کو پیغام بھیجا کہ مسلم بن عقیل کو میرے گھر بھیج دیں تاکہ جب عبید اللہ میری عیادت کو آئے تو وہ اسے قتل کر دے اس نے حضرت مسلم کو اس کے

پاس بھیج دیا تو شریک نے آپ سے کہا۔ آپ خیمے میں چھپ جائیں اور جب عبید اللہ بیٹھ جائے گا تو میں پانی طلب کروں گا اور یہ آپ کی طرف اشارہ ہوگا آپ نکل کر اسے قتل کر دیں اور جب عبید اللہ آکر شریک کے پچھونے پر بیٹھ گیا اور ہانی بن عروہ بھی شریک کے پاس ہی تھا اور مہران نامی غلام اس کے آگے سے اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے ایک ساعت اس سے گفتگو کی۔ پھر شریک نے کہا مجھے پانی پلاؤ تو حضرت مسلم نے اس کے قتل سے بزدلی دکھائی اور ایک لونڈی پانی کا ایک پیالہ لے کر نکلی تو اس نے حضرت مسلم کو خیمے میں دیکھا تو اس نے شرم محسوس کی اور تین بار پانی لے کر واپس چلی گئی۔ پھر شریک نے کہا مجھے پانی پلاء خواہ میری جان چلی جائے کہا تم مجھے پانی سے حمام کراؤ گے۔ پس مہران خیانت کو سمجھ گیا اور اس نے اپنے آقا کو اشارہ کیا اور وہ جلدی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ شریک نے کہا اے امیر میں آپ کو وصیت کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا میں ابھی واپس آتا ہوں پس اس کا غلام اسے نکال غلام کر لے گیا اور اسے سوار کرادیا اور اسے بھگا لے گیا اور اس کا غلام اسے کہنے لگا لوگوں نے تمہارے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے میں ان سے نرمی کرنے والا ہوں ان کا کیا حال ہو گیا ہے۔ اور شریک نے حضرت مسلم سے کہا۔ آپ کو باہر نکلنے سے کون سی چیز مانع تھی۔ ہم اسے قتل کر دیتے۔ آپ نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایک حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایمان غفلت میں حملہ کرنے کی ضد ہے اور مومن غفلت میں حملہ نہیں کرتا اور میں نے اسے تمہارے گھر میں قتل کرنا پسند نہیں کیا۔ اس نے کہا۔ اگر آپ اسے قتل کر دیتے تو آپ محل میں بیٹھتے اور اس سے کوئی شخص مدد نہ مانگتا۔ اور وہ بصرہ کی امارت میں آپ کو کفایت کرتا اور اگر

آپ اسے قتل کرتے تو آپ ایک ظالم فاجر کو قتل کرتے۔ اور تین دن کے بعد شریک فوت ہو گئے

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۴ و ۲۸۵ مترجم طبع کراچی۔ تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۷۷ طبع کراچی۔ تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۸۶ طبع کراچی)

جس نے مسلم کو پناہ دی یا نہ بتایا اس کو قتل کرنے کی دھمکی عبید اللہ نے دی جو لائے گا انعام پائے گا:-

عبید اللہ بن زیاد نے لوگوں کو خطاب کیا اور ان سے حضرت مسلم بن عقیل کا مطالبہ کیا۔ اور ان کی تلاش کی ترغیب دی اور جس کے ہاں وہ پائے گئے اور اس نے اسے نہ بتایا اس کا خون رائیگاں ہوگا۔ اور جو انہیں لائے گا ان کی دیت اسے ملے گی اور اس نے پولیس کو طلب کیا اور اسے اس بات کی ترغیب دی اور دھمکایا اور جب اس بڑھیا کے بیٹے نے صبح کی تو اس نے عبدالرحمن بن اشعث کے پاس جا کر اسے بتا دیا کہ حضرت مسلم بن عقیل ان کے گھر میں ہیں پس عبدالرحمن آگیا اور اس نے اپنے باپ سے سرگوشی کی اور وہ ابن زیاد کے پاس موجود تھا۔ ابن زیاد نے پوچھا اس نے تجھ سے کیا سرگوشی کی ہے تو اس نے اسے حقیقت حال بتا دی تو اس نے اس کے پہلو میں چھڑی چھوئی اور کہا اٹھو اور ابھی انہیں میرے پاس لاؤ اور ابن زیاد نے عمرو بن حریث مخذومی کو جو اس کا سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا عبدالرحمن اور محمد بن اشعث کے ساتھ ستر یا اسی سواروں کے ساتھ بھیجا اور حضرت مسلم کو پتہ بھی نہ چلا اور جس گھر میں آپ تھے اس کا محاصرہ ہو گیا۔ پس وہ آپ کے پاس گئے تو آپ تلوار لے کر ان کے پاس گئے



اور تین بار انہیں گھر سے باہر نکال دیا۔ اور آپ کا بالائی اور نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا پھر وہ (پولیس) آپ کو پتھر مارنے لگے اور سرکنڈوں کی رسیوں میں آگ لگانے لگے۔ اور آپ کا دل ان سے تنگ ہو گیا تو آپ تلوار لے کر ان کے پاس گئے اور ان سے جنگ کی اور عبدالرحمن نے آپ کو امان دی تو آپ نے اسے اپنا ہاتھ پکڑا دیا۔ تو وہ ایک خنجر لائے اور آپ کو اس پر سوار کرایا اور آپ کی تلوار آپ سے لے لی اور آپ کو اپنے پر کچھ کنٹرول نہ تھا اس وقت آپ روئے اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ آپ قتل ہونے والے ہیں پس آپ اپنے آپ سے مایوس ہو گئے اور انا للہ ونا الیہ راجعون پڑھا

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۹ مترجم طبع کرچی، تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۸۲ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

### حضرت مسلم بن عقیل کو یزید و ابن زیاد نے شہید کرا دیا:-

چنانچہ اسی گرفتاری کے عالم میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دربار میں لایا گیا کچھ باتیں ہوئیں بالآخر ابن زیاد نے آپ سے کہا میں آپ کو قتل کرنے والا ہوں آپ نے فرمایا اسی طرح۔ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا مجھے اپنے لوگوں کو کچھ وصیتیں کر لینے دیجئے۔ اس نے کہا وصیت کر لیجئے آپ نے اس کے ہم نشینوں کو غور سے دیکھا تو ان میں عمرو بن سعد بن ابی وقاص بھی تھا آپ نے فرمایا اے عمرو میرے اور تیرے درمیان قرابت داری ہے اور مجھے تجھ سے ایک کام ہے اور وہ ایک راز ہے اٹھ کر میرے ساتھ محل کی ایک جانب چل تاکہ وہ بات آپ سے کروں اس نے آپ کے ساتھ کھڑا ہونے سے انکار کیا حتیٰ کہ ابن زیاد نے اسے اجازت دی تو وہ ابن زیاد کے قریب ہی ہٹ کر کھڑا ہو گیا



حضرت مسلم نے اسے کہا کوفہ میں مجھ پر سات سو ۷۰۰ درہم قرض ہیں۔ انہیں میری طرف سے ادا کر دینا اور میرے جسم کو ابن زیاد سے مانگ کر دفن کر دینا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع بھیجنا کہ میں نے انہیں لکھا تھا لوگ ان کے ساتھ ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ آرہے ہیں آپ نے جو باتیں عمر سے کہی تھیں اس نے کھڑے ہو کر ابن زیاد پر پیش کیں تو اس نے اسے سب باتوں کی اجازت دے دی اور اس نے کہا حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے نہ ہمارا ارادہ کیا ہے اور نہ ہم نے ان کا ارادہ کیا ہے اور اگر انہوں نے ہمارا ارادہ کیا تو ہم ان سے نہیں رکیں گے۔ پھر ابن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیل کے متعلق حکم دیا تو انہیں محل کی بلند جگہ پر چڑھا دیا گیا اور آپ تکبر و تہلیل اور تسبیح و استغفار کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر درود پڑھ رہے تھے اور فرما رہے تھے اے اللہ ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جنہوں نے ہم سے فریب کیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے فیصلہ فرما۔ پھر ایک شخص نے آپ کو قتل کر دیا جسے بکر بن حمران کہا جاتا تھا پھر اس نے آپ کے سر کو محل کے نچلے حصے میں پھینک دیا اور آپ کے سر کے بعد آپ کا جسم بھی پھینک دیا پھر ابن زیاد کے حکم سے ہانی بن عروہ مذحجی (جو آپ کا ساتھ دینے والے تھے) کو بکریوں کی منڈی میں قتل کر دیا گیا اور کوفہ میں کناسہ مقام پر آپ کو صلیب دیا گیا۔ اور ایک شاعر نے اس بارے میں ایک قصیدہ کہا ہے۔

اگر تجھے معلوم نہیں کہ موت کیا ہوتی ہے تو بازار میں ہانی اور ابن عروہ عقیل کی طرف دیکھ۔ امام کے حکم سے انہیں مارا گیا اور وہ تمام راستوں پر چلنے والے مسافروں کے لئے باتیں بن گئے اس بہادر کی طرف دیکھ جس کے

چہرے کو تلوار نے توڑ دیا ہے اور دوسرا مقتول کے کپڑے میں ہلاک ہوا پڑا ہے۔ تو ایک جسم کو دیکھے گا جس کے رنگ کو موت نے تبدیل کر دیا ہے اور خون کے چھڑکاؤ کو دیکھے گا جو ہر بہنے کی جگہ بہہ پڑا ہے اور اگر تم نے اپنے بھائی کا بدلہ نہ لیا تو فاحشہ عورت بن جاؤ جو تھوڑی چیز پر راضی کر لیا کرتی ہے۔

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اور حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یزید کے دربار میں:-

پھر ابن زیاد نے ان دونوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی قتل کیا پھر ان دونوں کے سروں کو یزید بن معاویہ کے پاس شام بھیج دیا اور ان دونوں کی صورت حال کے متعلق اسے خط بھی لکھا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۹۲-۲۹۱ طبع کراچی، ابن خلدون ج ۲ ص ۸۳-۸۴ مترجم طبع کراچی)

یہ تھے وہ حقائق جن کو ہم نے الحمد للہ پوری دیانت داری سے نقل کر دیا لیکن یزید کے چیلے اور نمکخوار نے ہر لحاظ سے ان کو جھٹلانے کی سعی کی ہے لیکن کسی کے چھپانے سے حقائق چھپ نہیں سکتے یہ حقیقت حال پڑھ لینے کے بعد کوئی مسلمان ان یزید کے نمکخواروں کو پاک نہیں کہے گا کیوں کہ یزید اور اس کے چیلے نہایت خبیث الفطرت تھے اور ان خبیثوں کا دفاع کرنے والے کہیں ان سے چار قدم بڑھ کر خبیث الفطرت بنے ہوئے ہیں جو دن کو رات بنانے کے چکر میں ہیں اللہ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

## شیخ بندیا لوی کے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رفقاء پر اعتراضات پڑھیں اور یہ سفر اسلام کی سر بلندی کی خاطر نہ تھا

اگر سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا یہ سفر اسلام کی سر بلندی اور دین کو بچانے کی خاطر ہوتا تو مسلم کے قتل کی خبر سن کر وہ واپسی کا ارادہ نہ فرماتے۔ بلکہ یہ اعلان کرتے کہ میرا بھائی مسلم شہید ہو گیا ہے تو کوئی پرواہ نہیں۔ میں نے جو اقدام کیا ہے اس پر قائم ہوں اور جب تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا۔ اس اقدام سے رجوع نہیں کروں گا۔ اور دوسری بات ان روایات سے یہ واضح ہوتی ہے کہ جس مقام پر حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو مسلم کے قتل کی خبر ملتی ہے اور وہ واپس جانا چاہتے ہیں۔ مگر مسلم کے بھائی راستے کی دیوار ثابت ہوئے۔ اس مقام سے آگے جو آپ نے سفر فرمایا اس کا مقصد صرف مسلم بن عقیل کے قتل کا بدلہ لینا تھا۔ جزا اس کے اس سفر کا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۷ طبع سرگودھا)

نیز لکھتے ہیں:-

حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) برادرانِ مسلم کی ضد اور ساٹھ کوفیوں کے اصرار کے سامنے بے بس ہو گئے۔ مگر انشاء سفر تذبذب کا شکار رہے۔ اور سوچتے رہے کہ شیعان کوفہ سابقہ روش کے مطابق غدار ہی نکلے۔ ان سے کسی بہتری اور تعاون کی امید رکھنا عقلمندی کے خلاف ہے۔ اور واپس جانے



کے تمام راستے برادرانِ مسلم اور ساٹھ غدار کوفیوں نے بند کر رکھے ہیں اسی سوچ و فکر میں مگن سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ القرعہ کے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے ایک راستہ کوفہ اور دوسرا راستہ دمشق کو جا رہا تھا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۴۸ طبع سرگودھا)

### حقائق کربلا پڑھیے:-

شیخ بندیا لوی نے تقریباً اپنی پوری کتاب میں یزید اور اس کے ہممنشیوں کا پورا پورا دفاع کیا اور ہر لحاظ سے ان کو پاک و صاف ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا یہی وجہ ہے کہ اکثر جگہ اپنا نزہ اہل کوفہ پر گرایا اور پوری طرح سے ان کو سب و شتم کرنے کی کوشش کی میں کہتا ہوں اہل کوفہ کو اتنا بدنام کرنا بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی توہین ہے کیوں کہ کوفہ شہر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۷۷ھ میں آباد کرایا اور اس کی تعلیم و تربیت کے لئے بہت سے اہل علم صحابہ کرام کو بھیجا اہل کوفہ پر سب و شتم صحابہ کرام پر اس لئے پڑھتی ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کی صحیح تربیت نہ کی انکو صحیح علم نہ سکھایا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے الحمد للہ حقائق قرآن و حدیث کے پیرائے میں رہتے ہوئے لکھے ہیں اور بغیر تحقیق کے کہہ دینا اور لکھ دینا اور کوفہ والوں کو بدنام کرنا یہ بندیا لوی جیسے شاطر ہی کا کام ہے حقائق کے ساتھ ان کا تعلق نہیں۔ پھر یہاں پر بندیا لوی نے اپنا بچا کھچا نزہ برادرانِ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گرا دیا اور ثابت کرنے کی کوشش کی ساٹھ کوفی جو ساتھ تھے اور برادرانِ مسلم نے سارے راستے بند کر دیے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس جانا چاہتے تھے اور یہ سارے



دیواریں بنے رہے واپس نہ جانے دیا لہذا قصور وار ہوئے اور شہادت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطلاع کے بعد جو سفر کیا وہ اسلام کی خاطر نہ تھا وہ صرف اور صرف بدلہ لینے کے لئے تھا اس کے سوا کوئی ان کا مقصد نہ تھا لہذا ثابت ہوا کہ ان کا یہ سفر اور واقعہ کربلا اسلام کی سربلندی کے لئے نہ تھا میں پوچھتا ہوں ان دین کے بیوپاریوں سے تم تحریکیں چلاتے ہو نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے تحریکِ خلافت تمہارے ڈاکٹر پر اسر نے بنا رکھی جماعتِ اسلامی سے پوچھو تمہارا منشور کیا ہے کہتے ہیں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم باقی دیوبندیوں و ہابیوں سے پوچھئے تو کہتے ہیں پاکستان بنا تھا نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے نافذ نہیں ہوا ہم کرانا چاہتے ہیں میں کہتا ہوں تمہاری یہ تحریکیں جن میں دہشت گردی بھی اور غنڈا گردی بھی فحاشی اور عریانی اور مسلمانوں کی حق تلفی بھی ہو لیکن اس کے باوجود تمہارا سب کچھ اسلام کی خاطر ہو پھر تفت ہے تم پر کہ یہی مقصد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کر چلیں جو جنتی بھی ہوں اور جنتیوں کے سردار بھی ہوں لیکن ان کی یہ تحریک کربلا اسلام کی سربلندی کے لئے تمہارے نزدیک نہ بنے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ تم جو کام کرو چاہے وہ کیسا ہی ہو تمہارا وہ اسلام کی خاطر ہو اور کوئی کرے تو پیٹ پرستی اور ذاتی جنگ ہو شرم مگر تم کو نہیں۔ اب ہم اس پر غور کریں بندیا لوی کے نزدیک امام کا یہ سفر تھا بدلہ لینے کے لئے تو کیا بدلہ لینا یا قصاص لینا اسلام کے خلاف تھا۔ یا عین قرآن وحدیث پر عمل تھا۔ میں کہتا ہوں آج اگر کسی کو کوئی ناجائز اور ظلماً قتل کر دے تو اس کے اقرباء بدلہ لینے کے لئے قصاص کے لئے مختلف حربے استعمال کرتے ہیں کبھی تھانوں میں اور کبھی عدالتوں کے چکر کاٹتے ہیں کیا ان کے یہ طریقے شریعت کی رو سے حرام

ہیں ہر گز نہیں کوئی عالم اور مفتی یہ فتویٰ نہیں دے گا کہ یہ حرام کام ہے ہر ایک یہی کہے گا قرآن کا حکم ہے بدلہ لینے کا تو پھر حضرت مسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا کیا قصور تھا کہ بندیا لوی کے نزدیک ان کے خون کا بدلہ لینا ناجائز تھا اور اسلام کے خلاف تھا حالانکہ وہ ظالم شہید کرنے اور کرانے والے ان سے تو کوئی توقع نہ تھی کہ وہ حضرت مسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قصاص لیں گے جب ان سے بھی توقع نہیں تھی تو پھر برادرانِ مسلم و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدلہ لینے کے لئے جائیں تو بندیا لوی اینڈ کمپنی کے نزدیک مورد الزام کیوں؟ پھر شیخ بندیا لوی نے یہ اعتراض بھی اپنی طرف سے گھڑ لیا اور کہا قتل کی خبر سن کر آپ کو چاہیے تھا یہ اعلان کرنا کہ میرا بھائی شہید ہو گیا ہے تو کوئی پراہ نہیں میں جب تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا اس وقت تک رجوع نہیں کروں گا اب میں اس کے جواب میں کہتا ہوں۔

کہ کہیں تاریخ میں یا کسی ضعیف سے ضعیف کتاب کے اندر یہ نہیں ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مدینہ سے مکہ اور مکہ سے یہاں تک ہمارا یہ مقصد تھا اور اب ہمارا موقف تبدیل ہو گیا اگر کہیں ایسا ہے تو ثابت کر دو ورنہ اپنی طرف سے تمہیں ایسے اعتراضات امام کے لئے گھڑنے کا کوئی حق نہیں اب یہ دلائل بھی پڑھ لیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مطالبہ کیا قصاص لینے کا کیا وہ عین قرآن و حدیث کے مطابق تھا اور ان کا حق تھا وہی انہوں نے کیا اسی لیے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا تھا اور پھر اسی لیے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا ساتھ دیا۔

ابن کثیر لکھتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا موقف تبدیل نہیں کیا:-

بنی اسد کے ایک شخص جو کوفہ سے آرہے تھے اس سے حالات پوچھے تو اس نے کہا قسم بخدا میں اس وقت کوفہ سے نکلا ہوں جب مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو قتل کر دیا گیا اور میں نے اُن دونوں کو دیکھا کہ انہیں ٹانگوں سے پکڑ کر بازار میں گھسیٹا جا رہا ہے وہ دونوں بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر انہیں اطلاع دی تو آپ بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے۔ ہم نے آپ سے کہا اپنے بارے میں اللہ سے ڈریے آپ نے فرمایا ان دونوں کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب کیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۱۴)

بندیا لوی صاحب پڑھ لو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت کی خبر سن کر فرمایا اب زندہ رہنے میں بھلائی نہیں لہذا اب ہم شہید ہوئے بغیر واپس نہیں جائیں گے اور اپنے موقف پر قائم بھی رہیں گے ظالموں کا ساتھ نہیں دیں گے اور ابن کثیر نے لکھا ہے امام نے اپنے موقف سے رجوع نہیں کیا حتیٰ کہ کربلا پہنچے۔

(البدایہ ج ۸ ص ۳۲۵)

اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اكْتُبُوا عَلَيْكُمُ الْقِصَاصَ فِي الْقَتْلِ الْحَرِّ



بالحرو والعبد بالعبد والانشى بالانشى فمن عفى له من اخيه شىء  
فاتباع بالمعروف و اداءً اليه باحسان

(پ ۲۳ البقرة آیت ۱۷۸)

اے ایمان والو تم پر مقتولین کے خون ناحق کا بدلہ لینا فرض کر دیا ہے  
آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام۔ عورت کے بدلے میں عورت سو  
جس کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا گیا تو اس کا دستور  
کے مطابق مطالبہ کیا جائے اور نیکی کے ساتھ اس کی ادائیگی کی جائے۔

آیت نمبر ۲: و كتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس والعين بالعين و  
الانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص  
(پ ۶۳ المائدہ آیت ۴۵)

ترجمہ: اور ہم نے ان پر تورات میں یہ فرض کیا تھا کہ جان کا بدلہ جان اور آنکھ کا  
بدلہ آنکھ اور ناک کا بدلہ ناک اور کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت ہے اور  
زخموں میں بدلہ ہے تو جس نے خوشی سے بدلہ دیا تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور  
جو اللہ کے نازل کیے احکام کے موافق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ ظالم ہیں۔

حدیث نمبر ۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان شخص اس کی شہادت دیتا ہو کہ  
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہوں اس  
کا خون تین وجہوں میں سے کسی ایک وجہ سے بہانا جائز ہے۔ جان کا بدلہ جان  
شادی شدہ زانی اور دین سے مرتد ہونے والا اور جماعت کو ترک کرنے والا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۴ طبع نور محمد کراچی۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۵۹ طبع نور محمد کراچی)



قارئین غور فرمائیں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ان میں ایسی کوئی وجہ نہ تھی کہ ان کا خون جائز ہوتا صرف یزیدیوں نے اپنے اقتدار کو بچانے کی خاطر ان کو قتل کیا تھا قرآن نے فرمایا تم پر بدلہ لینا فرض ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و برادران مسلم اگر بدلہ کی نیت سے کوفہ گئے تھے تو انہوں نے کوئی جرم شریعت کی رو سے نہیں کیا لیکن بندیا لوی نے اس وجہ سے ان کو مجرم تصور کر کے قرآن کی ان آیات کا انکار کیا ہے۔

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ قاتل کو قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک لڑکے کو دھوکے سے قتل کر دیا گیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر اس کے قتل میں تمام اہل صفاء شریک ہوتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا اور مغیرہ بن حکیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ چار آدمیوں نے مل کر ایک بچے کو قتل کیا تو حضرت عمر نے اس کی مثل فرمایا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۸ طبع نور محمد)

حدیث نمبر ۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کا کوئی عزیز قتل کیا جائے اس کو تین باتوں کا اختیار ہے۔ (۱) قصاص لے (۲) یا معاف کر دے (۳) یا دیت لے۔

(تفسیر مظہری زیرایت ج ۱ ص ۳۰۷ طبع کراچی)

حدیث نمبر ۴: ابو فراس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا۔ میں عاملوں کو اس لئے نہیں بھیجتا کہ وہ لوگوں کے جسموں پر ضرب لگائیں اور نہ اس لئے کہ وہ ان کا مال لیں۔ جس شخص کے ساتھ

کسی حاکم نے ایسا کیا وہ مجھ سے شکایت کرے میں اس سے قصاص لوں گا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کوئی شخص اپنی رعیت کو تادیباً مارے آپ پھر بھی اس سے قصاص لیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم۔ جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے میں اس سے قصاص لوں گا اور بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نے اپنے نفس کو قصاص کے لئے پیش کیا تھا۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۶۸ طبع مجتہائی لاہور)

(سنن کبریٰ ج ۸ ص ۴۸ طبع نشر السنۃ ملتان)

دلائل اور بھی بہت ہیں ماننے والوں کے لئے ایک قطرہ بھی بہت ہے یہیں سے معلوم ہوا اگر کوئی بھی کسی کو ناجائز قتل کرے چاہے وہ حاکم ہی ہو اس سے بدلہ لیا جائے گا یہی کام حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں نے کیا تھا بندیا لوی نے شور مچایا جی ذاتی مقصد کے لئے گئے تھے ہم کہتے ہیں وہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے اور کرانے گئے تھے۔

یزیدی فوج کے آفیسر شیخ بندیا لوی کے ہاں عزت و شرف کے قابل :-

القرعہ کے مقام سرکاری فوج کا ایک دستہ عمرو بن سعد کی قیادت میں آپ کو ملتا ہے عمرو بن سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو رشتے میں حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نانا لگتے تھے اس لئے کہ وہ حضرت سعد بن ابی وقاص فاتح ایران اور یکے از عشرہ مبشرہ کے بیٹے ہیں۔ اور سعد بن ابی وقاص آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ماموں تھے اس رشتہ سے عمرو بن سعد آنحضرت کے ماموں

زاد بھائی ہوئے تو سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا لگے آپ کو سمجھاتے ہیں اور کوفہ میں جو کچھ غداروں نے مسلم بن عقیل کے ساتھ سلوک کیا اس کی اطلاع دیتے ہیں ماضی میں جھانکنے کا مشورہ دیتے کہ ان ہی غداروں نے آپ کے والد گرامی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے وفائی کی۔ اور شہید کر دیا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۹ طبع سرگودھا)

عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف تباہ حال و قتل ابن کثیر کے قلم

سے:-

واقعی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ابی وقاص بیٹھے ہوئے تھا کہ آپ کا ایک غلام آیا اور اس کا خون اس کی ایڑیوں پر بہہ رہا تھا۔ حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس سے پوچھا تمہارے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے۔ اس نے کہا آپ کے بیٹے عمرو نے۔ حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا اسے قتل کر دو اور اس کا خون بہاؤ۔ حضرت سعد مستجاب الدعوات تھے۔ جب مختار نے کوفہ کے خلاف خروج کیا تو عمرو بن سعد نے عبد اللہ بن جعد بن ہبیرہ سے پناہ طلب کی اور وہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قرابت کی وجہ سے مختار کا دوست تھا۔ وہ مختار کے پاس آیا اور اس نے اس سے عمرو کے لئے امان لے لی جس کا مضمون یہ تھا کہ وہ جب تک اطاعت کرے گا اور اپنے گھر اور اپنے شہر میں رہے گا وہ اپنے نفس، اہل اور مال کے متعلق مامون ہوگا جب تک وہ پیشاب، پاخانے کو نہ آئے۔ جب عمرو بن سعد کو اطلاع ملی کہ مختار اسے قتل کرنا چاہتا ہے تو وہ رات کو اپنے گھر سے نکلا اور وہ



مصعب یا عبید اللہ بن زیاد کی طرف سفر کرنا چاہتا تھا مختار کو اس کے ایک غلام نے یہ بات پہنچادی تو مختار نے کہا اس سے بڑا واقعہ کیا ہو سکتا ہے..... کچھ آگے لکھا۔ مختار نے اپنے باڈی گارڈوں کے افسر کو کہا جاؤ اور اس کا سر میرے پاس لاؤ تو اس نے جا کر اسے قتل کر دیا اور اس کے پاس اس کا سر لے آیا اور ایک روایت میں ہے کہ مختار نے ایک رات کہا کہ میں کل بڑے بڑے قدموں والے دھنسی ہوئی آنکھوں والے اور ابھرے ہوئے ابروؤں والے شخص کو ضرور قتل کروں گا جس کے قتل سے مومنین اور ملائکہ مقربین خوش ہوں گے۔ اور الہیثم بن الاسود بھی موجود تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ اس کا مقصد عمرو بن سعد ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۰۱ مترجم طبع کراچی)

شیخ بند یالوی نے کس طرح عمرو کی رشتہ داری ظاہر کی اور کتنا قصیدہ لکھا صحابی کا بیٹا اس کو نظر آیا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خون جگر اور نواسہ اس کو نظر نہ آیا اگر نبی علیہ السلام کا بیٹا بگڑ سکتا ہے تو صحابی کے بیٹے کے بگڑنے پر کوئی تعجب نہیں مزید بند یالوی نے جن کے نام کی دستار سجا رکھی ہے ذرا ان سے پوچھئے دارالعلوم دیوبند کے ناظم کا فتویٰ پڑھیے ابن سعد کے بارے اور محدثین اسماء الرجال والوں کے ہاں اس کی سند مردود ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے ناظم مولانا عزیز احمد قاسمی بی اے ابن سعد کے بارے فتویٰ لکھتے ہیں

ابن سعد کی روایت قبول نہیں:-

طوالت سے بچتے ہوئے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں شیخ عزیز قاسمی



نے ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں خلافت معاویہ و یزید محمود عباسی کے رد میں لکھا تھا کیوں کہ بند یا لوی صاحب بھی انہیں کی تقلید کرتے ہیں۔ ابن ابی خثیمہ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو ایک لشکر کی قیادت سپرد کر کے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قتال کے لئے بھیجا اور شمر بن ذی الجوشن سے کہا تم بھی ان کے ساتھ جاؤ اگر یہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کریں تو فبہا ورنہ تم ان کو قتل کر دینا اور تم لوگوں پر امیر ہو گے اور ابن ابی خثیمہ نے ابن معین سے روایت کی ہے کہ ابن معین نے فرمایا کہ وہ شخص کیسے ثقہ ہو سکتا ہے۔

جس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا۔ عمرو بن علی نے کہا کہ میں نے یحییٰ بن سعید کو کہتے سنا کہ اسے اسماعیل نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عیزار نے عمرو بن سعد سے روایت کی اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ ان سے بنی ضبیعہ قبیلے کے ایک شخص موسیٰ نے کہا کہ اے ابو سعید یہ تو قاتل حسین ہیں۔ پس وہ خاموش ہو گئے۔ پھر ان سے کہا کہ تم ہم سے قاتل حسین کی روایت کرتے ہو پھر بھی وہ خاموش ہی رہے اور ابن خراش نے بھی عمرو بن علی سے اس جیسی روایت کی ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ اس شخص نے کہا کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے عمرو بن سعد سے روایت کرتے ہو۔ اس پر وہ رو پڑے۔ اور فرمایا کہ میں اب دوبارہ ان (عمرو بن سعد) سے روایت نہ کروں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یحییٰ بن معین اور سعید بن القطان ابن ابی خثیمہ اور قبیلہ بن ضبیعہ کے موسیٰ وغیرہ جو ائمہ رجال حدیث ہیں عمرو بن سعد کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے مقابلہ میں تنہا العجلی کے قول کو نقل کر دینا ریسرچ کے پردہ کو چاک کر دیتا ہے۔ یحییٰ بن معین جیسے امام الجرح والتعدیل کے مقابلہ میں محدث عجلی کا قول کوئی زیادہ وزن نہیں رکھتا۔

عیزار بن حریث وہی شخص ہے جن کو تہذیب میں عمرو بن سعد کے شاگردوں میں ذکر کیا ہے۔ جس کی تصریح خود عباسی صاحب نے کی ہے۔ ان ہی عزیزار سے تہذیب تہذیب کیاسی صفحہ میں محدث موسیٰ کہہ رہے ہیں کہ قابلِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمارے سامنے روایات بیان کرتے ہو جس پر عزیزار بن حریث نے معذرت کی کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا اور یہی روایت بواسطہ شعبہ عن ابی اسحاق عن عزیزار کی سند سے میزان الاعتدال ص ۲۵۸ ج ۲ میں موجود ہے۔

(تہذیب التہذیب ص ۴۵۰ ج ۷)

(فقط) ماہنامہ دارالعلوم دیوبند جنوری ۱۹۶۰ء)

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۳۶۷-۳۶۸ طبع سید احمد شہید اردو بازار لاہور)

قارئین یہ تھا حال ابن سعد کا محدثین کے نزدیک اور علماء کتنی نفرت رکھتے ہیں اس سے حالانکہ ابن سعد یزید فوج کا امیر تھا یہیں سے معلوم ہوا کہ حکم دینے والا اور اس کو امام کے مقابلہ کے لئے بھیجنے والا تو اس سے بڑھ کر نفرت کے قابل ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا ہمارے پیروکاروں نے ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے پس جو شخص تم میں سے واپس جانا چاہتا ہے وہ واپس چلا جائے اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا اور نہ ہماری طرف سے اس پر کوئی ذمہ داری ہوگی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ آپ کو چھوڑ کر دائیں بائیں منتشر ہو گئے اور آپ اپنے ان اصحاب میں باقی رہ گئے جو مکہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے اور آپ نے ایسا اس لیے کیا کہ آپ نے خیال کیا کہ جن اعراب نے آپ کی اتباع کی ہے انہوں نے صرف اس لیے آپ کی اتباع

کی ہے کہ آپ اس شہر میں جائیں گے جس کے باشندے آپ کی اطاعت میں مستقیم ہوں گے پس آپ نے اپنے ساتھ ان کے چلنے کو پسند نہ کیا۔ سوائے اس کے کہ انہیں معلوم ہو کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ جب آپ ان کے سامنے حقیقت حال کی وضاحت کریں گے تو آپ کی سنگت وہی شخص کرے گا جو موت میں آپ کی ہمدردی کرنا چاہتا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے جب سحر ہوئی تو آپ نے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ وہ بکثرت پانی لے لیں پھر آپ چل پڑے حتیٰ کہ وادی عقبہ سے گزرے اور وہاں اتر پڑے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۱۵ طبع کراچی)

ان حقائق سے معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے مجبور نہیں کیا اور نہ ہی کسی نے راستہ روکا بلکہ خود اپنی مرضی سے سب حالات و واقعات کو جانتے ہوئے گئے تھے یہ سب کچھ جناب بندیا لوی صاحب کے بڑے وہابی ابن وہابی نے حقائق لکھ کر بندیا لوی صاحب کا منہ بند کر دیا اور کہا جھوٹ بولنا اور لکھنا چھوڑ دو۔ ابن سعد یزیدی فوج لے کر آ گیا اب شیخ بندیا لوی کے اس اعتراض رد کہ ابن سعد نے مشورے دیے سمجھایا اب ہم ان کا ذکر کرتے ہیں۔

ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں یزیدی فوجیں آ گئیں:

ایک سوار کمان کندھے پر رکھے کوفہ سے آیا ہے اور اس نے حربن یزید کو سلام کیا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام نہیں کیا اور اس نے حر کو ابن زیاد کا خط دیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ وہ سفر میں عراق تک کسی بستی اور قلعے میں اترے بغیر برابر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اس



کے ایلچی اور اس کی فوجیں اس کے پاس آجائیں اور یہ ۲ محرم ۱۱ھ جمعرات کا روز تھا اور جب دوسرا دن ہوا تو عمرو بن سعد چار ہزار فوج کے ساتھ آیا اور ابن زیاد نے اسے ان لوگوں کے ساتھ دیلم کی طرف بھیجا تھا اور کوفہ کے باہر خیمہ زن ہو گیا اور جب انہیں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ پیش آیا تو اس نے اسے کہا ان کی طرف روانہ ہو جاؤ اور جب تو ان سے فارغ ہو جائے تو دہلم کی طرف چلے جانا (یعنی رے) عمرو بن سعد نے اس سے اس بات کی معافی چاہی تو ابن زیاد نے اسے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھے معاف کر دیتا ہوں اور ان شہروں کی حکومت سے تجھے معزول کر دیتا ہوں جن پر میں نے تجھے حاکم بنایا ہے۔ اس نے کہا ذرا مجھے اپنے معاملے میں غور و فکر کر لینے دو۔ اور وہ جس شخص سے بھی مشورہ کرتا وہ اسے حضرت حسین کی طرف جانے سے روکتا۔ حتیٰ کہ اس کے بھانجے حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ نے اسے کہا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جانے سے بچنا تو اپنے رب کی نافرمانی کر لے گا اور اپنی قرابت کو قطع کرے گا خدا کی قسم اگر تو ساری زمین کی حکومت سے بے دخل ہو جائے تو یہ بات خون حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ ملاقات کرنے کی نسبت تجھے زیادہ محبوب ہونی چاہیے اس نے کہا میں انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔

پھر عبید اللہ بن زیاد نے اسے عزل و قتل کی دھمکی دی تو وہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روانہ ہو گیا اور اس مقام پر آپ سے جنگ کی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ پھر اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ایلچی بھیجے کہ آپ کیوں آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اہل کوفہ نے مجھے خط لکھے ہیں کہ میں ان کے پاس آؤں۔ پس اب جب انہوں نے مجھے ناپسند کیا ہے تو میں مکہ



واپس چلا جاتا ہوں اور تم کو چھوڑ دیتا ہوں۔ جب عمرو بن سعد کو یہ اطلاع ملی تو اس نے کہا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے ساتھ جنگ کرنے سے بچائے گا اور اس نے یہ بات ابن زیاد کو بھی لکھ بھیجی ابن زیاد نے اسے جواب دیا کہ ان کے اور پانی کے درمیان حائل ہو جاؤ جیسا کہ پرہیزگار پاکباز مظلوم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ کیا گیا تھا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو پیشکش کرو کہ وہ امیر المومنین یزید بن معاویہ کی بیعت کر لیں تو یہی ہماری رائے ہے۔ اور عمرو بن سعد کے اصحاب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب پانی سے روکنے لگے اور ان کے ایک دستے کا سالار عمر بن الحجاج تھا آپ نے ان کے لئے پیاس کی بددعا کی تو یہ شخص شدت پیاس سے مر گیا پھر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن سعد سے مطالبہ کیا کہ وہ دونوں فوجوں کے درمیان آپ سے ملاقات کرے اور دونوں میں سے ہر ایک تقریباً بیس ۲۰ سواروں کے ساتھ آیا اور دونوں نے طویل گفتگو کی حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ دونوں نے کیا بات کی ہے لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے اس سے مطالبہ کیا کہ آپ اس کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس شام چلے جاتے ہیں اور دونوں فوجوں کو مقابل میں کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔ عمرو نے کہا اس صورت میں ابن زیاد میرے گھر کو منہدم (گرا) کر دے گا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اسے تیرے لیے اس سے بھی خوبصورت رنگ میں تعمیر کر دوں گا۔ اس نے کہا وہ میری جاگیر کو ضبط کر لے گا۔ آپ نے فرمایا میں تجھے اپنے حجازی مال سے اس جاگیر سے بھی بہتر جاگیر عطا کروں گا۔

راوی بیان کرتا ہے عمرو بن سعد نے اس بات کو پسند نہ کیا اور بعض مورخین کا قول ہے کہ آپ نے اس سے مطالبہ کیا کہ یا تو وہ یزید کے پاس چلے جاتے ہیں یا وہ حجاز واپس چلے جاتے ہیں یا کسی سرحد پر جا کر ترکوں سے جنگ کرتے ہیں۔ عمرو نے عبید اللہ کی طرف یہ باتیں لکھ بھیجیں تو اس نے کہا بہت اچھا میں انہیں قبول کرتا ہوں پس شمر بن ذی الجوشن اٹھا اور کہنے لگا خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ آپ کے اصحاب تمہارے حکم کو قبول کریں پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن سعد دونوں فوجوں کے درمیان بیٹھ کر رات کا اکثر حصہ باہم گفتگو کرتے رہے ہیں ابن زیاد نے اسے کہا تمہاری رائے بہت اچھی ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۶ تا ۳۲۷ ایک اور روایت سے ص ۳۱۷ پر بھی مترجم طبع کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۱۲ طبع ملتان)

## شہید کرنے کا حکم دیا ابن زیاد نے نیز یہی لکھتے ہیں:-

پھر عبید اللہ نے شمر بن ذی الجوشن کو بھیجا اور کہا۔ اگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب میرے حکم کو قبول کر لیں تو فبہا وگرنہ عمرو بن سعد کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دو اور اگر وہ اس سے گریز کرے تو اسے قتل کر دینا پھر تم ہی لوگوں کے امیر ہو گے اور اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے میں سستی کرنے پر عمرو بن سعد کو دھمکی آمیز خط لکھا اور اس نے اسے حکم دیا کہ اگر وہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے پاس نہ لایا تو وہ

اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کرے گا۔ بلاشبہ وہ مخالفین ہیں۔

(ابن اثیر ج ۴ ص ۲۳ طبع مصر)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۷)

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں ابن زیاد نے کوفہ والوں کو نہیں بھیجا بلکہ یزیدی فوج بھیجی:-

ابن سعد، ابن زیاد کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے میرے لئے رے کی حکومت کا فرمان لکھ دیا ہے اور لوگوں کو معلوم بھی ہو گیا ہے لہذا اس کا نفاذ کر دیجئے اور حسین کے مقابلہ کے لئے فلاں فلاں اشراف کوفہ کو میرے ساتھ بھیج دیجئے ابن زیاد نے کہا اپنے ارادہ میں تمہارے کسی حکم کا ہرگز پابند نہیں ہوں کہ جن کو تم کہو انہیں کو بھیجوں۔ اگر تم ہمارے لشکر کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو جاؤ ورنہ ہمارا فرمان (حکومت رے) واپس کر دو ابن سعد نے کہا اچھا میں جاتا ہوں۔

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۲۴ طبع مصر تاریخ طبری و روح البیان پ ۱۲ اس ہود ص ۱۶۶ طبع بہاولپور)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۴۸)

یاد رہے: رے خراسان کا ایک شہر ہے جو آج کل ایران کا دار اسطنت ہے جسے تہران کہتے ہیں ان حقائق سے معلوم ہوا امام کی جنگ لشکر یزید سے ہوئی یہ بھی معلوم ہوا کہ ابن سعد نے دین پر دنیا کو ترجیح دی اور حکومت کی خاطر سب کچھ کر گزرا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شہید کرنے کا حکم ابن زیاد نے دیا۔

بندیا لوی صاحب نے بڑا شور مچایا رشتہ داری ظاہر کی ابن سعد کی بھانجے نے صاف اپنے ماموں کو کہہ دیا اگر جنگ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے کرو گے تو قرابت داری ختم ہو جائے گی پھر ابن سعد کو سب نے کہا امام کے خلاف نہ لڑنا لیکن اس کمبخت نے دین کو پیچھے کیا اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قرابت داری کو ختم کیا دنیا کو دین پر ترجیح دی اور اپنی آخرت کو برباد کیا بادشاہت کے نشے میں بدست تھا اس نشے میں سب کچھ کر گیا جو اسے نہیں کرنا تھا پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آفر کی اگر ابن زیاد تیرا مال لوٹے گا تو میں تجھے دوں گا میں تجھے اچھا مکان بنوادوں گا لیکن اس نے ایک نہ سنی اہلیت پر ظلم کر کے اپنے اوپر جہنم کو لازم کر لیا ان حقائق کو بھی بندیا لوی نے چھپانے کی کوشش کی ہم نے پردہ کھول دیا حقائق یہ بتا رہے ہیں سراسر مجرم عبید اللہ بن زیاد عمر بن سعد شمر بن ذی الجوشن ویزید اور اس کے فوجی تھے پھر ایک وجہ سے عمرو بن سعد پر کچھ نرمی سمجھی جاسکتی ہے کہ آخر اس کو بھی مجبور کیا گیا تھا لیکن ابتدائی کی مجرم ابن سعد بھی ضرور تھا۔

بندیا لوی نے ایک اور الزام گھڑ لیا پڑھیے:-

اس کے بعد آپ کے برادر محترم حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھ دینے شروع کیے۔ خنجر مارے، گالیاں دیں مصلیٰ ان کے نیچے سے کھینچا بالآخر زہر دے کر ان کو شہید کر دیا ان ہی غداروں میں سے چند غدار اور شرارتی لوگ آج آپ کو بھی استعمال کر کے اسلام کی مضبوط بنیادوں کو ہلا دینا چاہتے ہیں۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۴۹ طبع سرگودھا)

یہاں پر بندیا لوی صاحب نے کوفہ والوں پر دو الزام بغیر تحقیق کے جڑ دیے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظلم کیا ان کو زہر دے کر شہید کر دیا حالانکہ یہ



الزام حقائق کے سراسر خلاف ہے امام کی وفات کوفہ میں نہیں ہوئی آپ کی وفات مدینہ شریف میں ہوئی اور زہر کوفہ والوں نے نہیں دیا بلکہ یزید نے دلویا آپ کی بیوی جعدہ کے ذریعے سے حقائق پڑھیے بندیا لوی نے اپنے پیشوا یزید کو بچانے کے لئے الزام کوفہ والوں پر لگا دیا۔

علامہ امام ابن حجر مئتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

یزید قاتل امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہے:-

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا سبب یہ ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ دختر اشعث بن قیس الکندی کو یزید نے آپ کو زہر دینے کے لئے خفیہ طور بھجوایا۔ یزید نے آپ کی شادی اس سے کروائی اور اس کے لئے ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا۔ اور اس نے آپ کو زہر دے دیا۔ آپ چالیس روز تک بیمار رہے جب آپ فوت ہو گئے تو اس نے یزید کو وعدہ پورا کرنے کے متعلق پوچھا۔ اس نے جواب دیا ہم نے تو حسن کے لئے بھی تجھے پسند نہیں کیا۔ تجھے اپنے لئے کیسے پسند کر سکتے ہیں۔ کئی متقدمین نے جیسے حضرت قتادہ اور ابوبکر بن خصاص نے اور متاخرین میں سے زین العراقی نے مقدمہ شرح التقریب میں آپ کو شہید قرار دیا ہے۔ آپ کی وفات ۴۹ھ یا ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں ہو گئی۔

(الصواعق المحرقة ص ۱۳۸ عربی)

(مترجم ص ۲۷۲ طبع مکتبہ جمال فیصل آباد)

حافظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یزید نے زہر دلوا

دیا وفات مدینہ شریف میں ہوئی:-

جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت چھوڑ دی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کر لی تو آپ کو فہ چھوڑ کر مدینہ شریف چلے گئے اور وہیں آپ کو زہر دیا گیا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف کقیام کے زمانہ میں زہر خورانی کے ذریعہ شہید کیے گئے۔ زہر خورانی کا واقعہ یہ ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ دختر اشعت کو یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوشیدہ طور پر پیغام دیا اگر تم حسن کو زہر دے دو گی تو میں تم سے شادی کر لوں گا چنانچہ جعدہ نے آپ کو زہر کھلا دیا اور آپ کی شہادت کے بعد یزید سے وعدہ ایفائی کے لئے کہا تو یزید نے جواب دیا میں تجھ کو حسن کے نکاح میں نہ دے سکا تو ہی بتا کہ تجھ کو اپنی بیوی کیسے بنالوں۔ جعدہ کی زہر کورانی کی وجہ سے پانچ ربیع الاول ۵۰ھ بعض کے نزدیک ۴۹ھ اور بعض کے نزدیک ۵۰ھ میں امام حسن نے ملک الموت کو خوش آمدید کہا۔

(تاریخ الخلفاء ۴ عربی)

(..... مترجم ص ۱۹۳ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین دمیری لکھتے ہیں:-

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کر لینے کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی آپ کی بیوی نے آپ کو زہر دیا اسی سے آپ کا وصال ہوا

(حیات الحیوان ج اول ص ۵۸ عربی)

(حیات الحیوان ج ۱ ص ۲۰۲ طبع اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور ذکر خلافت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یزید نے زہر دلوایا:-

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا گیا تو ان کی بیوی بنت اشعث ابن قیس نے دیا یہ حرکت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے یزید کی سازش سے کی گئی ہے یعنی یزید نے بنت اشعث سے خود شادی کر لینے کا وعدہ کیا اور اس پر ایک لاکھ درہم اس لالچ میں خرچ کئے کہ خلافت خود اس کو مل جائے۔  
(سیرت حلبیہ مترجم اسلم قاسمی دیوبندی ج ۶ ص ۳۵۳ طبع دارالاشاعت کراچی)

شیخ مومن بن حسن مومن شبلنجی لکھتے ہیں یزید نے زہر دلوادیا:-

ابوعلی فضل بن حسن طبری نے اپنی کتاب اعلام الوریٰ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جب صلح مکمل ہو گئی اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے وہاں دس ۱۰ سال اقامت فرمائی اور ان کی بیوی جعذہ بنت اشعث بن قیس کنڈی نے آپ کو زہر پلا دیا تو آپ چالیس روز بیمار رہے۔ یزید نے اس عورت کو ایک لاکھ درہم کے عوض زہر دینے پر آمادہ کیا تھا۔

اور اس سے یہ شرط طے کی تھی کہ وہ اس عورت سے نکاح کر لے گا۔ جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات فرما گئے تو اس نے یزید کو ابقاء عہد کا پیغام بھیجا یزید نے جواب دیا حسن کے پاس رہنے کے لئے ہم تجھ پر خوش نہ تھے اپنے پاس رکھنے کے لئے ہم تجھے کیسے پسند کریں۔

(نور الابصار ص ۱۳۶ عربی)

(شواہد النبوت کامل از مولانا عبدالرحمن جامی ص ۴۱۰ طبع شمع بک لاہور)

یزید قاتل امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا ابن کثیر اپنی سند سے لکھتے ہیں:-

محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن حمال نے ہمیں بتایا کہ ابو عوانہ نے مغیرہ نے بحوالہ ام موسیٰ ہمیں خبر دی کہ جعدہ بنت اشعث ابن قیس نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر پلایا جس سے آپ بیمار ہو گئے راوی بیان کرتا ہے کہ آپ کے نیچے طشت رکھا جاتا تھا اور دوسرے کو چالیس روز بعد اٹھایا جاتا تھا اور بعض نے روایت کی ہے کہ یزید بن معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کو پیغام بھیجا کہ وہ حضرت حسن کو زہر دے دے اور میں اس کے بعد تجھے شادی کر لوں گا تو اس نے آپ کو زہر دے دیا اور جب حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے تو جعدہ نے یزید کو پیغام بھیجا تو اس نے کہا خدا کی قسم ہم نے تو تجھے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی پسند نہیں کیا کیا ہم تجھے اپنے لئے پسند کر سکتے ہیں۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۹۳ مترجم طبع کراچی)

قارئین یہ تھے وہ حقائق جن کو شیخ بندیا لوی نے چھپا کر یزید کو بچایا جب کہ حقائق یہ بتا رہے ہیں کہ یزید ایسا ظالم تھا جس نے ایک لاکھ روپیہ دے کر امام حسن کو زہر دلوا یا جھوٹے وعدے عورت سے کر کے اپنا مقصد حاصل کر لیا لیکن یزید کی روحانی اولاد تو اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ حقائق کو چھپا کر یزید کو بچا کر اہل کوفہ کو اسلام کی بنیادیں ہلانے والا بنا دیا حالانکہ یہ سب کچھ یزیدی سازش تھی۔



بندیالوی کے نزدیک تفرقہ باز حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (معاذ اللہ) لکھتے ہیں:-

اور متفق و متحد امتِ مسلمہ کو انتشار و افتراق کی بھٹی میں جھونک دینا چاہتے ہیں خدا را آپ اس شرارتی عنصر کی تدبیریں اور سازشیں سمجھئے اور مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا باعث نہ بنئے۔ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اور عمر و بن سعد کے درمیان ملاقات کا ذکر اہلسنت اور اہل تشیع کی معتبر کتب میں موجود ہے مطالعہ کر کے دیکھئے

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۹ طبع سرگودھا)

بندیالوی صاحب نے کہا اہلسنت کی معتبر کتب میں ہے مطالعہ کیجئے اور کتابوں کے نام ہضم کر لیے سعودیہ کے ریال سمجھ کر نام لکھتے تو ہم ان کتابوں کو دیکھتے میں کہتا ہوں یہ بھی بندیالوی کے اپنے ذہن کی شرارت ہے ہمیں کسی معتبر کتاب میں یہ مشورے نظر نہیں آئے کہ ابن سعد نے کہا شرارتی عنصر کی تدبیریں اور سازشیں سمجھئے مؤلف کا مطلب یہ تھا کہ واپس چلے جائیے لیکن امام واپس نہیں گئے لہذا امام نے مسلمانوں کو لڑا کر مسلمانوں کی جماعت میں افتراق کر دیا جب کہ حقائق میں لکھ چکا ہوں امام خود واپسی کا کہتے ہیں لیکن یزیدیوں نے واپس جانے کی شرائط نہ مانیں تو تفرقہ باز یزیدی بنے نہ کہ امام اور اولاد چور مچائے شور کرے چور چور اور ہو خود چور یہ ہیں یزید کے ہمنوا۔

شیخ بندیالوی لکھتے ہیں کربلا کا معرکہ کفر اور اسلام کا نہ تھا یہ حق باطل کا

## اختلاف نہیں:-

سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے پیش ہونے والی ہر شرط اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ یہ کفر اور اسلام کا معرکہ نہیں تھا یہ حق اور باطل کا اختلاف نہیں تھا اور سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نانا جان کے دین کو کوئی خطرہ درپیش نہیں تھا۔ حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یہ شرائط ان متعصب جاہل اور ضدی لوگوں کے منہ پر زور دار طمانچہ کی حیثیت رکھتی ہیں جو علم و عقل کو پس پشت ڈال کر یزید کو کافر اور بدر کردار ثابت کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اور جن کے سینے میں دل شیعہ کا دھڑکتا اور منہ میں زبان بھی شیعہ کہی حرکت کرتی ہے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۵۵-۱۵۶ طبع سرگودھا)

بند یا لوی صاحب نے اپنے اس بغضِ اہلبیت کو اپنی کتاب میں کئی جگہ پر لکھا ہے یہ جہاد حق و باطل کا نہ تھا میں کہتا ہوں اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ حق و باطل کا نہ تھا تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلط راستے پر گئے اور غلط مقاصد کے لئے گئے اگر ہم یہ مان لیں تو پھر مسلمانوں کا جنازہ اٹھ جائے گا وہ اس لیے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً جنتیوں کے سردار ہیں تو جب سردار معاذ اللہ برے کام کرنے والا برے راستوں پر چلنیو لا تھا تو پھر پیچھے آنے والوں کا نیک ہونا بعید از عقل ہے کیونکہ جن کا سردار اور امام ایسا تھا ان کے مقتدیوں کا کیا حال ہوگا لہذا اس قسم کی گفتگو کرنا اور لکھنا حماقت سے خالی نہیں ہے کیونکہ یہ تو ہین اہلبیت بھی اور تو ہین رسول بھی کہ انہوں نے معاذ اللہ غلط چلنے

والوں کو سردار بنا دیا۔

خوابِ ملوکیت کو خیالی بنا دیا  
جس پر نہ پھل لگے وہ ڈالی بنا دیا  
کافر بھی نام بچوں کے رکھے نہیں یزید  
حسین نے یزید کو گالی بن دیا

حقائق یہ ہیں کہ امام حسین کا یہ جہاد تھا اور ہر لحاظ سے اسلام کی خاطر  
تھا:۔

جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع کیا گیا کوفہ نہ جائیے آپ نے  
فرمایا میں استخارہ کر کے جاؤں گا پھر آپ نے استخار کیا تو استخارہ میں جو اشارہ خدا  
کی طرف سے ہوا اس پر آپ نے عمل کیا پھر یہ بھی فرمایا مجھے میرے نانا نے حکم کیا  
میں اس پر عمل کروں گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۴ طبع کراچی)

(کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۴۱ طبع بیروت تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۰۶ مترجم طبع کراچی)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عز وجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ  
وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے کوفہ کی طرف گئے میں پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ  
نے ان کو اشارہ غلط راستے کا کیا تھا یا اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غلط  
راستے کا حکم کیا تھا ارے ظالمو تم لکھتے پھرتے ہو حق و باطل نہ تھا تو پھر گمراہی کا حکم  
اللہ و رسول نے معاذ اللہ ان کو دیا تھا وہ تو اللہ و رسول کے احکام پر عمل کرنے گئے  
تھے تو یقیناً جہاد اور اعلیٰ افضل کام کے لئے گئے تھے خدا عز وجل کے دین کی خاطر

گئے تھے پھر امام نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت مردہ ہو چکی ہے اور بدعت کو زندہ کیا گیا ہے میری بات سنو اور میرے حکم کی اطاعت کرو۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۹۳ طبع کراچی)

۔۔ (تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۸۳ طبع کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۹۱ طبع ملتان)

(کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۹)

صاف ظاہر ہوا کہ آپ سنت کو زندہ کرنے اور بدعت کو ختم کرنے کے لئے گئے تھے۔

پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ظالمین سے جہاد کرنے کے لئے جا رہا ہوں لہذا اللہ میری نیت کا مجھے اجر دے گا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۰ طبع کراچی)

میں کہتا ہوں ارے کم بختو اپنی شقاوت قلبی کا علاج کرو اور توبہ کرو ایسی باتیں لکھنے سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یقیناً ہر قدم اللہ عز و جل کی رضا کی خاطر تھا اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی منشا کے مطابق تھا اور کوفہ کی طرف جانا کربلا میں شہید ہونا اسلام کی خاطر تھا اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سچے دین کو بچانے کی خاطر تھا۔

اتنے زیادہ حقائق ہوتے ہوئے بندیا لوی جیسے بد باطن کہیں یہ جہاد نہ تھا حق و باطل کا معرکہ نہ تھا کفر و اسلام کا نہ تھا ان کے کہنے یا لکھنے سے ایسا نہ ہوگا نہ ہی کوئی مسلمان اس کو تسلیم کرے گا جن کے دل مردہ ہیں جن کے ضمیر میں عداوت و بغض اہل بیت بھرا ہوا ہے وہ یہی کہیں گے اور اس قسم کی خرافات لکھنے



اور کہنے کے عادی ہیں میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں اے مولا اگر یہ ہدایت کے قابل ہیں تو ان کو ہدایت عطا فرما ورنہ جہنم کے راستے کھلے ہیں بغیر کسی رکاوٹ کے۔

پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے یزید کیسا برا ہے اس کا آپ نے اظہار ولید بن عتبہ گورنر مدینہ کے سامنے کیا جب اس نے ان کو بلایا اور یزید کی بیعت کا کہا آپ اٹھ کر باہر نکلے اور فرمایا یزید وہی ہے جسے ہم جانتے ہیں خدا کی قسم اس کے عزم و جو انمر دی کی کوئی بات (ہم سے پوشیدہ نہیں)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۲ طبع کراچی)

امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کے خلاف اٹھنا دین کی سر بلندی کے لیے تھا اور کربلا کی جنگ اسلامی تھی دیوبندی مفتی عبدالرشید کے قلم سے پڑھیں:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اقدام یزید کے خلاف اس کی نا اہلی کی بنا پر تھا دوسروں کے کہنے سے نہیں بلکہ دینی بصیرت کے مطابق محض اللہ فی اللہ بفرض اعلاء کلمۃ اللہ تھا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں ایک قسم ان حضرات کی ہے جو حکام کے ظلم و ستم اور سنت نبوی پر ان کے عمل نہ کرنے کی بنا پر دینی غیرت و حمیت میں نکلے یہ سب اہل حق ہیں اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور اہل مدینہ جنہوں نے مقام ۳۷ میں جہاد کیا اور وہ تمام علماء جو حجاج کے خلاف نکلے سب کا شمار ان ہی اہل حق میں ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱۲ ص ۲۴۰ طبع مصر بحوالہ) (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۸۶ و ۳۹۲ طبع مکتبہ مدنیہ لاہور)

لہذا ایسے شخص کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا یقیناً جہاد ہے اور حق کا راستہ ہے اب ان بد باطنوں سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید تھے یا کہ نہیں اگر کہو شہید ہیں تو پھر باطل راستے پر لڑتا ہوا ہرگز شہید تصور نہیں کیا جاسکتا اگر کوئی بد بخت کہے شہید نہیں تھے (معاذ اللہ) تو پھر میں کہوں گا حدیث صحیح میں ہے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہیں ان کی شہادت کا انکار کرنے والا جس طرح جھوٹا کہلائے گا اسی طرح یہ باتیں کرنے والا کہ یہ حق و باطل کا نہ تھا جھوٹا ہی کہلائے گا پھر یہ تو شاید بندیالوی کو بھی حدیث یاد ہو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس کو ترمذی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا مناقب اہل بیت میں اور مشکوٰۃ شریف میں ہے یہ دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں تو پھر جنت کی سرداری باغیوں کو نہیں ملتی جس طرح حق والے جنت جائیں گے

اسی طرح جنتیوں کے سردار بھی حق والے ہی ہو سکتے ہیں باغی یا ناجائز راستے پر چلنے والے ہرگز جنتیوں کے سردار بننے کے قابل نہیں ہیں احادیث پہلے باحوالہ گزر چکی ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری سنت کو ختم کرنے والا یزید ہوگا۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا سنت کو مٹا دیا گیا لہذا امام نے اس حدیث پر مہر تصدیق کر دی کہ یزیدیوں نے سنت کو مردہ کر دیا ہے۔

امام کے نزدیک ظالم فاسق و فاجر حرام کو حلال کرنے والا اور سنت کو ختم کرنے والا ابن اشیر کے قلم سے:-

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا مرتبہ یزید کے خلاف کھڑے ہونے کا مقصد بیان کیا لوگوں کو بتایا تاریخ نے محفوظ بھی کیا لیکن یزیدی ہمنواؤں نے ان حقائق کو نظر انداز کر دیا چلو میں ان کی رہنمائی کرتے ہوئے ان حقائق کو لکھتا ہوں۔ جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزیدی فوج کے سامنے پہنچے تو آپ نے ان کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ دیا صرف ترجمہ لکھتا ہوں

اے لوگو بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے ظالم بادشاہ کو دیکھے جس نے اللہ کے عہد کو توڑ دیا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کی مخالفت کی ہو اللہ کے بندوں میں گناہ اور ظلم کے ساتھ عمل کرتا ہو پھر وہ شخص اپنی قوت و طاقت کی حد تک اپنے قول اور فعل سے اس کو نہ بدلے تو اللہ کو حق حاصل ہے کہ اس کو اس (بادشاہ کے داخل ہونے کی جگہ میں داخل کر دے۔ خبردار ہو جاؤ بے شک ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو لازم پکڑ لیا ہے اور رحمن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے اور فتنہ و فساد برپا کر دیا ہے اور حدود شرعی کو معطل کر دیا ہے اور محاصل اپنے ہی لیے خرچ کرتے ہیں۔ اللہ کی حرام کردہ باتوں کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے دیا ہے لہذا میں بہ نسبت کسی اور شخص کے (ان کے خلاف جہاد کرنے کا) زیادہ حق دار ہوں اور بے شک میرے پاس تمہارے خطوط اور قاصد آئے کہ تم میری بیعت کرو گے اور ہر طرح میرا ساتھ دو گے اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچے دو گے اور مجھے چھوڑ دو گے نہیں پس اگر تم میری بیعت پر قائم رہو تو ہدایت پاؤ گے۔ میں حسین بن علی اور ابن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہوں۔



کامل لابن اثیر ج ۴ ص ۲۸ طبع دار صادر بیروت لینا اسی سے ملتا جلتا دیکھیں

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۴ باب ذکر امام حسین۔ تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۰۱ طبع کراچی)

کیوں بندیا لوی اینڈ کمپنی آپ کہتے ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو فاسق و فاجر نہیں کہا تھا جبکہ علامہ ابن اثیر اور باقی مؤرخین نے تمہارے اس اعتراض کو بہت پہلے لکھ دیا اور وہ بھی خطبہ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس پر غور کریں آپ یزید اور اس کے ہمنواؤں کو ظالم واللہ کے عہد کو توڑنے والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کو ختم کرنے والا اور اللہ کے بندوں پر ظلم کرنے والا فرما رہے ہیں مزید برآں ان سب کو شیطان کی اطاعت کرنے والا رحمٰن کی اطاعت چھوڑنے والا اور فتنہ و فساد برپا کرنے والا اور حدود شرعی کو پامال کرنے والا اور اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے والا فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں اس لئے میں ان بروں کے خلاف جہاد کرنے والا ہوں لہذا اے کوفہ والو تم میرا ساتھ دو ہدایت یافتہ بن جاؤ جیسے میں ہوں اس سے معلوم ہوا کہ آپ باغی نہ تھے حق کے راستے پر چلنے والے و شہادتِ عظمہ کا رتبہ پانے والے تھے۔ اگر بندیا لوی کہیں نہیں یہ خطبہ آپ نے کوفہ والوں کو دیا تھا۔ جواب میں کہتا ہوں یہ بات حقائق کے خلاف ہے اس لیے کہ ابن سعد یزید کی بھیجی ہوئی فوج لے کر آیا تھا ابن سعد نے کوفہ سے آتے ہوئے ابن زیاد کو کہا میرے ساتھ فلاں فلاں بھیجو ابن زیاد نے کہا نہیں اس نے اپنے سپاہی اور یزیدی فوج بھیجی کوفہ کوئی آدمی نہ بھیجا بجا حوالہ حقائق میں گزشتہ اوراق میں لکھ چکا ہوں۔

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۱۴ طبع ملتان)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۲۸ طبع لاہور)



امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین شرائط پر بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں:-

جناب شیخ بندیا لوی نے تین شرائط پر بڑا زور دیا اور اپنی کتاب میں جا بجا دُھرا دُھرا کر واویلا کیا ہے یہاں اس نے اپنی کتاب کے ص ۱۵۰ تا ۱۶۵ صفحات انہی شرائط پر سیاہ کر دیے یوں لگتا ہے جیسے بندیا لوی کے خالی ٹرکش میں یہی ایک تیر تھا جو پھینک دیا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پر اور جو کچھ باقی اس کے ہاتھ میں تھا وہ وہ پھینک دیا اہل کوفہ پر یہ ۱۵ صفحات لکھ کر یزید کو اور ان کے ساتھیوں کو بے گناہ اور غلطی سے پاک ثابت کر دیا اس نے یہ جھوٹ لکھ کر اپنے لئے جہنم کو خرید لیا کتنا انوکھا اور سستا سودا خریدا شیخ موصوف صاحب لکھتے ہیں۔ پہلی شرط: کہ مجھے واپس جانے دو۔ جہاں سے آیا ہوں وہاں پلٹ جاؤں۔ دوسری شرط: مجھے اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پر بھیج دو تا کہ میں کفار کے خلاف جنگ و جہاد میں اپنی بقایا زندگی گزار دوں۔ تیسری شرط: کہ مجھے یزید کے پاس جانے دو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر بیعت کر لوں۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۵۱ طبع سرگودھا از بندیا لوی)

پھر انہی میں کچھ ترمیم کے ساتھ ص ۱۵۲ و ۱۵۳ پر بمعہ شیعہ کتب سے تحریر کیا پھر اپنا رعب اور دب دبہ جمانے کے لئے اہلسنت کی کتب کے ساتھ ساتھ اپنے جیسے خارجیوں اور ناصبیوں کی کتب کے نام صفحہ نمبر ۱۵۴ پر پھر اپنی مبالغہ آرائی اور تعصب و بغض ظاہر کرتے رہے یہاں تک کہ ۱۶۵ تک اور اوراق سیاہ کیے

اب ہم ان میں سے جو قابل جواب ہیں ان پر گفتگو کریں گے و ما توفیقی الا باللہ پھر بندیا لوی صاحب نے دوسری شرط پر تبصرہ ص ۱۵۸ پر یوں کیا ہے دوسری شرط پر غور فرمائیے کہ مجھے مسلمانوں کی سرحدات میں سے کسی سرحد پر بھیج دو تا کہ میں وہاں دشمنان اسلام طاقتوں سے لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں اس شرط نے تو یزید کی حکومت کو اسلامی حکومت ثابت کر دیا ہے اور یزید کے دور خلافت میں سرحدوں پر کفار سے لڑ کر مرنے کی تمنا کی ہے اور یزید کی مملکت کی سرحدوں کو اسلامی سرحدیں کہہ کر ان لوگوں کے منہ میں لوہے کی لگام دینے کی کوشش کی ہے جو یزید کو کافر اور اسلام کا دشمن تصور کرتے ہیں

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۵۸)

یزید کے دور حکومت میں کافروں کے خلاف کوئی جنگ نہیں ہوئی۔  
البتہ مسلمانوں کے خلاف اسلام کے خلاف جنگیں ہوئیں:-

اب میں پوچھتا ہوں بندیا لوی اینڈ کمپنی سے ان دو شرطوں کے پیش نظر یزید کی حکومت اسلامی کیسے ثابت ہوگئی یہ تو ایک عام بات ہے کوئی بھی ملک ہو ہر ملک والا اپنی حکومت کے دفاع کی خاطر اپنے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ امام کے اس فرمان اور شرط سے تو الٹا یزید کی نااہلی ثابت ہوتی ہے وہ ایسے کہ سرحدوں کی صحیح حفاظت جس طرح ہونی چاہیے تھی وہ نہیں ہو رہی لہذا میں ادھر چلا جاتا ہوں تا کہ سرحدوں کی حفاظت ہو جائے بندیا لوی صاحب یا تو یہ ثابت کریں کہ یزید کے دور میں فلاں سرحد پر مسلمانوں اور کافروں کی جنگ ہوئی یا ہونے کا امکان تھا پھر تو اس طرف سوچا جاسکتا ہے ورنہ

میں بتاتا ہوں۔ جیسا میں وضاحت کے ساتھ باحوالہ لکھ چکا ہوں یزید کی اور اس کے چیلے چانٹوں کی تلواریں مسلمانوں پر چلیں ان میں سے ایک واقعہ کربلا ہے دوسرا واقعہ حرہ مدینہ میں ہوا تیسری جنگ مکہ شریف اور وہاں کے مسلمانوں پر ہوئی اس ظالم یزید کی تلوار مسلمانوں پر چلتی رہی کسی کافر کے ساتھ یزید کی کوئی جنگ اس کے دور حکومت میں ہرگز نہیں ہوئی اور کوئی خارجی ناصبی یزیدی ثابت نہیں کر سکتا یہ بند یا لوی جیسا شاطر انسان ہی لکھ سکتا ہے کہ یزید متقی اور پرہیزگار تھا اور اس کی حکومت اسلامی یا خلافت تھی حقائق کے ساتھ ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یزید سرے سے جہاد کرنے کرانے کا منکر تھا میں باحوالہ البدایہ والنہایہ خود دیوبندیوں کے گھر کی شہادتیں لکھ چکا ہوں۔

پھر بند یا لوی نے پہلی شرط پر تبصرہ اس طرح کیا واپس جانے کی شرط پیش فرمائی تاکہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ پہنچ کر وہاں کے گورنر کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے۔

بصورت دیگر یزید کے پاس جانے کی شرائط پیش فرمائی تاکہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دوں۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۵۹ و ۱۶۰ طبع سرگودھا)

بند یا لوی صاحب کے ذہن میں یزید کی محبت ایسی رنج بس چکی ہے کہ ہر بات کے بعد پھر پھر کر کہیں یزید کو نیک پارسا اور کہیں بیعت پر نقطہ نظر اٹکتا ہے بس حقائق چاہے کچھ ہوں اکثر جگہ جھوٹ کے پلندے جوڑ کر اور کہیں حقائق کو جھٹلا کر متورخین پر محدثین پر علماء بلکہ خود امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پر اور آپ کے ساتھیوں پر الزام گھڑے ہیں اور بیچارے کے پاس عقل کی رتی تو



ہے نہیں مزید تعجب یہ ہے کہ خوفِ خدا ختم اور مرنا بھولا ہوا ہے اس لیے اتنے جھوٹ اور الزام اور بہتان لگانے ممکن اور جائز سمجھے جاتے ہیں جب یہ سب کچھ ہو جاتا ہے۔ پھر اس پر ایسی حالت شیطانی سوار ہے کہ الثا برے اعمال اچھے نظر آتے ہیں بلکہ قرآن حکیم میں جا بجا ارشاد باری تالی ہے کہ ایسے لوگوں کو شیطان برے اعمال اچھے کر کے دکھاتا ہے بالکل کچھ اسی طرح کا حال بندیا لوی صاحب کا ہے میرے یہ حقائق پڑھ کر بندیا لوی صاحب ضرور تڑپیں گے اور مجھ پر برسیں گے لیکن اصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو سچ کڑوا نظر آتا ہے۔ ان شرائط پر کچھ گفتگو میں پہلے لکھ چکا ہوں جس میں یہ حوالہ بھی گزر چکا ہے۔ پھر پڑھیے۔

علامہ ابن اثیر جذری لکھتے ہیں:-

کہ عقبہ بن سمان کہتے ہیں خدا کی قسم میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک اور مکہ سے عراق تک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہا اور ان کی شہادت کے وقت تک ان سے جدا نہ ہوا۔ اور ان کی وہ تمام تقاریر سنیں جو انہوں نے اپنی شہادت کے دن تک لوگوں کے سامنے کیں۔ انہوں نے کسی وقت بھی لوگوں سے یہ نہیں کہا کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں رکھ دوں گا اور نہ یہ مجھے تم مسلمانوں کی کسی سرحد تک لے چلو بلکہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں یا مجھے اس وسیع و عریض زمین میں کہیں نکل جانے دو حتیٰ کہ ہم دیکھ لیں کہ لوگوں کا فیصلہ (حکومت کے لئے) کس کی طرف لوٹتا ہے پس انہوں نے نہ مانا۔

(تاریخ کامل ابن اثیر جذری ج ۴ ص ۵۴ طبع دارصادر بیروت)



(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۷ مترجم طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

۵۰ (تاریخ الامم والملوک طبری ج ۴ ص ۲۲۶ مترجم تہیل تشریح و عنوانات)

(اصغر مختل فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی دیوبندی طبع دارالاشاعت کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۹۳)

حقائق پکار پکار کر کہہ رہے ہیں اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید یا اس کے چیلوں کی بیعت کرنی ہوتی تو آپ مدینہ نہ چھوڑتے آپ کا یہ سفر بتا رہا ہے یہ لانگ مارچ آپ نے کیا ہی اس لئے تھا کہ یزید کسی طرح قبول نہیں اور یہ ضروری نہیں تھا کہ تقریر میں آپ کہتے یزید ایسا ہے بلکہ آپ کا احتجاج بتا رہا ہے یزید کیسا ہے اگر نیک ہوتا تو یزید کے خلاف احتجاج کی ضرورت پیش نہ آتی لیکن بندیالوی نے قسم اٹھا رکھی ہے حقائق کچھ بھی ہوں ہم اپنی ہی منوائیں گے۔ لعنت اللہ علی الفاسقین۔

مزید ایک حوالہ دیوبندیوں کے گھر کا پڑھ لیٹس تاکہ بندیالوی کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔

(یہ روایت ہاتھ میں ہاتھ والی جھوٹی ہے) دیوبندی مناظر امین صفد اوکاڑوی لکھتے ہیں:-

جناب صفدر اوکاڑوی صاحب نے ان ساری روایات کو نقل کیا موافق اور خلاف کو لکھ کر جوابات دیے ہیں تفصیل کے لئے اصل کتاب جس کا دل چاہے دیکھے

میں ان کا نتیجہ اور فیصلہ لکھ رہا ہوں..... رایوں نے کہا کہ حسین اور عمرو

بن سعد کے دو تین مرتبہ تنہائی میں مذاکرات ہوئے تو عمر بن سعد نے عبید اللہ بن زیاد کو لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ کی آگ کو بجھا دیا ہے اور اتفاق ہو گیا ہے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کہا کہ میں جہاں سے آیا ہوں وہاں چلا جاتا ہوں یا سرحدوں کی طرف چلا جاتا ہوں یا یہ کہ ان یاتی یذید امیر المومنین فیضع یدہ فی یدہ فیرای فیما بینہ و بینہ راہ۔

(طبری ج ۴ ص ۳۱۳)

یہ آپ کے سامنے چار روایات ہیں دوسری روایت میں شدید انکار ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دوں گا اور پہلی روایت میں تصریح ہے کہ لوگوں نے محض اپنے ظن اور خیال سے یہ بات پھیلا دی ہے۔ کسی نے یہ بات حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی نہیں اور آپ بھی جانتے ہیں ان لظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کی کوئی سند صحیح یا حسن نہیں ہے۔ شیخ محمد الحضری المصری فرماتے ہیں

ولیس بصحیح انه عرض علیہم ان یضع یدہ فی ید یزید۔

(محاضرات تاریخ الام الاسلامیہ ص ۱۲۸)

آپ کوئی صحیح سند اس کی پیش فرمائیں اور یہ بھی فرمائیں کہ آپ نے البدیہ والنہایہ کی طرف جو عبارت منسوب کی ہے وہ البدایہ والنہایہ کی کس عربی عبارت کا ترجمہ ہے۔ اچھی طرح ذہن نشین کریں کہ بیان کرنے والوں نے محض ظن سے بیان کیا ہے اور رد کرنے والے نے پورے یقین سے اس بات کو رد کیا ہے۔ آپ نے جو روایت بحوالہ طبری نقل فرمائی ہے اس کا حال نمبر ۴ میں

آپ دیکھ چکے ہیں جو البدایہ کے حوالے سے لکھی ہے اس نے بھی طبری سے ہی لی ہے اگر طبری قابل اعتماد ہے تو جناب نے اس کی روایات کیوں نقل فرمائیں۔ طبری سے جو روایت آپ نے نقل کی ہے اس کا راوی ابو مخنف ہی ہے اور ساتھ اور کتنے اس سند میں خوابیدہ ہیں۔

(تجلیات صفحہ ۱۵۴-۵۵۵۔ خط بنام مولوی ضیاء الرحمن دیوبندی طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۹۳)

لو جناب بندیا لوی صاحب گھر کو آگ لگ گئی اپنے ہی چراغ سے اگر اس روایت کا رد میں اپنی طرف سے لکھتا تو تمہیں اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا اسی لیے میں نے کہا انہی کی تلوار اور انہیں کی گردن یہ روایت ناقابل اعتماد جھوٹی ہے کہ ابن زیاد یا کسی دوسرے گورنر یا یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کی سوچ بھی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جھوٹی اور ظن ہے حقیقت کچھ اور ہے۔ ابن حزم ظاہری غیر مقلد لکھتا ہے امام یزید کی بیعت پر ہر گز تیار نہ تھے دیوبندی کے قلم سے پڑھیے:

ہمارے نزدیک یہ بات بھی محل نظر ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اخیر وقت میں عمرو بن سعد کے سامنے جو تین شرطیں رکھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ مجھے دشمن بھیج دیا جائے اس بحث پر دلائل لکھنے کے بعد فیصلہ یہ کرتے ہیں امام زندگی کے ہر مقام پر یزید کی بیعت کر لیے کبھی ایک لمحے کے لیے بھی تیار نہیں ہوئے پھر اخیر وقت میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بیعت پر کس طرح راضی ہو سکتے تھے جبکہ وہ اس بیعت کو بیعت ضلالت بھی سمجھتے تھے چنانچہ



ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں حضرت کی رائے یہ تھی کہ اس کی بیعت بیعت ضلالت ہے۔ (الفصل فی الملل والاہواء والنحل ج ۴ ص ۱۰۵ طبع مصر)

نیز لکھتے ہیں۔ صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم سے جن حضرات نے بھی یز (علیہ ما علیہ) بن معاویہ۔ ولید اور سلیمان کی بیعت سے انکار فرمایا وہ صرف اس بنا پر تھا کہ یہ ناپسندیدہ شخصیتیں تھیں۔ (الفصل فی الملل ج ۴ ص ۱۶۹ طبع مصر بحوالہ۔ حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۹۳ و ۳۹۴)

بندیالوی لکھتے ہیں امام کا قافلہ دس ۱۰ محرم کو کربلا پہنچا پھر دس ۱۰ کو ہی قتل ہو گئے اور امام حسین عصر کے بعد شہید:-

جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس ۱۰ محرم الحرام کو کربلا نامی سرسبز و شاداب مقام پر پہنچے اور حسینی قافلہ نے پڑاؤ ڈالا حسینی قافلہ میں مستورات بھی موجود تھیں اس لئے ابن سعد کے دستہ نے کچھ فاصلے پر خیمہ زن ہونے کا فیصلہ کیا۔ شیعان کوفہ نے اسی جگہ کو اپنے خطرناک اور شیطانی ارادے کو پورا کرنے کے لئے مناسب سمجھا۔ اور وہ عصر کے بعد دفعۃً حسینی قافلہ کے خیموں پر ٹوٹ پڑے۔ اور قافلہ میں موجود مردوں کو اٹھنے اور سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا۔ جو بھی سامنے آیا یہ ظالم اسے کاٹتے چلے گئے۔ بڑوں چھوٹوں کا کوئی امتیاز روانہ رکھا۔ پھر انہوں نے خطوط ضائع کرنے کے لئے خیموں کو آگ لگا دی۔ ہر طرف ہڑبونگ اور شور و غل ہوا۔ عورتیں آگ لگے خیموں سے باہر آ گئیں۔ قافلہ حسینی پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس شور و غل کی آواز اور خیموں سے نکلتی ہوئی آگ جب دور ڈیرہ ڈالے ہوئے ابن سعد کے دستہ نے سنی اور دیکھی تو وہ حسینی قافلہ کی طرف



دوڑے تاکہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی مدد کر سکیں۔ مگر وہ کف افسوس ملتے رہ گئے کہ کوئی غداروں کی سازش اور شرارت اپنا کام دکھا چکی تھی۔ چنانچہ ابن سعد کی فوج نے ان تمام کوفیوں کو گھیرا ڈال کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ لیکن اس دوران سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نورِ نظر سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لختِ جگر رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محبوب ترین نواسے سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عزیز بھائی سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی زخم کھا کر شہادت کے عظیم مرتبہ پر پہنچ چکے تھے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۶۵-۱۶۶ طبع سرگودھا از بندیا لوی)

### تاریخ کربلا:-

ماخوذ ہے کربلہ سے اسکا معنی ہے رخاوة فی الموضع یعنی جگہ کی نرمی تو ممکن ہے کہ سنگریزوں اور جھاڑیوں سے خالی ہونے کی وجہ سے اس کا یہ نام پڑ گیا ہو۔

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۴۵۰ طبع لاہور)

### کربلا کی وجہ تسمیہ:-

لسانیات و اثریات کے ماہرین کربلا کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مختلف آراء رکھتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ بلا لغت بابلی کا لفظ ہے اہل بابل سرزمینِ دجلہ و فرات کے مختلف شہروں اور قصبوں میں آباد تھے جن کے نام یہ ہیں۔ نیوئی۔ غاضریہ۔ کربلہ کربلاء یا عقر بابل نواویس اور حائر۔ ان شہروں اور قریوں کو وہ مجموعی طور پر کور بابل سے موسوم کرتے تھے اصل میں کور کا معنی ہے

عمامے کا ایک چکر، پھیر، اونٹ کے کجاوے کو بھی کور کہا جاتا ہے۔ لہذا وہ علاقائی حد اور پٹی جو ایک خاص رقبے اور قوم کو اپنے اندر سمیٹ لے۔ اسے کورۃ کہا جاتا ہے۔ آج بھی عربی میں کورۃ صوبے اور ضلع کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(الفرائد الدرر فیہ القاموس الفرید)

### کربلا کا محل وقوع:-

کربلا موجودہ عراق کا ایک اہم تاریخی شہر ہے یہ بغداد کے جنوب مغرب میں ۱۰۵ کلومیٹر دو ۴۴۰ ڈگری طول بلد پر شرقاً اور ۳۲، ۳۷ ڈگری عرض بلد پر شمالاً واقع ہے۔ طبعی اعتبار سے یہ عراق کی ریتلی (sandy) رسوبی sedimental اور چٹانی سرزمین کو سنگم ہے۔

ہلالِ محرم نے رخ سے نقاب سرکائی تو اس کے چہرے پر اسلام کے نشانِ عزت و غیرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کی سرخی نظر آئی پھر ہر شب یہ ہلالِ یزیدی جو رو جفا اور اہل بیت کے خونِ نار و اسے خونیں قبا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ شبِ عاشورہ آئی تو فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جگر گوشہ بتول کے مقدس لہو میں ڈوب کر اس شان سے طلوع ہوا کہ اس کی سرخروئی سے عالمِ اسلام سرخرو نظر آنے لگا۔ شہادتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوادث و معارف پر غور کرتے ہوئے طائرِ خیال شہادتِ گاہِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پرواز کرنے لگا۔ اس دوران میں اس نے قرونوں کا سفر کیا اور بہت سے مناظر اپنے دامن میں سمیٹے۔

نظامِ خلافت کا قیام سرزمینِ مدینہ کا مقدر بنا اور یہ کاروانِ خلافت

رواں دواں تھا کہ ملوکیت نے شب خون مارا اور امت کو صراطِ مستقیم سے بھٹکانے کی کوشش کی۔ حکمتِ الہی کا فرما ہوئی اور سرزمینِ کربلا پر نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خون سے خلافت کی حدود کا تعین کیا گیا خون کی لکیروں کا یہ تعین و تشخیص اتنا پختہ اور اتنا گہرا تھا کہ زمانہ ہزار کوششوں کے باوجود اب تک اسے مٹا سکا ہے اور نہ قیامت تک مٹا سکے گا۔

اس تفصیل سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ دینِ اسلام اور نظامِ خلافت کی تاریخ میں مکہ اور مدینہ کے بعد اگر کسی شہر کو مذہبی اور سیاسی اہمیت حاصل ہے تو وہ کربلا ہے پہلی صدی ہجری کے پہلے ساٹھ سالوں میں کربلا ایک غیر اہم اور غیر آباد علاقہ دکھائی دیتا ہے لیکن کربلا میں جب نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲ محرم الحرام ۶۱ھ کو جلوہ گر ہوئے تو کربلا کو شہرت نصیب ہوئی

(امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واقعہ کربلا ص ۴۳۹ تا ۴۴۲ از حافظ ظفر اللہ شفیق دیوبندی طبع لاہور)

اس تعارف کے بعد اب ہم بندیالوی کے اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اس کی لکھی ہوئی خرافات کتنے بڑے جھوٹ ہیں۔

قافلہ ۲ محرم الحرام ۶۱ ہجری جمعرات کے دن کربلا پہنچا۔

بندیالوی صاحب نے جھوٹ لکھا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قافلہ ۱۰ محرم پہنچا اور عصر کے بعد کوفیوں نے حملہ کر کے شہید کر دیا اور ان کو سنبھلنے بھی نہ دیا میں کہتا ہوں بندیالوی نے تمام حقائق کو جھٹلا کر تمام مؤرخین کو چھوڑ کر اتنا بڑا جھوٹ گھڑا کہ قافلہ دس ۱۰ محرم کو پہنچا اور عصر کے بعد ان کو شہید کر دیا ان کو



سنہیلنے بھی نہ دیا گویا کہ مشرف پرویز نے وہاں یزیدی فوج کو توپیں اور ٹینک اور مشین گن پہنچادی تھیں جو یک دم چل گئیں تو ۲۷ آدمی شہید ہو گئے یا پھر یزید نے اپنی فوج کو بم بنوا کر دے دیے تھے اور یزیدی فوج کے ساتھ ساتھ ان دیوبندیوں اور وہابیوں کے دہشت گرد خود کش حملے کرنے والے بھی وہاں پہنچ گئے تھے جنہوں نے یک دم بم دھماکے سے سب کو شہید کر دیا اگر یہ بات درست ہے تو پھر تو اس بندیا لوی کے جھوٹ پر غور ہو سکتا ہے لیکن حقائق اس کے خلاف ہیں میں یہ حقائق چند صفحات پہلے لکھ چکا ہوں کہ قافلہ محرم کی ۲ تاریخ جمعرات کے دن پہنچا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۵ مترجم و تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۲ و تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۵۳ طبع

ملتان۔ عقد الفرید ابن عبد ربہ ج ۲ ص ۳۰۷ طبع مصر تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۲۲ طبع کراچی)

ان سب کتب میں یہ واضح طور پر لکھا ہے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قافلہ ۲ محرم جمعرات کے دن کربلا پہنچا پھر جھوٹ گھڑا کہ ان کو سنہیلنے بھی نہ دیا اور شہید کر دیا تعجب ہے بندیا لوی پر کہ خود لکھا ہے اس نے کہ وہ اسلام کی خاطر نہ آئے کربلا بلکہ بدلہ لینے آئے اور ظالم بدلہ لینے جو آئے تھے تو انہوں نے اپنا دفاع بھی نہ کیا۔ اور نہ کوئی ہتھیار ان کے پاس تھا اور نہ ہی کوئی دفاع کا طریقہ اپنایا شرم مگر تم کو نہیں گویا وہ بندیا لوی کے نزدیک ایسے بے بس بیٹھے رہے اور اپنی گردنیں ظالموں کے آگے کرتے گئے کہ عصر کے بعد انہوں نے حملہ کیا اور مغرب سے پہلے وہ سارے شہید ہو گئے پھر بندیا لوی کا یہ جھوٹ صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے۔



حدیث صحیح امام دوپہر کے وقت شہید ہوئے لڑائی صبح سے دوپہر تک تھی:-

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں ایک دن دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے گرد آلود ہیں ہاتھ مبارک میں خون بھری بوتل ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا ہے فرمایا یہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے جو میں آج صبح سے اٹھاتا رہا ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اس دن اور تاریخ کو یاد رکھا جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت شہید کیے گئے۔

(ترمذی شریف ابواب مناقب ص ۳۱ ج ۲ مترجم طبع لاہور)

(مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہلبیت الفصل الثالث رواہ البہقی و احمد)

(البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۳۱ طبع بیروت)

امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا (المستدرک ج ۲ ص ۳۱۴ طبع بیروت)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۳۴)

شیخ حمد شاکر نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۹۴ طبع بیروت)

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۵۵)

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۳۰۸ طبع لاہور مترجم)

(اشعۃ الممعات ج ۷ ص ۵۲۲ مترجم طبع لاہور)

(احیاء العلوم امام غزالی باب مناجات)

بندیا لوی نے حدیث صحیح کو جھٹلا کر اتنے محدثین کو رد کر کے جھوٹ گھڑا  
بندیا لوی لکھتے ہیں اچانک عصر کے بعد شہید کر دیے گئے حدیث میں اللہ عزوجل  
کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں صبح سے ان کا خون اٹھاتا رہا ہوں  
دوپہر کے وقت تک بالکل اسی طرح موزخین نے بھی بیان کیا۔  
معلوم ہوا بندیا لوی کا منصوبہ خود ساختہ ہے حقائق کے ساتھ اس کا کوئی  
تعلق نہیں۔

ابن کثیر لکھتے ہیں عمرو بن سعد نے جمعہ کے روز ۱۰ محرم کو صبح کی نماز کے  
بعد جنگ شروع کی اور اسی طرح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے  
اصحاب کو نماز پڑھائی اور ۳۲ سوار اور چالیس پیادہ تھے صف بندی کی۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۳۳ طبع کراچی۔ اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۳ طبع ایران۔ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۹)

ابن سعد کو بری کیا جناب بندیا لوی نے جھوٹ لکھنے کی انتہا کر دی:-

جناب بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں ابن سعد کا دستہ دور ڈیرہ ڈالے  
ہوئے تھا اس کو اور یزیدی فوج کو پتہ ہی نہ چلا جب خیمے جلادے گئے شہید کر دیا  
گیا شور و غل اور دھوئیں کو دیکھ کر وہ بیچارے بھاگے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو  
بچانے کے لئے مگر کفِ افسوس ملتے رہ گئے۔ ارے ظالم تو نے ظلم کی انتہا کی  
اپنے اوپر جھوٹ لکھ کر یہ تو بتا دیتے کہ تمہاری اس تحقیقی کو کس نے پسند کیا سوائے  
خارجیوں ناصبیوں کے اور تم نے کس کی تقلید کرتے ہوئے یہ اخذ کیا اور کس کتاب  
میں اس طرح لکھا ہوا تھا میں نے شہادت کے اوپر پہلے بھی لکھا اور ابن سعد کے  
بارے بھی لکھا مزید کچھ ان شاء اللہ لکھوں گا لیکن ابھی چند صفحات پہلے لکھا یہ باغی

تھے کوئی دین کی خاطر لڑنے کے لئے نہ آئے تھے نہ ہی کوئی حق باطل کا جھگڑا تھا اس کا مطلب تو صاف یہ تھا کہ وہ جو کچھ کر رہے تھے وہ اسلام کے خلاف تھا جب یہ حقیقت ہے تو پھر وہ شہید کیسے اور کیوں پھر تم نے لکھا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت کے عظیم مرتبہ پر پہنچ چکے تھے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۶۶)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر قدم اسلام کی خاطر تھا:-

میں پوچھتا ہوں باغی اور ذاتی مفاد کی جنگ لڑنے والے شہادت کے عظیم مرتبے پر کیسے پہنچ گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے حق بات بند یا لوی کے قلم سے بھی لکھوادی کہ آپ اعلیٰ شہید ہیں ان دو باتوں سے ایک ضرور ہے یا تو معاذ اللہ وہ شہید نہیں اگر بند یا لوی کا نظریہ مان لیا جائے تو اگر ان کو شہید مانے وہ بھی اعلیٰ تو پھر وہ باغی نہیں دین دشمن نہیں بلکہ یہ تسلیم کیے بغیر گزارہ نہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر قدم اٹھنے والا دین کی خاطر تھا اور آپ حق پر تھے حق کے رستے پر لڑتے ہوئے شہید ہوئے اور یہ معرکہ حق و باطل کا تھا یزید دین دشمن تھا اور اس کے سارے حمایتی بھی اسی ذمہ میں ہیں اور آج یزید کی حمایت کرنے والے اس کو بری الذمہ لکھنے والے سب کے سب باطل پرست ہیں لہذا یہ دوغلی پالیسی چھوڑ دیا کہو وہ شہید نہیں تھے اگر کہو شہید ہیں تو حق باطل کا معرکہ تسلیم کرلو۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے  
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے



شیخ بند یالوی لکھتے ہیں چند منٹوں میں واقعہ کر بلا ختم:-

یہ ہے واقعہ کر بلا کی صحیح حقیقت جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے ذرا سی بات تھی اندیشہ عجم نے جسے بڑھا دیا یہ فقط زیب داستان کے لئے نہ ایک لمحہ کے لئے قافلہ حسینی پر پانی بند ہوا۔ نہ عباس علمبردار کو فرات کے چکر لگانے پڑے نہ قاسم کی شادی کے افسانے نہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں ہزاروں فوجیوں کا قتل نہ حسینی قافلہ کی لاشوں کی پامالی نہ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نہ پاؤں میں بیڑیاں نہ مستورات کی گرفتاریاں اور نہ درباروں میں پیشیاں۔ نہ ان کے سر سے چادروں کا اتارنا نہ بالیوں کا نوچنا۔ نہ مستورات کی اونٹوں کی نگلی پیٹوں پر سواری۔ نہ گھوڑے کی اداسیاں اور آنسو نہ آسمان سے خون کی بارش نہ زمین پر زلزلہ نہ افق پر خون کی سرخی نہ چاند کی بے نوری یہ سب جھوٹ، بکواس اور بے سرو پا داستانیں اور افسانے ہیں

(واقعہ کر بلا اور اس کا پس منظر ص ۶۸ طبع سرگودھا)

بند یالوی کا جھوٹا ہونا واضح ہے:-

شیخ موصوف نے کس طرح بے دھڑک جھوٹ لکھے ہیں نہ خدا کا خوف نہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حیاء اور نہ آپ کی احادیث کو جھٹلانے اور پس پشت ڈال کر اپنے آپ کو جہنمی بننے کا خوف لکھتے ہیں ذرا سی بات تھی یعنی تھوڑی سی دیر لگی معرکہ ختم ہو گیا پھر اس نے اپنے اوپر ظلم کی انتہا کر دی آسمان سے خون برسنے کا انکار کیا افق پر سرخی کا انکار کیا بلکہ صرف انکار ہی نہ کیا ان سب باتوں کو جھوٹ بکواس اور افسانے بے سرو پا داستانیں قرار دیا اور حوالہ کوئی نہیں کہ فلاں



نے ایسے لکھا بلکہ اپنی ذہنی خرافات گھڑ لیں ثابت یہ کرنے کی کوشش کی کہ بس حقیقت میں یہ واقعہ کربلا ہے میں نے لکھا ہے باقی سب جھوٹ ہیں میں سچا ہوں شہید کرنے والوں کے نام اور قتل کا حکم دیا ابن زیاد نے

ابن کثیر لکھتے ہیں دن کا اکثر حصہ لڑائی:-

راوی بیان کرتا ہے آپ دن کا بڑا حصہ ٹھہرے رہے اور اگر لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے کہ یہی لوگ آپ کے قتل سے انہیں کفایت کریں یہاں تک کہ شمر بن ذی الجوشن نے آواز دی تم ان کے قتل میں کس بات کے منتظر ہو۔ پس زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ کی طرف بڑھ کر آپ کے کندھے پر تلوار ماری پھر سنان بن انس بن عمرو نخعی نے آپ کو نیزہ مارا پھر گھوڑے سے اتر کر آپ کا سر کاٹ لیا اور اسے خولی کو دے دیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۱ مترجم طبع کراچی)

امام کے قتل کا حکم دیا خط میں ابن خلدون لکھتے ہیں:-

ابن سعد نے شرائط لکھ کر بھیجیں ابن زیاد آمادہ ہو گیا لیکن شمر بن ذی الجوشن نے مخالفت کی تو ابن زیاد اس دم پٹی میں آ گیا فوراً ایک خط لکھ کر شمر کو عمرو کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے ہمراہیوں کو ہماری اطاعت پر مجبور کرو وہ بیعت کر لیں تو صلح نامہ لکھ کر میرے پاس بھیج دو ورنہ بصورت انکار جنگ کرو پھر شمر سے مخاطب ہو کر بولا عمرو بن سعد اگر ہمارے اس حکم کی تعمیل کرے تو فبہا تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ وہ معزول اور تم

اس پر اور کل لشکر پر امیر ہو اس کے ساتھ ہی اس کا سرکاٹ کر میرے پاس بھیج دینا مضمون خط جو ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو لکھا تھا یہ تھا اما بعد میں نے تم کو حسین کی طرف اس غرض سے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس سے لیت و لعل میں وقت برباد کرو اور اس کی سفارش مجھ سے کرو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اگر حسین اور ان کے ہمراہی میرے حکم کی اطاعت کریں تو صلح نامہ لکھ کر میرے پاس ان کو بھیج دو اور اگر انکار کریں تو حملہ کر دو۔ یہاں تک کہ ان کو قتل کر کے مشلہ کر ڈالو کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور بعد میں قتل حسین کے جسم و سینہ کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کرانا وہ بڑا ظالم، جفا کار، خود سر اور نافرمان ہے پس اگر تم ہمارے حکم کی تعمیل کرو گے تو تم کو تابعداروں و فرمانبرداروں کی طرح صلہ دیا جائے گا اور اگر کچھ بھی خلاف ورزی کا قصد ہو تو ہم تم کو معزول کرتے ہیں اور بجائے تمہارے شمر کو لشکر کی سرداری دیتے ہیں۔ واسلام

(تاریخ ابن خلدون خلافت معاویہ وآل مروان ج ۲ ص ۹۶ طبع کراچی)

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۲۳ طبع مصر طبری ج ۴ حصہ اول ص ۲۲۷-۲۵۷ کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۲۵ طبع ملتان)

شیخ بند یالوی لکھتے ہیں قافلہ حسینی پر یانی بند نہیں ہوا کیا کربلا میں یانی تھا:-

یہ تاریخی حوالہ جات سے ثابت کر چکے ہیں کہ حسینی قافلہ دس محرم الحرام کو میدان کربلا پہنچا اور اسی دن عصر کے وقت کوفیوں نے یکبارگی حملہ کر کے کئی افراد کو شہید کر دیا اور خطوط ضائع کرنے کے لئے آگ لگا دی

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۷۱ طبع سرگودھا)

بندیالوی اتنا بڑا بد باطن ہے کہ اس کمبخت کو یہ بھی معلوم نہیں میں نے کیا لکھا ہے لکھتا ہے میں نے تاریخی حوالہ جات سے ثابت کیا قافلہ دس ۱۰ محرم کربلا پہنچا۔ لعنت اللہ علی الذین کیا یک بھی تاریخ کا حوالہ بندیالوی صاحب نے نہ دیا اور نہ کسی معتبر کتاب میں یہ ہے کہ قافلہ دس کو پہنچا پھر اسی دن عصر کے بعد شہید یہ سب جھوٹ اور بندیالوی کی اپنی ذاتی بکواسات ہیں لیکن جھوٹا ایسا ہے اپنی طرف سے لکھ کر الزام تاریخ کے مؤرخین پر لگاتا ہے ایسے جھوٹے بہتان لگانے والوں کی سزا قرآن وحدیث سے میں لکھ چکا ہوں

پھر لکھتے ہیں شیخ بندیالوی ہم یہ ضروری جانتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے سلسلے میں دو باتوں کی وضاحت کی جائے ایک یہ کہ کیا کربلا میں حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کے قافلے پر پانی بند ہوا اور وہ پیاسے شہید ہو گئے۔ اور دوسرے یہ کہ قاتلان حسین کون تھے پھر آگے دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں ہاں بعض سنی کہلانے والے پیشہ ور واعظ اور جاہل مقرر بھی شیعہ کی لے اور سُر میں گاتے اور بے سرو پاشی روایات کو اہلسنت کے سیٹجوں اور مساجد کے منبروں پر بیان کرتے ہیں۔ کربلا سے متعلق جھوٹے واقعات میں سے ایک واقعہ کا تذکرہ بڑھ چڑھ کر بیان کیا جاتا ہے کہ یزید کی فوج نے حسینی قافلہ پر پورے دس دن پانی بند رکھا کبھی بیان کیا جاتا ہے عباس علمبردار بچوں کی پیاس دیکھ کر صبر نہ کر سکے اور پانی لینے کے لئے نہر فرات کی طرف گئے۔ مشکیزہ بھر لیا مگر یزید فوج نے تیر چلا کر مشکیزہ چھلانی کر دیا اور وہ پانی لانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۷۲ و ۱۷۱)



سات محرم کو پانی بند کرنے کا حکم ابن زیاد نے دیا اور عمرو بن سعد نے سختی سے عمل کیا:-

مذاکرات جو ہوئے ان کے بارے ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا ابن زیاد نے جواباً لکھا یعنی جب (امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہمارے بچے میں پھنس گئے تو نکلنا چاہتے ہیں اب تو ان کے لئے مضر نہیں اس خط کا جواب اس نے ابن سعد کو یہ لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم تمہارا خط مجھے پہنچا جو کچھ تم نے لکھا معلوم ہوا۔ حسین سے کہو کہ وہ یزید بن معاویہ سے وہ خود اور ان کے تمام انصار بیعت کریں۔ اگر انہوں نے بیعت کر لی تو پھر ہم جیسا مناسب سمجھیں گے کریں گے و اسلام ابن سعد کو یہ خط پہنچا تو کہنے لگا میں سمجھ گیا ابن زیاد کو عافیت منظور نہیں ہے ابن زیاد کا ایک خط ابن سعد کو آیا اس میں یہ مضمون تھا۔

کہ دریا کے اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان حائل ہو جاوے لوگ ایک بوند پانی نہ پی سکیں وہی سلوک جو تقی زکی مظلوم امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا گیا ان کے ساتھ بھی روا رکھو۔ اس خط کو دیکھ کر ابن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانچ سو سواروں کا سردار کر کے روانہ کیا۔ یہ لوگ دریا پر جا کر ٹھہرے اور دریا اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اصحاب حسین کے درمیان یہ سب حائل ہو گئے تاکہ وہ اس سے بوند بھر پانی نہ پینے پائیں۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۳۷ طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۵ طبع کراچی)

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۲۲۔ باب ۶۱ھ کے حالات طبع کراچی)



(کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۶۱ طبع مصر)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۲۱۵ از اسحاق ملتانی دیوبندی دہلی)

### ابن سعد نے لڑائی میں پہل کی

ابن کثیر نے یہ اضافہ بھی کیا کافر اور خنزیر اور کتے پیئیں پانی لیکن  
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ پیئیں:

عمر بن سعد نے کہا اگر میں امیر ہوتا تو میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کے مطالبے کو پسند کرتا لیکن عبید اللہ بن زیاد نے میری بات نہیں مانی اور اس  
نے اہل کوفہ کو خطاب کیا اور انہیں زجر و تیغ کی اور برا بھلا کہا تو حر بن یزید نے  
انہیں کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی بیویوں  
اور بیٹیوں کو فرات کے اس پانی سے روک دیا جسے یہود و نصاریٰ پیتے ہیں اور اس  
علاقے کے خنزیر اور کتے لوٹتے ہیں اور وہ آپ کے ہاتھوں میں قیدی کی مانند  
ہیں جو اپنی جان کے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں راوی بیان کرتا ہے عمرو بن  
سعد نے آگے بڑھ کر اپنے غلام سے کہا اے دریدا اپنے جھنڈے کو قریب کرو اس  
نے اسے قریب کیا پھر عمرو نے اپنی آستین چڑھائی اور تیر مارا اور کہا میں لوگوں کو  
تیر مارنے والا پہلا شخص ہوں

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۳۸ مترجم طبع کراچی)

### نیز ابن کثیر نے لکھا:-

جو مذاکر ابن سعد کے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوئے اس

نے لکھ بھیجے ابن زیاد نے اسے جواب دیا کہ ان کے اور پانی کے درمیان حائل ہو جاؤ جیسا کہ پرہیزگار پاکباز مظلوم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ کیا گیا تھا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو پیش کش کرو کہ وہ امیر المومنین یزید بن معاویہ کی بیعت کر لیں تو یہی ہماری رائے ہے اور عمرو بن سعد کے اصحاب ان کو پانی سے روکنے لگے اور ان کے ایک دستے کا سالار عمرو بن الحجاج تھا آپ نے ان کے لئے پیاس کی بدعا کی تو یہ شخص شدت پیاس سے مر گیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۶)

یزیدی فوج کے کمانڈر مع ابن زیاد ایسے کہہ رہے تھے کہ عثمان کا بدلہ لو جیسے امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کو شہید کیا تھا جبکہ حسنین کریمین دونوں بھائی حضرت عثمان کے دفع میں پہرہ دے رہے تھے باغیوں نے دیوار پھلانگ کر آپ کو شہید کر دیا تھا معلوم ہوا کہ وہ جھوٹے اپنے جھوٹ کا کچھ حصہ بندیا لوی کو بھیج گئے ہیں۔

پانی بند کرنے والوں کی سزا

حدیث میں خدا کی رحمت سے دور:-

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس راستے میں فالتو پانی ہو اور مسافر کو نہ پلائے وہ خدا کی رحمت سے دور۔

(صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۳۱۷ طبع نور محمد کراچی)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ ابن زیاد و ابن سعد و یزیدی فوج مع یزید

سب کے سب خدا کی رحمت سے دور ہیں خدا کی پھٹکار کے مستحق ہیں۔  
نہر فرات سے زیادہ فالتو پانی کہاں ہوگا اور شہید کربلا سے بڑا مسافر  
تمہیں کہاں ملے گا۔

شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ کی کتب سے اس طرح  
نہیں جیسے شیعہ کرتے ہیں ابن کثیر نے واقعہ بیان کرنے سے پہلے  
عنوان قائم کیا آپ کے قتل کا یہ بیان شان کے ائمہ سے ماخوذ ہے نہ  
کہ جس طرح اہل تشیع کا جھوٹا گمان ہے

بندیا لوی کا معتمد علیہ بھی ہے اسی لیے زیادہ تر مواد اسی کا لکھا ہوا پیش  
خدمت ہے عبید اللہ بن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن کو بھیجا اور کہا۔ اگر حضرت  
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب میرے حکم کو قبول کر لیں تو فہما و گرنہ  
عمرو بن سعد کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دو اور اگر وہ اس سے گریز کرے تو  
اسے قتل کر دینا پھر تم ہی لوگوں کے امیر ہو گے اور اس نے حضرت حسین رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے میں سستی کرنے پر عمرو بن سعد کو دھمکی آمیز خط لکھا  
اور اس نے اسے حکم دیا کہ اگر وہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے پاس نہ  
لایا تو وہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کرے گا۔ بلاشبہ وہ مخالفین  
ہیں اور عبید اللہ بن ابی المحل نے اپنی پھوپھی ام النہین بنت حرام کے بیٹوں کے  
لئے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھے امان طلب کی اور وہ عباس عبد اللہ  
جعفر اور عثمان تھے۔ ابن زیاد نے انہیں پروانہ امان لکھ دیا اور عبید اللہ بن المحل

نے اپنے غلام کرمان کے ہاتھ اسے بھیج دیا اور جب اس نے انہیں یہ پروانہ امان پہنچا دیا تو انہوں نے کہا ہم ابن سمیہ کی امان کے خواہاں نہیں اور ہم ابن سمیہ کی امان سے بہتر امان کی امید رکھتے ہیں۔ اور جب شمر بن ذی الجوشن عبید اللہ بن زیاد کا خط لے کر عمرو بن سعد کے پاس آیا تو عمرو نے کہا اللہ تیرے گھر کو تباہ کرے اور جو تو لایا ہے اس کا برا کرے خدا کی قسم میں تجھے وہ شخص خیال کرتا ہوں جس نے اسے ان تین امور سے برگشتہ کر دیا ہے جن کا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مطالبہ کیا تھا اور میں نے انہیں اس کے سامنے پیش کیا تھا۔ شمر نے اسے کہا مجھے بتاؤ تم کیا کرنے والے ہو۔ کیا تو ان سے جنگ کرے گا یا مجھے اور ان کو چھوڑ دے گا۔ عمرو نے اسے کہا نہیں تجھے عظمت حاصل نہ ہو میں اس کام کو سنبھالوں گا اور اس نے اسے پیادوں کا سالار بنا دیا اور اس نے ۹ محرم بروز جمعرات شام کو ان پر تیزی سے حملہ کیا۔

اور شمر بن ذی الجوشن نے کھڑے ہو کر کہا میرے بھانجے کہاں ہیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عباس۔ عبد اللہ۔ جعفر اور عثمان اس کے پاس گئے تو اس نے کہا تم امان میں ہو۔ انہوں نے کہا اگر تو ہمیں اور پسر رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو امان دے تو فبہا ورنہ ہمیں تمہاری امان کی ضرورت نہیں۔

(البایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۸-۳۲۷ مترجم طبع کراچی کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۲۳)

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۲۲-۲۲۳ طبع کراچی تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۶ طبع کراچی)

جناب بندیا لوی صاحب نے نشہ زیادہ پی لیا اور اس کا اثر الٹا چڑھ گیا میں نے ان کا نشہ اتارنے کی کوشش کی اور حقائق پیش کیے تعجب تو یہ ہے ابن زیاد



بار بار قتل کا حکم دے رہا ہے شمر کو بھیجا اگر عمرو جنگ نہیں کرتا تو اس کو قتل کر دے پھر تو امیر ہوگا لیکن عمرو بن سعد کہتا ہے یہ عظمت تجھے حاصل نہ ہو میں ہی جنگ کروں گا اور یہ ۹ محرم کے دن عصر کا وقت تھا پھر اس نے تیزی سے حملہ کیا یہ خود مانیں ہم جنگ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرتے ہیں یزید اور ابن زیاد کی بارگاہ میں عظمت حاصل کریں گے بندیا لوی کہتے ہیں ان کو پتہ ہی نہ چلا کوفہ والوں نے شہید کر دیا رے ظالم جب چور کہے چور میں ہوں اور اپنے جرم کا اعتراف کرے تو پھر شکوک و شبہات ختم ہو جاتے ہیں لیکن تمہیں الٹ نشہ چڑ گیا تم لکھتے پھرتے ہو وہ دور ڈیرہ لگائے ہوئے تھے اور یہ جھوٹ کھل گیا کہ اچانک حملہ نہ ہوا بلکہ کئی دنوں سے پانی بند تھا جھڑپیں بھی وقفہ وقفہ سے جاری تھیں جیسے جمعرات کو بھی حملہ کیا گیا یہ بھی معلوم ہوا کہ ابن سعد نرمی کر رہا تھا اور چاہتا تھا کہ صلح ہو جائے اور مجھے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ نہ کرنی پڑے کیوں کہ اس کے دوستوں نے کہا تھا امام سے جنگ نہ کرنا ورنہ تیرا دین برباد ہو جائے گا جہنم خرید لے گا لیکن اس پر دنیا کی حوس چھائی ہوئی تھی اور چاہتا تھا کہ میں رے کی حکومت لوں بادشاہ بنوں بس اس لالچ نے برباد کر دیا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگ کیا۔

ایک رات کی مہلت اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے شہادت کی بشارت :-

راوی بیان کرتا ہے پھر عمرو بن سعد نے فوج میں اعلان کیا اے اللہ کے سوار و سوار ہو جاؤ اور خوشخبری ہو۔ پس وہ سوار ہو گئے اور اسی دن کا آغاز عصر کے

بعد (یعنی جمعرات ۹ محرم کو) ان کی طرف دھیرے دھیرے بڑھے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خیمے کے آگے اپنی تلوار کو گود میں رکھ کر بیٹھے تھے کہ آپ کو اونگھ آگئی اور آپ کے سر کو جھٹکا لگا اور آپ کی ہمیشہ نے شور سنا تو قریب ہو کر آپ کو جگایا تو آپ نے اپنے سر کو پہلی حالت پر واپس لائے اور فرمایا میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نے مجھے فرمایا ہے بلاشبہ ہمارے پاس آنے والے تو ہمیشہ کہنے لگی ہائے میری ہلاکت آپ نے فرمایا اے ہمیشہ آپ کے لئے ہلاکت نہیں صبر کرو پرسکون ہو جاؤ آپ پر رحمان رحم فرمائے گا اور آپ کے بھائی عباس بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے آپ سے کہا۔ اے میرے بھائی لوگ آپ کے پاس آئے آپ نے فرمایا ان کے پاس جاؤ اور پوچھو ان کی کیا مرضی ہے وہ تقریباً بیس سواروں کے ساتھ ان کے پاس گئے اور پوچھا تمہیں کیا ہے۔ انہوں نے کہا امیر کا حکم آیا ہے یا تو تم اس کا حکم مان لو یا ہم تم سے جنگ کریں گے۔ عباس نے کہا اپنی جگہ ٹھہرے رہو میں جا کر ابو عبد اللہ کو بتاتا ہوں آپ واپس آگئے اور آپ کے اصحاب کھڑے اور وہ آپس کی گفتگو میں الٹ پھیر کرنے لگے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی (یزیدیوں کو) کہتے تم کس قدر برے لوگ ہو تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ذریت اور اپنے زمانے کے بہترین لوگوں کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ پھر عباس بن علی۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ان کی طرف واپس گئے اور انہیں کہنے لگے ابو عبد اللہ تمہیں کہتے ہیں کہ اس شام کو واپس چلے جاؤ تا کہ وہ آج شب اپنے معاملے میں سوچ بچار کر سکیں عمرو بن سعد نے شمر بن ذی الجوشن سے کہا تمہاری کیا رائے ہے اس نے کہا تم

امیر ہو اور رائے بھی تمہاری ہے عمرو بن الحجاج بن سلمہ زبیدی نے کہا۔ سبحان اللہ خدا کی قسم اگر دہلم کا کوئی شخص تم سے اس بات کا مطالبہ کرتا تو اس کا قبول کرنا ضروری ہوتا۔ اور قیس بن اشعث نے کہا۔ جو بات انہوں نے آپ سے پوچھی ہے اس کا جواب دو۔ اور میری زندگی کی قسم کل صبح کو وہ تم سے ضرور جنگ کریں گے۔ یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا اور جب عباس واپس آئے تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا واپس جا کر انہیں آج شام واپس کر دو تا کہ ہم اس شب کو اپنے رب کی نماز پڑھ لیں اور اس سے دعا و استغفار کر لیں اور اللہ تعالیٰ کو میرے متعلق معلوم ہے کہ اس کی نماز اور اس کی کتاب کی تلاوت اور دعا و استغفار کو پسند کرتا ہوں اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شب اپنے اہل کو وصیت کی اور رات کے پہلے حصے میں اپنے اصحاب سے خطاب کیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور فصیح و بلیغ عبارت میں اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھا اور اپنے اصحاب سے فرمایا جو شخص آج شب اپنے اہل کے پاس واپس جانا پسند کرتا ہے میری طرف سے سے اجازت ہے بلاشبہ دشمن کو صرف میں مطلوب ہوں۔ مالک بن النضر نے کہا مجھ پر قرض ہے اور میرے عیال بھی ہیں آپ نے فرمایا آج رات نے تمہیں ڈھانپ لیا ہے پس تم اسے پازیب بنا لو اور تم میں سے ہر شخص میرے اہل بیت کے کسی مرد کا ہاتھ پکڑ لے پھر تم اس رات کی تاریکی میں سطح زمین پر اپنے اپنے ممالک اور شہروں میں چلے جاؤ۔ بلاشبہ دشمن کو میں ہی مطلوب ہوں کاش وہ دوسروں کی تلاش سے غافل ہو کر مجھے تکلیف دیتے چلے جائیں یہاں تک کہ اللہ کشائش دے کر آپ کے بھائیوں، بیٹوں اور بھتیجوں نے آپ سے کہا۔ آپ کے بعد ہماری کوئی زندگی نہیں اور آپ کے بارے میں اللہ



ہمیں وہ کچھ نہ دکھائے جسے ہم پسند نہیں کرتے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے بنی عقیل تمہارے بھائی مسلم کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ تمہارے لئے کافی ہے۔ چلے جاؤ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔ انہوں نے کہا۔ لوگ کیا کہیں گے ہم نے اپنے شیخ اور سردار اور اپنے بہترین چچاؤں کے بیٹوں کو چھوڑ دیا ہے اور ہم نے دنیاوی زندگی کی رغبت میں ان کے ساتھ ایک تیر نہیں چلایا اور نہ ان کے ساتھ نیزہ مارا اور نہ ان کے ساتھ تلوار چلائی ہے۔ خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ ہم اپنے جان و مال اور اہل کو آپ پر قربان کر دیں گے۔ اور آپ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے حتیٰ کہ آپ کے گھاٹ پر آجائیں گے آپ کے بعد اللہ تعالیٰ زندگی کو خراب کر دے اور اسی قسم کی باتیں مسلم بن عوسجہ اسدی نے کی اور سعید بن عبد اللہ حنفی نے بھی ایسی ہی بات کی خدا کی قسم ہم آپ کو تنہا نہ چھوڑے گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غیر موجودگی میں آپ کی حفاظت کی ہے خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو کہ میں آپ کی حفاظت میں ایک ہزار بار قتل ہوں گا اور اللہ تعالیٰ اس قتل کے ذریعے آپ سے اور آپ کے اہل بیت کے ان جوانوں سے مصیبت کو دور کر دے گا تو میں اس بات کو پسند کر لوں گا حالانکہ یہ صرف ایک ہی قتل ہے اور آپ کے اصحاب کی جماعت نے بھی گفتگو کی جو ایک طریق سے ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم آپ سے جدا نہیں ہوں گے اور ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں گی۔ اور ہم آپ کو اپنیسیوں، اپنی پیشانیوں اپنے ہاتھوں اور اپنے بدنوں سے بچائیں گے اور جب ہم قتل ہو جائیں گے تو ہم اس حق کو جو ہم پر



لازم ہے پورا کر دیں گے اور آپ کے بھائی عباس نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی موت کا دن نہ دکھائے اور ہمیں آپ کے بعد زندگی کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ کے اصحاب نے اس پر موافقت کی

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲۸ تا ۳۳۰ طبع کراچی)

(کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۲۲-۲۳ طبع مصر)

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۲۵ تا ۲۲۹ طبع کراچی)

(ابن خلدون ج ۲ ص ۹۸-۹۷ طبع کراچی)



## فضائل اہلبیت

ان حقائق سے معلوم ہوا کہ ساری کاروائی یزید اور اس کے لشکر والے کر رہے تھے اگر ان میں یعنی یزید کے لشکر میں اہل کوفہ کے اشخاص شامل ہوں تو کوئی بعید از عقل نہیں لیکن اصل مجرم یزید اور اس کے ہممنواہیں کیونکہ کمانڈ کرنے والے یزید کے تنخواہ دار تھے اور دشمن اہل بیت تھے کیونکہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بلاشبہ یہ ہمارے دشمن ہیں۔

حدیث شریف میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کیونکہ وہ تمہیں نعمتیں کھلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے ہم سے محبت رکھو اور ہماری محبت کی بناء پر میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔

(ترمذی شریف، کتاب فضائل)

(مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت الفصل الثالث)

(اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۵۲۲ طبع لاہور)

اسحاق ملتانی دیوبندی احادیث لکھتے ہیں:

حدیث ۱: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت غضب فرماتا ہے جس نے مجھے میری اولاد کے حق میں ایذا دی۔

حدیث ۲: اور آپ نے فرمایا تم میں سے اچھا وہ شخص جو میرے بعد میری اہلبیت کے ساتھ بھلائی کرے۔

حدیث ۳ فرمایا جس نے میری اہلبیت کے ساتھ احسان کیا میں اس کو قیامت کے دن بدلہ دوں گا۔

حدیث ۴ فرمایا پل صراط پر وہ شخص زیادہ ثابت قدم ہوگا جس کی میری اہلبیت اور صحابہ کے ساتھ زیادہ محبت ہوگی۔

(رواہ دیلمی و حاکم وابن عساکر اور ابن عدی شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۰۱ طبع تالیفات اشرفیہ ملتان)

حدث نمبر ۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور جو ان سے محبت رکھے تو ان سے محبت رکھ۔

(مسلم شریف کتاب الفضائل ج ۲ باب الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(ترمذی شریف)

(مشکوٰۃ شریف الفصل الثانی مناقب اہلبیت)

حدیث ۳: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے حسن و حسین سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت اور جس نے ان سے بغض وعداوت رکھی اس نے مجھ سے بغض کیا۔

حدیث ۴: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جس نے صلح رکھی میں ان سے صلح رکھوں گا اور جو ان سے جنگ کرے گا میں ان سے جنگ کروں گا۔

(سنن ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۱۵۱۳۸ و ۱۵۱۳۹)

(باب فضائل الحسن والحسین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ص ۲۷ طبع لاہور)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۸۳ طبع کراچی)

(الصواعق المحرقة ص ۶۲۲ طبع فیصل آباد)

حدیث ۵: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی حضرت فاطمہ۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضوان اللہ علیہم کے متعلق ارشاد فرمایا میں اُن سے جنگ کرنے والا ہوں جو ان سے صلح کرے اور میں ان سے صلح کرنے والا ہوں جو ان سے صلح کرے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث ۳۸۷۰)

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۴۵)

(المستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۳۹ طبع بیروت)

اس حدیث میں واضح طور پر تمام یزیدیوں کی مذمت ہے فرمایا جس نے ان سے جنگ کی اس نے مجھ سے کی اس طرح جو یزیدیو کے حمایتی ہیں ان سے بھی اللہ کے نبی ﷺ کی جنگ ہے اور اللہ کی بھی ان سے جنگ ہے۔

میں نے چند احادیث اس لئے لکھ دیں تاکہ بندیا لوی اینڈ کمپنی کی آنکھیں روشن ہو جائیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یزیدی ہمارے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں حدیث میں فرمایا جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے کی اور پھر یہ بھی یزیدی فوج نے امام سے جنگ کی آپ نے فرمایا جس نے ان سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی یا میں ان سے جنگ کروں گا لو جناب بندیا لوی صاحب تم بخشوا لویزید کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو جنگ ہے یزید اور اس کے ہمنواؤں سے اور دشمنی مزید برآں تم ایسوں کو جنتی بناتے پھرتے ہو حقائق کو جھٹلا کر اور چھپانے کی کوشش کرتے پھرتے ہو اور کہتے ہو ابن سعد کو پتہ ہی نہ چلا امام شہید کر دیے گئے میں نے الحمد للہ تمام معتبر کتب کے حوالہ جات



درج کر دیے اور لکھ دیا تا کہ حق واضح ہو جائے۔

ابن سعد کو کئی دفعہ یہ موقع ہاتھ آیا امام کے قتل سے اگر بچنا چاہتا تو بچ سکتا تھا جب دوبارہ ابن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن کو بھیج دیا تھا لشکر کی کمانڈ کرنے کے لئے لیکن ابن سعد نے کہا یہ عظمت میں ہی حاصل کروں گا۔

حدیث ۶: رحمت کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے کسی مسلمان کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو اذیت دی

(کنز العمال رقم الحدیث ۷۰۳۷۰۳ ج ۱۶ ص ۱۰ طبع بیروت)

(مجمع الزوائد ج ۲ ص ۷۹ طبع دار الکتب بیروت)

حدث نمبر ۷: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری آل، انصار اور اہل عرب کا حق نہیں پہچانتا وہ یا تو منافق ہے یا حرام زادہ یا اس عورت کا بچہ ہے جو بے نمازی کے دنوں میں حاملہ ہوئی ہو۔

(مسند الفردوس بمأثور الخطاب رقم الحدیث ۵۹۵۵ ج ۳ ص ۲۶ طبع بیروت)

حدیث سے معلوم ہوا کسی کا ان کو تکلیف دینے سے حضور ﷺ کو تکلیف ہوتی پھر یہ یزیدی کتنے بُرے تھے جہلوں نے اہلبیت پر ظلم کر کے آپ کو مزار میں تنگ کیا دوسری حدیث میں فرمایا جو میری اہلبیت کا حق نہیں پہچانتا وہ منافق ہوتا ہے یا حرام زادہ ہوتا ہے۔ کتنی سخت مزمت فرمائی۔ آپ ﷺ لیکن مجھے تو بندیالوی پر تعجب ہے جو ان ظالموں کو بچاتا پھرتا ہے اور حقائق کو چھپاتا پھرتا جو لکھتا ہے ابن سعد تو بھاگا بچانے کے لیے ارے ظالم کو اس بند کرورنہ بنص حدیث میں کہوں گا تمہارے اندر بھی منافقت ہے یا پھر نطفے میں فرق ہے کیوں

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان تو غلط ہو نہیں سکتا یقیناً بندیا لوی میں کچھ کالا کالا ہے۔

**قاتلانِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون تھے:-**

بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں قاتلِ شیعانِ کوفہ تھے۔

حضرت سیدنا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسافری کی حالت میں اپنے خاندان کے اکثر افراد کے ساتھ انتہائی شقاوت۔ بیدردی اور مظلومیت کے ساتھ شہید ہوئے۔ ہر باشعور مسلمان کے دل و دماغ میں یہ سوال شدت کے ساتھ ابھرتا ہے کہ اس واقعہ فاجعہ کا اصل ذمہ دار کون ہے۔ بد بخت اور لعنتی لوگوں کی کارستانی تھی کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چمن اجاڑ دیا گیا۔ خاندانِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذبح کر دیا گیا۔ وہ بد بخت کون تھے جنہوں نے خیموں کو آگ لگائی اور خانوادہ علی کی مستورات کی بے حرمتی کی اس کا ذمہ دار یزید اور اس کی فوج ہے یا شیعانِ کوفہ کہ جنہوں نے ہزاروں خطوط لکھ کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ آنے کی دعوت دی اور ان خطوط میں اپنے آپ کو واضح الفاظ میں شیعہ لکھا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۷۶)

قاتلانِ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وضاحت ہم ان شاء اللہ عنقریب کریں گے تاکہ انصاف پسند اور حق پرست لوگوں پر واضح ہو جائے گا لیکن ضدی اور ہٹ دھرم کے لیے کچھ بھی نہیں کیوں کہ ایسے لوگوں نے ماننا نہیں ہوتا چاہے قرآن حکیم کی آیات سنائیں تب بھی کوئی نہ کوئی عذر اور بہانہ تراش کر

حقائق کو جھٹلانا ان کا وطیرہ ہوتا ہے

بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں کوفہ کے سب لوگ شیعہ تھے ان میں ایک بھی سنی نہیں تھا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۷۶)

میں پوچھتا ہوں اگر کوفہ کے سب لوگ شیعہ تھے ان میں سنی کوئی نہ تھا تو سوال یہ ہے کہ یہ قرن دوم کے لوگ تھے ان کو شیعہ کس نے بنایا تھا اور کوفہ میں تعلیم دینے والے کون تھے اور کوفہ آباد کرنے والے کون تھے اور شیعہ مسلک وہاں کس نے پھیلایا تھا تو اس کا جواب صاف یہی ہے کہ کوفہ شہر آباد کرایا امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور وہاں کے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا تعجب ہے بندیا لوی صاحب کی عقل پر ایک طرف دعویٰ صحابہ کرام کی محبت کا حقیقت میں یہ لکھ کر شیعہ مسلک کو تقویت دی انہوں نے اگر ہم بھی یہ مان لیں اور اس نظریہ کو تسلیم کر لیں تو نتیجہ الٹ نکلے گا۔ میں پوچھتا ہوں بندیا لوی صاحب سے کہ اگر کوئی شیعہ تمہیں کہے ہمارا مسلک سچا اور پرانا مذہب ہے جبکہ تمہارے مسلک کا کوئی ثبوت نہیں اور تم نے خود لکھا کوفہ والے سب شیعہ تھے تو ان کو صحابہ نے شیعہ بنایا تھا لہذا صحابہ کرام بھی شیعہ مسلک ہی رکھتے تھے اور اسی مسلک پر اہلبیت بھی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی مسلک کی تبلیغ فرمائی تو تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوگا پھر تم نے شیعہ کو مٹایا یا پھیلایا یا حقیقت یہ ہے کہ تم نے کوفہ والوں کو شیعہ لکھ کر شیعہ مسلک کی حقانیت ثابت کر دی۔

لیکن ہم اہلسنت و جماعت اس بات کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ

تمہاری ان باتوں کا حقائق کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔

کوفہ شہر آباد کیا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۷۷ھ میں  
امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ۱۷ ہجری  
میں تعمیر ہوا۔

(معجم البلدان ج ۶ ص ۵۵۸ طبع بیروت)

### شیخ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:-

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ یہاں رہ کر اہل عرب کا رنگ روپ بالکل بدل گیا ایسی جگہ کو تلاش کرنا چاہیے بری و بھری دونوں حیثیت رکھتی ہو چنانچہ سلمان و حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خاص اسی قسم کے کاموں پر مامور تھے کوفہ کی زمین انتخاب کی یہاں کی زمین ریتلی اور کنکریلی تھی اور اسی وجہ سے اس کا نام کوفہ رکھا گیا۔

(الفاروق حصہ دوم ص ۳۳۶ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور)

### آبادی کوفہ:-

جو قبیلے آباد کئے گئے ان میں یمن کے بارہ ہزار اور نزار کے آٹھ ہزار آدمی تھے اور جو قبائل آباد کئے گئے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ سلیم۔ ثقیف۔ ہمدان۔ نجیلہ۔ نیم الات۔ تغلب۔ بنو اسد۔ نخع و کندة زد۔ مزینہ۔ تمیم و صحارب۔ اسد و عامر۔ بجالہ۔ جدید و اخلاط۔ جہینہ۔ مذحج ہوازن وغیرہ وغیرہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصریح کے ساتھ لکھا تھا ۴۰ ہزار آدمیوں کی آبادی کے قابل مکانات بنائے گئے۔ یہ شہر حضرت عمر ہی کے زمانہ



میں اس عظمت و شان و کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو دار الاسلام فرماتے تھے اور درحقیقت وہ عرب کا اصلی مرکز بن گیا تھا زمانہ مابعد میں اس کی آبادی برابر ترقی کرتی گئی لیکن یہ خصوصیت قائم رہی کہ آباد ہونے والے عموماً عرب کی نسل سے ہوتے تھے ۶۴ھ میں مردم شماری ہوئی تو ۵۰ ہزار گھر خاص قبیلہ ربیعہ و مضر کے اور ۳۴ ہزار قبائل تھے اور اہل یمن کے ۶ ہزار گھر ان کے علاوہ تھے۔

(الفاروق حصہ دوم ص ۲۳۶ و ۲۳۷ طبع لاہور)

اس تعارف کے بعد جلیل القدر محدث کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری لکھتے ہیں

ترجمہ عبد اللہ العمادی دیوبندی کا:-

حضرت عمر بن الخطاب نے اہل کوفہ کو جو خط لکھا۔ جابر۔ عامر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ والوں کو لکھا انی رَأْس العرب عرب کے سر کی طرف عمار الدھنی سالم سے اور وہ سلمان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کوفہ اسلام اور مسلمانوں کا قلعہ ہے۔

شععی کہتے ہیں ایک قرظہ ابن کعب الانصاری نے کہا۔ ہم نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ با اصرار ہمیں رخصت کرنے کے لئے ہمارے ساتھ چلے۔ آپ نے وضو و غسل کیا دو مرتبہ اور فرمایا تم جانتے ہو میں تمہیں رخصت کرنے تمہارے ساتھ کیوں آ رہا ہوں۔ ہم نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی ہیں اس لئے آپ ہمارے ہمراہ

چل رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا (ہاں یہ بات تو ہے ہی ایک اور بات بھی ہے) تم ان لوگوں کی طرف جارہے ہو کہ وہ تلاوتِ قرآن کرتے رہتے ہیں اور اس طرح گنگناتے رہتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں

(طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۳۷ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے زیادہ ہدایت یافتہ لوگ اہل کوفہ ہیں۔

(ابن سعد ص ۴۱)

قارئین غور فرمائیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل کوفہ کو اہل عرب کا سردار فرماتے ہیں اور کوفہ اسلام اور مسلمانوں کا قلعہ تھا اور اہل کوفہ ہر وقت قرآن کی تلاوت کرنے والے تھے لیکن بندیا لوی خارجی نے ان سب کو شیعہ بھی بنادیا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والے بھی قاتل لکھ دیا اگر اسلامی قلعہ کے لوگوں کا یہ حال تھا تو باقیوں کا کیا حال ہوگا لیکن یہ باتیں حقائق کے خلاف ہیں۔

حارثہ بن المضر ب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ حکم نامہ پڑھا تھا جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا تھا۔ اس کا مضمون یہ تھا۔ میں نے تم پر عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم و زیر بنا کر بھیجا ہے۔ ابن مسعود کو بیت المال کی افسری بھی دی ہے۔

یہ دونوں آنحضرت ﷺ کے ان ذی وقار اصحاب میں سے ہیں جو معرکہ بدر میں شریک تھے۔ اس لیے ان کے احکام کو سننا اور اطاعت کرنا ان کی پیروی کرنا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے تمہارے لئے ابن ام عبد (عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنی ذات پر ترجیح دی ہے۔ ان دونوں سے دین کا علم حاصل کرو۔

(طبقات الکبریٰ ج ۶ ص ۳۹ مترجم طبع کراچی)

نیز لکھتے ہیں۔ صحاک کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اہل کوفہ کے لئے انے نفس پر اب ن ام عبد (عبد اللہ مسعود) کو ترجیح دی ہے۔ بے شک وہ ہم میں سب سے زیا سمجھ دار اور علم کی بھرپور حفاظت کرنے والے ہیں۔

مزید ان کی فضیلت جانی ہو تو کتب حدیث کتاب الفضائل پڑھیں۔ مسلم، ترمذی وغیرہ۔

تین سو صحابہ کرام کوفہ میں اور مغرب سے پہلے نفل نہیں:-

ابراہیم کہتے ہیں کوفہ میں تین سو اصحاب الشجرہ (یعنی وہ اصحاب جنہوں نے بیعت کی تھی) آئے اور ستر اہل بدر میں سے۔ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کسی نے نماز قصر کی ہو اور نہ وہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۴۰ طبع کراچی)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اتنی کثرت کے ساتھ کوفہ میں چلے گئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بعد میں سیاسی حالات کے پیش نظر اسی کوفہ کو ارا الخلافہ بنایا تھا اور یہیں جلوہ گر ہو گئے تھے اب اتنے صحابہ کرام ہوتے ہوئے بھی اہل کوفہ کا نہ سدھرنا تعجب نہیں تو اور کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جیسا حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا اہل کوفہ سب سے زیادہ ہدایت یافتہ لوگ تھے لیکن

بندیالوی نکلے تھے صحابہ کرام کی عظمت کا جھنڈا اٹھا کر لیکن بد قسمتی چھائی الٹا گستاخانِ صحابہ کا دفاع کر دیا ان کے مسلک کو تقویت فراہم کر دی اور یہ لکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین کر دی یہ الزام سب سے پہلے صحابہ کرام اور محدثین پر جاتا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کی صحیح تربیت نہیں کی۔ (معاذ اللہ) الٹا ان کو اہلبیت و صحابہ کا دشمن بنایا۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی لکھتے ہیں:-

حدیث: حضرت خثیمہ بن ابی سبرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ آیا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ مجھے اچھا ہم نشین عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس عطا فرمائی۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اچھے ہم نشین کا سوال کیا تھا سو مجھے آپ مل گئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے کہا اہل کوفہ سے ہوں طلب علم کے لئے آیا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا تمہارے پاس سعد بن مالک نہیں جن کی دعا قبول ہوتی ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سامان طہارت اور نعلین پاک اٹھانے والے حضرت عبداللہ بن مسعود نہیں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے راز دار حذیفہ نہیں ہیں۔ حضرت عمار جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان پر شیطان سے پناہ دی۔ اور دو کتابوں والے سلمان (فارسی) جیسے لوگ نہیں ہیں۔ قتادہ فرماتے ہیں دو کتابوں سے مراد انجیل اور قرآن ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ خثیمہ عبدالرحمن بن ابی سبرہ کے



فرزند ہیں اور دادا کی طرف منسوب ہیں۔

(سنن ترمذی شریف کتاب المناقب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۴۵ طبع لاہور)

فوائد:-

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جلیل القدر صحابہ کرام کوفہ میں تشریف لے گئے تھے۔ (۲) یہ بھی معلوم ہوا ان صحابہ کا مقام کیا تھا۔ (۳) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک صحابہ کرام کی جلوہ گری کی وجہ سے کوفہ دین کا مرکز بن چکا تھا اسی لیے حضرت خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوفہ چھوڑ کر آنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تعجب اور حیرانی کا باعث بنا اور اشاروں سے سمجھایا ان سے جا کر دین سیکھو۔

۱۵۰۰ سو صحابہ کرام کا مسکن کوفہ تھا:-

طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۴۴ تا ۹۲ تک ان صحابہ کرام کے حالات اور نام درج ہیں جو کوفہ میں رہائش رکھتے تھے وہ تقریباً ایک سو پچاس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اتنے صحابہ کرام کے ہوتے ہوئے بھی کوفہ والے بگڑے رہیں تو یہ بعید از عقل ہے

پھر اسی کوفہ شہر میں تابعین محدثین اور فقہاء کی بھی کثرت پائی گئی جنہوں نے اپنی علمی کاوشوں کا محور و مرکز اسی شہر کو بنایا اسی طبقات ابن سعد میں ان دس محدثین کے حالات مختصر طور پر مذکور ہیں جو خلفاء اربعہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں اور بعض محدثین نے کہا ۲۴ بدری صحابہ کے علاوہ ایک ہزار ۵۰۰ سو صحابہ کرام کوفہ میں رونق افروز ہوئے تھے یعنی

۱۵۰۰ سوکل لکھے ہیں جس شہر کوفہ میں طبقات ابن سعد کی تحقیق کے مطابق تقریباً ۸۵۴ محدثین اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی تحقیق کے مطابق ثقہ صدوق ۹۱۱ محدثین کوفہ شہر کی زینت بنے یہ اتنے زیادہ علماء و محدث سب مل کر ایک شہر والوں کو نہ سوار سکیں تو یہ بات بھی حقائق کے خلاف ہے بندیا لوی کے مطابق یہ سب کوفہ والے شیعہ تھے لعنت اللہ علی الکذبین پھر تقریب میں تقریباً ۹۱۱ محدثین کا ذکر ہے جو کوفہ میں تشریف فرما ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان سب کو ثقہ صدوق قرار دیا ہے رجال صحیح بخاری میں تقریباً ۲۸۳ کوئی محدثین کا ذکر ہے جن پر کوئی جرح نہیں ہے اور ۳۵ وہ کوئی راوی ہیں جن پر کچھ جرح نہیں مجھے بندیا لوی صاحب کی عقل اور تحقیق پر اتنا بڑا دکھ ہوا ہے کہ اس ظالم نے اتنے بڑے لوگوں پر الزام گھڑے شیعہ ہونے کا الزام ثقہ لوگوں پر لگایا

ہمارا اہلسنت و جماعت کا دعویٰ تو یہ ہے کہ کسی شہر میں ایک عالم با عمل صحیح عالم دین محدث آجائے تو وہ اکیلا اس شہر کے بسنے والوں کی کا یہ پلٹ دیتا ہے۔ لیکن یہ ایک کتنا بڑا جھوٹ اور فراڈ کہ اتنے صحابہ کرام کے آنے کے باوجود اور اتنے محدثین کے ہونے کے باوجود ایک شہر کوفہ والے نہ سدھرے ہوں یقیناً وہ ٹھیک تھے بندیا لوی اینڈ کمپنی غلط ہے کیوں کہ ان کے بارے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ نے فرمایا کوفہ والے لوگوں سے بڑھ کر کوئی ہدایت یافتہ نہیں ہم کہتے ہیں اکیلے مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری حکومت وہ بھی مغلیہ خاندان والی کی کا یہ پلٹ دی۔

(۲) ہمارے ایک صوفی بزرگ خواجہ خاج گان حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے لاکھوں کافروں کو مسلمان کر دیا۔

(۳) ایک محدث حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پورے ہندوستان میں علم حدیث پھیلا دیا۔

ہمارے ایک مجددین ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پورے ہندوستان میں گستاخانہ تحریکوں کا سد باب کیا اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع کو روشن کر دیا اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کو عام کر دیا۔

(۵) ہمارے ایک محدث اعظم مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے پورے فیصل آباد کی کایہ پلٹ دی اور پورے پاکستان میں علم پھیلا دیا علماء پیدا کر کے لیکن کتنا بڑا بندیا لوی نے جھوٹا الزام لگایا کہ کوفہ والوں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا ارے کم بخت جھوٹ بولنا اور لکھنا چھوڑ دے تو بہ کر لے اپنے گندے عقیدے سے میں تجھے دعوت وغور فکر دے رہا ہوں ورنہ خدا کی سزا بہت کڑی ہے ان نیک لوگوں کے بارے خرافات مت بول اور نہ لکھ کہ انہوں نے یہ کیا انہوں نے نہیں یزیدی فوج نے اور ظالم یزید نے یہ پاپ کمایا اہلبیت پر ظلم کی تلواریں چلائیں کوفہ والے محض مجبور تھے مقابلہ بھی نہیں کر سکتے تھے میں امید کرتا ہوں ایک انصاف پسند مسلمان کے لئے یہ حقائق کافی ودانی ہیں۔

کوفہ کے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے یہاں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔ آپ نے دور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخر تک قرآن وحدیث کی تعلیم لوگوں کو دی جس کے نتیجے میں چار ہزار علماء و محدثین شہر کوفہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ میں ایک دفعہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ بھلا کرے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنہوں نے اس شہر کو علم سے بھر دیا۔ حضرت امام شعیبی، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ



علیہ جیسے با کمال علماء کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اس شہر کوفہ میں پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قیام رہا۔ ستر ۷۰ اصحاب بدر کا تعلق بھی کوفہ سے تھا۔ قاضی شریح جیسے جیسے جلیل القدر قاضی بھی کوفہ کے رہنے والے تھے جن کو حضرت علی المرتضیٰ اللہ تعالیٰ وجہ تکریم فرماتے ہیں شریح اٹھوا اور فیصلہ کرو۔ ۳۳ صحابہ کرام جلیل القدر مفتی تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد بار کوفہ حدیث حاصل کرنے کے لئے گئے۔ گویا کہ شہر کوفہ علم و عرفان کا مرکز تھا۔ جہاں سے ہمیشہ علوم نبوت کی نشر و اشاعت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے دین متین کی سربلندی کے لئے اسی شہر کوفہ میں حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا جن کی نگاہ مقدس نے جلیل القدر صحابہ کرام کی زیارت اور ان کے علوم سے فیضیاب ہو کر علم فقہ حنفی کا ایک سورج روشن کیا جس کی شعائیں قیامت تک امت مسلمہ کو فیضیاب کرتی رہیں گے۔

(نصب الراية، ابوزہرہ مصری ص ۴۴)

اہم انکشاف گستاخ اہلبیت محمود احمد عباسی کا برا حال تعارف ان کے ایک دوست کے ذریعے۔ مولانا حکیم محمود احمد برکاتی کا مضمون شائع ہوا ہے:-

جس کے اقتباسات حسب ذیل ہیں محمود احمد عباسی معمولی صلاحیتوں کے آدمی تھے۔ عربی غالباً بالکل نہیں جانتے تھے۔ فارسی پر بھی عبور نہیں تھا میں نے ان کو فارسی کی غلط عبارتیں پڑھتے ہوئے بارہا سنا ہے۔ تحریری کام بھی مسلسل نہیں کرتے تھے ستر ۷۰ سال سے زیادہ عمر میں خلافت معاویہ و یزید (کتاب) لکھی۔ ایک صاحب تمنا عمادی ان کے پاس کتب تاریخ سے



اقتباسات اور ان کے ترجمے لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ ایک بار وہ عباسی صاحب کے پاس چند روز مقیم رہے۔ وہاں بھی میں نے ان کو یہی کام کرتے دیکھا ہے۔ ان کے متعلق میرا دوسرا تاثر یہ ہے کہ وہ اپنی تحریر کے سلسلے میں مخلص نہیں تھے۔ زبان اور قلم سے ردِ شیعیت کے باوجود اہل تشیع سے ان کے گونا گویا مراسم تھے۔ ایک بار میں پہنچا تو چند نامور شیعہ اہل قلم ان کے یہاں بیٹھے تھے اور بڑا پر تکلف ناشتہ کر رہے تھے اور بہت اپنائیت کی باتیں ہو رہی تھیں۔ ان کے جانے کے بعد از خود صفائی کرنے لگے کہ ان بچوں سے وطن ہی سے مراسم تھے۔ بڑی محبت کرتے ہیں۔ میرا بڑا لحاظ کرتے ہیں۔ میں نے جی کہہ کر بات ٹال دی کہ مجھے اس سے کیا دلچسپی۔ اسی طرح ایک بار انتخاب میں انہوں نے ایک شیعہ امیدوار کو ووٹ دیا اور میرے سامنے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں اس کی وجہ یہ بتائی کہ اس کے خاندان سے قدیم مراسم ہیں اور میں اسے اہل بھی سمجھتا ہوں ایک بار ان کی اہلیہ محترمہ جو مجھ پر بڑی شفقت فرمایا کرتی تھیں اپنے ایک ہمسائے سے شکایت کرنے لگیں کہ آج صبح عباسی صاحب کو گالیاں دے رہا تھا اور یزید اور یزید کی اولاد تک کہہ گیا اس پر میں نے ازراہ تفنن کہہ مارا کہ یہ تو آپ کے نقطہ نظر کے پیش نظر مدح ہوئی قدح نہیں ہوئی۔ اس پر عباسی صاحب بڑے برہم ہو گئے اور اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے گئے اور ان کی اہلیہ محترمہ کہنے لگیں کہ کیوں چھیڑتے ہو۔ آگے چل کر مولانا حکیم برکاتی صاحب لکھتے ہیں کہ میرا مطلب یہ ہے کہ میرے خیال میں وہ دل سے یزید دوست اور شیعہ دشمن نہیں تھے بلکہ دانستہ یا غیر دانستہ کسی اسلام دشمن تحریک یا طاقت کے آلہ کار تھے اور افتراق بین المسلمین کی مہم میں سرگرم تھے۔ میں نے ان میں شیعیت کے مظاہر تو کئی بار

دیکھے ہیں۔ مثلاً مجالس تک ان کے یہاں برپا ہوتی تھیں اور وہ ذکر کر کے روتے اور رلاتے تھے۔ مگر ان کی پابندی احکام شریعت کا کوئی منظر اور واقعہ میرے علم و ذہن میں نہیں ہے۔ کم از کم میں نے ان کو کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ نہ کسی سے سنا۔ تجارت اور معاشی منفعت بھی اس مہم میں یقیناً ان کے پیش نظر تھی۔ ایک دفعہ نیاز فتح پوری کا ایک خط انہوں نے ایک دوسرے خط کے دھوکے میں مجھے پڑھنے کے لئے دیا میں بھی خط پڑھ چکا تو پتہ چلا کہ یہ وہ مطلوبہ خط نہیں ہے۔ خط انہیں واپس کیا تو وہ بھی چکرا گیا۔ بہر حال اس خط کا خاکہ جو میرے ذہن میں موجود ہے کچھ اس قسم کا تھا کہ خوب کتاب لکھی ہے کچھ ہنگامہ گرم رہے گا۔ لطف رہے گا خوب نکل رہی ہوگی۔ میں نے بھی اس پر تبصرہ لکھا ہے۔ کتابی شکل میں بھی آئے گا۔ اسے وہاں سے نکلوائیں اور اپنی کتاب کے اپنے نسخے تاجرانہ نرخ پر مجھے بھجوائیں کہ تبصرہ پڑھ کر کتاب کی مانگ بھی آئے گی۔

مندرجہ بالا اقتباس سے عباسی صاحب کی حقیقت کا اور دشمنان اسلام کا آلہ کار ہونا صاف ظاہر ہے۔ نیز بکری کی خاطر عجوبہ قسم کی کتابیں لکھنا اور روپیہ کمانا بھی صاف ظاہر ہے۔ حکیم صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اسی طرح ایک صاحب سے جو نہ خدا کے قائل تھے نہ مذہب کے۔ ان سے عباسی صاحب اپنی تحقیق کا ذکر کر کے چاہتے تھے کہ وہ رائے دیں۔ انہوں نے کہا میری رائے میں آپ کے حسین اور آپ کے یزید دونوں گھٹیا تھے۔ عالمی سطح پر ان کی حیثیت نہیں ہے۔ تاریخ کے اکابر میں ان کو محسوب نہیں کیا جاسکتا۔ تخت کے دو معمولی امیدوار لڑ پڑے تھے اور ایک مارا گیا۔ اس پر عباسی صاحب نے تائید اور مسرت کا اظہار ایک تہقہبے سے کیا۔ انگریزی میں چند جملے کہے جن کا مفہوم یہ تھا۔

بالکل یہی رائے میری اور ہر ایجوکیٹڈ آدمی کی ہے مگر اس جینٹل مین کے سامنے بات نہ کیجئے یہ لوگ آرتھوڈکس (قدامت پسند) ہوتے ہیں۔ عباسی صاحب نے مجھے انگریزی سے نابلد سمجھا اور میں بھی نابلد بنا رہا آگے چل کر حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ اس قسم کے حضرات کو صرف معاشی منفعت ہی حاصل ہو کر رہ جاتی ہے پھر اس کے ساتھ کوئی عالی منصب اور شہرت بھی مگر اصل منفعت تو دشمنان اسلام کو حاصل ہوئی ہے یہود کو حاصل ہوئی ہے جنہیں اگر کوئی خطرہ ہے تو اس امت کی بیداری سے ہے۔ اس لئے وہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار اور تاریخی کلامی اور فقہی مسائل پر اختلافات کی آگ کو اپنے دامن دولت سے ہوا دے کر فروزاں کرتے ہیں۔

آگے چل کر حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ

اس قسم کے حضرات کو صرف معاشی منفعت ہی حاصل ہو کر رہ جاتی ہے پھر اس کے ساتھ کوئی عالی منصب اور شہرت بھی۔ مگر اصل منفعت تو دشمنان اسلام کو حاصل ہوئی ہے یہود کو حاصل ہوئی ہے جنہیں اگر کوئی خطرہ ہے تو اس امت کی بیداری سے ہے اس لئے وہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار اور تاریخی کلامی و فقہی مسائل پر اختلافات کی آگ کو اپنے دامن دولت سے ہوا دے کر فروزاں کرتے ہیں۔

آگے چل کر حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ عباسی صاحب سے آخری ملاقات یوں ہوئی کہ میرے فاضل دوست جناب اقتدا ہاشمی صاحب اور میں عباسی صاحب کے یہاں گئے۔

ہاشمی صاحب تاریخ اسلام پر بڑا عبور رکھتے تھے۔ عباسی صاحب اور



ہاشمی ایسی موضوع (حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید) پر گفتگو کرنے لگے۔ میں ایک کتاب ہاتھ میں لے کر وقت گزارنے لگا۔ مطالعہ سے میری توجہ بلند ہوتی ہوئی آواز سے ہٹائی۔ آواز یہ تھی یعنی عباسی یہ کہہ رہا تھا ایڈیٹ (احمق) ہاں ایڈیٹ علی ایڈیٹ کیس علی واز ایڈیٹ (Ali was idiot) اور ہاشمی صاحب جو پاؤں اٹھائے تخت پر بیٹھے تھے۔ پاؤں لٹکا کر جوتا پہنتے ہوئے مجھ سے کہنے لگے۔ حکیم صاحب آپ ٹھہریں گے میں تو چلا اب برداشت کی بات نہیں رہی۔ میں نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا فوراً چلے اب یہاں کبھی نہیں آنا تو بہ تو بہ۔ عباسی صاحب چیختے رہے اور ہم وہاں سے نکل آئے اور پھر وہاں نہیں گئے۔ یہاں تک کہ عباسی صاحب اس دربار میں پہنچ گئے جس کے سامنے ان کا باطن ظاہر ہوگا۔

(ماہنامہ انوار مدینہ بابت مارچ ۱۹۸۶ء۔ دسمبر ۱۹۸۰ء)

(عظمت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم از مولانا الحاج کیتان واحد بخش ص ۹۲ تا ۹۳ طبع الفیصل

ناشران و تاجران کتب اردو بازار لاہور)

(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۳۱۹ تا ۳۲۵۔ از قاضی مبارک پوری نفیس شاہ دیوبندی وہابی

طبع سید احمد شہید لاہور)

اس تعارف میں چند اہم باتیں یہ ہیں (۱) عباسی صاحب جاہل عربی فارسی سے نابلد تھے۔ اپنے دوستوں سے عربی فارسی کتابوں کے اقتباسات کے ترجمے حاصل کرتے تھے اس کے دوستوں کا نمونہ اس اقتباس میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ کس قسم کے لوگ تھے۔ وہ تو اپنی مرضی مزاج اور مذہب و عقائد کے مطابق اقتباسات نکالتے تھے۔

(۲) یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ نہ دل سے یزید کے دوست اور نہ دل سے



اہل بیت کے دشمن تھے بلکہ شیعہ لوگوں کے ساتھ میل جول بھی تھا اور واقعات کربلا پڑھ کر خود بھی روتے تھے اور دوسروں کو بھی رلاتے تھے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہودیوں کے آلہ کار تو تھے لیکن دل سے نہیں بلکہ روزی کی خاطر یہ کام کر رہے تھے

(۳) تیسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ وہ نہ عالم تھے نہ مؤرخ نہ مفکر نہ اسلام سے محبت نہ اکابر اسلام سے عقیدت مندی بلکہ مزاج میں ساقیت اور تلون بھرا تھا۔ کبھی کوئی خیال غالب آجاتا تھا کبھی کوئی جیسا اس کی کتاب پڑھنے والوں پر مخفی نہیں یہ بھی واضح ہے کہ انہوں نے پیٹ کی خاطر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے تاریخ اسلام کی ایسی گت بنائی اور علماء اور مورخین کی کتابوں میں کس قدر کانٹ چھانٹ۔ مکر و فریب اور بددیانتی سے کام لیا

(عظمت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ص ۹۲۔ از کپتان واحد بخش سیال)

### بے نماز کون :-

یزید کا یہ طرفدار عباسی بے نماز دین سے دور پیٹ پرست اور اہل دین کا دشمن تھا اور یہی حال بندیا لوی اینڈ کمپنی کا ہے کیونکہ ان کو یہ روحانی فیض یزید کی طرف سے پہنچ رہا ہے جیسا وہ بد بخت تھا ویسے ہی آج اس کے طرفداروں کا حال ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار



## بارہواں باب

کیا یزید قاتلِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے

شیخ بندلوی لکھتے ہیں:-

اب تو آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ قتلِ حسین کے جرم میں خیموں کو آگ لگانے کے کردار میں - خیمے لوٹ کر ظلم ڈھانے میں - معصوم بچوں کو ذبح کرنے کے جرم میں نہ یزید ملوث ہے نہ ابن سعد - اس میں نہ شمر کا ہاتھ ہے نہ ابن زیاد کا نہ کسی شامی کا نہ حجازی کا نہ مصری کا بلکہ قتلِ حسین کی تمام تر ذمہ داری کوفیوں پر ہے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۹۵ طبع سرگودھا)

نیز لکھتے ہیں:-

آئیے کتبِ شیعہ و اہل سنت سے ان سوالوں کا جواب پوچھتے ہیں کیا شیعہ اور اہل سنت کے علماء اور مجتہد اور ان کی معتبر ترین کتب یزید کو اس واقعہ کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں یا نہیں۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۸۵)

ایک شخص نے یزید کے دربار میں آکر اطلاع دی کہ ہم نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے ساتھیوں کو گھیر کر قتل کر دیا ہے اور اب ان کی لاشیں برہنہ

پڑی ہیں ان کے کپڑے خون آلود ہیں یہ سن کر یزید آبدیدہ ہو گیا اور کہنے لگا میں تم سے اس وقت خوش ہوتا جب تم نے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل نہ کیا ہوتا خدا لعنت کرے پسر سمیہ پر۔ سنو خدا کی قسم اگر حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا معاملہ میرے ہاتھ پڑتا تو میں ان کو معاف کر دیتا۔ خدا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحمت فرمائے۔

(تاریخ طبری ص ۲۸۸ ج ۴)

ایک اور روایت پڑھیے جب اہل بیت کا قافلہ مدینہ روانہ ہونے لگا تو یزید نے زین العابدین (رحمۃ اللہ علیہ) سے کہا خدا پسر مر جانہ پر لعنت کرے اللہ کی قسم اگر حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے پاس آتے تو وہ جو چاہتے ہیں وہی کرتا۔ ان کو قتل ہونے سے جس طرح بن پڑتا بچا لینا چاہے مجھے اولاد کی قربانی دینی پڑتی لیکن خدا کو یہی منظور تھا جو تم نے دیکھا۔ اے زین العابدین جس چیز کی تم کو ضرورت ہو مجھے اطلاع کرنا پھر یزید نے خاندان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام لوگوں کو کپڑے دیے۔ طبری کی اس روایت کو ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ص ۱۰۸۸ جلد ۸ میں ذکر فرمایا ہے اور یہ الفاظ بھی زیادہ کئے ہیں جب حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا خدا کی قسم اگر میں آپ کے ساتھ ہوتا تو میں آپ کو قتل نہ کرتا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۹۶ تا ۱۹۸ طبع سرگودھا)

## شہید کرنے والے کون تھے

حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھی کسی موقع پر یزید کو فاسق و

فاجر۔ اسلام کا دشمن دین کا باغی نہیں کہا اور نہ ہی وہ یزید کی متفقہ قائم شدہ خلافت کا تحت الٹ دینا چاہتے تھے بلکہ وہ تو شیعیان کوفہ کے فریب میں آگئے تھے اور دوران سفر جب ان پر شیعیان کوفہ کا مکرو فریب..... عیاری اور جھوٹ ظاہر ہوا تو وہ یزید کی بیعت پر رضا مند ہو کر عازم دمشق ہو گئے تھے لیکن شیعیان کوفہ نے محسوس کیا کہ اس طرح تو مکرو فریب سے بنا ہوا ہمارا جال تار تار ہو جائے گا اور مسلمانوں کا اتحاد ہماری موت کا سبب بن جائے گا۔ تو انہوں نے ایک گھناؤنی سازش کے مطابق یکبارگی حملہ کر کے قافلہ حسینی کو تہ تیغ کر دیا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۴ طبع سرگودھا)

قارئین پڑھا آپ نے بندیا لوی نے کس طرح بے دھڑک گستاخانہ کلمات اہلبیت کے متعلق لکھے نام شیعیان کوفہ کا استعمال کیا میں کہتا ہوں وہ یزید کی فوج تھی کوفہ والوں نے تو ساتھ دینے کا عزم کیا تھا لیکن بیچ میں یزید اور اس کے بدمعاش گورنر آکر ان کو ساتھ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ کوفہ کے کسی شخص نے ان کو فیوں کو مجبور نہیں کیا تھا بلکہ عبید اللہ بن زیاد نے کوفہ والوں کو ڈرایا دھمکایا اور کہا جو ساتھ دے گا اس کو میں قتل کر دوں گا اس کا مال چھین لوں گا حتیٰ کہ اولاد بھی قتل کروں گا اس پر میں پہلے لکھ چکا ہوں مجبور کس طرح کیا گیا پورے دلائل با حوالہ گزشتہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں اور یہ بھی ایسی صورت میں شریعت کا حکم ہے یعنی کوفہ والوں نے مجبوری کی حالت میں ساتھ چھوڑ دیا تھا انہوں نے یہ کام شریعت کی رو سے صحیح کیا تھا یا کہ کتنا غلط کیا با حوالہ گزچکا۔ اب یہ لکھتا ہوں یزید کے بارے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا اور شہید کرنے والے کون تھے۔



ابن کثیر لکھتے ہیں شہادت حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما:۔

پھر یزید نے ابن زیاد کو لکھا جب تو کوفہ آئے تو حضرت مسلم بن عقیل کو طلب کرنا اور اگر تو ان پر قابو پائے تو انہیں قتل کر دینا یا انہی جلاوطن کر دینا اور اس نے عہد کے ساتھ مسلم بن عمرو باہلی کے ہاتھ خط بھیجا اور ابن زیاد بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور کوفہ میں سیاہ عمامے کا ٹھاٹھ باندھ کر داخل ہوا۔ اور لوگوں کے اشراف کی جس جماعت کے پاس سے گزرتا انہیں سلام کہتا اور وہ سلام کے جواب کے ساتھ خوش آمدید اے پسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہتے وہ خیال کرتے کہ یہ حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں اور وہ آپ کی آمد کے منتظر تھے۔

(البدایہ والنہایہ ۸ ص ۲۸۳ مترجم طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۶ مترجم طبع نفیس اکیڈمی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۱۹۱ طبع ملتان)

شیعوں کا بانی عبید اللہ بن زیاد تھا:۔

اس عبارت پر غور کرنے سے معلوم ہوا عبید اللہ بن زیاد بھی شیعہ تھا کیونکہ اس نے منافقت کرتے ہوئے آیا مزید برآں تقیہ بھی کیا سب کچھ کر کے وہ بد بخت کوفہ میں داخل ہوا بندیا لوی کہتے ہیں کوفہ والے سب کے سب شیعہ تھے پھر اس لحاظ سے ان شیعوں کا امام عبید اللہ بن زیاد تھا اس بات کا میں جواب لکھ چکا ہوں کوفہ والے کون تھے اور کوفہ کس نے آباد کیا تھا گذشتہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں لیکن بندیا لوی اس کے باوجود اپنی بات پر بضد رہیں تو میں کہوں گا

عبید اللہ بن زیاد نے شیعوں والا لباس پہنا اور لوگ خوش آمدید کہتے یہ منافق تقیہ کر کے شیعوں کے مسلک کے مطابق چپ رہا۔

مزید غور کریں جو عبید اللہ کے حمایتی بنے جن کو اس نے رشوتیں دے کر ڈرا دھمکا کر اپنے ساتھ ملا لیا تھا وہ بھی حقیقت میں تو یزیدی تھے اور عرف میں شیعہ تھے کیونکہ ان کا بانی شیعہ تقیہ باز تھا بندیا لوی پر افسوس کہ کہتا ہے کہ کوفہ والوں نے شہید کیا حقائق یہ کہتے ہیں یزید کے حکم سے سب کچھ ہوا اور یزیدی فوج نے سب کچھ کیا

نیز ابن کثیر لکھتے ہیں:-

عبید اللہ بن زیاد نے خطبہ دیا لوگو جو یزید کی نافرمانی کرے گا مجھے اس پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے (یزید نے) اور اس نے نمبرداروں کو حکم دیا کہ وہ ان کے ہاں جو جھوٹے شکی اور اختلاف و شقاق پیدا کرنے والے ہیں ان کے نام لکھیں اور جس نمبردار نے ہمیں اس کی اطلاع نہ دی اسے صلیب دیا جائے گا یا جلاوطن کر دیا جائے گا اور دفتر سے اس کی نمبرداری ساقط کر دی جائے گی۔ (حسب ضرورت)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۵ طبع کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۸۸ طبع لاہور)

واضح ہوا کہ یزید کے نمکخواروں نے یزید کے حکم سے سب کچھ کیا اور کروایا شیعیان کوفہ کو بدنام کرنا بندیا لوی کی بہت بڑی غلطی ہے اور یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ اس نے ان لوگوں کو مجبور کر دیا تھا یا تو موت قبول کرو یا شہر بدر ہونا

پسند کرو یا پھر امام کا ساتھ چھوڑ دو بس انہوں نے بھی بزدلی دکھائی امام کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن اصل گناہ گار اور مجرم ذمہ دار یزید ہے جس نے سختی کا حکم دیا دوسرے نمبر پر اس کے چیلے چائے ہیں تیسرے نمبر پر کوفہ والے مجرم بنے ہیں۔ جب کہ بندیالوی کی خرافات بالکل حقائق کے خلاف ہیں جو لکھتا پھرتا ہے یزید بری ہے کوفہ والے مجرم

قل ہا تو ابرہانکم ان کنتم صدقین

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یزید شرابی:-

اب ہم بندیالوی کے اس اعتراض کا جائزہ لیتے ہیں کہ امام نے یزید کو فاسق و فاجر نہیں کہا پڑھیں جواب

اگر ہم ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں آخر کون سی وجہ تھی جس کے پیش نظر امام نے اتنا بڑا قدم اٹھایا حتیٰ اپنی جان دے دی کنبہ والوں کو قربان اپنے ہاتھوں سے کر دیا امام کے سامنے یزید کے خلاف اٹھنے کی بہت سی وجوہات تھیں جن کو حقیقت پسند دیوبندیوں نے بھی لکھا ہے لیکن ہم سب سے پہلے کامل اور اکمل مسورخ پیش کرتے ہیں۔

اہم وجہ۔ امام ابن اثیر لکھتے ہیں:-

حضرت عمر بن سبیہ فرماتے ہیں کہ یزید نے اپنے والد کی زندگی میں ایک حج کیا جب وہ مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے شراب کی مجلس قائم کی اتفاق سے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین تشریف لائے اور ملاقات کی اجازت چاہی تو ابن عباس کو روک دیا گیا اور امام حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی گئی جب آپ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ یہ خوشبو کیسی ہے یزید نے کہا یہ ایک خوشبو ہے جو شام میں بنتی ہے ثم دعا بقدرح فشر به ثم دعا باخسر فقال اسق ابا عبد الله فقال له الحسين عليك شرابك ايها المرء لا عين عليك مني فقال يزید..... پھر اس نے شراب کا ایک پیالہ منگوایا اور پیا۔ پھر دوسرا منگو کر کہا لو ابو عبد اللہ پیو۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو اپنے پاس ہی رکھ میں دیکھتا بھی نہیں۔ پھر یزید نے یہ اشعار پڑھے۔

اے دوست سخت تعجب ہے کہ میں تجھ عیش کی دعوت دیتا ہوں۔ اور تو قبول نہیں کرتا۔ نو جوان لڑکیاں۔ شہوات طرب اور مرصع خم جن پر عرب کے سردار جمع ہوتے ہیں۔ ان نازنین عورتوں میں وہ بھی ہے جس کی تمہارے دل میں محبت ہے پھر بھی تم رجوع نہیں کرتے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے ابن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ تمہارے دل پر اس کا قبضہ ہے۔

(تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۱۲ طبع دار صادر بیروت لبنان)

کیوں جناب بندیالوی صاحب اگر آپ نے جلیل القدر محدث اور مؤرخ کا کلام نہیں پڑھا تو پڑھ لیں تاکہ تجھے معلوم ہو کہ یزید کس برے کردار کا مالک تھا اور امام پاک نے اسے دیکھا تو اپنے قردار سے اس کو سمجھایا اور زبان مبارک سے بھی فرمادیا کہ تو اسے اپنے پاس ہی رکھ تو ہی عیش پرست ہے میں دیکھتا بھی نہیں مزید یہ کہ تیرے دل میں عورتوں کی محبت ہے اور تو ہی عیش پرست ہے میں نہیں ہوں یہ اس وقت کی بات ہے جب یزید شہزادہ تھا بندیالوی کے



نزدیک لیکن جب وہ خود بادشاہ بنا تو پہلے سے زیادہ رگڑ گیا جیسا کہ میں قاری طیب کے قلم سے لکھ چکا ہوں۔ اب بھی کوئی کسر باقی ہے یزید کے فاسق و فاجر ہونے میں حالانکہ جو بھی حج کرنے کی تیاری کرتا ہے تمام لوگوں سے معافی مانگتا ہے اپنے گناہوں سے توبہ تائب ہوتا ہے۔ پھر جاتا ہے پھر وہاں جا کر رُز و کر معافیاں مانگتا ہے بندیا لوی کا پیشوا اتنا بڑا تھا کہ حج پر جا کر بھی توبہ نہ کی بلکہ مدینہ شریف میں جا کر شراب کی مجلس قائم کی اور مدینہ کی حرمت کو پامال کیا۔

یزید نے کوشش کیا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاک کردار کو غدار کرنے کی لیکن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیکرِ صدق و صفا تھے اور حدودِ شرعیہ کی حفاظت کرنے والے تھے نہضِ قرآن شیطان کا داؤ اللہ کے نیک بندوں پر نہیں چلتا کا مصداق ٹھہرے اور یہی ان کے لئے مناسب تھا اسی لیے آپ نے اس کی دعوت کو قبول نہ کیا۔

لیکن یہ کام بھی بہت مشکل تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت اس کے خلاف احتجاج کرتے بلکہ آپ قوت حاصل کر کے ظالم جابر فاسق و فاجر کا مقابلہ کرنا چاہتے تھے اور کردار چونکہ آپ کو معلوم تھا اس لئے آپ کا خاموش رہنا بھی آپ کے لئے روادار نہ تھا۔ کیونکہ احادیث کو آپ خوب جانتے تھے کہ میرے نانا جانِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم برائی دیکھو تو اس کو اپنے ہاتھ سے ختم کرو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے روکو یہ بھی نہ ہو سکے تو دل میں برا جانو یہ ایمان کا کمزور حصہ ہے۔

(ترمذی شریف کتاب الفتن ص ۳۵۔ سنن نائی کتاب الایمان باب تفصل اہل الایمان ص ۱۱۱)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزور ایمان پر عمل نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ آپ

نے افضل جہاد پر عمل کر دکھایا۔

اب میں مزید چند حادیث لکھتا ہوں

حدیث نمبر ۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی آدمی کو کسی جماعت کا امیر بنایا حالانکہ اس جماعت میں اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ تھا تو بنانے والے نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور جماعت مسلمین سے خیانت کی۔ امام حاکم نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے لیکن امام بخاری و مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا

(المستدرک حاکم ج ۲ ص ۹۳-۹۲ طبع مکتبہ مکرّمہ)

حدیث نمبر ۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر ہم پر ایسے امیر مسلط ہوں جو آپ کی سنت پر عمل نہ کریں اور آپ کے احکام پر نہ چلیں تو آپ ان کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اس کی کوئی اطاعت نہیں۔ حافظ ابی شمی کہتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمد اور امام ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے اس کی سند میں عمرو بن زینب ہے جس کو میں نہیں جانتا اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۲۵ طبع دار الکتب العربیہ بیروت)

(کنز العمال ج ۶ ص ۶۷ طبع بیروت لبنان)

حدیث نمبر ۴: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرے بعد عنقریب ایسے حاکم ہوں گے جو تم کو نیک کاموں کا حکم دیں گے اور خود برے کام کریں گے وہ لوگ تمہارے امام نہیں ہیں۔ حافظ ابیہشی فرماتے ہیں اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں آشی بن عبد الرحمن ہے جس کو میں نہیں جانتا اور اس حدیث کے باقی راوی ثقہ ہیں

(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۲۷ طبع بیروت)

(کنز العمال ج ۶ ص ۶۸.....)

حدیث نمبر ۵: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ یا ظالم امیر کے سامنے بات کہنا ہے

(ابوداؤد کتاب الملاحم باب الامر والنہی)

(سنن نسائی کتاب البیعة باب فضل من تکلم بالحق)

یہ وجوہات تھیں جن کی وجہ سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کے خلاف اٹھے اور آپ نے یزید کو بر ملا فاسق و فاجر فرمایا اور مزید اشاروں کنائیوں سے بھی لوگوں کو بتایا

اور بندیا لوی کا یہ کہنا کہ یزید کی متفقہ حکومت قائم شدہ خلافت یہ ساری باتیں حقائق کے خلاف ہیں ان کا میں الحمد للہ رد بلع قرآن و حدیث علماء و محدثین کے قلم سے لکھ چکا ہوں رہی یہ بات کہ صحابہ کرام نے منع کیا ساتھ نہ دیا۔ ان پر بھی کوئی الزام نہیں کیوں وہ مجتہد تھے اور انہوں نے رخصت پر عمل کیا۔ اور کہنا کہ وہ شیعان کوفہ کے فریب میں آ گئے تھے یہ بھی حقائق کے خلاف ہے وہاں لڑنے اور لڑانے والے یزید کے چیلے چائٹے اور اس کی فوج تھی۔ میں پوچھتا ہوں اگر

شیعان کوفہ نے مارنا ہوتا یا لڑنا ہوتا تو عبید اللہ بن زیاد سے پہلے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں تھے ان کے خلاف کوئی کاروائی کرتے اہل کوفہ کا متفق ہو کر ان کی بیعت کرنا اور ان کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھانا اس بات کی دلیل ہے کہ اہل کوفہ کو بدنام کرنا سراسر ظلم اور حقائق کے خلاف ہے اور اہل کوفہ پر جھوٹا الزام ہے۔

یزید کی وکالت کرنے والوں سے میں پوچھتا ہوں عبید اللہ بن زیاد سے پہلے گورنر کو یزید نے کیوں تبدیل کیا اس کی کیا وجہ تھی۔ حقائق یہ کہتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر اہلبیت کے ساتھ نرمی کا سلوک کرتے تھے اس لیے یزید نے ایک بے غیرت اور بد معاش گورنر بھیجا تا کہ ان پر خوب ظلم ڈھائے اور میری وکالت کرے پڑھیے حقائق

حضرت نعمان بن بشیر کا نرم رویہ ابن کثیر لکھتے ہیں:-

ان باتوں کی خبر پھیل گئی حتیٰ کہ امیر کوفہ نعمان بن بشیر کو یہ خبر پہنچ گئی آپ کو ایک شخص نے دی۔ اور آپ اس سے پہلو تہی کرنے لگے اسے اہمیت نہ دی لیکن لوگوں سے خطاب کر کے انہیں اختلاف اور فتنہ سے روکا اور انہیں مل جل کر رہنے اور سنت پر چلنے کا حکم دیا اور فرمایا جو شخص مجھ سے جنگ نہیں کرتا میں اس سے جنگ نہیں کروں گا اور جو مجھ پر حملہ نہیں کرتا میں اس پر حملہ نہیں کروں گا اور نہ تہمت کی بنا پر تم کو پکڑوں گا لیکن اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر تم نے اپنے امام کو چھوڑا اور اس کی بیعت کو توڑا تو جب تک میری تلوار کا دستہ میرے ہاتھ میں ہے۔ میں تم سے جنگ کروں گا سوا ایک شخص جسے عبداللہ بن مسلم بن



شعبہ حضری کہا جاتا تھا آپ کے پاس جا کر کہنے لگا بلاشبہ یہ معاملہ دلیری سے ہیں اصلاح پذیر ہوگا اور اے امیر آپ نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ کمزوروں کا راستہ ہے۔ نعمان نے اسے کہا مجھے اطاعت الہی میں کمزور ہونا۔ معصیت الہی میں قوی ہونے سے زیادہ محبوب ہے۔

(الابیہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۸۲ طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۷۲ طبع.....)

ابھی بندیا لوی صاحب پر حقائق نہ کھلے ہوں تو چلے میں ان کے ہم مسلک اور منصف مزاج دیوبندی کے لکھے ہوئے حقائق پیش کرتا ہوں تاکہ ان کو اپنے گھر کی باتیں پڑھ کر کچھ شرم آ ہی جائے گی۔

حافظ ظفر اللہ شفیق دیوبندی لکھتے ہیں حضرت نعمان بن بشیر کی حق گوئی اور شہادت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ:-

یزید کے ہوا خواہوں میں سے ایک شخص (عبید اللہ بن مسلم بن شعبہ الحضرمی تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۴۹) نعمان بن بشیر کے پاس گیا اور کہا، یا تو تو سچ مچ کمزور ہے یا بن رہا ہے۔ ملک میں فساد پھیلا ہوا ہے۔ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا اس قوت سے جس میں خدا سے سرکشی ہو مجھے وہ کمزوری عزیز تر ہے جو مجھے خدا کے حلقہ اطاعت سے باہر نہیں کرتی اور میں ایسا نہیں کہ جس کا اللہ نے پردہ رکھا ہے میں اس کا راز افشا کروں۔ اس شخص نے نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات یزید کو لکھ بھیجی یزید نے اپنے آزاد کردہ (مسیحی) غلام سرجون کو بلایا۔ جس سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ اسے حالات سے آگاہ کیا سرجون

نے کہا اگر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہوتے تو کیا آپ ان کا مشورہ قبول کرتے یزید نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تو میرا مشورہ قبول کیجئے کہ کوفہ کا والی بھی ابن زیاد کو بنا دیجئے کوفہ کے لئے ابن زیاد ہی موزوں ہے۔ یزید اندنوں ابن زیاد سے خفا تھا اور بصرہ کی گورنر سے بھی اسے معزول کرنے کا قصد کر رہا تھا۔

(لیکن اس مسیحی مشورے کے بعد) یزید نے ابن زیاد کو خط لکھا جس میں اس سے خوشنودی کا اظہار کیا اور اسے لکھا کہ ہم بصرہ کے ساتھ کوفہ کا بھی تجھے والی بناتے ہیں مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تلاش کرو۔ اگر وہ مل جائے تو اسے قتل کر دو۔

(امام حسین اور واقعہ کربلا ص ۳۶ و ۳۷ طبع ادارہ صراط مستقیم مسلم کالونی شالامار لنک روڈ باغبان پورہ لاہور)

(باراول)۔ تجلیات صفحہ ۱۵۶ از صفدر اکاڑوی دیوبندی طبع ملتان)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۵۷ طبع کراچی)

کیوں جناب بندیا لوی صاحب کس طرح آپ کے ہم مسلک نے حقائق سے پردہ اٹھا کر تمہارا مکمل پول کھول کر تمہاری تحقیق پر پانی بہا دیا

جناب ظفر اللہ شفیق صاحب کے اس بیان سے چند اہم نکات یہ ہیں کہ یزید نے حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف اہلبیت کے ساتھ نرمی کرنے کی سزا یہ دی کہ معزول کر دیا جب کہ ان کا کوئی اور قصور نہ تھا۔ (۲) یزید نے اپنے ہمنواؤں میں بد معاشوں کے ساتھ ساتھ عیسائی مشیر بھی رکھے ہوئے تھے جن کے اشاروں پر یزید چلتا تھا تو کافر کب چاہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عزت ہو یا ان کے خاندان کی عزت ہو بلکہ وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ ہمارا راج ہو یزید بھی یہی چاہتا تھا

(۳) یزید نے لکھا امام مسلم کو پکڑا کر قتل کر دیا لیکن بندیا لوی لکھتے ہیں یزید قاتل نہیں ابن زیاد بھی نہیں کوفہ والے قاتل ہیں ابن زیاد مانتا ہے مجھے یزید نے قتل کا حکم دیا

میں کہتا ہوں بندیا لوی ہوش کے ناخن لو ایک دن تم نے بھی مرنا ہے آخرت میں یزید نے شفاعت نہیں کرنی اہلیت نے کرنی ہے اور ان کے نانا جان نے کرنی ہے ان سے محبت پختہ کرو یہی کام آئے گی ورنہ قیامت میں تمہارا شفیع یزید ابن زیاد ہوگا جو تجھے گھسیٹ کر جہنم میں لے جائیں گے لہذا تمہیں یہی مبارک ہو ہمیں اہلیت اور ان کے نانا کی شفاعت مبارک ہو۔

امام ابن سعد لکھتے ہیں ابن زیاد نے شہید کیا:-

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ وہی تھے جن کو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ بھیجا کہ وہ لوگوں سے ان کی بیعت لیں۔ وہ ہانی بن عروہ المرادی کے پاس اترے عبید اللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گرفتار کر لیا اور دونوں کو قتل کر کے دار پر لٹکا دیا۔

(طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۱۹۸ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

شہید کرنے والے شیعان کوفہ نہیں یزید اور اس کے نمکخوار فوجی تھے

قاسم نانوتوی وقاری طیب دیوبندی لکھتے ہیں:-

اس صورت میں امام ہمام علیہ السلام کی شہادت میں کیا تردد ہو سکتا ہے نہ یزید ان کے حق میں خلیفہ تھا نہ ان کا خروج اس کے خلاف ممنوع تھا اور اگر وہ خلیفہ بھی تھا تو پھر بھی خروج ممنوع نہ تھا۔ خروج بھی ممنوع تھا تو عزل ممنوع نہ



تھا۔ حاصل یہ کہ وجوہ ممانعتِ خروج تو موجود نہ تھیں اور موجباتِ جہاد موجود تھیں۔ حسن نیت امام میں کلام نہیں پھرا اگر وہ بھی شہید نہ تھے تو اور کون شہید ہوگا۔ ہم اسے بھی چھوڑتے ہیں۔ اگر موجباتِ جہاد بھی موجود نہ تھے تو حضرت امام بھی تو جہاد سے رک کر یہ چاہتے تھے کہ ان کا راستہ نہ روکا جائے وہ یہاں سے کہیں بھی نکل جاویں انہیں نکل جانے دیا جاتا مگر یزید پلید کے فوجیوں نے انہیں نہ چھوڑا سارے راستے روک دیئے اور گھیرے میں لے کر قتل کر دیا تو نبص حدیث نبوی جو اپنی آبرو اور مال بچاتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے تو اس شہادت میں حرف زنی کی گنجائش ہی کیا ہے۔

(قاسم العلوم ج ۴ مکتوب نم ۱۴-۱۵)

بہر حال حدیث عبادہ میں کفر بواح کے معنی معصیت کے ہوں یا اصطلاحی کفر کے دونوں صورتوں میں حضرت امام ہمام کے اس خلاف یزید قدم اٹھانے پر کوئی شرعی اعتراض وارد نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ اقدام کسی بھی صورت میں اس حدیث کے خلاف ہے جب کہ یزید کا فسق نمایاں تھا اور اس کی وجہ سے وہ مستحق عزل ہو چکا تھا۔ ہاں اگر یزید خلیفہ راشد یا کم از کم امیر عادل ہوتا تو اس صورت میں حضرت امام کی اس فعل کو ناجائز یا بغاوت کہنے کی گنجائش تھی۔ لیکن جب کہ وہ عادل نہ تھا بلکہ موافق و مخالف سب کے اتفاق سے فاسق تھا تو امام حسین کا اس کے خلاف کھڑے ہونا۔ نہ صرف یہ کہ جائز اور حق بجانب تھا جسے بغاوت کہنا خود بغاوت حق ہے بلکہ حضرت امام کا یہ اقدام یزید کے فسق اور اس قتل میں اس کے ناحق بجانب ہونے کے لئے اور زیادہ مؤکد اور حضرت امام کی شہادت کے لئے مثبت تھا۔

(شہید کربلا اور یزید ص ۱۱۱-۱۱۲ طبع ادارہ اسلامیات لاہور)



میں بند یا لوی اینڈ کمپنی سے پوچھتا ہوں جناب والا آپ نے کبھی اپنے ان روحانی پیشواؤں سے پوچھا ہوتا تو تم اتنا شور نہ مچاتے یا ان کی کتابیں ہی تم نے پڑھی ہوتیں تعجب تو یہ ہے کہ جن کے مدرسہ کی مہر لگوار کھی ہے اور جن کا نام لے کر جیتے ہو تم نے ان کی محنتوں پر پانی بہا یہ اپنے پیشواؤں کو جھٹلایا میں کہتا ہوں کیا یہ تمہارے بڑے گمراہ تھے یا دین دشمن تھے یا ان کو صحیح راستہ نہ ملا اب تمہیں ملا وہ جو قرآن و حدیث کے قوانین لکھ گئے۔

اور بڑے زور و شور کے ساتھ دعویٰ کیا کہ یزید کے فوجیوں نے تمام راستے امام کے بند کر دیے کہیں جانے نہ دیا گھیرے میں لے کر شہید کر دیا لیکن تم کہتے ہو کہ کوفہ والوں نے سب راستے بند کر کے قتل کر دیا یہ اولیٰ منطق تم نے کہاں سے لی اگر تمہارے اندر ہمت ہے تو لگاؤ فتویٰ کہ ہمارے بڑے غیر المغضوب تھے اور ہم ہیں صراط الذین انعمت والے لیکن میں تو کہتا ہوں تمہارے بڑوں نے قرآن و حدیث کے مطابق صحیح لکھا تھا دین اسلام کا دفاع کیا تھا یزید بد بخت کو فاسق و فاجر ثابت کیا تھا۔ اگر تم بھی مومن ہو تو مان لو اپنی ضد چھوڑ دو اور یزید کا ساتھ بھی چھوڑ دو۔ تم کہتے ہو یزید کی متفق قائم شدہ خلافت تھی لیکن تمہارے دادے اور نانکے کہتے ہیں یزید خلیفہ ارشد نہ تھا مزید برآں امیر عادل بھی نہ تھا اور اس پر اتفاق نہ تھا بلکہ فاسق و فاجر تھا۔ قل ہا تو ابرہانکم ان کنتم صدقین گل گئے گلشن گئے جنگلی دھتورے رہ گئے عقلاں والے چل بسے اور کچھ بے شعورے رہ گئے اپنا شیوہ ہے اندھیروں میں اجالا کرنا ان کی خواہش ہے دنیا میں یوں ہی رات رہے

یزیدی فوج اسی ۸۰ ہزار عبید اللہ بن زیاد نے بھیجی

مولوی ادریس سلفی غیر مقلد وہابی نائب مفتی لکھتے ہیں:-

عبید اللہ بن زیاد نے قتل امام مسلم (بن عقیل) اور بغاوتِ اہل کوفہ سے فارغ ہو کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مبارزت کے لئے عمرو بن سعد بن ابی وقاص کی ماتحتی میں اسی ۸۰ ہزار کا لشکر روانہ کیا (ان میں کوفہ کا کوئی آدمی نہ تھا) ادھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑھتے بڑھتے سرزمین کربلا میں خیمہ زن ہوئے اس وقت آپ کے ساتھ پنجستاہ سوار اور ایک سو پیادہ تھے

(فتاویٰ ستاریہ ج ۱ ص ۲۳۰ طبع اشاعت الکتاب و سنہ محمدی مسجد برنس روڈ کراچی نمبر ۱)

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں چار ۴ ہزار فوج آگئی یزیدی کی:-

اگلے دن کوفہ میں چار ہزار فوج بسر افسری عمرو بن سعد بن ابی وقاص آ پہنچی۔ ابن زیاد نے عمرو کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے دیلم کی سرکوبی کی دہشت کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تھا اور رے کی گورنری کی سند عطا کی تھی۔ روانہ ہونے ہی کو تھا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ پیش آ گیا۔ ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو بلا کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔ عمرو بن سعد نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے کہا اگر تم حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے پر نہیں جاتے ہو تو رے کی سند گورنری واپس کر دو عمرو بن سعد غور و خوص کرنے کے بعد امام کے مقابلے پر فوج لے کر چلا گیا۔ حسب ضرورت

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۴ طبع کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۸۸ طبع لاہور۔ شہادت حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۱۴ طبع ملتان)

نیز لکھتے ہیں شہادت کی ذمہ داری یزید پر ہے:-

یہ بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ جیسے صحابہ کرام رضی رضوا اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اجتہاد سے امام حسین علیہ السلام کا ساتھ نہیں دیا۔ اسی طرح آپ کی شہادت بھی اجتہاد ہی سے واقع ہوئی۔ حاشا وکلا یہ بات نہیں ہے۔ آپ کی شہادت کی ذمہ داری محض یزید پر اور اس کے ساتھیوں پر ہے۔

(مقدمہ ابن خلدون ج ۲ ص ۲۹ طبع کراچی)

(حادثہ کربلا کا پس منظر از دیوبندی ص ۶۰۶ طبع لاہور)

امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی لکھتے ہیں پانچ ہزار یزیدی فوج آگئی:-

محرم میں آپ مقام شراف پر اترے یہاں یزیدی فوج کا ہراول دستہ جو ایک ہزار آدمی تھے۔ کچھ آگے لکھا یہاں سے چل کر آپ کربلا کے متصل العقر میں پہنچے راستے میں کوفہ سے آنے والے چار آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔ جس سے واضح ہے کہ یہ راستہ کوفہ کا تھا شام کا نہ تھا یہیں عمرو بن سعد مزید چار ہزار فوج لے کر پہنچ گیا اور پھر پانچ ہزار فوج نے امام کا گھیراؤ کر لیا..... امام آخری وقت تک اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔

(تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۶۱-۵۶۲ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

(طبری ج ۳ ص ۲۷۹-۲۸۳)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۲۸-۳۲۹ از دیوبندی)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یزید کے لشکر نے شہید کیا:-

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ حدود کوفہ میں یزید کے لشکر سے

ہوا۔ اور انہوں نے (یعنی لشکر یزید نے) آپ کو کربلا میں شہید کر دیا

(طب جسمانی و روحانی۔ از امام غزالی ص ۷۱ باب خلافت فصل سوئم طبع دار الاشاعت کراچی)

جید مَورخ معتبر ابن خلدون سے ہم نے ثابت کیا مزید برآں علمائے دیوبند کے قلم سے۔ یہ بات کھل کر روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی بند یا لوی جھوٹے ہیں یہ ان کا الزام ہے اہل کوفہ پر ورنہ شہید کرنے والے یزید اور اس کے لشکر والے تھے ابن خلدون نے واضح طور پر لکھا امام کی شہادت کی ذمہ داری محض یزید پر اور اس کے چیلوں چانٹوں پر ہے۔ ماننے والے پر تو اتنا بھی کافی ہے لیکن میں بند یا لوی کی ہلتی ہوئی دیوار کو گرا کر آگے لکھتا ہوں۔

قاضی اظہر مبارکپوری اور سید نفیس الحسینی دیوبندی کے جوابات

پڑھیے:-

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقدام کا نصب العین خلافتِ عادلہ صحیحہ کا قیام تھا۔ یزید کا فسق خلافتِ نبوت کو خلافتِ قیصر و کسریٰ سے بدل رہا تھا یہ فسق گھر کی چار دیواریوں میں محدود نہ رہا تھا بلکہ عوام الناس کے سامنے کھل چکا تھا۔ اس وقت حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد نے اس طرف رہنمائی کی کہ اس امام جائز کے سامنے حق کا اظہار ضروری ہے۔ اور انہوں نے اس راہ میں اپنی جان دے دی۔ کچھ آگے لکھتے ہیں حاصل یہ ہے کہ حضرت امام کے خروج کی بنیاد یزید کا فسق و فجور تھا ان کی تحریک کی بنیاد خلافتِ عادلہ کا قیام تھا وہ خدا نخواستہ ایک غیر اسلامی چیز یعنی نسلی فضیلت کی بنیاد پر خلافت کے مدعی نہ تھے



(سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۳۰۰-۳۰۱ طبع مکتبہ سید احمد لاہور بار اول)

(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۴۰۷)

جناب بندیا لوی کو یزید کی متفقہ عادلانہ خلافت کا بھوت سوار ہے لیکن ان کے بڑے گرو لکھتے ہیں یزید کی بادشاہت تھی وہ بھی قیصر و کسریٰ والی تھی امام اس کو بدلنا اور ختم کرنا چاہتے تھے۔

مزید برآں لکھا یزید علانیہ فاسق و فاجر تھا کوئی عادل نہ تھا جبکہ اس کے برعکس امام عادلانہ خلافت لانا چاہتے تھے اور امام کا یہ قدم اپنی ذات کے لئے نہ تھا بلکہ شریعت کے مطابق تھا۔

جناب سید حسین احمد مدنی دیوبندی لکھتے ہیں یزید اور اس کے فوجیوں نے شہید کیا:۔

اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہو گیا کہ اہ کوفہ نے عذر کیا۔ اور حضرت مسلم بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ شہید کر دیئے گئے اور یزید کی فوج یہاں آ پہنچی ہے تو یہ کہلا بھیجا کہ میں کوفہ نہیں جاتا اور نہ تم سے لڑنا چاہتا ہوں مجھ کو مکہ معظمہ واپس جانے دو۔ دشمن اس پر راضی نہ ہوا اور اصرار کیا کہ اس کے ہاتھ پر (یعنی عبید اللہ بن زیاد) یزید کے لئے بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مکہ معظمہ واپس نہیں جانے دیتے تو مجھ کو چھوڑ دو کسی دوسری طرف چلا جاؤں گا وہ اس پر راضی نہ ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے یزید کے پاس لے چلو میں خود اس سے گفتگو کر لوں گا وہ اس پر راضی نہ ہوا اور جنگ یا بیعت پر مصر رہا۔ یہ تاریخی واقعہ بتلاتا ہے کہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہر طرح مجبور و مظلوم قتل کئے گئے ہیں اگر اس کے بعد بھی شہادت میں کلام کیا جائے تو تعجب خیز نہیں تو اور کیا ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۲۶۹ طبع مکتبہ دینہد یو بند ضلع سہارنپور)

قارئین اندازہ فرمائیں کس طرح جناب مدنی صاحب نے صاف لکھا کہ یزیدی فوجوں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر طرح مجبور و مظلوم شہید کیا لیکن بندیا لوی کو حماقت و شقاوت نے گھیرا یزیدیوں کی ہمایت کا ایسا نشہ چڑھا کہ نہ حقائق نظر آئے نہ اپنے بڑوں سے حیاء آئی بے دھڑک جھوٹ لکھتا پھرتا ہے کہ یزید و عبید اللہ ابن زیاد و عمرو بن سعد کو پتہ ہی نہ چلا شیعیان کوفہ نے سازش کر کے شہید کر دیا۔

فاعتبر وایا اولی الابصار

اولیٰ سمجھ خدا کسی کو نہ دے دے موت آدمی کو یہ بد ادا نہ دے عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا شیخ بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں:-

عام لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید اس لئے کیا گیا کہ وہ یزید کی بیعت سے انکاری تھے حالانکہ حقائق پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید اس لیے کیا گیا تھا کہ وہ یزید کی بیعت کرنے پر راضی اور آمادہ ہو گئے تھے لیکن شیعیان کوفہ آڑے آگئے اور خانوادہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو انتہائی بے دردی اور سفاکی سے خاک و خون میں تڑپا دیا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ۲۴ طبع سرگودھا)

یہ تو میں الحمد للہ واضح کر چکا ہوں کہ حقائق پکار پکار کر کیا کہہ رہے ہیں  
بندیالوی کی کون مانتا ہے اور جھوٹی باتیں کوئی مانتا بھی نہیں حسین مدنی نے ہی  
بندیالوی کے اعتراضات کا صفایہ کر دیا بلکہ یہ تو ایسے ہے

گھر کو آگ لگ گئی اپنے ہی چراغ سے  
وہ قصے اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے  
ترپ اٹھو گے سن کر داستان اپنی

کیا لطف جو تم پر پردہ کھولے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے  
لیکن اگر بندیالوی صاحب اسی پر بغدر ہیں کہ شیعان کوفہ نے ہی شہید  
کیا تھا تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ تو آپ بھی مانتے ہیں کہ انتہائی بے دردی سے  
شہید کیا گیا تھا تو جب ظلماً شہید کسی کو کوئی کرے تو اس کا بدلہ لینا چاہیے تھا یا  
نہیں۔

لیکن یہاں کوئی عام آدمی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے  
خاندانِ اہلبیت کے چشم و چراغ ہیں۔ جنتی جوانوں کے سردار ہیں نیکوں کے امام  
ہیں ان کے خون کا بدلہ تمہارے خلیفہ نے کیوں نہ لیا۔ کسی ظالم کو یزید ظالم نے  
کوئی سزا نہ دیکم از کم ان کو معزول ہی کر دیتا نہ کیا تو کیوں نہ کیا۔ کیا خلیفے ایسے  
ہوتے ہیں کہ ان کی رعایا اور فوجی سپاہی ظلم کرتے رہیں اور خلیفہ ان سے بدلہ ہی  
نہ لے تو بتاؤ ایسا کون سا خلیفہ تھا جس نے ظالموں کو سزا نہ دی ہو۔

پھر اگر میں یہ مانوں کہ شیعان کوفہ نے شہید کیا تھا۔ تو تمہاری تحقیق کے  
مطابق تھوڑی دیر بعد وہاں یزید کے فوجی پہنچ گئے تھیان میں سے شمر نے ان کو  
پکڑا یا عمر بن سعد نے یا عبید اللہ بن زیاد نے ان باغیوں کو پکڑا لیکن موقع پر پہنچنے

کے باوجود نہ پکڑا تو کیوں نہ پکڑا میں کہتا ہوں اپنی خرافات کو چھوڑ دو اور توبہ کرو  
حقائق پکار پکار کر کہتے ہیں سب کچھ یزید اور اس کو ہمنواؤں نے کیا تھا تو بدلہ کون  
لے اور کس سے لے

پھر اس ملاں کو چاہیے تھا کہ یہ واضح کرتا اور ماخذ کرتحریر کرتا کہ فلاں عالم  
یا مئورخ یا محدث نے یہ لکھا ہے ساری سازش شیعوں اور کوفہ والوں نے کی تھی  
ماخذ تو تھا نہیں محض اس یزید کے روحانی بیٹے کی کون مانتا ہے چلیے میں اللہ کی  
توفیق سے مزید لکھتا ہوں کہ شہید کرنے والے شیعیان کوفہ نہ تھے یزیدی تھے۔

جلیل القدر محدث حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:-

طوالت سے بچتے ہوئے بس ترجمہ پڑھیے، اور محدث ابن ابی خيثمه  
نے اپنی سند سے بیان کیا کہ ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو امیر لشکر بنا کر حسین رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ سے قتال کے لئے بھیجا اور شمر بن ذی الجوشن کو اس کے ساتھ یہ کہہ کر  
بھیجا کہ اگر عمرو بن سعد ان کو قتل نہ کرے تو تم ان کو قتل کرنا اور ان لوگوں کے امیر تم  
ہو گے۔ اور محدث ابن ابی خيثمه نے امام یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے کہ جس آدمی  
نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا ہے وہ ثقہ کیسے ہو سکتا ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۵۱ طبع بیروت)

(میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۵۸۔ سیدنا علی وسیدنا حسین ص ۳۶۶ طبع لاہور)

میں پوچھتا ہوں یزیدی ٹولا سے کیا یہ ابن زیاد شیعہ تھا یا کوفی تھا یا عمرو  
بن سعد یا شمر بن ذی الجوشن تھا یا آپ لوگ اصل حقائق چھپانے کی خاطر شیعیان  
کوفہ کا نام استعمال کرتے ہو اور الثا شور مچاتے ہو ہم واقعہ کربلا کے اصل حقائق



صحیح مستند پیش کرتے ہیں میں کہتا ہوں آپ نے اس بات میں کون سی صحیح اور مستند روایت لکھی ہے لیکن میں نے الحمد للہ ایسی سند سے لکھا جس میں نہ ابو خنف ہے نہ طبری کیونکہ تمہیں ان کے بارے شکوک و شبہات تھے میں نے تمہارے اعتراضات کو رد کرنے کے لیے کوشش کی کہ ایسے ماخذ لکھوں جن پر تمہیں کیا کسی مسلمان کو بھی شک نہ ہو۔ بندیا لوی صاحب اپنے نشہ میں بدمست تھے اس لیے بڑی رشتہ داری ظاہری کی ابن سعد کی لیکن اسماء الرجال والوں نے بندیا لوی کے تمام رشتہ داروں اور یزید کے خیر خواہوں کا جنازہ نکال دیا۔

نیز یہی لکھتے ہیں:-

(امام بخاری کے استاد) امام حمیدی نے کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا حضرت سالم سے (جو کہ حضرت عمر کے پوتے ہیں) انہوں نے کہا کہ عمرو بن سعد نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کچھ کمینے لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں آپ کو قتل کر دوں گا۔ یہ سن کر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ لوگ کمینے اور بیوقوف نہیں ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم تم عراق کا گے ہو بہت دن تک نہ کھا سکو گے

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۱ ص ۴۶ طبع حیدرآباد دکن از ابن عبد البر)

قارئین عمرو بن سعد نے منافقت کرتے ہوئے امام کے سامنے ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ کچھ کمینے لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں آپ کو قتل کروں گا ظاہر اس نے یہ کیا کہ مجھ پر الزام ہے لیکن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غیب دان نبی کے نواسے ہیں اس کے تیور پڑھ کر اور حالات جان کر فرمایا۔ ان کا گمان

غلط نہیں یا وہ بیوقوف پاگل نہیں ہیں کہ غلط بول رہے ہوں بلکہ وہ صحیح کہتے ہیں تم اسی ارادہ سے آئے ہو اور آگے والا جملہ واضح فرمایا کہ تم ظلم کرنے والے زیادہ دیر عراق کے دانے نہیں کھا سکو گے۔

اتنے صاف مکالمے ہونے کے باوجود بند یا لوی انکار کریں تو یہ انہی کا شیبہ ہے

یزید کے فوجی شہید کرنے والے تھے

وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کے نزدیک قاتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرو بن سعد کا تباہ حال :-

ابن تیمیہ نے ایک مقام پر مختار بن ابی عبید ثقفی اور عمرو بن سعد میں مقابلہ (یعنی توازن) کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ چونکہ مختار جس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرفداری ظاہر کر کے قاتلین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بدلہ لیا دعویٰ کرتا تھا کہ میرے پاس وحی آتی ہے۔ اس لیے وہ عمرو بن سعد قاتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برا ہے۔

ترجمہ: یہ بات معلوم ہے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل فوجی دستہ کا افسر عمرو بن سعد باوجود اپنے علم اور دین پر دنیا کو مقدم کرنے کے معصیت میں مختار بن عبید کے درجہ کو نہیں پہنچا جس نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت کو ظاہر کیا اور ان کے قاتل عمرو بن سعد کو قتل کیا۔

نیز لکھتے ہیں :-

عمرو بن سعد ریاست کا طالب اور حرام پر جری تھا اور اس میں مشہور تھا۔  
(المثنیٰ ص ۷۳-۷۵ طبع مکتبہ سلفیہ ۲۱ شارع الفتح بالروضۃ القاہرہ)

### فوائد:-

ابن تیمیہ نے بندیا لوی کی سرسچ و تحقیق پر پانی کا چھڑکاؤ کر کے صفایا کر دیا۔ کہ عمرو بن سعد قاتلین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شامل تھا۔ اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ شیعانِ کوفہ نے شہید نہیں کیا بلکہ یزید پلید نے جو فوج بھیجی تھی اسی نے شہید کیا اور اس فوج کا کمانڈر چیف یہ تھا اور اسی کی کمان میں شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقع ہوئی (۳) یہ بھی ثابت ہوا کیا کہ عمرو بن سعد طالبِ جاہ و ریاست تھا اور حرام کام کرنے میں آگے تھا اور وہ اپنے اس برے کردار میں مشہور تھا۔ اور یہ کوئی نہ کہے یہ صحابی کا بیٹا تھا اس کو کچھ نہ کہیں تو جناب والا اگر نبی علیہ السلام کا بیٹا بگڑ سکتا ہے تو صحابی کے بیٹے کے بگڑنے پر کوئی تعجب نہیں۔ پھر میں کہتا ہوں بندیا لوی کو چاہیے تھا قاتلین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نام بنام لکھتے لیکن مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے بندیا لوی کے نزدیک شیعانِ کوفہ کوئی جن یا فرشتے تھے جن کو تاریخ والے بھی نہ تلاش کر سکے اور بندیا لوی کی تحقیق بھی جواب دے گی اور صرف اس پر ختم ہو کر رہ گئی کہ شہید کرنے والے شیعانِ کوفہ تھے لیکن اس طرح لکھنے سے مدعا ثابت نہیں ہوتا جب تک ان کی نشان دہی نہ کی جائے۔ میں نے الحمد للہ پوری پوری نشاندہی کر دی علماء محدثین کے قلم سے بالخصوص وہابیوں کے مستند علماء سے اور ان کے گھر سے۔

نہ ادھر ادھر کی تو بات کریں تاکہ قافلہ کیوں لٹا  
مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

ابو حنیفہ دنیوی صاحب اخبار الطوال میں لکھتے ہیں:-

بقول ناصبی یزیدی نا محمود عباسی کے ایک قدیم ترین مؤرخ کی تصریحات پڑھیے

ترجمہ: عمرو بن سعد نے اپنے لشکر میں نداء کی قوم (حسین اور ان کے طرفداروں) پر حملہ کرو۔ چنانچہ اس کے لشکری ان کی طرف بڑھے۔ یہ واقعہ جمعرات کی شام اور جمعہ کی رات ۹ محرم کا ہے (حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح تک مہلت چاہی تو مہلت دے دی گئی۔ چند لائوں کے بعد پھر لکھتے ہیں یعنی جب صبح کی نماز عمرو بن سعد نے پڑھ لی تو اپنے لشکریوں کو تیار کیا مہینہ پر عمرو بن جاج اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن تھا۔ اور عمرو بن سعد نے اپنے غلام زید کو پکارا کہ جھنڈا لے کر آگے بڑھ۔ وہ آگے بڑھا اور گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔

(اخبار الطوال ص ۲۵۵-۲۵۶ کچھ باتوں کے فرقے ساتھ دیکھیں تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۷۹ طبع کراچی)

نیز یہی لکھتے ہیں:-

اور عمرو بن سعد نے اسی وقت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس خولی بن یزید کے ہمراہ روانہ کیا اور خود عمرو بن سعد کربلا میں قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو دن بعد تک ٹھہرا رہا۔ پھر لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔

(اخبار الطوال ص ۲۵۹ طبع دارالاحیاء الکتب العربیہ القاہرہ)

اتنے واضح حقائق کے ہوتے ہوئے بھی کوئی بندیالوی جیسا انکار کرے اور کہے کہ شیعان کوفہ نے شہید کیا یزید کا اور اس کے فوجیوں کا کوئی عمل دخل نہیں تھا تو ایسے شخص کی عقل پہ جتنا زیادہ ماتم کریں وہ کم ہے



میں کہتا ہوں یہ عمرو بن سعد، عمر بن حجاج، شمر بن ذی الجوشن اور ابن زیاد اور خولیٰ یہ شہید کرنے والے تھے اور اگر یہ شیعہ تھے بندیا لوی کی یہ مراد ہے تو الزام تب بھی یزیدی ٹولا پر ہی رہے گا

اب بھی اگر کوئی انکار کرے تو وہ سراسر جھوٹا ہی ہوگا  
اسی منورخ کے ساتھ ایک اور قدیم منورخ بھی پڑھیے

علامہ ابن قتیبہ دینوری متوفی ۲۷۱ھ لکھتے ہیں یزیدی کرندوں نے  
شہید کیا تھا:-

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے ذکر میں لکھا ہے صرف ترجمہ پڑھیے، عمرو بن سعد، حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قاتل ہے، اور عبید اللہ بن زیاد نے اسے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ اور جب مختار ثقفی کا زمانہ آیا تو اس نے بحیلہ کے غلام ابو عمرہ کو عمر و بن سعد کے پاس بھیجا۔ اس نے عمر و کو قتل کر کے اس کا سر مختار ثقفی کے پاس بھیجا۔  
(کتاب المعارف ص ۷۰ طبع مصر)

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے ذکر میں لکھتے ہیں:-  
حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فہ کا ارادہ کر کے نکلے۔ تو عبید اللہ بن زیاد نے ان کی طرف عمرو بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ کیا۔ اور ان کو سنان بن ابوانس نخعی نے شہید کیا۔

(المعارف ص ۹۳ طبع مصر: اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۱ طبع ایران)

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۱ ص ۴۶ طبع حیدر آباد دکن)

نیز لکھتے ہیں:-

اور حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کوفہ کے ارادے سے نکلے اس وقت کوفہ پر یزید کی طرف سے عبید اللہ بن زیاد گوز تھا اور اس نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کی اس نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف عمر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور اس نے آپ سے جنگ کی اور شہید کیا۔

تعارف علامہ ابن قتیبہ ابن کثیر لکھتے ہیں:-

عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری جو اپنے علاقے کے قاضی تھے علمی لحاظ سے بڑے نحوی، لغوی، اور نادر مفید اور ایسی کتابوں کے مصنف تھے جن میں بہت سے علوم اکٹھے کر لیے تھے بغداد میں رہے اور وہیں وفات ہوئی اسحاق بن راہویہ اور ان کے معصروں سے حدیث سماعت کی اور فن لغت ابوالحاکم جستانی اور ان کے ہم مرتبہ لوگوں سے حاصل کیا اور بہت سی کتابیں تصنیف و تالیف کیں

(البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۱۵۳ مترجم انوار الاحق قاسمی دیوبندی)

نیز لکھا:-

ان کا شمار ادباء حفاظ اور ازکیاء ہر ایک میں کیا جاتا ہے بہت ہی شریف اور قابل اعتماد تھے (یعنی ثقہ)

(البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۱۷۱ طبع کراچی مزید شائقین دیکھیں لسان المیزان ج ۳ ص ۳۵۷ تا ۳۵۹)

عمر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جو تھا ختم ہو گیا:-

بندیالوی کہتے ہیں عمر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت کے ماموں

زاد بھائی ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا لگے

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۴۹ طبع سرگودھا)

بندیالوی نے رشتہ داری بڑی دور سے کھینچ تان کر نکالی لیکن بندیالوی کے تایہ ابوابن زیاد نے خود اقرار کیا میں نے اپنی رشتہ داری ختم کر کے بڑا گناہ کیا ابن زیاد کے دوست نے پردہ سر کا دیا

یزیدیوں نے شہید کرنے کا اقرار کیا:-

ترجمہ: عبداللہ بن زیاد کا اقرار، حمید بن مسلم کا بیان ہے کہ میں عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوست تھا جب ان یزیدیوں نے ہلبیت کے خاندان کو شہید کر کے واپس جانے لگے تو میں نے جا کر اس سے خیریت دریافت کی تو عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ یہ حال نہ پوچھو کیونکہ کوئی غائب ہونے والا اپنے گھر کی طرف اس سے بڑی برائی لے کر نہیں لوٹا جتنی بڑی برائی لے کر میں لوٹا ہوں میں نے بہت ہی قریبی قرابت کو کاٹ دیا اور بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں

(اخبار الطوال ص ۲۵۷ بحوالہ سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۲۰۶ طبع سید احمد شہید لاہور)

ابن کثیر لکھتے ہیں یزیدی قاتل تھے اور خود یزید فاسق و فاجر:-

یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو لکھا کہ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف جا کر مکہ میں ان کا محاصرہ کرے تو اس نے انکار کیا اور کہا خدا کی قسم میں ایک فاسق کے لئے ان دو چیزوں کو کبھی اکٹھا نہیں کروں گا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کروں اور بیت الحرام سے جنگ کروں۔ اور

جب اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تو اس کی ماں مرجانہ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے کیا کیا ہے اور کس فعل کا ارتکاب کیا ہے اور اس نے سخت ڈانٹ پلائی۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۰۸ طبع کراچی، جذب القلوب الی دیار المحبوب و تاریخ کامل لابن اثیر ج ۳ ص

۱۱۲ طبع بیروت)

(تجلیات صفدر ج ۱ ص ۵۵۶ و ۵۵۸، از صفدر اکاڑوی دیوبندی طبع ملتان)

ابن زیاد نے عمرو سے خط مانگا:-

عبید اللہ بن زیاد نے عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا وہ خط کہاں ہے جو میں نے تمہیں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے بارے میں لکھا تھا اس نے کہا میں نے آپ کے حکم کو پورا کر دیا ہے اور خط ضائع ہو گیا ہے۔

(تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۳۸۸ طبع کراچی)

(تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۶ طبع.....)

(تاریخ الامم والملوک لطبری ج ۴ ص ۲۶۶ طبع کراچی)

(سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ص ۱۹۵ تا ۲۰۷ طبع سید احمد شہید لاہور)

قارئین نے یکھا آپ نے تمام مؤرخین نے حالات واقعات کو دیانتداری سے لکھا وہ یہ کہ یزید کے چیلے چائے اور فوجی بمعہ گورنر مانتے ہیں کہ ہم نے یہ ظلم کمایا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور آپ کے رفقاء کو ظلماً شہید کیا یہ مانتے ہیں ہم قاتل ہیں بندیا لوی یزیدی کہتا ہے نہیں جب چور آپ اقرار کرے میں نے یہ چوری کی پھر گواہوں کی ضرورت ختم لیکن بندیا لوی کہتے



ہیں نہیں شیعانِ کوفہ نے سب کچھ کیا اس طرح تو پھر قاتل کوئی بھی نہ رہا کوفہ والوں کو کہیں قاتل حقیقت میں وہ ہیں نہیں تو پھر محدثین علماءِ مؤرخین سب کو جھوٹا کہیں لیکن حقائق دیکھیں اور مانیں تو یزیدی قاتل بندیا لوی کہتے ہیں میں جو اتنا بڑا ہوں مجھے مانو حقائق چھوڑو کوفہ والوں کو بناؤ میں کہتا ہوں اصل کو چھوڑ دیا جو چور نہیں اس کو پکڑ لیا وہ گواہیاں دے کر چھوٹ گیا معاملہ بالکل صاف ہو گیا قاتل بنا ہی کوئی نا پھر میں کہتا ہوں کہیں جن یا فرشتے تھے جو سب کچھ کر کے اڑ گئے اور مؤرخین ان کو تلاش ہی نہ کر سکے۔ اور بندیا لوی صاحب بھی نام بنام نہ تلاش کر سکے نہ لکھ سکے یا پھر یزید اور اس کے نمکخوار نشے میں تھے انہوں نے مان لیا ہم قاتل ہیں یہ ظلم ہم نے کر کے بڑا گناہ کیا لیکن بندیا لوی نہ مانیں تو پھر میں یہ کہوں گا کہ اس کو الٹا نشہ شرابی یزیدی کی محبت کا چڑھا یہ اس نشے میں ایسا بد مست ہوا کہ نہ حقائق نظر آئے نہ اسماء الرجال والے محدثین نظر آئے نہ ہی علماء دیوبند نظر آئے نہ ہی بیچارے کو مؤرخین نظر آئے نہ ہی خدا کا خوف آیا کہ میں نے مرنا بھی ہے قبر میں یزید نہیں آئیگا وہاں تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا جان ﷺ تشریف لائیں گے انکو کیا منہ دکھاؤں گا

قل ہا تو ابرہانکم ان کنتم صدقین

یزیدیوں کو پاک ثابت کرنے کا انداز شیخ بندیا لوی سے پڑھیے:-

میری تصنیف کا مرکزی عنوان یزید کی صفائی پیش کرنا یا اسکی تعریف و توصیف کرنا نہیں تھا یہ تذکرہ تو ضمناً آ گیا اور مخالفین نے آسمان سر پر اٹھا لیا..... بلکہ میری تصنیف کا مقصد وحید واقعہ کربلا کی صحیح اور مستند تصویر پیش کرنا تھا.....

ایسی تصویر جو افراط و تفریط سے مبرا ہو اور عوام کے دل و دماغ پر پڑے ہوئے دبیز پردے سر کا دے کچھ آگے لکھتے ہیں کربلا کے چشم دید گواہوں نے حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کے گھرانے کے قاتلوں کی نشاندہی کی تھی اور وہ صرف اور صرف شیعیانِ کوفہ تھے

آپ تفصیل کتاب میں پڑھ لیں گے

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۲۵ طبع سرگودھا)

شیخ بندیا لوی نے لکھا کہ اہلبیت نے فرمایا ہمارے قاتل شیعیانِ کوفہ ہیں لیکن اس جھوٹے نے اپنی اس بات کو سچ ثابت کرنے کے لیے کوئی ایک بھی مستند روایت اپنی کتاب میں نہیں لکھی دعویٰ جھوٹا کر دیا ثابت نہیں کیا الزام اہلبیت پر لگا دیا۔

اور پھر قارئین دیکھیں انداز بندیا لوی صاحب کا ہر طرح سے یزیدی تعریف و توصیف کر کے یزید کو بچاتا ہے لیکن منافقت کی انتہا یہ کہ انکار بھی کرتا ہے جہاں کہیں سے کوئی قصیدہ یزید کا ملا اس کو خوب بڑھا چڑھا کر لکھا نیز یزیدی تعریف کرنے کی انتہا کر دی اور کوئی کسر نہیں چھوڑی ساتھ انکار بھی کرتا ہے۔

پھر موصوف کا یہ کہنا کہ میں واقعہ کربلا کی صحیح اور مستند تصویر پیش کر رہا ہوں یہ بات بھی جھوٹ اور دجل سے خالی نہیں پھر کہتا ہے افراط و تفریط سے مبرا ہو حالانکہ اس کی کتاب سراسر افراط و تفریط سے بھری پڑی ہے اور صحیح روایت لکھنی تو کجا ہر جگہ جھوٹ کے پلندے جوڑ جوڑ کر لکھے ہیں اور اس کی پوری کتاب میں اپنی منشاء اور دل کی حوص اور اپنا جھوٹا گھڑا ہوا منصوبہ لکھا تعجب یہ کہ ہر صحیح منورخ اور محدث کو جھٹلایا گیا اور میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ اس ظالم نے کوئی ایک

ایسی روایت کبھی نہ لکھی جو چشم دید گواہوں کی ہو پس اپنی ہی خرافات لکھتا رہا اور یزید یوں کا دفاع کرتا رہا اور افرط و تفریط کی بھی حد ختم کر دی حتیٰ کہ علماء و محدثین کا دامن بھی چھوڑا یہاں تک بے باکی کا مظاہرہ کیا کہ اپنے علمائے دیوبند کو بھی چھوڑا بلکہ اپنے ہی توہمات میں سرگرداں ہو کر خارجیت و ناصبیت کا دفاع کرتا رہا اور دعویٰ کرتا رہا صحیح لکھنے کا اور قلم الٹ چلتا رہا میں نے الحمد للہ اللہ رب العزت کی توفیق سے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نظر عنایت سے اس خارجی ناصبی کے ہر وار کو روکا صرف روکا نہیں بلکہ توڑ کر خارجیت اور ناصبیت کی دیواروں کو بھی توڑ دیا یہ تو حقائق پڑھنے سے واضح ہوگا کہ ان ظالموں کی بنیادوں کو بھیہلا دیا اور ختم کر دیا۔

مزید برآں قرآن و حدیث و علماء محدثین سے ایک ایسی دیوار تعمیر کر دی ہے ان شاء اللہ، اللہ کے فضل سے ناصبیت کے جھوٹوں سے گرے گی نہیں اور حقائق اور حق نہ گرا نہ گرے گا جھوٹ مٹ گیا کیونکہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

صادق ہوں اپنے قول کا میں غالب خدا گواہ ہے  
کہتا ہوں سچ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے  
جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنون  
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری کے قلم سے قاتلوں کی نشاندہی وہ بھی دیوبندی کے قلم سے :-

عمرو بن سعد کو فتنے میں تھا۔ عبید اللہ بن زیاد نے رے و ہمدان کا

انہیں عامل بنایا اور ہمراہ ایک لشکر بھیجا۔ حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق آئے تو عبید اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ہمراہ اپنے لشکر کے چار ہزار آدمی بھیجے۔ ان سے کہا اگر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئیں اور اپنا ہاتھ بیعت کے لئے میرے ہاتھ پر رکھ دیں تو خیر ورنہ تم ان سے قتال کرنا عمرو نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے دھمکی دی کہا اگر تم ایسا نہ کرو گے تو میں تمہیں خدمت (یعنی رے کی گورنری) سے معزول کر دوں گا اور تمہارا مکان منہدم کر دوں گا۔ انہوں نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب روانگی منظور کر لی ان سے قتال کیا تا آنکہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کر دیے گئے۔ جب مختار بن ابی عبید کو فے پر غالب ہوا تو اس نے عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹے حفص کو قتل کر دیا

(الطبقات الکبریٰ ج ۵ ص ۱۸۲ طبع نفیس اکیڈمی کراچی مترجم عبداللہ العمادی دیوبندی)

نیز لکھتے ہیں قاتل شمر بن ذی الجوشن تھا۔ ترجمہ نذیر الحق میرٹھی

دیوبندی وہابی کے قلم سے :-

ارباب سیر نے کہا ہے کہ اس کا نام جوشن بن ربیعہ کلابی ہے اور وہ باپ ہے اس شمر بن ذی الجوشن کا جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا تھا۔

(طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۷۸ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

لوچناب بندیا لوی اینڈ کمپنی تمہاری ریسرچ اور تحقیق پر امام ابن سعد



نے پانی پھیر دیا اور اوپر ہل چلا کر اعلان کر دیا اور یزید یو بھول کر بھی نہ کہنا کہ کوفہ والوں نے ہی صرف شہید کیا تھا بلکہ یزید کی بھیجی ہوئی چار ہزار فوج جس کی کمانڈ عمر و کر رہا تھا اور پیچھے سخت حکم کرنے والا بندیا لوی کا تائیہ عبید اللہ بن زیاد یزید کا بھیجا ہوا بدمعاش تھا عمرو نے بزدلی دکھائی لیکن انہوں نے کہا ہمارا سب کچھ واپس کر واپس اس نے دنیا کو اپنے دین پر مقدم کیا اور جا کر شہید کر دیا ارے ظالم تم جکتے ہو عمرو بچانے کے لئے بھاگا کوفیوں نے سب کچھ پہلے ہی کر دیا

علامہ برہان الدین حلبی لکھتے ہیں بیس ۲۰ ہزار یزیدی فوجیوں نے شہید کیا ترجمہ قاسم دیوبندی کے قلم سے :-

جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کے سامنے پہنچے تو یزیدی جانب سے کوفے کا گورنر عبید اللہ بن زیاد تھا بیس ۲۰ ہزار کا لشکر لے کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے کے لئے سامنے آ گیا۔ اس لشکر میں زیادہ وہ لوگ تھے جنہوں نے یزید سے اس امید پر بیعت کی تھی کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کے بعد آئندہ بڑے بڑے انعامات اور فوائد حاصل ہوں گے۔ جب یہ یزیدی لشکر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پہنچا اور انہوں نے اس لشکر کی بے شمار تعداد دیکھی تو انہوں نے لشکر سے ٹکرانا مناسب نہ سمجھا اور ان کے سامنے تین باتیں رکھیں کہ ان میں سے کوئی ایک بات مان لیں یا تو یہ کہ وہ یعنی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جدھر سے آئے ہیں ادھر ہی لوٹ جائیں

دوسری شرط: یا یہ کہ وہ کسی سرحد کی طرف چلے جائیں

تیسری شرط: اور یا یہ کہ وہ سیدھے یزید کے پاس جائیں اور وہ جو چاہے کرے مگر اس لشکر نے اس میں سے کوئی بھی بات نہیں مانی بلکہ مطالبہ کیا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کے سپہ سالار عبید اللہ بن زیاد کے حکم پر وہیں اتر جائیں اور یزید کے لئے بیعت دیں۔ اس کو ماننے سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرمادیا۔ آخر ان لوگوں نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے شمار زخموں کی وجہ سے کمزور ہو کر زمین پر گر گئے اور دشمنوں نے فوراً ان کا سر کاٹ لیا۔ یہ واقعہ ۱۰ محرم ۶۱ھ میں پیش آیا اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر عبید اللہ بن زیاد کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا۔

(سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۵۳۵ طبع دارالاشاعت کراچی)

(تفسیر روح البیان پ ۱۲ ص ۱۶۶ طبع بہاولپور)

علامہ یحییٰ کمال الدین الدمیری لکھتے ہیں قاتل یزیدی تھے اور ان کے نام یہ ہیں:-

حدیث: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خواب دیکھا کہ چت کبریٰ کتا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خون پی رہا ہے۔ پس آپ نے اس خواب کی یہ تعبیر لی تھی کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرے گا۔ پس شمر بن ذی الجوشن نے حضرت حسین کو قتل کیا اور شمر کے جسم پر

برص کے داغ تھے۔

(حیات الحیوان مترجم ج ۲ ص ۵۹۱ طبع لاہور)

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۰۷ طبع لاہور)

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۱ طبع کراچی)

نیز لکھتے ہیں :-

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شمر بن ذی الجوشن نے شہید کیا۔ بعض اہل علم کے نزدیک سنان بن انس الکحفی نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ شمر بن ذی الجوشن نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر میں نیزہ مارا تھا۔ اور سنان بن انس نے پکڑ کر نیزہ سے مارا اور گھوڑے سے گرا دیا چنانچہ اس کے بعد خولی بن یزید الاصمعی نے آگے بڑھ کر سرتن سے جدا کرنا چاہا تو اس کے ہاتھ کاٹنے لگے اسی دوران اس کا بھائی شبل بن یزید آگے بڑھا اور اس نے گردن الگ کر دی اور اپنے بھائی خولی بن یزید کو دے دی۔ اس لشکر کا سپہ سالار عبید اللہ بن زیاد تھا اسے یزید نے سپہ سالار بنایا تھا۔

(حیۃ الحیوان ج ۱ ص ۲۰۶ طبع اسلامی کتب خانہ لاہور)

میں پوچھتا ہوں بند یا لوی صاحب سے حقائق پکار پکار کر کہہ رہے ہیں شہید کرنے والے یزید پلید کے چیلے چاٹے تھے نبص حدیث ایک کی وضاحت علامہ دمیری نے کر دی اور باقی جو بند یا لوی کے رشتہ دار وہاں تھے ان کے نام بھی لکھ دیے اور علامہ نے دعویٰ کیا اہل علم کے

نزدیک قاتل یہ تھے لیکن جاہل بند یا لوی کے نزدیک شیعانِ کوفہ تھے اور  
علا مہلسی نے کہا بیعت کرنے والے یزیدی فوجی تھے اور انہوں نے بیعت  
اسی مقصد کے لئے کی تھی کہ امام حسین کا معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا  
جائے

لیکن ہمارے مجدد کی روح تڑپی تو قلم نے کچھ یوں لکھا  
مٹ گئے مٹ جائیں گے آقا دشمن تیرے  
نہ مٹا ہے نہ مٹے کبھی چرچا تیرا  
اور کسی نے کیا خوب کہا

کچھ جل کے خاک ہو گئے کچھ شادمان ہوئے  
مجھ بے نوا پر رحمتِ یزدان دیکھ کر  
تیرے فتوؤں سے روئیں کانپ جاتی ہیں حقائق کی  
عجب اے واعظ کافر نما اسلام ہے تیرا  
باقی جتنے بھی فرقے ہیں معتب ہیں  
حکم سے اب اکبر کے مردود ہیں  
ادب کی اے خضر جن کو دولت ملی  
اہلسنت کے مسلک کی کیا بات ہے

آخر میں اللہ عز و جل سے دعا ہے کہ ہر مسلمان کو حق سمجھنے اور اس پر  
عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ قارئین سے گزارش اگر اس لکھی گئی کتاب



میں کچھ کمالات فوائد نظر آئیں تو یہ محض میرے رب کا فضل ہے میرا کوئی کمال نہیں اگر کوئی کمزوری یا کسی بات کا جواب نہ ملے تو یہ میری کم علمی سمجھ کر معاف کر دیجئے میں نے الحمد للہ اپنی بساط کے مطابق ہر اعتراض کافی اور شافی جواب لکھا یقیناً پھر بھی بہت سے باقی رہ گئے ہوں گے جن کی طرف میں توجہ نہ کر سکا۔ اے اللہ اس کتاب کو ہر خاص و عام کے لئے راہ ہدایت بنا ہر ایک کو استفادہ کی توفیق عطا فرما۔ آمین



## تیرھواں باب

### کربلا کے بعد کے واقعات

اس بند یا لوی صاحب کی دوسری عبارت پر غور کریں تو یہ حقائق سامنے آتے ہیں جب قاتل نے اطلاع دی کہ ہم نے امام حسینؑ اور ان کے رفقاء کو قتل کر دیا اور ان کی لاشیں اب بے گور و کفن پڑھی ہیں اگر یہ خبر سن کر واقعی یزید کو غم اور دکھ تکلیف ہوئی ہوتی تو فوراً اس کو پکڑتا اور اسی سے باقی قاتلوں کے احوال معلوم کر کے ان کو سخت سے سخت سزا دیتا کیونکہ ان یزیدیوں کے نزدیک وہ خلیفہ اور امیر المومنین تھا تو اس پر لازم تھا اسلام اور قرآن و حدیث کے مطابق ان کو سزا دیتا لیکن یزیدیوں کے اس خلیفہ نے کوئی سزا نہ دی کہنے لگا میں اس پر خوش نہیں خدا لعنت کرے ابن زیاد پر اس سے واضح ہوتا ہے کہ یزید نے منافقت اختیار کی اور اسی منافقت کی وجہ سے اس نے بُرا بھلا کہہ دیا اور اس اطلاع دینے والے سے تو یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یزید کے اپنے ہی آدمی تھے بھی تو وہ خوشخبری دینے آگے اگر قاتل یزید کے اپنے نہ ہوتے تو یزید کو اطلاع دینے کا کوئی مقصد نہ تھا اور یہ بھی واضح ہے کہ اگر اس کے اپنے آدمی یعنی چیلے چانٹے نہ ہوتے تو وہ فوراً سزا بھی دیتا سزا نہ دینا بھی اس بات کی دلیل ہے جو کچھ کربلا میں ہوا یزید کی منشاء کے مطابق ہوا۔

اور پھر حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی شہادت واضح دلیل ہے امام حسین رضی اللہ عنہ کے جانے کا یزید کو علم تھا میں کہتا ہوں ارے یزید کیا تمہارے اس پیشوا نے کوئی حکم نامہ لکھ کر ابن زیاد کو بھیجا تھا کہ تم ان سے نہ لڑنا قتل نہ کرنا

میرے پاس لانا حقائق سراسر اس کے خلاف ہیں آئیے حقائق پڑھئے۔

حقائق کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سردار ابن زیاد میں  
اور ابن زیاد نے امام کو چھڑی ماری:

حمید بن مسلم کہتا ہے ابن سعد نے مجھے بلایا کہ اپنے اہل و عیال کے پاس بھیجا کہ ان کو خوشخبری سناؤں کہ اللہ نے اسے فتح دی اور عافیت سے گزری۔ میں جا کر سب کو اطلاع کر آیا۔ واپس آیا تو دیکھا ابن زیاد لوگوں سے ملنے کو دربار میں بیٹھا ہے اور تہنیت دینے کو لوگ آرہے ہیں (یعنی مبارک) ان لوگوں کو بھی اس نے اندر بلا لیا اور سب کو بھی اذن دیا اندر جانے والوں کے ساتھ میں بھی چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر اس کے سامنے رکھا ہے ان کے دانتوں کو ایک ساعت تک وہ چھڑی سے کھٹکھٹاتا رہا (یعنی مارتا رہا) حضرت زید بن ارقم (صحابی رضی اللہ عنہ) نے جب دیکھا کہ وہ چھڑی سے کھٹکھٹانا موقوف نہیں کرتا تو کہا ان دانتوں پر سے ہٹا اس چھڑی کو۔ اس وحدہ لا شریک کی قسم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ اپنے ہونٹ ان دانتوں پر رکھ کر پیار کرتے تھے یہ کہا اور وہ بزرگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا خدا تجھے رلائے۔ اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو واللہ میں تیری گردن مارتا۔ زید یہ سن کر اٹھے اور وہاں سے چلے گئے۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۵۸ باب کربلا کی تفصیلات طبع کراچی البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۴ صحیح بخاری)

شریف ج ۲ ص ۸۲۵ کتاب المناقب۔ سنن ترمذی ج ۲ کتاب المناقب ص ۳۳ حدیث حسن صحیح)

حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۸۹ طبع لاہور (شہادت حسین رضی اللہ عنہ ۱۲۲۴ ز دیوبندی طبع ملتان)

ان حقائق سے واضح ہوا بندیا لوی کا یہ جھوٹ کہ ابن زیاد اور ابن سعد کو معلوم نہ تھا یا ان کا قافلہ دور تھا کوفیوں نے شہید کر دیا حقائق بول کر کہہ رہے ہیں ارے کمبخت جھوٹ لکھنا چھوڑو۔ سب کچھ ابن زیاد نے اور ابن سعد نے کیا کروایا تبھی تو مبارکیں وصول کر رہے تھے مزید برآں امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ دشمنی ابن زیاد کی واضح چھڑی مارنے سے ہو رہی ہے اس روایت وحدیث میں شک نہیں بخاری اور ترمذی روایت کر کے سارے وہم بندیا لوی کے نکال دیئے۔

مزید برآں ابن زیاد کی دشمنی صحابی رسول ﷺ سے بھی واضح ہو رہی ہے اور دوسری طرف حیا بھی کر رہا ہے اگر تم بوڑھے نہ ہوتے صحابی نہ ہوتے تو میں تمہاری گردن مروا تا ارے ظالم تجھے بوڑھے کی حیا نظر آئی صحابی کی حیا نظر آئی لیکن کیسی بد بختی چھائی نہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا نظر آیا نہ ہی نبی کا نواسہ نظر آیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نزدیک ابن زیاد فاسق و فاجر اور قاتل اہلبیت ہے:

باقی قافلے کا حال بھی پڑھیے ابن زیاد کے دربار میں جب مستورات پیش کی گئیں ابن زیاد نے حضرت زینب کو دیکھ کر پوچھا یہ کون عورت بیٹھی ہے آپ نے کچھ جواب نہ دیا اس نے تین دفعہ پوچھا اور آپ نے ہر دفعہ جواب نہیں دیا اب کے بار آپ کی کسی کینز نے کہا کہ یہ زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں ابن زیاد نے کہا شکر ہے خدا کا جس نے تم لوگوں کو رسوا کیا قتل کیا تمہاری کہانیوں کو جھوٹا کر دیا آپ نے جواب دیا شکر ہے خدا کا جس نے محمد ﷺ کے وسیلہ سے ہم



سب کو عزت دی ہم کو طیب و طاہر کیا تو نے جو کہا ایسا انہیں ہے۔ رُساوہ ہوتا ہے جھوٹا وہ ہوتا ہے جو فاسق و فاجر ہو۔ ابن زیاد نے کہا تم نے دیکھ لیا تمہارے خاندان والوں سے خدا نے کیا سلوک کیا۔ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا انکے مقدر میں قتل ہونا تھا وہ اپنی قتل گاہ کی طرف چلے آئے اب تو بھی اور وہ لوگ بھی خدا کے سامنے جائیں گے وہیں تم لوگ اپنی اپنی نزاع و خصوصیت کو پیش کرو گے۔ یہ سن کر ابن زیاد غضب ناک اور برا فروختہ ہو گیا۔ عمرو بن حریث نے کہا خدا امیر کا بھلا کرے یہ ایک عورت ہے۔ کیا عورت کی کسی بات کو مواخذہ ہو سکتا ہے۔ کسی بات کا یا سخت زبانی کا عورت سے تو مواخذہ نہیں کیا جاتا۔ اب زیاد نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا تمہارے خاندان کے سرکشوں اور نافرمانوں کی طرف سے خدا نے میرے دل کو ٹھنڈا کر دیا۔ یہ سن آپ رونے لگیں پھر کہا بخدا۔ مردوں نے تو نے قتل کیا۔ میرے خاندان کو تو نے تباہ کر دیا۔ تو نے شاخوں کو قطع کیا۔ جڑ کو اکھاڑ ڈالا۔ اگر اسی سے تیرا دل ٹھنڈا ہو سکتا تھا تو بے شک تو نے ٹھنڈا کر لیا کہنے لگا یہ عورت بڑی دلیر ہے۔ تمہارے باپ بھی تو شاعر اور بڑے دلیر تھے آپ نے کہا عورت کو دلیری سے کیا واسطہ میں کیا دلیری کرونگی جو منہ سے آگیا وہ میں نے کہہ دیا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو جب ابن زیاد کے سامنے لائے تو میں اس کے پاس ہی کھڑا ہوا تھا اس نے کہا تمہارا نام کیا ہے۔ کہا میں علی بن الحسین ہوں۔ کہا کیا علی بن حسین کو خدا نے قتل نہیں کیا۔ آپ نے جواب نہیں دیا کہنے لگا جواب کیوں نہیں دیتے آپ نے فرمایا۔ اللہ یتوفی الانفس حسین موتھا وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ۔

یعنی جن کی موت کا وقت آتا ہے خدا ہی ان کو وفات دیتا ہے حکم خدا کے بغیر کوئی شخص مر نہیں سکتا ابن زیاد نے کہا واللہ تم بھی انہیں لوگوں میں ہو ذرا دیکھنا یہ بالغ ہیں۔ واللہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مردوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ مری بن زیاد نے آپ کو برہنہ کر کے دیکھا اور کہا کہ ہاں کہ یہ بالغ ہیں۔

حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کے قتل کا حکم:

اس پر علی بن حسین نے پوچھا ان عورتوں کی حفاظت کے لئے تم کس کو مقرر کرو گے ان کی پھوپھی زینب ان سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں اے ابن زیاد ہم لوگوں پر جو مصیبت گر چکی اس پر بس کر۔ کیا ہم لوگوں کا خون بہانے سے ابھی تجھے سیری نہیں ہوئی۔ کیا ہم میں سے کسی کو تو نے باقی رکھا۔ یہ کہہ کر بھتیجے کے گلے میں بانہیں ڈال دیں اور کہا اے ابن زیاد میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تو مومن ہے تو اس کے ساتھ مجھے بھی قتل کر علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن زیاد اگر تجھ اور ان لوگوں میں قرابت ہے۔ تو کسی پر ہیز گار شخص کو ان عورتوں کے ساتھ روانہ کرنا جو مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے۔ ابن زیاد دیر تک ان بی بی (زینب) کی طرف دیکھتا رہا لوگوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگا اس خون کے جوش پر تعجب ہوتا ہے واللہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو یہ آرزو ہے کہ لڑکے کو اگر میں قتل کروں تو اس کے ساتھ ان کو بھی قتل کروں اچھا لڑکے کو چھوڑ دو۔ اپنے گھر کی عورتوں کے ساتھ تم بھی جاؤ۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۶۰/۳۵۹ طبع کراچی)

ابن زیاد کا کھلا اقرار شہید کرنے کا اور بکواسات:

ابن زیاد جب انصر میں داخل ہوا اور سب لوگ بھی آئے تو الصلاۃ جامع

کی نداء ہوئی یعنی نماز کے بعد دربار عام ہوگا غرض بڑی مسجد میں لوگ جمع ہو گئے۔ ابن زیاد منبر پر گیا اور کہا شکر ہے خدا کا جس نے حق کو اور اہل حق کو قوی کیا۔ اور امیر المومنین یزید بن معاویہؓ کی اور ان کے گروہ والوں کی نصرت کی اور کذاب بن کذاب حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور ان کے گروہ کے لوگوں کو قتل کیا۔

### عبداللہ بن عفیف کی شہادت:

ابن زیادہ کا یہ کلمہ سن کر انہوں نے کہا او پسر مر جانہ کذاب ابن کذاب تو اور تیسرا باپ اور جس نے تجھے حاکم بنایا ہلاک ہوں اور پسر مر جانہ تم لوگ پیغمبروں کے فرزندوں کو قتل کرتے اور راست بازوں کا سا قول منہ سے کہہ ڈالتے ہو ابن زیاد نے کہا لاؤ تو اسے میرے پاس سپاہیوں نے ان پر حملہ کر کے گرفتار کر لیا۔ عبداللہ بن عفیف ازدی نے یا مبرور کہہ کر نداء کی یہ کلمہ ازدیوں کا شعار تھا عبدالرحمن بن مخنف ازدی وہیں بیٹھے تھے انہوں نے کہا تمہارا بھلہ نہ ہو تم نے اپنے کو بھی تباہ کیا اور اپنی قوم کو بھی تباہ کیا۔ کوفہ میں اس وقت سات ۷۰۰ سوازدی مسلح شور موجود تھے ان میں سے چند شخص عبداللہ بن عفیف کی طرف دوڑے ان کو چھڑا لائے انہیں ان کے گھر پہنچا آئے اس کے بعد ابن زیاد نے کچھ لوگ بھیج کر انہیں بلوایا اور قتل کیا اور حکم دیا کہ زمین شور پر انکی لاش سولی پر چڑھا دی جائے اور ایسا ہی کیا گیا۔

(تاریخ طبری جلد ۴ ص ۲۶۰-۲۵۹ مترجم طبع دارالاشاعت کراچی، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۵-۳۵۶ طبع کراچی، تاریخ ابن خلدون ج ۴ ص ۱۱۸، ۱۱۹ مترجم طبع کراچی تاریخ



کامل ابن اشیر)

یہ حقائق بندیالوی صاحب نے سعودیہ کے ریال سمجھ کر حضم کر لیے جہاں تاریخ طبری سے عبارت اپنے مطلب کی نوٹ کی وہیں سے چند صفحات پہلے یہ حقائق لکھے ہوئے ہیں اور بندیالوی کی پیش کردہ عبارت کے بعد بھی یزید دشمنی واضح طور پر اسی طبری میں لکھا ہوا ہے لیکن بندیالوی کی شاطرانہ چال یہ اپنے مطلب کی بات لکھ کر یزید کی صفائی بیان کر دی اور دھوکا یہ دینے کی کوشش کی کہ ہم خارجی اور ناجی ہی سچے ہیں باقی سب غلط ہیں لیکن حقیقت اور سچ چھپ نہیں سکتا حوالہ جات نقل کر دیئے ان تمام حقائق کو سب مورخین نے نقل کیا ہے ان حقائق کے برعکس بندیالوی کے پاس کچھ نہیں صرف اور صرف اپنی عقل اور شیطانی چال ہے۔

ابن زیاد کا برا انجام حدیث:

حضرت عمارہ بن عمیر سے روایت ہے جب عبید اللہ ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لا کر (کوفہ) کی مسجد کے صحن میں ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر رکھے گئے تو میں ان کے پاس گیا لوگ کہہ رہے تھے آگیا آگیا اچانک دیکھا کہ ایک سانپ آیا وہ ان سروں کے درمیان سے نکلتا ہوا ابن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر چلا گیا یہاں تک کہ غائب ہو گیا۔ لوگوں نے پھر کہا آگیا آگیا دو یا تین مرتبہ اس نے اس طرح کیا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عبدالرشید دیوبندی لکھتے ہیں:

ابن زیاد شقی ازلی بدنہاد تھا۔



(حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۳۱۳ طبع لاہور)

(حدیث حسن صحیح - سنن ترمذی رقم الحدیث ۷۱۵۷۱۵ اجم کتاب المناقب ص ۷۳۴ مترجم طبع لاہور -

البدایہ والنہار ج ۸ ص ۳۵۵ طبع کراچی)

### ابن زیادہ کا بُرا انجام:

ان حقائق سے واضح ہوا ابن زیاد اور باقی یزیدیوں نے ظلم کیے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دنیا و آخرت برباد کر دی اور انھوں نے رہتی دنیا تک اپنے لیے لعنت چھوڑی اور یہ بھی معلوم ہوا بندیا لوی صاحب جھوٹے ہیں۔

### شہیدان کربلا کے قافلہ کی آمد شام میں

ابن کثیر لکھتے ہیں قافلہ یزید کے دربار میں اور چھڑی ماری جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھا گیا تو وہ اپنے ہاتھ کی چھڑی کو آپ کے دانتوں پر مارنے لگا۔ پھر کہنے لگا۔ اس کی اور ہماری مثال حسین ابن الحجاج المری کے قول کے مطابق ہے کہ وہ تلواریں ان جوانوں کی کھوپڑیوں کو توڑ دیتی ہیں جو ہم پر گراں ہوتے ہیں اور وہ بڑے نافرمان اور ظالم تھے۔

حضرت ابو برزہ اسلمی صحابی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا خدا کی قسم۔ تیری یہ چھڑی اس جگہ لگی ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو چومتے دیکھا ہے پھر انہوں نے کہا بلاشبہ یہ قیامت کے روز آئیں گے تو محمد ﷺ ان کے سفارشی ہوں گے اور تو آئے گا تو تیرا سفارشی ابن زیاد ہوگا۔ پھر وہ کھڑے ہوئے اور پشت پھیر کر چلے گئے اور ابن ابی الدنیا نے اسے۔

دوسری روایت:

عن ابی الولید عن خالد بن یزید بن اسد بن عمار الدہنی عن جعفر روایت کیا ہے کہ جب حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کے سر کو یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس کے پاس حضرت ابو برزہ بھی موجود تھے وہ چھڑی مارنے لگا تو انہوں نے اسے کہا اپنی چھڑی کو اٹھا لو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے بوسے دیتے دیکھا ہے۔

تیسری روایت:

ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن شیبہ نے الحمیدی سے بحوالہ ابوسفیان مجھ سے بیان کیا کہ میں نے سالم بن ابی حفصہ سے سنا کہ حسن نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو یزید چھڑی سے ٹھوکے دینے لگا سفیان نے بیان کیا ہے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ حصین اس کے بعد یہ شعر پڑھتا تھا۔ سمیہ کی نسل سگریزوں کی تعداد کی مانند ہوگی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی کوئی نسل نہیں ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۸/۳۶۷ کامل ابن اثیر ج ۴ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔ تاریخ طبری ج ۴ حصہ اول)

ص ۲۶۱ و ۲۶۵ طبع کراچی)

کیوں بندیا لوی صاحب یہ حقائق کیوں آپ نے چھپا دیئے جن میں یزید کی دشمنی اہلبیت کے ساتھ واضح ہو رہی تھی صحابی رضی اللہ عنہ یزید کو کہہ رہے تھے تیسرا شفیع ابن زیادہ قیامت میں ہوگا میں کہتا ہوں بندیا لوی اگر تو نے تو بہ نہ کی تو قیامت میں تیرا شفیع بھی ابن زیاد اور یزید ہوگا جو تجھے جہنم میں لے جائیں

گے یزید اور اس کے چیلے کہتے تھے کہ یزید کی نسل بہت زیادہ ہوگئی اور حضور ﷺ کی نسل ختم ہوگئی لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کہ یزیدی نسل مٹ گئی ہمیشہ کے لیے اور حضور ﷺ کی نسل تاقیامت ختم نہ ہوگی کیا خوب ہمارے امام امام اہلسنت مجددین ملت مولانا ایشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے فرمایا۔ مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے آقا دشمن تیرے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا چرچا تیرا رسول اللہ ﷺ۔

یزید اہلبیت پر غضبناک ہوا اور توہین کی:

ابن حریر طبری لکھتے ہیں۔

یزید نے دربار منعقد کیا اور بزرگان شام کو بلا کر اپنے گردا گرد بیٹھایا پھر علی بن حسین (رضی اللہ عنہ) اطفال حسین رضی اللہ عنہ اور مستورات کو بلا بھیجا ان لوگوں کا یزید کے دربار میں داخلہ ہوا اور سب لوگ بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ یزید علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا تمہارے باپ نے مجھ سے قرابت کو قطع کیا اور میرے حق کو نہ جانا اور میری سلطنت کو مجھ سے چھیننا چاہا۔ دیکھو خدا نے ان سے کیا سلوک کیا۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی

کتاب من قبل ان نبوءھا۔ القرآن۔

یعنی روئے زمین پر نہ تم لوگوں پر کوئی ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جو اس نوشتہ میں نہ ہو جو پیدائش عالم کے پیشتر لکھا جا چکا ہے۔ یزید نے اپنے بیٹے خالد سے کہا ان کی بات کو رد کر دے۔ خالد کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی۔ جس سے رد کر سکے۔

یزید نیاس سے کہا تم کہو۔ ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و



يعفو عن كثير (القرآن) یعنی تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی خطائیں خدا معاف بھی کر دیتا ہے۔ یزید یہ کہہ کر خاموش ہو رہا پھر مستورات کو اور اطفال کو بلوایا۔ یہ سب لوگ سامنے لا کے بٹھائے گئے یزید نے دیکھا کہ سب لوگ بہت ہی برے حال سے ہیں۔ افسردگی سے کہنے لگا خدا برا کرے پسر مر جانے کا اگر اس میں اور تم لوگوں میں برادری و قربت ہوتی تو تم سے یہ سلوک نہ کرتا اور اس حالت سے تم کو نہ بھیجتا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں جب ہم لوگ یزید کے سامنے لے جا کے بٹھائے گئے تو اسے ترس آ گیا اور ہمارے بارے میں کسی چیز کا اس نے حکم دیا اور ہم پر مہربان ہوا۔ اس وقت اہل شام سے ایک سرخ رنگ آدمی یزید کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین اس عورت کو یعنی فاطمہ بنت علی کو مجھے دیدتے ہیں اس زمانہ میں کم سن اور خوبصورت تھی۔ میرے تن بدن میں تھر تھری پڑھ گئی میں ڈر گئی۔ مجھے یہ گمان ہوا کہ یہ بات ان کے مذہب میں جائز ہوگی۔ میں نے اپنی بڑی بہن زینب کا آنچل پکڑ لیا۔ وہ مجھ سے زیادہ عقل رکھتی تھیں۔ جانتی تھیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا وہ بول اُنھیں جھوٹ بولا تو نے اور بے ہودہ نہ بک نہ تیری یہ مجال ہے نہ یزید کی۔ یزید کو غصہ آ گیا کہنے لگا واللہ تم نے غلط کہا مجھے یہ اختیار ہے میں کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں کہا واللہ ایسا نہیں ہو سکتا خدا نے یہ اختیار تجھے نہیں دیا۔ ہاں اگر ہمارے مذہب سے تو نکل جائے اور ہمارے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے۔ یزید غضبناک ہو گیا برہم ہو کر کہنے لگا تو مجھ سے یہ گفتگو کرتی ہے۔ دین سے تیرے باپ بھائی نکل گئے (توبہ) کہا خدا کے اور میرے باپ بھائی کے دین سے اور میرے جد کے



دین سے تو نے تیرے باپ نے تیرے جد نے ہدایت پائی۔ یزید نے کہا اودشمن خدا تو جھوٹ کہہ رہی ہے۔ کہا تو حاکم ہے غالب ہے۔ ناحق سخت زبانی کرتا ہے اپنی حکومت سے دباتا ہے۔ واللہ اب تو یزید کو حیاء آگئی چپ ہو رہا۔ شامی نے پھر وہی کلمہ کہا امیر المومنین یہ کنیز مجھے دے ڈالے۔ یزید نے اسے ڈانٹا دور ہو خدا تجھے موت دے کر تیرا فیصلہ کر دے۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۶۲ حصہ اول طبع دارالاشاعت کراچی البدایہ والنہار ج ۸ ص ۳۶۲-۳۶۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

(تاریخ کامل ابتا ج ۴ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۵۳)

قارئین یہ ہیں وہ حقائق جن کو میں نے پوری دیانت داری سے نکل کر دیا موصوف نے جو عبارت نقل کی البتہ وہ بھی انہیں تاریخ کی کتب میں ہے یزید کا آبدیدہ ہونا غم کرنا اوزید کے گھر والوں کا پیٹنا یہ سب کرنا کروانا حاکموں کا وطیرہ ہے کام کرنے کروانے کے بعد اپنے آپ کو سچا اور بے گناہ ثابت کرنے کے لیے اس قسم کی بیان بازی کرتے رہتے ہیں اس کی واضح دلیلیں موجودہ حکمرانوں سے ہر وقت سامنے آتی رہتی ہیں۔ بس اسی طرح یزید نے بھی اپنی کرسی و حکومت بچانے کے لیے کیا مورخین نے دیانت داری سے ساری باتیں نکل کر دیں۔

ورنہ حقیقت یہی ہے یزید نے خود گورنر تبدیل ہی اسی لیے کیا تھا کہ وہ یزید کی منشا پر پورا نہیں چل رہا تھا اس نے اُسے معزول کر کے ابن زیاد کو مقرر کیا پھر یہ بیان بازی اس لیے بھی جھوٹی ہے کہ کم از کم یہ ظلم کرنے کی وجہ سے یزید ابن زیاد کو معزول ہی کر دیتا لیکن یزید نے نہ کیا واضح ہوا یقیناً یزید بھی جھوٹا تھا اور جھوٹ بول کر اپنے آپ کو بے قصور ثابت کر رہا تھا یہی منافقت کی باتیں ہیں اور

پھر اس روایت میں یزید نے بکواس کی سیدہ زینب سے کہا تیرا بھائی اور باپ (معاذ اللہ توبہ) دین سے خارج ہو گئے کیسا بد بخت تھا یزید اس کی کمینگی اور دشمنی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ اتنی واضح ہونے کے باوجود بندیا لوی کہتے ہیں یزید کا قصور ہی نہ تھا ارے ظالم تو نے غور نہ کیا یزید ان سید زادیوں کو مال غنیمت سمجھتے ہوئے بکتا ہے حضرت زینب کو تو نے جھوٹ بولا خدا کی قسم یہ میرے لئے جائز ہے اگر میں اسے لینا چاہوں تو لے سکتا ہوں کیا یہ باتیں اس بات کا ثبوت نہیں کہ سب کچھ یزید نے کروایا تھا ماننے والے تو مان جائیں گے لیکن خارجیوں، ناصیوں کی نسل کو یہ حقائق تسلیم نہیں ہوں گے۔

اتنے حقائق ہوتے ہوئے بھی بندیا لوی لکھتے ہیں ابن زیاد کا قصور نہ شمر کا نہ ابن سعد کا نہ یزید کا میں پوچھتا ہوں کہ میں نے حدیث سے ثابت کیا کہ ابن زیاد نے چھڑی ماری صحابی ٹرپ اٹھے اور تقریباً چار روایتوں سے ابن کثیر نے لکھا یزید نے امام کے لبوں پر چھڑی ماری اگر ان ظالموں نے شہید نہیں کروایا تھا تو یہ چھڑیاں کیوں مار رہے تھے ان کو تو چاہیے تھا کہ شہید کرنے والوں کو پکڑ کر چھڑیاں مارتے۔

مزید برآں یہ کہ اگر انہوں نے شہید نہیں کروایا تھا تو ابن زیاد کے حکم سے سروں کو نیزوں پر لٹکایا گیا۔

امام کے جسم پر گھوڑے دوڑائے گئے:

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ عمر بن سعد کے حکم سے دس سواروں نے اپنے گھوڑوں کے سموں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے (جسم) کو روند اُحتی کہ

معمر کے روز انہیں زمین کے ساتھ چپکا دیا اور اس نے حکم دیا کہ آپ کا سر آج ہی خولی بن یزید اصبھی کے ہاتھ ابن زیاد کے پاس لے جایا جائے اور جب وہ محل تک پہنچا تو اس نے اسے بند پایا اور وہ اُسے واپس اپنے گھر لے آیا اور اُسے کپڑے دھونے والے ٹب کے نیچے رکھ دیا اور اپنی بیوی نوار بنت مالک سے کہنے لگے۔ میں تمہارے پاس زمانے کا معزز لایا ہوں اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر وہ کہنے لگی لوگ سونا اور چاندی لاتے ہیں اور تو رسول ﷺ کی بیٹی کے بیٹے کا سر لایا ہے۔ قسم بخدا میں اور تو بستر میں کبھی اکٹھے نہ ہوں گے پھر وہ بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے اپنی دوسری بیوی کو جو بنی اسد سے تھی۔ بلایا اور وہ اس کے پاس سوئی اور دوسری اسدی بیوی نے کہا۔ خدا کی قسم میں نے اس ٹب سے نور کو مسلسل آسمان کی طرف بلند ہوتے اور سفید پرندوں کو اس کے ارد گرد پھڑ پھڑاتے دیکھ رہی ہوں اور جب صبح ہوئی تو وہ اسے ابن زیاد کے پاس لے گیا اور اسے اس کے سامنے رکھ دیا۔ کہتے ہیں اس کے پاس آپ کے بقیہ اصحاب کے سر بھی تھے اور یہ مشہور قول ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۳ طبع کراچی) (تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۵۷ طبع

دارالاشاعت کراچی)

(شہادت حسین رضی اللہ عنہ ۲۲۵ طبع ملتان)

بندیالوی صاحب لکھتے ہیں نہ ابن زیادہ ملوث نہ یزید نہ ابن سعد نہ ہی اس میں شمر کا ہاتھ ہے نہ ابن زیادہ کا نہ کسی شامی کا نہ مجازی کا نہ مصری کا بلکہ یہ سب قتل حسین سے پاک تھے۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۱۹۵ طبع سرگودھا)



## حقائق کربلا یزیدیوں نے اہل بیت کی توہین کی:

قارئین بندیا لوی صاحب کس طرح بے باقی اور بے حسائی کے ساتھ ان یزیدیوں کو بری الزمہ لکھتے ہیں لیکن حقائق پکار پکار کہہ رہے ہیں الوی جھوٹا ہے اگر ابن سعد قتل میں ملوث نہیں تھا تو کربلا میں کیا کرنے گیا تھا اس نے حکم کیوں دیا تھا کہ امام کے جسم اقدس پر گھوڑے دوڑائے جائیں شمر کے بارے تو حدیث میں وضاحت آچکی فرمایا کتا میری اہل بیت کے خون میں منہ ڈال رہا ہے امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا میرے نانا نے سچ فرمایا وہ کتا آگیا ہے البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۵۱ حدیث باحوالہ گزر چکی یزید ملوث نہ ہوتا تو امام کے لبوں پر چھڑیاں نہ مارتا اہل بیت پر غضبناک نہ ہوتا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے بکواسات نہ کرتا اسی طرح اگر ابن زیاد ملوث نہ ہوتا تو اہل بیت کے سروں کے جلوس نہ نکلاتا ان کو قیدی نہ کراتا اور امام کے لبوں پر چھڑیاں نہ مارتا یہ حقائق ایسے ہیں جو بندیا لوی کے منہ پر تھپڑ کی طرح برستے رہیں گے مزید برآں حدیث ترمذی سے ابن زیاد کا برانجام ہوا۔ میں پوچھتا ہوں کہ نیکوں کا ایسا انجام ہوتا ہے یا ظالموں کا۔ فاعتبرو یا اولی ابصار

میں کہتا ہوں ان یزیدیوں نے اہل بیت کی توہین بھی کی جو کہ کفر ہے توہین کرنا شہید کروانے کے بعد سروں کو نیزوں پر لٹکانا مستورات کو قیدی کر کے ان کے جلوس کبھی کوفہ میں ابن زیاد کے سامنے کبھی دمشق میں یزید کے سامنے لے جانا یہ توہین اہلیت جو کفر ہے اگر یزیدیوں کا قصور کا نہ تھا تو شہید کروانے کے بعد



جلوس کیوں نکالے گئے اس کا کیا جواز تھا۔

بندیالوی لکھتے ہیں

یزید نے زین العابدینؑ سے کہا اللہ کی قسم اگر حسینؑ میرے پاس آتے تو وہ جو چاہتے ہیں وہی کرتا اُن کو قتل ہونے سے جس طرح بن پڑھتا بچا لیتا چاہے مجھے اولاد کی قربانی دینی پڑھتی لیکن خدا کو یہی منظور تھا۔

(واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ص ۹۸ طبع سرگودھا)

مجھے بہت افسوس ہے بندیالوی پر اس کمبخت نے اہل بیت سے حقائق چھپا کر یزید کی تعریف جہاں سے کچھ اس کے نزدیک نکلتی تھی نکالی اور یزید کو بچایا لیکن حقائق چھپ نہیں سکتے جہاں سے بندیالوی صاحب نے عبارت البدایہ کی اخذ کی وہیں اسی صفحہ پر چند سطر اوپر یزید کی دشمنی اہل بیت سے واضح درج ہے لیکن اس نے اسے حزم کر لیا۔

یزید بدبخت نے امام حسینؑ کو سانپ بکا:

ایک روز یزید نے عمر بن حسین رضی اللہ عنہما سے کہا وہ بہت چھوٹے تھے۔ کیا تو اس کے ساتھ جنگ کرے گا۔ یعنی اس کے بیٹے خالد بن یزید کے ساتھ۔ اس کا مقصد آپ سے مزاح اور تفریح کرنا تھا۔ عمر بن حسین رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے اور اُسے ایک ایک چھری دے دو تا کہ ہم باہم جنگ کریں تو یزید نے آپ کو پکڑ کر اپنے ساتھ لگا لیا اور کہنے لگا۔ میں سانپ کی طبیعت کو جانتا ہوں۔ سانپ سانپ ہی کو جنم دیتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۶۳ طبع کراچی) (ابن اثیر ج ۴۔ وتاریخ طبری ج ۴ ص ۲۶۳) (شہادت حسین ص ۲۳۰)

جناب بندیا لوی صاحب نے اس عبارت کو سعودیہ کے ریال، امریکہ کے ڈالر سمجھ کر حزم کر لیا یا پھر دیدہ کور کو کیا ائے نظر کیا دیکھنے والی بات اس کی آنکھوں اور دل پر چھائی تھی بس اسی لیے اتنی بڑی گستاخی حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں کرنے والا بھی اس کو نیک ہی نظر آیا۔

بندیا لوی صاحب لکھتے ہیں آسمان سے خون نہیں برسا:

نہ زمین پر زلزلہ نہ افق پر خون کی سرخی نہ چاند کی بے نور بی یہ سب جھوٹے بکواس اور بے سرو پا داستانیں اور افسانے ہیں۔

(واقعہ کر بلا اور اس کا پس منظر ص ۱۶۸ طبع سرگودھا)

بندیا لوی صاحب ایسے کور باطن اور جاہل مطلق ہیں قرآن وحدیث کو جابجا جگہ بہ جگہ جھٹلاتے پھرتے اگر یہ بد بخت عداوت اہل بیت کو سینے سے نکال کر قرآن وحدیث کو پڑھتا تو ان کو حقائق نظر آتے پڑھیں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔

نیک لوگوں کے وصال پر زمین و آسمان روتے ہیں۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ سَوَانَ  
کی بربادی پر نہ آسمان رویا نہ زمین اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی۔ پ ۲۵  
الذخاں آیت ۲۹

تفسیر:

یعنی قوم فرعون نے زمین میں ایسے نیک اعمال نہیں کیے تھے کہ ان کے مرنے کے بعد زمین ان نیک اعمال کے فراق پر روتی اور نہ آسمان کی طرف ان

کے نیک اعمال لے جائے جاتے تھے کہ ان کے مرنے کے بعد ان نیک اعمال کے فراق پر آسمان روتا۔

### حدیث نمبر ۱:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مومن کے لیے آسمان میں دو دروازے ہوتے ہیں ایک دروازے سے اس کا رزق نازل ہوتا ہے اور دوسرے دروازے سے اس کا کلام اور اس کا عمل داخل ہوتا ہے پس جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو یہ دونوں اس پر روتے ہیں پھر آپ نے یہیں آیہ کریمہ الدخان کی تلاوت فرمائی۔

(سنن ترمذی ابواب التفسیر ص ۵۰۷ رقم الحدیث ۳۲۵۵ طبع لاہور احیاء للمعانی شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۹۰۰ طبع فریک بک لاہور رقم الحدیث ۱۴۳۲۔ حلیہ الاولیاء ج ۳ ص ۵۳ طبع بیروت۔ تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۱۲ طبع بیروت تیسیر القرآن تفسیر از حافظ عتیق الرحمن کیلانی غیر المقلد وہابی ص ۵۰۸ طبع اسلامک پریس لاہور مسند ابویعلیٰ الموصلی ج ۳ ص ۱۵۸ طبع بیروت)

### حدیث نمبر ۲:

حضرت شریح بن عبدالحضری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام ابتداء میں اجنبی تھا اور وہ اجنبیت ہی میں لوٹ جائے گا سنو مومن پر کوئی اجنبیت نہیں ہے جو مومن بھی کسی سفر میں مرتا ہے جہاں اس پر کوئی رونے والا نہ ہو تو اس پر آسمان اور زمین روتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ یہ آیت کریمہ تلاوت فرمایا۔ الدخان ۲۹ پھر فرمایا زمین اور آسمان کافر پر نہیں روتے۔

(تفسیر جامع البیان ج ۲۵ ص ۱۶۲ رقم الحدیث ۲۴۰۷۸ طبع دار المعرفہ بیروت۔ قاضی ثناء اللہ نے اسی آیت کے تحت مرفوع احادیث بیان کیں دیکھیں تفسیر مظہر ج ۱ ص ۳۹۵ طبع کراچی)



## حدیث نمبر ۳:

حضرت مجاہد نے کہا مومن کے مرنے پر آسمان اور زمین چالیس روز تک روتے رہتے ہیں۔ ابوحنیفی نے کہا مجھے ان کے اس قول پر تعجب ہوا تو انہوں نے کہا تم اس پر کیوں تعجب کرتے ہو۔ زمین اس شخص کی موت پر کیوں نہ روئے جب کہ بندہ زمین پر رکوع اور سجود کر کے اس کو آباد کرتا ہے اور آسمان اس کی موت پر کیوں نہ روئے جب کہ اس کی تسبیح اور تکبیر کی آوازیں آسمان تک پہنچتی تھیں۔ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا زمین پر مومن جس جگہ نماز پڑھتا تھا وہ جگہ اس کی موت پر روتی ہے اور آسمان کی جس جگہ پر اس کے نیک اعمال پہنچتے تھے وہ جگہ اس کی موت پر روتی ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۱۳۰ طبع دار الفکر بیروت در منشور امام سیوطی ج ۷ ص ۲۱۲ طبع بیروت تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۷۳ طبع ضیاء القرآن لاہور۔ تفسیر عثمانی ص ۶۲۵، از شبیر احمد عثمانی دیوبندی تفسیر روح البیان پ ۲۵ ص ۳۱۲)

میں پوچھتا ہوں بندیا لوی صاحب سے تم نے کہا یہ جھوٹ اور بے سرو پاء داستانیں ہیں لیکن قرآن و حدیث نے فرمایا نیک لوگوں کے وصال پر زمین و آسمان روتے ہیں کیا تم امام حسین اور اُن کے رفقاء رضوان اللہ علیہم شہیدان کربلا کو مومن مانتے ہو یا معاذ اللہ کافر اگر مومن مانتے ہو تو مان لو کہ انکی ظالمانہ شہادت پر زمین و آسمان کا رونا حق ہے جھوٹی داستانیں نہیں۔

ابن کثیر لکھتے ہیں نیکوں کے وصال پر زمین و آسمان چالیس روز تک روتے ہیں

## حدیث نمبر ۴:



سفیان ثوری نے بروایت حضرت مجاہد اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ یہ کہا جاتا تھا کہ زمین چالیس دن تک مومن پر روتی ہے۔ حضرت مجاہد اور حضرت سعید بن جبر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے اسی طرح مروی ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ہی ایک اور روایت میں ہے۔

#### حدیث ۵:

کہ جب مومن کا انتقال ہوتا ہے تو آسمان اور زمین چالیس روز تک اس پر روتے ہیں۔ یہ سن کر کسی نے تعجب سے پوچھا کیا زمین بھی روتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا تم تعجب کرتے ہو۔ زمین کو کیا ہے کہ اس بندے پر نہ روئے جو زندگی بھر اسے رکوع و سجود کے ساتھ آباد رکھتا رہا۔ اور آسمان اس بندے پر کیوں نہیں روئے گا جس کی تسبیح و تکبیر کی گونج شہد کی مکھیوں کی آواز کی طرح تھی۔  
(درمنثور ج ۷ ص ۴۱۲ طبع بیروت)

#### حدیث نمبر ۶:

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ فرعونی اللہ کے ہاں اس سے کہیں زیادہ کم تر تھے اسی لیے ان پر زمین نہیں روئی ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم کا قول نقل کیا ہے کہ آفرینش عالم سے لے کر آج تک آسمان صرف دو بندوں پر رویا ہے پوچھا گیا کیا زمین و آسمان ہر مومن پر نہیں روتے فرمایا اس کے لیے صرف وہ مقام روتا ہے جہاں سے اس کا عمل چڑھتا تھا۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ آسمان کے رونے سے کیا مراد ہے۔ میں نے

عرض کیا نہیں فرمایا اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ حضرت امام حسین پر آسمان رویا۔ جب حضرت تکی بن زکریا علیہم السلام کو شہید کیا گیا تو آسمان سرخ ہو گیا اور اس سے خون برستارہا اور جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کیا گیا تو آسمان سرخ ہو گیا۔

یزید بن ابوزیاد کا قول ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر آسمان کے آفاق چار ماہ تک سرخ رہے۔ یزید کا قول اس کی سرخی اس کا رونا ہی ہے۔ سدی کبیر رحمۃ اللہ علیم نے اسی طرح کیا ہے۔ عطاء خراسانی کا قول ہے آسمان کا رونا یہ ہے کہ اس کے اطراف سرخ ہو جائیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے ہی یہ ذکر فرمایا کہ اس دن کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا مگر اس کے نیچے تازہ خون موجود ہوتا تھا۔

(۱) تفسیر ابن کثیر ج ۴ الدخان آیت ۲۹ ص ۲۷ طبع ضیاء القرآن لاہور۔

(۲) البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۷ طبع کراچی

(۳) الصواعق المحرقة ص ۶۴۲ طبع فیصل آباد

(۴) امام حسین اور واقعہ کربلا از ظفر اللہ شفیق دیوبندی ص ۱۳۲ طبع لاہور

(۵) امام حاکم جلال دین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام روایات کو اپنی کتاب میں لکھا اور کتاب کے مقدمہ میں دعویٰ کیا میں نے اس کتاب میں صحیح روایات نقل کیں دیکھیں۔

(۶) شہادت حسین رضی اللہ عنہ عرض مرتب ص ۲ طبع ملتان

(۷) خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۰۹ طبع لاہور

(۸) تاریخ الخلفاء ص ۲۰۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی

(۹) تفسیر روح البیان پ ۲۵ ص ۳۱۵ طبع بہاولپور۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

حضرت زہری فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی کہ جس دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اس دن بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

حضرت ابن عیینہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ورس (یعنی گھاس) راکھ ہو گئی اور گوشت ایسا ہو گیا کہ اس میں آگ بھری ہے۔

جمیل بن مرہ سے روایت ہے کہ یزید کے لشکریوں نے لشکر امام حسین رضی اللہ عنہ کے اونٹ آپ کی شہادت کے روز پکڑ لیے پھر ان کو ذبح کیا اور پکایا تو وہ اندرائن کے پھل کی طرح کڑوے ہو گئے اور ان کو کوئی نہ کھا سکا۔

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۵۴ طبع بیروت صواعق المحرقہ ص ۱۹۲ عربی مترجم ص ۶۴۴ طبع فیصل آباد)

عطاء اللہ بندیا لوی اور ابن کثیر کی حماقت اور اہل بیت سے دشمنی:

قارئین غور فرمائیں بندیا لوی صاحب نے لکھا یہ سب جھوٹی داستانیں ہیں اسی طرح ابن کثیر نے تاریخ میں اور اپنی تفسیر دونوں میں لکھا۔ یہ باتیں محل نظر ہیں بظاہر یہ شیعہ کی حماقت اور جھوٹ ہے تاکہ اس معاملے کو عظمت دی جا سکے بلا شک و شبہ یہ ایک عظیم سانحہ تھا لیکن یہ سب باتیں جو انہوں نے گھڑی ہیں جھوٹ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۷۲ طبع ضیاء القرآن زراعت)



اب میں پوچھتا ہوں کیا تمام یہ احادیث جو میں نے نقل کیں ہیں اور جلیل القدر محدثین نے ان کو روایت کیا حتیٰ کہ اسماء الرجال کے محدث ابن حجر عسقلانی نے بھی ان کو لکھا اور اس کا استدلال قرآن اور حدیث سے واضح طور پر ثابت کیا ہے۔ مومن مسلمان کے مرنے پر زمین و آسمان روتے ہیں جب عام مسلمان کے وصال پر روتے ہیں تو جو نیک مسلمان متقی اور پرہیزگار ہوں ان پر زمین و آسمان کیوں نہیں روتے یقیناً روتے ہیں تو جو نیک مسلمانوں کے امام ہیں صحابی بھی ہیں صحابی کے بیٹے بھی ہیں حضور ﷺ کے نواسے بھی ہیں جنتی جوانوں کے سردار بھی ہیں جب ان کی سفر کی حالت میں مظلومانہ طور پر شہادت ہوئی تو اس وقت زمین و آسمان کیوں نہیں روئے یقیناً روئے تھے لیکن یزیدی نسل کو یہ احادیث بھی جھوٹی نظر آئیں اور جو یہ مانے ان کے نزدیک وہ شیعہ ہے۔ کیا یہ تمام محدثین شیعہ تھے اور جھوٹ گھڑنے والے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے لکھتے ہیں کہ یزید کو بچایا جائے اور اس واقعہ کو کوئی خاص اہمیت نہ دی جائے۔ شرم تم کو نہیں۔

حدیث نمبر ۷ خدا کا عرش بل گیا شہادت پر:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کی شہادت کے سبب عرش حرکت میں آ گیا اور ایک روایت میں ہے سعد بن معاذ کی وفات کے سبب رحمن کا عرش حرکت میں آ گیا۔ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ شریف کتاب المناقب الفصل الاول)

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ حضرت



سعد رضی اللہ عنہ کی روح کی آمد کے سبب عرش خوشی اور مسرت سے جھوم اٹھا حرکت میں آ گیا۔ (اشعث اللمعات ج ۷ ص ۵۴۳ مترجم طبع فرید بک لاہور)

میں کہتا ہوں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ گھر میں تھے جب ان کا وصال ہوا ان پر پانی بند نہیں کیا گیا ان کو ظماً شہید نہیں کیا گیا لیکن آپ شہید ہی تھے ان کے وصال پر خدا کا عرش حرکت کر سکتا ہے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت پر زمین و آسمان رو سکتے ہیں یہ کوئی من گھڑت قصہ نہیں۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

### (قافلہ کی مدینہ روانگی کا حکم) یزید کی جھوٹی محبت:

یزید نے لقمان بن بشیر (صحابی رضی اللہ عنہ) سے کہا اے لقمان ان لوگوں کی روانگی کا سامان جیسا مناسب ہو کرو اور ان کے ساتھ اہل شام میں سے کسی ایسے شخص کو بھیجو جو امانت دار نیک کردار ہو اور اس کے ساتھ سوار ہوں خدام ہوں کہ ان سب لوگوں کو مدینہ پہنچا دے بعد اس کے مستورات کے لیے حکم دیا کہ علیحدہ مکان میں اتاری جائیں جہاں ضرورت کی سب چیزیں موجود ہوں اور ان کے بھائی علی بن حسین اسی مکان میں رہیں جس میں وہ سب لوگ ابھی تک تھے غرض یہ سب لوگ جب اس گھر سے یزید کے گھر میں گئے تو سیدنا معاویہ کی اولاد میں سے کوئی عورت ایسی نہ ہوگی جو حسین کے لیے روتی ہوئی نوحہ و زاری کرتی ہوئی ان کے پاس نہ آئی ہو غرض کہ وہاں صف ماتم بچھ گئی۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۶۲ طبع کراچی)

جب ان لوگوں کے روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو یزید نے علی بن حسین رضی

اللہ عنہا کو بلا بھیجا اور ان سے کہا خدا پسمرجانہ پر لعنت کرے واللہ اگر حسین میرے پاس آتے جس بات کے مجھ سے وہ خواستگار ہوتے میں وہی کرتا۔ ان کو ہلاک ہونے سے جس طرح بن پڑتا میں بچا لیتا اگرچہ اس میں میری اولاد میں سے کوئی تلف ہو جاتا لیکن خدا کو یہی منظور تھا جو تم نے دیکھا تمہیں جس بات کی ضرورت ہو مجھے خبر کرنا پاس لکھ کر بھیج دینا پھر یزید نے سب کو کپڑے دیے اور اس بدرقہ کو ان لوگوں کے بارے میں تاکید کر دی یہ شخص جو بدرقہ راہ تھا سب کے ساتھ روانہ ہوا۔

رات بھر قافلہ کے ساتھ ساتھ اس طرح رہتا تھا کہ سارا قافلہ اس کی نگاہ کے سامنے رہے آگے آگے چلے۔ جب یہ لوگ اترتے تھے تو کنارے ہو جاتا تھا خود بھی اور اس کے ساتھ والے بھی ہر سمت میں قافلہ کے گرد اگر دھیل جاتے تھے جو طریقہ پاسبانوں کا ہوتا ہے اور خود اس طرح سب سے علیحدہ اترتا تھا کہ اگر کوئی شخص وضو کرنے کو یا قضائے حاجت کے لیے جائے تو اس کو کچھ زحمت نہ ہو۔ اسی طرح ان لوگوں کو راہ میں راحت پہنچاتا ہوا ان کی ضرورتوں کو پوچھتا ہوا۔ ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہوا مدینہ میں سب کو لے کر داخل ہوا۔ فاطمہ بنت علی نے اس وقت اپنی بہن زینب سے کہا پیاری بہن یہ مرد (صحابی نعمان بن بشیر نے) ہمارے ساتھ سفر میں بہت مہربانی سے پیش آیا اسے کچھ انعام دیجئے کہا واللہ میرے پاس اپنے زیور کے سوا کچھ بھی نہیں پھر اپنے کنگن اور بازو بندان کو دیے فرمایا تمہاری خدمت کا صلہ ہے اس نے کہا میں نے جو کچھ کیا خدا کے لیے اور رسول ﷺ سے جو تمہاری خدمت کا صلہ ہے اس نے کہا میں نے جو کچھ کیا خدا کے لیے اور رسول اللہ ﷺ سے جو تمہاری قربت آپ کو ہے اس کے خیال سے

کیا نذرانہ قبول کر لیا۔

(تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۶۳ طبع کراچی البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۶۳ و ۳۶۸)

اس واقعہ میں صحابی کا اہلبیت کے ساتھ محبت کا واضح ثبوت ہے اور اہلبیت کا صحابہ پر احسان کرنے کا بھی واضح ثبوت ہے۔

اس واقعہ میں یزید کے احسانات کا ذکر اہلبیت کے ساتھ اور ابن زیاد کو لعن طعن کا ذکر ہے لیکن یزید کی منافقت تھی اور حکومت بچانے کی خاطر ایسا کیا حقیقت میں اہلبیت کا دشمن تھا وہ اس لیے کہ قاتلوں کو کوئی سزا نہ دی بلکہ انعام دیا۔

جب یزید کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ خوش ہوا پھر اس پر پشیمان ہوا ابو عبیدہ مصر بن المثنیٰ نے بیان کیا ہے کہ یونس بن حبیب الجرمی نے اس سے بیان کیا کہ جب ابن زیاد نے حضرت حسین اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کیا تو اس نے ان کے سروں کو یزید کے پاس بھجوایا تو شروع شروع میں وہ آپ کے قتل سے خوش ہوا۔ اور اس کی وجہ سے ابن زیاد کا مرتبہ اس کے ہاں اچھا ہوگا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۴۳۱ طبع کراچی کامل ابن اثیر اس قافلہ کے مدینہ شریف میں پہنچنے پر کہرام مچ گیا گویا یوں جیسے قیامت آگئی ہے یزید کے خلاف بہت لوگ اٹھے جن کا ہم واقعہ حرہ میں ذکر کر چکے۔

میں نے اپنی اس تحریر و کوشش میں ہر انصاف پسند مسلمان کو غور فکر کرنے کی دعوت دی ہے اور جناب شیخ بندیا لوی صاحب کے باطل نظریات کو دفع کرنے کی کوشش کی ہے البتہ اس میں خارجیوں ناصبیوں کے متعلق کچھ سخط

الفاظ ہیں وہ صرف اس لیے کہ انہوں نے ہمارے ایمان اور ایمان کے مرکز پر حملہ کیا ہم نے اس کا دفع کیا اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے قارئین کو صحابہ کرام و اہلبیت کا مقام سمجھنے اور ان سے عقیدت و محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ دنیا و آخرت کی مشکلات سے محفوظ و مامون رکھے اور ہر خاص و عام کو استفادہ حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین





## ماخذ مراجع جن سے استفادہ کیا گیا

### تاریخ کتب

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔ تاریخ کبیر	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری	طبع مکہ مکرمہ
۲۔ تاریخ الامم والملوک	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری	طبع بیروت و کراچی
۳۔ الکامل فی تاریخ	علامہ ابو الحسن علی بن ابی الکرم ایشانی المعروف ابن الاثیر جوزی	طبع مصر و بیروت
۴۔ تاریخ ابن خلدون	علامہ عبد الرحمن بن محمد بن خلدون	طبع بیروت و کراچی
۵۔ مقدمہ ابن خلدون		
۶۔ دفتیات الاعیان	علامہ شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان	طبع بیروت
۷۔ تاریخ مدینہ جذب القلوب الی دیار المحبوب	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی	طبع کراچی
۸۔ تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین سیوطی	طبع کراچی
۹۔ البداه والنہایہ۔ تاریخ ابن کثیر	حافظ عمار الدین اسمعیل بن عمر کثیر	طبع بیروت و کراچی
۱۰۔ تاریخ یعقوبی	مؤرخ ابی یعقوب	ضیاء القرآن لاہور
۱۱۔ تاریخ نجد و حجاز	مفتی عبد القیوم ہزاروی	
۱۲۔ عقد الفرید	ابن عبد ربہ	

۱۳۔ المجد فی تاریخ نجد	عثمان بشیر نجدی	
۱۴۔ فتوحات اسلامیہ	سید وحلان مفتی مکہ معظمہ	طبع ہرات
۱۵۔ تاریخ بغداد	امام ابن عساکر	طبع بیروت
۱۶۔ تاریخ اہلحدیث	ابراہیم میر سیالکوٹی	طبع سرگودھا
۱۷۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند	سید محبوب رضوی	ادارہ اسلامیات لاہور
<b>مختلف کتب</b>		
۱۔ حیات الحیوان	علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدیمیری	اسلامی کتب خانہ لاہور
۲۔ فتح المغیث	امام شمش الدین سخاوی	دارالامام طبری
۳۔ ما ثبت بالسنۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	بیروت
۴۔ المحفوظ	امام اہلسنت احمد رضا خاں فاضل بریلوی	کراچی
۵۔ احیاء العلوم	امام محمد بن غزالی	لاہور۔ بیروت
۶۔ معجم البلدان		
۷۔ مجربات طب روحانی وجسمانی	امام غزالی	دارالاشاعت کراچی
۸۔ کلیات امدایہ	حضرت امداد اللہ مہاجرکی	دارالاشاعت کراچی
۹۔ دیوبندی مذہب	محمد عاصم	طبع لاہور
۱۰۔ خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام		
۱۱۔ اخبار الاطوال	ابو حنیفہ دینوری	طبع العربیہ قاہرہ
۱۲۔ کتاب المعارف۔	ابن قتیبہ دینوری	طبع مصر

دارالفکر بیروت القاہرہ	ابوزہرہ مصری	۱۳۔ المذہب الاسلامیہ
طبع دارالکتب العلمیہ بیروت	ابن حزم ظاہری غیر مقلد وہابی	۱۴۔ الحملی بالاثار
بلا گنج لاہور	مولانا محمد علی	۱۵۔ دشمنان امیر معاویہ
طبع نجف اشرف	شیخ ابو منصور طبری	۱۶۔ احتجاج طبری۔
		۱۷۔ مجالس المؤمنین
		۱۸۔ جامع الاختیار
مؤسسۃ العلمی بیروت	علامہ عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی	۱۹۔ مراۃ الجنان

### کتب تفسیر و تراجم و حاشیہ جات

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔ الجامع الاحکام	علامہ قرطبی مالکی	ایران
۲۔ تفسیر روح المعانی	سید محمود آلوسی	بیروت
۳۔ جامع البیان	امام ابو عبداللہ ابو جعفر محمد بن جزیر طبری	بیروت کراچی
۴۔ مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	کراچی
۵۔ تفسیر عثمانی	شبیر احمد عثمانی دیوبندی	کراچی
۶۔ تفسیر عزیزی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	کراچی
۷۔ تفسیر عبدالرزاق	امام عبدالرزاق بن ہمام	دارالمکتبہ بیروت

۸۔ اسباب نزول القرآن	امام ابو الحسن علی بن احمد الواحدی	دارالکتب علمیہ بیروت
۹۔ روح البیان	علامہ اسماعیل حق	بہاولپور
۱۰۔ تیسیر القرآن	حافظ عتیق الرحمن وہابی غیر مقلد	اسلامک پریس لاہور
۱۱۔ تفسیر ابن کثیر دمشقی	حافظ ابن کثیر دمشقی	لاہور بیروت
۱۲۔ کنز الایمان ترجمہ القرآن	امام احمد رضا خاں	طبع لاہور
۱۳۔ تفسیر خزائن العرفان	سید نعیم الدین مرادی آبادی	لاہور
۱۴۔ نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی	لاہور
۱۵۔ فتح القدیر	قاضی شوکانی وہابی طبع دارالمعرفۃ للطباعة والنشر	بیروت
۱۶۔ خازن	علامہ خازن	
۱۷۔ فتوحات الہیہ حاشیہ	جلالین علامہ سلیمان جمل	
۱۸۔ ترجمہ و تفسیر بیان القرآن	اشرف علی تھانوی دیوبندی	تاج کمپنی لاہور۔ کراچی
۱۹۔ تفسیر ماجدی	عبدالمجید دریا آبادی دیوبندی	تاج کمپنی لاہور کراچی
۲۰۔ معارف القرآن	مفتی شفیع کراچی دیوبندی	کراچی
۲۱۔ احسن التفاسیر	احمد حسن دہلوی وہابی	



۲۲۔ تفسیرات احمدیہ	ملا جیون	طبع انڈیا بھارت
۲۳۔ معارف القرآن	ادریس کاندھلوی دیوبندی	قرآن محل لاہور
۲۴۔ ترجمۃ القرآن	محمود الحسن دیوبندی	طبع کراچی
۲۵۔ ترجمۃ القرآن	شاہ رفیع الدین و وحید الزمان خان	لاہور انارکلی
۲۶۔ تفہیم القرآن	ابو الاعلیٰ مودودی وہابی دیوبندی	تعمیر انسانیت لاہور
۲۷۔ تبیان القرآن۔	شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی	طبع فرید بک شال لاہور
۲۸۔ تفسیر الحسنات	علامہ ابوالحسنات شاہ	طبع حزب الاحناف لاہور
۲۹۔ ہدایۃ القرآن	ضیاء اللہ شاہ بخاری وہابی دیوبندی	جامع الابدال السلامیہ ساہیوال
۳۰۔ تفسیر ثنائی	مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی	مکتبۃ الرحمن سول لائن سرگودھا
۳۱۔ ترجمۃ القرآن	فتح محمد جالندھری وہابی دیوبندی	قرآن سوسائٹی جلالپور جٹاں گجرات
۳۲۔ احکام القرآن	ازامام ابوبکر حقائق حنفی	طبع سہیل اکیڈمی لاہور

## کتب فقہ و فتاویٰ و اصول و لغت

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔ فتح القدیر	امام محقق علی الطلاق علامہ کمال الدین بن ہمام	نوریہ رضویہ سکھر

۲۔ شرح المحذب	علامہ یحییٰ بن شرف نووی	بیروت
۳۔ در مختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی	مصر
۴۔ رد المختار	علامہ ابن عابد بن شامی	مصر
۵۔ ہدایہ شریف	علامہ علی بن ابوبکر المرغینانی	ملتان
۶۔ عین الہدایہ	جسٹس امیر علی	مکتبہ رحمانیہ لاہور
۷۔ فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	طبع جدید لاہور
۸۔ فتاویٰ ابن تیمیہ	امام ابن تیمیہ (غیر مقلد)	بیروت
۹۔ المفردات	امام راغب اصفہانی	ایران و کراچی
۱۰۔ کتاب تصریفات	علامہ میر سید شریف	المطبوعہ خیریہ
۱۱۔ تکمیل الایمان	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	لاہور
۱۲۔ اصول الہزوری	امام اجل فخر الاسلام بزوری	کراچی
۱۳۔ فواتح الرحموت	بزیل المصطفیٰ	
۱۴۔ المسائیر مع المسامرہ	علامہ کمال الدین بن ہمام	طبع مصر
۱۵۔ شرح فقہ اکبر۔	امام ملا علی قاری۔	طبع مصر
۱۶۔ فتاویٰ ستاریہ	شیخ ادریس سلفی وہابی	کراچی
۱۷۔ فتاویٰ نذیریہ	نذیر حسین دہلوی وہابی	
۱۸۔ فتاویٰ ثنائیہ	مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی	
۱۹۔ فتاویٰ ابجدیث	عبداللہ روپڑی ابجدیث	طبع احیاء السنۃ النبویہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

طبع کراچی لاہور	عاشق رسول امام احمد رضا خاں	۲۰۔ حسام الحرمین علی منکر الکفر والین
مصر	امام ابن حجر مکی	۲۱۔ فتاویٰ حدیثیہ
دارالفکر بیروت	حافظ جمال الدین یوسف الحمزی	۲۲۔ تہذیب الکمال
	احمد عبداللہ بن عدی الجرجانی	۲۳۔ الکامل فی ضعف الرجال
علم و عرفان لاہور	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۲۴۔ فقہ عمر
دارالکتب العلمیہ بیروت	حافظ ابن حجر عسقلانی	۲۵۔ تقریب العندیب
کراچی	علامہ تفتازانی	۲۶۔ شرح عقائد نسفی
ملتان	مجیب اللہ گونڈوی دیوبندی	۲۷۔ بیان الفوائد فی حل شرح القصائد نسفیہ
	علامہ امام شعرانی	۲۸۔ المیزان الکبریٰ
امجد اکیڈمی لاہور	علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری	۲۹۔ خلاصۃ الفتاویٰ
طبع کراچی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۳۰۔ فتاویٰ عزیزی
طبع کراچی	اشرف علی تھانوی دیوبندی	۳۱۔ امداد الفتاویٰ
طبع دہلی	مولوی فیروز الدین	۳۲۔ فیروز الغات
طبع کراچی	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	۳۳۔ احکام شریعت

		۳۴۔ الصبح النوری شرح المختصر القدری
طبع بیروت	امام نووی	۳۵۔ تہذیب الاسماء واللغات

## شروحات حدیث

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری	علامہ احمد قسطلانی	طبع بیروت
۲۔ بزالمجود فی حل ابی داؤد	خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی	ملتان
۳۔ شرح نخبہ الکفر	علامہ ابن حجر عسقلانی	غلام علی سنزکراچی
۴۔ مرآت المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی	لاہور
۵۔ شرح صحیح مسلم	علامہ غلام رسول سعیدی	طبع فرید بک سٹال لاہور
۶۔ کرمانی شرح صحیح بخاری	علامہ کرمانی	طبع بیروت
۷۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الا بحر		دارالاحیاء بیروت
۸۔ شرح شفاء	امام ملا علی قاری	لاہور
۹۔ فیض الباری شرح صحیح بخاری	علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی	
۱۰۔ مرقات شرح مشکوٰۃ	امام ملا علی قاری	بیروت
۱۱۔ ایضۃ للمعات شرح مشکوٰۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	لاہور



۱۲۔ تیسیر الباری ترجمہ و تشریح صحیح بخاری	شیخ وحید الزماں غیر مقلد و ہابی	نعمانی کتب خانہ لاہور
۱۳۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	امام بدرالدین عینی	بیروت
۱۴۔ فتح الباری	حافظ ابن حجر عسقلانی	طبع مصر
۱۵۔ نعمت الباری شرح صحیح بخاری	شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی	فرید بک لاہور
۱۶۔ بقیۃ الراشد فی شرح العقائد	از نواب صدیق و ہابی	طبع علوی لکھنؤ

### کتب حدیث

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔ بخاری شریف	امام ابو عبد اللہ اسماعیل بخاری	طبع کراچی
۲۔ صحیح مسلم	امام مسلم بن الحجاج	کراچی لاہور
۳۔ سنن ترمذی	امام ترمذی	کراچی لاہور
۴۔ سنن ابوداؤد۔	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	بیروت لاہور
۵۔ سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	بیروت لاہور
۶۔ سنن نسائی	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر نسائی	لاہور
۷۔ مشکوٰۃ	امام ولی الدین تبریزی	طبع دہلی و بیروت

۸۔ مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن بکر بیشمی	بیروت
۹۔ طبقات علی الموضوعات	امام جلال الدین سیوطی	اثر یہ سائیکل ہل
۱۰۔ مسند امام احمد	امام احمد	بیروت
۱۱۔ حجتہ اللہ علی العلمین	علامہ یوسف بن اسلمیل نہانی	بیروت
۱۲۔ حلیۃ الاولیاء	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ	بیروت
۱۳۔ اکمال الاکمال المعلم	ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ و شطانی	بیروت
۱۴۔ صحیح ابن ماجہ	ناصر الدین البانی و ہابی	
۱۵۔ صحیح سنن ابی داؤد	ناصر الدین البانی و ہابی	
۱۶۔ المستفی	امام عبد اللہ بن علی بن جارود نیشاپوری	القاہرہ
۱۷۔ دلائل النبوت	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ	طبع دار النفا سیس
۱۸۔ طحاوی شریف	امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی	طبع لاہور
۱۹۔ سنن کبریٰ البیہقی	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی	بیروت
۲۰۔ الفردوس بما ثور الخطاب	امام ابو شجاع	بیروت
۲۱۔ مسند ابو یعلیٰ الموصلی	امام احمد بن علی المثنیٰ التیمی	بیروت
۲۲۔ سنن داری	امام داری	بیروت
۲۳۔ المستفی	امام ابن تیمیہ	طبع سلفیہ القاہرہ

۲۲۔ زرقانی علی المواہب	علامہ قسطلانی محمد بن عبدالباقی	دارالمعرفہ بیروت
۲۵۔ سنن دارقطنی	امام علی بن عمر دارقطنی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۲۔ شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۵۔ سنن دارقطنی	امام علی بن عمر دارقطنی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۶۔ شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ		دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۸۔ المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی	دارالفکر بیروت
۲۹۔ البحر الزخار المعروف مسند النہز از	امام احمد عمرو بن عبدالحق بزار	مؤسسۃ القرآن بیروت
۳۰۔ اسعاف الراغبین	علامہ شیخ محمد بن الصبان	
۳۱۔ ادب المفرد۔	امام بخاری	طبع سائیکہ ہل ولاہور
۳۲۔ تلخیص الذہبی	امام ذہبی	
۳۳۔ الطبقات الکبریٰ	علامہ عبدہاب شعرانی	طبع مصر
۳۴۔ المستدرک للحاکم	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ	
۳۵۔ جامع الاصول	امام محمد الدین المبارک بن محمد ایشانی	بیروت
۳۶۔ کنز العمال		
۳۷۔ المعجم الکبیر		
۳۸۔ اکامل لابن عدی		

۳۹۔ تنبیہ الغافلین	فقہی ابو الیث نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی	کراچی
--------------------	--	-------

## اخبار و رسائل

ماہنامہ دارالعلوم دیوبندی بھارت انڈیا

ماہنامہ خدام الدین لاہور۔ روزنامہ نوائے وقت۔ روزنامہ جنگ۔ روزنامہ جناح۔  
روزنامہ پاکستان۔ روزنامہ خبریں۔ روزنامہ دن۔ روزنامہ ایکسپریس

## سیرت فضائل

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔ خصائص کبریٰ	حافظ امام جلال الدین سیوطی	لاہور بیروت
۲۔ سیرت حلبیہ	علامہ علی ابن برہان الدین حلبی	کراچی۔ بیروت
۳۔ الصوائق المحرقة	امام ابن حجر مکی عثمی	کراچی بیروت
۴۔ القول البدیہ	علامہ شمس الدین سخاوی	مکتبہ المودید لطائف
۵۔ مدارج النبوت	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	لاہور
۶۔ رحمۃ العالمین	قاضی سلیمان منصور پوری دہانی	لاہور
۷۔ سیرت النبی	سلیمان ندوی و شبلی نعمانی	لاہور
۸۔ اسد الغابہ	علامہ ابن اثیر جزدی	بیروت
۹۔ ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء	امام مارودی	مصر
۱۰۔ انساب والاشراف	احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری	بیروت



کراچی	مفتی تقی عثمانی دیوبندی	۱۱۔ حضرت امیر معاویہ اور تاریخی حقائق
بیروت	علامہ ابو بکر ابن العربی	۱۲۔ الصواصم من القواصم
بیروت	علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی	۱۳۔ میزان الاعتدال
جامع سراجیہ فیصل آباد	شیخ مومن بن حسن مومن شبلی نجی	۱۴۔ نور الابصار مع تنویر الاظہار
بیروت	حافظ ابن حجر عسقلانی	۱۵۔ تہذیب التہذیب
مکتبہ رحمانیہ لاہور	شیخ شبلی نعمانی دیوبندی	۱۶۔ الفاروق
کراچی۔ بیروت	علامہ ابن سعد	۱۷۔ طبقات الکبریٰ لابن سعد
کراچی۔ بیروت	علامہ سہودی	۱۸۔ وفاء الوفا
کراچی۔ بیروت	حافظ ابن کثیر دمشقی	۱۹۔ السیرت النبویہ
المعارف لاہور	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۲۰۔ انفاص العارفین
کراچی	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۲۱۔ فیوض الحرمین
سلفیہ لاہور	صفی الرحمن وہابی غیر مقلد	۲۲۔ الریق المختوم
ادارہ اسلامیات لاہور	امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی	۲۳۔ مکتوبات
ضیاء القرآن لاہور	پیر محمد کرم شاہ الازہری	۲۴۔ سیرت ضیاء النبی ﷺ
طبع دار المعارف مصر	ابن حزم ظاہر غیر مقلد	۲۵۔ جمہرۃ الانساب العرب
دار الفکر بیروت	حافظ ابن حجر عسقلانی	۲۶۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ

دارالاشاعت کراچی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۲۷۔ تحفہ انشاء عشریہ
القاهرہ	امام یوسف الصالحی شامی	۲۸۔ سبل الہدیٰ والارشاد
ضیاء القرآن لاہور	سید علی ہجویری داتا گنج بخش	۲۹۔ کشف المحجوب
لاہور	شیخ عبداللہ نجدی	۳۰۔ مختصر سیرت
بیروت	عبداللہ بن محمد بن عبدالبر	۳۱۔ الاستیصاب علی ہاشم الاصحابہ
منیریہ مصر		۳۲۔ الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم
طبع نظامی کانیپور	از نواب صدیق حسن خان وہابی	۳۳۔ الفرع النامی من الاصل السامی
طبع مصر	ابن حزم ظاہر غیر مقلد	۳۴۔ الفصل فی الملل والا ہواء والنحل

## دیوبندی وہابی کتب

نام کتاب	مصنف	طبع
۱۔ الافاضات الیومیہ	ملفوظات اشرف علی تھانوی وہابی	ملتان و تھانہ بھون
۲۔ احسن العزیز	اشرف علی تھانوی دیوبندی	اسلامی اکادمی لاہور
۳۔ ارواح ثلاثہ	اشرف علی تھانوی دیوبندی	اسلامی اکادمی لاہور

۴۔ حفظ الایمان مع بسط	اشرف علی تھانوی	مکتبہ رحمانیہ لاہور
البنان		
۵۔ سوانح اشرف علی تھانوی	خواجه عزیز الحسن مجذوب خلیفہ تھانوی	ملتان تالیفات اشرفیہ
۶۔ تصوف الاسلام	عبد الماجد دریا آبادی	طبع اعظم گڑھا انڈیا
۷۔ صراط مستقیم	شاہ اسماعیل دہلوی	اسلامی اکادمی لاہور
۸۔ تقویۃ الایمان	شاہ اسماعیل دہلوی	میر محمد کتب خانہ کراچی
۹۔ قصص الاکابر	.....	دارالعلوم جامع اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور
۱۰۔ فضائل درود شریف	شیخ زکریا صاحب دیوبندی	خواجه اسلام و مکتبہ رحمانیہ لاہور
۱۱۔ تذکرۃ الرشید	عاشق الہی میرٹھی دیوبندی وہابی	ادارہ اسلامیات لاہور کراچی
۱۲۔ سوانح یوسف کاندھلوی	شیخ ثانی حسنی دیوبندی وہابی	ملک سنز فیصل آباد
۱۳۔ چراغ سنت قصوری		مطبوعہ قاسمی دیوبندی
۱۴۔ شہاب ثاقب	حسین احمد دیوبندی	
۱۵۔ مرثیہ محمود الحسن دیوبندی وہابی		مطبوعہ دیوبند
۱۶۔ منها السنۃ	شیخ ابن تیمیہ وہابی	
۱۷۔ حیات ابن تیمیہ	یوسف کوکن وہابی	طبع ذوالنورین اکادمی سرگودھا

طبع کراچی		۱۸- حیات ابن حزم ظاہری غیر مقلد
طبع نفیس اکیڈمی کراچی		۱۹- حیات ابن قیم جوزی
ترجمان القرآن لاہور	شیخ مودودی دیوبندی وہابی	۲۰- خلافت و ملکویت
دارالاشاعت کراچی	قاسم نانوتوی دیوبندی وہابی	۲۱- تحذیر الناس
	مولانا طفر علی خان	۲۲- چمنستان
		۲۳- تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء
مدرسہ تعلیم اسلام مکتبہ الفقیر فیصل آباد	خلیل الرحمن انوری دیوبندی وہابی	۲۴- تحفہ مرحومین
کراچی	محمود عباسی وہابی خارجی	۲۵- رسومات محرم و تعزیه داری
		۲۶- خلافت یزید و معاویہ
طبع لاہور	حکیم فیض عالم وہابی	۲۷- خلافت راشدہ
		۲۸- مقام صحابہ
طبع دارالسلام لاہور	حافظ صلاح الدین غیر مقلد وہابی اہلحدیث	۲۹- رسومات محرم اور سانحہ کربلا
لنڈ بازار لاہور	ابو یزید دین بٹ وہابی	۳۰- رشید ابن رشید
سرگودھا	شیخ بندیا لوی دیوبندی وہابی	۳۱- واقعہ کربلا و اس کا پس منظر
دارالعلوم دیوبند انڈیا		۳۲- سوانح قاسمی دیوبندی



۳۳۔ یزید اکابر دیوبند کی نظر میں		
۳۴۔ ائمہ علمائے دیوبند	بیروت	
۳۵۔ نصب الراية	ابوزہرہ مصری	بیروت
۳۶۔ نزالابرار	نواب صدیق حسن خاں وہابی غیر مقلد	بیروت
۳۷۔ تجلیات صفدر	شیخ امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی وہابی	ملتان
۳۸۔ کرامات الہمدیث	عبدالمجید سوہدري وہابی غیر مقلد	فیصل آباد
۳۹۔ امام حسین اور واقعہ کربلا	حافظ ظفر اللہ شفیق	لاہور
۴۰۔ سیدنا علی وسیدنا حسین	قاضی اظہر مبارکپوری ونفیس حسینی دیوبندی وہابی	مکتبہ شہید لاہور
۴۱۔ شہید کربلا اور یزید	قاری طیب دیوبندی وہابی	ادارہ اسلامیات لاہور
۴۲۔ مکتوبات شیخ الاسلام	حسین مدنی	لاہور
۴۳۔ حادثہ کربلا کا پس منظر عبدالرشید نعمانی دیوبندی کی تین کتب کا مجموعہ	مرتب: ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی دیوبندی	طبع مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور
۴۴۔ شہادت حسین رضی اللہ عنہ۔ علمائے دیوبند کی کتب کا مجموعہ مقدمہ مفتی عبدالستار دیوبندی	مرتب: محمد اسحق ملتان دیوبندی	ادارہ تالیفات اشرافیہ ملتان

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حالات زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

تالیف  
محمد حسین القادری

الکبریا پبلشرز

زبیدینٹر ۴۰ اردو بازار لاہور  
Ph: 042 - 7352022  
Mob: 0300-4477371

حضرت نایب امام حسینؑ کی حالات زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

حضرت نایب امام حسینؑ

تالیف،  
محمد حسیب القادری

ناشر  
اکبر نیک پبلشرز

پرنٹنگ پریس ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 7352022



# سوانح کربلا



حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آکبر بک سیٹلرز اردو بازار لاہور

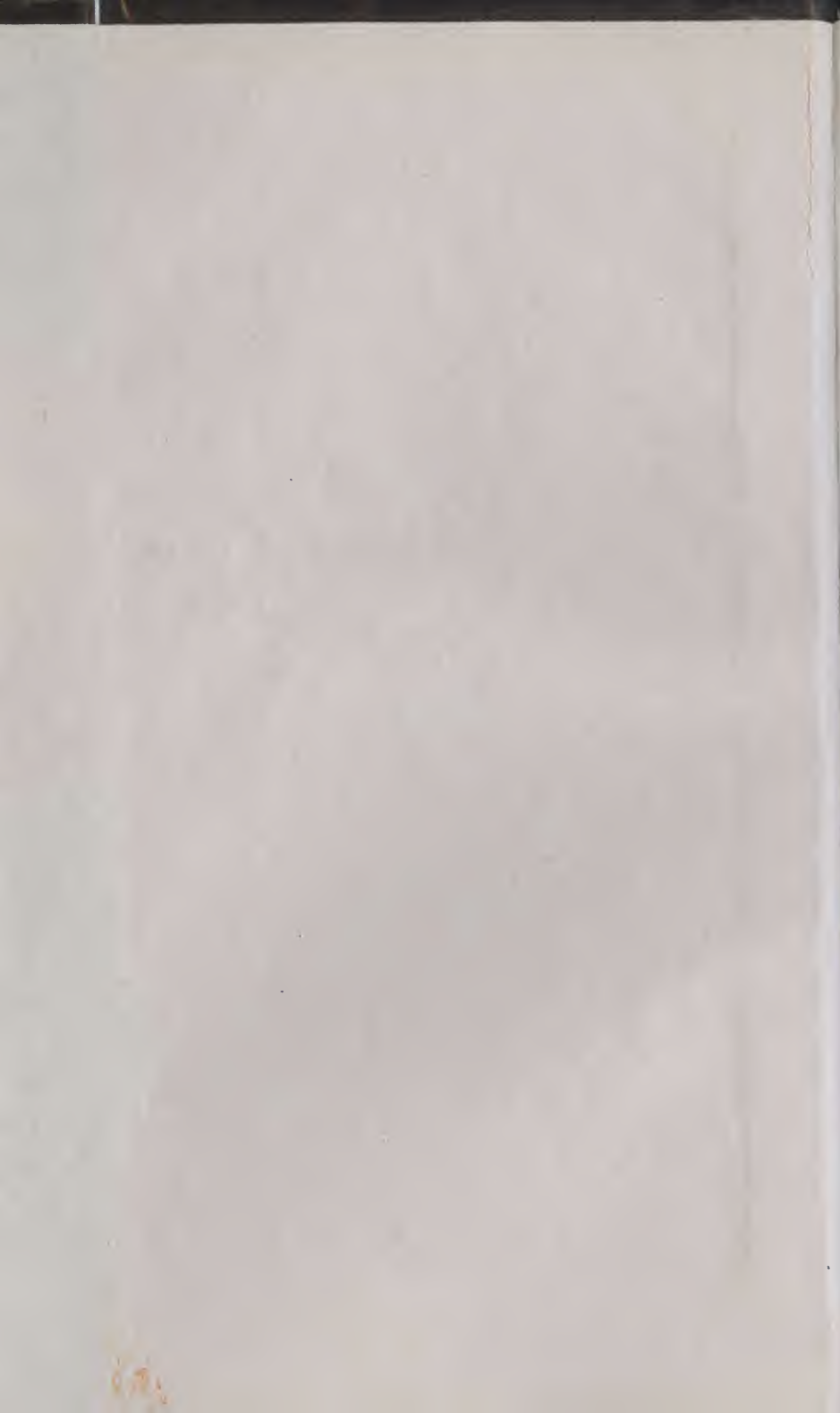


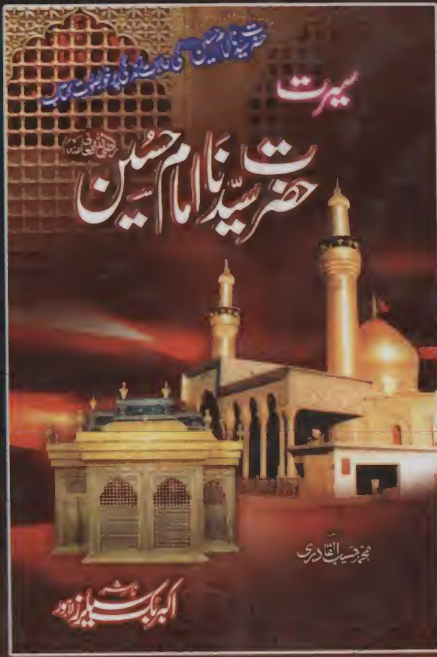
محرم مکملے  
۱۲ وعظوں کا مستند مجموعہ

# خطبات محرم

تصنیف: فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

اکبر بک سیلرز اردو بازار، لاہور





اکبر الیٹس پبلشرز